تفہیم البخاری

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

جامعہ رضویہ فیصل آباد

وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۷ سورۂ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصہ پنجم (۵)

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

ناشر: محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد۔ فیصل آباد

بار اوّل : ایک ہزار

مطبع :

الجدہ پرنٹرز 22/SR
احاطہ ترلوک چند
اردو بازار ، لاہور

ناشرین : صاحبزادہ حبیب الرحمٰن جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود احسن محلہ اسلام پورہ منڈی چوہڑکانہ
ضلع شیخوپورہ

ھدیہ : 150/00

نورِ نگاہِ چشمِ رسالت ہے فاطمہ ؎ تابندگیٔ اوجِ امامت ہے فاطمہ

تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار

مترجم : شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

بسم الله الرحمن الرحيم

الجزء الثالث عشر

كتاب بدء الخلق

باب ما جاء في قول الله وهو الذي يبدؤ الخلق ثم يعيده

يُعِيدُهُ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ وَالْحَسَنُ كُلٌّ عَلَيْهِ هَيِّنٌ وَهَيْنٌ مِثْلُ لَيِّنٍ وَلَيْنٍ وَمَيِّتٍ وَمَيْتٍ وَضَيِّقٍ وَضَيْقٍ اَفَعَيِيْنَا اَفَاَعْيٰى عَلَيْنَا حِيْنَ اَنْشَاَكُمْ وَاَنْشَاَ خَلْقَكُمْ لُغُوْبٌ اَللُّغُوْبُ النَّصَبُ اَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا عَدَا طَوْرَهُ اَيْ قَدْرَهُ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اللہ وہ ہے جو مخلوق کو اوّل بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ زندہ کرے گا“ ربیع بن خُثیم اور حسن بصری نے کہا ہر شئ اللہ کے لئے آسان ہے۔ ہَیِّن اور ہَیْن لَیِّن اور لَیْن، مَیِّت اور مَیْت، ضَیِّق اور ضَیْق کی طرح ہے۔ اَفَعَیِیْنَا کا معنیٰ ہے۔ کیا ہمارے لئے مشکل ہے جب تم کو اور تمہاری خلقت کو پیدا کیا۔ لُغُوْب کا معنیٰ تعب و مشقت ہے ”اطوار“ کبھی ایک حال کبھی دُوسرا حال ”عَدَا طَوْرَهُ وہ اپنی قدر سے بڑھ گیا“

شرح : یعنی ہَیِّن اور ہَیْن مشدّد اور مخفّف ”دو لغتیں ہیں جیسے مَیِّت اور مَیْت اور دُوسرے الفاظ مشدّد و مخفف ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ”اَهْوَن“ ہَیِّن کے معنی میں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے ابتداء اور اعادہ میں کوئی فرق نہیں۔ سہولت میں یہ دونوں مساوی ہیں (کرمانی) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ“ کا معنیٰ ہے۔ کیا یہ ہمارے لئے مشکل ہے یعنی ہم کو ابتداءِ خلق نے عاجز نہیں کیا جبکہ ہم نے تم کو اور تمہاری خلقت کو پیدا کیا۔ اس میں تکلّم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور ظاہر یہی ہے کہ ”حِیْنَ اَنْشَاَكُمْ“ سے دوسری مستقل آیت کی طرف اشارہ ہے اور ”اَنْشَاَ خَلْقَكُمْ“ اس کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ“ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا معنیٰ ذکر کیا ہے چنانچہ اُنھوں نے اِذْ اَنْشَاَكُمْ کا بدل حِیْنَ اَنْشَاَكُمْ ذکر کیا ہے۔ (قسطلانی) قولہ ”لُغُوْب“ اس کا معنیٰ تعب و مشقت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ اور یہودیوں کی تردید ہے جبکہ اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اتوار کے روز دُنیا کی خلقت کی ابتداء کی اور جمعہ کے روز اس سے فارغ ہو گیا اور ہفتہ کے روز آرام کیا اور عرش پر لیٹ گیا (معاذ اللہ) تمام علماء اسلام کا اس بات میں اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے کو چھ دن میں پیدا کیا جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ البتہ ان ایام میں اختلاف ہے

۲۹۷۹ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَآءَ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ اَبْشِرُوْا فَقَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ فَجَآءَهٗ اَهْلُ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ بَدْءَ الْخَلْقِ وَالْعَرْشِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ لَيْتَنِيْ لَمْ اَقُمْ

کہ یہ دُنیا کے ایام جیسے ہیں یا آخرت کے ایام جیسے ہیں کہ ہر دن ہزار سال کا ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ان ایام جیسے ہیں البتہ ابن عباس، مجاہد، ضحاک اور کعب نے کہا کہ ہر دن ہزار سال کا ہے۔ ابن جریر نے کہا پہلے دن کی تعین میں تین اقوال ہے محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ یہودیوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتداء اتوار کے روز کی نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ پیر کے روز مخلوق کو پیدا کرنا شروع کیا، اہلِ اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کی ابتداء ہفتہ کے روز کی چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی ہفتہ کے روز پیدا کی،، لیکن ابن جریر نے سدی، ابوصالح اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کی کہ اتوار کے روز ابتداء کی اس طرح چھ دن میں تخلیق پُوری ہوجاتی ہے اور آخری دن جمعہ ہے جو مسلمانوں کی عید کا دن ہے (قسطانی) اَطْوَارًا،، اس سے "وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا" طرف اشارہ ہے۔ یعنی کبھی تم کو نطفہ، کبھی علقہ اور کبھی مضغہ تمہارے مختلف اطوار پیدا کئے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو کہتا ہے اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ اب دمِ جامد ہوگیا ہے اے میرے پروردگار یہ اب گوشت کا ٹکڑا ہوگیا ہے۔ الحدیث حصہ اول میں حدیث ۲۱۴ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں،، محاورہ ہے "عَدَا طَوْرَهٗ"، یعنی وہ اپنی قدر سے تجاوز کرگیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ عنوان میں جب کوئی آیت یا حدیث ذکر کریں تو مزید فائدہ کے لئے تبعًا اس کے مناسب کوئی شئی ذکر کر دیتے ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۷۹ـ ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ بنی تمیم کے چند لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے اُن سے فرمایا اے بنی تمیم تمہیں خوشخبری ہو اُنھوں نے کہا آپ نے ہم کو خوشخبری دی ہے ہم کو مال و دولت دیں (یہ سن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہوگیا اس کے بعد یمن کے لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے یمن والو! تمہیں خوشخبری (بشارت) ہو جبکہ بنو تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا اُنھوں نے کہا حضور ہم نے قبول کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

٢٩٨٠ــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنَا جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلْتُ نَاقَتِي بِالْبَابِ فَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِنْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالُوا

مخلوق اور عرش کی ابتداء بیان کرنا شروع فرمائی اچانک ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے عمران تمہاری سواری بھاگ گئی ہے افسوس! میں مجلسِ وعظ سے اُٹھ کر نہ جاتا ،،

٢٩٧٩ــ شرح : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو مبدء ، معاد اور اصُولِ عقائد کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا تم کو جنّت کی خوشخبری ہو یعنی ان عقائد پر ایمان رکھنا دخولِ جنت کا مقتضی ہے۔ لیکن بنو تمیم کے لوگوں نے دنیاوی مال کی طرف میلان کرتے ہوئے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات نہ کی اور دُنیاوی مال طلب کیا یہ لوگ تقریبًا تیرہ افراد تھے جن میں سے اقرع بن حابس بھی تھے ان میں کچھ دیہاتی لوگوں کے اخلاق پائے جاتے تھے یہ لوگ نو ہجری میں آئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی بات سُن کر اس لئے افسوس کا اظہار کیا کہ ان لوگوں نے دُنیاوی مال کی طرف زیادہ توجہ دی ہے یہ مسلمان کی شان کے لائق نہیں ہے یا اس لئے کہ یہ لوگ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اور اس وقت آپ کے پاس مال نہ تھا جس سے ان کی تالیف فرماتے۔ اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھی دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضور کی بیان کردہ بشارت کو قبول کیا اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مخلوق اور عرش کی ابتدائے خلق بیان کرنا شروع کی جو سماعت کے قابل تھی لیکن سواری کا چلے جانا سماعتِ ارشاداتِ نبویہ میں حائل واقع ہوا اور باقی کلام نہ سُن سکا۔ یہ بزرگ "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں ان کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے اور صفوان بن محرز" مازنی بصری ہیں۔ ٧٤ ہجری میں اُنہوں نے وفات پائی۔

٢٩٨٠ــ ترجمہ : صفوان بن مُحرِز نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روائت کی اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اپنی اونٹنی کو دروازہ کے پاس باندھ دیا (اس اثنا میں) آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم میں سے چند لوگ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: اے بنی تمیم کے لوگو! جنّت کی خوشخبری کو قبول کرو اُنھوں نے کہا آپ نے ہمیں خوشخبری دی ہے مال دیں دوبارہ اُنھوں نے یہی کہا۔ پھر آپ کی خدمت میں یمن کے لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا اے یمن والو! تم ہی جنت کی

جِئْنَاكَ لِنَسْأَلَكَ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ وَخَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَنَادَى مُنَادٍ ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ابْنَ الْحُصَيْنِ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا هِيَ تَقَطَّعَ دُونَهَا السَّرَابُ فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَرَكْتُهَا وَرَوَى عِيسَى عَنْ رَقَبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ

خوشخبری قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ اُنھوں نے کہا یا رسُولَ اللہ! ہم نے جنّت کی بشارت قبول کی پھر اُنھوں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہُوئے ہیں۔ آپ سے احوالِ عالَم کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابتداء میں اللہ تھا اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اور اُس نے لوحِ محفوظ میں ہر شَی لکھ دی ہے اس نے سارے آسمان اور زمینیں پیدا کیں۔ ایک شخص نے مجھے آواز دی اے ابن حصین تمہاری اونٹنی بھاگ نکلی ہے۔ میں اس کی تلاش میں نکلا تو وہ بہت دُور جا چکی تھی اور سُراب بیچ میں حائل ہوگیا تھا۔ خدا کی قسم! میری خواہش تھی کہ میں اس کو چھوڑ دیتا۔ عیسیٰ نے رقبہ، قیس بن مسلم اور طارق بن شہاب کے ذریعہ روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہو کر مخلوق کو ابتداء سے بیان کرنا شروع کیا حتیٰ کہ جنتی اپنے منازل میں اور دوزخی اپنی جگہوں میں داخل ہوگئے۔ اس کو کسی نے یاد رکھا اور کسی نے یاد نہ رکھا۔

۲۹۸۰ — **شرح** : سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ نے پانی کو پہلے پیدا کیا پھر عرش کو پانی پر پیدا کیا اور عرش کے نیچے صرف پانی ہی پانی تھا دوسری کوئی شَی نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی اور عرش زمین و آسمان سے پہلے پیدا ہُوئے ہیں۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ پہلا جملہ "وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا عرش اور پانی تھا۔ ان دونوں جملوں میں تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "وَكَانَ" میں واؤ ثُم کے معنیٰ میں ہے اور دُوسرا جملہ بنفسہٖ مستقل ہے پہلے کا متمم نہیں اور حدیث میں دونوں جملوں کی خبر دی ہے۔ پہلے جُملہ میں کونِ ازلی بیان فرمایا اور دُوسرے جملہ میں عدم

کے بعد حدوث کا ذکر کیا۔ حدیث شریف میں ہے یا رسُولَ اللہ! زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”عَمَآء“ میں تھا اس کے اُوپر ہوا نہ تھی پھر عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ امام ترمذی نے حضرت عبادہ بن صامت سے صحیح حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا پھر اسے فرمایا: لکھ تو قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اُس نے لکھ دیا۔ اور ابن جریر نے محمد بن اسحاق سے روایت ذکر کی کہ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نُور اور ظلمت (اندھیرا) کو پیدا کیا پھر ان کے درمیان امتیاز کیا ظلمت کو رات اور نُور کو دن بنایا۔ ایک روایت کے مطابق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور پیدا کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں تضاد نہیں کیونکہ اَوّلیت نسبی امر ہے۔ ہر وہ شئی جس کے متعلق کہا جائے کہ وہ پہلے ہے تو وہ مابعد کے اعتبار سے اوّل ہے۔ قُلْتُ، ابتداء کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقی، اضافی اور عرفی۔ مذکور بعض روایات میں ابتداء حقیقی اور بعض میں اضافی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور پیدا کیا اور قلم میں ابتداء اضافی ہے۔ یہ اس تقدیر پر ہوگا جبکہ قلم سے مراد نُور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اور اگر قلم سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور ہو تو نور اور قلم میں ابتداء حقیقی اور باقی میں ابتداء اضافی ہوگی۔ لہٰذا سوال میں مذکور روایات میں تضاد نہ رہا اور حدیث میں مذکور ”کَتَبَ فِی الذِّکْرِ“ کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو تفصیلاً لوحِ محفوظ میں ذکر فرمایا ہے۔ رسالہ قطبیہ کے خطبہ کے حواشی میں ہے کہ لوحِ محفوظ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا احاطہ نہیں کر سکا۔ قولہ سراب،، وہ ہے جو دوپہر کے وقت وسیع میدان میں پانی کی طرح دیکھا جاتا ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سواری اتنی دُور چلی گئی کہ بیچ میں سراب حائل ہوگیا حالانکہ میری خواہش تھی کہ اگر میں اس کے پیچھے نہ جاتا تو اچھا تھا تاکہ اس کے باعث جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کا سماع فوت نہ ہوتا۔

قولہ قَامَ فِیْنَا آلخ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام احمد اور مسلم نے ابوذر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام میں منبر پہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا حتیٰ کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ نے منبر سے اُتر کر ظہر کی نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لائے اور خطبہ دیا پھر عصر کی نماز پڑھی حتیٰ کہ سورج غائب ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خطابات میں جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا سب بیان فرمایا ہم سے زیادہ عالم ان کو زیادہ یاد کرنے والا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان روایات میں اس بات کی تصریح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے مغرب کی نماز تک جو کچھ کائنات میں ہونے والا اور مقدر ہے سب کو بیان کر دیا حتیٰ کہ اہل جنت کے جنت میں اور اہل نار کے نار میں داخل ہونے تک سب کچھ بیان فرمایا۔ اتنے قلیل وقت میں قیامت تک ہونے والی ہر شئی کا بیان کرنا عقل سے بعید ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو عقل کے نزدیک محال ہو ضروری نہیں کہ وہ شرعاً بھی محال ہو۔ خرق والتیام عقلاً محال ہے شرعاً ممکن اور جائز ہے۔ ورنہ بابِ نبوت مسدود ہوگا کیونکہ جبرائیل علیہ السلام تمام آسمانوں میں سے گزرتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لاتے تھے اور معراج کی شب میں ام ہانی کے مکان کی چھت کو

٢٩٨١ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ اَبِیْ اَحْمَدَ عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ شَتَمَنِیْ ابْنُ اٰدَمَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّشْتِمَنِیْ وَیُکَذِّبُنِیْ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ اِنَّ لِیْ وَلَدًا وَّاَمَّا تَکْذِیْبُهٗ فَقَوْلُهٗ لَنْ یُّعِیْدَنِیْ کَمَا بَدَاَنِیْ

٢٩٨٢ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ثَنَا مُغِیْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِیُّ

پھاڑ کر داخل ہوئے جو خود بخود مل گئی۔ جب یہ ثابت ہے کہ جو عقلاً محال ہو ضروری نہیں کہ وہ شرعاً بھی محال ہو تو قیامت تک تمام ہونے والے امور بیان کرنا ممکن ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سوار ہونے لگتے اور رکاب پر قدم رکھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے تو دوسرا قدم دوسری رکاب میں رکھنے تک سارا قرآن کریم ختم کر لیتے تھے حالانکہ عقل کے نزدیک یہ بعید تر ہے۔ جب اقل قلیل وقت میں سارے قرآن کریم کی تلاوت ممکن ہے تو صبح سے مغرب تک قیامت تک کے احوال بیان کر دینے بھی ممکن اور جائز ہیں یہ اعجاز ہے لَا یُصَادِمُهُ الْعَقْلُ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ!

عیسٰی بن موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ غنجار معروف ہیں کیونکہ ان کے دونوں رخسارے سرخ تھے۔ وہ بہت عابد تھے اور ۱۸۶ ہجری میں وفات پائی۔

٢٩٨١ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے گالی دے وہ مجھے جھوٹا سمجھتا ہے حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں اس کا گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میری اولاد ہے اور جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ مجھے دوبارہ زندہ نہیں کرے گا جیسے اُس نے پہلے زندہ کیا تھا۔

٢٩٨١ — شرح : یہ حدیث قدسی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو خبر دی اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی۔ گالی یہ ہے کہ کسی کی طرف، وہ شئی منسوب کی جائے جس کے سبب اس کی تذلیل و تحقیر ہو۔ اللہ کے لئے اولاد ثابت کرنا امکان کو مستلزم ہے جو حدوث کو چاہتا ہے تو لازم آئے گا کہ اللہ ممکن ہو حالانکہ اس کی ذات واجب الوجود ہے اس میں کسی قسم کے تغیر، انتقال اور حدوث وغیرہ کا تصور محال ہے کیونکہ یہ تمام صفاتِ امکان ہیں اور یہ کہنا کہ اللہ ہم کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا بعثت کا انکار ہے اور اللہ کو عاجز خیال کرنا ہے یہ اس کے لئے گالی ہے۔

٢٩٨٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ

عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَی اللّٰہُ الْخَلْقَ کَتَبَ فِیْ کِتَابِہٖ فَھُوَ عِنْدَہٗ فَوْقَ الْعَرْشِ اَنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ

وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ الْاٰیَۃَ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ السَّمَآءُ سَمْکَھَا بِنَاءَھَا وَالْحُبُکُ اِسْتِوَاؤُھَا وَحُسْنُھَا اَذِنَتْ سَمِعَتْ وَاَطَاعَتْ وَاَلْقَتْ اَخْرَجَتْ مَا فِیْھَا مِنَ الْمَوْتٰی وَتَخَلَّتْ عَنْھُمْ طَحٰھَا دَحٰھَا بِالسَّاھِرَۃِ وَجْہِ الْاَرْضِ کَانَ فِیْھَا الْحَیَوَانُ نَوْمُھُمْ وَسَھَرُھُمْ

نے مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ کر لیا تو اُس نے اپنی کتاب میں لکھ دیا اور وہ اس کے پاس عرش پر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

۲۹۸۲ — شرح: یعنی اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کی تخلیق کا فیصلہ کیا تو اپنے پاس لکھ کر رکھ لیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ پاس رکھنے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ مخلوق سے چھپی ہوئی ہے وہ اس کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں۔ پاس رکھنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ کسی مکان میں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ غضب کا معنیٰ ہے کسی سے انتقام کے ارادہ سے دل کے خون کا جوش مارنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے متصور نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ غضب سے مراد اس کا لازم ہے وہ یہ کہ کسی کو عذاب دینے کا ارادہ کرنا۔ اگر یہ سوال ہو کہ اللہ کی صفات قدیمہ میں تو ان کا ایک دوسرے سے آگے یا پیچھے ہونا کیسے متصور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معنی یہ ہے کہ رحمت کا تعلق غضب کے تعلق سے مقدم ہے کیونکہ رحمت کا مقتضیٰ ذات ہے اور غضب انسان کے عمل پر موقوف ہے نیز رحمت اور غضب اللہ تعالیٰ کی صفات نہیں بلکہ یہ اس کے افعال میں اور افعال ایک دوسرے سے مقدم مؤخر ہوتے ہیں "فوق العرش" علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فوق کا معنی اس کے قریب ہے اس میں عرش کی عظمت ہے کہ کوئی مخلوق عرش کے اُوپر نہیں بعض علماء کہتے ہیں کہ لفظ "فوق" زائد ہے جیسے "اِنْ کُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ" میں فوق زائد ہے کیونکہ

کیونکہ دو عورتیں وراثت کی دو تہائی کی وارث ہیں۔ جیسے دو سے زائد دو تہائی کی وارث ہیں لیکن احسن معنیٰ یہ ہے کہ وہ عرش کے اوپر اللہ کے پاس ہے یعنی اس کا علم عرش کے اُوپر اللہ کے پاس ہے جو منسوخ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی بدل سکتا ہے یا عرش کے اُوپر اس کا ذکر ہے۔ تو لفظ علم یا ذکر مقدر ماننے میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں عرش مخلوق ہے۔ اس کو کسی مخلوق کتاب کا مَس کرنا محال نہیں۔ کیونکہ عرش کو کندھوں پہ اُٹھانے والے فرشتے اس کو مس کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کی کتاب کا عرش کے اُوپر ہونا ممنوع نہیں۔

باب سات زمینوں کے متعلق روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : وہ اللہ جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان کی طرح زمینیں، ان میں اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر شَیٔ پر قدرت رکھتا ہے۔ اور اس کا علم ہر شَیٔ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اَلسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ "آسمان سَمْكَهَا" اس کی بنا جس میں حیوان تھے "اَلْحُبُكُ" اس کی ہمواری اور خوبصورتی اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ "اور اپنے رب کا حکم سُنے اور اسے لائق ہی یہ ہے۔ اور جب زمین لمبی کی جائے اور جو کچھ اس میں مردے ہیں نکال دے اور ان سے خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم سنے" طَحَاهَا" بچھایا اس کو اَلسَّاهِرَة "یعنی زمین کی سطح جس میں جانوروں کا سونا اور جاگنا ہوتا ہے"۔

شرح : یعنی زمینیں آسمانوں کی طرح سات ہیں جیسا کہ اس آیت کریمہ کا مدلول ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی ایک دوسری کے اُوپر نیچے ہیں۔ حاکم اور بیہقی نے عطاء بن سائب ابو الضحیٰ کے ذریعہ روایت کی کہ ہر زمین میں تمہارے آدم کی طرح آدم ہے۔ نوح کی طرح نوح ہے ابراہیم کی طرح ابراہیم ہے عیسیٰ کی طرح عیسیٰ اور تمہارے نبی کی طرح نبی ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کے اسناد کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اگر بالفرض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد کوئی نبی تجویز کر لیا جائے تو حضور کی خاتمیت بدستور قائم رہتی ہے اور اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس

۲۹۸۲ ــــ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ نَا ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمُبَارَکِ ثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَکَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فِیْ اَرْضٍ فَدَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ فَذَکَرَ لَهَا ذٰلِکَ فَقَالَتْ یَا اَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْاَرْضَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِیْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ

استدلال نے علماءِ امت میں ایک ہیجان پیدا کر دیا بلکہ اس کو اساس بناتے ہوئے ایک جاہل نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا جس کو پاکستان کی حکومت نے علماءِ کرام کی مساعی کے سبب کفر قرار دیا ،، میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا جبکہ اس کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ لیکن اگر بعض علماء اس استدلال کی طرف توجہ نہ کرتے تو مناسب ہوتا کیونکہ اس حدیث کا اسناد اگرچہ صحیح ہے مگر اسناد کی صحت سے متن کی صحت ضروری نہیں اور یہ محدثین میں معروف ہے کہ کبھی یوں ہوتا ہے کہ اسناد تو صحیح ہوتا ہے اور متن شاذ یا معلول ہوتا ہے جو حدیث کی صحت میں قادح ہوتا ہے۔ اس طرح ضعیف حدیث سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا ہے ،، بدایہ میں ہے اگر یہ نقل صحیح بھی ہو تو اس بات پر محمول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ اسرائیلیات (یہودی روایات) سے لیا ہے۔ اور اگر اس حدیث کو صحیح فرض کر لیا جائے تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ رسولوں کے بھیجے ہوئے علماء ہیں جو تبلیغ کرتے تھے۔ تو ان کو بھیجنے والے کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔ دراصل یہ مبلغ ہیں نبی نہیں (قسطلانی) اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ الآیۃ ،، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو حواریوں صادق و مصدوق کو انطاکیہ بھیجا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں کو جو بت پرست تھے دینِ حق کی دعوت دیں جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ بکریاں چرا رہا ہے اس کا نام حبیب نجار تھا۔ اس نے ان کا حال دریافت کیا ان دونوں نے کہا ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے ہیں تمہیں دینِ حق کی دعوت دینے آئے ہیں کہ بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کرو القصۃ ،، نبی و رسول دراصل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تھے اور صادق و مصدوق پر رسل کا اطلاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہر زمین میں نبیوں کے نام پر ان کے دین کی تبلیغ کرنے والے موجود ہوتے ہیں جو ان کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ دراصل نبی و رسول وہی ہیں جو مبعوث من عند اللہ ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اللہ نے زمین کو ہفتہ کے روز پیدا فرمایا اور اس میں پہاڑ اتوار کے دن درخت پیر کے دن مکروہ امور منگل کے

۲۹۸۴ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْاَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ

۲۹۸۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ

دن نور بدھ کے روز اور چوپائے جمعرات کو اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز عصر کے بعد پیدا فرمایا۔

۲۹۸۳ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ان کے اور لوگوں کے درمیان ایک زمین کے متعلق جھگڑا تھا وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو ام المؤمنین نے فرمایا اے ابا سلمہ زمین سے دور رہو کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ظلماً ایک بالشت کی مقدار کسی کی زمین لے لے تو اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

۲۹۸۴ — ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ حق کے بغیر زمین چھینی تو اس کو قیامت کے روز سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔ (حدیث ۲۲۸۹ تا ۲۲۹۱ کی شرح دیکھیں)

۲۹۸۵ — ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا زمانہ اسی حالت میں گھوم رہا ہے جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار حرم کے مہینے ہیں تین تو مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجۃ اور محرم اور چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی الاخری اور شعبان کے مابین ہے۔

۲۹۸۵ — شرح : حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ جاہلیت میں محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے قرآن کریم نے اس کی "نسئ" سے تعبیر کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۲۹۸۶ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهُ خَاصَمَتْهُ أَرْوَى فِي حَقٍّ زَعَمَتْ أَنَّهُ انْتَقَصَهُ لَهَا إِلَى مَرْوَانَ فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أَنْتَقِصُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"إِنَّمَا النَّسِيْءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ"، وہ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس مہینہ میں جنگ کرسکیں۔ اس لئے وہ محرم کو صفر بنالیتے تھے۔ وہ ہر سال اسی طرح کرتے اور محرم کو دوسرے مہینہ کی طرف منتقل کرتے رہتے حتیٰ کہ وہ سال کے سارے مہینوں میں اس طرح کرتے حتیٰ کہ وہ اپنے مخصوص وقت میں گھوم آتا جس سے اس کو وہ آگے لے گئے تھے۔ الحاصل مہینے اسی حالت کی طرف لوٹ آئے جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا اور حج ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے اور جاہلیت کی نسیئ باطل ہوگئی ہے۔ اتفاق یہ ہُوا کہ حجۃ الوداع ذوالحجہ میں ہی ہُوا جو اس کا وقت ہے۔ جبکہ اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذوالقعدہ میں ہُوا تھا۔

۲۹۸۶ — ترجمہ: سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت ہے کہ ایک عورت مسماۃ اروٰی کسی حق کے بارے میں ان کے ساتھ جھگڑے کا فیصلہ مروان کے پاس لے گئی کہ اُنھوں نے اس کا حق کم کر دیا ہے۔ سعید نے کہا میں اس کا حق کم کرسکتا ہوں؟ جبکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو کوئی کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً چھینے تو اس کو قیامت کے روز سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا ابن ابی الزناد نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے سعید بن زید نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا

۲۹۸۶ — شرح: سعید بن زید عدوی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جس عورت نے آپ سے جھگڑا کیا کہ اُنھوں نے میرا حق لے لیا ہے۔ سعید بن زید نے سارا حق اس عورت کے حوالہ کر دیا جس نے ان پر مروان کے پاس مقدمہ دائر کیا تھا وہ اس وقت مدینہ منورہ میں حاکم تھا۔ سعید بن زید نے اس عورت کے لئے بددعا کی جو اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابٌ فِي النُّجُومِ

وَقَالَ قَتَادَةُ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ خُلِقَ هٰذِهِ النُّجُومُ لِثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَىٰ بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَشِيمًا مُتَغَيِّرًا وَالْأَبُّ مَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالْأَنَامُ الْخَلْقُ بَرْزَخٌ حَاجِزٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ أَلْفَافًا مُلْتَفَّةً وَالْغُلْبُ الْمُلْتَفَّةُ فِرَاشًا مِهَادًا كَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ نَكِدًا قَلِيلًا

باب ستاروں کے بارے میں

قتادہ نے "وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ" کی تفسیر میں کہا اِن ستاروں کو تین امور کے لئے پیدا فرمایا انہیں آسمان کی زینت بنایا، شیطانوں کے لئے انگارے اور علامات بنایا جن کے ساتھ راہنمائی حاصل کی جائے، جس نے ان تینوں کے سوا کوئی اور تاویل کی اُس نے غلطی کی اور اپنا حصہ ضائع کر دیا۔ اور وہ تکلف کیا جس کا اس کو علم نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہَشِیمًا، متغیر، ابٌّ، وہ شئی جو چارپائے کھاتے ہیں، اَنام، مخلوق اور بَرزخ، آڑ ہے۔ مُجاہد نے کہا "اَلفافًا" ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ غُلب، ملے ہوئے۔ فِراش، بچھونا جیسے اللہ کا ارشاد ہے۔ تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہے اور نکِد کے معنی قلیل ہیں۔

شرح: اس باب میں ستاروں کے متعلق ذکر ہوگا۔ جاہل لوگوں نے ستاروں کے متعلق بہت لغو باتیں بنا رکھی ہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں ستارے میں سفر اچھا ہوتا ہے۔ فلاں میں درخت لگانے موزوں ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں ستاروں میں اختراعات کی سخت مذمت وارد ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث منقول ہے کہ ستاروں سے متعلق کچھ نہ پوچھو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستاروں میں نظر کرنے سے مجھے منع فرمایا۔ اگر ستاروں سے راہنمائی مقصود ہو تو حرج نہیں البتہ ان سے وہ ارادہ کرنا جو کاہن اور نجومی کرتے ہیں، ممنوع ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے "کتاب الانواء" میں ذکر کیا کہ

بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِحُسْبَانٍ

قَالَ مُجَاهِدٌ كَحُسْبَانِ الرَّحٰى وَقَالَ غَيْرُهُ بِحِسَابٍ وَمَنَازِلَ لَا يَعْدُوَ انِهَا حُسْبَانٌ جَمَاعَةُ حِسَابٍ مِثْلُ شِهَابٍ وَشُهْبَانٍ ضُحَاهَا ضَوْءُهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ اَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْاٰخَرِ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُمَا ذٰلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ نَسْلَخُ نُخْرِجُ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ وَيَجْرِيْ

کہ ستاروں کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ امورِ کائنات میں مؤثر ہیں سخت مذموم ہے اور جس نے یہ اعتقاد کیا کہ تاثیر کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ستارے محض امور کے ظہور کی علامت ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں قولہ ہشیما حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر متغیر سے کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب وہ کوئی آیت کریمہ یا حدیث شریف ذکر کریں تو اس کے مناسب بالتبع وہ بھی ذکر کر دیا کرتے ہیں جس کو آیت یا حدیث سے ادنیٰ سی مناسبت ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَالْاَبُّ" کی تفسیر میں کہا اَبّ وہ شئی ہے جو زمین اُگاتی ہے اور اس کو چارپائے کھاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس طرح ہے وَحَدَائِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ،، قرآن کریم کی اس آیت " وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ " میں اَنَام کی تفسیر خلق سے فرمائی اور اس سے مراد مخلوق ہے۔ بعض علماء نے اس کی تفسیر جن و انس سے کی ہے۔ اور شعبی نے ہر ذی روح سے تفسیر کی ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت " بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ " میں برزخ کی تفسیر حاجب سے کی ہے یعنی دونوں سمندروں کے درمیان آڑ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے نہیں یہ تفسیر بھی ابن عباس سے منقول ہے رضی اللہ عنہما" مجاہد نے اس آیت " وَجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ،، میں الفاف کی تفسیر ملتفہ سے کی ہے۔ اور " حَدَائِقَ غُلْبًا ،، میں غُلْبًا کی تفسیر ملتفہ سے کی ہے یعنی ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور " وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا ،، میں فراش کی تفسیر مہاد یعنی بچھونا سے کی ہے۔ اور " وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ" میں مستقر کی تفسیر موضع قرار سے کی ہے۔ اور وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ،، میں نکدا کی تفسیر قلیل سے کی ہے یعنی نکد وہ قلیل شئی ہے جس سے نفع نہ ہو۔ یعنی کافر کی مثال تھور زمین سی ہے جس میں برکت نہیں ہوتی۔

باب — چاند اور سورج کی گردش کی حالت کی تفسیر

كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاهِيَةٌ وَهْيُهَا تَشَقُّقُهَا أَرْجَائِهَا مَا لَمْ يَنْشَقَّ مِنْهَا فَهِيَ عَلَى حَافَتَيْهِ كَقَوْلِكَ عَلَى أَرْجَاءِ الْبِئْرِ أَغْطَشَ وَجَنَّ أَظْلَمَ قَالَ الْحَسَنُ كُوِّرَتْ تُكَوَّرُ حَتَّى تَذْهَبَ ضَوْءُهَا وَيُقَالُ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ اِتَّسَقَ اسْتَوَى بُرُوجًا مَنَازِلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْحَرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَرُؤْبَةُ الْحَرُورُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ وَيُقَالُ يُولِجُ يُكَوِّرُ وَلِيجَةٌ كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ فِي شَيْءٍ

مجاہد نے کہا چکی کی گردش کے مثل،، اور ان کے غیر نے کہا حساب سے ،، اور منازل جن سے وہ تجاوز نہیں کرتے،، حُسْبان ،،حساب کی جمع ہے جیسے شُہبان شِہاب کی جمع ہے ضُحَاہا یعنی اس کی روشنی،، أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ ،،یعنی ان میں سے ایک دوسرے کی روشنی چھپا نہیں سکتے ،، اور نہ ہی یہ ان کو مناسب ہے اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے۔ اس حال میں کہ دونوں تیز گردش کر رہے ہیں ،،نَسْلَخُ ،،یعنی رات اور دن میں سے ایک کو دُوسرے سے نکالتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو ہم چلا رہے ہیں۔ وَاهِيَةٌ وَهْيُهَا ،،یعنی اس کا پھٹ جانا أَرْجَاءُهَا ،،یعنی اس سے جو حصہ نہیں پھٹا تو یہ اس کے دونوں کناروں پر ہوگا۔ جیسے تم کہتے ہو عَلَى أَرْجَاءِ الْبِئْرِ ،، کنوئیں کے کنارے پر أَغْطَشَ وَجَنَّ ،،یعنی تاریک ہوگیا۔ حَسَن نے کہا کُوِّرَتْ یعنی سورج لپیٹ دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کی روشنی جاتی رہے گی۔ وَاللَّيْلِ ،،یعنی رات نے جو جانور جمع کئے۔ اِتَّسَقَ ، برابر ہوا۔ بُرُوج یعنی سورج اور چاند کے منازل۔ حَرُوْر ،، دن میں گرم ہوا جو سُورج کے ساتھ ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حَرُوْر ،، رات میں گرم ہوا اور سَمُوْم دن میں گرم ہوا ،، کہا جاتا ہے۔ يُولِجُ یعنی داخل کرتا ہے۔ وَلِيجَةٌ ،، ہر وہ شئی ہے جس کو تو دُوسری شئی میں داخل کرے۔

شرح : بِحُسْبَانٍ الرَّحىٰ ،،یعنی چاند اور سُورج معلوم حساب سے گردش کرتے ہیں۔ جیسے چکی خاص حساب سے گردش کرتی ہے۔ مجاہد کے غیر نے مذکور آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ خاص اندازے

سے چلتے ہیں اور اپنے منازل سے تجاوز نہیں کرتے۔ ”حُسْبَان“، کبھی مصدر استعمال ہوتا ہے چنانچہ حَسِبْتُ حُسْبَانًا وَحِسَابًا کہا جاتا ہے۔ جیسے غُفران، کُفران، رُجحان، نقصان اور بُرہان وغیرہ اور کبھی جمع استعمال ہوتا ہے اور حساب کی جمع ہے جیسے شُہْبَان شہاب کی جمع ہے۔ اس آیت کریمہ ”وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا“، میں ضحٰی کی تفسیر ضوء سے کی یعنی شروع دن میں ضوء ہوتی ہے۔ پھر سُورج کی روشنی سخت ہو جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا صحوہ سُورج کی بلندی اور ضُحٰی اس کے اُوپر ہوتی ہے۔ قولہ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ یعنی رات سے دن کو نکالتے ہیں۔ سَلَخ کا معنی نکالنا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ”سَلَخْتُ الشَّاةَ مِنَ الْإِهَابِ وَالشَّاةُ مَسْلُوْخَةٌ“ یعنی دن کو رات سے نکالا پھر سَلَخ کو ضوء کے ازالہ کے لئے مُستعار لیا گیا چونکہ سلخ کا معنی دن کو رات سے اور رات کو دن سے نکالنا ہے اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی نے تعمیم کرتے ہُوئے ”اَحَدُهُمَا“، کا لفظ اختیار کیا (ع۔ق) ”وَاهِيَةٌ“، سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے ”وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ“، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یہ ذکر کی کہ وہ پھٹ جائے کمزور ہو جائے گا اور ”اَرْجَاءِهَا“، سے ”وَالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا“، طرف اشارہ ہے یہ رجاء کی جمع ہے۔ اور وہ کنوئیں کا کنارہ ہے۔ ابن عباس نے ”وَالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا“، کی تفسیر کی کہ آسمان جب پھٹ جائے گا تو ملک اس کے کناروں پہ ہوگا۔ قولہ اَغْطَشَ وَجَنَّ“، اَغْطَشَ سے ”اَغْطَشَ لَيْلَهَا کی طرف اور جَنَّ سے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ طرف اشارہ کیا اور ”اَظْلَمَ سے ان کی تفسیر کی۔ کُوِّرَتْ تَكَوَّرُ“، سے ”اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ“، کی طرف اشارہ کیا۔ حسن بصری نے کہا ”كُوِّرَتْ“، کا معنی ”تَكَوَّرُ“، ہے۔ یعنی سُورج کو لپیٹا جائے گا حتیٰ کہ اس کی روشنی جاتی رہے گی۔ دراصل تکور کا معنی لپیٹنا ہے چنانچہ جب عمامہ کو سر پہ لپیٹا جائے تو کہا جاتا ہے كُوِّرَتِ الْعِمَامَةُ“، قرآن کریم کی اس آیت ”وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ“ کی تفسیر ”اِسْتَوٰى“، سے کی اور بُرُوْجًا“، سے تَبَارَكَ الَّذِىْ جَعَلَ فِى السَّمَاءِ بُرُوْجًا“، کی طرف اشارہ کیا اور بروج کی منازل سے تفسیر کی یعنی سُورج اور چاند کے منازل۔ بعض علماء نے بروج کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ یہ آسمانوں کی حفاظت کے لئے محل ہیں۔ بعض نے کہا یہ بڑے بڑے ستارے ہیں اور سُورج چاند کے منازل بارہ ۱۲ ہیں۔ اہلِ ہیئت کہتے ہیں بروج اور ہیں اور منازل اور ہیں۔ بروج بارہ ہیں اور منازل ۲۸ ہیں۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ بروج کی تفسیر منازل سے صحیح نہیں کیونکہ بروج بارہ ہیں جبکہ منازل اٹھائیس ۲۸ ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہر برج دو منازل اور ایک تہائی پر مشتمل ہے لہٰذا برج اور منازل میں مساوات ہے اور مذکور تفسیر درست ہے۔ حَرُوْر“، سے ”وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ“، طرف اشارہ کیا اور حرور کی تفسیر یہ ہے کہ دن میں سُورج کے ساتھ گرم ہوا حَرُوْر ہے۔ فراء نے کہا دائمی گرمی حرور ہے رات میں ہو یا دن میں“ اور سموم دن میں گرم ہوا ہے۔ سدی نے ظل اور حرور کی تفسیر جنت و دوزخ سے کی ہے۔ ”يُوْلِجُ“، سے يُوْلِجُ اللَّيْلَ فِى النَّهَارِ“، طرف اشارہ کیا اور ”وَلِيْجَة“ سے ”اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً“، کی طرف اشارہ کیا اور ولیجہ کا معنیٰ ہے۔ ہر وہ شئی جس کو کسی شئ

۲۹۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ ذَرٍّ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا يُقَالُ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

شئ میں داخل کرے۔ ابن قُتَیبَہ نے کہا ہر شئ جس کو تو کسی میں داخل کرے اور وہ کوئی اور شئ ہو تو وہ وَلیجہ ہے۔

۲۹۸۷ — ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر سے فرمایا جبکہ سُورج غروب ہُوا تم جانتے ہو کہ سُورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسُول جانتے ہیں (کہ یہ کدھر جاتا ہے) آپ نے فرمایا یہ جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اللہ سے اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ عنقریب یہ جاکر سجدہ کرے گا اور قبول نہ ہوگا اور طلوع ہونے کی اجازت طلب کرے گا اور اس کو اجازت نہ دی جائے گی۔ جبکہ اس سے کہا جائے گا۔ جہاں سے آئے ہو اُدھر چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا۔ اسی لئے اللہ کا ارشاد ہے "اور سُورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا ہے۔ یہ عزیز علیم کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔

۲۹۸۷ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر سے استفہام اس لئے فرمایا تھا کہ ان کو حقیقتِ حال سے خبردار فرمائیں۔ سُورج کی اگرچہ پیشانی نہیں لیکن اس کو ساجد کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو کہ غروب کے وقت اس کا حال ساجد سا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سُورج چلتا ہے اور اہلِ ہیئت کی باتوں کا اعتبار نہیں کہ سُورج آسمان میں نصب ہے اور آسمان حرکت کرتا ہے۔ دراصل تمام آسمان اور زمینیں عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سُورج کے سجدہ کے لئے جو بھی جگہ مقرر کی ہے وہ عرش کے نیچے ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ اس نے عرش کے نیچے سجدہ کیا۔ بعض ملاحدہ کا سجودِ شمس کا انکار کرنا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے منافی ہے۔ کیونکہ صحیح روایاتِ مرفوعہ کا مدلول یہی ہے کہ سُورج سجدہ کرتا ہے۔ اور اللہ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ تمام حیوانات اور جمادات اس کو سجدہ کریں۔ قرآن کریم میں ہے "يَسْجُدُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ" عمُومِ ما میں ہر ذی روح اور غیر ذی روح داخل

۲۹۸۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الدَّانَاجُ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۲۹۸۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا —

ہے اور سورج تحتِ عرش سجدہ کرنے کے بعد مشرق سے طلوع کی اجازت چاہتا ہے اور اس کو حسبِ عادت اجازت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب قیامت کا دن قریب ہو گا تو وہ حسبِ عادت اجازت طلب کرے گا تو اس کو مشرق سے طلوع کی اجازت نہ ملے گی اور کہا جائے گا کہ جدھر سے آئے ہو ادھر واپس ہو جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سورج اپنے مستقر تک چلتا رہے گا۔ اس کا مستقر وہ مدت ہے جس سے یہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بعض علماء کہتے ہیں دُنیا کے اختتام کے وقت اس کا چلنا رُک جائے گا۔ سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے جس کا ہم ادراک نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کا مشاہدہ کرتے ہیں البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیبی ارشاد پر ہمارا ایمان ہے نہ تو اس کو ہم جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۹۸۸ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹے جائیں گے۔

۲۹۸۸ — شرح: سورج اور چاند کی تکویر (لپیٹنا) ان کی صفت ہے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے موافق ہے۔ خطابی نے کہا اس حدیث پر کچھ اضافہ بھی مروی ہے جس کو امام بخاری نے ذکر نہیں کیا اور وہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورج اور چاند دو ثور ہیں جو قیامت کے دن دوزخ میں لپیٹے جائیں گے،، حسن نے کہا ان دونوں کا کیا قصور ہے کہ ان کو دوزخ میں بھیجا جائے گا؟ ابوسلمہ نے کہا میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دے رہا ہوں اور تم کہتے ہو ان کا

۲۹۹۰ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیَاتِهٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

۲۹۹۱ــ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُكَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ قَامَ فَكَبَّرَ وَقَرَاَ قِرَاءَةً طَوِیْلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَقَامَ كَمَا هُوَ فَقَرَاَ قِرَاءَةً

کیا قصور ہے یہ سُن کر حسن بصری خاموش ہو گئے۔ عطاء بن یسار نے اس آیت کریمہ "وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ" کی تلاوت کی اور کہا ان دونوں کو جمع کر کے دوزخ میں پھینکا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی آگ میں رہیں گے علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان کو دوزخ میں اس لئے نہ ڈالا جائے گا کہ ان کو وہاں عذاب دیا جائے گا بلکہ ان لوگوں کو حسرت دلانا مقصود ہے جو دنیا میں ان کی عبادت کرتے تھے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کی عبادت رائگاں گئی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جو دوزخ میں ہو گا اس کو ضرور عذاب ہو گا کیونکہ دوزخ میں عذاب دینے والے فرشتے ہوں گے حالانکہ وہ معصوم ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۹۸۹ــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا سُورج اور چاند کو کسی شخص کی موت اور پیدائش کے سبب گرہن نہیں لگتا۔ لیکن یہ اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جب یہ دیکھو تو نماز پڑھو۔

۲۹۹۰ــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سُورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں کسی شخص کی موت اور پیدائش کے سبب ان کو گرہن نہیں لگتا جب یہ دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو (نماز پڑھو) (حدیث ۹۸۷، ۹۸۹ کی شرح دیکھیں)

۲۹۹۱ــ ترجمہ: حضرت عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ جس روز سُورج کو گرہن لگا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لمبی قرأت فرمائی پھر لمبا رکوع کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" اور اسی حال میں کھڑے رہے اور لمبی قرأت فرمائی جبکہ وہ پہلی رکعت سے

طَوِيْلَةً وَهِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهِيَ اَدْنٰى مِنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِيْلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ اِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ

۲۹۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ثَنِيْ قَيْسٌ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشُرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ قَاصِفًا تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ لَوَاقِحَ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً اَعْصَارٌ رِيْحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَاءِ كَعَمُوْدٍ فِيْهِ نَارٌ صِرٌّ بَرْدٌ نُشُرًا مُتَفَرِّقَةً

سے کم لمبی تھی۔ پھر لمبا رکوع کیا دراں حالیکہ وہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا۔ پھر لمبا سجدہ فرمایا پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا پھر سلام پھیرا جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا اور لوگوں کو خطبہ دیا اور سورج اور چاند گرہن کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے یہ دو نشانیاں ہیں۔ جو کسی کی موت اور حیات کے باعث بے نور نہیں ہوتے تم جب ان کو دیکھو تو التجاء کرتے ہوئے نماز پڑھو۔

۲۹۹۲ — ترجمہ: ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سورج اور چاند کسی شخص کی موت یا پیدائش کے سبب بے نور نہیں ہوتے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب ان کو دیکھو تو نماز پڑھو!

(حدیث ۹۹۳ کی شرح دیکھیں)

۲۹۹۳ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ اُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ

۲۹۹۴ــــ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى مَخِيْلَةً فِي السَّمَاءِ اَقْبَلَ وَ اَدْبَرَ وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَ تَغَيَّرَ وَجْهُهٗ فَاِذَا اَمْطَرَتِ السَّمَآءُ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ كَمَا قَالَ قَوْمٌ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ الْاٰيَةَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور وہ وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے بطور بشارت ہوائیں بھیجتا ہے "

قاصِفًا "، کا معنیٰ ہے جو ہر شئی کو توڑ ڈالے۔ لواقح اور ملاقح "، مُلقحۃ کی جمع ہے (بھری ہوئی) اِعْصَار "، سخت ہوا ہے جو زمین سے آسمان کی طرف عمود کی طرح اُٹھتی ہے، جس میں آگ ہوتی ہے۔ صِرٌّ ٹھنڈک ، نُشُرًا کا معنی منفرق اور جُدا جُدا ۔

شرح : قَاصِفًا "، سے فَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ "، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور لواقح کی تفسیر" تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ "، سے کی۔ اور لَوَاقِحَ سے وَ اَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ "، کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ اور لواقح کی تفسیر مَلَاقِح سے کی جو ملقحۃ کی جمع ہے یہ نادر تفسیر ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اَلْقَحَ الْفَحْلُ النَّاقَةَ "، اونٹ نے اونٹنی باردار کردی ۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ہواؤں کو پانی سے بھر کر بھیجا بریح کا معنی بادل ہے اور نُشُرًا " هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشُرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ "، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ نشور کی جمع ہے۔

۲۹۹۳ ــــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ

وَقَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ الْمَلَائِكَةُ

نے فرمایا باد صباء سے میری مدد کی گئی اور تحچم کی ہوا سے قوم عاد کو ہلاک کیا گیا حدیث ۹۸۲ کی شرح دیکھیں)

۲۹۹۴ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان میں بادل دیکھتے تو آپ کبھی آتے کبھی جاتے اندر داخل ہوتے کبھی باہر تشریف لے جاتے اور آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا جب آسمان سے بارش برستی تو آپ سے یہ حال کھل جاتا اسے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے پہچانا تو آپ سے عرض کیا، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نامعلوم شائد یہ اس طرح ہو جیسے ایک قوم نے اپنی وادیوں کے آگے بادل سامنے آتے دیکھا۔ (باب الاستسقاء میں اس کی شرح دیکھیں)

باب فرشتوں کا ذکر

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ فرشتوں میں سے جبرائیل علیہ السلام یہود کا دشمن ہے۔

حضرت ابن عباس نے کہا " لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ " فرشتے ہیں۔

مشرح : ملائکہ ملاک کی جمع ہے۔ ملک اصل میں مألک تھا تخفیف کے لئے لام کو مقدم کر دیا گیا اور ہمزہ کو موخر کر دیا گیا۔ اس کا وزن مَفْعَلٌ ہے۔ اس کا ماخذ الوکہ بمعنی رسالت ہے۔ کثرتِ استعمال کے باعث ہمزہ ترک کر دیا گیا ہے۔ اسی لئے مألک کو مَلَکٌ پڑھا جاتا ہے۔ جب اس کی جمع مطلوب ہو تو اس کو اصل طرف رد کر کے مَلَائِک پڑھتے ہیں اور بعد میں مبالغہ کی تاء لگا دیتے ہیں اس تاء کو تاء جمع اور تاء تانیث بھی کہتے ہیں۔

فرشتوں کو ملائکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان وسائط ہیں یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کی حقیقت میں اہلِ عقل کے مختلف اقوال ہیں۔ لیکن اس بات میں سب متفق ہیں کہ فرشتے ذوات موجودہ بنفسہا قائم ہیں اکثر مسلمانوں کا مذہب یہ ہے کہ فرشتے اجسامِ لطیفہ ہیں اور مختلف اشکال اختیار کر سکتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرات انبیاء اور رسلِ کرام علیہم السلام ان کو اسی طرح دیکھتے تھے۔ بعض نصاریٰ کہتے ہیں یہ نفوس بشریہ فاضلہ ہیں جو اپنے ابدان سے جُدا ہو چکے ہیں۔ حکماء کا خیال یہ ہے کہ یہ جواہر مجردہ ہیں جو حقیقت میں نفوس ناطقہ کے مخالف ہیں ان میں سے بعض نفوس معرفتِ حق میں مستغرق اور غیر کی طرف قطعًا متوجہ نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف قرآنِ کریم میں فرمائی ہے کہ وہ رات دن اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور ذرہ بھر سست نہیں ہوتے ان کو علیون اور ملائکہ مقربون کہا جاتا ہے اور بعض آسمان سے زمین تک اُن امور کی تدبیر کرتے ہیں جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور قلم الٰہی ان کا نقش کر چکی ہے۔ وہ اللہ کے حکم میں نافرمانی نہیں کرتے اور جو اللہ فرمائے وہی کرتے ہیں۔ ان فرشتوں کو "مدبرات" کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا "، ان میں سے بعض آسمانوں میں رہتے ہیں اور بعض زمین میں رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض عرش کو اُٹھا رہے ہیں۔ بعض کروبی ہیں جو عرش کے اردگرد رہتے ہیں۔ یہ سب ملائکہ سے اشرف ہیں اور یہ مقرب فرشتے ہیں۔ ان میں سے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔ یہ غائبانہ طور پر مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض ساتوں آسمانوں میں رہتے ہیں اور اللہ کی عبادت سے آسمانوں کو آباد کرتے ہیں اور ذرہ بھر سستی نہیں کرتے۔ ان میں سے بعض ہمیشہ رکوع میں رہتے ہیں اور بعض سجدہ میں رہتے ہیں اور بعض دائمًا کھڑے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض گروہ گروہ کی شکل میں آتے ہیں اور بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں ہر روز ستر ہزار فرشتہ بیت المعمور کا طواف کرتا ہے جو ایک بار طواف کرلے قیامت تک اس کی باری نہیں آتی۔ بعض فرشتے جنت میں اہلِ جنت کے اکرام و اعزاز کے لئے مقرر ہیں۔ وہ ان کی ضیافت لباس، خورد و نوش اور رہنے کے مکانات کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر اشیاء سے ان کو نوازتے ہیں جو دُنیا میں کسی آنکھ نے دیکھی نہیں نہ کان نے سُنی اور نہ ہی اس کا کسی بشر کے دل و دماغ میں تصور آیا ہے۔ بعض فرشتے دوزخ پر مقرر ہیں ان کو زبانیہ کہا جاتا ہے ان سے آگے انیسؔ فرشتے ہیں اور جہنم کا داروغہ مالک ہے۔ وہ جہنم کے تمام فرشتوں سے اعلیٰ حیثیت رکھتا ہے۔ بعض فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مامور ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے نفوذ کا وقت ہو تو وہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ بعض فرشتے انسانوں کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں وہ انسان سے جُدا نہیں ہوتے البتہ جب انسان ناپاک ہو یا پیشاب و پاخانہ کرے تو کچھ وقت کے لئے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا آپ کس شئ پر مامور ہیں۔ جبرائیل نے کہا میں ہوا اور لشکروں پر مقرر ہوں آپ نے میکائیل کے متعلق پُوچھا تو عرض کیا وہ نباتات اور بارش پر مامور ہیں طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا کیا ہے۔ میکائیل علیہ السلام کبھی نہیں ہنسے۔ ان کے مددگار اور فرشتے ہیں جو ان کے حکم کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ ہوا

اور بادلوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے آسمان سے گرنے والے ہر قطرہ کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو زمین پر لاتا ہے۔ فرشتوں میں سے بعض فرشتے رسول ہیں وہ رسل عظام علیہم السلام کی طرح گناہوں سے معصوم ہیں اور جو فرشتے اور رسول نہیں ان کی عصمت میں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء ان کو معصوم خیال نہیں کرتے جیسے ہاروت و ماروت کا واقعہ ہے کہ اُنھوں نے شراب پیا، زنا کیا اور قتل بھی کیا ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرفوع روایت کی ہے۔ اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے اور" اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ الایۃ اس کا مفہوم یہی ہے کہ ابلیس فرشتوں میں شامل تھا ورنہ وہ مامور بہ نہ ہوتا اور نہ ہی اس کو فرشتوں سے مستثنیٰ کرنا درست ہوتا جبکہ مستثنیٰ متصل ہی اصل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں "لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور وہ جن ہے"، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُس نے جنوں کا کردار ادا کیا تھا۔ اس کی جنس جن نہیں فرشتہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم جن کی اولاد ہوتی ہے اور ان کو جن کہا جاتا ہے اُن میں سے ابلیس لعین ہے۔ الحاصل بعض فرشتے معصوم نہیں اگرچہ عموماً وہ معصوم ہوتے ہیں۔ جیسے انسانوں میں سے بعض انسان معصوم ہیں اور عموماً معصوم نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ بعض فرشتے ذاتی طور پر شیطانوں کے مخالف نہ ہوں اور عوارض وصفات میں مخالفت رکھتے ہوں جیسے جنّ اور انسان نیک اور فاسق ہیں۔

لیکن اہل تحقیق علماء کہتے ہیں فرشتے مطلقاً گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور ابلیس جن تھا جس نے فرشتوں میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ اور ہزار ہا فرشتوں میں مغمور رہا تھا۔ اس لئے غلبہ کے طور پر اس کو فرشتہ کہہ دیا گیا ہے۔ یا جن بھی فرشتوں کے ساتھ آدم کو سجدہ کرنے میں مامور تھے لیکن ان کو ذکر نہیں کیا اور فرشتوں کے ذکر پر اکتفاء کی گئی جب اکابر کسی کے لئے عاجزی اور فروتنی کرنے میں مامور ہوں تو اصاغر بطریق اولیٰ مامور ہوتے ہیں اس لئے جنّ جو اصاغر ہیں فرشتوں کے ساتھ سجدہ کرنے میں مامور تھے۔ اور ہاروت و ماروت کا قصہ یہ ہے کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین پر اُتارا گیا تو فرشتوں نے کہا اے پروردگارِ عالم ایسے شخص کو خلعتِ خلافت پہنائی ہے جو زمین میں فتنہ وفساد کرے گا جبکہ ہم انسانوں سے زیادہ فرمانبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میں سے دو فرشتے منتخب ہو جائیں میں ان کو زمین پر اُتارتا ہوں اُنھوں نے ہاروت و ماروت کا انتخاب کیا جبکہ وہ بہت نیک فرشتے تھے۔ وہ زمین پر اُتارے گئے تو ان کے پاس ایک خوبصورت عورت آئی تو اُنھوں نے اس کے نفس پر قدرت حاصل کرنا چاہی تو اُس نے اس شرط پر ان کو اپنے نفس پر قادر کرنا چاہا کہ وہ اس بچہ کو قتل کریں۔ اُنھوں نے قتل سے انکار کر دیا وہ واپس چلی گئی اور شراب کا پیالہ لے کر آئی اُنھوں نے پھر وہی خواہش ظاہر کی تو اُس نے کہا بشرطیکہ یہ شراب پیو اُنھوں نے شراب پیا اور اس سے بداخلاقی کی اور بچے کو قتل کر دیا جب ہوش میں آئے تو اس عورت نے کہا تم نے جس جس شئی کا انکار کیا تھا وہ سب کر دکھایا تم نے شراب پیا اور بچے کو قتل کیا اب دُنیا کا عذاب پسند کرو یا آخرت کا عذاب اختیار کر لو۔ اُنھوں نے دُنیا کا عذاب اختیار کر لیا اس اسناد سے یہ حدیث غریب ہے اگرچہ اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں لیکن موسیٰ بن

۲۹۵۵ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ ح
وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ ثَنَا
اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَا اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ فَذَكَرَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ
فَاُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَلْآنَ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ
اِلٰى مَرَاقِّ الْبَطْنِ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَّ
اِيْمَانًا وَاُتِيتُ بِدَآبَّةٍ اَبْيَضَ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ الْبُرَاقُ
فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ حَتّٰى اَتَيْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ
جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ
مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى اٰدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ

جُبَیر مستور الحال ہے اور کئی طرق سے بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے (قسطلانی باختصار)

۲۹۹۵ — **ترجمہ:** مالک بن صَعْصَعَہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں بیت اللہ کے پاس نیند و بیداری میں تھا اور آپ نے اپنی ذات کریمہ کو دو مردوں کے درمیان ذکر کیا کہ میرے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہُوا تھا پھر سینے سے پیٹ کے نیچے تک چاک کیا گیا پھر پیٹ کو آبِ زمزم سے دھویا گیا پھر حکمت اور ایمان سے بھرا گیا اور ایک سفید چار پایہ لایا گیا جو خچّر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا وہ بُراق ہے۔ میں جبرائیل کے ساتھ روانہ ہُوا حتی کہ ہم دنیا کے آسمان تک پہنچے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا میں جبرائیل ہوں پھر پُوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" پوچھا گیا آپ کو پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل سے کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا۔ آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو اُنھوں نے کہا اے بیٹے اور نبی مرحبا! پھر ہم دوسرے آسمان پہ آئے تو کہا گیا یہ کون؟ اُس نے کہا میں جبرائیل ہُوں پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ اُس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا آپ کو تشریف آوری کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل نے کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا آپ کی تشریف آوری بہت اچھی ہے۔ (اس آسمان پہ) میں عیسٰی اور یحیٰی علیہما السلام کے پاس آیا تو اُنھوں نے

مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَّنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ
قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ
الْمَجِيْءُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى عِيْسٰى وَيَحْيٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا
السَّمَآءَ الثَّالِثَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ
وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى
يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ
قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قِيْلَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى
اِدْرِيْسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ
قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ
اِلَيْهِ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَاَتَيْنَا عَلٰى هَارُوْنَ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا عَلَى السَّمَآءِ

کہا اے بھائی اور نبی مرحبا پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا گیا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا آپ کو تشریف لانے کے لئے پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل نے کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں یوسف "علیہ السلام" کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو اُنھوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا! پھر ہم چوتھے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا کیا ان کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے کہا جی ہاں! کہا مرحبا آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں ادریس "علیہ السلام" کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو اُنھوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا جبرائیل ہوں کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا۔ آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ ہم ہارون "علیہ السلام" کے پاس آئے تو اُنھوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے۔ کہا گیا آپکے

السَّادِسَةِ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ اِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى فَقِيْلَ مَا اَبْكَاكَ قَالَ يَا رَبِّ هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِيْ بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِيْ فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فَسَاَلْتُ جِبْرِيْلَ فَقَالَ هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يُصَلِّيْ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ اِذَا خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا اٰخِرَ مَا عَلَيْهِمْ وَرُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا نَبِقُهَا كَاَنَّهٗ قِلَالُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا كَاَنَّهٗ اٰذَانُ الْفُيُوْلِ فِيْ اَصْلِهَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ

ساتھ کون ہے ؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں کہا مرحبا آپ کا تشریف بہت اچھا ہے۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو انھوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا۔ جب میں ان کے پاس سے آگے نکل گیا تو وہ رونے لگے اُن سے کہا گیا آپ کس لئے رو رہے ہیں اُنھوں نے کہا اے اللہ یہ لڑکا جو میرے بعد نبی مبعوث ہوئے ان کی امّت کے لوگ میری اُمّت کے لوگوں سے زیادہ جنّت میں داخل ہوں گے۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے ؟ جبرائیل نے کہا میں جبرائیل ہوں ”علیہ السلام“ کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے ؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں ! کہا گیا آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو اُنھوں نے جواب دیا اے بیٹے اور نبی مرحبا۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا میں نے جبرائیل سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستّر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ چلے جائیں تو دوبارہ واپس نہیں آتے آخر تک اُن کی باری نہیں آتی۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا میں نے جبرائیل سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستّر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ چلے جائیں تو دوبارہ واپس نہیں آتے آخر تک اُن کی باری نہیں آتی۔ پھر میرے سامنے سِدرۃُ المُنتہیٰ کیا گیا اس کے پھل ہجر

نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَسَأَلْتُ جِبْرِيْلَ فَقَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ
فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَىَّ خَمْسُوْنَ
صَلٰوةً فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى جِئْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ فُرِضَتْ عَلَىَّ
خَمْسُوْنَ صَلٰوةً قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ عَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ
الْمُعَالَجَةِ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ
فَجَعَلَهَا أَرْبَعِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهُ ثُمَّ ثَلٰثِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهُ
فَجَعَلَ عَشْرًا فَأَتَيْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ فَجَعَلَهَا خَمْسًا فَأَتَيْتُ مُوْسٰى
فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ جَعَلَهَا خَمْسًا فَقَالَ مِثْلَهُ قُلْتُ سَلَّمْتُ فَنُوْدِيَ
إِنِّيْ قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ وَأَجْزِي الْحَسَنَةَ عَشْرًا
وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ

کے مشکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جیسے تھے اس کی جڑ میں چار نہریں جاری تھیں دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا باطنی نہریں جنّت کی نہریں ہیں اور ظاہری نہریں نیل و فرات ہیں۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس آیا حتٰی کہ موسیٰ کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا آپ نے کیا کیا؟ میں نے کہا مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں اُنھوں نے کہا میں لوگوں کا حال زیادہ جانتا ہوں میں نے بنی اسرائیل کا بہت تجربہ کیا ہے۔ آپ کی اُمّت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ آپ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور عرض معروض کریں میں واپس چلا گیا اور اللہ تعالیٰ سے (تخفیف) کا سوال کیا تو اللہ نے چالیس نمازیں کر دیں پھر اسی طرح کیا پھر تیس کر دیں پھر اسی طرح ہُوا تو بیس کر دیں پھر اسی طرح کیا تو دس کر دیں۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اُنھوں نے پہلے کی طرح کہا تو اللہ نے ان کو پانچ کر دیا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا آپ نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ نے نمازیں پانچ کر دیں ہیں اُنھوں نے اسی طرح کہا میں نے کہا میں نے بھلائی سے تسلیم کر لیا ہے تو ندا آئی میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ہے اور میں نیکی کی دس گنا جزا دوں گا۔ ہمام نے قتادہ حسن اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فی البیت المعمور کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

۲۹۹۵ **شرح :** اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حکمت اور ایمان معانی ہیں اور بھرنا جسم کی صفت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طشت میں کوئی شئی تھی جس سے کمال ایمان وحکمت حاصل ہوتے ہیں چونکہ وہ شئی ایمان وحکمت کا سبب ہے اس لئے اس کو ایمان وحکمت کہا گیا ہے۔ مَراق، پیٹ کا نچلا حصہ، یہ شق اس شق صدر کا غیر ہے جو چھوٹی عمر شریف میں ہوا تھا۔ معلوم ہُوا آپ کا شق صدر دو دفعہ ہوا ہے (کرمانی) براق وہ چوپایہ ہے جس پر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب اسریٰ میں سوار ہوئے تھے۔ بُراق برق سے مشتق ہے۔ کیونکہ اس کی رفتار بہت تیز تھی اس لئے اس کو براق کہا جاتا ہے یا اس لئے کہ وہ بہت صاف تھا اور اس کا رنگ چمکدار تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس چوپایہ کے دو رنگ تھے اس لئے اس کو براق کہا جاتا ہے "شَاةٌ بَرْقَاءُ" جبکہ اس کے بالوں کے دو رنگ ہوں۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے جدّ امجد ہیں۔ لہٰذا مناسب یہ تھا کہ وہ آپ کو بھائی نہ کہتے بیٹا کہتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھائی ہیں ادریس علیہ السلام نے بطور ادب واحترام بیٹا نہیں کہا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی اُمت پر شفقت کے باعث رونے لگے تھے جبکہ اُنھوں نے آپ کی متابعت سے وہ نفع نہ حاصل کیا جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّتِ مرحومہ نے آپ کی متابعت سے نفع حاصل کیا ہے اور ان کی امت کی تعداد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تعداد کو نہیں پہنچ سکی۔ آپ کا رونا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت وعظمت اور رفعت مقام پر بطورِ حسد نہ تھا (معاذ اللہ) رونے کی کئی قسمیں ہیں کبھی حزن وملال کے باعث رویا جاتا ہے کبھی تعجُّب کے سبب رونا ہوتا ہے اور کبھی فرح وسرور سے رونا آجاتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلام کہنا آپ کی قصرِ شان اور تحقیر کے لئے نہیں تھا بلکہ اس احسان کی تعظیم کے لئے تھا جس سے پروردگارِ عالم نے آپ کو نوازا ہے۔ اور آپ کو تھوڑی عمر میں بے شمار تحائف وکرامات عنایت فرمائی ہیں۔ عرب کے محاورات میں جب کسی شخص میں قوتِ بازو ہو اس کو غلام کہا جاتا ہے اگرچہ اس کی عمر بڑی ہو۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ اس حدیث میں موسیٰ علیہ السّلام کو چھٹے آسمان پر ذکر کیا ہے حالانکہ کتاب الصلوٰۃ کی حدیث ع۳۴۴ میں ان کو ساتویں آسمان میں ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر بھی تھے اور ساتویں آسمان پر بھی تھے کیونکہ ایک شئی ایک وقت کئی جگہ موجود ہو سکتی ہے یہ شرعًا جائز ہے اگرچہ اہلِ میزان کے نزدیک محال ہے لیکن محال عقلی کو یہ لازم نہیں کہ وہ شرعًا بھی محال ہو۔ سدرۃ المنتھٰی کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ وہاں تک فرشتوں کے علوم پہنچ سکتے ہیں اور اس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا ہے۔ البتہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو ہی یہ عظمت حاصل ہے کہ آپ نے تمام منازل سماویہ اور آفاقِ عُلویہ کو طے کر کے حضور رب العالمین کے حضور قدم میمنت رکھا اور خالقِ کائنات سے کمالات علمیہ سے سرفراز ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، بَیْتُ الْمَعْمُوْر، کعبہ کی محاذات میں آسمانوں پر مقام ہے جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے حقیقۃً دروازے ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علماء کرام میں شبِ اسراء کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج خواب میں ہوئی لیکن حق بات وہ ہے جو جمہور علماء نے کہا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمِ پاک کے ساتھ ہوئی۔ یہی اکثر اہلِ علم کا مسلک ہے۔ علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ کو خواب میں معراج ہوئی۔ ہاں جب سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں اور ان میں قطعاً شک و شبہ نہیں ہوتا۔ ان حضرات علماء نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ "مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن پاک مفقود نہ تھا۔ نیز انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا "بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ" اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول کے پیشِ نظر کہ "ھُوَ کَانَ نَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا اور انس نے کہا آپ مسجدِ حرام میں سوئے ہوئے تھے اور معراج کا قصہ ذکر کیا اور آخر میں یہ الفاظ ذکر فرمائے کہ میں بیدار ہوا تو مسجدِ حرام میں تھا۔ اکثر اہلِ علم فقہاء، محدثین، مفسرین، اور متکلمین کا مسلک یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج روح مع البدن حالتِ بیداری میں ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت کی ہے اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک بیداری کی حالت میں بدن مع روح آپ نے سیر کی اور بیت المقدس سے آسمانوں تک صرف روحانی معراج ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک پھر وہاں سے آسمانوں تک مع بدن مع روح سیر کرائی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الآیۃ عبد کا اطلاق جسم مع روح پر ہوتا ہے اگر روحانی معراج ہوتی تو بروحہٖ کہا جاتا۔ ظاہر الفاظ اور حقیقت سے تاویل کی طرف رجوع اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت محال ہو اور جسم مع روح کا بیداری کی حالت میں آسمانوں کی سیر کرنا محال نہیں۔ ورنہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی آسمانوں میں اشکال پیدا ہوگا حالانکہ وہاں صریح نصِ قطعی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں اٹھا لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ یہ رُؤیا عین تھا رُؤیا منام نہ تھا اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا جواب یہ ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے مشاہدہ سے یہ بیان نہیں کیا کیونکہ اس وقت آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر نہیں کیونکہ معراج مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ام المومنین مدینہ منورہ میں آپ کے گھر تشریف لائیں۔ بعض علماء نے کہا ممکن ہے کہ اس وقت آپ پیدا بھی نہ ہوئی ہوں۔ لہٰذا انھوں نے یہ حدیث کسی سے سنی ہوگی تو اس خبر کو ان کے غیر کی خبر پر ترجیح نہیں دے سکتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب براق پر سوار ہونا چاہا تو وہ اچھلنے لگا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ براق آپ سے وعدہ لینا چاہتا تھا کہ قیامت میں بھی آپ اسی پر سوار ہوں جبکہ میدانِ محشر میں شان و شوکت سے تشریف لائیں گے۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعدہ کر لیا تو وہ اچھلنے سے رُک گیا۔ ابن حبان نے روایت کی کہ جبرائیل علیہ السلام نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا

۲۹۹۶ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَيُقَالُ لَهٗ اُكْتُبْ عَمَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَاَجَلَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهٗ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

اور خود آپ کے پیچھے بیٹھے جب واپس آئے تو بیت المقدس میں نماز نہیں پڑھی ورنہ نماز پڑھنی سنت قرار پاتی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل کے واجب ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے پہلے وہ منسوخ ہو سکتا ہے ۔ (حدیث ۲۴۴ کی شرح دیکھیں)

۲۹۹۶ ـــ ترجمہ : زید بن وہب سے روایت ہے اُنھوں نے کہا عبداللہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپ سچے ہیں اور آپ کی تصدیق کی گئی ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔ چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر چالیس روز خون بستہ رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک مضغہ گوشت رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اس کا عمل ، رزق ، عمر اور بدبخت یا نیک بخت لکھے ۔ پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ بے شک تم میں سے ایک آدمی عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کی تقدیر آگے بڑھتی ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرنے لگتا ہے اور کوئی آدمی عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر غالب آتی ہے ۔ اور وہ جنتیوں کے عمل کرنے لگتا ہے ۔

۲۹۹۶ ـــ شرح : نطفہ کا ماں کے پیٹ میں جمع ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ نطفہ جب عورت کے رحم میں واقع ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے بچہ پیدا کرنا چاہے تو نطفہ عورت

۲۹۹۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ثَنَا مَخْلَدٌ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابَعَهُ اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرِيْلَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ

کے ہر حصہ میں پھرتا ہے ناخن اور بال وغیرہ کے تحت چلتا ہے۔ اور چالیس روز ٹھہرتا ہے۔ پھر خون بن کر رحم میں اُترتا ہے۔ یہ جمع ہونے کا معنیٰ ہے۔ حدیث ۲۱۴ کی شرح دیکھیں "

۲۹۹۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور ابن جریج سے روایت کرکے ابوعاصم نے ان کی متابعت کی۔ اُنھوں نے کہا مجھے موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو نداء فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین میں اُتاری جاتی ہے (اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں)

۲۹۹۷ — شرح : یعنی جو لوگ اس کو پہچانتے ہیں ان کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس کا اچھا ذکر کرتے ہیں اس کی مدح وثناء کرتے ہیں حتیٰ کہ لوگوں میں اس کا نیک ذکر باقی رہتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی لوگوں کے دلوں میں محبوب ہو وہ اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے محبت کو ذکر کیا ہے بغض کو ذکر نہیں کیا چنانچہ بعض روایات میں ہے جب اللہ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے بغض رکھتا ہوں وہ اس کے ساتھ بغض رکھے تو جبرائیل علیہ السلام اس سے بغض کرنے لگتا ہے پھر وہ آسمان والوں کو نداء کرتا ہے کہ اللہ فلاں سے بغض رکھتا ہے تم اس سے بغض رکھو تو وہ اس سے بغض کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مبغوضیت زمین میں اُتاری جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق لوگوں کے دلوں میں بغض ہو وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہوتا ہے۔

۲۹۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوحِيهِ إِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ

۲۹۹۹ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوْا الصُّحُفَ وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ

۲۹۹۸ — ترجمہ : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے عنان یعنی بادل میں اترتے ہیں اور اس امر کا ذکر کرتے ہیں جس کا فیصلہ آسمانوں میں ہوتا ہے۔ تو شیطان چھپ کر سن لیتے ہیں اور وہ کاہنوں کو بتا دیتے ہیں وہ اپنی طرف سے اس میں سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

۲۹۹۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازے پر فرشتے بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ پہلے پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ جب امام (خطبہ کے لئے) باہر آئے تو فرشتے اپنی کتابیں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور (مسجد میں) آکر خطبہ سننے لگتے ہیں۔

(حدیث ۸۸۸ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُنْشِدُ فَقَالَ كُنْتُ اُنْشِدُ فِيْهِ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ نَعَمْ

۳۰۰۱ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اُهْجُهُمْ اَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرَئِيْلُ مَعَكَ

۳۰۰۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى غُبَارٍ سَاطِعٍ فِيْ سِكَّةِ بَنِيْ غَنْمٍ وَزَادَ مُوْسٰى مَوْكِبَ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۳۰۰۰ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت عمر فاروق مسجد میں سے گزرے جبکہ حسان اشعار پڑھ رہے تھے (عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جواب میں) حسان نے کہا میں مسجد میں اشعار پڑھا کرتا تھا حالانکہ اس میں آپ سے بہتر ذات ستودہ صفات موجود ہوتے تھے۔ پھر وہ ابوہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری طرف سے کفار کی ہجو کا جواب دو۔ اے اللہ روح القدس سے حسان کی تائید فرما۔ ابوہریرہ نے کہا جی ہاں!

۳۰۰۱ — ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا۔ کفار کی ہجو کرو اور جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔

(حدیث ۴۴۴ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا گویا کہ میں وہ غبار اب دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گلیوں میں بلند ہو رہا تھا۔ موسیٰ نے یہ اضافہ کیا کہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر کی وجہ ہے۔"

۳۰۰۳ ــــ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ قَالَ كُلُّ ذَاكَ يَأْتِي الْمَلَكُ أَحْيَانًا فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ وَيَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ أَحْيَانًا رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ

۳۰۰۴ ــــ حَدَّثَنَا آدَمُ ثَنَا شَيْبَانُ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ أَيْ فُلُ هَلُمَّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

۳۰۰۱ ، ۳۰۰۲ ــــ **شرح** : حدیث ۳۰۰۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین کی ہجو کرنا اور ان کو اذیت پہنچانا جائز ہے جبکہ ان کو امن نہ دیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ان پر سختی کرنے میں ان سے بغض کی وضاحت ہوتی ہے اھ۔ جو مسلمانوں کی وہ ہجو کرتے ہیں اس کا انتقام ظاہر ہوتا ہے لیکن ابتداءً مسلمانوں کی طرف سے جائز نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم ان لوگوں کو گالی مت دو جو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ دشمنی اور جہالت کے باعث اللہ کو گالی دیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ روح القدس سے حسان کی تائید فرما یہ اس لئے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرنے میں فحش اور زبانی بدگوئی تک پہنچنے کا گمان ہوتا ہے جو غیر مستحسن ہے اس لئے روح قدس کی تائید کی دعا فرمائی کہ روحِ قدس حسان کو فحش و بدگوئی سے پاک رکھے اور ہجو صرف ان کے جواب تک محدود رہے اور اس میں تجاوز نہ ہو حدیث ۳۰۰۲ میں مَوکِبٌ حرف جر محذوف ہونے کے باعث منصوب ہے۔ بعض روایات میں "مَوکِب" مذکور ہے۔ یہ سیر کی قسم ہے اور جو لوگ زینت کے لئے اونٹوں پر سوار ہوں ان پہ بھی مَوکِب کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور لشکر پر موکب بولا جاتا ہے۔

۳۰۰۳ ــــ **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہر وحی میں فرشتہ آتا ہے کبھی گھنٹی کی آواز کی مثل آتی ہے اور فرشتہ مجھ سے جدا ہوتا ہے حالانکہ

اُس نے جو کچھ کہا ہوتا ہے میں نے یاد کر لیا ہوتا ہے اور وہ مجھ پہ بہت سخت ہوتی ہے اور کبھی میرے سامنے فرشتہ مرد کی صورت اختیار کرتا ہے اور میرے ساتھ کلام کرتا ہے تو جو وہ کہتا ہے میں یاد کرتا جاتا ہوں "۔

شرح : كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْىُ آہ دراصل عبارت اس طرح ہے "كَيْفَ يَأْتِيْكَ

۳۰۰۳

حَامِلُ الْوَحْيِ "، یعنی سائل کا سوال یہ ہے کہ آپ کے پاس وحی لانے والا کیسے آتا ہے۔ لیکن حدیث میں اتیان کا اسناد وحی کی طرف کیا گیا ہے لہٰذا یہ مجاز عقلی یا مجاز فی الاسناد ہے۔ کیونکہ حامل اور محمول میں مناسبت ہے۔ اس کو استعارہ بالکنایہ بھی کہتے ہیں یعنی وحی کو رجل سے تشبیہ دی اور اس کی طرف مشبہ کی نسبت کی گئی اور مشبہ کو ذکر کر کے مشبہ بہ کا ارادہ کیا۔ " أَحْيَانًا "، حین کی جمع ہے اور وہ وقت ہے اس کا قلیل و کثیر پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک لحظہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ یہ ظرف منصوب ہے، "يَأْتِيْنِيْ" مؤخر اس کا عامل ہے۔ قولہ مثل صَلْصَلَةِ "، ہر آواز والی شئی کی آواز کو صلصلہ کہا جاتا ہے۔ جیسے زنجیر کی آواز ہے۔ یعنی کبھی میرے پاس وحی آتی ہے جس کی آواز گھنٹی کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ فَيُفْصَمُ "، کا معنیٰ جدا ہوتا ہے یعنی وہ مجھ سے اس صورت میں جدا ہوتا ہے کہ پھر واپس آئے گا اور فَصْمَ سے مراد وحی کا جدا ہونا یعنی فرشتہ کا جدا ہونا یا اس کی شدت کا جدا ہونا ہے۔ یعنی مجھے کرب و شدت نے ڈھانپ لیا ہوتا ہے وہ مجھ سے کھل جاتا ہے۔ قولہ يَتَمَثَّلُ آہ یعنی فرشتہ آدمی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ قولہ وَهُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ یعنی وحی کی پہلی قسم دوسری قسم سے سخت ہے کیونکہ گھنٹی کی آواز جیسا کلام سمجھنا مشکل ہوتا ہے اور مرد کا کلام سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ پہلی قسم میں فرشتہ کی آواز گھنٹی کی آواز جیسی ہوتی ہے اور دوسری قسم میں متکلم آدمی ہوتا ہے اس کا کلام سمجھنا آسان ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اس نے قائل اور سامع میں مناسبت ضروری کی ہے۔ تاکہ دونوں میں تعلیم و تعلم ہو سکے یہ مناسبت یا تو اس طرح ہوگی کہ سامع پہ روحانیت کا غلبہ ہو اور وہ وصفِ قائل سے متصف ہو یہ پہلی قسم ہے یا قائل سامع کی وصف سے متصف ہو یہ دوسری قسم ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں متمثل ہوتا ہے اور یہ مسلم امر ہے کہ پہلی صورت بہت سخت ہے۔ حدیث میں اس کی صورت یہ ہے کہ کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتہ کی وصف اختیار فرماتے اور کبھی فرشتہ آدمی کی صورت اختیار کرتا۔ ان دونوں طریقوں سے وحی کا افہام و تفہیم ہوتا ایک تیسری صورت بھی ہے اور وہ نیک خواب ہیں لیکن اس کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ سوال کا اصل مقصد وحی کا وہ طریقہ معلوم کرنا ہے جو مخصوص و مخفی ہو اور عموماً معلوم نہ ہو اور خواب معروف ہوتا ہے اس کو اس میں دخل نہیں یا سوال ہی یہ تھا کہ بیداری میں وحی آنے کی کیفیت کیا ہے یا سوال کے وقت نزولِ وحی انہی دو طریقوں سے ہوتا تھا اور نیک خواب ابتداءِ نبوت میں وحی کی صورت ظاہر کرتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی ابتداء اچھے خوابوں کے ذریعہ تھی اور یہ چھ ماہ تک رہی پھر آپ نے تنہائی اختیار کر لی اور غارِ حرا میں تشریف لے گئے وہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ بشر کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ علماء کلام کا کہنا ہے کہ فرشتے لطیف

اجسام میں اور جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سائل نے وحی آنے کی کیفیت پوچھی ہے اور جواب میں وحی کی دوسری قسم حامل وحی کی کیفیت بیان کی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سائل نے وحی آنے کی کیفیت کا سوال نہیں پوچھا بلکہ وحی کے حامل کی کیفیت سے سوال پوچھا ہے ۔ علاوہ ازیں حامل کی کیفیت سے وحی کی کیفیت معلوم ہوجاتی ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی قسم میں " لفظ وَعَيْتُ " ذکر کیا ہے جو ماضی کا صیغہ ہے اور دوسری قسم میں مضارع کا صیغہ استعمال کیا ہے چنانچہ فرمایا " اَعِیْ مَا یَقُوْلُ " اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی دو طرح سے آتی تھی۔ ایک حالت میں سخت تر ہوتی تھی ۔ کیونکہ اس حالت میں اوضاع ملکیہ اختیار فرمانے اور طباع بشریہ سے بالاتر ہوتے تھے تو جس طرح ملائکہ پر وحی کی جاتی ہے ۔ اسی طرح آپ پر وحی کی جاتی۔ پھر جب آپ طباع بشریہ کی طرف واپس لوٹتے تو جو کچھ آپ پر وحی کیا ہوتا وہ سب کچھ آپ کو یاد ہوتا تھا ۔ اسی لئے " وَعَيْتُ " ماضی کا صیغہ ذکر فرمایا۔ دوسری حالت میں فرشتہ بشری شکل میں آتا تھا اس کا وحی کا یاد کرنا آسان ہوتا تھا اور اس حالت میں جو کچھ فرشتہ ذکر کرتا اس کو آپ یاد کرتے جاتے اس لئے " اَعِیْ " مضارع کا صیغہ ذکر فرمایا حدیث ع-۲ کی شرح دیکھیں " شیخ شہاب الدین نے ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فصاحت و بلاغت کے اقصیٰ مراتب پر فائز تھے اور غیبی علوم کی خبریں دیا کرتے تھے اور لوگوں کو ان کی استعداد کے مطابق علوم کا فیضان فرماتے تھے۔ جب آپ کا یہ ارادہ ہوتا کہ وہ ان علوم کی گہرائیوں تک نہیں پہنچتے تو آپ ظاہری مثالیں بیان کرکے علوم کی وضاحت فرماتے تاکہ علوم کے حقائق ان کے لئے واضح ہو جائیں اور وہ مثالوں کے مشاہدہ سے ان حقائق سے آگاہ ہو جائیں جن کا انھوں نے مشاہدہ نہیں کیا ہوتا۔ جب کسی صحابی نے آپ سے کیفیت وحی سے متعلق سوال عرض کیا اور یہ مسئلہ بہت مشکل تھا تو آپ نے اس کی مثال بیان فرمائی کہ وحی کبھی گھنٹی کی طرح آتی ہے جس کی آواز باہم خلط ملط ہوتی ہے وہ سنی جاتی ہے سمجھی نہیں جاتی اور اس وقت دل پر خطاب الٰہی کی ہیبت ہوتی ہے اور قول ثقیل کا القاء ہوتا ہے اور جب یہ حال کھل جائے تو نازل شدہ کلام واضح ہوجاتا ہے اور وہ آپ کے قلب شریف میں ایسا مستقر اور واضح ہوتا ہے جیسے وہ کانوں سے سنائی دیتا ہے اور اس میں کسی شئی کا اشتباہ نہیں ہوتا۔ وحی کی یہ قسم ملائکہ پر وحی کے مشابہ ہے اور دوسری قسم واضح ہے کہ فرشتہ دحیہ کلبی کی صورت میں آکر آپ کو اللہ کا حکم پہنچایا کرتا تھا۔ ان دو طریقوں سے آپ پر وحی نازل ہوتا تھا البتہ ابتداء نبوت میں خواب میں رؤیا صالحہ سے وحی کی ابتداء ہوئی ۔ کیونکہ اچانک فرشتہ کی آمد کی بشری قوت متحمل نہیں ہوسکتی تھی ۔ اسی لئے نبوت کی ابتداء رؤیا صالحہ سے ہوئی جیسے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت سے واضح ہوتا ہے اور رؤیا صالحہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے خواب کی حالت میں اس کے دل میں کوئی شئی ڈال دیتا ہے یا اس کے حواس میں کوئی شئی ظاہر کرتا جیسے بیداری میں قلب یقظان پر القاء کرتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۰۰۴ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں ایک جوڑہ خرچ کرے ۔ جنت کے فرشتے اس کو (آٹھ دروازوں سے) بلاتے ہیں کہ اے فلاں شخص ادھر سے آؤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اس

۳۰۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامٌ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا اَرٰى تُرِيْدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شخص کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یقین رکھتا ہوں کہ تم اُن لوگوں میں سے ہو۔"
(حدیث ۲۶۴۵ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرائیل (علیہ السلام) تجھے سلام کہتے ہیں ام المؤمنین نے عرض کیا (یا رسول اللہ) وعلیہ السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ، آپ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

۳۰۰۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب مریم علیہا السلام سے خطاب فرمایا تھا تو اس طرح ام المؤمنین سے خطاب فرماتے ہوئے کیوں نہ کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ" اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کا مقدر یہ کیا تھا کہ ان کو شوہر کے بغیر بچہ عطاء کرے گا تو جبرائیل علیہ السلام کو ان سے گفتگو کرنے بھیج دیا تاکہ حمل کے زمانہ میں مریم کا دل مطمئن رہے اور وہ یہ خیال کرے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر ولادت کے وقت جبریل کو بھیجا جبکہ وہ اس وقت تنہا تھیں اور کہا آپ کسی قسم کا فکر نہ کریں۔ اللہ نے تمہارے نیچے نہر جاری کی ہے تو ان سے فرشتہ کا خطاب ان کی تسکین کے لئے تھا تاکہ ان کا قلب مطمئن رہے۔ اور انہیں اضطراب لاحق نہ ہو۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ مریم علیہا السلام کا شوہر نہ تھا اس لئے ان سے خطاب کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا احترام کیا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنت میں محل کا احترام کیا جس کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا تاکہ عمر فاروق کو غیرت نہ آئے اس میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی منقبت عظیمہ ہے کہ جب سیدنا جبرائیل علیہ السلام جو شہوت سے خالی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتے ہیں اور آپ کی زوجہ محترمہ سے مشافہتہً خطاب نہیں کرتے تاکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب شریف مضطرب نہ ہو تو جو کچھ اہل افک نے ان کے متعلق زہر اگلا تھا وہ کس قدر احترام سے بعید تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ایک قول کے مطابق مریم علیہا السلام نبی ہیں اس لئے ان سے مشافہتہً خطاب کیا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا میں یہ وصف نہ تھی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا سلام کے جواب میں یہ کہنا وعلیک السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ، کتاب اللہ پر امتثال ہے قرآن کریم میں ہے جب تمہیں سلام کہا جائے تو اچھا جواب دو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۳۰۰۶ — حَدَّثَنَا أَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا عُمَرُبْنُ ذَرٍّ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِيْ ابْنَ جَعْفَرٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عُمَرَبْنِ ذَرٍّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ أَلَا تَزُوْرُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا قَالَ فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا الْآيَةَ

۳۰۰۷ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ سُلَيْمٰنُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِيْ جِبْرَائِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهٗ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

نے فرمایا سلام کے جواب میں اضافہ کرنا سنّت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیہ عورت کو سلام کہنا جائز ہے جبکہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو لیکن بہتر یہی ہے کہ اس زمانہ میں اجنبیہ عورت کو سلام نہ کہے کیونکہ اس پُر آشوب دَور میں ان کو سلام کہنا فتنہ سے خالی نہیں جبکہ انہی کے ذریعہ شیطان لوگوں کو شکار کرتا ہے۔

۳۰۰۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا جتنا تم اب ہمارے پاس آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہم آپ کے رب کے حکم بغیر نہیں آتے جو ہمارے سامنے یا پیچھے ہے اسی کا ہے

۳۰۰۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے قرآن ایک قرأت میں پڑھایا پھر میں اس سے اضافہ طلب کرتا رہا حتیٰ کہ وہ سات قرأت تک پہنچا۔

۳۰۰۷ — شرح : حرف سے مراد لغت ہے قرآن مجید سات حرفوں میں نازل ہُوا یعنی سات لغات میں نازل ہُوا۔ جس لغت میں قرآن کریم پڑھیں اس کا معنی تبدیل نہیں ہوتا۔ بعض علماء حرف سے اعراب مراد لیتے ہیں بعض حرف کا معنی کیفیت کہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت میکائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے ہُوئے تھے تو آپ نے ان سے مشورہ

۳۰۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَرَوٰى اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ

طلب کیا تو وہ اضافہ کا مشورہ دیتے رہے حتیٰ کہ سات حروف تک پہنچے ہر حرف کافی شافی تھا۔ اسی لئے قرآن میں جھگڑا کرنا ممنوع ہے۔ بعض تو اس کو کفر کہتے ہیں۔ اور یہ کہنا مناسب نہیں کہ قرآن کی آیت کے متعلق کہا جائے کہ یہ آیت اس طرح نہیں یا بعض آیات بعض سے بہتر ہیں۔ الحاصل قرآن کریم سات لغات میں نازل ہوا۔ بعض قریش کی لغت میں بعض ہذیل کی لغت میں بعض ہوازن کی لغت میں اور بعض یمن کی لغت میں نازل ہوا۔ اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ ایک لفظ میں سات وجہیں ہیں۔ البتہ بعض الفاظ ہیں جو متعدد لغات میں پڑھے جاتے ہیں جیسے مالک یوم الدین اس میں کئی لغات ہیں۔ جیسا کہ مفسرین نے ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۰۸ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ بہت زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے۔ جبکہ آپ سے جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے اور وہ رمضان مبارک میں ہر رات آپ سے ملاقات کرتے تھے اور آپ سے رمضان مبارک میں قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے یقیناً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت میں کھلی تیز ہوا سے عموم نفع میں زیادہ سخی تھے۔ عبد اللہ نے کہا ہم سے معمر نے اس اسناد کے ساتھ اس طرح بیان کیا۔ ابو ہریرہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جبرائیل آپ سے قرآن کا دور کرتا تھا۔

(حدیث ۵ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۹ــــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ثَنَا لَیْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَخَّرَ الْعَصْرَ شَیْئًا فَقَالَ لَهٗ عُرْوَةُ اَمَا اِنَّ جِبْرِیْلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰی اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ اِعْلَمْ مَا تَقُوْلُ یَا عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ بَشِیْرَ بْنَ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرِیْلُ فَاَمَّنِیْ فَصَلَّیْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَهٗ یَحْسُبُ بِاَصَابِعِهٖ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

۳۰۱۰ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ اَوْ لَمْ یَدْخُلِ النَّارَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ

۳۰۰۹ ـــــ ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز میں کچھ تاخیر کی تو اُن سے عروہ نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں امامت کی تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا اے عروہ! ذرا خیال کرو! عروہ نے کہا میں نے بشیر بن ابی مسعود کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابومسعود نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جبرائیل اُترے اور میری امامت کی تو میں نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی ان کے ساتھ پھر نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ پانچ نمازوں کو اپنی انگلیوں پر شمار کر رہے تھے۔

(حدیث ۵۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۱۰ ـــــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل نے کہا آپ کی اُمّت میں سے جو کوئی شخص فوت ہو جائے حالانکہ اُس نے اللہ کا کسی کو شریک نہ کیا ہو وہ جنّت میں داخل ہوگا یا (فرمایا) دوزخ میں داخل نہ ہوگا! آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اگرچہ وہ چوری کرے تو جبرائیل نے کہا اگرچہ زنا اور چوری کرے!

۳۰۱۱ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ فَيَقُوْلُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَقَالُوْا تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ

بَابٌ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ

۳۰۱۰ شرح : یعنی جو شخص اللہ کا شریک نہ بنائے اور اسی حال میں فوت ہو جائے وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اور دوام کی نفی سے اصل شئی کی نفی نہیں ہوتی۔ لہٰذا جن احادیث میں گنہگار مسلمانوں کا دوزخ میں جانا مذکور ہے وہ اس حدیث کے منافی نہیں کیونکہ گنہگار مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں جنت میں دخول کا اثبات ہے۔ اور نفی کا بھی اثبات ہے۔ اور ہر ایک دوسرے سے وصف یا وقت میں ممتاز ہے۔ یعنی جو شخص توحید پر مر جائے وہ بہر حال جنت میں جائے گا اگرچہ اس سے پہلے اس کو عذاب دیا جائے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل شرط کا حذف کرنا جائز ہے اور صرف حرفِ شرط پر اکتفاد کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے کلام میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

۳۰۱۱ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے ایک دُوسرے کے بعد آتے ہیں۔ کچھ فرشتے رات میں اور کچھ دن میں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں پھر جو فرشتے تم میں رات بھر رہتے ہیں وہ آسمان میں چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے اور فرماتا ہے تم نے (میرے بندوں کو) کیسے چھوڑا وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو چھوڑا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے پاس آئے تھے حالانکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

۳۰۱۱ شرح : یعنی فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں جب ایک گروہ آئے تو دوسرا چلا جاتا ہے (حدیث ۵۳۲ کی شرح دیکھیں)

باب جب کوئی تم میں سے آمین کہے حالانکہ آسمان میں فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جب دونوں کی

فِي السَّمَآءِ آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

٣٠١٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا مَخْلَدٌ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَشَوْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فِيهَا تَمَاثِيلُ كَأَنَّهَا نُمْرُقَةٌ فَجَاءَ فَقَامَ بَيْنَ الْبَابَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ فَقُلْتُ مَا لَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذِهِ الْوِسَادَةِ قُلْتُ وِسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا قَالَ أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَأَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّوَرَ يُعَذَّبُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُولُ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ

٣٠١٣ — حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ

آمین ایک دوسرے کے موافق پڑے تو اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں!"

٣٠١٢ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک تکیہ بھرا جس پر تصاویر بنی تھیں۔ آپ تشریف لائے تو دونوں دروازوں کے درمیان کھڑے ہوگئے اور آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہونے لگا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم سے کیا گناہ ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے ام المؤمنین نے کہا یہ تکیہ میں نے آپ کے لئے تیار کیا ہے تاکہ آپ اس پر آرام فرمایا کریں۔ آپ نے فرمایا کیا تو جانتی نہیں کہ جس گھر میں تصویر ہو اس گھر میں فرشتے نہیں آتے اور جو کوئی تصویر بنائے اس کو قیامت تک عذاب دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جو تصویر

۳۰۱۴ ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَا عَمْرٌو اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْاَشَجِّ حَدَّثَهٗ اَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ حَدَّثَهٗ وَمَعَ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيُّ الَّذِيْ كَانَ فِيْ حَجْرِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ بُسْرٌ فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ فَاِذَا نَحْنُ فِيْ بَيْتِهٖ بِسِتْرٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ اَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيْرِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَالَ اِلَّا رَقْمٌ فِيْ ثَوْبٍ اَلَا سَمِعْتَهٗ قُلْتُ لَا قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرَهٗ

۲۰۱۵ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ ثَنِيْ عُمَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ

تو نے بنائی ہے اس کو زندہ کر ،،

۳۰۱۳ ــــ ترجمہ : عُبَیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ابوطلحہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس گھر میں کُتّا یا جاندار کی تصویر ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۳۰۱۴ ــــ ترجمہ : بُکیر بن اَشَجّ نے بیان کیا کہ بُسر بن سعید نے ان کو خبر دی کہ زید بن خالد جُہنی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا اور بُسر بن سعید کے ساتھ عُبَیداللہ خولانی تھے جو ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ تربیت تھے۔ اُن دونوں سے زید بن خالد نے بیان کیا کہ ابوطلحہ نے ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے

۳۰۱۶ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

۳۰۱۷ـــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُلَيْحٍ ثَنَا اَبِيْ

جس میں جاندار کی تصویر ہو بُسر نے کہا زید بن خالد بیمار ہو گئے تو ہم اُن کی بیمار پرسی کو گئے تو اُن کے گھر میں ہم نے پردہ دیکھا جس میں تصویریں تھیں میں نے عُبید اللہ خولانی سے کہا کیا ہم کو تصاویر کے متعلق اُنھوں نے خبر نہیں دی تھی تو عبید اللہ نے کہا اُنھوں نے یہ کہا تھا کہ کپڑے کے نقوش اُس کے مستثنیٰ ہیں۔ کیا تم نے سُنا نہیں تھا میں نے کہا نہیں تو اُنھوں نے کہا کیوں نہیں اُنھوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔

۳۰۱۵ـــــ ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا (کہ وہ آئیں گے) اور کہا ہم اس گھر میں نہیں آتے جس میں جاندار کی تصویر اور کتا ہو۔

۳۰۱۶ـــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا کلام فرشتوں کے کلام کے موافق ہو جائے۔ اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۳۰۱۳، ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۱۶ ـــــ شرح: وِسَادَۃٌ تکیہ ہے۔ اس کی جمع وَسَائِد ہے۔ تَمَاثِیل تمثال کی جمع ہے اس کا معنیٰ اگرچہ مطلقاً صورت ہے لیکن یہاں اس سے مراد حیوان کی صورت ہے۔ نُمْرُقَۃٌ کی جمع نَمَارِقُ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "ملائکہ" سے مراد رحمت اور برکت کے فرشتے ہیں جو لوگوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ وہ فرشتے مراد نہیں جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ جن کتوں کا گھر میں رکھنا حرام نہیں جیسے کھیتی باڑی اور جانوروں کی حفاظت کرنے والے یا شکار کرنے والے کتے وہ مذکور حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اور کپڑوں پر منقوش تصاویر جن کی کوئی عظمت و حُرمت نہیں اور وہ پاؤں میں روندی جاتی ہیں وہ رحمت کے فرشتوں کو منع نہیں کرتیں۔ تصویر کا دخولِ ملائکہ سے مانع ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ معصیت فاحشہ ہے اور اس میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت ہے اور بعض وہ صورتیں ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔

عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ وَالْمَلٰئِكَةُ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يَقُمْ مِنْ صَلَاتِهِ أَوْ يُحْدِثْ ۳۰۱۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ قَالَ سُفْيٰنُ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَنَادَوْا يَا مَالِ

اس لئے جہاں حیوان کی تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اسی طرح جہاں کُتّا ہو کیونکہ کُتّا عموماً نجاست کھاتا ہے اور بعض کتوں کو شیطان بھی کہا جاتا ہے اور فرشتے اس کو نہیں چاہتے۔ نیز کتا بدبودار ہوتا ہے اور بدبو سے فرشتے بھاگتے ہیں۔ ہاں اگر کپڑوں پر نقش ونگار ہوں اور حیوانات کی تصاویر نہ ہوں تو یہ جائز ہیں۔ ابن اثیر نے کہا رَقم کا معنیٰ نقش ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ حسب وعدہ نہ آئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ آنے کا سبب پوچھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کُتّا یا تصویر ہو۔
(حدیث ع ۳۶۹، حدیث ع ۳۰۱۶ کی تفصیل حدیث ع ۷۶۷ کی شرح میں دیکھیں)

۳۰۱۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص نماز میں ہی شمار ہوتا ہے جب تک اس کو نماز روک رکھے اور فرشتے کہتے ہیں۔ اے اللہ اس کو بخش اور اس پر رحم کر جب تک وہ نماز سے فارغ نہ ہو یا بے وضوء نہ ہو (حدیث ع ۴۳۵ کی شرح دیکھیں)

۳۰۱۸ — ترجمہ: صفوان بن یعلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگ پکاریں گے اے مالک (دوزخ کا داروغہ) سفیان نے کہا عبد اللہ بن مسعود کی قرأت میں "وَنَادَوْا يَا مَالِ" ہے

۳۰۱۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ عَلَيْكَ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيْتُ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فَمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

۳۰۱۹ — ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ پر اُحد کے دن سے سخت دن بھی کبھی آیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری قوم سے سخت تکالیف کا سامنا کیا اور لوگوں سے سخت تکلیف جو میں نے پائی وہ عقبہ کے دن تھی جبکہ میں نے اپنے آپ کو ابنِ عبد یالیل بن عبد کُلال پر پیش کیا۔ اُس نے میری خواہش کے مطابق جواب نہ دیا میں غمناک ہوکر سیدھا چلا۔ ابھی مجھے افاقہ نہ ہُوا تھا۔ کیا دیکھتا ہُوں کہ میں قرنِ ثعالب میں ہوں میں نے اپنا سَر اُٹھایا تو مجھے ایک بادل سا نظر آیا جس نے مجھے سایہ کئے ہُوئے تھا اور اس میں جبرائیل (علیہ السلام) تھے اُنھوں نے مجھے آواز دی اور کہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا کلام سُنا ہے جو کچھ اُنھوں نے آپ کو جواب دیا ہے اور آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے۔ آپ اُن کے متعلق جو چاہیں فرشتہ کو حکم دیں تو اچانک مجھے پہاڑوں کے فرشتہ

٣٠٢٠ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى قَالَ ثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ رَاٰى جِبْرَئِيْلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ

نے آواز دی اور مجھے سلام عرض کیا پھر کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم"، جس کے متعلق آپ چاہیں میں کرنے کو تیار ہوں، اگر آپ چاہیں تو ان کافروں پر سخت دو پہاڑ ابوقبیس اور ثور ڈال دیتا ہوں (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے وہ لوگ نکالے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔

٣٠١٩ — شرح : غزوۂ اُحد تین ہجری میں لڑا گیا تھا اس میں مسلمانوں کو سخت تکلیف اٹھانی پڑی اور ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جنگ میں شہید ہوئے "عقبہ" منیٰ کے میدان میں ایک وادی ہے۔ جب ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کا انتقال ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمید پر طائف تشریف لے گئے کہ آپ کو وہاں کچھ سہارا ملے گا۔ آپ قبیلہ ثقیف کے تین سرداروں عبد یالیل، حبیب اور مسعود سے ملے جو ایک دوسرے کے بھائی اور عمرو کے بیٹے تھے اور آپ نے اُن سے اپنی قوم کے مظالم کی شکایت کی تو اُنھوں نے آپ کی مدد کرنے کی بجائے آپ سے سخت رویہ اختیار کیا جس سے آپ کو شدید دُکھ پہنچا یہ واقعہ دس ہجری کے شوال میں ہوا۔ آپ طائف میں دس روز ٹھہرے تھے۔ قرن ثعالب، مکہ سے دو مرحلوں پر واقع ہے وہاں آپ کو وہ فرشتہ ملا جس کو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں پر مامور کیا ہوا ہے اور تمام پہاڑ اس کے تابع ہیں۔ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کش کی کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں مکہ کے سخت دو پہاڑ ان لوگوں پر گرا دوں جس سے یہ سب ہلاک ہوجائیں گے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ دو سخت پہاڑ ابوقبیس اور ثور ہیں لیکن عمدۃ القاری میں اس کو وہم قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ دو پہاڑ ابوقبیس اور قیقعان ہیں"

٣٠٢٠ — ترجمہ : ابواسحاق شیبانی نے کہا میں نے زر بن حُبَیش سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا" کے بارے میں پُوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ اس کے چھ سو پر تھے"

۳۰۲۱ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى رَفْرَفًا اَخْضَرَ سَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ

۳۰۲۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ اَنْبَاَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ فَقَدْ اَعْظَمَ وَلٰكِنْ قَدْ رَاٰى جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَخَلْقِهٖ سَادًّا مَا بَيْنَ الْاُفُقِ

۳۰۲۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ ابْنِ الْاَشْوَعِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَاَيْنَ قَوْلُهٗ ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَتْ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ كَانَ يَاْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَاَنَّهٗ اَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ الْاُفُقَ

۳۰۲۱ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیتِ کریمہ "بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں"، کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز کپڑا دیکھا جس نے آسمان کے کنارے ڈھانپ لئے تھے"۔

۳۰۲۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے یہ خیال کیا کہ "محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے بہت بڑی غلطی کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی صورت اور خلقت میں دیکھا جس نے اُفق اور کنارے بھرے ہوئے تھے"۔

۳۰۲۳ ـــ ترجمہ : مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ جب جبرائیل کی رؤیت بار بار ہو چکی ہے تو اس آیت "دَنٰی فَتَدَلّٰی الخ" کا معنیٰ کیا ہوگا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام ہے جو کسی مرد کی

صُورت میں آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اس دفعہ وہ اپنی اصلی صورت میں آئے اور سب کنارے ڈھانپ لیے تھے

۳۰۲۰ تا ۳۰۲۳ —

شرح : ان تمام احادیث کا مطلب یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت اور خلقت میں دیکھا جس نے آسمانوں کے افق بھرے ہُوئے تھے اور اس کے چھ سَو پَر تھے "جیسا کہ ابن مسعود کی روایت سے واضح ہوتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دِحیہ کلبی اور کسی اعرابی کی صورت میں آیا جایا کرتے تھے صرف دو مرتبہ اپنی اصل صورت میں آئے۔ ایک بار فضاء میں آسمان سے اُترے اور دُوسری بار سدرۃ المنتہٰی پہ ظاہر ہُوئے جبکہ ان کے چھ سَو پر تھے۔

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں عُلمائے کرام کے خیالات "

حضرت ابن عباس، ابوذر، کعب بن مالک، حسن بصری رضی اللہ عنہم نے کہا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سَرِ مبارک کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضرت ابن عباس جو اس امت کے بہت بڑے مُحدّث اور مُفسّر ہیں، نے کہا کیا تم اس میں تعجب کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلّت سے، موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رُؤیت سے مختص فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن عباس سے بار بار گفتگو کی اور ان کو پیغام بھیجا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب لکھا کہ ہاں دیکھا ہے۔ قتادہ نے انس سے روایت کی کہ آپ نے اللہ کو دیکھا ہے اور امام حسن بصری قسم کھاتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے البتہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے وہ فرماتی ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو نہیں دیکھا مگر ان کا اختلاف مُعتبر نہیں کیونکہ اُنھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ کو نہیں دیکھا وہ تو صرف آیت کریمہ سے استنباط کرتی ہیں۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ، صحابی جب کوئی قول بیان کرے اور دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو اس کا قول حجت قرار نہیں پاتا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اثباتِ رویت کی روایات پائی جاتی ہیں لہٰذا ان کی طرف رجوع کرنا چاہئیے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایسا نہیں جس کو عقل ادراک کر سکے یا اس کے متعلق اپنے گمان سے کچھ کہا جائے۔ اس کا تعلق تو صرف سماع سے ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ صحابی کی روایت جس کا عقل ادراک نہ کر سکے وہ سماع پہ مبنی ہوتی ہے۔ معلوم ہُوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ

۳۰۲۴ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی ثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ ثَنَا اَبُوْرَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ فَقَالَا الَّذِیْ یُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَاَنَا جِبْرِیْلُ وَهٰذَا مِیْکَائِیْلُ

کی سماعت کی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ روئت کلام کے بغیر جائز ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ رؤیت کے وقت کلام بھی ہو۔ لہذا کلام کی نفی سے روئیت کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسری آئت سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ادراک کا معنیٰ احاطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو احاطہ کرنا ممکن نہیں قرآن کریم نے احاطہ کی نفی کی ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ احاطہ کے بغیر روئت نہیں ہوسکتی لیکن یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہو اور اس کا احاطہ نہ کیا ہو۔ عبدالرزاق نے حسن بصری سے روائت کی ہے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اشعری اور ان کے ساتھی علماء نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا جو معجزہ کسی نبی کو عطا ہوا اس جیسا معجزہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور عطاء ہوا۔ اور آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کو روئت عطا ہوئی جو دوسرے کسی نبی کو عطا نہ ہوئی بلکہ ہر نبی کو معجزہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے عنائت ہوا۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ؎

وَمَا اَتَتِ الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِهَا ؞ فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهِمْ

شریعت مطہرہ میں کوئی قطعی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ کی رؤیت محال اور ممتنع ہے بلکہ ہر موجود کی رؤیت جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نہیں دیکھ سکتے ہو۔ قولہ فَاَیْنَ ،، اس مقام میں " فاء کا معنیٰ یہ ہے کہ مسروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کی روئت کا انکار کرتی ہیں تو اس آئت کریمہ " دَنَا فَتَدَلّٰی ،، کا معنیٰ کیا ہوگا۔ ام المؤمنین نے اس کے جواب میں کہا آئت کریمہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے قریب ہوئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اگرچہ ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیا کرتے تھے لیکن وہ ملاقات اس حال میں ہوتی تھی جبکہ جبرائیل علیہ السلام بشری صورت میں آیا کرتے تھے اور ان کی ایک خاص صورت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اس صورت میں ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دفعہ یا ایک اور دفعہ دیکھا تھا۔

۳۰۲۴ ـــ ترجمہ : سمرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات دو مرد دیکھے جو میرے پاس آئے انھوں نے کہا جو شخص آگ روشن کر رہا تھا وہ مالک دوزخ کا داروغہ تھا۔ میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے " علیہم السلام ،، (حدیث ۱۳۰۶ کی شرح دیکھیں پ۲)

۳۰۲۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ تَابَعَهٗ شُعْبَةُ وَاَبُوْحَمْزَةَ وَابْنُ دَاوٗدَ وَاَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ

۳۰۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِیْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْیُ عَنِّیْ فَتْرَةً فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِیْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ قِبَلَ السَّمَآءِ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِیْ جَآءَنِیْ بِحِرَآءَ قَاعِدٌ عَلٰی كُرْسِیٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتّٰی هَوَيْتُ اِلَی الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِیْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ اِلٰی قَوْلِهٖ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْاَوْثَانُ

۳۰۲۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے وہ انکار کردے اور وہ اس پر ناراض ہوکر سورہے تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ ابوعوانہ شعبہ بن حجاج، ابوحمزہ محمد بن میمونہ سکری، عبداللہ بن داؤد اور ابومعاویہ محمد بن خازم نے اعمش سے روایت کرنے میں اس کی متابعت کی۔

۳۰۲۶ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پھر لمبی مدت وحی رک گئی میں ایک وقت جارہا تھا کہ میں نے آسمان سے آواز سنی میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو اسی فرشتہ کو دیکھا جو میرے پاس غار حرا میں تھا وہ زمین اور آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں اس سے گھبرایا حتی کہ میں زمین پر گرنے لگا۔ پھر میں اپنے گھر آیا اور کہا مجھے کمبل اوڑھا دو مجھے کمبل اوڑھا دو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی اے کمبل اوڑھنے والے کھڑے ہوجاؤ پھر ڈرسناؤ اور اپنے رب کی ہی بڑھائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔ ابوسلمہ نے کہا رجز بت ہیں،، (حدیث ۳ کی شرح دیکھیں)

٣٠٢٧ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ
ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ
ثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسَى رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ
شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ
سَبِطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ
إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالَ أَنَسٌ وَأَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرُسُ الْمَلَائِكَةُ الْمَدِينَةَ مِنَ الدَّجَّالِ

٣٠٢٧ — ترجمہ : ابو عالیہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم سے تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میں نے اس رات جس میں مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی موسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھا وہ گندمی رنگ والے دراز قد اور گھنگریالے بال والے ہیں گویا کہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھا وہ میانہ قد درمیانہ اعضاء والے سُرخ سفید رنگ سیدھے بالوں والے ہیں اور میں نے دوزخ کے داروغہ مالک اور دجال کو دیکھا۔ یہ ان نشانیوں میں سے تھیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائیں۔ تمہیں اس کی ملاقات میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ انس اور ابوبکرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرشتے مدینہ منورہ کی دجال سے حفاظت کرتے ہیں۔

٣٠٢٧ — شرح : شنوءہ ایک قبیلہ کا نام ہے۔ جس کے لوگ لمبے قد والے ہوتے ہیں۔ "سبط" کا معنی سیدھے بال ہیں۔ "فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ" کا معنی یہ ہے کہ اے مخاطب جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا ہے۔ اس میں شک نہ کر

باب ان روایات کا بیان جو جنت کی صفت میں وارد ہیں اور یہ کہ جنت مخلوق ہے"

بَابُ مَا جَآءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ

قَالَ اَبُوْالْعَالِيَةِ مُطَهَّرَةٌ مِنَ الْحَيْضِ وَالْبَوْلِ وَالْبُزَاقِ كُلَّمَا رُزِقُوْا اُتُوْا
بِشَيْءٍ ثُمَّ اُتُوْا بِاٰخَرَ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ اُوْتِيْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا
بِهٖ مُتَشَابِهًا يُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَيَخْتَلِفُ فِي الطَّعْمِ قُطُوْفُهَا يَقْطِفُوْنَ كَيْفَ
شَآءُوْا دَانِيَةٌ قَرِيْبَةٌ الْاَرَآئِكُ السُّرُرُ وَقَالَ الْحَسَنُ النَّضْرَةُ فِي الْوَجْهِ
وَالسُّرُوْرُ فِي الْقَلْبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ سَلْسَبِيْلًا حَدِيْدَةُ الْجِرْيَةِ غَوْلٌ وَجَعُ
الْبَطْنِ يُنْزَفُوْنَ لَا تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ دِهَاقًا مُمْتَلِئًا كَوَاعِبَ
نَوَاهِدَ الرَّحِيْقُ الْخَمْرُ التَّسْنِيْمُ يَعْلُوْ شَرَابَ اَهْلِ الْجَنَّةِ خِتَامُهٗ طِيْنُهٗ
مِسْكٌ نَضَّاخَتَانِ فَيَّاضَتَانِ يُقَالُ مَوْضُوْنَةٌ مَنْسُوْجَةٌ وَمِنْهُ وَضِيْنُ
النَّاقَةِ وَالْكُوْبُ مَا لَا اُذُنَ لَهٗ وَلَا عُرْوَةَ وَالْاَبَارِيْقُ ذَوَاتُ الْاٰذَانِ وَالْعُرٰى
عُرُبٌ مُثَقَّلَةٌ وَاحِدُهَا عَرُوْبٌ مِثْلُ صَبُوْرٍ وَصُبُرٍ يُسَمِّيْهَا اَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ
وَاَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنِجَةَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَوْحٌ

ابو عالیہ نے کہا "عورتیں حیض، پیشاب اور تھوک سے پاک ہوں گی" انھیں جب بھی کوئی شئ دی
جائے گی۔ پھر ان کو دُوسری شئ دی جائے گی تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے دی گئی
تھی۔ "اُتُوْبِهٖ مُتَشَابِهًا"، یعنی وہ ایک دُوسرے کے مشابہ ہوں گی" اور وہ ذائقہ میں مختلف
ہوں گی، "قُطُوْفُهَا" یعنی وہ جس طرح چاہیں گے اس کے پھل توڑیں گے" "دَانِيَةٌ" کا معنی
قریب ہے۔ "اَلْاَرَائِكُ" کا معنی تخت ہیں۔ حسن نے کہا چہرے کی تروتازگی کو "نَضْرَةٌ"
اور دل کی خوشی کو سرور کہا جاتا ہے۔ مجاہد نے کہا "سلسبیل" کا معنی تیز چلنے والا پانی
"غَوْلٌ" پیٹ کا درد، "يُنْزَفُوْنَ" کا معنی ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی" ابن عباس رضی اللہ عنہما

جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ وَالرَّيْحَانُ اَلرِّزْقُ وَالْمَنْضُوْدُ الْمَوْزُ وَالْمَخْضُوْدُ الْمُوْقَرُ حَمْلًا وَيُقَالُ اَيْضًا لَا شَوْكَ لَهٗ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ اِلٰى اَزْوَاجِهِنَّ يُقَالُ مَسْكُوْبٌ جَارٍ وَفُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ لَغْوًا بَاطِلًا تَاْثِيْمًا كَذِبًا اَفْنَانٍ اَغْصَانٍ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ مَا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ مُدْهَآمَّتَانِ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ

نے کہا "دِھَاقًا" بھرا ہُوا "کَوَاعِب" وہ عورتیں جن کی چھاتی ابھرنے کو ہو "اَلرَّحِیْق" شراب "اَلتَّسْنِیْم" اہلِ جنت کے شراب کے اُوپر ہوگی "خِتَامُهٗ" اس کی مہر کستوری ہوگی "نَضَّاخَتَانِ" زور سے بہنے والے، کہا جاتا ہے "مَوْضُوْنَةٌ" کا معنی بُنے گئے اسی سے "وَضِیْنُ النَّاقَه" ہے۔ "اَلْکُوْبُ" جس برتن کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔ اباریق وہ برتن جن کی ٹونٹیاں اور دستے ہوں۔ "عُرُبًا" مضموم الراء اس کا واحد "عَرُوْبٌ" ہے۔ جیسے صَبُوْرٌ اور صُبُرٌ ہے۔ مکہ والے اس کو "عَرِبَةٌ" مدینہ منورہ والے "غَنِجَةٌ" اور عراق والے "شَکِلَةٌ" کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا "رَوْحٌ" جنت اور اچھی زندگی ہے۔ "رَیْحَان" رزق ہے "مَنْضُوْدٌ" کیلا ہے "مَخْضُوْدٌ" بوجھ سے بھرا ہُوا، نیز کہا جاتا ہے جس کا کانٹا نہ ہو۔ "اَلْعُرُبُ" وہ عورتیں جو اپنے شوہروں سے محبت کریں۔ کہا جاتا ہے "مَسْکُوْبٌ" جاری۔ "فُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ" اوپر تلے بچھے ہُوئے فرش۔ "لَغْو" باطل "تَاْثِیْمًا" جھوٹ "اَفْنَانٌ" شاخیں۔ "جَنَی الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ" دونوں باغوں کا پھل قریب سے توڑا جاتا ہے۔ "مُدْهَآمَّتَانِ" سبز ہونے کے باعث سیاہ رنگ والے"

شرح ترجمۃ الباب: اس باب میں ان روایات کو ذکر کیا گیا ہے جو جنت کی صفت میں وارد ہیں اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ جنت مخلوق ہے اور اب موجود ہے۔ اس میں "معتزلہ" کا رد ہے جو کہتے ہیں جنت و دوزخ قیامت میں پیدا کی جائیں گی اور جنت وہ باغ ہے۔ جن میں بہت سایہ دار درخت ہوں جن کی شاخیں ایک دوسرے سے ملی جُڑی ہوں اور زیادہ گھناؤ کے باعث اُن کے تلے ہر شئی مستور ہوتی ہے اسی لئے ان کو جنت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جنت کی ترکیب ستر پر مبنی ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا جس اسم کا فاء

اور عین کلمہ جیم اور نون میں اس میں ستر کا معنیٰ پایا جاتا ہے اور دارِ ثواب کو جنّت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں سایہ دار درخت ہوں گے جو لوگوں کو ڈھانپ لیں گے۔ ابوعالیہ نے اس آیت " وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جنتیوں کی بیویاں حیض، بول و براز اور کھنکار وغیرہ سے پاک و صاف ہوں گی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد " لفظ مطہرہ " کی تفسیر کرنا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " كُلَّمَا رُزِقُوا " سے قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے " كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا "، یعنی اہلِ جنّت کو جنت میں پھل دیئے جائیں گے جب وہ ان کو دیکھیں گے تو کہیں گے یہ پھل تو دُنیا میں ہمیں دیئے گئے تھے۔ کیونکہ جنّت کے پھلوں کی شکل و صورت دُنیا کے پھلوں کی شکل و صورت سے ملتی جلتی ہو گی۔ بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ لیا ہے کہ جو پھل ہم کو کل کے روز دیا گیا تھا یہ تو وہی پھل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جنت کے پھل رنگ اور مزہ میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔ ذائقہ میں مختلف ہوں گے اور یہ دُنیا کے پھلوں سے بہت زیادہ لذیذ ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ " کی تفسیر میں " يَقْطِفُونَ كَيْفَ شَاءُوا " ذکر کیا یعنی وہ جس طرح چاہیں گے پھل توڑیں گے اور " قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ " جملہ حالیہ ہے۔ یعنی اس حال میں کہ اس کے پھل قریب ہوں گے اس کو لازم یہ ہے کہ جس طرح چاہیں توڑیں گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ " کی تفسیر میں کہا کہ " أَرَائِكِ کا معنیٰ تخت ہیں یہ أَرِيكَة کی جمع ہے۔ أَرَائِك " وہ تخت اور صوفے ہیں جو حجال میں ہوتے ہیں اور حجال حجلہ کی جمع ہے اور حجلہ وہ قبہ ہے جس پر کپڑے تنے جاتے ہیں اور اس کے بڑے بڑے بٹن ہوتے ہیں حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ نضرہ چہروں کی تروتازگی اور سرور دلوں میں ہوتا ہے۔

مجاہد نے اس آیت " عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ سلسبیل کا معنیٰ ہے تیز چلنے والا یعنی وہ جنت میں چشمہ سے پانی پئیں گے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا پانی آسانی سے حلق سے گزر جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ " لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جنّت کا شراب پیتے وقت ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے " وَكَأْسًا دِهَاقًا " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ دہاق " کا معنیٰ ہے بھرا ہُوا یعنی جنّت میں پرہیزگاروں کے لئے شراب سے بھرے ہُوئے پیالے ہوں گے اور " وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ کواعب کا معنیٰ ہے نواہد " یعنی اہلِ جنت کے لئے دوشیزہ نوجوان ہم عمر عورتیں ہوں گی "، اور " رحیق مختوم " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ رحیق شراب ہے جس پر کستوری کی مہر لگائی گئی۔ بعض علماء نے کہا ہر شئی جو ملاوٹ سے خالص ہو اس کو رحیق کہا جاتا ہے۔ یعنی اہلِ جنت خالص شراب پئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد " وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ اہلِ جنت کے شراب کے اُوپر ہوگی۔ جوہری نے کہا تسنیم جنّت میں پانی کا نام ہے۔ اس کو تسنیم

اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بالاخانوں اور محلات کے اُوپر جاری ہوگا۔ اور "رَحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ اس کی مُہر کستوری اور مُشک سے ہوگی" اور "فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ" کی تفسیر "فَيَّاضَتَانِ" سے کی یعنی ان میں چشمے زور سے بہتے ہوں گے"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ موضونہ کا معنیٰ ہے جو سونے یا جواہر و یواقیت سے جڑا ہُوا ہو۔ اسی سے "وَضِيْنُ نَاقَةٍ" کہا جاتا ہے یعنی اونٹنی کا جال جو سخت بنا گیا ہوتا ہے۔ اور "بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ" کی تفسیر میں کہا کہ کوب وہ ہے جس کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔ اور اباریق ابریق کی جمع ہے جس کی ٹونٹی اور دستہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ عُرُب کی راء پر ضمہ ہے اور عروب کی جمع ہے۔ صَبُرٌ صَبُوْرٌ کی جمع ہے۔ امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ہم نے جنت کی عورتوں کو باکرہ کیا جو اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی ہوں گی اور ان پر عاشق ہوں گی۔ عربہ کا معنی وہ عورت بھی ہے جو اپنے شوہر کی خواہشمند ہو۔ اس عورت کو مکہ والے عربہ کہتے ہیں اور مدینہ منوّرہ والے غَنِجَہ کہتے ہیں اور اہلِ عراق اس کو شِکلَہ کہتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّجَنَّةُ نَعِيْمٍ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ رَوح جنت اور اچھی زندگی ہے اور رَیحان رزق ہے۔ قرآن کریم کی اس آئت کریمہ "فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ طلح منضود کیلا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا یہاں کچھ غلط واقع ہُوا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ طلح کا معنی کیلا ہے اور منضود کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ زیادہ ہونے کے باعث ایک دوسرے کے ساتھ ملے جلے ہُوئے ہیں علاّمہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہی صحیح ہے کیونکہ منضود کیلے کا نام نہیں بلکہ طلح کی وصف ہے۔ نسفی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ طلح کیلے کا درخت ہے۔ حسن بصری نے کہا طلح کیلا نہیں اُس کا درخت ہے جس کا سایہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ بہر کیف طلح کا معنی درخت ہو یا کیلا ہو منضود اس کی صفت ہے۔ اس کا معنی ہے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہُوئے۔ مسروق نے کہا جنت کے درخت نیچے سے اُوپر تک پھل سے بھرے ہُوئے ہیں۔

ماءِ مسکوب" کا معنیٰ ہے جاری پانی جو قوت سے جاری ہوتا ہے۔ "فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ" یعنی فرش اتنے بُلند ہوں گے کہ اُن کی بُلندی پانچ سَو سال کی راہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ لغو باطل ہے اور تاثیم جھوٹ ہے۔ اور "ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ" کی تفسیر میں کہا کہ افنان شاخیں ہیں۔ اس کا واحد فَنَنٌ ہے۔ حسن بصری نے سایہ دار سے تفسیر کی ہے۔ قولہ "مُدْهَآمَّتٰنِ" بہت زیادہ سبز کیونکہ سبزی جب زیادہ ہو جائے تو سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ دُہمہ کا معنی سیاہ ہے"

۳۰۲۸ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَاِنَّهٗ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ فَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ

۳۰۲۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ ثَنَا اَبُوْرَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ

۳۰۲۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کا ٹھکانا صبح و شام اس کو دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنت اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ دکھائی جاتی ہے (حدیث ۱۲۹۹ کی شرح دیکھیں)

۳۰۲۹ — ترجمہ : عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر کی تو اکثر جنتی فقراء تھے اور میں نے دوزخ میں نظر کی تو اکثر دوزخی عورتیں دیکھیں،،

۳۰۲۹ — شرح : مہلب نے کہا عورتیں دوزخ میں اس لئے زیادہ ہوں گی کہ یہ اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں۔ علامہ قرطبی نے کہا عورتیں جنت میں اس لئے کم ہوں گی کہ ان میں نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ زیادہ عورتیں جلدی بے دین لوگوں کے دھوکہ میں آجاتی ہیں جو ان کی خواہش کرتے ہیں اور اگر کوئی ان کو آخرت کی توجہ دلائے تو اس طرف کان تک نہیں دھرتیں ،، اور دنیاوی زیب و زینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور فقراء اس لئے جنت میں زیادہ ہوں گے کہ ان کو اتنا مال میسر نہیں ہوتا جس کے سبب وہ بداعمالیوں کی طرف مائل ہو سکیں کیونکہ غالباً کثرتِ اموال معاصی کا وسیلہ بنتے ہیں اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کے فتنہ کی شر سے پناہ چاہی ہے۔ کیونکہ اس کی شر کفر تک پہنچا دیتی ہے اور اگر فقر شر سے خالی ہو تو اس کی بہت فضیلت ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ،، الفقر فخری ،، اسی طرح غناء و امارت کے فتنہ کی شر سے آپ نے پناہ چاہی ہے اس کے فتنہ کی شر انسان کا قلب سخت کر دیتی ہے اور جور و استبداد پر آمادہ کرتی ہے ،،

٣٠٣٠ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ فَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ

اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ جنت میں کوئی بھی کنوارہ نہ ہوگا ہر ایک جنتی کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی تو وہ جنّت میں کم کیسے ہوں گی اور دوزخ میں ان کی کثرت کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے پہلے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی اور ہر شخص کے لئے دو بیویاں ہونے کی تقدیر پر وہ جنّت میں زیادہ ہوں گی، کَذَا قَالَ الْعُلَمَاءُ۔

راقم کی رائے میں اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک جنّتی کی دو بیویاں حورعین سے ہوں گی اور وہ یقیناً جنّت میں ہوں گی۔ بات اس میں ہے کہ دنیاوی عورتیں اکثر دوزخ میں ہوں گی کیونکہ وہی دنیاوی زینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور وہی فساق کے دھوکہ میں جلدی آجاتی ہیں اور وہی اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں جنّت کی عورتیں تو شوہروں سے محبّت کرتی ہیں۔ ان کا ناشکری کرنا غیر متصوّر ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

٣٠٣٠ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنّت میں دیکھا (خواب میں)، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے میں وضوء کر رہی ہے۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے۔ تو اُنھوں نے کہا یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے ان کی غیرت کا خیال کیا اور پیچھے کی طرف واپس آگیا۔ عمر فاروق رو پڑے اور کہنے لگے یا رسُول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہُوں؟

٣٠٣٠ — شرح : سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب کا واقعہ ذکر کیا ہے یعنی میں گذشتہ رات کو جنّت میں داخل ہُوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کا خواب حق ہوتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیداری اور خواب میں دیکھنا برابر ہے۔ اور آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں اور میں نے اس میں ایک لونڈی دیکھی تو پوچھا یہ کس کی ہے فرشتوں نے کہا یہ عمر بن خطاب کی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَئَیْتُ اِمْرَءَۃً شَوْھَاءَ،

۳۰۳۱ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عِمْرَانَ الْجَوْنِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْاَشْعَرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُوْلُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلٰثُوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا لِلْمُؤْمِنِ مِنْ اَهْلٍ لَا يَرَاهُمُ الْاٰخَرُوْنَ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ سِتُّوْنَ مِيْلًا

۳۰۳۲ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصّٰلِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

اور شُوْہاء کا معنی خوبصورت عورت ہے جس کا منہ وسیع ہو۔ کیونکہ جنّت میں عمل نہیں لہٰذا وضوء بھی نہیں۔ علامہ قرطبی نے کہا حدیث "تَتَوَضَّأُ" ہی ہے۔ یعنی وہ عورت وضوء کر رہی تھی اور اس عورت کا وضوء کرنا اس لئے تھا کہ اس کا حسن زیادہ ہو جائے اور اس کی نورانیت میں اضافہ ہو جائے میل کچیل کے ازالہ کے لئے وضوء نہ تھا کیونکہ جنّت میں میل کچیل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

۳۰۳۱ــ ترجمہ: ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اشعری اپنے والد عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جنت میں) خیمہ ہے جو اندر سے خالی موتی ہے آسمان کی طرف اس کی بلندی تیس میل ہے اس کے ہر کونہ میں مومن کی بیویاں ہیں جن کو دوسرے لوگ نہیں دیکھیں گے ابو عبدالصمد اور حارث بن عُبید نے ابو عمران سے روایت میں کہا کہ (اس موتی کی اونچائی) ساٹھ میل ہے۔

۳۰۳۱ــ شرح: علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں عورتیں جو حوروں اور دُنیاوی عورتوں پر مشتمل ہیں وہ مردوں سے زیادہ ہیں حضرت ابو درداء کی روایت میں جنت کا خیمہ ایک موتی ہے جس کے ستر دروازے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا خیمہ کے لفظ میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے "حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ"

۳۰۳۳ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ لَا یَبْصُقُوْنَ فِیْهَا وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِیَتُهُمْ فِیْهَا الذَّهَبُ وَاَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ یُرٰی مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اِخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَّاحِدٌ یُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِیًّا

۳۰۳۲ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں کسی کان نے سُنی نہیں اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے ۔ اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو ،، کوئی جان نہیں جانتی کہ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے کیا مخفی رکھا گیا ہے ۔

۳۰۳۲ ــ شرح : جنت کی نعمتوں سے بشر ہی مستفید ہوتے ہیں اس لئے حدیث میں بشر کو خصوصیت سے ذکر کیا ہے ۔ بظاہر حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نفس بھی جنت کی نعمتوں پر مطلع نہیں اور نہ ہی کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل مطلع ہے ۔ علامہ زمخشری نے ،، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جنت میں عظیم ثواب جو اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے اس پر کسی مخلوق کو اطلاع نہیں حتیٰ کہ نفوس قدسیہ سے بھی وہ مخفی ہے ۔ اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے ۔ کیونکہ حرف نفی کے بعد نکرہ عموم کا فائدہ دیتا ہے ۔ لیکن راقم کو اس تفسیر سے اتفاق نہیں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس عموم سے خارج ہیں ۔ اور آپ نعیم جنت پر مطلع ہیں ۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں جنت اور اس کے پھل دیکھے اور ان کو دُنیا میں لانا چاہا اور بعض مصالح کی خاطر یہ ارادہ ترک کر دیا ۔ اس کے علاوہ یہ ثابت ہے کہ آپ جنت میں تشریف لے گئے ۔ اور اس کی نعمتوں کا معائنہ فرمایا نیز جنت آپ کے نُور سے پیدا ہوئی تو اس کی نعمتوں کا آپ سے اخفاء کیسے ممکن ہے ۔

۳۰۳۳ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند

۳۰۳۴ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِیْنَ عَلٰی اِثْرِهِمْ کَاَشَدِّ کَوْکَبٍ اِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِکُلِّ امْرِءٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ کُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا یُرٰی مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَآءِ

کی طرح چمکتے ہوں گے وہ اس میں نہ تھوکیں گے نہ سنکیں گے اور نہ ہی بول و براز کریں گے اس میں ان کے برتن سونے کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیاں عُود سے سلگتی رہیں گی ، ان کا پسینہ مشک ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی ۔ خوبصورتی کے باعث ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اُوپر سے دکھائی دے گا ان میں اختلاف نہ ہوگا اور نہ ہی ان میں بغض ہوگا ان کے دل ایک دل جیسے ہوں گے وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے ،،

۳۰۳۳ ــــ شرح : مجامر اگرچہ جمع ہے لیکن اَلُوَّہ اس کی خبر ہو سکتی ہے کیونکہ یہ جنس ہے ۔ اہلِ جنت کا پسینہ اس قدر خوشبودار ہوگا گویا کہ وہ مشک ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ اہلِ جنت کی بیویاں دو سے زائد ہوں گی حالانکہ اس حدیث میں صرف دو بیویوں کا ذکر ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جنتیں دو سے زیادہ ہیں لیکن قرآن کریم میں جنّتانِ مذکور ہے اسی طرح عینان اور مدھامتان ہے حالانکہ جنت کے چشموں اور باغات کی کثرت ہے ۔ اسی طرح بیویوں کی کثرت ہوگی اور دو بیویوں کا ذکر جنّتان کے قبیلہ سے ہے ۔ اس تثنیہ سے تکثیر مراد ہے جیسے لبیک و سعدیک یا اس سے دو صنفیں مراد ہیں یعنی ان کی بیویاں دو طرح کی ہوں گی بعض لمبی اور بعض چھوٹی ہوں گی یا بڑی ہوں گی بعض صغیرہ ہوں گی واللہ اعلم ! اگر یہ سوال ہو کہ صبح و شام سُورج کے طلوع و غروب سے ہوتی ہے جنت میں سُورج نہ ہوگا تو صبح و شام کیسے ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی مقدار مراد ہے یا دوام و استمرار مراد ہے ۔ جیسے کہا جاتا ہے رات دن تمہارا یہی کام ہے یعنی تم ہمیشہ اسی طرح کرتے رہتے ہو ۔ اگر یہ سوال ہو کہ جنت دارِ ثواب ہے دارِ تکلیف نہیں تو صبح و شام تسبیح کا کیا مقصد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تسبیح تکلیف نہیں بلکہ ان کا تسبیح و تکبیر کہنا ایسا ہوگا جیسے وہ سانس لیتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دل نورِ معرفت سے روشن ہوں گے اور اس کی محبت سے ان کے دل بھرے ہوں گے جس کے باعث وہ اس کا ذکر بکثرت کریں گے " مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ " یعنی اہلِ جنت ہمیشہ اللہ کے ذکر سے لذت و سرور پاتے رہیں گے ،، واللہ و رسولہ اعلم !

لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَا يَسْقَمُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ
وَلَا يَبْصُقُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوَقُوْدُ
مَجَامِرِهِمُ الْاَلُوَّةُ قَالَ اَبُو الْيَمَانِ يَعْنِي الْعُوْدَ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَقَالَ
مُجَاهِدٌ الْاِبْكَارُ اَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ اِلٰى اَنْ تَرَاهُ تَغْرُبُ

۳۰۴۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے بدرِ منیر کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے روشن ستارے کی طرح چمکیں گے۔ ان کے دل ایک دل جیسے ہوں گے۔ ان میں قطعًا اختلاف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ آپس میں بغض و عناد کریں گے ان میں ہر ایک مرد کی دو بیویاں ہوں گی اور خوبصورتی کے سبب ہر بیوی کی پنڈلی کا گودا گوشت کے اُوپر سے دیکھا جائے گا۔ وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے نہ وہ بیمار ہوں گے نہ سنکیں گے اور نہ ہی تھوکیں گے، ان کے برتن سونے چاندی کے اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا۔ ابوالیمان نے کہا یعنی عُود اور ان کا پسینہ مشک ہوگی۔ مجاہد نے کہا اوّلِ فجر اِبکار ہے اور عَشِیّ، کا معنی سورج کا ڈھل جانا کہ تو اس کو غروب ہوتا دیکھ رہا ہے۔

۳۰۴۴ — شرح : امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جنتی لوگ جنت میں کھائیں پئیں گے اور پیشاب، پاخانہ نہ کریں گے اور ان کا طعام ایک جشاء سے ہضم ہو جائے گا اور جشاء مشک سا ہوگا۔ امام نسائی نے زید بن ارقم سے روایت کی کہ اہلِ کتاب میں سے ایک شخص نے کہا یا ابا القاسم آپ کہتے ہیں جنتی کھائیں پئیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا ہے اور ایک جنتی کو کھانے پینے اور جماع کرنے میں سَو آدمی کی طاقت دی جائے گی۔ اس کتابی نے کہا جو کھاتے اور پیتے اس کو قضاءِ حاجت لاحق ہوتی ہے، حالانکہ جنت میں نجاست نہ ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان کے چمڑوں سے کستوری کی طرح خوشبودار پسینہ نکلے گا وہی ان کی قضاءِ حاجت ہوگی۔ راقم کا خیال ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کتابی پر یہ واضح کر دیا کہ جنت میں قضاء حاجت دُنیا میں قضاءِ حاجت کی طرح نہ ہوگی کہ قضاءِ حاجت کے وقت ہوا بدبودار ہو جاتی ہے بلکہ جنتیوں کے جسموں سے خوشبودار پسینہ نکلے گا جس سے ان کی حاجت رفع ہو جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے۔ اور پھر باہر تشریف لاتے تو میں بیت الخلاء میں سوائے خوشبو کے کچھ نہ پاتی سُبْحَانَ مَنْ اَعْطٰى نَبِيَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلّم کمالاتٍ مَا لَمْ يُعْطِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔

۳۰۳۵ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ ثَنَا فُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمٰنَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُمِائَةِ اَلْفٍ لَا یَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰی یَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ

۳۰۳۶ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِیُّ ثَنَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا شَیْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اُهْدِیَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۳۰۳۵ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھ لوگ جنت میں داخل ہوں گے کہ اُن میں سے پہلا شخص داخل نہ ہوگا حتیٰ کہ ان کا آخری شخص داخل ہو (اکٹھے داخل ہوں گے) اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔"

۳۰۳۵ـــ شرح : مسلم نے عمران بن حصین سے مرفوع روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے داخل ہوں گے اور ترمذی میں ابوامامہ سے مرفوع روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں داخل کرے گا جن کا حساب نہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان کو عذاب دیا جائے گا اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ باایں ہمہ اللہ تعالیٰ تین لپ بھر کر جنت میں داخل کرے گا۔ ایک روایت میں چار لاکھ کا ذکر ہے۔ بہرکیف ان اعداد سے کثرت مراد ہے۔ علامہ کلاباذی نے کہا کہ جو لوگ اُمت میں سے جنت میں داخل ہوں گے وہ کون ہیں؟ اس بارے میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے اس کو ملّتِ اسلامیہ پر محمول کیا ہے اور بعض نے اُمتِ دعوت مراد لی ہے۔ اُمتِ دعوت میں وہ لوگ شامل ہیں جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی لیکن اُنھوں نے قبول نہ کی وہ اہل کتاب اور مشرک ہیں۔ یہ لوگ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔ اور بعض وہ لوگ ہیں جن کو دعوتِ اسلام دی گئی اور اُنھوں نے اس کو قبول کیا اور توحید و رسالت کا اقرار کیا اور شرع کے احکام کی اتباع نہ کی جو اقرارِ توحید و رسالت کو لازم ہیں۔ یہ لوگ مومن ہیں اور توحید و رسالت کے معترف ہیں۔ یہ امت دعوت و اجابت میں داخل ہیں۔ امتِ اتباع میں داخل نہیں اور بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ احکامِ شریعت کی بھی اتباع کی یہ لوگ امتِ دعوت و اجابت اور اتباع میں داخل ہوں گے (عینی)۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۳۶ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی جبّہ ہدیہ

جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا

٣٠٣٧ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ ثَنِيْ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَجَعَلُوْا يَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهٖ وَلِيْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا

٣٠٣٨ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

پیش کیا گیا۔ حالانکہ آپ ریشم پہننے سے منع فرماتے تھے۔ لوگ اس جُبّہ سے بہت خوش ہُوئے تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جنّت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے اچھے ہیں

٣٠٣٧ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا پیش کیا گیا لوگ اس کی خوبصورتی اور نرمی سے خوش ہُوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنّت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے اچھے ہیں،، (حدیث ۲۲۲۰ کی شرح دیکھیں)

٣٠٣٨ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنّت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ دُنیا اور دُنیا کی ہر شئی سے بہتر ہے،،

٣٠٣٨ — شرح : یعنی جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ ہمیشہ رہے گی کبھی فنا نہ ہوگی اور دُنیا کی ہر شئی فانی ہے اس لئے جنّت میں اتنی مقدار جگہ دنیا اور اس کی ہر شئی سے بہتر ہے۔ کوڑے کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ جب سوار گھوڑے سے اُترنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اپنا کوڑا زمین پر پھینکتا ہے تاکہ اس جگہ اور کوئی نہ بیٹھے،،

۳۰۳۹ — حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا

۳۰۴۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ

۳۰۴۱ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ ثَنَا اَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ كَاَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً

۳۰۳۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں سو سال چلتا رہے تو بھی اس کو طے نہ کر سکے گا ،،

(یہ ظلِّ مَّمْدُوْدٍ کی شرح ہے)

۳۰۴۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سایہ میں سوار سو سال چلتا رہے گا اور پڑھو اگر چاہو "وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ" اور یقیناً تمہاری کمان بھر جگہ جنت میں اس ہر شئی سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع یا غروب کرتا ہے ،،

۳۰۴۰ — شرح : اس حدیث میں ظلّ سے مراد راحت اور نعمت ہے ۔ کیونکہ جنت میں متعارف سایہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ سورج کی گرمی سے بچاتا ہے اور جنت میں سورج نہ ہوگا ۔ جنت تو صرف نور ہی نور ہے اس میں گرمی اور سردی نہیں بلکہ وہاں سرور ہی سرور ہے ۔

قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسُدَ وَلِكُلِّ امْرِئٍ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَآءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ

٣٠٤٢ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ اَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ

٣٠٤٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَآءِ

اور بے شمار نعمتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

٣٠٤١ ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جنت میں پہلی جماعت داخل ہوگی۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوں گے اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے آسمان میں روشن ستارے کی طرح روشن ہونگے ان کے دل ایک مرد کے دل کی طرح ہوں گے ان کا آپس میں بغض نہ ہوگا اور نہ ہی ان میں حسد ہوگا۔ ہر مرد کیلئے حُورِ عِین سے دو بیویاں ہوں گی ان کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے اُوپر سے دیکھا جائے گا۔

٣٠٤١ ـ شرح: اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تین بار ذکر کیا ہے یہ تیسری بار ہے۔ پہلی حدیث محمد بن مقاتل سے اور دوسری ابوالیمان سے روایت کی۔ قولہ کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ، لفظ "دُرِّی" میں کئی لغات ہیں اس میں دال مضموم ہے اور راء اور یاء مشدد ہیں اور ہمزہ نہیں۔ دوسری لغات میں ہمزہ ہے۔ تیسری لغت یہ ہے کہ دال مکسور ہے اور ہمزہ بھی ہے۔ یہ بہت بڑا چمکدار ستارہ ہے۔ چمک کی وجہ سے اس کو موتی کہا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

٣٠٤٢ ـ ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ صَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ

بَابُ صِفَةِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ فِيْهِ عُبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۰۴۴ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ثَنِيْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ فِيْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ

نے فرمایا جنت میں ان کو دودھ پلانے والی موجود ہے (حدیث ۱۳۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۴۳ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جنتی اپنے اُوپر کے بالاخانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے چمکدار عظیم ستارہ کو مغرب یا مشرق کے قریب میں دیکھتے ہیں۔ یہ ان کی آپس میں فضیلت کے باعث ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ نبیوں کے منازل ہوں گے جہاں ان کے سوا کوئی نہیں پہنچ سکے گا؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ منازل ان لوگوں کے ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

۳۰۴۳ — شرح: یعنی ان لوگوں نے اللہ اور رسولوں کی تصدیق کا حق ادا کیا ہوگا! جنت میں سب مومن اور اللہ و رسول کی تصدیق کرنے والے ہی ہوں گے لیکن یہ لوگ مذکور صفت کے باعث ان سے ممتاز ہوں گے۔ ترمذی میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اُن لوگوں میں سے ہوں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت میں بلند منازل ہوں گے جن کا بیرون اندر سے اور اندرون باہر سے دیکھا جائے گا۔ ایک اعرابی نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ منازل کن لوگوں کے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ منازل ان لوگوں کے ہیں جو نرم بات کرتے ہیں ہمیشہ روزے سے ہوتے ہیں اور رات کو اُٹھ نماز پڑھتے ہیں جبکہ تمام لوگ سو رہے ہوتے ہیں علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تمام رسولوں کی تصدیق کرنے والی صرف یہ ہی امت مرحومہ ہے۔ تمام امتوں کے

مومن جنت میں ہوں گے لیکن بلند منازل صرف اس امت کے مومنوں کے ہوں گے۔ کیونکہ تمام رسولوں کی تصدیق صرف انھیں سے متصور ہوسکتی ہے۔ اگرچہ پہلی امتوں میں بھی ایسے لوگ گزرے ہیں جو آنے والے رسولوں کی تصدیق کرتے تھے لیکن وہ صرف متوقع تصدیق ہے۔

باب جنّت کے دروازوں کی صفت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی جوڑا جوڑا (اللہ کی راہ میں) میں خرچ کرے اس کو جنّت کے دروازے سے بُلایا جائے گا " اس میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی"

۳۰۴۴ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جنّت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہا جاتا ہے۔ اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

۳۰۴۴ — شرح : اس باب میں جنّت کے دروازوں کی صفت کا ذکر ہے اور حدیث باب کے مطابق ہے کیونکہ حدیث میں آٹھ دروازوں کا ذکر ہے اور ریّان باب کی صفت ہے جس سے روزہ دار گزریں گے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں یہ مذکور ہے کہ ایک دروازے کا نام ریّان ہے۔ لہٰذا یہ باب کی صفت نہ ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ ریّان درحقیقت باب کی صفت ہے کیونکہ روزے داروں نے دنیا میں پیاس برداشت کی جب وہ اس دروازے سے گزر کر جنت میں داخل ہوں گے اور جنت کی نہر سے پانی پئیں گے تو ان کو کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی۔ لہٰذا اِسْمِیَّتْ کو صفت پر غلبہ دیا اور دروازہ کو ہی ریّان کہا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی اللہ کی راہ میں ایک جوڑہ خرچ کرے اس کو جنّت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ کتاب الصیام میں "باب الصلوٰۃ" باب الجہاد، باب الصدقہ، باب الحج، باب العمرہ اور ایک نادر روایت میں " باب الرحمت مذکور ہے اور وہ باب التوبہ ہے۔ اور تمام دروازے لوگوں کے اعمال کے مطابق منقسم ہیں جو کوئی بکثرت نمازیں پڑھتا ہوگا وہ باب الصلوٰۃ سے گزرے گا اور جو بکثرت جہاد کرتا ہوگا وہ باب الجہاد سے گزرے گا۔ علیٰ ہذا القیاس "

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَإِنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

غَسَّاقًا يَقُولُ غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ كَانَّ الْغَسَّاقَ وَالْغَسِيْقَ وَاحِدٌ غِسْلِيْنُ كُلُّ شَيْءٍ غَسَلْتَهُ فَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ غِسْلِيْنٌ فِعْلِيْنٌ مِنَ الْغَسْلِ مِنَ الْجُرْحِ وَالدَّبَرِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبُ جَهَنَّمَ حَطَبٌ بِالْحَبَشِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ حَاصِبًا اَلرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ مَا يُرْمٰى بِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ هُمْ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْاَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ الْحِجَارَةِ صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَدَمٌ خَبَتْ طَفِئَتْ تُوْرُوْنَ تَسْتَخْرِجُوْنَ اَوْرَيْتُ اَوْقَدْتُ لِلْمُقْوِيْنَ لِلْمُسَافِرِيْنَ وَالْقِيُّ الْقَفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صِرَاطُ الْجَحِيْمِ سَوَآءُ الْجَحِيْمِ وَوَسَطُ الْجَحِيْمِ لَشَوْبًا يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيْفٌ وِرْدًا عِطَاشًا غَيًّا خُسْرَانًا قَالَ مُجَاهِدٌ يُسْجَرُوْنَ تُوْقَدُ بِهِمُ النَّا

باب دوزخ کی وصف اور وہ مخلوق ہے“

قولہ غَسَّاقًا ،، دوزخیوں کے جسموں سے نکلنے والا بدبودار مادہ کہا جاتا ہے ,, غَسَقَتْ عَيْنُهٗ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ ،، گویا کہ غسّاق اور غسُق ایک ہی شئ ہے (یعنی آنکھ اور زخم بہہ پڑے) ،، غِسْلِيْن ،، کسی چیز کو دھوئے تو اس سے کوئی شئ نکلے (دھوون) وہ غِسلین ہے (اس کا وزن) فِعْلِيْن ، ہے اس کا مادہ غَسل ہے جو زخم اور جانوروں کے زخم سے نکلے ،، عکرمہ نے کہا ,, حَصَبُ جَهَنَّم ،، جہنم کا ایندھن ،، حبشی زبان میں حصب لکڑی کو کہتے ہیں ۔ عکرمہ کے غیر نے کہا ،، حَاصِبًا ،، کا معنیٰ تیز ہوا ، حاصب وہ ہے جسے ہوا پھینکے ۔ اسی سے ,, حَصَبُ جَهَنَّم ،، ماخوذ ہے ۔ جو چیز جہنم میں پھینکی جائے وہ لوگ اس کا ایندھن ہیں ۔ اور کہا جاتا ہے (محاورہ) حَصَبَ فِي الْاَرْضِ ،، جو دُور چلا گیا

نُحَاسُ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ يُقَالُ ذُوْقُوْا بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ مَارِجٍ خَالِصٍ مِنَ النَّارِ مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ اِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُوْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مَرِيْجٍ مُلْتَبِسٍ مَرِجَ اَمْرُ النَّاسِ اخْتَلَطَ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ اِذَا تَرَكْتَهَا

حَصَبُ حَصْبَاءِ حجارہ سے مشتق ہے۔ صَدِيْدًا "کا معنیٰ پیپ اور خون ہے۔ خَبَتْ کا معنیٰ ہے بجھ گئی۔ تُوْرُوْنَ کا معنیٰ ہے تم نکالتے ہو۔ اَوْرَيْتُ کا معنیٰ ہے میں نے روشن کیا۔ لِلْمُقْوِيْنَ یعنی مسافروں کے لئے۔ اَلْقِيْعُ "صاف میدان —۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صِرَاطُ الْجَحِيْمِ "کا معنیٰ دوزخ کا بیچ اور دوزخ کا وسط "لَشَوْبًا مِنْ حَمِيْمٍ" ان کے کھانے میں گرم پانی ملایا جائے گا "زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ" سخت آواز اور کمزور آواز، وِرْدًا پیاسے "غَيًّا، نقصان مجاھد نے کہا يُسْجَرُوْنَ" ان پر آگ جلائی جائے گی۔ نُحَاسٌ تانبا جو ان کے سروں پر ڈالا جائے گا۔ ذُوْقُوْا "تجربہ کرو۔ یہ چکھنے کے معنی میں نہیں۔ مَارِجٌ خالص آگ (کہا جاتا ہے) مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ" جب وہ لوگوں کو چھوڑ دیے کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم کریں۔ مَرِيْجٌ ملا جلا (کہا جاتا ہے) مَرِجَ اَمْرُ النَّاسِ "لوگوں کا کام خلط ملط ہو گیا۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ۔ دونوں سمندروں کو ملا دیا مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تو نے اپنا چوپایہ چھوڑ دیا"

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے بارے میں مذکور آیات کی طرف مختصر الفاظ میں اشارات کئے ہیں۔ چنانچہ غَسَّاقًا سے اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا، طرف اشارہ کیا ہے۔ قولہ غَسَقَتْ عَيْنُهٗ یعنی اس کی آنکھ سے سرد پانی بہنے لگا۔ غَسَّاق "کا معنیٰ ٹھنڈا بدبودار پانی ہے۔ یہ مشدّد اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ غساق کا معنیٰ بدبودار پیپ بھی آتا ہے۔ ترمذی نے ابو سعید سے مرفوع روایت کی کہ اگر غسّاق کا ایک ڈول دنیا میں بہایا جائے تو ساری دنیا بدبودار ہو جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا گویا کہ غساق اور غسق ایک ہی شئ ہے۔ لیکن یہ ایک شئ نہیں کیونکہ غساق کا معنیٰ ٹھنڈا بدبودار پانی یا بدبودار پیپ ہے اور غسق کا معنیٰ اندھیرا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "غِسْلِيْنٍ" سے وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ "طرف اشارہ کیا اور بعد میں مذکور عبارت سے اس کی تفسیر کی اور غِسْلِيْن کا وزن۔ فِعْلِيْن، بیان کیا۔ دبر اونٹوں کا زخم ہے

اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کریم میں دوزخیوں کا طعام "ضریع" مذکور ہے بظاہر دونوں آیتوں میں تضاد ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ "اس کا جواب یہ ہے کہ ضَرِيْعٍ "بھی غِسْلِيْن ہے یا مختلف لوگوں کے لئے مختلف عذاب ہیں بعض دوزخیوں کو ان کے اعمال کے باعث وہ جزا دی جائیگی جس کے وہ مستحق ہوں گے اور وہ دوزخیوں کی جلن سے نکلنے والی پیپ ان کو کھانا دیا جائے گا اور بعض دوزخیوں

کو ایسا طعام دیا جائے گا جو ان کے حلق میں پھنس جائے گا اس طرح ان کو عذاب دیا جائے گا لہٰذا ان میں معارضہ نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حَاصِبًا" سے "اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا" طرف اشارہ کیا ہے اور وہ تیز ہوا ہے۔ نیز حَصَب، کا معنی پھینکنا ہے اور حَاصِب جس کو ہوا پھینکے اس سے "حَصَبُ جَہَنَّمَ" ہے یعنی اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا اور حاصب کا معنی عذاب بھی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: هُمْ حَصَبُهَا۔ یعنی دوزخی جہنم کا ایندھن ہیں۔ اور وہ حصباء حجارہ سے مشتق ہے۔ اس کا معنی کنکریاں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صَدِیْد، سے "وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ" طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر پیپ اور خون سے کی اور "خَبَتْ"، سے "کُلَّمَا خَبَتْ"، طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر طفئت سے کی یعنی بجھ گئی۔ اور "تُوْرُوْنَ"، سے "اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ"، طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر تستخرجون سے کی۔ اَوْرَیْتُ کا معنی ہے۔ میں نے روشن کیا۔ "لِلْمُقْوِیْنَ"، سے "تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ"، طرف اشارہ کیا اور مقوین کی تفسیر مسافرین سے کی۔ مقوین "اَقْوَی الرَّجُلُ"، سے مشتق ہے جبکہ وہ اپنی منزل کو پہنچ جائے۔ قوآء کا معنی وہ مقام ہے جہاں کوئی نہ ہو۔ اور "اَلْقِیُّ"، کی تفسیر قفر سے کی اور قفر وہ صاف میدان ہے جہاں پانی اور گھاس وغیرہ نہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صِرَاطُ الْجَحِیْمِ سے فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر سواء اور وسط سے کی یعنی جہنم کا بیچ۔ اور لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ "، سے "ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مخلط ہے۔ اور "زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ"، سے "فَفِی النَّارِ لَهُمْ زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ"، طرف اشارہ کیا اور زفیر کی تفسیر سخت آواز سے اور شہیق کی تفسیر کمزور آواز سے کی۔ داؤدی نے کہا گدھا جب سخت آواز نکالے اور پھر اس کے بعد ہلکی سی جو آواز باقی رہتی ہے وہ شہیق ہے اور "وِرْدًا"، سے "وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا"، طرف اشارہ کیا اور "وِرْد" کی عطاش سے تفسیر کی۔ یعنی ہم مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانکیں گے۔ اور "غَیًّا"، سے "فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا"، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر خسران سے کی غی جہنم میں ایک وادی ہے جو بہت گہری ہے جس میں سخت عذاب ہوگا۔ اور "یُسْجَرُوْنَ"، سے "ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ"، طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ" سے کی۔ یعنی ان کے ساتھ آگ روشن کی جائیگی اور وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نُحَاسٌ" سے "وَیُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ" کی طرف اشارہ کیا اور نحاس کی صُفر سے تفسیر کی یعنی تانبا گرم کرکے دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا اور "ذُوْقُوْا" سے "وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ"، طرف اشارہ کیا اور "ذُوْقُوْا"، کی تفسیر بَاشِرُوْا سے کی اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہاں ذوق چکھنے کے معنی میں مستعمل نہیں بلکہ ملنے جلنے اور تجربہ کے معنی میں مستعمل ہے اور یہ مجاز ہے

۳۰۴۵ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرٍ اَبِی الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَقَالَ اَبْرِدْ ثُمَّ قَالَ اَبْرِدْ حَتّٰى فَآءَ الْفَیْءُ يَعْنِیْ لِلتُّلُوْلِ ثُمَّ قَالَ اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۳۰۴۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۳۰۴۷ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ثَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ

امام بخاری رحمہ اللہ نے "مارج" سے "وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَّارٍ" طرف اشارہ کیا اور مارج کی خالص نار سے تفسیر کی قولہ مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ "، یعنی امیر نے لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور "مَرِيْجٍ" سے فِیْ اَمْرٍ مَرِيْجٍ " طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مُلْتَبِسٍ سے کی اسی سے "مَرِجَ اَمْرُ النَّاسِ" ، یعنی لوگوں کا معاملہ خلط ملط ہوگیا اور اسی سے "مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ "، یعنی میٹھا اور نمکین پانی والے سمندروں کو ایک ایک دوسرے سے ملے ہوئے چھوڑ دیا دیکھنے میں ایک ہی پانی معلوم ہوتا ہے ان کے درمیان اللہ کی قدرت و حکمت سے ایک حائل اور مانع ہے کہ وہ اپنی معین حد سے بڑھ نہیں سکتے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے سے خلط ملط کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں کسی قسم کا تغیر آتا ہے۔ قولہ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ "، یعنی تو نے اپنا چوپایہ چرنے کے لئے چراگاہ میں چھوڑ دیا۔"

۳۰۴۵ــــ ترجمہ : زید بن وہب نے کہا میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے (مؤذن) سے فرمایا (ظہر کی نماز) ٹھنڈا کرکے پڑھو پھر فرمایا ٹھنڈا کرکے پڑھو حتی کہ ٹیلوں کے سائے اتر گئے پھر فرمایا (ظہر) کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش و خروش سے ہے۔

۳۰۴۶ــــ ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ کیونکہ گرمی کی شدت

بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأْذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ ۳۰۴۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِيُّ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قَالَ كُنْتُ أُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ فَأَخَذَتْنِي الْحُمّٰى فَقَالَ أَبْرِدْهَا عَنْكَ بِمَاءِ زَمْزَمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هِيَ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ أَوْ قَالَ بِمَاءِ زَمْزَمَ شَكَّ هَمَّامٌ

دوزخ کے جوش وخروش سے ہے (حدیث ع ۱۲-۵۱۳ کی شرح دیکھیں)

۳۰۴۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ نے اپنے رب عزجمالہ سے شکایت عرض کی اور کہا میرا بعض میرے بعض کو کھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس سردیوں میں اور ایک سانس گرمیوں میں تم جو سخت گرمی اور سخت سردی پاتے ہو اس کا یہی سبب ہے۔

۳۰۴۷ — شرح: مذکورہ احادیث میں دوزخ کی گرمی اور سردی کا ذکر ہے اور باب کا عنوان بھی یہی ہے۔ حدیث میں آگ سے مُراد دوزخ ہے صرف آگ مراد نہیں کیونکہ دوزخ میں آگ اور سردی دونوں ہیں جو سخت گرم اور سخت سرد ہیں دوزخ میں یہ دونوں عذاب ہیں اس کے علاوہ اور بھی عذاب کے اقسام ہیں (اعاذنا اللہ منھا) اس حدیث سے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں ادراک پیدا کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا جنت اور دوزخ تمام مخلوقات سے زیادہ سُنتی ہیں اور جب انسان جنت کی دعا کرے تو وہ آمین کہتی ہے اور جب دوزخ سے پناہ چاہے تو دوزخ اس کی دُعا پر آمین کہتی ہے (عینی) (حدیث ع ۵۱۲ تا ع ۵۱۵ کی شرح دیکھیں)

۳۰۴۸ — ترجمہ: ابوجمرہ ضُبَعِی نے کہا میں مکہ مکرمہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا کرتا تھا (ایک دفعہ) مجھے بخار آگیا تو اُنھوں نے کہا اس کو آبِ زمزم سے ٹھنڈا کر کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخار جہنم کے جوش وخروش سے ہے۔ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو یا فرمایا زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ ہمام نے شک کیا ہے۔

۳۰۴۹ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ أَخْبَرَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ

۳۰۵۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ

۳۰۵۱ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ

۳۰۴۹ — ترجمہ : رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۳۰۵۰ — ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو

۳۰۵۱ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش و خروش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۳۰۴۸ تا ۳۰۵۱ — شرح : ان احادیث میں نماز ٹھنڈی کرنے کی کیفیت مذکور نہیں۔ البتہ مسلم شریف میں ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس بخار کی مریضہ عورت حاضر کی جاتی تو وہ اس کے سارے بدن پر پانی ڈالا کرتی تھیں جناب اسماء جو عموماً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتی تھیں اس کیفیت کو دوسروں سے زیادہ جانتی تھیں جبکہ وہ صحابیہ ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی ہمشیرہ بھی ہیں وہ اسے دوسروں کی نسبت زیادہ جانتی ہیں اور اطباء بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ گرمی کا بخار ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ڈاکٹر مریض کے سر پہ برف سے ٹھنڈی کی ہوئی پٹیاں رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں اور اس کو سخت ٹھنڈا برفانی پانی پلاتے ہیں اور اس کے ہاتھ اور پاؤں کو ٹھنڈے پانی سے دھوتے ہیں۔ لیکن یہ بخار کا علاج نہیں بلکہ گرمی کے بخار کا علاج ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے اس کو پسند کیا ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۰۵۲ ـ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا

نے اہلِ حجاز اور ان کے قرب و جوار کے لوگوں کو یہ علاج بتایا ہے۔ کیونکہ ان کو بکثرت گرمی سے بخار ہوتا ہے اور اسے ٹھنڈا پانی پینا اور اس سے غسل کرنا فائدہ دیتا ہے (قسطلانی)

۳۰۵۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہی آگ کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر انہتر حصہ زیادہ کر دی گئی ہے ان میں سے ہر حصہ میں اتنی ہی گرمی ہے۔

۳۰۵۲ — شرح: مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ تمہاری آگ کی حرارت دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ ابن ماجہ میں مرفوع روایت ہے کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اگر یہ پانی سے بار بار نہ بجھائی جاتی تو تم اس سے انتفاع نہ کر سکتے اور یہ آگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ دوزخ میں داخل نہ کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت میں ہے کہ اس آگ کو سمندر میں دس بار ڈالا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دنیا کی آگ کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ آگ کس شئی سے پیدا کی گئی ہے

انھوں نے جواب دیا یہ دوزخ کی آگ سے پیدا کی گئی ہے اور اس کو سمندر کے پانی سے ستر بار دھویا گیا ہے۔ ورنہ لوگ اس کے قریب جانے پر قادر نہ ہوتے کیونکہ یہ دوزخ کا حصہ ہے۔ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا کی آگ جسے لوگ جلاتے ہیں کو جمع کیا جائے تو یہ دوزخ کی آگ کا ایک حصہ ہوتی ہے اور دوزخ کی آگ اس آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن منذر سے روایت کی کہ انھوں نے کہا جب آگ کو پیدا کیا گیا تو تمام فرشتے گھبرا گئے۔ اور ان کے دل خائف ہوئے اور جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا تو ان کو کچھ سکون ہوا۔ اور میمون بن مہران نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو اس کو حکم دیا اس نے اللہ کے حکم سے ایک بار سانس لیا تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے مونہوں کے بل گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا اپنے سر اٹھاؤ کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں نے تم کو طاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کو نافرمانوں کے لئے پیدا کیا ہے۔

۳۰۵۳ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَطَاءً يُخْبِرُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ

۳۰۵۴ــــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قِيْلَ لِاُسَامَةَ لَوْ اَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمْتَهٗ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ اَنِّيْ لَا اُكَلِّمُهٗ اِلَّا اُسْمِعُكُمْ اِنِّيْ اُكَلِّمُهٗ فِي السِّرِّ دُوْنَ اَنْ اَفْتَحَ بَابًا لَا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ فَتَحَهٗ وَلَا اَقُوْلُ لِرَجُلٍ اَنْ كَانَ عَلَيَّ اَمِيْرًا اَنَّهٗ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَمَا سَمِعْتَهٗ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِي النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَا شَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهٰكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ وَرَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ

فرشتوں نے عرض کیا اے پروردگارِ عالم ہمیں اس میں جلنے والے دکھا پھر ہمیں سکون ہوگا اور ہمارے دل مطمئن ہوں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے " هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنَ "
"وہ اللہ کے خوف سے ڈرتے ہیں"۔

۳۰۵۳ــــ ترجمہ : صفوان بن یعلٰی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو منبر شریف پر یہ تلاوت کرتے ہوئے سُنا :
"وَنَادَوْا يَا مَالِكُ" دوزخی آواز دیں گے اے مالک "۔

۳۰۵۳ــــ شرح : مالک دوزخ کا سپرنٹنڈنٹ یعنی خازنِ نار ہے۔ جو دوزخ پر مامور ہے۔ دوزخی ان کو نداء دیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے ہماری

خلاصی کی درخواست کریں تو وہ ایک ہزار سال کے بعد ان کو جواب دے گا۔ مت بکواس کرو تم دوزخ میں ہمیشہ رہوگے اس وقت وہ بلند آوازوں سے رونے لگیں گے، جیسے گدھا بلند آواز نکالتا ہے۔

۳۰۵۴ — ترجمہ: ابووائل سے روایت ہے اُنھوں نے کہا حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہا گیا اگر آپ فلاں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس جائیں اور اُن سے بات کریں حضرت اسامہ نے کہا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں عثمان سے گفتگو نہیں کرتا مگر اس وقت کہ تم سنو میں ان سے تنہائی میں گفتگو کرتا ہوں سوا اس کے کہ میں فتنہ کا دروازہ کھولوں۔ میں فتنہ کرنے والا سب سے پہلا شخص نہیں بن سکتا۔ اور میں اس شخص سے جو میرا حاکم ہے یہ نہ کہوں گا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے۔ بعد اس کے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سُن چکا ہوں لوگوں نے کہا آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فرماتے سُنا ہے؟ اسامہ نے کہا میں نے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت میں ایک شخص کو لایا جائے گا۔ اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ دوزخ میں اس کی ساری انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ (ان کے اردگرد) ایسے چکّر کاٹے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ اُس پر دوزخی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں! تیرا یہ حال کیوں ہے؟ کیا تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا میں تم کو امر بالمعروف کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور تم کو بُری اشیاء سے منع کرتا تھا اور خود کرتا تھا۔ اس حدیث کی غندر نے شعبہ سے اُنھوں نے اعمش سے روایت کی۔"

۳۰۵۴ — شرح: یعنی لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ولید بن عقبہ کے متعلق گفتگو کریں کہ وہ ان پر حد قائم کریں کیونکہ ولید نے شراب پیا تھا یا مراد یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوہ قائم کر رکھا ہے۔ اس فتنہ کو ختم کرنے کے بارے میں ان سے گفتگو کریں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا کہ تمہارا یہ خیال ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تمہارے سُنانے کے لئے بات کرتا ہوں یا اس وقت ہی ان سے گفتگو کرتا ہوں جب تم موجود ہو بلکہ میں ان سے تنہائی میں بات کرتا ہوں کیونکہ علانیہ بات کرنے میں فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھے گی اور میں اس کا آغاز کرنے والا بن جاؤں گا۔ میں جس طرح لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتا ہوں ایسے ہی ان کو اچھی بات واضح کرتا ہوں اگر میں امر بالمعروف ترک کردوں تو میری اور ان کی مثال اس شخص کی مثال ہوگی جو دوزخ میں اپنی انتڑیاں باہر نکالے ہوئے ان کے اردگرد گدھے کی طرح گھومے گا اور لوگوں کے پوچھنے پر کہے گا کہ میں لوگوں کو بھلائی کی بات بتاتا تھا خود نہ کرتا تھا لہٰذا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ضرور بات کرتا ہوں اگرچہ وہ مجھ پر امیر ہیں کیونکہ میرے دل میں اللہ کا خوف ہے۔ الحاصل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ علانیہ امراء کے ساتھ سخت بات کرنا بے ادبی ہے۔ اس سے تم یہ خیال نہ کرو کہ میں ان سے فتنہ یا ولید کے متعلق بات ہی نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ امر بالمعروف کے خلاف ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امراء کا ادب ملحوظ خاطر

بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَيُقْذَفُونَ يُرْمَوْنَ دُحُورًا مَطْرُودِينَ وَاصِبٌ دَائِمٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَدْحُورًا مَطْرُودًا وَيُقَالُ مَرِيدًا مُتَمَرِّدًا بَتَّكَهُ قَطَعَهُ وَاسْتَفْزِزْ اسْتَخِفَّ بِخَيْلِكَ الْفُرْسَانُ وَالرَّجْلُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ لَأَحْتَنِكَنَّ لَأَسْتَأْصِلَنَّ قَرِينٌ شَيْطَانٌ

ہونا چاہیئے اور ان کے بارے میں لوگ جو بات کریں جس میں ان کی تقصیر ہوتی ہو وہ ان [illegible] کا ازالہ کر سکیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ابلیس اور اس کے لشکر کی صفت

مجاہد نے کہا۔ یُقْذَفُوْنَ ۔ ان کو پھینکا جاتا ہے۔ دُحُوْرًا ۔ دھتکارے ہوئے۔ واصب [illegible]
ہمیشہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مَدْحُوْرًا ۔ دھتکارا ہوا [illegible]
بَتَّكَهُ ۔ اس کو کاٹ ڈالا۔ واستفزز ۔ ہلکا کر۔ بخیلک [illegible]
الرَّجِلُ الرَّجَّالَةُ ۔ اس کا واحد راجل ہے جیسے صحب [illegible]
تجر ہے۔ لَاَحْتَنِكَنَّ ۔ جڑ سے اکھیڑ دوں گا۔ قرین [illegible]

شرح: [illegible]

[illegible]

۳۰۵۵ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى اَنَا عِيسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ اِلَيَّ هِشَامٌ اَنَّهُ سَمِعَهُ وَوَعَاهُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِي فِيمَا فِيهِ شِفَائِي اَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِي وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيمَا ذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ فَخَرَجَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَ نَخْلُهَا كَاَنَّهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ فَقُلْتُ اِسْتَخْرَجْتَهُ فَقَالَ لَا اَمَّا اَنَا فَقَدْ شَفَانِيَ اللّٰهُ وَخَشِيتُ اَنْ يُثِيرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ

فرشتہ ہو۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کی اولاد ہوتی ہے ان کو جن کہا جاتا ہے ان میں سے ابلیس ہے۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ ابلیس فرشتہ نہیں جن ہے اور ہزارہا فرشتوں میں وہ چھپا ہوا تھا فرشتوں کی کثرت کے اعتبار سے اس پر ان کا غلبہ ہوا اور تغلیباً اس کو فرشتہ کہہ دیا گیا ہے۔ غالباً فرشتوں کی ایک قسم ہے جو بالذات شیطانوں کے مخالف نہیں لیکن صفات میں ان کے مخالف ہیں جیسے نیک اور بد انسانوں کی ذات ایک ہی ہے اور ان کے صفات مختلف ہیں۔ اسی طرح فرشتوں کی ایک قسم ہے جو ذات میں متحد اور صفات میں مختلف ہیں اور "لفظ" جن دونوں کو شامل ہے اس قسم سے ابلیس ہے۔ مقاتل سے روایت ہے کہ ابلیس نہ جن ہے اور نہ ہی فرشتہ ہے بلکہ یہ علیحدہ مخلوق ہے جو آگ سے پیدا ہوا ہے اس کو خوبصورت ہونے کے باعث "طاؤس الملائکہ" کہا جاتا تھا پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کر دیا اس کا اصل نام "عَزَازِیل" ہے۔ پھر اس کے بعد اس کا نام ابلیس رکھ دیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۰۵۵ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو

کیا گیا لیث نے کہا مجھے ہشام نے خط لکھا کہ انھوں نے یہ اپنے والد سے یہ سُنا اور یاد کیا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا اور آپ کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ کوئی کام کیا ہے حالانکہ وہ نہ کیا ہوتا تھا حتیٰ کہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی پھر دعاء کی پھر فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ شئی بتا دی ہے جس میں میری شفاء ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے ایک میرے "سرِ مبارک" کے پاس بیٹھ گیا ہے اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس مرد کو کیا بیماری ہے دوسرے نے کہا ان کو جادو کیا گیا ہے۔ اُس نے کہا کس نے جادو کیا ہے۔ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے کیا ہے اُس نے کہا کس شئی میں جادو کیا ہے۔ دوسرے نے کہا کنگھی اور روئی کے گالے میں اور کھجور کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں۔ اُس نے کہا وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا ذروان کے کنوئیں میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ پھر واپس آئے تو ام المؤمنین سے فرمایا جبکہ آپ کی واپسی ہوئی۔ اس کنوئیں کی کھجوریں شیطانوں کے سروں کی طرح ہیں (ام المؤمنین نے فرمایا) میں نے عرض کیا (یارسول اللہ) آپ نے اس کو باہر نکالا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بہرکیف اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی ہے اور یہ ڈر ہے کہ یہ لوگوں میں شرارت پھیلائے گا پھر وہ کنواں بند کر دیا گیا،،

۳۰۵۵ — شرح: مطبوب کا معنی ہے جس پر جادو کیا گیا ہو۔ قولہ "مُشط و مُشَاقہ،، دھاگہ کاتنے کے وقت باریک سی جو شئی خارج ہوتی ہے وہ مُشاقہ ہے۔ مَشق کا معنی ہے کسی شئی کو کھینچنا تاکہ وہ لمبی ہو جائے۔ ایک روایت میں "مشاطہ" مذکور ہے۔ اور وہ شئی ہے جو کنگھی کرتے وقت بالوں سے نکلے "جُفّ" کھجور کی کلی کے اوپر والا چھلکا ہے۔ اس کا مذکر اور مؤنث کھجور پر اطلاق ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو لفظ مذکر سے مقید کیا ہے۔ اس کو کفری بھی کہا جاتا ہے۔ قولہ ذَروان،، یہ مدینہ منورہ میں بنو زُریق کا کنواں ہے۔ بنو زُریق یہودی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو بدنما منظر اور قبیح اشکال کے سبب رؤس الشیاطین سے تشبیہ دی علامہ خطابی نے کہا اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ سانپوں کے سروں کی طرح باریک ہیں سانپ کو بھی شیطان کہا جاتا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اُن کا منظر بدصورت ہے اور ان کی اشکال قبیح ہیں۔ جادو کے متعلق علماء کے مختلف خیالات ہیں۔ بعض نے جادو کی حقیقت کا انکار کیا ہے اور انھوں نے کہا جادو محض تمویہ اور تخییل ہے۔ یعنی یہ خیالی چیز ہے اس کا خارج میں ثبوت و وجود نہیں اور یہ محض غیر واقعی شئی لوگوں کے خیال میں ظاہر کی جاتی ہے چنانچہ لوگوں کی نظروں میں رسیوں کو سانپ ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ محض حیلہ گری اور ہاتھ کی صفائی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ،، یعنی جادوگروں کے جادو سے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے یہ خیالی شکل پیدا ہوئی کہ وہ چلتے پھرتے سانپ ہیں۔ یہ علماء معتزلی ہیں۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ جادو فی نفسہ امر ممکن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شامل ہے۔ کیونکہ وہ اس کا خالق ہے۔ جادوگر تو صرف کسب کرتا ہے اور یہ حقیقت واقعیہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے: وَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۔ یعنی وہ ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں۔ مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے نہ نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے،، اس

معلوم ہوتا ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور اسباب کی تاثیر اس کی مشیّت کے تحت ہے اور یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جادو کی حقیقت ہے جو خارج میں موجود اور ثابت ہے۔ محض خیالی چیز نہیں ہے۔ خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ہاتھ کی صفائی وغیرہ جس سے عجیب امور ظاہر ہوتے ہیں اس پر جادو کا اطلاق مجازی ہے اور جادو کا ماخذ لطیف اور سبب خفی ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث کو ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے کہا اگر انبیاء کرام علیہم السلام میں جادو کی تاثیر ظاہر ہونا ممکن ہو تو امورِ دین میں جو اُن پہ وحی نازل ہوتی ہے وہ مشکوک ہو کر رہ جائے گی جبکہ یہ احتمال ہے کہ یہ جادو کا اثر ہو گا لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جادو کی حقیقت موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا اور ہاروت وماروت کا واقعہ ذکر کیا کہ ان پر بابل میں جادو اُتارا گیا اور قرآن کریم میں ہے "وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ" اور عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور جو نبوت میں ضرر خیال کرتے ہیں یہ ان کا فاسد خیال ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام بشر ہیں ان پہ بشروں کے امراض اور اعراض جاری ہو سکتے ہیں۔ البتہ ان کی بعض خصوصیات ہیں جن میں وہ معصوم و محفوظ ہوتے ہیں وہ امورِ دینیہ ہیں اور جادو ان کے ابدان میں قتل اور زہر کی تاثیر سے زیادہ اثر نہیں کر سکتا ہے چنانچہ زکریا اور یحییٰ علیہما کو قتل کیا گیا اور خیبر میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا گیا۔ اس سے نبیوں کی فضیلت میں کمی نہیں آتی یہ تو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء و امتحان ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نبی ہیں ہم پر سختی زیادہ ہوتی ہے جیسے ہمارا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور جن امور کا نبوت سے تعلق ہے ان میں اللہ تعالیٰ نبیوں کو محفوظ رکھتا ہے اور ان میں کسی قسم کا فساد نہیں آنے دیتا۔ وہ تو صرف ان کو خیال ظاہر ہوتا ہے کہ جو اُنھوں نے نہیں کیا ہوتا اس کو کیا ہوا خیال فرماتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کے بارے میں اس قسم کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دُعاء کرنا مستحب ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجرموں کو معاف کرنے میں وہ کمال رکھتے تھے جس کی دُنیا میں مثال نہیں ہے اور عظیم فتنہ و فساد کے خطرہ کے باعث مصلحت کو ترک کرنا جائز ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جادو صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری اعضاء اور جسم شریف پر مسلط ہوا تھا آپ کی عقل شریف اور اعتقاد پر قطعاً اثر انداز نہ ہوا تھا۔ اُس نے آپ کی عادت قدیمہ اور نشاطِ طبع پہ اثر کیا تھا کہ جب آپ ازواج مطہرات کے پاس جاتے تو جادو کا اثر ظاہر ہوتا اور ان کے پاس جانے پر قادر نہ ہوتے (اس حدیث کے متعلق مزید تقریر یہ حدیث ۲۹۶ کی شرح میں دیکھیں)

۳۰۵۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی گدی پر شیطان تین گانٹھیں لگا دیتا ہے۔ جبکہ وہ سو رہا ہو ہر گانٹھ پر پھونکتا ہے ابھی رات بہت لمبی ہے سوئے رہو اگر وہ بیدار ہو اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر وضوء کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز پڑھنے لگے تو

٣٠٥٦ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اَبِي اُوَيْسٍ حَدَّثَنِي اَخِي عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ مَكَانَهَا عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقَدُهٗ كُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ

٣٠٥٧ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى اَصْبَحَ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي اُذُنَيْهِ اَوْ قَالَ فِي اُذُنِهٖ

٣٠٥٨ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَرُزِقَا وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ

تو سب گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح خوش طبع اور پاکیزہ نفس ہوتا ہے ۔ ورنہ صبح خبیث النفس سست ہوتا ہے۔ (حدیث ۱۰۸۰ کی شرح دیکھیں)

٣٠٥٧ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد کا ذکر کیا گیا جو رات بھر صبح تک سویا رہتا تھا آپ نے فرمایا اس شخص کے دونوں کانوں یا ایک کان میں شیطان پیشاب کر گیا ہے (حدیث ۱۰۸۲ کی شرح دیکھیں)

٣٠٥٨ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور یہ کہے :
بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ، اللہ کے نام سے ۔ اے اللہ ہمیں شیطان سے علیحدہ رکھ اور شیطان کو اس سے دور رکھ جو اولاد ہم کو عنایت کرے۔ اور ان کو بچہ عنایت کیا جائے تو اس کو شیطان اذیت نہیں پہنچا سکے گا (حدیث ۱۴۱ کی شرح دیکھیں)

٣٠٥٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ
الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا
الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا
فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ اَوِ الشَّيْطَانِ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ
هِشَامٌ ٣٠٦٠ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا يُوْنُسُ عَنْ حُمَيْدِ
بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ اَحَدِكُمْ شَيْءٌ وَّهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَمْنَعْهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيَمْنَعْهُ
فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ ثَنَا عَوْفٌ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِيْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ
فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ
فَقَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ
اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ

٣٠٥٩ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج کا کنارہ طلوع کرے تو نماز نہ پڑھو حتی کہ سورج چمکنے لگے اور جب سورج کا کنارہ غروب ہوجائے تو نماز چھوڑ دو حتی کہ وہ پورا غائب ہوجائے اور سورج کے طلوع و غروب کے وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ راوی کا بیان ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ہشام نے شیطان فرمایا یا الشیطان فرمایا (حدیث ۵۵۹ کی شرح دیکھیں)

٣٠٦٠ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے

۳۰۶۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتَّى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ

کسی کے آگے سے کوئی شئی گزرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو گزرنے سے منع کرے اگر وہ انکار کرے تو پھر منع کرے اگر وہ انکار کرے تو پھر منع کرے اگر وہ انکار کرے تو اس سے جھگڑا کرے وہ شیطان ہے۔ عثمان بن ہیثم، عوف، محمد بن سیرین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فطرانہ کی نگہداشت پر مقرر فرمایا تو میرے پاس کوئی آنے والا آیا اور دونوں ہاتھ بھر کر غلہ لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاتا ہوں اور پوری حدیث ذکر کی اس شخص (چور) نے کہا جب تو اپنے بستر پر سونے کے لئے آئے تو آیت الکرسی پڑھا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرتا رہے گا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ خود جھوٹا ہے اور وہ شیطان تھا۔ (حصہ سوم کے صـ۵۴۸ پر اس کی شرح دیکھیں)

۳۰۶۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے فلاں شئی کو کس نے پیدا کیا اور فلاں کو کس نے حتیٰ۔ وہ کہتا ہے۔ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا جب یہاں تک بات پہنچے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پناہ چاہے اور اس خیال سے رک جائے!

۳۰۶۱ — شرح : یعنی جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا تو یقین کرے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور اس کو رد کرنے کے لئے " أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ " پڑھے۔ میں اللہ کے ذریعے راندے ہوئے شیطان کے شیطانی شبہات سے پناہ چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وجوب لوجود اور وحدانیت کے دلائل اور براہین قاطعہ بیان کرنے سے رک جائے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایسے خواطر میں سوچ بچار سے رک جائے اور ادھر خیال تک نہ کرے کیونکہ ایسے خواطر کا سبب احساس ہے۔ اور جب تک یہ احساس کرتا رہے گا اس میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا اور ایمان کا استحکام متاثر ہوگا۔ لہٰذا اس سے خدمی کا و حد علاج یہی ہے کہ اللہ کی پناہ لے اور کسی طرف توجہ نہ کرے کیونکہ ایسے خیالات کا علاج صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ ہی ہے۔ اس کی حاوت کے جولان میں داخل ہو کر بچاؤ حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ اگر خواطر مستقر

٣٠٦٢ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
ثَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ
قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ
وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ

٣٠٦٣ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا عَمْرٌو أَخْبَرَنِي سَعِيدُ
بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوسٰى قَالَ لِفَتٰهُ آتِنَا غَدَآءَنَا قَالَ أَرَأَيْتَ
إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ
أَذْكُرَهُ وَلَمْ يَجِدْ مُوسٰى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَهُ اللهُ بِهِ

٣٠٦٤ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ
بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ
حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

ہو جائیں اور اعراض کرنے سے مندفع نہ ہوں تو پھر نظر و فکر اور استدلال سے ان کو رد کرے کذا قیل"

٣٠٦٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (حدیث ع ١٧٧٩ کی شرح دیکھیں)

٣٠٦٣ — ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا تو انھوں نے کہا مجھ سے ابی بن کعب نے بیان کیا کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "حضرت" موسی "علیہ السلام" نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ تو اس نے کہا دیکھئے تو جب اس نے چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو یاد رکھوں

۳۰۶۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ اَوْ قَالَ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ اِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرِضُ عَلَيْهِ شَيْئًا

اور موسیٰ علیہ السلام نے تھکن اُسی وقت محسوس کی جبکہ وہ اسی جگہ سے آگے چلے گئے تھے جس کا ان کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا۔ حدیث ۱۲۲-۷۷ کی شرح دیکھیں۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد شیطان کی رمضان شریف میں وصف بیان کرنا ہے۔

۳۰۶۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا خبردار! فتنہ یہاں ہے فتنہ یہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا!

۳۰۶۴ — شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مشرق کی طرف سے فتنوں کا آغاز ہوگا اور جیسے آپ نے خبر دی وہی ہوا اور مشرق سے فتنہ نکلا۔ یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلام نبوت سے ہے۔

۳۰۶۵ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا اندھیرا ہونے لگے تو اپنے بچوں کو باہر جانے سے روکو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو اور اللہ کا نام لے کر چراغ بجھا دو اور اللہ کا نام لے کر مشکیزہ کو تسمہ لگا دو اور اللہ کا نام لے کر برتن ڈھانپ دو اگرچہ اس پر کوئی چیز رکھ دو!

۳۰۶۵ — شرح : ابن جوزی نے کہا اس وقت بچوں پر خوف کا سبب یہ ہے کہ بچوں کے ساتھ نجاست وغیرہ لگی ہوتی ہے جس سے شیطان متعلق ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے ذکر کے ساتھ بچاؤ ہو سکتا ہے۔ وہ بچوں میں معدوم ہوتا ہے اور شیطان جب پھیلنے لگتے ہیں تو جو ان کے مناسب شئی ہوتی ہے اس کے ساتھ متعلق ہو جاتے ہیں اس لئے اس وقت بچوں پر خوف کیا گیا ہے اور اس وقت شیطانوں کے پھیلنے کا سبب یہ ہے کہ روشنی کی نسبت اندھیرے میں ان کی حرکات زیادہ متمکن ہوتی ہیں اور وہ اندھیرے سے استعانت کرتے ہیں

۳۰۶۶ ــــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهُ اَزُوْرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ
مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِيْ دَارِ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ
فَلَمَّا رَاَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى
رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ
الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ
قُلُوْبِكُمَا سُوْءًا اَوْ قَالَ شَيْئًا

اور دشمنی کو مکروہ جانتے ہیں۔ اسی طرح ہر سیاہ شئی کو وہ اچھا جانتے ہیں۔ چراغ بجھا دینے کا حکم اس لئے ہے کہ رات کو
جب گھر والے سوئے ہوں تو چوہا بتی نکال کر لے جاتا ہے اور گھر کو آگ لگنے سے ان کو جلا دیتا ہے۔ اور اگر گیس اور قندیل
یا بجلی کے بلب وغیرہ سونے والوں کے باعث جلنے جلانے تک معاملہ نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت حکم کی علت
نہیں پائی جاتی اس کا سبب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصلّٰی پر نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک چوہے نے
بتی کھینچی اور مصلی پر اس کو لے آیا جس سے اس کا کچھ حصہ جل گیا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا سوتے وقت
چراغ کو بجھا دیا کرو جہاں یہ علت پائی جائے وہاں یہ حکم عام ہے۔ برتنوں کو ڈھانپنے کے کئی فوائد ہیں وہ شیطانوں اور نجاستوں
سے محفوظ رہتے ہیں اور کیڑے مکوڑے ان میں داخل نہیں ہوتے۔ اور وہ وبا بھی ان میں داخل نہیں ہوتی جو سال کی ایک
رات میں نازل ہوتی ہے اور ننگے برتن میں داخل ہو جاتی ہے جو کوئی اس برتن میں موجود شئی کو کھائے یا پیئے وہ بیمار ہو جاتا
ہے۔ اگر ڈھکنا وغیرہ نہ ملے تو برتن پر لکڑی وغیرہ رکھ دی جائے۔ حدیث میں اوامر استحباب کے لئے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ
ان اوامر پر عمل کرے کیونکہ جو کوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر پر عمل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے تکلیفوں سے محفوظ
رہتا ہے۔ اور اگر کوئی عناداً آپ کے حکم کی مخالفت کرے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ آپ کے حکم سے عناد
کفر ہے اگر برتن ننگا ہی ہو جائے اور وہ برتن کو نہ ڈھانپ سکے تو اس میں کھانے پینے والی شئی کو کھانا پینا حرام نہیں یعنی
ترجمہ: صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتکف تھے
۳۰۶۶ ــــ تو میں ایک رات آپ کی زیارت کے لئے آئی اور آپ سے باتیں کرتی رہی پھر
میں اٹھی اور گھر جانے لگی تو آپ بھی ساتھ اٹھے تاکہ مجھے گھر چھوڑ آئیں اور ام المؤمنین صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا کا گھر اسامہ بن زید

Click https://ataunnabi.blogspot.com/

کی حویلی میں تھا۔ اتنے میں دو انصاری مرد گزرے اُنھوں نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا تو تیزی سے گزرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا اپنے حال پر چلتے جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حیی ہے (اور کوئی خیال نہ کرنا) اُنھوں نے کہا سُبحان اللہ یا رسُول اللہ ،، (ہم ایسا ویسا گمان کر سکتے ہیں ؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح جاری ہے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارے دلوں میں بُری بات ڈال دے یا فرمایا کوئی شئی ڈال دے۔

۲۰۶۶ — **شرح** : یعنی ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میں واپس جانے لگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم میرے ساتھ کھڑے ہُوئے تاکہ میرے ساتھ میرے گھر تک تشریف لے جائیں۔ اتنے میں دو انصاری گزر رہے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا دل میں کوئی خیال نہ کرنا اپنے حال پر گزرتے جاؤ یہاں کوئی ایسی چیز نہیں جس کو تم اچھا نہ سمجھو۔ پھر آپ نے ان کی معذرت پر ارشاد فرمایا : شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ تمہارے دلوں میں کوئی ایسی بات ڈال دے۔ جو تمہاری ہلاکت کا سبب بن جائے اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اُمّت پر بہت شفقت اور مہربانی ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ ڈر محسوس کیا کہ شیطان ان کے دلوں میں کوئی ایسی ویسی خطرناک بات ڈال دے گا جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوگا کیونکہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ بدگمانی کرنا کفر ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا انسان کے بدن میں شیطان کا گردش کرنا ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرنے کی قوت و قدرت دی ہے۔

بعض علماء اس کو شیطان کے وسوسہ کی کثرت کے باعث استعارہ پر محمول کرتے ہیں گویا کہ وہ خون کی طرح انسان کے جسم سے علیحدہ نہیں ہوتا بعض علماء کہتے ہیں انسان کے بدن میں لطیف مسامات میں وسوسہ ڈالتا ہے اور وہ اس کے دل تک پہنچ جاتا ہے۔

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ سہیلی نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت نقل کی کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ اس کو انسان کے بدن میں شیطان کی جگہ دکھائے تو اُس نے ایک جسم دیکھا جس کا اندرون باہر سے دیکھا جاتا تھا اور شیطان مینڈک کی صُورت میں اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دل کے سامنے ہے اس کی سونڈھ مچھر کی سونڈھ کی طرح ہے۔ اس کو وہ اس شخص کے دل میں کئے ہُوئے اس کو وسوسہ دے رہا ہے۔ جب انسان اللہ کا ذکر کرے تو علیحدہ ہو جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ شیطان اپنی سونڈھ ابن آدم کے دل پر رکھتا ہے اگر وہ اللہ کا ذکر کرے تو علیحدہ کر لیتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر بھول جائے تو اس کے دل کا لقمہ کر لیتا ہے ۔۔

(مزید تقریر حدیث ۱۰۹ کی شرح میں دیکھیں)

۳۰۶۷ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ .... مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ فَقَالُوا لَهُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ وَهَلْ بِي جُنُونٌ

ترجمہ ۳۰۶۷ — سُلیمان بن صُرَد نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور رگیں پھول گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک بات جانتا ہوں اگر وہ یہ کہے تو اس کا غُصّہ جاتا رہے گا۔ یہ کہے "أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" تو اس کا غصّہ ختم ہوجائے گا لوگوں نے اس سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ذریعے شیطان سے پناہ لے۔ اُس نے کہا کیا مجھے جنون ہوگیا ہے؟

شرح ۳۰۶۷ — علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایسی بات وہ شخص کرتا ہے جس کو دین میں سمجھ نہ ہو اور انوارِ شریعت مکرمہ سے فیض یاب نہ ہُوا ہو اور اس کا یہ گمان ہو کہ شیطان سے پناہ چاہنا صرف جنون والوں کے ساتھ مختص ہے اور اس کو یہ علم نہیں کہ غصّہ شیطان کی تحریک سے آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ شخص منافق ہو یا جاہل بدوی ہو جو آدابِ رسالت سے واقف نہ ہو۔ دراصل شیطان سے استعاذہ غصّہ کو ختم کر دیتا ہے اور شیطان کے ہتھیاروں کو کُند کرنے کا یہ بہترین ہتھیار ہے۔ عطیّہ کی حدیث میں ہے۔ غصّہ شیطان سے ہے شیطان آگ سے پیدا ہُوا ہے اور آگ کو پانی سے ہی بجھایا جاتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کو غصّہ آئے تو وہ وضوء کرے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب انسان غصّہ میں ہو اس وقت وہ اللہ کے غضب کے بہت قریب ہوتا ہے۔ بکر بن عبد اللہ نے کہا غصّہ کی آگ کو دوزخ کی آگ یاد کرکے بجھاؤ۔ جوزی نے ترغیب میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی کہ ابلیس کہتا ہے میں انسان کے پیٹ میں کوئلہ ہوں۔ جب وہ غصّہ میں آئے تو میں اس کو گرم کرتا ہوں۔ جب خوش ہو تو اس کو خواہش یاد کراتا ہوں۔ (عینی)

۳۰۶۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَتٰی اَھْلَہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنِیَ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنِیْ فَاِنْ کَانَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ لَمْ یَضُرَّہُ الشَّیْطَانُ وَلَمْ یُسَلَّطْ عَلَیْہِ قَالَ وَثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَہٗ

۳۰۶۹ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ ثَنَا شَبَابَةُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ صَلّٰی صَلٰوۃً فَقَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ عَرَضَ لِیْ فَشَدَّ عَلَیَّ یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ

۳۰۷۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ وَلَہٗ ضُرَاطٌ فَاِذَا قُضِیَ اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ بِھَا اَدْبَرَ فَاِذَا قُضِیَ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَقَلْبِہٖ فَیَقُوْلُ اُذْکُرْ

۳۰۶۸ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آنا چاہے تو کہے اے اللہ مجھے شیطان سے دُور کر اور شیطان کو اس سے دُور کر جو تو ہم کو دے تو اگر ان کے بچہ پیدا ہو شیطان اس کو اذیت نہیں پہنچا سکے گا اور نہ اس پر قابو پا سکے گا شعبہ نے کہا سلیمان اعمش نے سالم سے اُنھوں نے کریب سے اُنھوں نے ابن عباس سے اس جیسی روایت کی۔ اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اس میں شعبہ کے دو استاذ مذکور ہیں۔ (حدیث ع۱۴۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۶۹ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان کہی جائے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے جب اذان پُوری ہو جائے تو آجاتا ہے جب تکبیر کہی جائے تو بھاگ جاتا ہے اور جب اقامت پُوری ہو جائے تو آجاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے اور خیالات ڈالنے لگتا ہے اور کہتا ہے فلاں شئی یاد کر فلاں شئی یاد کر حتیٰ کہ نمازی نہیں جانتا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور جب اس کو پتہ نہ چلے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو سہو کے

كَذَا وَكَذَا حَتّٰى لَا يَدْرِيْ اَثَلٰثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا فَاِذَا لَمْ يَدْرِ اَثَلٰثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

۳۰۷۱ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانُ فِيْ جَنْبِهٖ بِاِصْبَعَيْهِ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ

دو سجدے کر لے۔ (حدیث ۱۱۵۲، ۵۸۶ اور ۱۱۶۲ کی شروح دیکھیں)

۳۰۶۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی اور فرمایا شیطان میرے سامنے آیا اور مجھ پر اس نے پورا زور لگایا کہ میری نماز قطع کرے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دی۔ اور ابوہریرہ نے پوری حدیث بیان کی۔ (حدیث ۴۵۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۷۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی کے پیدا ہوتے وقت شیطان اس کے پہلوؤں میں اپنی انگلی سے ٹھوکے مارتا ہے سوا عیسیٰ بن مریم "علیہما السلام" کے وہ ان کو ٹھوکا مارنے گیا اور پردہ میں ہی ٹھوکا مار دیا۔

۳۰۷۱ — شرح: یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور شیطان نے ان کو ٹھوکا مارنا چاہا تو اس کا ہاتھ اُن تک نہ پہنچا تو اُس نے حجاب میں ہی ٹھوکا مار دیا۔ حجاب سے مراد وہ جھلی ہے جس میں بچہ ہوتا ہے یا وہ کپڑا جس میں اسے لپیٹا جاتا ہے۔ اس حدیث میں سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ کی بہت بڑی فضیلت ہے شیطان نے مریم علیہا السلام سے چارہ جوئی کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ "حنّہ بنت فاقوذ بن ماثان کی برکت سے شیطان کو ان تک نہ پہنچنے دیا۔ کیونکہ مریم کی والدہ نے کہا تھا وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں وہب بن منبّہ سے روایت ذکر کی کہ جب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو سارے شیطان ابلیس لعین کے پاس آکر کہنے لگے کہ تمام بُت اوندھے منہ گر گئے ہیں۔ ابلیس نے کہا کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے تم یہاں ٹھہرو میں اس کا کھوج نکالتا ہو۔ شیطان چشم زدن میں ساری زمین پر پھر گیا اس کو کوئی شئی نہ ملی پھر سمندروں میں گھوما وہ کوئی شئی معلوم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ پھر وہ بھاگا تو ایک مقام میں حضرت

٣٠٧٢ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ أَفِيكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٠٧٣ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ الَّذِي أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي عَمَّارًا قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ اِنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ أَخْبَرَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تَحَدَّثُ فِي الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْأَمْرِ يَكُونُ فِي الْأَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّيَاطِينُ الْكَلِمَةَ فَتَقُرُّهَا فِي أُذَانِ الْكُهَّانِ كَمَا تُقَرُّ الْقَارُورَةُ فَيَزِيدُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ —

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا کہ آپ تولّد فرما چکے ہیں اور ان کو فرشتوں نے ڈھانپا ہُوا ہے۔ ابلیس شیطانوں کی طرف لوٹا اور کہنے لگا آج رات ایک نبی پیدا ہُوا ہے۔ کوئی بھی عورت حاملہ ہو یا وہ بچّہ کو جنم دے تو میں وہاں موجود ہوتا ہوں لیکن اس خاتون کا مجھے پتہ نہیں چلا اور وہ اس شہر میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے بتوں کی پوجا سے نا امید ہو گئے۔ لیکن قاضی نے اشارۃً کہا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس فضیلت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں۔ قرطبی نے کہا یہ مجاہد کا قول ہے (عینی) صاحب مظہری نے کہا یہ امر مسلّم اور صحیح ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دُعاء فرمائی جب ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا۔ اے اللہ میں فاطمہ کو تیرے ذریعہ اور اس کی اولاد کو راندے ہُوئے شیطان سے پناہ دیتا ہوں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دُعاء فرمائی۔ اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی دُعاء زیادہ مقبول ہے۔ لہٰذا بعض روایات میں جو دعاء کا حصر مریم اور عیسیٰ علیہ السلام میں ہے وہ اضافی حصہ ہے حقیقی نہیں۔

٣٠٧٢ — ترجمہ: علقمہ نے کہا میں شام میں گیا تو لوگوں نے کہا یہاں ابو درداء صحابی ہیں انہوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبان شیطان سے حفاظت کی ہے۔

٣٠٧٣ — ترجمہ: مغیرہ سے روایت ہے کہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم

۳۰۷۴ ـــ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ

کی زبانی شیطان سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ حضرت عمار بن یاسر ہے۔ لیث نے کہا مجھے خالد بن یزید نے سعید بن ابی ہلال سے بیان دیا کہ ابوالاسود کو عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فرشتے عنان میں اس شئے کا ذکر کرتے ہیں جو زمین میں ہونے والی ہوتی ہے اور عنان بادل ہے تو اس بات کو شیطان سن لیتے ہیں اور اس کو کاہن کے کان میں ڈالتے ہیں جیسے شیشی میں ڈالا جاتا ہے (پانی) اور وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ کا اضافہ کر دیتے ہیں۔

۳۰۷۳ ـــ شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محاورہ ہے "قَرَرْتُ الْكَلَامَ فِي أُذُنِ الْأَصَمِّ" یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ تو اپنا منہ بہرے کے کان سے لگائے اور اس سے بات کرے اور "كَمَا تُقَرُّ الْقَارُورَةُ" سے مراد برتن کا منہ ہے جس میں بوتل میں سے پانی ڈالا جاتا ہے یعنی بوتل سے کسی برتن میں پانی ڈالتے وقت اس کو اس کے بہت قریب کرتے ہیں۔ اسی طرح کاہن کے کان کے قریب قارورہ کی حس کی طرح کچھ محسوس ہوتا ہے۔ علماء لغت کے نزدیک "قر" کا معنی مخاطب کے کان میں بار بار کلام کرنا حتیٰ کہ وہ اسے سمجھ لے۔

۳۰۷۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لے تو جس قدر ہو سکے اس کو روکے۔ کیونکہ جب تم میں سے کوئی (جمائی کے وقت) ہا ہا کہے تو شیطان ہنستا ہے۔

۳۰۷۴ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمائی لینے کو شیطان کی طرف منسوب کیا کیونکہ یہ بدن کا بھارا ہو جانے اور اس کا سستی اور نیند کی طرف مائل ہونے کے باعث آتی ہے اور اس کا سبب شیطان ہے کیونکہ وہی نفس کو شہواتِ نفسانیہ کی طرف مائل کرتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کے سبب سے نفرت دلائی جس سے یہ پیدا ہوتی ہے اور وہ کھانے پینے میں وسعت ہے جس سے انسان عبادت کو گراں بار سمجھنے لگتا ہے اور نیک کاموں میں سستی کرتا ہے۔ جمائی کی حقیقت سانس ہے جس سے منہ زور سے کھلنے لگتا ہے تاکہ اس کی دونوں ہڈیوں کے عضلات میں رکے ہوئے بخارات کو نکالے۔ جو معدہ کے زیادہ بھر جانے اور بدن بھارا ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ داؤدی نے کہا اگر انسان جمائی لیتے وقت منہ کو کھول دے تو اس میں

۳۰۷۵ — حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللهِ أَبِي أَبِي فَوَاللهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ

شیطان تھوک دیتا ہے اور ہنستے ہوئے ہا کہتا ہے ،،

بعض علماء نے کہا کسی نبی کو جمائی نہیں آئی کیونکہ اس کا سبب شیطان ہے اور شیطان کو کسی نبی پر تسلّط حاصل نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسُولہ اعلم!

۳۰۷۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اُحُد کی جنگ میں مشرک شکست خوردہ ہوئے تو ابلیس لعین نے چلّا کر کہا اے اللہ کے بندو اپنے پیچھے والوں کو لو یا قتل کرو تو آگے والے پچھلوں پر ٹوٹ پڑے اور آپس میں الجھ گئے۔ اچانک حُذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو دیکھا (ان کو مسلمان قتل کر رہے ہیں) تو اُنھوں نے کہا اے اللہ کے بندو! یہ میرا والد ہے۔ بخدا! مسلمان نہ رُکے حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا۔ حُذیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو بخشے۔ عروہ نے کہا اس کے باعث حذیفہ ہمیشہ دُعا کرتے رہے حتیٰ کہ فوت ہوگئے!

۳۰۷۵ — شرح : یعنی جنگ اُحُد میں جب مشرک شکست خوردہ بھاگنے لگے تو شیطان نے مسلمانوں سے کہا اے اللہ کے بندو اپنے پچھلے لوگوں کو قتل کرو حالانکہ وہ بھی مسلمان تھے اس سے ابلیس لعین کا مقصد یہ تھا کہ ان کو غلط فہمی میں ڈال کر آپس میں لڑا دے چنانچہ اگلے لوگوں نے پچھلوں کو مشرک سمجھتے ہُوئے اُن پر حملہ کر دیا۔ اور وہ آپس میں الجھ گئے اس کے نتیجہ میں حضرت حذیفہ بن یمان کے والد بھی غلط فہمی میں قتل کر دیئے گئے۔ ہو سکتا ہے کہ یا عِبَادَ اللہ! سے ابلیس نے مشرکوں کو خطاب کیا ہو یعنی اے مشرکو! اپنے پچھلے لوگوں پر حملہ کرو جو مسلمان ہیں اور کفار و مشرکین اور مسلمانوں میں جنگ شروع ہوگئی۔ بہرکیف حضرت حذیفہ کے والد اس جنگ میں شہید ہوگئے چونکہ وہ ہیجان کی لڑائی تھی مسلمان غلط فہمی کا شکار ہوگئے تھے اس لئے اس غلطی میں حذیفہ کے والد قتل ہوگئے جس نے ان کو قتل کیا تھا وہ عقبہ بن مسعود تھے۔ حضرت حذیفہ نے ان کو معاف کر دیا اور وہ ان کے قاتل کے لئے ہمیشہ دُعا اور استغفار کرتے رہے۔

٣٠٧٦ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ

٣٠٧٨، ٣٠٧٧ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيرَةِ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا الْوَلِيدُ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد "حُسَیل بن جابر عبسی ہیں اور یمان" ان کا لقب ہے وہ اپنے بیٹے حذیفہ کے ساتھ مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور جنگ اُحد میں ان کو مسلمانوں نے ہی قتل کر دیا کیونکہ اُنھوں نے اسے مشرکین میں سے خیال کیا تھا۔ حضرت حذیفہ چیختے رہے کہ یہ میرا والد ہے اس کو قتل نہ کرو لیکن ان کی آواز کی شنوائی نہ ہوئی اور مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ! "تمہیں نے کہا بقیہ خیر"، کا معنی یہ ہے کہ حضرت حذیفہ اپنے والد ماجد کے قتل سے ہمیشہ غمناک رہے اور اس غم و اندوہ میں وہ فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون"

٣٠٧٦ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات کرنے کے متعلق سوال عرض کیا: تو آپ نے فرمایا نماز میں التفات (اِدھر اُدھر توجہ کرنا) اُچک لینا ہے۔ شیطان تم میں سے کسی ایک کی نماز اُچک لے جاتا ہے (حدیث ۷۲۰-۷۲۱ کی شرح دیکھیں)

٣٠٧٨-٣٠٧٧ ـــ ترجمہ : پہلی سند ابو مغیرہ، اوزاعی، یحیی، عبد اللہ بن ابی قتادہ سے اور

٣٠٧٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ —

قتادہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ دُوسری سند سُلیمان بن عبدالرحمٰن، ولید، اوزاعی، یحیی بن ابی کثیر، عبداللہ بن ابی قتادہ سے اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہیں اور حُلم شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے جس سے وہ ڈرتا ہو تو وہ اپنی بائیں طرف تھوکے اور اللہ کے ذریعہ اس کی شر سے پناہ چاہے کیونکہ اس طرح وہ اس کو اذیت نہیں پہنچائے گی۔

٣٠٧٧ - ٣٠٧٨ — شرح: رُؤیا کا وزن فُعلیٰ ہے جیسے بُشریٰ۔ تخفیف کے لئے ہمزہ کو ترک بھی کر دیا جاتا ہے۔ رؤیا نیند میں خیالی صورت کا نام ہے اور صالحہ اس کی صفتِ مُوضحہ ہے۔ کیونکہ غیر صالحہ کو حُلم کہا جاتا ہے۔ اور اگر رؤیا کو عموم پر محمول کیا جائے تو صالحہ اس کی صفت مخصصہ ہوگی اور صلاحیت صورت کے اعتبار سے ہے یا تعبیر کے لحاظ سے یعنی اس کی صورت اچھی ہوتی ہے یا تعبیر بہتر ہوتی ہے۔ اس کو رؤیا صادقہ کہا جاتا ہے اور رُؤیا غیر صالحہ حُلم ہے یعنی جھوٹ ہے اور یہ شیطان کی طرف منسوب ہے کیونکہ یہ شیطان کی تخییل ہوتی ہے جس سے وہ انسان کو غمناک کرتا ہے۔ اس لئے بُرا خواب دیکھنے والے کو بائیں جانب تھوکنے کا حکم ہے۔ ابن جوزی نے کہا رُؤیا اور حُلم ایک ہی چیز ہے کیونکہ حُلم وہ ہے جو انسان خواب میں دیکھے لیکن شریعت مطہرہ میں اچھے خواب کو رُؤیا کہا جاتا ہے اور بُرے خواب کا نام حُلم رکھا گیا ہے۔ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا رُؤیا صالحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے جس سے انسان کو خوشخبری دی جاتی ہے۔ تاکہ اس کا گمان اچھا ہو اور وہ اس کا بکثرت شکر کرے اور رؤیا کاذبہ شیطان کی طرف سے ہے جس سے وہ انسان کو غمزدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس کا شکر نہ کرے۔ اسی لئے اس کو راندنے کے لئے بائیں کندھے سے تھوکنے کا حکم ہے تاکہ اس کی شر سے محفوظ رہے تیسرا خواب بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ دن میں انسان کا کسی شئی میں شغف مستحکم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ رات کو نیند

۳۰۸۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسَاءٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَاَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ اَحَقَّ اَنْ يَّهَبْنَ ثُمَّ قَالَ اَيْ عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

میں بھی وہی دیکھتا ہے یہ خواب اور حلم قابل تعبیر نہیں رؤیا حسنہ تعبیر کے قابل ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۷۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایک دن میں سو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ "کہے اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا! اور اس کے لئے سو نیکی لکھی جاتی ہے اور سو بدی مٹا دی جاتی ہے اور وہ شام تک سارا دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اس عمل سے کسی کا افضل عمل نہیں ہوتا البتہ وہ شخص جو اس سے زیادہ عمل کرے اس کو زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۳۰۸۰ — ترجمہ: محمد بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ ان کے والد سعد بن ابی وقاص نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی جبکہ آپ کے پاس قریش قبیلہ کی عورتیں تھیں (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) اور وہ بلند آواز

٣٠٨١ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ ثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عِيْسٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهٖ

سے آپ سے باتیں کر رہی تھیں۔ جب عمر فاروق نے اجازت طلب کی تو وہ اُٹھیں اور جلدی سے حجاب میں چلی گئیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی جبکہ آپ تبسم فرما رہے تھے۔ عمر فاروق نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے (یہ تبسم کیسا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان عورتوں پر تعجب کر رہا ہوں جو میرے پاس تھیں اور جب تمہاری آواز سُنی تو جلدی سے حجاب میں چلی گئیں۔ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ زیادہ لائق ہیں کہ یہ عورتیں آپ سے ڈریں۔ پھر کہا اے اپنے نفسوں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں! تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ تجھے شیطان راستہ میں چلتا ہُوا دیکھ لے تو وہ دُوسرا راستہ پر چلنے لگتا ہے (تمہارا راستہ چھوڑ جاتا ہے)

٣٠٨٠ شرح: فج کا معنی وسیع راستہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہوں کیونکہ اُنھوں نے کہا تھا اے اللہ مجھے شیطان نے بہت تکلیف پہنچائی ہے اس کا جواب یہ ہے۔ یہ لزوم غیر لازم ہے کیونکہ یہ شیطان کے دُور ہونے کی مثال ہے۔ یعنی شیطان اور اس کی اولاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دُور رہتی ہے اور وہ آپ پر تسلّط قائم نہیں کر سکتے۔ یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے چلو تو اس کو ضرور پُورا کر دیتے ہو۔ اور اس کو نامکمل اور ادھورہ نہیں چھوڑتے ہو۔ اور اس میں شیطان وسوسہ دینے سے ناامید ہے۔ اس لئے وہ کوئی اور راستہ اختیار کر لیتا ہے اور یہ راہ چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ (عینی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی گھر میں صاحبِ خانہ کی اجازت کے بغیر نہیں داخل ہونا چاہیئے۔

٣٠٨١ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈال کر سنکے کیونکہ شیطان اس کی ناک پر رات بسر کرتا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ اِلَى الْاٰيَةِ بَخْسًا نَقْصًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ اَلْمَلٰٓئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ عِنْدَ الْحِسَابِ

۳۰۸۱ شرح یعنی وضو کرتے وقت ناک میں پانی لے کر اسے سنکے تاکہ مخاط اور غبار وغیرہ سے ناک اچھی طرح صاف ہو جائے اور پڑھنے میں آسانی ہو۔ شیطان لعین ہر سونے والے کی ناک پر رات بسر نہیں کرتا۔ البتہ جو شخص اللہ کا ذکر کئے بغیر سو جائے اس کی ناک پر شیطان رات بسر کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے سے انسان شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

باب جنات اور ان کو ثواب و عقاب کا ذکر

اس باب میں جنات کے موجود ہونے کا بیان ہے اور یہ بیان ہو گا کہ ان کو نیک کام کرنے پر ثواب اور بُرے عمل کرنے پر عذاب ہو گا۔ بیشتر مسلمان اور کفار جنات کے وجود پر متفق ہیں۔ البتہ جہمیہ اور معتزلہ ان کا انکار کرتے ہیں جیسے بعض کفار ان کے وجود کے منکر ہیں مسلمانوں کے بعض فرقوں کا انکار کرنا تعجب سے خالی نہیں جبکہ کتاب وسنت میں ان کا وجود ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا ایک روایت کے مطابق وہ دو ہزار سال زمین میں آباد رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ جن زمین میں اور فرشتے آسمانوں میں رہتے ہیں اور وہ ان میں آباد ہیں۔ اسحاق بن بشر نے کہا مجھ سے جویبر اور عثمان نے اپنے اسناد سے بیان کیا اللہ نے جنات کو پیدا کیا اور ان کو زمین میں آباد ہونے کا حکم دیا۔ وہ بہت عرصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔ پھر انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور قتل و غارت شروع کر دی۔ ان میں ایک فرشتہ تھا جس کا نام یوسف تھا اس کو انہوں نے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے پہلے آسمان کے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جن میں ابلیس لعین بھی تھا تو فرشتوں کے چار ہزار کے لشکر نے جنات کو زمین سے باہر نکال دیا اور سمندروں کے جزیروں میں ان کو بھیج دیا اور ابلیس نے اپنے لشکر سمیت زمین پر سکونت اختیار کر لی اور اسی میں رہنا پسند کیا۔

جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں

قرآن کریم میں ہے : وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ،، اور اللہ نے خالص بے دھوئیں والے شعلہ سے جنات کو پیدا کیا ،، مسلم میں ام المؤمنین ۔ ۔ ۔ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور جنات خالص بے دھواں والے شعلہ سے پیدا کئے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کی اصل آگ ہے جیسے انسان کی اصل مٹی ہے ۔ قرآن کریم میں ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا ،، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنات ناری مخلوق ہے ۔ اس بات میں اگر شیطان جھوٹا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا جھوٹ بیان فرماتا کیونکہ جھوٹے کی تکذیب کرنا ضروری ہے ۔ ان نصوص قطعیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جنوں کی اصل نار ہے اور یہ ناری مخلوق ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آگ میں اتنی خشکی ہے کہ اس میں زندگی کا وجود ناممکن ہے ۔ کیونکہ حیات کے لئے رطوبت کا ہونا ضروری ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ آگ میں اس قدر رطوبت پیدا کر دے جو حیات کے لئے کافی ہو ۔ بعض اہل علم تو یہ کہتے ہیں سانس لینے کے بغیر حیات کا وجود ممکن ہے اور انھوں نے کہا دوزخی آگ میں سانس نہیں لیں گے ،، (عینی)

جن جسم رکھتے ہیں اور انکی شکلیں مختلف ہیں ،،

قاضی ابو یعلی محمد بن حسین بن فراء حنبلی نے کہا جنوں کے جسم مرکب ہیں اور انکی شکلیں مختلف ہیں اور وہ لطیف و کثیف ہوتے ہیں ۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ جن لطیف ہیں ان کی لطافت کے باعث ہم ان کو دیکھتے نہیں ۔ لیکن ہم کہتے ہیں لطافت ان کی رؤیت سے مانع نہیں ۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ کثیف اجسام موجود ہوں اور وہ ہم کو نظر نہ آئیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ان کا ادراک پیدا نہ کیا ہو ۔ ابو القاسم انصاری نے قاضی ابو بکر سے حکایت کی ہے کہ جس نے جنات کو دیکھا ہے وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں رؤیت کا ادراک پیدا کر دیا تھا اور جس میں اللہ تعالیٰ ان کو دیکھنے کی قوت پیدا نہ کرے وہ نہیں دیکھ سکتا اور وہ مرکب اجسام ہیں ۔ قاضی عبد الجبار معتزلی نے کہا جنوں کے اجسام لطیف ہیں ہماری نظریں کمزور ہیں اس لئے ہم ان کو نہیں دیکھتے ہیں ۔ ان کو نہ دیکھنے کی اور کوئی وجہ نہیں ۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری نظروں میں قوت پیدا کر دے یا ان کے جسم کثیف ہوں تو ہم ان کو دیکھ لیں (عینی)

جنات کی تین قسمیں ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ جنوں کی ایک قسم سانپ ہیں دوسری قسم کالے کتے ہیں اور تیسری قسم اڑنے والی ہوا

ہیں۔ وہ سانپوں، بچھوؤں، اونٹوں، بیلوں، بکریوں، گھوڑوں، گدھوں، پرندوں اور انسانوں کی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔ قاضی ابو یعلیٰ نے کہا شیطانوں کو اپنی خلقت کی تغییر پر قدرت نہیں اور نہ ہی مختلف شکلوں میں منتقل ہونے کی ان کو قدرت ہے۔ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے کلمات کی تعلیم دی ہو جس کے پڑھنے سے وہ دوسری صورت کی طرف منتقل ہو جاتے ہوں۔ بذاتِ خود دوسری شکل اختیار کرنا ان کے لئے محال ہے۔ (عینی)

جنّات کے اقسام

جنوّں میں سے ایک غُول ہے اور وہ خبیث جن ہے۔ جب وہ تنہا ہو وحشی بن جاتا ہے کسی سے مانوس نہیں ہوتا اور جنگلات کا رُخ کرتا ہے اور مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ عموماً رات کو دیکھا جاتا ہے یا مسافروں کو ایسے اوقات میں دکھائی دیتا ہے جبکہ اور کوئی وہاں نہ ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انسان ہے اور مسافر کو راہ سے بھٹکاتا ہے۔ (۲) سَعلاۃ، یہ غول سے مختلف ہے۔ عموماً جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ جب کوئی انسان ملے تو اس کے سامنے رقص کرتا ہے اور جس طرح بلی چوہے کے ساتھ کھیلتی ہے ایسے وہ انسان سے کھیل کود کرتا ہے۔ (۳) غدار: یہ یمن کے علاقہ میں پایا جاتا ہے اس کو انسان دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا ہے (۴) ولہانؑ، یہ سمندر کے جزیروں میں پایا جاتا ہے۔ اور ایسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی انسان اپنے جانور پر سوار ہے۔ اس کی خوراک وہ انسان ہیں جن کو سمندر کنارے پر پھینکتا ہے (۵) شق نصف آدمی تک لمبا ہوتا ہے۔ عموماً سفر میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض جن آدمیوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اذیت نہیں پہنچاتے۔ بعض نوجوان دوشیزہ عورتوں کو اچانک اُٹھا لے جاتے ہیں۔ بعض سانڈوں کی صورتیں اختیار کرتے ہیں بعض کی صورت کتوں سی ہوتی ہے۔

جنوّں کا یہ نام اس لئے ہے کہ یہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپے ہوتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ فرشتوں کو جن کہتے تھے کیونکہ وہ ان کی آنکھوں سے مستور ہوتے ہیں۔ (عینی)

جنّ کھاتے پیتے ہیں اور نکاح وغیرہ کرتے ہیں

ان کے متعلق علماء کے مختلف خیالات ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ تمام جن کھاتے پیتے نہیں یہ خیال ناقابل التفات ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ جنوّں کی ایک قسم کھاتی پیتی ہے اور ایک قسم نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں تمام جن کھاتے پیتے ہیں یہ قول معتبر ہے۔ لیکن ان کے کھانے پینے کی کیفیت مختلف ہے۔ اس میں ایک قول یہ ہے کہ ان کا کھانا پینا صرف سونگھنا ہے وہ کھانا چباتے اور نگلتے نہیں۔ لیکن یہ قول بلا دلیل ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ ابوداؤد کی مرفوع حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس کے ساتھ کھانا پیتا رہا حتی کہ اس نے جب اللہ کا نام لیا تو جو کچھ کھایا تھا وہ الٹی کر دیا وہب بن مُنبّہ سے جنات کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا جن کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں کیا ان کی اولاد ہوتی ہے اور

یہ جیتے مرتے ہیں؟ تو اُنھوں نے جواب دیا جنّوں کی کئی قسمیں ہیں۔ خالص جِنّ تو صرف ہوا ہیں وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی اولاد ہوتی ہے اور بعض کھاتے پیتے ہیں نکاح کرتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔

کیا جِنّات عبادت میں مُکلَّف ہیں ؟

ابو عمر نے کہا علماء کی ایک جماعت نے کہا جنات عبادات میں مکلف ہیں اور ان پر شریعت کے احکام لازم ہیں۔ البتہ حشویہ ان کو غیر مُکلف جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک جو وہ کرتے ہیں اس میں مجبور ہوتے ہیں لیکن یہ صریح نص کے خلاف ہے قرآن کریم میں ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ، ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جنّوں کو ثواب صرف یہی حاصل ہوگا کہ ان کو دوزخ سے نجات ہوگی۔ پھر انھیں کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ جیسے جانور مٹی ہو جائیں گے۔ ابن حزم نے اس کو روایت کیا ہے۔ ابن ابی دنیا نے اپنے اسناد سے لیث بن ابی سُلیم سے روایت کی کہ جنات کو ثواب صرف یہی حاصل ہوگا کہ وہ دوزخ سے نجات پائیں گے۔ پھر ان کو کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ۔ اس میں دوسرا امام مالک کا قول ہے کہ ان کو نیک اعمال پر ثواب ہوگا اور گناہوں پر عذاب ہوگا۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے بھی یہ مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ ان کو ثواب و عقاب ہوگا۔ اس پر تمام علماء متفق ہیں کہ کافر جنّوں کو آخرت میں عذاب ہوگا۔ قرآن کریم میں ہے " اَلنَّارُ مَثْوٰاکُمْ "، تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔ البتہ مومن جنّوں کے متعلق اختلاف ہے کہ کیا وہ جنّت میں داخل ہوں گے؟

جمہور علماء نے کہا وہ جنّت میں داخل ہوں گے۔ سفیان ثوری نے کہا:

وہ جنّت میں داخل ہوں گے اور کھائیں پیئیں گے۔ مجاہد نے کہا وہ صرف دھوئیں لیں گے نہ کھائیں گے اور نہ پیئیں گے اور تسبیح و تہلیل ان کو الہام ہوگی جس سے وہ جنّت کے کھانوں کی لذت پائیں گے۔ حارث محاسبی نے کہا وہ جنّت میں داخل ہوں گے ہم ان کو دیکھیں گے وہ ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ بعض علماء نے کہا وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ اس کے کنارے میں ہوں گے ان کو انسان دیکھیں گے وہ انسانوں کو نہیں دیکھیں گے جبکہ دنیا میں اس کا برعکس ہے۔ امام مالک، شافعی، احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ فحول علماء نے اس کو پسند کیا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں وہ اعراف میں ہوں گے۔ (عینی)

کیا جنّات میں سے کوئی نبی و رسُول ہُوا ہے ؟

متقدمین اور متاخرین جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ جنوں میں کوئی نبی اور رسُول نہیں ہُوا۔ رسُول صرف

انسانوں میں سے ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباس یہی فرماتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جنوں نے اپنے نبی کو قتل کر دیا جس کا نام یوسف تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں جنوں میں نبی ہیں قرآن کریم میں ہے اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تم میں سے تمہارے پاس رسُول نہیں آئے ؟ "

کیا جنوں میں مختلف فرقے ہیں ؟

قرآن کریم میں ہے "وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا" ہم میں سے نیک اور ان کے علاوہ بھی ہیں اور ہم مختلف گروہ ہیں۔ یعنی ہم مسلمان، یہودی وغیرہ ہیں۔ چنانچہ نَصِیبِیْن کے جن یہودی تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں ذکر کیا کہ جنوں میں سے قدریہ، مُرجیۂ اور شیعہ وغیرہ ہیں۔ سُدی نے بھی اپنے مشائخ سے ذکر کیا ہے کہ جنوں میں مومن، کافر، معتزلی، جہمیہ اور دیگر فرقے پائے جاتے ہیں (ماخوذ از عینی) تجربہ سے ثابت ہے کہ جنوں میں اہلسنت وجماعت، دیوبندی اور اہل حدیث بھی ہیں۔ ابوالبقاءؒ عکبری حنبل سے پوچھا گیا کہ کیا جنوں کی اقتداء میں نماز صحیح ہے اُنھوں نے کہا جی ہاں کیونکہ وہ مکلف ہیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف مبعوث ہیں (ماخوذ)

قَوْلُهٗ، لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ، الاٰية

یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس رسُول تم میں سے نہیں آئے جو تم پر میری آیات پڑھتے تھے۔ بَخْسًا کا معنیٰ ہے نقص۔ مجاہد نے کہا اُنھوں نے اللہ اور جنوں کے درمیان قرابت قائم کی یعنی کفار قریش نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی لڑکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنوں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ وہ حاضر کئے جائیں گے (حساب وکتاب کے لئے) عنقریب حساب کے وقت حساب دینے کے لئے ان کے لشکر حاضر ہوں گے "

شرح : صحیح بات یہ ہے کہ جنوں میں تابعدار اور نافرمان دونوں پائے جاتے ہیں۔ نیک جنوں کو ثواب اور گنہگاروں کو عذاب دیا جائے گا !

امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے درمیان مناظرہ

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے درمیان مسجد حرام میں اس مسئلہ میں مناظرہ ہُوا۔ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جنوں کے لئے ثواب کی یہ صُورت ہے کہ وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے کیونکہ

۳۰۸۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ اِنِّيْ اَرٰىكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ وَبَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ،، یعنی اللہ تمہارے گناہ بخشے گا اور تم کو دردناک عذاب سے نجات دے گا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جنوں کو جنت میں اعزاز حاصل ہوگا۔ کیونکہ جنوں اور انسانوں کا حکم واحد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ،، اللہ سے ڈرنے والے کے لئے دو جنتیں ہیں اور فرمایا : "لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ" جنت کی حوروں سے کسی جن اور انسان نے جماع نہیں کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دلیل بیان کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے؟ کیونکہ اس آیت کریمہ میں "یُنْذِرُوْنَکُمْ" سے عذاب کی واضح دلیل ہے اور ثواب کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے : وَلِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ،، ان کے عملوں کے باعث سب کو درجات دیئے جائیں گے اور اللہ کا ارشاد "فَمَنْ یُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا" ، جو اپنے رب پر ایمان لائے اس کا ثواب کم نہ ہوگا۔ اس میں ہر مومن شامل ہے انسان ہو یا جن "۔

۳۰۸۲ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوصعصعہ انصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو جب تم اپنی بکریوں کے ساتھ جنگل میں ہوا کرو تو نماز کے لئے اذان کہہ لیا کرو اور اذان میں آواز بلند کیا کرو کیونکہ مؤذن کی آواز کو جو بھی جن اور انسان سنے گا وہ اس کے لئے قیامت میں گواہ بن جائے گا۔ ابوسعید نے کہا میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

(حدیث ۵۸۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اِلٰى قَوْلِهٖ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ مَصْرِفًا مَعْدِلًا صَرَفْنَا وَجَّهْنَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب ہم نے تیری طرف جنّوں کا گروہ پھیر دیا ،،

اس باب میں مذکور آیات "وَاِذْ صَرَفْنَا سے لے کر فی ضلال مبین تک کی تفسیر بیان کرنا مقصود ہے۔ اس میں کئی امور کی طرف اشارہ ہے۔ ایک یہ کہ ان آیات میں جنات کے وجود پہ دلالت ہے۔ دُوسرے یہ کہ جن بھی مومن ہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن جنوں کو ثواب اور کافر جنوں کو عذاب ہوگا۔ اور وہ بھی انسانوں کی طرح کافر و مومن ہیں اور ثواب و عقاب کے مستحق ہیں۔ جن جنوں کا مذکور آیات میں تذکرہ ہُوا ہے وہ نصیبین کے جن ہیں۔ ان کا واقعہ یہ ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ثقیف سے ناامید ہو کر طائف سے مکہ مکرمہ کی طرف لوٹے اور کھجوروں کا ایک باغ راستہ میں آیا تو آپ نے رات وہاں قیام فرمایا اور آدھی رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنا شروع کی تو نصیبین کے جنات کا وہاں سے گزر ہُوا، کیونکہ جن آسمانوں سے مستقبل میں ہونے والے واقعات کی سماعت چوری کیا کرتے تھے جب ان کو آسمان تک جانے سے روک دیا گیا اور ان کو آگ کے شُعلے پڑنے لگے تو ابلیس نے کہا یہ اس لئے ہُوا ہے کہ زمین میں کوئی سانحہ ہُوا ہے تو اُس نے جنوں کو زمین کے ہر کنارہ کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ صورتِ حال سے آگاہی حاصل کریں تو اُس نے جنوں کا پہلا لشکر جو نصیبین کے رہنے والے تھے اور وہ دوسرے جنوں کے سردار تھے کو تہامہ کی طرف بھیجا۔ وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور ان سے کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سُنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہُوئی ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور سیدھے راہ کی ہدایت دیتی ہے۔ اے ہماری قوم تم اللہ کے داعی کی دعوت قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ وہ تمہارے تمام گناہ بخش دے گا اور تمہیں سخت ترین عذاب سے نجات دے گا اور جو کوئی اللہ کی دعوت قبول نہ کرے گا اور ایمان نہ لائے گا وہ زمین میں کسی کو عاجز نہیں کر سکتا اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور وہ کھلی گمراہی میں ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان جنوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام نہیں سُنا تھا اس لئے اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کہا تھا........ یہ نصیبین کے جن تھے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے ان کو آپ نے دوسرے جنوں کو تبلیغ کرنے بھیجا تھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلثُّعْبَانُ اَلْحَيَّةُ الذَّكَرُ مِنْهَا يُقَالُ الْحَيَّاتُ اَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْاَفَاعِيُّ وَالْاَسَاوِدُ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا فِيْ مُلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ يُقَالُ صَآفَّاتٍ بُسُطٍ اَجْنِحَتَهُنَّ يَقْبِضْنَ يَضْرِبْنَ بِاَجْنِحَتِهِنَّ

۳۰۸۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ اُقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مَصْرِفًا" سے اللہ تعالیٰ کا کلام "وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا" کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کی تفسیر "مَعْدِلٌ" سے کی ہے۔ اور "صَرَفْنَا" کا معنیٰ وَجَّهْنَا کیا۔ یعنی ہم نے کو پھیر دیا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور اللہ نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے!

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "ثُعْبَانٌ" سانپوں میں سے نر سانپ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ" سانپ نر اور مادہ دونوں ہوتے ہیں اور لفظ "حَيَّةٌ" دونوں کو شامل ہے۔ اس میں تاء تانیث کی نہیں ہے۔ اس لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "الحیّۃ" کو "الذّکر" سے مقید کیا ہے۔

کہا جاتا ہے : سانپ مختلف قسمیں ہیں چنانچہ جِنّان جانّ کی جمع ہے یہ باریک سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں۔ اَفَاعِیْ ، اژدہے ہے۔ اساود کالے ناگ۔

فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَيْنَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً لِاَقْتُلَهَا فَنَادَانِي اَبُوْ لُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فَقَالَ اِنَّهُ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فَرَاٰنِيْ اَبُوْ لُبَابَةَ اَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَتَابَعَهُ يُوْنُسُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَاِسْحٰقُ الْكَلْبِيُّ وَالزُّبَيْدِيُّ وَقَالَ صَالِحٌ وَابْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ وَابْنُ مُجَمِّعٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَرَاٰنِيْ اَبُوْ لُبَابَةَ وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ

قولہ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ،، یعنی سب اس کی ملک میں ہیں ۔کہا جاتا ہے " صَافَّاتٍ ،، یعنی وہ اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے ہیں ۔ يَقْبِضْنَ ،، یعنی اپنے پروں کو سمیٹتے اور پھٹ پھٹا کر مارتے ہیں ۔

٣٠٨٢ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ سانپوں کو قتل کرو ۔خصوصًا وہ سانپ جن کے سر پہ دو نقطے (سیاہ وسفید) اور دُم بُریدہ سانپوں کو مارو کیونکہ یہ دونوں آنکھ کی روشنی مٹانے اور حمل گرا دیتے ہیں ۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا ایک دن میں سانپ کو تلاش کر رہا تھا تاکہ اس کو قتل کروں تو مجھے ابولبابہ نے آواز دی اس کو قتل نہ کرو میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے تو اُس نے کہا اس کے بعد آپ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے روک دیا تھا ۔ عبدالرزاق نے معمر سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ابولبابہ یا زید بن خطاب نے دیکھا اس کی یونس ، ابنِ عُیَیْنَہ ، اسحاق کلبی اور زُبیدی نے متابعت کی ۔ صالح ، ابن ابی حفصہ اور ابن مُجَمِّع نے زہری اور سالم کے ذریعہ ابن عمر سے روائت کی کہ مجھے ابولبابہ یا زید بن خطاب نے دیکھا ،،

٣٠٨٢ — شرح : " ذُو طُفْيَتَيْنِ ،، وہ سانپ ہے جس کے سر پہ دو نقطے سیاہ اور سفید ہوں یا اس کی پشت پر دو سفید خط ہوں ۔ اَبْتَرَ ،، دم کٹا سانپ ہے

بَابٌ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ

۳۰۸۴ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ

یہ دونوں شرارتی سانپ ہیں جب ان کو حاملہ عورت دیکھ لے تو اس کا حمل گر جاتا ہے اور جب ان کی نظر کسی انسان کی نظر پر پڑ جائے تو اس کو اندھا کر دیتے ہیں۔ نیز ایک سانپ ہے جس کو ناظر کہا جاتا ہے۔ جب اس کی نظر انسان کی آنکھ پر پڑ جائے تو وہ انسان اسی وقت مر جاتا ہے ‹‹ ذَوَاتُ الْبُیُوْتِ ›› سفید لمبے سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں وہ اذیت نہیں پہنچاتے ان کو عوامر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔

مسلم شریف میں ہے مدینہ منورہ میں مسلمان جن ہیں جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین روز تک خبردار کرو۔ اس مدت کے بعد اگر وہ ظاہر ہو تو اسے قتل کر دو کیونکہ اگر وہ مسلمان جن ہوتا تو باہر چلا جاتا۔ وہ شیطان ہے اس کو قتل کر دو اور ذوالطفیتین اور ابتر گھروں یا جنگلوں میں جہاں پائے جائیں ان کو بالاتفاق قتل کر دیا جائے۔

ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے گھروں کی خصوصیت نہیں ہے اور اگر جنگلات میں پائے جائیں تو تین دن خبردار کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عام ہے کہ پانچ خبیث جانور ہیں ان کو حل و حرم میں جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ ان میں سانپ کا ذکر فرمایا؛ قولہ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ الخ ‹‹ اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ معمر نے یہ حدیث اسی اسناد سے زہری سے روایت کی ہے اور اس بات میں شک کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر کو ابولبابہ ملے یا زید بن خطاب رضی اللہ عنہم ››

باب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں چلا جائیگا ››

۳۰۸۴ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِیْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ

۳۰۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ ثَنِیْ قَیْسٌ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ نَحْوَ الْیَمَنِ فَقَالَ الْاِیْمَانُ یَمَانٍ هٰهُنَا اَلَا اِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنَا الشَّیْطَانِ فِیْ رَبِیْعَةَ وَمُضَرَ

فرمایا عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں میں لے کر چلا جائے گا۔ وہ اپنے دین کی سلامتی کے لئے فتنوں سے دُور بھاگے گا"

۳۰۸۴ —— شرح : شَعَفُ الْجِبَالِ" کا معنی پہاڑوں کی چوٹیاں اور "مَوَاقِعَ الْقَطْرِ" کا معنی جنگلات اور صاف میدان ہے۔ "خَیْرُ مَالِ الرَّجُلِ" کان کی خبر مقدم اور "غَنَمٌ" موصوف "یَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ" صفت کان کا اسم مؤخر ہے۔ اور "یَفِرُّ بِدِیْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ" جملہ حالیہ ہے (حدیث ۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۰۸۵ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اور فخر و غرور گھوڑوں والوں اور کاشتکاروں جو میدانوں میں رہتے ہیں اور سکون بکریوں والوں میں ہے

۳۰۸۶ —— ترجمہ : اسماعیل نے کہا ہم سے قیس نے عقبہ بن عمرو ابی مسعود سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے یمن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ایمان ادھر یمن میں ہے۔ خبردار! سختی اور سنگدلی اونٹوں کے پیچھے بلند آوازیں کرنے والوں میں ہے۔ جہاں شیطان کے دو سینگ نکلیں گے یعنی ربیعہ اور مضر قبیلوں میں"

۳۰۸۵ - ۳۰۸۶ —— شرح : فَدَّادِیْنَ کی تفسیر دو طرح کی جاتی ہے۔ ایک یہ کہ یہ فدّاد

۳۰۸۷ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا

کی جمع ہے اس کا معنی سخت آواز ہے اور اگر دال کو مشدّد نہ پڑھا جائے تو یہ فدان کی جمع ہے۔ اس کا معنی کھیتی باڑی کا آلہ ہے اور کھیتی باڑی کرنے والوں کی مذمت اس لئے کی کہ کاشتکاری کے باعث دینی امور کی طرف توجہ نہیں رہتی اور آخرت سے غفلت ہو جاتی ہے، اور اس سے سنگدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ قَوْلُہٗ «اَهْلِ الْوَبَرِ» یہ فدادین کا بیان ہے اس سے مراد گاؤں میں رہنے والے لوگ ہیں۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوسیوں کے کفر کی شدّت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ فارسی حکومت اور ان کے تابعدار عرب مدینہ منورہ کے مشرق کی طرف پڑتے ہیں اور یہ لوگ نہائت ہی سنگدل، بدبخت اور کفر میں سخت جمے رہنے والے تھے حتیٰ کہ انہی کے بادشاہ کسریٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پھاڑا تھا جو آپ نے اس کی طرف لکھا تھا۔ طبری نے ذکر کیا ہے کہ دجّال بھی مشرق کی طرف سے استباذ گاؤں سے نکلے گا۔ یہ لوگ کفر و سرکشی میں معروف تھے اور آگ کے پجاری تھے چنانچہ ایک ہزار سال سے ان کے آتشکدہ کی آگ نہیں بجھی تھی۔ اور اس کے پچیس ہزار پجاری مستقل تھے۔ قولہ «اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ» جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اشارہ کرکے یہ فرمایا تھا اس وقت آپ تبوک میں تھے۔ اس سے آپ کا مقصد مکہ مکرمہ تھا۔ اس وقت مدینہ منورہ آپ کے اور یمن کے درمیان تھا یہ اس لئے فرمایا کہ ایمان کی ابتداء مکہ سے ہوئی ہے اور یہ تہامہ کی زمین میں ہے اور تہامہ یمن کی زمین ہے اسی لئے کعبہ یمانیہ کہا جاتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اچھی بات یہ ہے کہ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اہلِ یمن کی کمالِ ایمان سے تعریف کرنا ہے کیونکہ جس شئی کے ساتھ کسی کا ایمان قوی ہو اس کو اس شئی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ الایمان مبتداء اور یمان خبر ہے یہ اصل میں یمانی تھا تخفیف کے لئے یاء کو حذف کر دیا گیا ہے۔ قولہ فی «رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ»، اس کا تعلق فدادین سے ہے۔ یعنی اونٹوں گھوڑوں اور گاؤں میں رہنے والے جو سخت آوازیں نکالتے ہیں وہ مشرق کی طرف رہتے ہیں جہاں ربیعہ اور مضر کی رہائش ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۸۷ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی دعاء کرو کیونکہ اس نے

۳۰۸۸ــــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَنَا رَوْحٌ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَ مَا أَخْبَرَنِي عَطَآءٌ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

فرشتہ کو دیکھا ہے۔ اور اگر گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کے ذریعہ شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ اُس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

۳۰۸۷ــــ شرح : مرغ کی اذان کے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم طلب کرنے کی دُعاء کا حکم اس لئے فرمایا کہ اس کی اذان کے وقت جب دُعاء کرے گا تو فرشتے اٰمین کہیں گے اس کی مغفرت کی دُعاء کریں گے اور اس کے اخلاص اور انکساری کے گواہ بن جائیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے پاس دُعاء کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جب دعاؤں میں موافقت ہوجائے تو اللہ دُعاء قبول فرماتا ہے صحیح ابن حبان میں ہے "مرغ کو گالی نہ دو یہ نماز کے لئے پکارتا ہے۔ مرغ میں خصوصیت ہے جو دوسرے جانوروں میں نہیں پائی جاتی اس کو رات کے وقت کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ رات چھوٹی ہو یا بڑی اس کی اذان میں خطاء نہیں ہوتی اور وہ فجر سے پہلے اور بعد بدستور اذانیں کہتا ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرغ کو ادراک دیا ہے۔ اسی طرح گدھے کو بھی ادراک حاصل ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گدھا جب آواز نکالتا ہے تو وہ شیطان کو دیکھتا ہے یا اس کے سامنے شیطان کی صورت ہوتی ہے۔ لہٰذا تم اللہ کا ذکر کرو اور مجھ پر درود پڑھو۔ داؤدی نے یہاں ایک فائدہ ذکر کیا ہے کہ مرغ سے پانچ چیزیں سیکھنی چاہئیں اچھی آواز، آخر رات بیداری، سخاوت، غیرت اور کثرتِ نکاح " (عینی)

۳۰۸۸ــــ ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا اندھیرا ہونے لگے یا جب شام ہونے لگے تو اپنے بچوں کو روکے رکھو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں جب رات کا کچھ حصہ چلا جائے

۳۰۸۹ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ لَا يُدْرٰى مَا فَعَلَتْ وَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّآءِ شَرِبَتْ فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ أَأَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِي مِرَارًا فَقُلْتُ أَفَأَقْرَأُ التَّوْرٰىةَ

تو ان کو چھوڑ دو اور دروازوں کو بند کر لو اور (ان پر) اللہ کا نام ذکر کرو کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے وہی سُنا جو عطاء نے بیان کیا تھا اور اُنھوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ "وہ اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر دو" (حدیث ۳۰۶۵ کی شرح دیکھیں)

۳۰۸۹ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک جماعت گم ہوگئی۔ نامعلوم اُنھوں نے کیا کیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ چوہے ہی ہیں کیونکہ جب ان کے آگے اونٹوں کا دودھ رکھا جائے تو اسے نہیں پیتے اور اگر بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو پی جاتے ہیں۔ میں نے کعب سے یہ بیان کیا تو اُنھوں نے کہا کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا ہے میں نے کہا جی ہاں! اُنھوں نے کئی بار مجھ کو یہی کہا تو میں نے کہا کیا میں تورات پڑھ رہا ہوں۔

۳۰۸۹ ـــ شرح: یعنی یہودیوں کا ایک گروہ گم ہوگیا معلوم نہیں انھیں کیا ہُوا اور میرا خیال ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے چوہے مسخ کر دیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل اونٹوں کا دودھ نہیں پیتے تھے ایسے ہی چوہے یہ دودھ نہیں پیتے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے سُورہ یُوسُف کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہودیوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ بتائیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لئے اونٹوں کا دُودھ کیوں حرام کیا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عرقِ نساء کے مرض میں مبتلا ہُوئے اور اونٹوں کے گوشت اور دُودھ کے سوا اُنھوں نے کوئی مناسب شئ نہ پائی اس لئے اسے حرام کر دیا۔ یہودیوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ جب کعب نے بار بار یہ سوال کیا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تورات پڑھ رہا ہوں یعنی میں نے جو کچھ تم سے بیان کیا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ کعب مسلمان نہیں ہُوئے تھے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسلمان ہُوئے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چوہے

۳۰۹۰ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ ثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ الْفُوَيْسِقُ وَلَمْ اَسْمَعْهُ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَزَعَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ

۳۰۹۱ ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ ابْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اُمَّ شَرِيْكٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ

انسان مسخ ہوئے ہیں اس سے پہلے چوہے نہ تھے۔ مسخ کے بعد انہی سے چوہے پیدا ہوتے رہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بندروں اور خنزیروں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسخ شدہ کی نسل باقی نہیں رکھی اور بندر اور خنزیر اس سے پہلے بھی تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ اور کعب کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی اور یہ حدیث صحیح ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ابوہریرہ کی حدیث کے بعد ارشاد فرمائی اسی لئے ابوہریرہ کی حدیث میں گمان وخیال سے ذکر فرمایا اور بعد میں یہ توثیق کر دی کہ یہ چوہے وہ نہیں ہیں جو مسخ ہوئے تھے تین روز کے بعد وہ نسل ختم ہوگئی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۹۰ ـ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کو فُوَیسِق فرمایا میں نے آپ سے یہ نہیں سُنا کہ آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہو۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

۳۰۹۱ ــــ ترجمہ: ام شریک نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

۳۰۹۰ ــــ ۳۰۹۱ ــــ شرح: ابن تین نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے قول سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ آپ کا نہ سُننا عدمِ وقوع کی دلیل نہیں حالانکہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور لوگوں نے یہ سُنا ہے۔ نیز مائی صاحبہ سے بھی باسنادِ دیگر روایت ہے جس کو امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ام المؤمنین کے گھر ایک نیزہ پڑا ہُوا تھا۔ جب ان سے پوچھا گیا تو

۳۰۹۲ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيبُ الْحَبَلَ تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَبَا أُسَامَةَ

۳۰۹۳ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ ثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْأَبْتَرِ وَقَالَ إِنَّهُ يُصِيبُ الْبَصَرَ وَيُذْهِبُ الْحَبَلَ

۳۰۹۴ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقُشَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ ثُمَّ نَهٰى قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَمَ حَائِطًا فَوَجَدَ فِيهِ سِلْخَ حَيَّةٍ فَقَالَ انْظُرُوا أَيْنَ هُوَ فَنَظَرُوا فَقَالَ اقْتُلُوهُ فَكُنْتُ أَقْتُلُهَا لِذٰلِكَ فَلَقِيتُ

اُنھوں نے فرمایا اس کے ساتھ ہم سانڈھے کو مارتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نمرود کی آگ میں ڈالے گئے تو زمین کا ہر جانور اس کو بجھاتا تھا اور سانڈھا اس میں پھونکیں مار مار کر آگ کو روشن کرتا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ ام شریک کا نام غزیۃ ہے وہ عامریہ انصاریہ ہیں۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس ہبہ کیا تھا پھر آپ نے رُخصتی سے پہلے ہی ان کو طلاق دے دی تھی۔ رضی اللہ عنہا۔ (حدیث ۱۷۱۴ کی شرح دیکھیں)

۳۰۹۲ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : دو دھاری سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ اندھا کر دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے"

۳۰۹۳ـــ ترجمہ : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم بریدہ سانپ کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا کیونکہ وہ اندھا کر دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے (حدیث ۳۰۸۳ کی شرح دیکھیں)

۳۰۹۴ـــ ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سانپوں کو قتل کیا کرتے تھے پھر منع کرنے لگے۔ اور کہا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اَبَا لُبَابَةَ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتُلُوا الْجِنَّانَ اِلَّا كُلَّ اَبْتَرَ ذِیْ طُفْیَتَیْنِ فَاِنَّهٗ یُسْقِطُ الْوَلَدَ وَیُذْهِبُ الْبَصَرَ فَاقْتُلُوْهُ

۳۰۹۵ ــــ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ یَقْتُلُ الْحَیَّاتِ فَحَدَّثَهٗ اَبُوْ لُبَابَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُیُوْتِ فَاَمْسَكَ عَنْهَا

نے اپنی دیوار گرائی تو اس میں سانپ کی کینچلی دیکھی اور فرمایا دیکھو سانپ کہاں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو آپ نے فرمایا اس کو مار ڈالو۔ اس لئے میں سانپوں کو مارا کرتا تھا پھر میں ابو لبابہ سے ملا تو انھوں نے مجھے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنان یعنی سفید سانپوں کو نہ مارو ان کے سوا ہر دم کٹا دو دھاری سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ حمل گرا دیتا ہے اور بینائی کو لے جاتا ہے (اندھا کر دیتا ہے) اس لئے اسے قتل کر دو!

۳۰۹۵ ــــ ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ وہ سانپوں کو مارا کرتے تھے۔ تو ان کو ابو لبابہ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے تو وہ ان کو مارنے سے رک گئے!

۳۰۹۴ ــ ۳۰۹۵ ــــ شرح: سلخ کا معنیٰ کینچلی ہے جو سانپ اُتار پھینکتا ہے وہ سفید ملیّن کاغذ کی طرح ہوتی ہے۔

جنّان ،، کا معنیٰ سفید سانپ یا چھوٹا سانپ یا پتلا سا یا ہلکا سا سانپ ہے۔ اگر سوال یہ پوچھا جائے کہ پہلی حدیثوں میں اس طرح مذکور ہے کہ دو دھاری اور دم بریدہ سانپوں کو مار ڈالو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو قسمیں ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی قسم ہے کیونکہ ابتر اور ذی الطفیتین کے درمیان حرف عطف نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ واؤ دو وصفوں کو جمع کرنے کے لئے لائی جاتی ہے۔ دو ذاتوں کو جمع نہیں کرتی لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اس سانپ کو قتل کر دو جو ابتریت کی وصف اور دو دھاری کی وصف کا جامع ہے۔

نیز یہ دونوں وصفیں کبھی ایک سانپ میں جمع ہو جاتی ہیں کبھی علیحدہ علیحدہ پائی جاتی ہیں اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دونوں قسموں کو شامل ہے (کرمانی)

بَابٌ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ

۳۰۹۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

۳۰۹۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ

۳۰۹۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا كَثِيرٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَفَعَهُ قَالَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَاكْفِتُوا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيلَةَ

باب پانچ موذی جانوروں کو حرم میں قتل کر دیا جائے۔

۳۰۹۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ موذی جانوروں کو حرم میں مار ڈالا جائے۔ وہ چوہا، بچھوا، چیل، کوا اور باؤلا کتا ہیں

۳۰۹۷ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَبِيْبٌ عَنْ عَطَآءٍ فَاِنَّ لِلشَّيَاطِيْنِ

۳۰۹۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ فَنَزَلَتْ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَاِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ اِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِّنْ جُحْرِهَا فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّهَا وَعَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهٗ قَالَ وَاِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ رَطْبَةً وَتَابَعَهٗ اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ وَقَالَ حَفْصٌ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمٰنُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهٗ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پانچ جانوروں کو مار ڈالے حالانکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہو تو اس پر کوئی حرج نہیں اور وہ بچھوا، چوہا، باؤلا کتا، کوا اور چیل ہیں۔ (حدیث ۱۷۱۲ کی شرح دیکھیں)

۳۰۹۸ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے اس حدیث کو مرفوع ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شام کے وقت برتنوں کو ڈھانک دو، مشکیزوں کو تسمے سے باندھ دو، دروازے بند کر لو اور بچوں کو باہر جانے سے منع کرو کیونکہ یہ جنوں کے پھیلنے اور اچک لے جانے کا وقت ہے اور سوتے وقت چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ چوہا بتی لے جاتا ہے اور سارے گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔ ابن جُریج اور حبیب نے عطاء سے روایت کرتے ہوئے فَاِنَّ لِلشَّيَاطِيْنِ کہا ہے۔ (حدیث ۳۰۶۵ کی شرح دیکھیں) جن اور شیطان کی حقیقت ایک ہے صفات مختلف ہیں۔

۳۰۹۹ — ترجمہ: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غار میں ٹھہرے تھے تو یہ سورت نازل ہوئی "وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا" ہم اس کو آپ کی زبان مبارک سے سیکھ رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ غار کے سوراخ سے ایک سانپ نکلا ہم

۳۱۰۰ — حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ اَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتْ امْرَاَةٌ النَّارَ فِیْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خِشَاشِ الْاَرْضِ قَالَ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

۳۱۰۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَاَمَرَ بِجِهَازِهٖ فَاُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ اَمَرَ بِبَیْتِهَا فَاُحْرِقَ بِالنَّارِ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً

اس کو قتل کرنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگے وہ ہم سے آگے بڑھ گیا اور اپنے بل میں داخل ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری اذیت سے بچ گیا جیسے تم اس کی اذیت سے بچ گئے۔ اسرائیل، اعمش، ابراہیم اور علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود سے اس جیسی روایت کی اُنھوں نے کہا ہم آپ کی زبان مبارک سے سیکھ رہے تھے حالانکہ وہ تروتازہ تھی۔ ابوعوانہ نے مغیرہ سے روایت کرنے میں اسرائیل کی متابعت کی۔ اور حفص، ابومعاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے اُنھوں نے ابراہیم نخعی سے اُنھوں نے علقمہ سے اُنھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی (حدیث ع ۱۷۱۴ کی شرح دیکھیں)

۳۱۰۰ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت ایک بلی کے سبب دوزخ میں ڈالی گئی جس نے اس کو باندھ رکھا تھا نہ تو اس کو کچھ کھلایا اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتی۔ عبد الاعلیٰ نے کہا ہم سے عُبید اللہ نے سعید مقبری سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی۔ (حدیث ع ۲۲۰۹ کی شرح دیکھیں)

۳۱۰۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے تو ان کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو نبی نے چیونٹیوں کے چھتہ کے متعلق حکم دیا تو چھتہ درخت کے نیچے سے نکالا گیا

اس کے گھر کے متعلق حکم دیا اور اس کو آگ سے جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ ایک ہی چیونٹی کو جلاتے ۔

۳۱۰۱ ــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس نبی کی شریعت میں چیونٹی کو قتل کرنا اور اس کو آگ سے جلانا جائز تھا ۔ اسی طرح سپیس وغیرہ کو جلانا ان کی شریعت میں جائز تھا ۔ وہ نبی حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ۔

تفسیر قرطبی میں ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں ۔ ہماری شریعت میں جانوروں کو آگ سے جلانا جائز نہیں ۔ لہذا چیونٹی کو جلانا جائز نہیں ۔ حدیث شریف میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی اور مکھی کو آگ سے جلانے سے منع فرمایا ۔ چیونٹی کی یہ خصوصیت ہے کہ اگر وہ تھوڑی سی چیز بھی دیکھ لے تو دوسری چیونٹیوں کو بلا لاتی ہے اور وہ اس کو کھینچ کر بل میں لے جاتی ہیں ۔ یہ گرمیوں میں سردیوں کا کھانا جمع کر لیتی ہیں اور جب ان کو معلوم ہو کہ دانا بدبودار ہو جائے گا تو اس کو باہر نکال پھینکتی ہیں ۔ جب وہ زمین میں اپنا چھتہ بناتی ہیں تو اس کی طرف ٹیڑھا راستہ بناتی ہیں تاکہ اس میں بارش کا پانی داخل نہ ہو ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چیونٹی سے پوچھا تو ایک سال میں کتنا کھاتی ہے اس نے کہا وہ سال میں گندم کا ایک دانہ کھاتی ہے ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کو بوتل میں بند کر دیا جائے اور اس کے پاس گندم کا ایک دانہ رکھ دیا جائے ۔ چنانچہ اس کو سال بھر بوتل میں بند رکھا جب سال گزرنے کے بعد بوتل کا منہ کھولا تو چیونٹی اس میں موجود تھی اور اس نے گندم کا آدھا دانہ کھایا اور آدھا باقی رہا ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تیرا کہنا تھا کہ تو سال میں گندم کا ایک دانہ کھاتی ہے ۔ چیونٹی نے کہا اے اللہ کے نبی میں نے درست کہا تھا لیکن آپ عظیم الشان بادشاہ ہیں ۔ امور مملکت میں آپ بکثرت مصروف رہتے ہیں ۔ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ میرے متعلق بھول جائیں اور دو سال تک توجہ نہ فرمائیں اس لئے میں نے نصف دانہ کھایا اور نصف دوسرے سال کے لئے رکھ لیا ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کے ادراک اور سمجھ سے بہت خوش ہوئے

چیونٹی کی یہ بات کوئی عجیب تر نہیں ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ ۔ حضرت سلیمان کا لشکر آ رہا ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بے خبری میں تمہیں پاؤں تلے روند ڈالیں ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں چیونٹی کو قتل کرنا اور آگ میں جلانا جائز تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف یہی فرمایا کہ ایک چیونٹی سے زیادہ کو نہیں جلانا تھا اسی کو عذاب دینا تھا جس نے آپ کو اذیت پہنچائی تھی اور اس ایک کو جلانے پر کوئی عتاب نہ فرمایا ۔ اور ہماری شریعت میں جانداروں کو آگ سے جلانا جائز نہیں ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی اور شہد کی مکھی کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے

قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موذی جانور کو قتل کرنا جائز ہے (عینی)

بَابٌ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِ اَحَدِکُمْ

فَلْيَغْمِسْهُ فَاِنَّ فِیْ اِحْدٰی جَنَاحَيْهِ دَآءً وَّفِی الْاُخْرٰی شِفَآءً

۳۱۰۲ــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ ثَنِیْ عُتْبَةُ ابْنُ مُسْلِمٍ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لْيَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِیْ اِحْدٰی جَنَاحَيْهِ دَآءً وَّفِی الْاُخْرٰی شِفَآءً

باب ــ جب تمہارے مشروب میں مکھی گر پڑے تو اُسے اِسی میں ڈبو دو، کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دُوسرے پَر میں شفا ہوتی ہے! ''

۳۱۰۲ ــ ترجمہ : عُبید بن حُنین نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تمہارے مشروب میں مکھی گر پڑے تو اس کو پانی میں ڈبو دے پھر اس کو باہر نکال پھینکے کیونکہ اس کے دو پَروں میں سے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے پَر میں شفا ہے۔

۳۱۰۲ ــ شرح : پرندے کا پَر اس کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہاتھ مؤنث ہے اس لئے پَر کو ہاتھ کے اعتبار سے مؤنث ذکر کیا ہے۔ پُوری حدیث کی روائت میں ہے کہ مکھی زہریلے پَر کو پانی میں ڈبو دیتی ہے اور شفا والے پَر کو اُونچا رکھتی ہے" اس طرح کی اور بھی بکثرت مخلوقات ہیں۔ چنانچہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے شہد نکلتا ہے اور اس کے ڈنگ میں زہر ہے۔ ذُباب : ذبابہ کی جمع ہے۔ جاحظ نے کہا مکھی کی عمر صرف چالیس روز ہے۔ اور وہ آگ میں ہوگی یہ اس کو عذاب نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ دوزخیوں کو عذاب دیا جائے گا جبکہ یہ ان کے جسموں پہ واقع ہوگی کیونکہ زخموں پہ مکھیوں کے بیٹھنے سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

۳۱۰۳ــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ ثَنَا اِسْحٰقُ الْاَزْرَقُ ثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهٗ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذَالِكَ ۳۱۰۴ ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَفِظْتُهٗ مِنَ الزُّهْرِيِّ كَمَا اَنَّكَ هٰهُنَا اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ

۳۱۰۵ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ

۳۱۰۶ ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى ثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ

۳۱۰۳ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بدکار عورت کو بخش دیا گیا جو کنوئیں کے قریب ایک ہانپتے ہوئے کتے کے پاس سے گزری۔ قریب تھا کہ پیاس اس کو ہلاک کر دے اُس نے اپنا موزہ اُتارا اور اُس کو اپنے دوپٹہ سے مضبوط باندھا اور کتے کے لئے پانی نکالا۔ اس کے سبب اس عورت کو بخش دیا گیا

۳۱۰۳ ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اس کا چھوٹا سا گناہ قبول ہو سکتا ہے جو اس کی مغفرت کا سبب ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور احسان و امتنان سے صغیرہ عمل کے سبب کبیرہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یہ حدیث زانیہ عورت کے بارے میں ہے اور حدیث ع ۱۷۲ میں مرد کا ذکر ہے۔ اسی طرح حدیث ع ۲۲۰۸ بھی مرد کے بارے میں مذکور ہے اور دونوں کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے جیسے اس حدیث کی ابوہریرہ نے روایت کی ہے مگر ان میں تضاد نہیں کیونکہ مرد کے متعلق دونوں حدیثوں میں سے ہر ایک حدیث مستقل بالذات ہے اور یہ مستقل تین واقعات ہیں ان میں سے دو مرد کے بارے میں ہیں اور ایک زانیہ عورت کے بارے میں ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۱۰۴ ــ ترجمہ : عُبید اللہ نے ابن عباس سے انھوں نے ابوطلحہ سے روایت کی "رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

اَبَا هُرَیْرَۃَ حَدَّثَہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَمْسَکَ کَلْبًا یَنْقُصُ مِنْ عَمَلِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ اِلَّا کَلْبَ حَرْثٍ اَوْ کَلْبَ مَاشِیَۃٍ

۳۱۰۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ ثَنَا سُلَیْمٰنُ اَخْبَرَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ خُصَیْفَۃَ اَخْبَرَنِی السَّائِبُ بْنُ یَزِیْدَ اَنَّہٗ سَمِعَ سُفْیٰنَ بْنَ اَبِیْ زُھَیْرٍ الشَّنَوِیَّ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا لَا یُغْنِیْ عَنْہُ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ فَقَالَ السَّائِبُ اَنْتَ سَمِعْتَ ھٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیْ وَرَبِّ ھٰذِہِ الْقِبْلَۃِ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو (حدیث ۳۰۱۲ تا ۳۰۱۶ کی شرح دیکھیں)

۳۱۰۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا۔

۳۱۰۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے کتا پالا اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ سوا اس کتے کے جو کھیتی یا بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرتا ہے۔

۳۱۰۷ — ترجمہ : سفیان بن زہیر شنوی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے کتا پالا جس سے نہ تو کھیتی کو فائدہ پہنچتا ہے اور نہ ہی مویشیوں کو۔ تو اس کے اعمال میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ سائب نے کہا کیا تم نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! اس قبلہ کے رب کی قسم (میں نے سنا ہے)

۳۱۰۴ تا ۳۱۰۷ — شرح : اس حدیث کے مطابق امام مالک، ان کے تلامذہ اور دیگر علماء نے کہا کہ کتوں کو قتل کرنا جائز ہے اور جن کتوں کو قتل کرنے سے مستثنیٰ کیا گیا ان کے ماسوا کتوں میں یہ حکم محکم ہے اور ان میں سے باؤلے کتے کو قتل کرنے میں سب کا اتفاق ہے۔ البتہ بے ضرر کتوں کے قتل میں اختلاف ہے۔ امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شارع علیہ السلام نے پہلے سب

كِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ

بَابُ خَلْقِ اٰدَمَ وَذُرِّيَّتِهٖ

کتوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور کالے کُتّے کے سوا باقی کتوں کو مار ڈالنا ممنوع قرار دیا گیا اور یہ حکم مستقر رہا۔ چنانچہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے مرفوع حدیث بیان کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کتّے گروہوں میں سے گروہ نہ ہوتے تو میں ان کو مار ڈالنے کا حکم دیتا۔ اور کالا کُتّا شیطان ہے اس سے قطعاً نفع نہیں ہوتا بلکہ وہ اذیت پہنچاتا ہے۔ اس لئے اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ ان امور میں قیاس کو دخل نہیں۔ لہٰذا جو بھی شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ وہی معمول بہ ہے۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ نے کہا کالے کتّے کا شکار مکروہ ہے۔ امام احمد بن حنبل اور بعض شافعیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ کالے کُتّے نے اگر شکار کو قتل کر دیا تو اس کو کھانا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ، مالک اور شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کالے کتّے کا شکار جس کو وہ قتل کر دے حلال ہے۔ ابوعمرو نے کہا ہمارے نزدیک مختار یہ بات ہے کہ جس کتّے سے ضرر نہ پہنچے اس کو قتل کرنا جائز نہیں کیونکہ ذی روح شئی کو قتل کا نشانہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ نیز کتّے کو پانی پلانے کی حدیث کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ بے ضرر کتوں کو قتل نہ کیا جائے اور کالے کتّے کو شیطان کہنے کو یہ لازم نہیں کہ اس کو مار ڈالا جائے کیونکہ جن لوگوں سے ضرر زیادہ ہو ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے شیطان کہا ہے۔ نیز مرفوع حدیث میں ہے کبوتر کے پیچھے دوڑنے والے کے متعلق فرمایا کہ شیطان شیطان کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن کالا کتّا یا کبوتر مسخ ہوگیا ہے۔ لہٰذا ان کو قتل کرنا واجب ہے۔ الحاصل بے ضرر حیوان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث ۳۱۰۶ میں کتا پالنے والے کے عمل کی جزاء سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق دو قیراط کم ہوتے رہتے ہیں لیکن ان دونوں میں تضاد نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تغلیظ اور زجر دو قیراط فرمایا جبکہ لوگ کتوں کو پالنے سے باز نہ آئے تھے یہ کتّے کی اذیت کے پیش نظر فرمایا کہ جس کتّے سے اذیت زیادہ ہو اس کو پالنے میں دو قیراط ثواب اور جس سے اذیت کم ہو اس کے پالنے سے ایک قیراط ثواب کم ہوتا رہتا ہے پھر نقصان کے محل میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ رات دن کے اعمال کے ثواب سے ایک ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔ بعض کا کہنا ہے کہ قیراط عمل فرض سے اور قیراط عمل نفل سے کم ہوتا رہے گا۔ اور جو کتّے مویشیوں یا کھیتی باڑی کی حفاظت کے لئے ہوں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

واللہ سبحانہٗ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

(حدیث ۲۱۷۲ کی شرح دیکھیں)

وَقَوْلِ اللّٰہِ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً
صَلْصَالٌ طِيْنٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ
مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلَّ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ
مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِیْ كَبَبْتُهٗ فَمَرَّتْ بِهٖ اِسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ اَنْ لَا تَسْجُدَ
وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ اِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فِیْ كَبَدٍ فِیْ شِدَّةِ خَلْقٍ وَرِيْشًا
اَلْمَالُ وَقَالَ غَيْرُهٗ الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ مَا تُمْنُوْنَ
النُّطْفَةُ فِیْ اَرْحَامِ النِّسَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِنَّهٗ عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ النُّطْفَةُ
فِی الْاِحْلِيْلِ كُلُّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ فَهُوَ شَفْعٌ اَلسَّمَآءُ شَفْعٌ وَالْوِتْرُ اللّٰهُ فِیْ اَحْسَنِ
تَقْوِيْمٍ فِیْ اَحْسَنِ خَلْقٍ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ خُسْرٍ ضَلَالٍ

كِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

باب ـــ حضرت آدم علیہ السّلام اور انکی اولاد کی پیدائش

آپ کو آدم اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ زمین کے ادمہ سے پیدا ہوئے ہیں اور ادمہ گندمی رنگ ہے۔ حضرت

ثُمَّ اسْتَثْنٰى فَقَالَ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ لَا رَيْبَ لَا وَزَرَ نُنْشِئُكُمْ فِيْ اَيِّ خَلْقٍ نَّشَاءُ
نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ نُعَظِّمُكَ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ هُوَ قَوْلُهٗ رَبَّنَا ظَلَمْنَا
اَنْفُسَنَا وَقَالَ فَاَزَلَّهُمَا اسْتَزَلَّهُمَا يَتَسَنَّهْ يَتَغَيَّرْ اٰسِنٌ مُّتَغَيِّرٌ الْمَسْنُوْنُ الْمُتَغَيِّرُ
حَمَاٌ جَمْعُ حَمْاَةٍ وَهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ يَخْصِفَانِ اَخْذُ الْخِصَافِ مِنْ وَّرَقِ
الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ بَعْضَهٗ اِلٰى بَعْضٍ سَوْاٰتُهُمَا كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجِهِمَا
وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ هٰهُنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ
اِلٰى مَا لَا يُحْصٰى عَدَدُهٗ قَبِيْلُهٗ جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کے چہرے سے پیدا کیا۔ ابو اسحاق ثعلبی نے کہا عبرانی زبان میں مٹی کو آدام کہا جاتا ہے۔ پھر دوسرا الف حذف کر دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کا نام رکھا گیا۔ مشہور یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابوالبشر ہے۔ والبی نے ابن عباس سے روایت کی کہ آپ کی کنیت ابو محمد ہے قتادہ نے کہا جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے سوا کسی کی کنیت نہ ہوگی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت اور بزرگی کے پیش نظر آدم علیہ السلام کو کہا جائے گا یا ابا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام بخاری نے صَلْصَالٌ" سے اللہ تعالیٰ کے کلام " خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ صَلْصَالٍ"، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر صلصال کی تفسیر اس مٹی سے کی جس میں ریت ملائی گئی ہو۔ پھر وہ ایسے بجے جیسے ٹھیکری بجتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا معنی خمیر کی ہوئی بدبودار اس نے ان کی مراد یہ ہے کہ " صَلَّ "، سے ماخوذ ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ "، یعنی دروازہ نے بند کرتے یعنی دروازہ نے بند کرتے وقت آواز دی۔ ان کے نزدیک صَلَّ اور صلصل ہم معنیٰ ہیں اور جیسے كَبْكَبْتُهٗ بمعنی كَبَبْتُهٗ کہا جاتا ہے یعنی میں نے اسے اوندھا کر دیا۔ امام نے فَمَرَّتْ بِهٖ "، سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا " فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ "، پھر اس کی " اِسْتَمَرَّ بِهِ الْحَمْلُ "، سے تفسیر کی یعنی حوا علیہا السلام کو حمل برابر رہا اور اس کی مدت پوری ہوگئی۔

امام بخاری نے " اَنْ لَّا تَسْجُدَ " سے " مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ "، طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اَنْ لَّا تَسْجُدَ "، اَنْ تَسْجُدَ کے معنی میں ہے اور " لا " زائدہ ہے۔

باب ۳۱۰۹-۳۱۱۰

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : یاد کیجئے جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں "، یعنی اللہ تعالیٰ

نے بنی آدم کو پیدا کرنے سے پہلے ان پر احسان کی فرشتوں کو خبر دی کہ وہ ایسے لوگ پیدا کرنے والا ہے جو ایک دوسرے کے خلیفہ اور نائب ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا " وہ ایسی ذات ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفے بنایا۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ "خلیفہ" سے مراد آدم علیہ السلام بخصوصہ نہیں ورنہ ملائکہ کا یہ کہنا کہ تو زمین میں اس کو خلیفہ بنا رہا ہے جو اس میں فتنہ فساد اور خونریزی کرے گا اچھا نہ ہوگا۔ کیونکہ مذکور قباحتیں تو بعد میں ہونے والی ہیں۔ فرشتوں کا مقصد اعتراض نہ تھا اور نہ ہی حسد و بغض کا اظہار تھا بلکہ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان میں اتنے مفاسد ہونے کے باوجود ان کو خلیفہ بنانے میں کیا حکمت ہے۔ اور اگر تیری عبادت مراد ہے کہ یہ لوگ تیری عبادت کریں گے تو اس کے لئے ہم کافی ہیں۔ ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور تیری رضا کے خلاف ہم کچھ نہیں کرتے ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں وہ ان کے مفاسد پر غالب ہیں جبکہ میں ان میں نبی، رسول بناؤں گا نیز ان میں صدیق، شہداء، صالحین، زاہد اولیاء، ابرار، علماء عاملین جو اللہ سے ڈرنے والے اور اس کے رسولوں کی اتباع کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ خبر دی جبکہ آدم علیہ السلام کو ابھی پیدا نہیں فرمایا تھا اور جب پیدا کیا تو ان کو جنت میں ٹھہرایا اور جنت کا ہر پھل کھانے کی ان کو اجازت دی سوائے ایک شجرہ ممنوعہ کے کہ اس سے وہ تناول نہ کریں اگر بالفرض وہ ہمیشہ ہمیشہ اس درخت سے تناول نہ فرماتے تو وہ کبھی زمین پر نہ اُترتے اور اللہ تعالیٰ کی خبر جو یقیناً سچی ہے کا کذب لازم آتا۔ حالانکہ اللہ کی خبر میں کذب محال ہے۔ لہذا حضرت آدم علیہ السلام کا شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنا ضروری تھا۔ جس میں وہ مجبور تھے اور اگر انسان مجبوراً کوئی فعل کرے تو وہ گناہ شمار نہیں ہوتا لہذا شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنا آدم علیہ السلام کے لئے گناہ نہ تھا اور وہ اس کے مامور تھے۔ البتہ ظاہری صورت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اس پر عصیاں کا اطلاق فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا " لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ" یعنی لمّا بمعنی اِلّا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا " اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ "، پھر لمّا کی اِلّا سے تفسیر کی جو استثناء کے لئے ہے۔ یعنی ہر نفس کا اللہ کی طرف سے محافظ ہے اور وہ فرشتے ہیں۔ قتادہ نے کہا وہ تمہارے اعمال، ارزاق اور آجال کی حفاظت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " فِيْ كَبَدٍ " سے " لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر " كَبَد " کی شدتِ خلق سے تفسیر کی اور " رِيَاشًا " سے " قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيَاشًا "، کی طرف اشارہ کیا پھر ریاش کی مال سے تفسیر کی اور کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے ریاش اور ریش کو ایک ہی کہا ہے اور اس کا معنیٰ ہے ظاہر لباس " بعض علماء نے " ریش " کا معنیٰ خوبصورتی اور اچھی حالت کیا ہے اور بعض نے اس کا معنیٰ معاش " کیا ہے۔ امام نے " مَا تُمْنُوْنَ " سے " اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر نطفہ سے کی جو عورتوں کے ارحام میں واقع ہوتا ہے اور مجاہد نے کہا " کہ اللہ تعالیٰ نطفہ کو آلۂ تناسل میں واپس کرنے پر قادر ہے۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ انسان کو اٹھانے اور لوٹانے پر قادر ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے كُلِّ شَيْءٍ سے " وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ " کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی ہر شئی

کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہ جوڑا جوڑا ہے۔ آسمان شفع ہے (یعنی زمین کے لئے آسمان شفع ہے جیسے گرمی سردی کے لئے شفع ہے تو آسمان اگرچہ سات ہیں لیکن زمین کے لئے شفع ہیں جبکہ زمینیں بھی سات ہیں لہٰذا زمین، آسمان، پانی خشکی، جن وانس اور شمس وقمر شفع ہیں) اور وتر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اور "فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" سے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" کی طرف اشارہ کیا، پھر اس کی اچھی خلقت سے تفسیر کی (یعنی انسان کی شکل وصورت اور اعضاء کا تناسب بہتر کیا)

اور "اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ" سے ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کی طرف اشارہ کیا (یعنی جب انسان اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں حُسنِ خلقت، تناسبِ اعضاء کا شکریہ ادا نہ کرے تو اس کو ہم بہت بُری خلقت اور قبیح صورت میں جہنم کے نچلے طبقہ میں رکھیں گے)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "خُسْرٍ" سے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ" کی طرف اشارہ کیا پھر خُسر کی تفسیر ضلال سے کی پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ خُسر سے مومنوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کو مستثنیٰ کر دیا۔

اور "نُنْشِئَكُمْ" سے "نُنْشِئَكُمْ فِیْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "اَیِّ خَلْقٍ نَشَآءُ" سے کی اور "نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ" سے "وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ" کی طرف اشارہ کیا اور "نُعَظِّمُكَ" سے اس کی تفسیر کی"

ابو العالیہ نے کہا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے اور وہ یہ ہیں "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ" ابو العالیہ کا نام رفیع بن مہران ریاحی ہے وہ پہلے کافر تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو سال بعد اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے رہے اور کئی صحابہ کرام سے حدیث کی روایت کی "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

اور "فَاَزَلَّهُمَا" سے "فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا" الآیۃ کی طرف اشارہ کیا اور "فَاسْتَزَلَّهُمَا" سے اس کی تفسیر کی (یعنی ان کو پھسلایا) اور "یَتَسَنَّهْ" "فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ" کی طرف اشارہ کیا اور "یَتَغَیَّرُ" سے اس کی تفسیر کی (یعنی اپنا کھانا دیکھو اتنی مدت گزرنے کے باوجود وہ متغیر اور بدبودار نہیں ہوا) آسِن کا معنیٰ متغیر ہے اور "مَسْنُوْن" متغیر ہے۔ اس آیت کا حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ سے مناسبت "مسنون" کے لفظ میں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حَمَاءٍ" سے "مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "طین متغیر" سے اس کی تفسیر کی یعنی آدم کو متغیر مٹی سے پیدا کیا۔ حَمَأ حمأۃ کی جمع ہے۔

اور "یَخْصِفَانِ" سے "فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ" کی طرف اشارہ کیا اور "اَخْذَ الْخِصَافَ" سے اس کی تفسیر کی (یعنی وہ جنت کے پتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر چادر بنا کر پردہ کرنے لگے۔

۳۱۱۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰۤی اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا یُحَیُّوْنَكَ بِهٖ فَاِنَّهٗ تَحِیَّتُكَ وَتَحِیَّةُ ذُرِّیَّتِكَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ فَقَالُوا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ اٰدَمَ فَلَمْ یَزَلِ الْخَلْقُ یَنْقُصُ حَتّٰی الْاٰنَ

اور ”سَوْاٰتُهُمَا“ سے ”بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا“ کی طرف اشارہ کیا اور سَوْآۃ کی تفسیر یہ کی کہ یہ شرمگاہ سے کنایہ ہے۔ یعنی جنت میں شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنے کے باعث حضرت آدم اور حواء علیہما السلام کی شرمگاہیں ظاہر ہونے لگیں، تو اُنھوں نے جنت کے پتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر سترِ عورت کیا“

اور ”مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ“ سے ”وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ“ کی طرف اشارہ کیا اور ”حِین“ کی تفسیر ”اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ“ سے کی ”یعنی اس وقت سے لے کر قیامت تک تم نے زمین پر رہنا ہے اور فائدہ حاصل کرنا ہے۔ حِین“ دراصل حِین“ کا معنیٰ وقت ہے اور عرب ”حِین“ کو گھڑی سے غیر متناہی تک استعمال کرتے ہیں۔ اور قَبِیْلُهٗ“ سے ”اِنَّهٗ یَرٰاکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ“ کی طرف اشارہ کیا اور قبیل کی ”جِیْل“ سے تفسیر کی (یعنی شیطان اور اس کی جماعت تم کو دیکھتے ہیں جبکہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو“

۳۱۱۱ — **ترجمہ** : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا جبکہ اس کا قد کا طول ساٹھ گز تھا پھر اسے فرمایا جاؤ اور اُن فرشتوں کو سلام کہو اور سنو کہ وہ تجھے کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ آدم نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ“ فرشتوں نے جواب میں کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ اُنھوں نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا پس جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ آدم کی صورت پر ہوگا۔ اور اب تک آدمیوں کا قد کم ہوتا رہا۔

۳۱۱۲ — **شرح** : حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں پیدا کیا اور لمبائی میں ان کا قد ساٹھ گز کیا پھر وہ زمین پر اُتارے گئے تو ان کی اولاد کا قد کم ہونا شروع ہُوا اور موجودہ صورتِ حال سامنے آئی لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں لے جائے گا تو ان کے اصل قد کو لوٹائے گا جو حضرت آدم علیہ السلام کا قد تھا یعنی جنت میں ہر شخص ساٹھ گز لمبا ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے

۳۱۱۲ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ اِضَآءَةً لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ الْاَنْجُوْجُ عُوْدُ الطِّيْبِ وَاَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَآءِ

۳۱۱۳ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ الْغُسْلُ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ

سعید بن مسیب کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد طول میں ساٹھ گز اور عرض میں سات گز تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۱۱۲ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جو جماعت جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے آسمان میں روشن ستارے کی طرح چمکیں گے۔ نہ وہ بول و براز کریں گے نہ تھوکیں گے اور نہ سنکیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کا پسینہ مشک ہوگا ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا۔ ان کی بیویاں بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی ہوں گی وہ پیدائش میں ایک جیسے ہوں گے اپنے باپ آدم کی صورت میں آسمان میں ساٹھ گز لمبے ہوں گے۔

(حدیث ۳۰۲۳، ۳۰۲۴ کی شرح دیکھیں)

۳۱۱۳ ــ ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم نے (دربارِ رسالت میں) عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے میں نہیں

إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ يُشْبِهُ الْوَلَدُ

٣١١٤ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ ثَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَلَغَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ مَقْدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ قَالَ مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيْهِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَّرَنِيْ بِهِنَّ آنِفًا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ

شرماتا کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے اس پر غسل واجب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں (اس پر غسل واجب ہے) جبکہ وہ منی کو دیکھ لے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہنس کر کہا کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بچہ اس کے مشابہ کیسے ہوتا ہے (اگر اس کا نطفہ نہ ہو تو بچہ اس کے مشابہ کیسے ہوگا)

٣١١٣ — شرح: علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قاضی بیضاوی سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کی طرح عورت کی منی اور نطفہ ہے اور مرد و عورت کے نطفوں کے اجتماع سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر عورت کا نطفہ نہ ہو اور بچہ صرف مرد کے نطفہ سے پیدا ہو تو وہ عورت کے کبھی مشابہ نہ ہوگا کیونکہ مرد و عورت کا اصلی معین مزاج جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تشکلات و کیفیات معینہ کو قبول کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ میں مشارکت کے سبب مشابہت ہوتی ہے۔ اگر مرد کا نطفہ عورت کی منی پر غلبہ کر جائے اور رحم میں سبقت کر جائے تو بچہ مرد کے مشابہ ہوگا۔ غالباً وہ لڑکا ہوگا اور اگر اس کے برعکس ہو تو بچہ عورت کے مشابہ ہوگا غالباً وہ لڑکی ہوگی

(حدیث ع ۱۳۰، ع ۲۸۰ کی شرح دیکھیں)

٣١١٤ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا عبداللہ بن سلام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں تشریف لانے کی خبر ملی تو وہ آپ

فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ
فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ وَاَمَّا الشَّبَهُ فِى الْوَلَدِ فَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَشِىَ الْمَرْاَةَ
فَسَبَقَهَا مَآؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهٗ وَاِذَا سَبَقَتْ كَانَ الشَّبَهُ لَهَا قَالَ اَشْهَدُ
اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ اِنْ عَلِمُوْا
بِاِسْلَامِىْ قَبْلَ اَنْ تَسْاَلَهُمْ بَهَتُوْنِىْ عِنْدَكَ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ
الْبَيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا وَاَخْيَرُنَا وَابْنُ اَخْيَرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ
فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَوَقَعُوْا فِيْهِ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میں آپ سے تین سوالات عرض کرنا چاہتا ہوں ان کو صرف نبی ہی جانتے ہیں۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ پہلا طعام جو جنتی جنت میں کھائیں گے وہ کیا ہوگا؟ اور کس لئے بچہ اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کس لئے اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام نے ان کی خبر دی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا وہ فرشتہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی او جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا جو وہ کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا اور بچہ میں مشابہت اس لئے ہوتی ہے کہ مرد جب عورت سے جماع کرے اور اس کا نطفہ عورت کے نطفہ سے پہلے رحم میں چلا جائے تو بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ سبقت کر جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!! یہودی بہت بہتان باندھنے والے لوگ ہیں اگر ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہوگیا تو پہلے اس کے کہ آپ اُن سے پوچھیں وہ آپ کے پاس مجھ پر بہتان باندھیں گے اتنے میں یہودی آگئے اور عبداللہ بن سلام کمرہ میں چلے گئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ ہمارے سب سے بڑے عالم اور عالم کے بیٹے ہیں اور ہم سب سے نیک اور سب سے نیک کے بیٹے ہیں۔ جناب رسُول اللہ

۳۱۱۵ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ یَعْنِیْ لَوْلَا بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ لَمْ یَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّآءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰی زَوْجَهَا

۳۱۱۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ وَمُوْسٰی بْنُ حِزَامٍ ثَنَا حُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَیْسَرَةَ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر عبداللہ مسلمان ہوجائے (تو تمہارا خیال ہوگا) اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ اس کو اسلام سے پناہ دے اتنے میں عبداللہ بن سلام نے ان کے سامنے آکر کہا " اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدًا رسول اللہ "، تو یہودی کہنے لگے یہ ہم سب سے بڑا شرارتی ہے اور سب سے بڑے شرارتی کا بیٹا ہے اور ان کو بُرا بھلا کہنے لگے۔"

۳۱۱۴ — شرح : باب کا عنوان حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش ہے اور حدیث میں بچہ کی ماں یا باپ سے مشابہت کا ذکر ہے اس طرح حدیث اور عنوان میں مطابقت واضح ہے۔ اشراط شرط کی جمع بمعنی علامت ہے۔ بادشاہ کے خاص خادم کو بھی شرط کہا جاتا ہے کیونکہ اُنھوں نے اپنی علامت منتخب کی ہوتی ہیں جن سے وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا شرطِ سُلطان بادشاہ کے مخصوص ساتھی ہیں جن کو وہ لشکر میں دُوسروں سے آگے رکھتا ہے۔ قولہ بُھُت " بہوت کی جمع ہے۔ بہوت کا معنیٰ بہت بہتان لگانے والا۔ بعض علماء نے کہا بُھُت جھوٹے لوگ ہیں جو حق کی طرف نہیں آتے۔ یہی حال یہودیوں کا ہے۔

۳۱۱۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی ہے۔ یعنی اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بدبودار نہ ہوتا اور اگر حوآء نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی۔"

۳۱۱۵ — شرح : اس حدیث میں کچھ حصّہ محذوف ہے۔ اس سے پہلے محمد بن رافع، عبدالرزاق، معمر، ہمام کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا خراب نہ ہوتا اور گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت عمر بھر اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی پھر اس کو بشر بن محمد، عبداللہ، معمر اور ہمام کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم

ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ

صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس جیسی روایت کی یعنی مذکور حدیث جیسی روایت کی پھر اس کی اس طرح تفسیر کی کہ اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی کیونکہ بنو اسرائیل نے تیہ کے میدان میں بٹیروں کا گوشت جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا۔ اس لئے ان کو سزا یہ ملی کہ گوشت بدبودار ہو گیا پھر اس وقت اسی طرح رہا کہ زیادہ دیر رکھنے سے گوشت سڑنے لگتا ہے اور حوآء علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنے کی رغبت دلائی تھی اور یہ حال ان کی اولاد میں سرایت کر گیا۔ لہٰذا عورت اپنے شوہر سے فعل یا قول میں خیانت کر لیتی ہے اور اس سے سالم نہیں رہتی (قسطلانی)

۳۱۱۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور بہت زیادہ ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہے اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اس کو توڑ ڈالے گا۔ اور اگر اسے چھوڑے رکھے گا تو ٹیڑھی رہے گی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

۳۱۱۶ — شرح : یعنی اے مردو! عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے ساتھ نرمی کرو اور اخلاص سے رہو اُن کے کمزور اخلاق پر صبر کرو اور یہ خیال نہ کرو کہ وہ مردوں کی طرح سیدھی ہو جائیں گی۔ "بِالنِّسَآءِ" میں باء تعدیہ کے لئے ہے۔ اور استفعال افعال کے معنی میں ہے جیسے استجابت اجابت کے معنی میں ہے۔ ضِلَع میں لام مفتوح ہے اس کو ساکن کرنا بھی جائز ہے۔ اہل صرف کا قانون ہے کہ جو فعل رنگ یا عیب ظاہر کرے تو اس سے اسم تفضیل "اَفْعَلُ" نہیں آتا۔ حدیث میں "اَعْوَج" عیب پر مشتمل ہے لیکن یہ شاذ ہے۔ یعنی عورت سب سے اوپر والی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ وہ کم ٹیڑھی ہوتی ہے اور اقامت کو قبول نہیں کرتی تو سب سے نچلی پسلی زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے وہ کیسے سیدھی ہو سکتی ہے؟ قاضی بیضاوی نے کہا استیصاء کا معنی وصیت قبول کرنا ہے۔ یعنی میں تم کو عورتوں کے بارے میں اچھی وصیت کرتا ہوں تو ان کے حق میں میری وصیت قبول کرو کیونکہ ان کی تخلیق میں کجی ہے۔ لہٰذا اسی حالت میں ان سے استفادہ کرو اور ان کو سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اصلی مزاج کے اعتبار سے تمہارے خیالات سے اتفاق نہ کرے اور جھگڑے اور جدال تک نوبت پہنچے جو ان میں افتراق کا باعث بن جائے۔ اس لئے ان سے اچھا سلوک کرو۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۱۱۷ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْسَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ

۳۱۱۸ــــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ فِي الرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ

۳۱۱۷ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ صادق و مصدوق ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن پوری کی جاتی ہے۔ پھر اتنی مدت میں خون جم جاتا ہے پھر اتنے ہی عرصہ میں مضغہ گوشت ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ کو چار کلمات کا حکم دے کر بھیجتا ہے وہ اس کا عمل، موت، رزق اور بدبختی یا نیک بختی لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے پس کوئی شخص دوزخیوں کے عمل جیسے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھی ہوئی تقدیر اس کے آگے آتی ہے اور جنتیوں کے عمل سے عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی شخص جنتیوں کے عمل سے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے لکھی ہوئی تقدیر آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔

۳۱۱۸ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔ جو کہتا ہے اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ اب دم جامد (خون بستہ) ہو گیا ہے۔ اے میرے پروردگار

مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَهَا قَالَ يَا رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى يَا رَبِّ أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

۳۱۱۹ — حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَنَسٍ يَرْفَعُهُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ

یہ اب گوشت کا ٹکڑا ہوگیا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اس کی اِتمامِ تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ کیا میں اسے مذکر بناؤں یا مؤنث بدبخت بناؤں یا نیک بخت اس کا رزق کیا ہے؟ اور عمر کیا ہے؟ بس یہ سب کچھ اس کی ماں کے پیٹ میں لکھا جاتا ہے۔

۳۱۱۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس روائت میں عمل کا ذکر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ سعادت و شقاوت کے ضمن میں عمل بھی آجاتا ہے اور اس کی عمل پہ دلالت التزامی ہے! اگر یہ سوال ہو کہ جب فرشتہ رحم پہ مقرر ہے تو "ثُمَّ یُبْعَثُ" کا معنی کیا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ ایک اور فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور "بَعْث" سے مراد یہ ہے کہ وہ ان امور کا حکم کرتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ کا فیصلہ تو ازل میں ہوچکا ہے پھر رحم میں لکھنے کا کیا مطلب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فرشتہ کے لئے ظاہر کرتا ہے اور اس کو اس کے اِنفاذ اور کتابت کا حکم فرماتا ہے۔ حدیث میں ذراع سے مراد خصوصاً گز نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ موت کے قریب ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہے کہ شر سے خیر طرف انقلاب بکثرت ہے اور اس کا برعکس قلیل کیونکہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پہ غالب ہے (باقی تفصیل حدیث ع۳۱۴ کی شرح میں دیکھیں)

۳۱۱۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دوزخی شخص جس کو سب سے کم عذاب ہوگا فرمائے گا جو کچھ زمین میں ہے اگر وہ تیری ملک ہو تو کیا تُو عذاب کے بدل فدیہ میں وہ دیدے گا؟ وہ کہے گا جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے وہ شئی طلب کی تھی جو اس سے بہت آسان تھی حالانکہ تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو کسی کو میرا شریک نہ بنا لیکن تو نے شرک کے سوا اس کا انکار کیا۔

۳۱۱۹ — شرح : اس حدیث میں دوزخیوں کا حال مذکور ہے اور وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳۱۲۰ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِي ثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ

کی اولاد میں ۔یہی باب کا عنوان ہے۔ قولہ یَرْفَعُهٗ " یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں۔ اور حضرات محدثین کرام یہ لفظ قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی جگہ استعمال کرتے ہیں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شرک و کفر کے سوا ہر گناہ معاف ہوسکتا ہے اور شرک کبھی معاف نہ ہوگا اور نہ ہی مشرک کی مغفرت ہوگی۔ قرآن کریم میں ہے " اللہ شرک کرنے کو نہیں بخشے گا۔ اس کے سوا جسے چاہے بخش دے "

۳۱۲۰ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب بھی نفس ظلماً قتل ہوتا ہے ۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) پر اس کے گناہ کا حصّہ ہوتا ہے کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کرنے کا طریقہ نکالا تھا۔

۳۱۲۰ ــــ شرح : قابیل حضرت آدم علیہ السّلام کا حقیقی بیٹا ہے اور آپ کی اولاد میں داخل ہے۔ اس طرح حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ آدم اوّل نبی ہیں " علیہ السلام " جو قابیل کے باپ تھے۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا جبکہ ان کی عمر صرف بیسؔ برس تھی اور قابیل پچیس برس کا تھا۔ اس قتل کا سبب یہ تھا کہ جناب حوآء علیہا السلام ہر حمل میں دو بچوں کو جنم دیتی تھیں ان میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی تھی۔ البتہ حضرت شیث علیہ السلام تنہا پیدا ہُوئے تھے۔ زمین پر اُترنے کے ایک سَو سال بعد قابیل اور اس کی ہمشیرہ " اَقْلِیْمَا " پھر اس کے بعد ہابیل اور اس کی ہمشیرہ " لَیُوْذَا " کو جنم دیا۔ حضرت آدم علیہ السّلام اپنے بیٹے اور بیٹی کا باہم نکاح کر دیتے تھے جو ایک بطن سے نہیں ہوتے تھے یعنی ایک بطن سے لڑکے کا نکاح دوسرے بطن کی لڑکی سے کرتے تھے۔ جب قابیل اور ہابیل بالغ ہُوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو حکم دیا کہ وہ قابیل کا نکاح ہابیل کی حقیقی بہن لیوزا سے اور اس کی بہن " اَقْلِیْمَا " کا نکاح ہابیل سے کر دیں جبکہ اقلیما بہت خوبصورت تھی تو قابیل راضی نہ ہُوئے اور کہنے لگے کہ میں اور میری حقیقی بہن اقلیما " اولادِ جنت سے ہیں اور ہابیل اور اس کی بہن اولادِ دُنیا سے ہے اس لئے میں اپنی بہن اقلیما سے نکاح کروں گا حضرت آدم علیہ السّلام نے فرمایا تم دونوں قربانیاں دو۔ قابیل کھیتی باڑی کرتا اور ہابیل کی بکریاں تھیں۔ قابیل نے گندم کا ڈھیر قربانی میں دیا جو کہ ردّی گندم تھی۔ اور خیال یہ کیا کہ کیا پتہ ہے قربانی قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ جبکہ ہابیل نے میری بہن سے نکاح کر لیا ہے۔ ہابیل کی بکریاں تھیں اُس نے بہترین موٹا تازہ خوشنما مینڈھا، دودھ اور مکھن قربانی کے لئے پیش کیا اور خیال

بَابُ الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ بِهٰذَا

کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اسے قبول کر لے قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے سفید آگ آتی اور اسے کھا جاتی۔ چنانچہ آسمان سے سفید آگ آئی اور ہابیل کی قربانی کھا گئی جبکہ قابیل کی قربانی میں سے کچھ نہ کھایا۔ قابیل کو غصہ آیا اور اُس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مینڈھا جنت میں چرتا رہا حتیٰ کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ بنا اور اُن کے عوض ذبح کیا گیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اہل علم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ اُنھوں نے قربانی کہاں پیش کی تھی۔ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ ہندوستان میں قربانی دی تھی۔ ابن جُریج نے کہا قابیل ہابیل کو قتل کرنے آیا جبکہ ہابیل سو رہا تھا تو وہ یہ معلوم نہ کر سکا کہ وہ اسے کیسے قتل کرے گا تو اس کے پاس شیطان انسانی صُورت میں آیا اور ایک پرندے کو پکڑ کر اس کا سَر پتھر پر رکھا پھر دُوسرا پتھر لے کر اس کے سر پر مارا جس سے پرندہ مر گیا۔ قابیل یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اُس نے ہابیل کے ساتھ یہی حربہ استعمال کیا اور اس کو پتھر سے ہلاک کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ہندوستان میں نوذ پہاڑ پر قتل کیا۔ یہی صحیح بات ہے۔ اس میں اور بھی اقوال ہیں جن پر سبط ابن جوزی نے سخت تنقید کی ہے اور اُن اقوال پر تعجب کا اظہار کرتے ہُوئے کہا کہ سب مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ ہندوستان میں ہُوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے۔ اور قابیل نے آدم علیہ السلام کی عدم موجودگی کو غنیمت جانا اور ہابیل کو قتل کر دیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا اس لئے دُنیا میں قیامت تک جو بھی ناحق قتل ہوتا ہے اُس کے گناہ کا قابیل بھی ذمہ دار ہے اور اس کے اعمالنامے میں بدستور گناہ لکھا جاتا ہے اور اس کو قتل کی بنیاد قائم کرنے پر گناہ ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے کوئی بُرا طریقہ رائج کیا اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا اور جو قیامت تک لوگ اس پر عمل کریں گے۔ ان کا گناہ بھی اس کے ذمہ ہوگا جبکہ وہ خود بھی اس گناہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب تمام روحیں مجتمع لشکر تھیں

۳۱۲۱ ترجمہ : لیث نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے عمرہ سے انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم روحیں مجتمع لشکر تھیں جس جس نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ یہاں ایک دوسرے سے اُلفت کرتے ہیں اور جس جس روح نے وہاں پہچان نہ کی وہ یہاں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں۔ یحییٰ بن ایوب نے مجھ سے یحییٰ بن سعید نے یہ بیان کیا۔

۳۱۲۱ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "مجنّدہ" کا معنیٰ ہجوم کا اجتماع اور انواعِ مختلفہ ہے اور ایک دوسرے کی پہچان کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اُن صفات اور اخلاق کے موافق و متناسب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان میں پیدا کئے ہیں۔ بعض علماء نے کہا تمام ارواح اکٹھی پیدا ہوئیں پھر وہ اپنے جسموں میں متفرق ہوگئیں، جس نے کسی انسان کو موافق پایا وہ اس سے محبت کرتا ہے جس نے اس سے دُوری اختیار کی وہ اس سے نفرت کرتا ہے۔ اس حدیث کا مقصد ارواح کی ابتداء اور ان کا جسموں سے مقدم ہونے کی خبر دینا ہے۔ یعنی تمام روحیں ابتداء میں جب پیدا ہوئیں تو جب وہ ایک دوسری کے مقابل ہوئیں تو وہ ایک دوسری سے محبت کرتی تھیں یا نفرت کرتی تھیں۔ یعنی ان کی اول خلقت میں اللہ تعالیٰ نے ان میں سعادت و شقاوت اور اخلاق پیدا کر دیئے تو جن جسموں میں یہ روحیں گئیں جب وہ دُنیا میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں تو ابتدائی خلقت کے اعتبار سے ان کی محبت و اُلفت ہوتی ہے۔ اسی لئے نیک نیکوں کو پسند کرتا ہے اور ان طرف میلان کرتا ہے۔ اور شریر اشرار سے محبت کرتا ہے اور ان کی طرف میلان رکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ تمام روحیں ایک جگہ جمع تھیں جنہوں نے وہاں ایک دوسرے سے محبت اور انس کیا وہ دُنیا میں بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور جنہوں نے وہاں ایک دُوسرے سے نفرت کی وہ دُنیا میں بھی ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر کوئی مومن کسی مجلس میں جائے جہاں سَو منافق بیٹھا ہُوا ہو ان میں صرف ایک ہی مومن ہو تو وہ اس مومن کے پاس بیٹھے گا اور اگر کوئی منافق کسی مجلس میں جائے جہاں سو مومن ہے اور منافق صرف ایک ہے تو وہ منافق کے پاس بیٹھے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں الہام ڈال دیتا ہے حالانکہ پہلی خلقت کو نہیں جانتے ہیں۔ دیلمی نے بلا سند معاذ بن جبل سے مرفوع روایت کی کہ اگر کوئی مومن کسی شہر میں داخل ہو جس میں ایک ہزار منافق ہو اور مومن صرف ایک ہی ہو تو اس کی روح اُس مومن کی روح کی خوشبو سونگھے گی اسی طرح

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَادِيَ الرَّأْيِ مَاظَهَرَلَنَا اَقْلِعِيْ اَمْسِكِيْ وَفَارَ التَّنُّوْرُ نَبَعَ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الْاَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْجُوْدِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ دَابٌ حَالٌ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ

برعکس ہے۔ حافظ ابونعیم نے حُلیہ میں اویس قرنی کے سوانح میں ذکر کیا کہ جب اویس کے ساتھ ہرم بن حیان عبدی کی ملاقات ہُوئی حالانکہ اس سے پہلے ان کی کبھی ملاقات نہ ہُوئی تھی تو اُویس قرنی نے ہرم بن حیان کا نام لے کر اس سے خطاب کیا تو ہرم نے کہا تم نے مجھے اور میرے والد کو کیسے پہچانا حالانکہ اس سے پہلے نہ میں نے آپ کو دیکھا ہے اور نہ ہی آپ نے ہمیں دیکھا ہے۔ اویس قرنی نے کہا جب میری اور آپ کی گفتگو ہُوئی تو میری روح نے آپ کی روح کو پہچان لیا۔ اللہ کی رحمت سے مومن ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ زیادہ قُرب دلوں کی محبت ہے اگرچہ جسم دُور ہُوں اور زیادہ بُعد قرب سے نفرت کرنا ہے (قسطلانی)

قرطبی نے کہا جب کوئی شخص کسی نیک عالم فاضل کے متعلق اپنے دل میں نفرت پائے تو اس کا سبب تلاش کرے تو اس کو حقیقت کا انکشاف ہوجائے گا اور اس کے ازالہ میں کوشش کرے حتیٰ کہ اس کے دل سے نفرت نکل جائے جو بُری وصف ہے۔ اسی طرح جب دل میں اس شخص کی طرف میلان پائے جو شریر انسان ہے اور وہ لوگوں میں بدنام اور رُسوائے زمان ہے تو اس کا سبب تلاش کرے۔ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ مناسبت لوگوں میں محبت پیدا کرتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ گئے تو فرمایا اے کوفہ کے لوگو! ہم نے نیک اور بد کو پہچان لیا ہے اُنھوں نے کہا یہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ نیک لوگ ہیں وہ لوگوں کے پاس گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوگیا کہ جن کے پاس یہ نیک لوگ گئے ہیں وہ بھی نیک ہیں اور ہمارے ساتھ شرارتی لوگ بھی ہیں وہ بھی لوگوں کے پاس گئے ہیں ہمیں معلوم ہوگیا کہ جن کے پاس شرارتی لوگ گئے ہیں وہ بھی شرارتی ہیں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْئَلْ وَسَلْ عَنْ قَرِيْنِهٖ ۔۔۔ فَكُلُّ قَرِيْنٍ بِالْمُقَارِنِ يَقْتَدِيْ

کسی شخص کا حال نہ پوچھو اس کے ساتھی کا حال پوچھو۔ ہر ساتھی اپنے ساتھی کی اقتدی اور پیروی کرتا ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو ہمارے سامنے ظاہر ہے۔ اَقْلِعِیْ کا معنی ہے رُک جا۔ فَارَ التَّنُّوْرُ ،، پانی نکل پڑا عکرمہ نے کہا ساری زمین۔ مجاہد نے کہا جودی ،، جزیرہ کا پہاڑ۔ داب ،، حال۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شجرۂ نسب یہ ہے : نُوح بِنْ لمک بن مَتُوشَلَخ بن خَنُوخ بن یَارَد بن مہلائیل بن قَینَان اَنُوش بن شِیث بن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے والدین مومن تھے آپ کی والدہ کا نام قینوش بنت بَرکائیل بن مَحوَاییل بن اُخنُوخ یہ خَنُوخ ہی ہیں۔ عربی میں اس کا معنیٰ ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ان کو ادریس اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کتابوں اور حضرت آدم و شیث علیہما السلام کے صحیفوں کا بکثرت درس دیا کرتے تھے۔ اُنھوں نے حضرت آدم علیہ السّلام کی حیات طیبہ کے تین سو آٹھ سال پائے ان کی والدہ کا نام اَشنُوث ہے۔ "لمک" کا معنی عربی میں متواضع ہے، مَتُنوشلخ کا معنی "مات الرسول" ہے۔ کیونکہ ان کا باپ رسول تھا، خَنُوخ اور اَخنُوخ کا معنی ادریس علیہ السلام ہے۔ "یَارِدْ" یہ عبرانی ہے اس کا معنیٰ "ضابطہ" ہے۔ مَہلَائیل" کا معنیٰ ممدح" ہے مدح کرنے والا۔ عبرانی میں مہلائیل کہا جاتا ہے۔ اس کا معنیٰ "ممدوح" ہے۔ سریانی زبان میں نابل کہا جاتا ہے اس کا معنیٰ مسیح اللہ" ہے۔ ان کے زمانہ میں بتوں کی پُوجا کی ابتداء ہُوئی۔ قَینَان" انجیل میں ماقیاں مذکور ہے۔ معنیٰ عیسیٰ ہے۔ آنُوش کا معنیٰ صادق ہے۔ عبرانی میں ایناش کہا جاتا ہے۔ اس کا معنیٰ انسان ہے۔ یانش" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا معنیٰ مُستَوِی ہے۔ شِیث" کا معنیٰ ہبۃ اللہ یا عطیۃ اللہ ہے۔ شیث عبرانی لفظ ہے جبکہ سریانی زبان میں شاث کہا جاتا ہے۔ حضرت شیث علیہ السّلام کی عمر شریف نَوسَو بارہ سال ہُوئی ہے۔ وہ غار ابی قُبَیس میں اپنے والدین حضرت آدم اور حواء کے پاس مدفون ہیں۔ اُنھوں نے کعبہ کو مٹی اور پتھروں سے بنایا۔ وہاں حضرت آدم علیہ السّلام کا خیمہ تھا جو ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنّت سے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو قابیل کی اولاد اور شیث کی اولاد کے لئے نبی بھیجا جبکہ ان کی عمر تین سو پچاس[٣٥] برس تھی۔ مقاتل نے کہا حضرت نوح اور آدم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار سال کی مدّت ہے اور ان کے اور ادریس علیہ السلام کے درمیان ایک سو سال ہے حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد وہ پہلے نبی ہیں۔ ان کو نوح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بہت روتے تھے۔ ان کے زیادہ رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجا کہ "لِمَ تَنُوحُ" اتنا کیوں روتے ہو۔ اس لئے ان کا نام نوح مشہور ہوگیا۔ ان کا نام سکن اور ساکن بھی ہے۔ ایک دفعہ اُنھوں نے بدصُورت کتا دیکھا تو اسے فرمایا یہ کتا کتنا بدصُورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتے کو بولنے کی طاقت دی تو اُس نے جواب دیا اے مسکین! آپ نے نقش پر عیب لگایا ہے یا نقّاش پر" اگر نقش پہ عیب لگایا ہے تو اگر میری پیدائش میرے اختیار میں ہوتی تو میں اسے خوبصورت بناتا۔ اور اگر نقاش پر عیب لگایا ہے تو اس پر عیب اعتراض ہے۔ حضرت نوح علیہ السّلام کو معلوم ہوگیا کہ اس کو اللہ نے بولنے کی طاقت دی ہے۔ اس لئے اُنھوں نے رونا شروع کیا اور چالیس برس روتے رہے۔ سُدی نے اپنے اشیاخ سے بیان کیا کہ حضرت نوح علیہ السّلام کی عمر ایک ہزار چار سَو سال تھی۔ ابن جوزی نے بھی کتاب "اعمار الاعیان" میں یہی ذکر کیا ہے۔ بعض نے تیرہ سَو سال بعض نے ایک ہزار سات سو اسّی (١٧٨٠) سال عمر ذکر کی ہے۔ ان کی وفات جودی پہاڑ کے پاس ایک گاؤں ثمانین میں ہُوئی جس کی اُنھوں نے خود تعمیر کی تھی۔ محمد بن اسحاق نے کہا ان کی وفات ہندوستان کے نوذ پہاڑ پہ ہُوئی۔ عبدالرحمٰن بن ساباط نے کہا ہود، صالح، شعیب اور نوح علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں زمزم، رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ہیں۔ ابن کثیر نے بروایت ابن جریر اور ازرقی ذکر کیا کہ ان کی قبر مسجدِ حرام میں ہے۔ یہ روایت قوی تر ہے۔

ابن کثیر نے نے بروایت ابن جریر اور ازرقی ذکر کیا کہ ان کی قبر مسجد حرام میں ہے۔ یہ روایت قوی تر ہے۔

امام بخاری نے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کو ذکر کیا کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کے بعد زمین میں پہلے رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا کسی نبی نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہیں دیکھی جو نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کو اذیت پہنچائی تھی سوائے ان نبیوں کے جن کو قتل کیا گیا ہے (عینی)

حضرت نوح علیہ السلام کے شجرۂ نسب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی کافر نہ تھا جیسا کہ ان کے اسماء سے ظاہر ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " بَادِیَ الرَّایِ " سے " فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ " ، اور بروایت ابن عباس اس کی تفسیر " مَا ظَهَرَ لَنَا " ، سے کی۔ آرَاذِل ، اَرْذَل کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے ہر شئی سے ذلیل ، زجاج نے اس کا معنیٰ جاہلے ذکر کیا ہے (عینی) بَادِیَ الرَّایِ ، کا معنیٰ سرسری نظر ہے اور " اَقْلِعِیْ " ، سے " یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ " ، کی طرف اشارہ کیا اور " اَمْسِكِیْ " ، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اے آسمان بارش روک لے۔ اور " فَارَ التَّنُّوْرُ " ، سے " حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ " ، کی طرف اشارہ کیا اور " نَبَعَ الْمَآءُ " ، سے اس کی تفسیر کی یعنی پانی نکل پڑا ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا " تَنُّوْر " ، کا معنیٰ زمین کا چہرہ ہے۔ یعنی ساری زمین سے پانی نکل پڑا۔ اور " اَلْجُوْدِیّ " سے " وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِیِّ " ، کی طرف اشارہ کیا اور بروایت مجاہد " جَبَلٌ بِالْجَزِیْرَةِ " ، سے اس کی تفسیر کی یعنی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " دَاْبٌ " ، سے " مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ " ، کی طرف اشارہ کیا اور " دَاْبٌ " ، کی حال سے تفسیر کی یعنی نوح کی قوم کی عادت کی طرح "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ ، اس سے پہلے کہ دردناک عذاب پہنچے " الخ

اور ان کو نوح کی خبر پڑھ کر سناؤ۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تمہیں میرا کھڑا ہونا اور اللہ تعالیٰ کی آیات یاد دلانا تم کو شاق گزرا ہے الخ تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے تو مل کر کام کرو اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کر لو تمہارے کام میں تم پر کچھ مخفی بات نہ رہے۔ پھر جو ہو سکے میرا کر لو اور مجھے مہلت نہ دو پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے اجرت طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

شرح : اس باب میں سورۂ نوح کا ذکر ہے اور عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔ بعض علماء نے طوفان اور غرق کا عذاب مراد لیا ہے۔ جودی جزیرہ میں ایک پہاڑ ہے جو دجلہ اور فرات کے درمیان ہے۔ ابن ابی حاتم نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ جودی پہاڑ نے طوفانِ نوح کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع کی اور وہ پانی میں غرق نہ ہوا اس پر

اس پر نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری۔ روائت کی گئی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام دس رجب کو کشتی میں سوار ہوئے اور دس محرم کو اس سے باہر نکلے اور اس دن روزہ رکھا جو بعد میں مسنون قرار پایا۔ ایک روائت کے مطابق حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی قوم کی اصلاح سے نا امید ہو گئے تو ان پر بددُعاء کی اور ان پر اللہ کے غضب کو دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعاء قبول فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ زمین پر درخت لگائیں تاکہ ان سے کشتی بنائی جائے۔ حضرت نوح نے درخت لگائے اور ایک سو سال انتظار میں رہے۔ پھر سو سال ان کو کاٹتے اور بناتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ کشتی اسی گز لمبی اور پچاس گز چوڑی بنائیں۔ حسن بصری کی روائت میں ۶۰۰ × ۳۰۰ گز اور ابن عباس کی روائت میں ۱۲۰۰ × ۶۰۰ گز مربع کی کشتی تیار کریں۔ اس میں تین طبقات تھے۔ ہر طبقہ دس گز تھا۔ نچلا چار پاؤں وحشیوں کے لئے۔ درمیانہ لوگوں کے لئے اور اُوپر والا پرندوں کے لئے تھا۔ اس کے اُوپر مکمل پردہ تھا جو ساری کشتی کو ڈھانپے ہوئے تھا۔ آسمان کے دروازوں نے پانی کھول دیا اور زمین سے چشمے جاری ہو گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام حیوانات کا جوڑا جوڑا اور کھانے کی چیزیں اس میں سوار کر لیں تاکہ ان کی نسل باقی رہے اور مومن لوگ اور آپ کے اہلِ بیت اس میں سوار ہو جائیں۔ لیکن کسی کافر کو اس میں سوار ہونے کی اجازت نہ دی گئی۔ پانی کی اتنی بہتات ہوئی کہ پانی پہاڑوں پر پندرہ پندرہ گز چڑھ گیا۔ ایک روائت کے مطابق پہاڑوں پر اسی گز پانی چڑھ گیا اور ساری زمین اس کی لپیٹ میں آ گئی اور کوئی شئی زمین پر نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دُعاء قبول کی کہ اے اللہ زمین میں کوئی کافر بسنے والا نہ چھوڑ سب کو ہلاک کر دے چنانچہ سب ہلاک ہوئے اور چند افراد کے علاوہ کوئی بھی زندہ نہ بچا۔ اس سے اس حکائت کی تردید ہوتی ہے کہ عوج بن عنق ہلاک نہیں ہوا تھا۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ عوج بن عنق ہلاک نہیں ہوا تھا۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ عوج بن عنق نوح کے زمانہ سے پہلے موجود تھا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ تک رہا اور وہ سرکش کافر تھا عنق اس کی ماں ہے اور وہ بہت زیادہ لمبا ہونے کے باعث سمندر کی تہ سے مچھلی پکڑ کر قرص شمس سے بریاں کر لیتا تھا اور وہ حضرت نوح علیہ السلام سے کہتا تھا جبکہ وہ کشتی میں سوار تھے۔ تمہارے پاس یہ پیالی کیسی ہے اور اُن کا مذاق اُڑاتا تھا۔ لوگ ذکر کرتے ہیں کہ عوج بن عنق تین ہزار تین سو تینتیس گز لمبا تھا۔ اس قسم کی مذلیات ذکر کی جاتی ہیں اور یہ عقل و نقل کے خلاف ہیں۔ عقلی طور پر تو اس لئے کہ یہ کیسے جائز ہے کہ نوح کا بیٹا کفر کرے تو اس کو ہلاک کر دیا جائے اور عوج بن عنق جو سرکش ظالم کافر ہو اس کو ہلاک نہ کیا جائے۔ اور کسی پر قطعًا رحم نہ ہو اور یہ سرکش فاجر سخت کافر شیطان کو چھوڑ دیا جائے۔ نقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر ہم نے دوسرے سب لوگوں کو ہلاک کر دیا اور نوح علیہ السلام کی دُعاء بھی یہی تھی کہ اے اللہ زمین پر کوئی رہنے والا کافر باقی نہ چھوڑ۔ پھر انسانی قد کی اتنی لمبائی صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا جبکہ ان کا قد ساٹھ گز لمبا تھا۔ پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ قد و قامت کم ہوتے رہے حتیٰ کہ یہ صورت ہو گئی جو اب سامنے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا قد و قامت ساٹھ گز سے زیادہ ہو۔ دراصل یہ اسرائیلی حکایات ہیں جنہوں نے

۳۱۲۲ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ اَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ

اللہ کی کتابوں میں تحریف کی اور ان کو بدل ڈالا اور اپنی مرضی کے مطابق تاویلات کیں۔ لہٰذا یہ حکایت اور اس قسم کی دُوسری حکایات محض کذب و افتراء اور بہتانِ عظیم ہے اور اسرائیلی کفار نے جو انبیاء علیہم السلام کے دشمن ہیں من گھڑت حکایات کتابوں میں درج کر رکھی ہیں (قسطلانی)

۳۱۲۲ـــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور جس حمد و ثناء کے اللہ لائق ہے اس کی حمد و ثناء کی پھر دجال کو ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا میں تمہیں اس کے بارے میں ایک بات کہتا ہوں۔ جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

۳۱۲۲ـــــ شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد وعظ فرمایا پھر اس سے فارغ ہونے کے بعد دجال کو ذکر کیا۔ دجال کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ بہت جھوٹا ہوگا اس کا مادہ دجل ہے۔ دجل کا معنیٰ ہے جھوٹی بات کو خوبصورتی سے بیان کرنا۔ حدیث میں حضرت نوح علیہ السلام کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا تھا۔ ان سے پہلے تمام انبیاء کرام لوگوں کی تربیت کرتے تھے جیسے باپ اولاد کی تربیت کرتا ہے یا وہ پہلے صاحبِ شرع رسول ہیں یا وہ ابوالبشر ثانی ہیں اور دُنیا میں انہی کی اولاد باقی ہے اور باقی سب ختم ہو چکی ہے۔ دجال کی وصف میں بہت بُرے کلمات مذکور ہیں لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ دجال کی ایک آنکھ ختم ہے اور دُوسری میں عیب ہے۔ تو ہر صورت میں اس کو کانا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اعور دراصل عیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی نزاہت کے لئے فرمایا کہ وہ کانا نہیں ہے۔

اس حدیث کی پُوری تفصیل حدیث ۱۲۷۵ کی شرح میں دیکھیں۔

٣١٢٣ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَاحَدَّثَ بِهٖ نَبِىٌّ قَوْمَهٗ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّهٗ يَجِىْءُ مَعَهٗ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِىْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِىَ النَّارُ وَاِنِّىْ اُنْذِرُكُمْ بِهٖ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوْحٌ قَوْمَهٗ

٣١٢٤ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِىْءُ نُوْحٌ وَّاُمَّتُهٗ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَىْ رَبِّ فَيَقُوْلُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا مَا جَآءَنَا مِنْ نَّبِىٍّ فَيَقُوْلُ لِنُوْحٍ مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَنَشْهَدُ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَهُوَ قَوْلُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ —

٣١٢٣ — ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو دجال کے متعلق خبر نہ دوں؟ جو کسی نبی نے اپنی قوم کو خبر نہیں دی وہ کانا ہے وہ اپنے ساتھ جنت اور دوزخ کی شبیہ لائے گا جسے وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی اور میں تمہیں ڈراتا ہوں جیسے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا

٣١٢٤ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوح علیہ السلام اور ان کی اُمت آئے گی (قیامت میں) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے تبلیغ کر دی تھی۔ وہ کہیں گے جی ہاں! میرے پروردگار! (میں نے ان کو تیرا پیغام پہنچا دیا تھا) پھر اللہ تعالیٰ ان کی امت سے پوچھے گا کیا تم کو پیغام پہنچایا تھا وہ کہیں گے نہیں۔ ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے (میرا گواہ) جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی

۳۱۲۵ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ثَنَا اَبُوْحَيَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ دَعْوَةٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هَلْ تَدْرُوْنَ بِمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِیْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ وَتَدْنُوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰى مَا اَنْتُمْ فِيْهِ اِلٰى مَا بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰى مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَبُوْكُمْ اٰدَمُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ وَمَا بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ رَبِّیْ غَضِبَ الْيَوْمَ

امت مرحومہ ہے۔ پس ہم گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور وہ اللہ جل و علا کا ارشاد ہے اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے کیا تم کو سب امتوں سے افضل تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو وسط کا معنیٰ عدل ہے۔

۳۱۲۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "آج ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگاتے ہیں وہ بات نہ کر سکیں گے تو وہ مذکور کلام کیسے کریں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت میں مختلف حالات ہوں گے۔ ایک وقت ایسا ہوگا کہ وہ باتیں کریں گے۔ اور ایک وقت ایسا بھی ہوگا کہ وہ خاموش رہیں گے۔ وسط کا معنیٰ عدل اور فضیلت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۱۲۵ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا ایک دعوت میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ کے سامنے دستی[1] پیش کیا گیا اور وہ آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ اس کو دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھانے لگے اور فرمایا کہ میں قیامت کے روز سب لوگوں کا سردار ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کس لئے؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے

[1] گودڑی کا گوشت سالم حصّہ

غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَنَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ
فَعَصَيْتُ نَفْسِي نَفْسِي اِذْهَبُوا اِلٰى غَيْرِي اِذْهَبُوا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا
فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا
شَكُوْرًا اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا بَلَغَنَا اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى
رَبِّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا
يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ نَفْسِي نَفْسِي اِئْتُوا النَّبِيَّ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ
فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ

سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ دیکھنے والا اُن سب کو دیکھے گا اور پکارنے والا ان کو آواز سُنائے گا اور سُورج ان کے قریب ہو جائے گا تو بعض لوگ کہیں گے کیا تم دیکھتے نہیں تمہارا کیا حال ہے اور تمہیں کتنی تکلیف پہنچی ہے۔ کیا تم کسی شخص پر نظر نہیں رکھتے جو تمہارے رب کے پاس تمہاری شفاعت کرے تو بعض لوگ کہیں گے تمہارا باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں وہ ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے آدم! آپ ابوالبشر (سیدہ انسانوں کے باپ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ میں روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا اُنھوں نے آپ کو سجدہ کیا اور اللہ نے آپ کو جنت میں ٹھہرایا کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت نہیں فرماتے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کتنی مشقت پہنچ رہی ہے تو وہ فرمائیں گے اللہ ایسا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس طرح غضبناک نہیں ہُوا اور نہ ہی اس کے بعد ہو گا۔ اُس نے مجھے شجرہ ممنوعہ سے روکا تھا تو میں نے اس کی نافرمانی کی میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس چلے جاؤ۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے نوح ساری زمین پر بسنے والے لوگوں کے آپ پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاکر بندہ کہا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں۔ ہمیں کتنی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ کیا اپنے رب کے پاس آپ ہماری سفارش نہیں فرماتے؟ وہ فرمائیں گے آج کے دن میرا رب بہت غضبناک ہے۔ اتنا پہلے کبھی غضبناک نہیں ہُوا اور نہ اس کے بعد ہو گا میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پس لوگ میرے پاس آئیں گے میں عرش کے نیچے سجدہ کروں گا تو کہا جائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم" سر مبارک اُٹھائیں اور شفاعت فرمائیں قبول کی جائے گی جو آپ چاہیں گے آپ کو دیا جائے گا!

محمد بن عُبید نے کہا مجھے ساری حدیث یاد نہیں "

عُبَیْدٍ لَا اَحْفَظُ سَائِرَہٗ

۳۱۲۶ — حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ اَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ مِثْلَ قِرَآءَۃِ الْعَآمَّۃِ

۳۱۲۵ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مطلقا ساری کائنات کے سردار ہیں اور قیامت کے دن سیادت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس روز صرف آپ کی سیادت ظاہر ہوگی اور تمام انبیاء اور لوگ آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے اور آپ کا یہ فرمانا کہ مجھے یونس بن متّٰی پر فضیلت نہ دو تواضع اور انکساری پر مبنی ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ نفسِ نبوت میں مجھے کسی نبی پر فضیلت نہ دو۔ کیونکہ اس وصف میں سب انبیاء کرام علیہم السلام مساوی ہیں۔ اور درجات و مراتب میں متفاوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : رَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ اور بعض سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قولہ فَیُبْصِرُھُمُ النَّاظِرُ "یعنی لوگ وسیع صاف میدان میں ہونگے اور دیکھنے والے سے کوئی بھی مخفی نہ رہ سکے گا وہ سب کو دیکھے گا۔ اور نہ ہی کوئی حجاب میں ہوگا۔ اور "مِنْ وُّجِہٖ" میں اضافت تشریف و تعظیم کے لئے ہے۔ غضبناک" سے مراد اس کا لازم ہے۔ یعنی وہ عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کا انتقام ظاہر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی و رسول ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام صحائف لے کر ان پر نازل ہوئے۔ اُنھوں نے اپنی اولاد کو احکام کی تعلیم دی۔ ابن بطال کا یہ کہنا کہ آدم علیہ السلام رسول نہ تھے صحیح نہیں۔ اور جنہوں نے یہ کہا ہے کہ وہ رسول تھے نبی نہ تھے غلط ہے کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور نبوت رسالت کو لازم ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ پھر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے آخر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک جانے کے لئے ایک ہزار سال کی مدت ہوگی۔ اسی طرح ہر نبی سے دوسرے نبی تک جانے کے لئے ایک ایک ہزار سال کی مدت ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور آپ کی طرف جانے کی رہنمائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا اس روز انبیاء کرام علیہم السلام منبروں پر ہوں گے اور علماء کرام جو علم کے مطابق عمل کرتے تھے وہ کرسیوں پر ہوں گے۔ اور محشر کے دن اہلِ محشر کے روساء ہوں گے۔ اور رسولوں کے پیروکاروں میں سے روسا لوگوں کی شفاعت کریں گے۔ اور سب سے پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے۔ آپ کے بعد دوسرے حضرات شفاعت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابٌ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِلٰی وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ سَلٰمٌ عَلٰٓی اٰلِ يَاسِيْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِلْيَاسَ هُوَ اِدْرِيْسُ

۳۱۲۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے " فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ " یعنی کیا کوئی نصیحت لینے والا ہے " مشہور قرآءت کے موافق پڑھا "

۳۱۲۶ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت دوسری آئت کریمہ میں ہے وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ " اور یہ آئت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی شان میں نازل ہوئی ہے ۔ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ سے پہلے یہ آئت ہے " وَلَقَدْ تَرَكْنٰهَا اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ " یعنی ہم نے کشتی کو لوگوں کی عبرت کے لئے باقی رکھا حتیٰ کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے اسے دیکھا ۔ مُدَّكِرٍ دراصل مُذْتَكِرٌ " تھا تاء کو دال سے بدل کیا تو مُذَّكِرٌ " ہوا آگے دو صورتیں ہیں ذال کو دال سے یا دال کو ذال سے بدل کریں تو مُدَّکر اور مُذَّکر ہوا ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدّکر دال پڑھایا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب بے شک الیاس پیغمبروں میں سے ہے

جب اُس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں کیا بعل کو پوجتے ہو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا ۔ پھر انھوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے جائیں گے مگر اللہ کے چُنے ہوئے بندے

اور ہم نے پچھلوں میں سے اس کی ثناء باقی رکھی۔ سلام ہو الیاس پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے

حضرت الیاس بن تسبی بن فنحاص بن عیزار بن ہارون بن عمران ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا الیاس ادریس علیہ السلام ہے جیسے یعقوب اسرائیل ہے۔ بعض علماء نے کہا الیاس بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے کہا وہ یسع کے چچا ہیں۔ دیگر علماء نے کہا ان کو اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کی طرف بھیجا جبکہ حزقیل علیہ السلام وفات پا گئے۔ وہب نے کہا جب حزقیل فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں بہت بُرے افعال ہونے لگے اور وہ اللہ کے عہد کو بھول گئے حتیٰ کہ انھوں نے بُت کھڑے کر کے ان کی پُوجا شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت الیاس علیہ السلام کو رسُول بھیجا۔ وہ بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے اس کا نام جابر تھا۔ بنو اسرائیل نے ایک بُت بنایا جس کو بعل کہا جاتا تھا۔ حضرت الیاس ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے لیکن وہ ان کی کوئی بات نہ سنتے تھے البتہ ان کے ساتھی بادشاہ کی بات سُنتے تھے۔ اُس نے ایک روز الیاس علیہ السلام سے کہا بخدا! جو کچھ آپ کہتے ہیں محض باطل ہے میں بنی اسرائیل کے چند بادشاہوں کو جانتا ہوں۔ وہ ملک شام میں بتوں کی پُوجا کرتے ہیں۔ وہ کھاتے پیتے ہیں ان کا دُنیا میں کچھ نقصان نہیں ہُوا۔ یہ سُن کر الیاس نے اس کو چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے گئے ان کے جانے کے بعد اس بادشاہ نے بھی بتوں کی پُوجا شروع کر دی۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا اے اللہ! بنو اسرائیل کفر پر جم گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی ہم نے ان کی روزی کا معاملہ تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ حتیٰ کہ تم ہی اس بارے میں ان کو اجازت دو گے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا اے اللہ! اُن سے بارش روک لے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے تین سال بارش روک لی حتیٰ کہ مویشی اور دیگر جانور ہلاک ہو گئے اور درخت اور فصلیں خشک ہو گئیں اور جب اُن کے لئے بد دُعا فرمائی تو اپنی حفاظت کے لئے اُن سے چھُپ گئے۔ وہ جہاں بھی جاتے رزق میں فراوانی پاتے اور بنو اسرائیل کا یہ حال تھا کہ جہاں سے وہ روٹی کا معمولی سا ٹکڑا پاتے تو اس کی تلاش وطلب کے لئے لوگ وہاں پہنچ جاتے تو وہاں کے لوگوں کو سخت مصیبت اُٹھانی پڑتی حضرت الیاس نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔ وہ بنو اسرائیل کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اگر تم یہ تسلیم کرو کہ جس طرف میں تمہیں بلاتا ہوں وہ حق بات ہے۔ اور تم باطل پر قائم ہو اور جن بتوں کی پُوجا کرتے ہو ان کو باہر نکالو اور ان سے دُعا کرو اگر وہ تمہاری فریاد پُوری کریں تو اس پہ قائم رہو۔ اور اگر وہ کچھ نہ کر سکیں تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم باطل پر قائم ہو اور میں اللہ سے دُعا کروں گا کہ تم سے قحط سالی دُور کر دے۔ اُنھوں نے کہا آپ نے انصاف کی بات کہی ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنے بتوں کو باہر نکالا اور اُن کو پکارا تو ان کی کوئی آرزو پُوری نہ ہُوئی۔ اب اُن کو پتہ چل گیا کہ وہ گمراہی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ اِدْرِيْسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا

پھر اُنھوں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ دُعاء کریں حضرت نے اپنے رب کی بارگاہ میں دُعاء کی تو اسی وقت بارش ہونے لگی اور لوگوں نے قحط سالی سے نجات پائی اور آرام کا سانس لیا اور وہ اُسی حال پر قائم رہے اور کُفر سے باز نہ آئے تو حضرت الیاس علیہ السلام نے دُعاء کی کہ اے اللہ مجھے قبض کر لے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہترین نورانی لباس پہنایا اور کھانے پینے کی لذت اُن سے منقطع کر دی وہ انسانی فرشتہ ہو گئے جو فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اُڑتے اور زمین پر چلتے پھرتے تھے حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث ذکر کی ہے کہ وہ بعض سفروں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیا کرتے تھے ۔ واللہ ورسولہ اعلم! الیاس کو الیاسین بھی پڑھا جاتا ہے جیسے ادریس کو ادریسین پڑھا جاتا ہے ۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام " یاس " ہے اور اس پر الف لام داخل کیا گیا ہے!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ الیاس ہی ادریس علیہ السلام ہیں " اس روایت سے ابن عربی نے استدلال کیا کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے جدِ امجد نہیں بلکہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہیں ۔ کیونکہ حضرت الیاس کے بارے میں روایات منقول ہیں کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہیں ۔ نیز اُنھوں نے معراج کی رات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام سے بھی استدلال کیا جبکہ آپ کو حضرت الیاس نے کہا مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح ۔ اگر وہ حضرت نوح علیہ السلام کا دادا ہوتے تو آپ وہ الفاظ ذکر فرماتے جو ابراہیم اور آدم علیہما السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمائے تھے! مرحبا بالابن الصالح لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ اُنھوں نے تواضع کے طور پر فرمایا ہو ۔ جمہور علماء میں مشہور یہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام علیحدہ علیحدہ نبی ہیں کیونکہ حضرت الیاس علیہ السلام کے نسب شریف میں خنوخ آتے ہیں اور وہ ادریس علیہ السلام ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے جدِ امجد ہیں "

باب حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے ان کو بلند مکان میں اُٹھا لیا "

۲۱۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا عَنْبَسَةُ ثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهُ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جَاءَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ مَامَعَكَ اَحَدٌ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ اِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِيْنِهِ اَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ اَسْوِدَةٌ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهِ

حضرت ادریس نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں جیسا کہ ان کے نسب شریف سے ظاہر ہے اور بلند مکان سے مراد چوتھا آسمان ہے۔ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھا لیا جبکہ وہ بقید حیات تھے۔

۲۱۲۷ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابوذر رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی جبکہ میں مکہ میں تھا پھر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور میرا سینہ کھول دیا پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا پھر سونے کا تھال لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اور اسے میرے سینہ میں بھر دیا پھر اسے بند کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پہلے آسمان کی طرف لے گئے۔ جب پہلے آسمان کے قریب آئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے خادم (داروغہ) سے کہا۔ دروازہ کھولو اس نے کہا کون ہو؟ کہا جبرائیل! اُس نے کہا کیا آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ کہا جی ہاں! جب اُس نے دروازہ کھولا ہم دنیا والے آسمان پر چڑھ گئے وہاں ایک شخص بیٹھا تھا جس کے دائیں بائیں کالے کالے ذرات تھے۔ جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتا تو ہنس پڑتا اور جب بائیں طرف دیکھتا تو رونے لگتا اس نے مجھے دیکھ کر کہا اے نیک نبی اور نیک بیٹے مرحبا۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ کالے کالے ذرّے ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ ان میں سے دائیں طرف والے جنتی ہیں جبکہ بائیں طرف والے دوزخی ہیں جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی سے ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف نظر کرتے ہیں تو رونا آجاتا ہے کہ

ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰذَا آدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى ثُمَّ عَرَجَ بِيْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ لِيْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ قَدْ ذَكَرَ اَنَّهٗ قَدْ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّادِسَةِ وَقَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرَئِيْلُ بِاِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى

وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے۔ جبرائیل نے اس کے داروغہ سے کہا دروازہ کھولو۔ اس نے وہی کہا جو پہلے آسمان کے خازن نے کہا تھا پھر دروازہ کھول دیا۔ انس نے کہا ابوذر نے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں میں حضرت آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ علیہم سے ملے اور یہ نہ بیان کیا کہ اُن کے منازل کیسے ہیں مگر یہ ذکر کیا کہ آپ نے آدم کو پہلے آسمان میں سیدنا ابراہیم کو چھٹے آسمان میں دیکھا۔ انس نے کہا۔ جب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو اُنھوں نے کہا اے نیک نبی اور نیک بھائی مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اُنھوں نے کہا اے نیک نبی اور نیک بھائی مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو

فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ
عِيْسٰی ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ
الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ
ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَرَجَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ
صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰی خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰی اَمُرَّ
بِمُوْسٰی فَقَالَ مُوْسٰی مَا الَّذِیْ فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰی اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ
خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَرَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ
فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَذَكَرَ

تو اُنھوں نے کہا اے نیک نبی اور نیک بیٹے مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ ابراہیم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم" ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابوحبۃ انصاری ذکر کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے اُوپر لے گئے حتیٰ کہ میں صاف برابر جگہ پہنچا وہاں میں اقلام کی آواز سُن رہا تھا۔ ابن حزم اور انس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں ان کے ساتھ واپس آیا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ اُنھوں نے کہا آپ اپنے ربّ کے پاس تشریف لے جائیں۔ کیونکہ آپ کی اُمت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہ رکھے گی۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا کچھ حصہ کم کردیا میں موسیٰ کی طرف لوٹا اور کہا اللہ تعالیٰ نے کچھ کم کر دی ہیں۔ اُنھوں نے کہا اپنے ربّ کے پاس دوبارہ جائیں، کیونکہ آپ کی اُمت اس کی متحمل نہ ہوگی۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ پھر کم کر دیا۔ میں موسیٰ کی طرف لوٹا تو اُنھوں نے کہا آپ اپنے ربّ کے پاس دوبارہ جائیں آپ کی اُمت اتنی نمازیں پڑھنے کی متحمل نہ ہوگی۔ میں دوبارہ واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ نمازیں ہیں مگر یہ پچاس ہی ہیں ۔ میرے ہاں کلام

فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ ذٰلِكَ فَفَعَلْتُ
فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ
أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ
لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ
قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى أَتَى بِيَ السِّدْرَةَ الْمُنْتَهَى فَغَشِيَهَا
أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا
تُرَابُهَا الْمِسْكُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا

وَقَوْلِهِ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ إِلَى قَوْلِهِ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ
الْمُجْرِمِينَ فِيهِ عَنْ عَطَاءٍ وَسُلَيْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ
شَدِيدَةٍ عَاتِيَةٍ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ

بدلا نہیں کرتا۔ میں موسیٰ علیہ السّلام کی طرف لوٹا تو اُنھوں نے کہا آپ اپنے رب کے پاس دوبارہ جائیں۔ میں نے کہا: اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ پھر جبرائیل میرے ساتھ ہمسفر ہُوئے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اسے مختلف رنگوں نے ڈھکا ہُوا تھا۔ نامعلوم وہ کیا تھے۔ پھر جنّت میں لے جایا گیا اس میں موتیوں کے قُبّے تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی (حدیث ۳۴۴ کی شرح ملاحظہ فرمائیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو

نبی بھیجا۔ اُس نے کہا" اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو الخ اس باب میں حضرت ھود

سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا مُّتَتَابِعَةً فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٌ اُصُوْلُهَا فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ بَقِيَّةٍ

علیہ السلام کو ان کی قوم عاد کی طرف بھیجنے کا ذکر ہے۔ ان کا نسب شریف یہ ہے :
ہود بن عبد اللہ بن رباح بن خلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام
آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا آدم علیہ السلام کے بہت مشابہ تھے۔ عاد تیرہ[۱۳]
قبائل تھے اور صحرا میں رہتے تھے۔ ان کا ملک بہت زرخیز اور سرسبز و شاداب تھا ۔
جب ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب و قہر نازل ہُوا تو ان کو جنگلات بنا دیا۔ اور حضرت
ہود علیہ السّلام عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السّلام کے قبیلہ میں سے تھے۔
یہ پہلا عاد ہے۔ حضرت ہود علیہ السّلام اُن کے نسبی بھائی تھے۔ دینی بھائی نہ تھے
عاد اس قبیلہ کا بادشاہ تھا جس کی طرف وہ قبیلہ منسوب ہے وہ چاند کی پُوجا کرتا تھا
اُس کی لمبی عمر ہُوئی اُس نے اپنی پشت سے چار ہزار بچّے دیکھے اور ایک ہزار عورت
سے شادی کی۔ حضرت نوح علیہ السّلام کے بعد یہ پہلا شخص تھا جو زمین کا مالک بنا
اس کی عمر بارہ سَو سال تھی۔ جب وہ مرا تو اس کا ملک اس کے بڑے لڑکے شدید بن
عاد کی طرف منتقل ہُوا وہ پانچ سو اسّی سال زندہ رہا جب مرگیا تو ملک اس کے بھائی
شدّاد کی طرف منتقل ہُوا جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ عاد کے قبیلے اپنی قوت سے
زمین کے مالک بنے اور بہت فخر و غرور میں رہتے تھے اور کہتے تھے ہم سے زیادہ
طاقتور کون ہے۔ جب وہ زیادہ سرکش ہُوئے اور حد سے بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے
ان کی طرف حضرت ہود علیہ السّلام کو نبی بھیجا "

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب اُس نے اپنی قوم کو احقاف" اللہ کے عذاب" سے ڈرایا "یہاں عاد کے مساکن مراد ہیں"
ایسے ہی مجرموں کو سزا دیتے ہیں (تک) حضرت ہود علیہ السّلام کا مختصر قصّہ یہ ہے کہ جب اُنھوں نے اپنی قوم پر بددُعا

کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آٹھ روز مسلسل ہوا چھوڑی جو بدھ کے دن صبح شروع ہوئی اور آٹھویں روز کے آخر میں ٹھہری اور حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ایک محفوظ جگہ چلے گئے ان کو ہوا صرف اتنی پہنچتی تھی جس سے جان کو استراحت ہو۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ ان پر صرف چار ہزار لوگ ایمان لائے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ہود کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو عذاب سے بچا لیا۔ ہوا اس قدر تیز چلی کہ اُس نے درخت اکھاڑ ڈالے مکانات گرا دیئے اور جو گھروں میں موجود نہ تھے۔ وہ جہاں بھی تھے صاف میدانوں میں تھے یا پہاڑوں میں ان کو وہیں ہلاک کر دیا۔ سدی نے کہا جب اُنھوں نے اونٹوں اور لوگوں کو تیز ہوا میں زمین و آسمان کے درمیان اُڑتے دیکھا تو وہ گھروں میں داخل ہو گئے تو ہوا بھی اُن کے گھروں میں داخل ہو گئی اور ان کو باہر نکال کر ہلاک کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر کالے پرندے بھیجے اُنھوں نے اُن کو سمندر میں پھینک دیا۔ پھر ان کی ہلاکت کے بعد حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ عرصہ بقیدِ حیات رہ کر وفات پا گئے۔ جبکہ ان کی عمر شریف ایک سو پچاس برس تھی۔ خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ چار سو ساٹھ برس زندہ رہے اُنھیں اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ سو سال کی مدت ہے۔ وہ حضرموت کی درختوں والی زمین میں فوت ہوئے وہاں ان کی قبر شریف ہے یہ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے اور عبدالرحمٰن بن سابا ط نے ذکر کیا کہ رکن اور مقام ابراہیم اور آب زمزم کے درمیان ننانوے ۹۹ نبیوں کی قبریں ہیں اور ہود، شعیب، صالح اور اسماعیل علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی قبریں اسی جگہ ہیں۔ ابن کلبی نے کہا حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان صرف ہود اور صالح علیہما السلام تشریف لائے ہیں۔ اس میں عطاء اور سلیمان نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ روایت کی ہے۔

اَحْقَاف، حَقَف کی جمع ہے۔ وہ لمبا ریتلا ٹیڑھا ٹیلہ ہے۔ جو عمان اور مہرہ کے درمیان ہے اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قوم عاد کو تو بہت تیز اور سخت ہوا سے ہلاک کر دیا گیا!

سُفیان ابن عُیینہ نے کہا ہوا نے اس کی نگہداشت کرنے والے فرشتوں پر سرکشی کی اور ان کی اطاعت نہ کرتی ہوئی حدِ مقدار سے بڑھ گئی۔ اس کو قوم عاد پر ان کی ہلاکت کے لئے سات روز اور آٹھ راتیں مسلسل پے درپے چلایا۔ تم اُن لوگوں کو وہاں گرے ہوئے دیکھتے ہو گویا کہ وہ کھجور کے درختوں کی جڑیں ہیں دیکھتے ہو۔ کیا ان کا بچا کھچا کوئی نشان دیکھتے ہو؟

٣١٢٨ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ اُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ نُعْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ بَعَثَ عَلِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ اَرْبَعَةِ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ وَزَيْدِ الطَّائِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ فَقَالُوْا يُعْطِيْ صَنَادِيْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُّطِيْعُ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُ اَيَاْمَنُنِيْ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَهٗ رَجُلٌ قَتْلَهٗ اَحْسِبُهٗ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهٗ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا اَوْ فِيْ عَقِبِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ

٣١٢٨ــــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد بادِ صبا سے کی گئی اور قومِ عاد کو پچھم کی ہوا سے ہلاک کر دیا گیا۔ محمد بن کثیر نے سفیان ثوری، ان کے والد سعید بن مسروق بن حبیب ثوری کوفی، ابن ابی نعم کے ذریعہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کا ٹکڑا بھیجا (جو مٹی سے جُدا نہیں کیا گیا تھا)، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چار آدمیوں اقرع بن حابس، حنظلی مجاشعی، عُیَینہ بن بدر فزاری،

زید طائی جو بعد میں بنی نبہان میں شامل ہو گئے تھے اور علقمہ بن عُلاثہ عامری جو بعد بنو کلاب سے مل گئے تھے میں تقسیم کر دیا تو قریش اور انصار غصّہ سے بھر گئے۔ اُنھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نجدی سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اُنہیں تالیفِ قلوب کے لئے دیتا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص سامنے آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں، رخسار اُبھرے ہُوئے، ماتھا اونچا، داڑھی گھنی اور سر منڈا ہُوا تھا۔ اُس نے کہا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ سے ڈر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی تو اور کون اس کی تابعداری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے ہو۔ ایک شخص نے جو میرے خیال میں خالد بن ولید تھے، نے اُسے قتل کر دینے کی اجازت مانگی تو آپ نے اس کو منع کر دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نسل میں یا فرمایا اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔ اگر میں ان کو پاتا تو قومِ عاد کی طرح ان کو قتل کر دیتا"

شرح الترجمہ : محمد بن اسحاق نے کہا فتح مکہ کے بعد اقرع بن حابس تمیمی بنو تمیم کے سرداروں میں عطارد بن حاجب کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ اور عیینہ بن حصن فتح مکہ، حنین اور طائف کی جنگوں میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ ابو عبیدہ نے کہا ان کے بائیں قدم میں لنگڑا پن تھا وہ تیرہ ہجری میں جنگِ یرموک میں اپنے دس بیٹوں سمیت شہید ہُوئے اس کو حنظلی اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی نسبت حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کی طرف ہے اور مجاشعی اس لئے کہ وہ مجاشع بن دارم بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کی طرف منسوب ہیں۔ حدیث میں مذکور چار شخص جن میں یمن سے آیا ہُوا مال تقسیم ہُوا اُن میں سے دوسرا شخص **عُیَیْنَه بن بدر فزاری** ہیں۔ بدر اُن کے دادا ہیں جبکہ ان کے والد حصن ہیں۔ ان کا نسب عُیَیْنَه بن حصن بن بدر بن عمرو بن جویریہ بن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان ہے۔ توضیح میں ذکر کیا کہ عُیَیْنَه کا نام حذیفہ بن حصن بن بدر ہے اور یہ ان کا لقب ہے۔ کیونکہ اس کی ایک آنکھ میں تیر لگ گیا تھا ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہُوا اور طلیحہ بن خویلد کے ساتھ مرتد ہو گیا۔ حضرت عثمان نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا۔ وہ اپنے قبیلہ کا سردار تھا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ احمق سردار تھا (عینی)

ان چار میں سے تیسرا مرد زید طائی ہے اس کو زید الخیر طائی بھی کہا جاتا ہے اور جاہلیت میں اس کو زید الخیل طائی کہا جاتا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیر نام رکھا کیونکہ عرب میں اس کے گھوڑوں سے زیادہ کسی کے گھوڑے نہ تھے۔ ابو عبید نے کہا وہ شاعر، خطیب، بہادر اور سخی تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس ہُوئے تو بخار سے فوت ہو گئے۔ جب وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو آپ نے ان کو بیٹھنے کے لئے تکیہ دیا لیکن اُس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور تکیہ لگا کر بیٹھنے کو بہت جسارت سمجھا اور تکیہ واپس کر دیا۔ اس طرح تین بار کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تکیہ دیا اور آپ نے ان کو کچھ دُعائیں سکھائیں جو قبول ہوتی تھیں وہ بارش کی

دُعا کرتے تو بارش ہو جایا کرتی تھی۔ اُس نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سو بہادر سوار دیں میں ان کو ساتھ لے کر رومیوں سے جنگ کروں اور دربارِ رسالت سے واپسی کے تھوڑی دیر بعد بیمار ہوئے اور فوت ہو گئے اُنھوں نے جاہلیت میں عامر بن طفیل کو قید کیا اور اُن کی پیشانی کے بال کاٹ کر آزاد کر دیا۔

ابن درید نے کہا وہ جب مکہ میں داخل ہوتے تھے تو منہ چھپا لیتے تھے وہ عورتوں سے خوف محسوس کرتے تھے اور اُن چار میں سے چوتھا شخص عَلْقَمَہ بِنْ عُلَاثَہ ،، وہ علقمہ بن عُلاثہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صَعْصَعَہ ہے۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا اور بہت بردبار تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف لے گئے تو یہ مرتد ہو گیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو حوران کا حاکم مقرر کیا اور وہیں فوت ہوئے۔ عَلْقَمَہ بن عُلَاثَہ کو عامری اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عامر بن صَعْصَعَہ بن مالک بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن غیلان کی طرف منسوب ہیں۔ اور ان کو کلابی اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا پانچواں باپ کلاب بن ربیعہ ہے۔ یہ چاروں اشخاص اپنے اپنے قبیلوں کے سردار تھے۔ صنادید صِنْدِید کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے سردار ،، ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت مال دیا تاکہ یہ اسلام پر مستحکم رہیں کیونکہ ان کا ایمان کمزور تھا۔

یہ عطایا نبویہ دیکھ کر قبیلہ بنو تمیم کا ایک نامراد کریہہ المنظر بدبخت شخص جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا اور حرقوص بن زُہیر کے نام سے موسوم اور ذوالثدیہ اس کا لقب تھا اُس نے سامنے آکر کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! عدل کریں۔ اس ناعاقبت اندیش شخص کی اس جسارتِ مہلکہ سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی تو ضرور لاحق ہوئی اسی لئے آپ نے فرمایا تُو خسارے میں ہے۔ اگر میں عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا۔ گو حضرت خالد بن ولید یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اس کو قتل کرنے کی آپ سے اجازت چاہی لیکن بعض مصلحت آمیز وجوہ کی بناء پر آپ نے ان کو منع کر دیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ ہوں گے جو نمازیں پڑھیں گے اور قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کی رگوں سے نیچے نہ اُترے گا اور دین متین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے تیزی سے نکل جائے تو اس کو خون اور دیگر نجاسات نہیں پہنچتیں جن سے وہ گزرتا ہے۔ ان لوگوں کو بھی دین سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اس فتین بے دین کا حُلیہ یہ تھا کہ اس کے چہرے کی دونوں ہڈیاں رخساروں پر اُبھری ہوئی تھیں، ماتھا اُونچا تھا اور آنکھیں سر کے اندر کی طرف کھچی ہوئی تھیں داڑھی بے پناہ بھاری اور سر کے بال اُسترے سے اُتارے ہوئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ازار کو بہت اُونچا اُٹھایا ہوا تھا۔ گویا کہ وہ ایسا کریہہ المنظر تھا کہ اگر کسی اکیلے بچہ کو مل جائے تو وہ دیکھ کر خوف زدہ ہو جائے۔

کامل مبرد میں روایت ہے کہ اس شخص کی خلقت مکروہ تھی اور سیاہ رنگ تھا اس کی اور اس کے ساتھیوں کی شر انگیز خبر ہو گی۔ توضیح میں ہے کہ حدیث میں منقول ہے جو لوگ جنگِ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے وہ سب جنتی ہیں اور وہ دوزخ میں داخل نہ ہوں گے وہ معروف شخص جس کا نام حرقوص ہے ،، یہی وہ شخص ہے جو بعد میں خارجیوں کا سرپرست تھا۔

۳۱۲۹ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ ثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

بَابُ قِصَّةِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ

اسی نے مسلمانوں پر خروج کیا تھا اور اسی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نے اُن کے خروج کا زمانہ پایا تو ان کو قوم عاد کی طرح قتل کروں گا حالانکہ قوم عاد تو سخت تیز ہوا چلنے سے مرگئے تھے قتل نہیں ہوئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ ان کا کلیتہً خاتمہ کروں گا جیسے قوم عاد کا خاتمہ ہوا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۱۲۹ ترجمہ : اسود نے کہا میں نے عبد اللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سُنا " فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ " (حدیث ۳۱۲۶ کی شرح دیکھیں)

باب یاجوج و ماجوج کا بیان

یاجوج و ماجوج دو مرد ہیں جو یافث بن نوح علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ یہ "تَاَجُّج" سے مشتق ہیں کہا جاتا ہے۔ "تَاَجَّجَ النَّارُ" یعنی آگ کی حرارت شدت اختیار کر گئی ان کو یاجوج، ماجوج اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بہت کثرت سے ہیں اور سخت ہیں۔ جید سند کے ذریعے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت تک تمام انسان دس حصے ہوں گے جن میں سے نو حصے یاجوج و ماجوج ہوں گے اور ایک حصہ

بَابٌ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ اِلٰى قَوْلِهٖ سَبَبًا طَرِيْقًا اِلٰى قَوْلِهٖ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ وَاحِدُهَا زُبْرَةٌ وَهِيَ الْقِطَعُ حَتّٰى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَيْنِ

باقی لوگ ہو گئے۔ ان میں سے ایک قسم ہے جو بہت لمبے ہیں اور وہ حشرات ارض، سانپ، بچھو اور پرندے وغیرہ کھاتے ہیں۔ جتنے ایک سال میں وہ بڑھتے ہیں اتنی کوئی مخلوق نہیں بڑھتی۔ وہ ایک دوسرے کو کبوتروں کی طرح بلاتے ہیں اور کتوں کی طرح بھونکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے سینگ، دُم اور لمبے لمبے دانت ہیں جو کچا گوشت کھا جاتے ہیں۔ وہ چالیس گروہ ہیں جن کی خلقت ایک دوسرے سے نہیں ملتی اور ہر گروہ کا بادشاہ اور زبان علیحدہ ہے۔ ان کا اکثر طعام شکار ہے اور وہ ایک دوسرے کو بھی کھا لیتے ہیں۔ ابن مردویہ نے تفسیر میں ابو سعید خدری سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج و ماجوج کو ذکر کیا اور فرمایا ان میں سے کوئی شخص اس وقت مرتا ہے جبکہ اس کی پشت سے ایک ہزار مرد پیدا ہو جائیں اور انھوں نے اپنے اسناد کے ساتھ حذیفہ سے مرفوع روایت کی کہ یاجوج ایک گروہ ہے اور ماجوج چار سو گروہ ہیں۔ ہر گروہ میں چار لاکھ افراد ہیں۔ اور ہر شخص مرنے سے پہلے ایک ہزار اولاد در اولاد دیکھ لیتا ہے اور سب مسلح ہیں۔ محدث ابو نعیم نے ذکر کیا ان میں سے ایک گروہ چار چار گز لمبا اور چار چار گز چوڑا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک قسم کا قد صرف ایک بالشت ہے ان کے چرندوں جیسے پنجے اور درندوں جیسے دانت ہیں اور ان کے لمبے لمبے بال ہیں جو ان کو گرمی، سردی سے بچاتے ہیں۔ ان کے کان لمبے لمبے ہیں۔ ایک کان میں گرمی اور دوسرے میں سردی بسر کرتے ہیں اور ایک قسم ایسی ہے جو سوتے وقت ایک کان نیچے بچھا لیتے ہیں اور دوسرا اوپر اوڑھ لیتے ہیں اور جو کوئی ان میں سے مر جائے اس کو کھا جاتے ہیں۔ مقاتل بن حیان نے عکرمہ سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شب اسریٰ

وَالسَّدَّيْنِ الْجَبَلَيْنِ خَرْجًا أَجْرًا قَالَ انْفُخُوا حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ
آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا أَصُبُّ عَلَيْهِ قِطْرًا رَصَاصًا وَيُقَالُ الْحَدِيْدُ
وَيُقَالُ الصُّفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النُّحَاسُ فَمَا اسْطَاعُوْا أَنْ يَّظْهَرُوْهُ
يَعْلُوْهُ اِسْتَطَاعَ اِسْتَفْعَلَ مِنْ طُعْتُ لَهُ فَلِذٰلِكَ فُتِحَ أَسْطَاعَ يَسْطِيْعُ
وَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهُ نَقْبًا قَالَ هٰذَا
رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهُ دَكًّا أَلْزَقَهُ بِالْأَرْضِ وَ
نَاقَةٌ دَكَّآءُ لَاسَنَامَ لَهَا وَالدَّكْدَاكُ مِنَ الْأَرْضِ مِثْلُهُ حَتّٰى صَلُبَ مِنَ
الْأَرْضِ وَتَلَبَّدَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ
بَعْضٍ حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ
قَالَ قَتَادَةُ حَدَبٌ أَكَمَةٌ وَقَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ
السُّدَّ مِثْلَ الْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ قَالَ رَأَيْتَهُ

میں یاجوج وماجوج کے پاس بھیجا۔ میں نے ان کو دینِ اسلام کی تبلیغ کی۔ اُنھوں نے قبول
کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ دوزخی لوگوں اور شیطانوں کے ہمراہ دوزخ میں جائیں گے (عینی مختصر)

باب ٤

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اُنھوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج وماجوج
زمین میں فساد کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد:
اور تم سے ذوالقرنین کا پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ میں تمہیں اس کا واقعہ پڑھ کر سُناتا ہوں بیشک
ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔ تو وہ ایک سامان کے

کے پیچھے چلا ...... اٰتُوْنِیْ زُبَرَالْحَدِیْدِ تک ۔ زُبَرَ کا واحد زُبْرَہ ہے۔ اس کا معنیٰ لوہے کے ٹکڑے (چادریں) یہاں تک کہ وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کر دی ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صَدَفَین" سے مراد دو پہاڑ ہیں اور سُدَّیْن بھی دو پہاڑ ہیں ۔ خَرْجًا " کا معنیٰ اُجرت ہے تو ذوالقرنین نے کہا اس کو دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا کہا : لاؤ میں اس پر گلا ہُوا تانبہ انڈیل دوں ۔کہا جاتا ہے ۔ اصاص کا معنیٰ لوہا اور تانبہ بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " اصاص " پیتل " ہے ۔ تو یاجوج و ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے ۔ اِسطَاعَ کا باب اِستَفعَال ہے ۔ یہ اَطَعْتُ لَہٗ سے ہے ۔ اسی لئے مفتوح پڑھا گیا ۔ اَسْطَاعَ یَسْطِیعُ "، اور اور بعض نے کہا استطاع یَسْتَطِیعُ " اور نہ اس کو سوراخ کر سکے ۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا اسے پاش پاش کر دے گا ۔ یعنی اس کو زمین کے ساتھ ملا دے گا جس اونٹنی کی کوہان نہ ہو اسے " ناقۃٌ دَکَّاءٌ " کہا جاتا ہے ۔ اسی طرح " دَکْدَاک " وہ صاف زمین ہے ۔ جو سخت ہو گئی ہو اور اس میں اونچائی نہ رہے " میرے رب کا وعدہ سچا ہے ۔ اور اس دن ہم انھیں چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے گروہ پر ریلا آئے گا ۔ حتیٰ کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی سے تیز دوڑیں گے ۔ قتادہ نے کہا " حَدَبٌ " ٹیلہ ہے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے ایک دیوار دیکھی ہے جو منقش چادر کی طرح ہے تو آپ نے فرمایا تو نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

شرح الترجمہ : جس ذوالقرنین کا ذکر قرآن کریم میں ہے ۔ اُن کا نام اسکندر ہے حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور خالہ زاد بھائی ہیں ۔ اُنھوں نے اسکندریہ بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا ۔ اسی لئے نام میں ان کا اسکندر یونانی سے اشتباہ پڑتا ہے ۔ بہت سے لوگوں نے اس میں خطاء کی اور کہا جس اسکندر کا ذکر قرآن میں ہے وہ اسکندر یونانی ہے ۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ سکندر یونانی مشرک تھا ۔ اور سکندر ذوالقرنین نیک بندہ تھا جو روئے زمین کا مالک تھا ۔ حتیٰ کہ بعض لوگ اسے نبی کہتے ہیں اور بعض

رسُول کہتے ہیں۔ ثعلبی نے کہا صحیح بات یہ ہے کہ سکندر نبی تھے رسُول نہیں تھے اور ان کے وزیر حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جبکہ سکندر یُونانی کا وزیر ارسطاطالیس تھا اور وہ مشرک تھا تو دونوں برابر کیسے ہوسکتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سکندر نبی نہ تھے اور نہ ہی رسول اور نہ فرشتے تھے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے بندے تھے اللہ نے انھیں محبوب بنایا، دُنیا میں ایسے چار بادشاہ ہُوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران تھے۔ دو مؤمن حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہما السلام اور دو کافر نمرود اور بخت نصر (صاوی) ایک پانچویں بادشاہ اِس امّت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم مبارک حضرت امام مہدی ہے۔ ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی۔ ذوالقرنین نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ اولادِ سام میں سے ایک شخص چشمۂ حیات میں سے پانی پئے گا اور اس کو موت نہ آئے گی۔ یہ دیکھ کر وہ چشمۂ حیات کی طلب میں مغرب و مشرق کی طرف روانہ ہُوئے اور آپ کے ساتھ حضرت خضر بھی تھے۔ تو وہ چشمۂ حیات تک پہنچ گئے اور اُنھوں نے اس سے پانی پی لیا۔ مگر ذوالقرنین کے مقدر میں نہ تھا۔ اُنھوں نے نہ پایا۔ اس سفر میں مغرب کی جانب روانہ ہُوئے تو جہاں تک آبادی ہے وہ سب منازل قطع کر ڈالے اور سمتِ مغرب میں وہاں پہنچے جہاں آبادی کا نام و نشان باقی نہ تھا۔ وہاں انھیں آفتاب غروب کے وقت ایسا نظر آیا گویا کہ وہ سیاہ چشمہ میں ڈوبتا ہے۔ جیسا کہ دریائی سفر کرنے والے کو پانی میں ڈوبتا نظر آتا ہے۔

صحیح تر بات یہ ہے کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھے اور شام میں ان سے ملاقات کی تھی۔ جب چشمۂ حیات کے حصُول میں کامیاب نہ ہُوئے اور حضرت خضر علیہ السّلام اس سعادت سے مشرف ہو گئے تو اُن کو بہت غم لاحق ہُوا اور اسی فکر و حزن میں دومۃ الجندل میں فوت ہو گئے۔ جہاں ان کا مکان تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ ذوالقرنین کی عمر ایک ہزار برس تھی جتنی عمر حضرت آدم علیہ السلام کی تھی۔ ان کو ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کے دونوں کناروں تک پہنچے تھے یا اس لئے کہ وہ اندھیرے اور روشنی میں چلتے رہتے تھے یا اس لئے کہ ان کو ظاہر و باطن کا علم دیا گیا تھا یا اس لئے کہ اس کی زندگی میں لوگوں کے دو قرن گزرے تھے یا اس لئے کہ وہ مشرق و مغرب کے مالک تھے۔

قولہ وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا، سبب سے مراد علم و قدرت ہے۔ عبد الرحمٰن بن زید نے کہا اس سے مراد ہر زبان کی تعلیم ہے۔ وہ جس قوم کو فتح کرتے تھے ان سے انہی کی زبان میں کلام کرتے تھے۔ بعض نے اس سے مراد طرق اور مسالک لئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ خلیفہ واثق نے اپنے عہد میں اپنے ایک وزیر کو لشکر دے کر بھیجا کہ وہ سدِ سکندری کو دیکھیں اور پھر اس کو بتائیں کہ وہ کیسی دیوار ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے اس کو دیکھا کہ وہ لوہے اور پیتل سے بنائی گئی ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا دروازہ ہے جس کو بہت وزنی قفل لگے ہُوئے ہیں۔ اُنھوں نے ذکر کیا کہ وہ دیوار بہت بُلند ہے۔ اس لئے یاجوج ماجوج اس پر چڑھ نہیں سکتے۔ قولہ اَسْطَاعُ، یہ طَاعَ یَطِیْعُ سے ہے جب طَاعَ کو باب استفعال کی طرف نقل کیا تو اِسْتَطَاعَ ہُوا جس کا وزن اِسْتَفْعَلَ ہے۔ پھر تاء کی حرکت ہمزہ کی طرف نقل کرنے کے بعد تخفیف کے لئے اس کو حذف کر دیا تو اَسْتَطَاعَ ہُوا۔ اسی لئے اَسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ

پڑھا جاتا ہے۔ قولہ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهٗ نَقْبًا ،، یعنی وہ دیوار بہت سخت اور بلند ہے اس میں سوراخ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس پر چڑھ سکتے ہیں۔

قولہ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ آہ یعنی یہ دیوار اللہ تعالیٰ کی اس کے بندوں کے لئے رحمت ہے۔ اور جب قیامت کا قرب ہوگا تو اس دیوار کو پاش پاش کر کے زمین کے برابر کر دے گا۔

دَكَّآءً مِنَ الْاَرْضِ ،، کا معنیٰ ہے زمین کے ساتھ مل کر برابر ہونے والی ،، چنانچہ جس اونٹنی کی کوہان پست ہو کر اس کی پشت کے ساتھ برابر ہوگئی ہو اس کو ناقہ دَکَّاءَ ،، کہا جاتا ہے۔

قولہ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ الخ یعنی یاجوج ماجوج جب دیوار کے پیچھے سے نکلیں گے تو بڑی شدت اور تیزی سے نکلیں گے اور تمام دنیا میں ان کا سخت ہجوم ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے وہ بحیرہ طبریہ پر آئیں گے اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور اس کے جانور کھا جائیں گے۔ جب ان میں آخری شخص وہاں سے گزرے گا تو کہے گا یہاں بھی کبھی پانی تھا وہ جوشی دیکھیں گے اس کو کھاتے چلے جائیں گے۔ لیکن مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ان کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی جبکہ فرشتے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

قولہ رَاَيْتَهٗ ،، یعنی ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس دیوار کو دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیسی ہے اُس نے عرض کیا لکیردار چادر کی طرح جس میں سفید اور سیاہ یا سُرخ لکیریں ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تُو نے اس کو دیکھا ہے۔ اور تُو اس بات میں سچا ہے نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں قتادہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میں نے اس دیوار کو دیکھا ہے لیکن لوگ تسلیم نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کیسے دیکھا ہے۔ اُس نے عرض کیا میں نے اسے ایسے دیکھا ہے جیسے لکیردار چادر ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا تُو نے سچ کہا ہے۔ میں نے معراج کی رات میں اس کو دیکھا کہ اس کی بعض اینٹیں سونے کی اور بعض تانبے کی ہیں۔

حوفی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ دونوں پہاڑوں کا درمیانی فاصلہ ایک سو فرسخ ہے۔

جب ذوالقرنین نے دیوار کو بنانا شروع کیا تو پانی تک اس کی بنیاد کھودی۔ اس کی چوڑائی پچاس فرسخ۔ موٹائی میں پتھر اور پگھلا ہُوا پیتل رکھا۔ پھر اس کے اُوپر لوہے کی چادریں اور پگھلایا ہُوا پیتل کیا اس کے اندر بھی اسی طرح پیتل کیا حتیٰ کہ وہ لکیردار چادر نظر آنے لگی۔

۳۱۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ

۳۱۳۰۔ ترجمہ: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زینب بنت ام سلمہ نے ان سے، ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے، انھوں نے زینب بنت جحش ام المومنین رضی اللہ عنہن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لے گئے درانحالیکہ آپ فرما رہے تھے۔ لا الٰہ الا اللہ، عربوں کی خرابی اس شر سے جو قریب آ رہی ہے۔ آج یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اس کی مثل کھل گیا ہے اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے متصل انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ زینب بنت جحش نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا۔ جبکہ فسق و فجور زیادہ ہونے لگے گا۔

۳۱۳۰۔ شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان فتنوں میں عربوں کی ہلاکت کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ عظیم تر مفاسد کا مرجع عرب ہی ہوں گے۔ [illegible] سے حسب ارشاد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض فتنوں کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ کیونکہ ایک قول کے مطابق یاجوج ترک ہیں اور انھوں نے خلیفہ مستعصم کو ہلاک کیا اور بغداد میں بہت کہرام برپا کیا جس سے [illegible] ہو رہے ہیں۔ اور جمہور علماء نے "خبث" کی تفسیر فسق و فجور سے کی ہے۔ بعض نے [illegible] مراد لیا ہے اور بعض نے زنا سے پیدا ہونے والے انسان مراد لیے ہیں۔ لیکن ظاہر اور واضح بات یہی ہے کہ خبث سے مراد مطلق گناہ ہیں یعنی جب عام لوگ گناہوں میں مبتلا ہو جائیں گے تو ان پر قہر خدا نازل ہوگا اور وہ ہلاک ہو جائیں گے اگرچہ ان میں سے تھوڑے نیک لوگ بھی ہوں گے کیونکہ خشک لکڑیوں میں تر لکڑیاں بھی جل جاتی ہیں حالانکہ وہ جلنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا مسلم کی روایت کی اسناد میں حبیبہ بنت ام حبیبہ بنت ابی سفیان [illegible]

٣١٣١ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَحَ اللّٰهُ مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلَ هٰذَا وَعَقَدَ بِيَدِهٖ تِسْعِيْنَ

عَنْ اُمِّهَا اُمِّ حَبِيْبَةَ ہے لیکن بخاری نے حبیبہ کو ساقط کر دیا ہے۔ اس اسناد میں زہری اور عروہ دونوں تابعی ہیں جبکہ اس میں چار خواتین صحابیات ہیں اور وہ ایک دوسری سے روایت کرتی ہیں۔ ان میں سے دو ربیبہ ہیں اور وہ زینب بنت ابی سلمہ اور حبیبہ بنت ام حبیبہ ہیں اور دو امہات المؤمنین ہیں اور وہ زینب بنت جحش اور ام حبیبہ ہیں یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس اسناد میں تابعی

قَوْلُهٗ حَلَقَ بِاِصْبَعِهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا ،، یعنی سبابہ انگلی کو انگوٹھے کی جڑ میں رکھا اور اس کو ملایا حتی کہ ان دونوں میں تھوڑا سا فرجہ رہ گیا۔ یہ حساب کی وضع اور طریقہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے کی جڑ سے سبابہ کو ملایا۔ حالانکہ مسلم کی روایت کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ سفیان نے اپنے ہاتھ سے دس کا عقد بنایا۔ اور بخاری کی کتاب الفتن میں روایت کے پیش نظر سفیان نے نوے یا سو کا عقد بنایا اور ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا سا کھول دیا ہے۔ اور نوے کا عقد بنایا ،، اس سے یہ واضح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد بنایا اور مسلم میں وہیب کے طریق سے ابوہریرہ سے روایت ہے کہ وہیب نے نوے کا عقد بنا کر دکھایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وُہَیب عاقد ہیں تو اس تقریر سے تین چیزیں سامنے آگئیں۔ ایک عقد بنانے والے میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہے؟ دوسرے عدد میں اختلاف ہے کہ عدد دس کا بنایا یا نوے کا یا سو کا یا کوئی اور تیسری بات یہ کہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عرب حساب و کتاب جانتے ہیں حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم بے پڑھے ہیں حساب و کتاب نہیں جانتے ،، تو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔

اس ستخرج کا جواب یہ ہے کہ پہلی صورت میں نفسِ عقد حدیث کا لفظ نہیں اس کو داخل کیا گیا۔ راویوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ "مثل ھٰذا ،، سے تعبیر کی ہے۔ کیونکہ انھوں نے اشارہ کو آنکھوں سے دیکھا تھا اور دوسرے کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد مثال ہے تاکہ صورت ذہن نشین ہو جائے۔ کوئی خاص حد مراد نہیں اور تیسرے کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ہم بے پڑھے ہیں حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں ،، اس سے مراد خاص معینہ صورت کا بیان ہے۔

٣١٣١ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے

۳۱۳۲ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَا اٰدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ فَعِنْدَہٗ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُكَارٰی وَمَا ھُمْ بِسُكَارٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَیُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَّمِنْ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ فِی النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْیَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَیْضَاءَ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ ــــ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا سا کھول دیا ہے اور اپنے ہاتھ مُبارک سے نوّے کا عقد بنایا۔ (حدیث ۳۱۳۰ کی شرح دیکھیں)

۳۱۳۲ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے آدم! وہ عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور باریابی میں ہوں اور ہر بھلائی تیرے دستِ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دوزخ میں بھیجے جانے والے کتنے لوگ ہیں اللہ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے۔ اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنے حمل وضع کر دیں گی اور تو لوگوں کو بیہوش دیکھے گا وہ بیہوش نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو گا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک ہم میں سے کون ہو گا؟ آپ نے فرمایا تمہیں خوشی ہونی چاہیئے تم میں سے ایک اور یاجوج و ماجوج ہزار ہو گا۔ پھر فرمایا! اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ وَقَالَ اَبُوْمَيْسَرَةَ الرَّحِيْمُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ

میری جان ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم جنتیوں میں چوتھا حصّہ ہوگے۔ ہم نے زور سے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے اُمید ہے کہ تم جنتیوں میں نصف ہوگے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم لوگوں میں صرف سفید بیل کے جسم میں سیاہ بال کی طرح ہو یا سیاہ بیل کے جسم میں سفید بال کی مثل ہو۔

۳۱۳۲ — شرح : یعنی جب قیامت میں پروردگار عالم جل مجدہ الکریم کا یہ ارشاد لوگ سُنیں گے تو خوف و ہراس اور دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ یعنی سخت خوف ہوگا حتیٰ کہ اگر عورتوں کو حاملہ تصوّر کیا جائے تو وہ اپنے حمل وضع کر دیں گی۔ عربوں میں محاورہ ہے کہ وہ کہا کرتے ہیں۔ ہمیں اتنی سختی آپہنچی ہے کہ اس سے ہمارے بچّے بوڑھے ہوگئے ہیں تو یہ کلام مجاز پر مبنی ہے۔ بعض علماء نے اس کو حقیقت پر محمول کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دُنیا سے نکلنے سے پہلے قیامت کا زلزلہ آئے گا۔ اس میں لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشی کے وقت نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنا مستحب ہے۔ اور نعمتوں کی تحدید اور کثرت پر خوشی کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کی بہت کثرت ہوگی اُن کی نسبت جنتی بہت تھوڑے ہوں گے جیسے بیل کا ایک سفید یا کالا بال دوسرے بالوں کی نسبت نہایت ہی قلیل ہے اور کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد
اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ،،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : بے شک ابراہیم عبادت گزار بندے تھے۔ اور اس کا ارشاد : بے شک ابراہیم نرم دل اور بردبار تھے۔ ابومیسرہ نے کہا اوّاہ کا معنی، حبشی زبان میں مہربان ہے!

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام شیخ الانبیاء ہیں۔ آپ کا نسب شریف یہ ہے۔ ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن ساروح بن راعو بن فالح بن عابر بن شالح بن قینان بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام یہ سُدی نے اپنے اشیاخ سے بیان کیا ہے اور بعض علماء نے یوں بیان کیا ہے ابراہیم بن تارخ بن اسوع بن ارعو بن فالغ بن شالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہما السلام اور قینان کو عموداً نسب سے خارج کر دیا۔ ثعلبی نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد تارخ ہے۔ وہب نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نونا بنت کرنبا ہیں اور کرنبا سام کی اولاد میں سے ہے۔ ہشام نے کہا حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان صرف حضرت ہود اور صالح علیہما السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم اور ہود کے درمیان چھ سو تیس سال کا عرصہ ہے اور حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار ایک سو بیالیس سال کی مدت ہے۔ ثعلبی نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش اور طوفانِ نوح کے درمیان ۱۲۶۳ سال کا عرصہ ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ۳۳۳۷ سال کا واقعہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود بن کنعان ملعون کے زمانہ میں نمرود کے شہر کے متعلق ایک گاؤں بابل میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالاضیاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت ناموں سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ اوّاہ حلیم، منیب، حنیف، قانع اور شاکر ایسے اسماء ذکر کئے ہیں۔ آپ کی عمر شریف دو سو سال ہوئی ہے۔ جبرون کے ایک محلہ میں آپ مدفون ہیں جس کو اب مدینۃ الخلیل کہا جاتا ہے۔ آپ کو ابراہیم اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اب رحیم یعنی رحمدل باپ ہیں۔ آپ بچوں سے محبت بہت کیا کرتے تھے۔ ابن جریر نے تفسیر میں ذکر کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے تو آپ کا ایک دوست مصر میں رہتا تھا جو آپ کو طعام بھیجا کرتا تھا۔ آپ نے اس کے پاس اپنے خدام کو بھیجا کہ وہ اس سے طعام لائیں تو اُس نے کہا اگر آپ اپنے ہی لئے طعام طلب کرتے تو میں بھیج دیتا۔ لیکن آپ تو لوگوں کے لئے طعام طلب کر رہے ہیں کیونکہ وہ لوگ آپ کے مہمان ہیں جبکہ آپ بہت مہمان نواز تھے اور لوگوں کی طرح ہم بھی قحط میں مبتلا ہیں اور طعام بھیجنے سے معذرت کر دی چنانچہ خدام خالی واپس لوٹے جب وہ ایک ریتلے نرم میدان سے گزرے تو انھوں نے خیال کیا کہ اگر یہاں سے بوریوں میں ریت بھر لیں تو بہتر رہے گا تاکہ جب لوگ بوریوں کو بھرا ہوا دیکھیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ہم طعام لائے ہیں اور یہ شرم کی بات ہے کہ ہم خالی بوریاں لے کر لوگوں کے سامنے جائیں تو انھوں نے نرم ریت بوریوں میں بھر لی۔ جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو حالات سے آگاہ کیا تو آپ کو صدمہ پہنچا اور آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو آپ سو گئے جبکہ آپ کی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام بھی سو رہی تھیں۔ جب سورج بلند ہوا تو وہ بیدار ہوئیں اور کہنے لگیں سبحان اللہ! خدام آئے نہیں؟ عرض کیا گیا وہ آگئے ہیں۔ آپ اٹھیں اور ایک بوری کو کھولا تو اس میں بہترین آٹا تھا اور یہی حال دوسری بوریوں کا تھا۔ آپ نے آٹا نکالا اور گوندھ کر روٹیاں پکائیں اور مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیدار ہوئے تو آپ کو روٹیوں کی خوشبو آئی۔ فرمایا یہ کہاں سے آئی ہیں؟ سیدہ سارہ علیہا السلام نے عرض کیا یہ آٹا آپ کے مصری خلیل (دوست) نے بھیجا ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا بلکہ میرے خلیل اللہ تعالیٰ نے یہ بھیجا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو

۳۱۲۳ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَرَاهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً .... غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا

خلیل سے موسوم کیا۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ پر خلت کا اطلاق بطور مشاکلت ہے۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا بلکہ میرے خلیل اللہ نے بھیجا ہے یہ سارہ کے کلام آپ کے مصری خلیل نے بھیجا ہے کے مقابلہ میں ہے جیسے نفس کا اطلاق بطور مشاکلت ہے۔ قرآن کریم میں ہے تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ " ایک یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے مشرکوں کو دعوتِ توحید دی اور اُن کو چاند، ستاروں، سورج اور بتوں کی پُوجا سے منع کیا۔ جس کے باعث آپ کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ اپنے آپ کو نمرود کی آگ میں ڈال دیا ...... اللہ کی رضا میں بیٹے کی قربانی کرنے تیار ہو گئے اور لوگوں کی مہمانی آپ کا شعار رہا۔ یہ ایسے امور تھے جن سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے اس لئے آپ کو خلیل بنایا۔ علماء اور وجوہ بھی بیان کرتے ہیں۔ نیز آپ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتے تھے اور اللہ کی مرضی کے مطابق اس کی طاعت کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد سے عبداللہ ابن عمیر کا ذکر کیا کہ ابراہیم علیہ السلام لوگوں کی مہمانی کیا کرتے تھے۔ ایک روز کسی شخص کی تلاش میں باہر نکلے تاکہ اس کی مہمانی کریں تو کوئی شخص نہ ملا۔ آپ اپنے گھر واپس آئے تو اس میں ایک شخص کھڑا دیکھا تو اس سے فرمایا اے خدا کے بندے میری اجازت کے بغیر تم کو کس نے گھر میں داخل کیا۔ اُس نے کہا اس کے مالک کی اجازت سے داخل ہُوا ہوں۔ فرمایا تو کون ہے؟ کہا میں ملک الموت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کی طرف بھیجا ہے جس کو اللہ نے خلیل بنایا ہے۔ فرمایا وہ شخص کون ہے؟ بخدا! اگر مجھے اس کی خبر دے تو وہ جہاں بھی ہوگا تو میں اس کے پاس ضرور جاؤں گا اگرچہ دنیا کے ایک کونہ میں ہو۔ اور وفات پانے تک میں اس کا ساتھی رہوں گا ملک الموت نے کہا وہ آپ ہی تو ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا درست ہے پھر فرمایا کس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے۔ ملک الموت نے کہا آپ لوگوں کو عطایا دیتے ہیں اور پھر ان سے واپسی کا مطالبہ نہیں کرتے واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۱۲۳ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم قیامت میں برہنہ پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے

فَاعِلِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِيْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِيْ اُصَيْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

کے اُٹھائے جاؤ گے پھر پڑھا جس طرح ہم نے ابتداءً تم کو پیدا کیا دوبارہ اسی طرح لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہے۔ ہم اس کو ضرور پورا کریں گے یا قیامت کے روز سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور میرے چند اصحاب کو بائیں جانب لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا جائے گا جب آپ ان سے جدا ہوئے وہ اپنی ایڑھیوں کے بل اسلام سے مرتد ہو گئے تھے تو میں کہوں گا جیسے عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا جب تک میں ان میں رہا ان پر گواہ رہا۔ اور جب تو نے مجھے فوت کیا تو تو ہی ان پر نگہبان ہے۔ العزیز الحکیم تک۔

۳۱۳۲ — شرح: ابوداؤد نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب وہ فوت ہونے لگے تو اُنھوں نے نئے کپڑے منگوا کر پہنے اور کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ میت کو اسی لباس میں اُٹھایا جائے گا جس میں اس کا انتقال ہوا ہوگا۔ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ جبکہ امام ترمذی نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ تم پیادے اور سوار اُٹھائے جاؤ گے اور تم چہروں کے بل چلو گے لیکن اس کا بخاری کی اس حدیث سے معارضہ نہیں کیونکہ لوگ قبروں میں سے اپنی کپڑوں میں اُٹھائے جائیں گے جن میں وہ فوت ہوئے ہوں گے پھر محشر کے میدان میں جب لوگ جمع ہوں گے تو ان کا یہ لباس اُتر جائے گا تو ان کا برہنہ حشر ہوگا یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ بعض لوگ حساب کتاب کی جگہ ننگے چل کر آئیں گے پھر ان کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔

اس حدیث میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت بڑی فضیلت ہے جیسے سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ فضیلت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرش کا پایا پکڑے ہوئے پائیں گے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اپنی قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام آپ سے افضل ہیں کیونکہ یہ جزوی فضیلت ہے جو کلی فضیلت کے منافی نہیں یا معنیٰ یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم متکلم ہیں اور مذکور حکم سے خارج ہیں چنانچہ علماء اصول نے ذکر کیا ہے کہ متکلم اپنے عمومی خطاب میں داخل نہیں ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم

علیہ السلام کو جنتی چادر پہنائی جائے گی ۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور پھر دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو جنتی چادریں پہنائی جائیں گی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ان کو برہنہ نمرود کی آگ میں ڈالا گیا تھا ۔ حدیث میں لفظ "اصحابی" کا تکرار تاکید کے لئے ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لوگ منافق اور مرتد ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے منحرف ہو گئے تھے اور ابو عمر نے کہا یہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے خلاف نئی اشیاء پیدا کیں جیسے روافض اور خوارج اور دیگر اہلِ اہواء وغیرہ ان کو حوض سے دھکیل دیا جائے گا ۔ اسی طرح حق کو مٹانے والوں اور علانیہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کو حوض سے دُور رکھا جائے گا جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پانی عنایت فرمانے کا ارادہ فرمائیں گے تو فرشتے یہ عرض کرتے ہوئے روک دیں گے کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارتداد اور رفض و خروج کا علم نہیں ہوگا کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا میری اُمت کے اعمال صبح و شام مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں ۔ چونکہ آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور اگر کسی نے آپ سے مانگا تو آپ نے کبھی انکار نہیں کیا اس غایت شفقت کے باعث آپ ان کو بھی پانی دینے کا ارادہ فرمائیں گے جیسے عبداللہ بن ابی بن سلول جو رئیس المنافقین تھا ۔ آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی نمازِ جنازہ سے آپ کو منع نہیں کیا تھا اس کے بعد جب منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا تو آپ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھی ایسے ہی پہلے آپ کو ان لوگوں کے متعلق پانی دینے سے منع نہیں کیا گیا تھا ۔ جب فرشتوں نے اللہ کے حکم کے مطابق روک دیا تو آپ نے ان کو پانی دینے کا ارادہ ترک فرما دیا مسلم نے باب الحوض میں حدیث ذکر کی کہ جب آپ ان کو پانی دینے کا ارادہ فرمائیں گے تو فرشتے عرض کریں گے کیا آپ جانتے نہیں کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے ؟ یعنی جب آپ کو علم ہے کہ یہ لوگ بعد میں منحرف ہو گئے تھے ۔ تو آپ انہیں پانی نہ دیں اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو پانی دینا رحمت و شفقت پر مبنی ہے جو آپ کی عادت کریمہ ہے ۔ علاوہ ازیں قیامت کی بات آپ اب دُنیا میں فرما رہے ہیں کہ حوض پر اس طرح ہوگا پھر کیسے یہ تصور ممکن ہے کہ قیامت میں آپ کو علم نہ ہوگا ۔ یاد رہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی مرتد نہیں ہُوا ۔ حدیث میں مذکور وہ لوگ ہیں جو جاہل عرب تھے اور وہ دُور دور سے خوف زدہ ہوکر اور نفسانی طمع کے باعث اسلام میں داخل ہو گئے تھے ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لوگ دو قسم کے تھے ۔ ایک قسم وہ تھی جو نافرمان تھے اور استقامت سے منحرف ہُوئے اسلام سے منحرف نہ ہُوئے تھے ۔ یہ لوگ اعمال صالحہ کی جگہ بُرے عمل کرنے لگے تھے ۔ دوسری قسم وہ لوگ تھے جو دین سے مرتد ہو کر کفر میں داخل ہو گئے تھے ۔ (اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے ۔ غالباً یہ لوگ منکرینِ زکوٰۃ تھے ۔

۳۱۳۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَبْدُ الْحَمِیْدِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاھِیْمُ اَبَاہُ اٰزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلٰی وَجْہِ اٰزَرَ قَتَرَۃٌ وَّغَبَرَۃٌ فَیَقُوْلُ لَہٗ اِبْرَاھِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ اَبُوْہُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاھِیْمُ یَا رَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ یَا اِبْرَاھِیْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا ھُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِہٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ

۳۱۳۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم (علیہ السلام) اپنے چچا آزر کو قیامت کے روز ملیں گے جبکہ اس کے چہرہ پر سیاہی اور غبار چھایا ہوگا۔ ابراہیم (علیہ السلام) اسے فرمائیں گے۔ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی مت کر تو ان کا چچا آزر کہے گا آج میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا (یہ سُن کر) ابراہیم اللہ سے عرض کریں گے اے میرے پروردگار! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جس روز لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے تو مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ تیری رحمت سے دُور میرے چچا کی رُسوائی سے بڑھ کر کیا رُسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں کے لئے جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا اے ابراہیم تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے تو بہت بالوں والا زبجو خون آلود ہے اس کی ٹانگیں پکڑ کر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا!

۳۱۳۴ — شرح : قرآن کریم میں چچا پر باپ کا اطلاق ہے چنانچہ ارشاد ہے "وَمِنْ اٰبَائِکَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ" یہ خطاب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے اور اسماعیل علیہ السلام آپ کے چچا تھے جن پر باپ کا اطلاق ہوا ہے۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے چچا آزر پر باپ کا اطلاق ہے۔ حالانکہ آپ کے والد تارخ ہیں جیسا کہ آپ کے نسب میں ذکر ہو چکا ہے۔ آزر کو بجو اس لئے مسخ کر دیا جائے گا کہ یہ تمام جانوروں سے زیادہ بیوقوف ہے۔ اس کی ایک بیوقوفی یہ ہے کہ یہ ضروری شئی سے بھی غافل ہو جاتا ہے جس سے

۳۱۳۵ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو اَنَّ بُكَيْرًا اَحَدَّثَهُ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَوَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ اِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ اَمَّا هُمْ فَقَدْ سَمِعُوْا اَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ مُصَوَّرٌ فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ

۳۱۳۶ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتّٰى اَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ وَرَاٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ بِاَيْدِيْهِمَا الْاَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهِ اِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْاَزْلَامِ قَطُّ

غفلت نہیں برتی جاتی۔ جب آزر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام جو تمام لوگوں سے زیادہ شفیق تھے کی نصیحت قبول نہ کی اور شیطان کے دھوکہ فریب میں پھنسا رہا اور ضروری امر سے غافل ہوا تو اس کو بجو مسخ کردیا گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں سے کافروں کو فائدہ نہیں پہنچے گا جبکہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوگیا ہو۔

۳۱۳۵ــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں ابراہیم علیہ السلام کی صورت اور مریم علیہا السلام کی صورت پائی تو فرمایا کیا انھوں نے سنا نہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی صورت ہو۔ یہ ابراہیم کی صورت ہے یہ کیسی تقسیم کرتے ہیں۔

۳۱۳۶ــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ میں صورتیں دیکھیں تو اس میں داخل نہ ہوئے حتی کہ ان کے متعلق حکم دیا اور ان کو مٹا دیا گیا اور حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے ہاتھوں میں تیر دیکھے تو فرمایا اللہ ان کو ہلاک کرے بخدا! انھوں نے کبھی تیروں سے تقسیم نہیں کی۔

۳۱۲۷ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا
عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ قَالَ
اَتْقَاهُمْ فَقَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَیُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ
اللّٰهِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ
تَسْأَلُوْنَ خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا قَالَ اَبُوْ
اُسَامَةَ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

: عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ :

۳۱۳۵ ، ۳۱۳۶ — شرح : یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ آپ تیروں سے لوگوں کے امور کی تقسیم کرتے تھے بے بنیاد افتراء ہے کیونکہ آپ ان الائش سے معصوم تھے کیونکہ تیروں سے لوگوں کے مقسوم کا فیصلہ کرنا حرام ہے اور یہ قمار بازی ہے جس کی انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف نسبت کرنا ان کی ذوات مطہرہ پر بدنما دھبہ لگاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے تقدس کی پامالی ہے اور اس کی ذات منزہ صفات پر افتراء ہے حدیث میں مذکور لفظ "اما" کا قسیم "ھٰذا ابراہیم" ہے یا محذوف ہے جیسے وَاَمَّا صُوْرَتُ مَرْیَمَ فَکَذَا ،، قولہ اِنِ اسْتَقْسَمَا ،، میں اِنْ نافیہ ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تیروں سے تقسیم نہیں کی ،،

۳۱۳۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ ،، لوگوں میں سے سب سے زیادہ مکرم و معظم کون ہے۔ آپ نے فرمایا جو ان میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نے یہ سوال نہیں کیا تو آپ نے فرمایا اللہ کا نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ۔ اللہ کے نزدیک معظم ہیں۔ لوگوں نے کہا ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب خاندانوں سے متعلق پوچھ رہے ہو ان میں سے جو زمانہ جاہلیت میں سردار تھے وہ اسلام میں بھی سردار ہیں جبکہ وہ دین میں فقاہت حاصل کرلیں۔ ابواُسامہ اور معتمر نے عبید اللہ، سعید اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۳۱۳۷ — شرح : یعنی یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اشرف ہیں کیونکہ جو کوئی اللہ سے ڈرے وہ اشرف ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تقویٰ انسان میں عزت و وقار

٣١٣٨ — حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنَا عَوْفٌ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ ثَنَا سَمُرَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيلٍ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا وَأَنَّهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

٣١٣٩ — حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا النَّضْرُ أَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَذَكَرُوا لَهُ الدَّجَّالَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ أَوْ ك ف ر قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَجَعْدٌ آدَمُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُكَبِّرُ —

کے اسباب پیدا کرتا ہے اور اس کے باعث انسان حرص و طمع سے دُور رہتا ہے حتیٰ کہ وہ مباح امور سے بھی اجتناب کرتا ہے گناہ کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس حدیث سے قرطبی نے استدلال کیا کہ حضرت یُوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہیں تھے کیونکہ وہ نبی ہوتے تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس منقبت میں شامل کرتے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ یُوسف علیہ السلام کا حدیث میں ذکر اس لئے ہے کہ آپ اپنے بھائیوں سے افضل تھے۔ جبکہ بعض علماء نے حضرت یوسف علیہ السلام کو رسُول مانا ہے۔ معادن ، کا معنیٰ اصول ہے جن طرف لوگ منسوب ہوتے ہیں اور ان کے سبب ایک دوسرے سے فخر کی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو معادن اس لئے کہا ہے کہ ان میں مختلف قابلیت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے بعض تو اللہ کے فیض کو قبول کی صلاحیت رکھتے ہیں اور بعض میں یہ قابلیت نہیں۔ جبکہ معدن میں مختلف اقسام کے نفیس جواہر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بھی علوم کی معادن ہیں بشرطیکہ وہ علم دین میں فقاہت حاصل کریں۔ واللہ اعلم!

٣١٣٨ — ترجمہ : سَمُرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرے پاس دو شخص آئے۔ اور ہم سب ایک آدمی کے پاس آئے جس کا قد بہت لمبا تھا میں اس کی لمبائی کے سبب اس کا سَر نہ دیکھ سکتا تھا اور وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔ (حدیث ۳۰۶ کی شرح دیکھیں)

٣١٣٩ — ترجمہ : مُجاہد سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سُنا جبکہ لوگوں نے ان کے پاس دجال کو ذکر کیا کہ اس کی دو آنکھوں کے درمیان کافر یا ک ف ر لکھا ہُوا ہے۔ ابن عباس نے کہا یہ میں نے نہیں سُنا لیکن آپ نے فرمایا کہ بہرحال ابراہیم

۳۱۴۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُّومِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ وَتَابَعَهُ عَجْلَانُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ

۳۱۴۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ ثَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُومِ مُخَفَّفَةً

کو دیکھنا ہے تو اپنے صاحب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لو لیکن موسیٰ گھنگھریالے بالوں والے گندمی رنگ والے سُرخ اونٹ جس کی نکیل کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی پر سوار تھے۔ گویا کہ میں ان کو اب دیکھ رہا ہوں کہ وہ وادی میں اُترتے ہوئے تکبیر کہہ رہے ہیں۔

۳۱۳۹ — شرح: وَذَكَرُوا لَهُ الدَّجَّالَ سے قال تک جملہ معترضہ ہیں اور ک ف ر سے دجال کے کفر کی طرف اشارہ ہے۔ محققین کا مسلک یہ ہے کہ دجال کے ماتھے پر حقیقۃً کافر لکھا ہوا ہے۔ جو مومن کو نظر آئے گا اگرچہ وہ پڑھا ہوا نہ ہو جس سے وہ اس کے کفر پر اطلاع پائے گا "صاحب" سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کا تصور کرنا جائز ہے۔

۳۱۴۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم "علیہ السلام" نے قدوم میں ختنہ کیا جبکہ آپ کی عمر شریف اسی برس تھی۔ عبدالرحمٰن بن اسحاق ابوالزناد سے روایت کرنے میں اور عجلان نے ابوہریرہ سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔ اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے اس کی روایت کی ہے!

۳۱۴۱ — ترجمہ: ابوالیمان نے بیان کیا کہ ہمیں شعیب بن ابی حمزہ حمصی نے خبر دی اُنھوں نے کہا ابوالزناد نے "قدوم" مخفف روایت کیا ہے

۳۱۴۰، ۳۱۴۱ — شرح: یعنی لفظ "قدوم" کو اکثر علماء نے دال مخفف پڑھا ہے اس کا معنیٰ تیشہ ہے۔ اور بعض علماء نے "دال" مشدد

۳۱۴۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ الرُّعَيْنِيُّ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثًا ح ۳۱۴۳ وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللهِ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا قَالَ مَنْ هٰذِهِ قَالَ أُخْتِي فَأَتَى سَارَةَ فَقَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ وَإِنَّ هٰذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي فَلَا تُكَذِّبِينِي فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ

بڑھا ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ الحاصل تمام روایات کا اس پہ اتفاق ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی برس کی عمر شریف میں خود اپنا ختنہ کیا تھا۔

۳۱۴۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین بار کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۳۱۴۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابراہیم علیہ السلام نے تین بار کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ان میں سے دو تو اللہ کی ذات ستودہ صفات کے واسطے تھے وہ ان کا فرمانا کہ میں بیمار ہوں اور ان کا ارشاد کہ بلکہ یہ اُن کے بڑے بت نے کیا ہے۔ ایک روز وہ اور ان کی بیوی سارہ سفر کر رہے تھے کہ (دوران سفر) ایک جابر بادشاہ کی مملکت میں سے گزرے تو اس سے کسی نے کہا یہاں ایک مرد (آیا) ہے اس کے ساتھ بہت خوبصورت عورت ہے۔ اس جابر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیغام بھیجا اور حضرت سارہ کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے۔ پھر آپ سارہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا اے سارہ میرے اور تیرے سوا اس زمین پر کوئی مومن نہیں ہے۔ اس ظالم بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے

فَاُخِذَ فَقَالَ اُدْعِيْ اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا ثَانِيَةً فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ اُدْعِيْ اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتْ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكَ لَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاَوْمَأَ بِيَدِهٖ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ

اسے بتایا کہ تو میری بہن ہے تو نے مجھے جھٹلانا نہ ہوگا! اتنے میں اس ظالم نے سارہ کو بلوا بھیجا جب آپ اس کے پاس پہنچیں تو اُس نے اپنے ہاتھ سے سارہ کو پکڑنا چاہا تو وہ (زمین میں) پکڑا گیا۔ اُس نے سارہ سے کہا میرے لئے اللہ سے دُعا کرو میں تجھے اذیت نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہ نے اللہ سے دُعا کی تو وہ چھوڑا گیا۔ پھر اس نے دوبارہ سارہ کو پکڑنا چاہا تو وہ اسی طرح پکڑا گیا یا اس سے سخت گرفت میں آگیا۔ اُس نے سارہ سے کہا میرے لئے اللہ سے دُعا کرو میں تجھے کوئی اذیت نہیں پہنچاؤں گا۔ آپ نے دعا کی تو اس کی خلاصی ہوگئی۔ پھر اس نے ایک خادم کو بلایا اور اسے کہا تم میرے پاس انسان نہیں لائے ہو تم تو میرے پاس شیطان لے آئے ہو اور سارہ کو بطور خدمت ہاجرہ دے کر واپس بھیج دیا۔ سارہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں جبکہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اُنھوں نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کیسے حال رہا۔ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر یا فاجر کے فریب کو اس کے سینے میں لوٹا دیا اور اس نے ہاجرہ خدمت کے لئے دی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یہ تمہاری ماں ہے!

۳۱۴۲، ۳۱۴۳ — شرح: مسلم کی روائت میں تیسرا کذب کوکب، قمر اور سورج کے طلوع و غروب ہونے کو ذکر کیا ہے جبکہ آپ نے ستارہ کے طلوع کے وقت فرمایا "یہ میرا رب ہے" اسی طرح چاند کے طلوع کے وقت فرمایا یہ "میرا رب ہے" اسی طرح سورج کے طلوع کے وقت یہ فرمایا تو بخاری میں مذکور تین کذبات میں حصر نہ رہا اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اگر کمسنی میں یہ فرمایا ہے تو یہ کسی شمار میں نہیں اور اگر بلوغ کے بعد فرمایا ہے تو یہ لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ اور ان کو یہ بتانا مقصود تھا کہ جو شئی تغیر کو قبول کرے وہ ربوبیت کی صلاحیت نہیں رکھتی متغیر خدا نہیں ہوسکتا یا ان کو توبیخ و تہکم کے لئے فرمایا تھا اس پر جھوٹ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہذا حصر میں نقص نہیں۔

تین امور پر کذب اور جھوٹ کا اطلاق ظاہری اعتبار سے ہے اور یہ سامعین کی نسبت جھوٹ ہیں درحقیقت جھوٹ نہیں کیونکہ آپ کا ارشاد "اِنِّیْ سَقِیْمٌ" کا معنی یہ ہے میں بیمار ہونے والا ہوں کیونکہ انسان پر بیماری آتی رہتی ہے۔

یا اس وقت میں آپ کو بخار کی صورت پیدا ہو رہی تھی یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ مشرکوں کی عید کے مقام میں میرا جانا میرے لئے بیماری ہے اور آپ کا ارشاد : بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ ،، اس میں آپ نے بت کی طرف اسناد کیا کیونکہ بتوں کو توڑنے پھوڑنے کا سبب وہی تھا۔ یا بَلْ فَعَلَهٗ پر وقف ہے اور ،، كَبِيْرُهُمْ هٰذَا ،، نیا کلام ہے۔ تو آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ بلکہ اس کو کرنے والے نے کیا ہے۔ تم ان بتوں سے پوچھ لو اگر یہ بولنے کی طاقت رکھتے ہیں اور سارہ علیہا السلام کو بہن کہنا اس لحاظ سے ہے کہ وہ آپ کی اسلامی بہن تھیں۔ فقہاء نے تصریحات کی ہیں کہ بعض صورتوں میں جھوٹ بولنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اور سارہ کا واقعہ اگرچہ یہ بھی اللہ کے لئے تھا، لیکن اس میں کچھ حظِ انسان بھی پایا جاتا ہے۔ اور پہلی دو نوں باتیں خالص اللہ کے لئے ہیں۔ اس لئے ان کی نسبت اللہ کی طرف کی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سفر میں لوط علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ تھے تو آپ کا یہ فرمانا کہ میرے اور تیرے سوا اس زمین میں کوئی مومن نہیں۔ کیسے صحیح ہوگا ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اگرچہ سفر میں آپ کے ہمراہ تھے لیکن مصر میں داخل ہوتے وقت ساتھ نہ تھے جب وہ مصر میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہ تھیں۔ اس لئے آپ کا ارشاد صحیح ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سفر اس وقت کیا جبکہ شام میں قحط پڑا تھا۔ اس وقت مصر کا بادشاہ فرعون تھا یہ سب سے پہلا فرعون ہوا ہے جس کی عمر بہت لمبی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون اور تھا

قوله فَتِلْكَ أُمُّكُمْ الخ اس سے مراد عرب کے لوگ ہیں کیونکہ وہ بارش کے پانی پر گزارا کرتے تھے اور جہاں بھی بارش کا جمع پانی مل جاتا وہیں اقامت کر لیتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

بعض علماء نے بیان کہ حدیث میں مذکور پانی سے مراد آبِ زمزم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہاجرہ کے لئے جاری کیا تھا اس پر ان کی زندگی کا انحصار تھا گو یا کہ لوگ اس کی اولاد ہیں۔

ابن حبان نے صحیح میں ذکر کیا کہ جو کوئی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہے اس کو ابن ماء السماء کہا جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہاجرہ کے صاحبزادے ہیں اور انھوں نے آبِ زمزم سے پرورش پائی ہے جو آسمان کا پانی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر نسبی کو بھی بھائی کہہ سکتے ہیں اور اس سے مراد اسلامی بھائی ہے۔
بعض لوگوں نے ہاجرہ کو نبی کہا ہے مگر یہ درست نہیں۔

(حدیث ۲۰۷۸ کی شرح دیکھیں)

۳۱۴۴ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَوِ ابْنُ سَلَامٍ عَنْهُ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ وَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۳۱۴۵ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِيْ اَنَا الْاَعْمَشُ ثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهٗ قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُوْلُوْنَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ بِشِرْكٍ اَوَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

۳۱۴۴ــــ ترجمہ: ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کو مار دینے کا حکم فرمایا اور فرمایا یہ ابراہیم علیہ السلام پر پھونکیں مار رہا تھا۔

۳۱۴۴ــــ شرح: یعنی ام شریک رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سانڈے کو مار دینے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ اسم ابرص ہے۔ جس گھر میں زعفران ہو۔ وہاں یہ داخل نہیں ہوتا اور اس کی مادہ منہ کے ذریعہ بارور ہو کر انڈے دیتی ہے۔ اگر یہ جسیم ہو جائے تو اس کو سام ابرص کہتے ہیں۔ یہ کھانے کے برتن پیشاب ڈال دیتی ہے جس سے انسان بدترین مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا ہوا نمک مل جائے تو اس میں لیٹتی ہے اور اس میں برص کا مادّہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ سانپ کی طرح سردی کے چار مہینوں میں کچھ نہیں کھاتی اور ان دونوں میں بہت الفت ہے جیسے غلاظت کے کیڑے اور بچھوے میں اُلفت ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو ہر جانور آگ کو بجھانے کی کوشش میں تھا۔ اور سانڈھا اس پہ آگ پھونکنے میں مصروف تھا۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب بیت المقدس کو آگ لگائی گئی تھی تو سانڈھے آگ کو پھونکتے تھے۔ طبرانی میں ابن عباس رضی اللہ عنہا سے ضعیف روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سانڈھے کو مار ڈالو اگرچہ وہ کعبہ کے

بَابُ يَزِفُّونَ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ

۳۱۴۶ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَصْرٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيُنْفِذُهُمُ الْبَصَرُ

کے اندر ہو۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۱۴۵ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنا ایمان ظلم سے نہ ملایا تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی بات نہیں جو تم کہتے ہو آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ انھوں نے ایمان کو شرک سے نہ ملایا کیا تم نے سُنا نہیں ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

۳۱۴۵ — شرح: اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مذکور تمام احادیث حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر سے خالی نہیں اگرچہ ذکر کم وبیش ہو اور مناسبت سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں عنوان کا کوئی لفظ پایا جائے اگرچہ قلیل تر ہو۔ حدیث ۳۱ کی شرح دیکھیں۔

باب یَزِفُّوْنَ یعنی رفتار میں تیزی کرنا

۳۱۴۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک وسیع میدان میں جمع کرے گا تو ان کو پکارنے والا اپنی آواز ان کو سُنا سکے گا اور سب کو نظر پہنچے گی اور سورج لوگوں کے

وَتَدْنُوا الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيلُهُ مِنَ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ وَذَكَرَ كَذِبَاتِهِ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى تَابَعَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۱۴۷ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْلَا أَنَّهَا عَجِلَتْ لَكَانَ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَمَّا كَثِيرُ بْنُ كَثِيرٍ فَحَدَّثَنِي قَالَ إِنِّي وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٰنَ جُلُوسٌ مَعَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ مَا هٰكَذَا حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلٰكِنَّهُ قَالَ أَقْبَلَ إِبْرَاهِيمُ بِإِسْمٰعِيلَ وَأُمِّهِ وَهِيَ تُرْضِعُهُ مَعَهَا شَنَّةٌ لَمْ يَرْفَعْهُ

کے قریب ہوگا۔ پھر شفاعت کی حدیث ذکر کی اور فرمایا، لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین میں اللہ کے خلیل ہیں۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں تو وہ فرمائیں گے اور اپنے محض صوری کذب ذکر کریں گے میں اپنی ذات کا بچاؤ چاہتا ہوں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں ابوہریرہ کی متابعت کی۔

۳۱۴۶ — شرح : یہ باب پہلے باب وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا کی فصل کی طرح ہے کیونکہ امام بخاری نے اس کا عنوان ذکر نہیں کیا اور "یَزِفُّوْنَ" سے "فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ" کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف دوڑتے ہوئے آئے جبکہ آپ نے ان کے بت توڑ دیئے تھے۔ نَسَلَان کا معنیٰ تیز چلنا ہے۔

۳۱۴۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم کرے

اگر وہ جلدی نہ کرتیں تو آبِ زمزم جاری چشمہ ہوتا۔ انصاری نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا بہرحال کثیر بن کثیر نے یہ بیان کیا کہ میں اور ابو سلیمان سعید بن جبیر کے پاس بیٹھے تھے۔ اور انھوں نے کہا کہ ابن عباس نے مجھ سے ایسے نہیں بیان کیا لیکن انھوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر آئے جبکہ وہ ان کو دودھ پلایا کرتی تھیں ان کے ساتھ ایک چھوٹی سی مشک تھی۔ اس حدیث کو انھوں نے مرفوع بیان نہیں کیا پھر ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ اور ان کے بیٹے اسماعیل کو لے آئے۔

۳۱۴۷ — شرح : ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی کہ وہ ہاجرہ کے ساتھ اکٹھی نہیں رہیں گی اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو براق پر سوار کرکے مکہ لے آئے اُس وقت مکہ کی سرزمین میں جھاؤ اور کیکر وغیرہ کے درخت تھے اور کوئی آبادی نہ تھی۔ البتہ بیت کی جگہ کچھ دوسری زمین سے اونچی تھی ابراہیم علیہ السلام نے اُن دونوں کو پتھر کی جگہ رکھ دیا اور واپس چلے گئے۔ ہاجرہ نے ان کا پیچھا کرتے ہوئے کہا آپ ہم کو کس کے حوالہ کر رہے ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ فرمایا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جی ہاں! یہ سُن کر ہاجرہ نے کہا اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کو چلے گئے ہاجرہ کے پاس صرف پانی کا مشکیزہ تھا۔ جب پانی ختم ہو گیا اور دونوں کو سخت پیاس لگی تو ہاجرہ دوڑ کر صفا پہاڑی پر چڑھیں کہ کوئی آواز سُنے یا کوئی انسان نظر آئے لیکن نہ تو کوئی آواز سُنی اور نہ کوئی انسان نظر آیا پھر وہ مروہ پہاڑی کی طرف گئیں اور اس کے اُوپر چڑھ کر دیکھا لیکن کوئی آواز اور انسان دکھائی نہ دیا۔ اس طرح ہاجرہ نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر کاٹے۔ اسی لئے حاجی ان کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ پھر انھوں نے ایک آواز سُنی تو بلند آواز سے کہا اے اللہ میری بات سُن لے میں اور میرا بچہ پیاس کے باعث ہلاک ہو رہے ہیں۔ وہ کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے کہہ رہے ہیں : تو کون عورت ہے؟

ہاجرہ نے کہا "میں ابراہیم کی امانت ہوں وہ مجھے اور میرے بیٹے کو یہاں چھوڑ گئے ہیں۔"

جبرائیل نے کہا "وہ تم کو کس کے حوالہ کر گئے ہیں؟"

ہاجرہ نے کہا "اللہ کے سپرد کر گئے ہیں!"

جبرائیل نے کہا "وہ تم کو اس کے حوالہ کر گئے ہیں جو تمہارے لئے کافی ہے۔"

پھر اُن دونوں کو زمزم کی جگہ لے آئے اور اپنی ایڑھی مار کر پانی جاری کر دیا۔ اسی لئے زمزم کو جبرائیل کی ایڑھی کی مار کہا جاتا ہے۔ جب پانی نکلنا شروع ہوا تو ہاجرہ نے مشکیزہ پانی سے بھرا اور پانی جمع کرنے لگیں لیکن پانی بدستور بہہ رہا تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ جلدی نہ کرتیں تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔

۳۱۴۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَكَثِيرِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمٰعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمٰعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتّٰى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفّٰى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمٰعِيلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا فِي هٰذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ أَنِيسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتّٰى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ

۳۱۴۸ ـــ ترجمہ : سعید بن جُبیرؓ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے پہلے عورتوں نے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سے کمر بند بنانا سیکھا۔ اُنھوں نے کمر بند اس لئے بنایا کہ اپنے نشانات سارہ سے چھپائیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام ان کو اور ان کے بیٹے اسماعیل کو لائے حالانکہ وہ ان کو دودھ پلاتی تھی۔ حتیٰ کہ ان دونوں کو مسجد کی اُوپر کی طرف زمین کے اُوپر بیت اللہ کے قریب ایک درخت کے پاس بٹھا دیا۔ اس دن مکہ میں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ ہی وہاں پانی تھا۔ ابراہیم علیہ السّلام نے دونوں کو وہاں بٹھا دیا اور ان کے پاس ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجوریں اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا۔ پھر واپس ہُوئے تو ہاجرہ نے ان کا پیچھا کرتے ہُوئے کہا اے ابراہیم ہم کو اس جنگل میں جہاں کوئی انسان ہے اور نہ کوئی شئی ہے۔ چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو اور ان سے بار بار یہ کہا لیکن ابراہیم علیہ السلام نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی پھر ہاجرہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے ؟ تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں "اللہ نے کہا ہے" ہاجرہ نے کہا اس وقت ہم کو وہ ضائع نہ ہونے دے گا پھر واپس آگئیں اور ابراہیم علیہ السلام چلے گئے حتیٰ کہ جب گھاٹی کے پاس پہنچے جہاں وہ ان کو نہ دیکھ سکتے تھے تو بیت اللہ

لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ
فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ
حَتّٰى بَلَغَ يَشْكُرُوْنَ وَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ تُرْضِعُ اِسْمٰعِيْلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ
الْمَآءِ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَآءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ
اِلَيْهِ يَتَلَوّٰى اَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ فَوَجَدَتِ
الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْاَرْضِ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ
تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ
رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ
ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا فَفَعَلَتْ
ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِذٰلِكَ
سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا اَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ

کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کلمات سے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی مد اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد ایسی وادی میں ٹھہرا دی ہے جہاں کوئی کھیتی باڑی نہیں حتی کہ یشکرون تک پہنچے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کو دودھ پلاتی رہیں اور اس مشکیزہ سے پانی پیتی رہیں حتی کہ مشکیزہ کا پانی ختم ہوگیا اور وہ اور ان کا بیٹا دونوں کو پیاس لگی۔ وہ اپنے بیٹے کو دیکھتی کہ وہ پیاس سے تڑپ رہا ہے یا کہا زمین پر ایڑیاں مار رہا ہے تو ایسی حالت میں اس کو دیکھنا برداشت نہ کیا تو اس زمین کے پاس زیادہ قریب پہاڑ صفا کو پایا تو اس پر چڑھ کر کھڑی ہوئیں پھر جنگل کی طرف متوجہ ہوکر دیکھنے لگیں کہ کوئی نظر آتا ہے؟ تو کسی کو نہ دیکھا اور صفا سے اتر گئیں حتیٰ کہ جب نشیب میں پہنچیں تو اپنی قمیص کا کنارہ اٹھایا اور مصیبت زدہ انسان کی طرح دوڑنے لگیں حتیٰ کہ نشیب سے گزر گئیں پھر مروہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر چڑھ کر کھڑی ہوئیں اور نظر دوڑائی کہ شائد کسی کو دیکھے لیکن کوئی بھی نظر نہ آیا اس طرح انھوں نے سات بار کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لئے لوگوں کا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے جب ہاجرہ مروہ پر چڑھیں تو انھوں نے کوئی آواز سنی اور (دل میں) کہا خاموش (یہ آواز کیسی ہے) پھر کان لگایا اور آواز بھی سنی تو کہا تو نے

تُرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غُوَاثٌ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ أَوْقَالَ بِجَنَاحِهِ حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمٰعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْقَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ لَا تَخَافِي الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هٰهُنَا بَيْتَ اللّٰهِ يَبْنِي هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوا إِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ

آواز سُنائی ہے اگر تیرے پاس کوئی فریاد رس ہے تو میری فریاد پوری کرے کیا دیکھتی ہیں کہ مقام زمزم کے پاس فرشتہ ہے اس نے اپنی ایڑھی یا کہا اپنے پَر سے زمین کریدی حتیٰ کہ پانی نکل آیا۔ ہاجرہ اس کو حوض کی طرح کرنے لگیں تاکہ پانی نہ نکل جائے اور اپنے ہاتھ سے اِدھر اُدھر کرنے لگیں اور اپنے مشکیزہ میں پانی بھرنا شروع کیا اور اُن کے چلّو بھرنے کے بعد پانی جوش مارتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی ماں پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو چھوڑتیں یا فرمایا اگر پانی کے چلّو نہ بھرتیں تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔ راوی نے کہا ہاجرہ نے پانی پیا اور اپنے بچہ کو پلایا تو انھیں فرشتہ نے کہا تم ضائع ہونے کا خوف مت کرو اس جگہ بیت اللہ ہے جس کو یہ بچہ اور اس کا والد بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے اہل کو ضائع نہیں کرے گا۔ بیت اللہ زمین سے ٹیلہ کی طرح اونچا تھا اس کے پاس سیلاب آتے اور دائیں بائیں گزر جاتے۔ ہاجرہ اسی حال میں رہیں حتیٰ کہ قبیلہ جرہم کے لوگ

فَرَجَعُوا فَاَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ فَاَقْبَلُوا قَالَ وَاُمُّ اِسْمٰعِيْلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوْا
اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ قَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنْ لَاحَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا
نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْفٰى ذٰلِكَ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ
وَهِيَ تُحِبُّ الْاِنْسَ فَنَزَلُوا وَاَرْسَلُوا اِلٰى اَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ
بِهَا اَهْلُ اَبْيَاتٍ مِنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَاَنْفَسَهُمْ
وَاَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ فَلَمَّا اَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ اِمْرَاَةً مِنْهُمْ وَمَاتَتْ اُمُّ
اِسْمٰعِيْلَ فَجَاءَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ اِسْمٰعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ اِسْمٰعِيْلَ
فَسَأَلَ اِمْرَاَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ
فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِيْ ضِيْقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ اِلَيْهِ قَالَ فَاِذَا جَاءَ زَوْجُكِ
اِقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُوْلِيْ لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ اِسْمٰعِيْلُ كَاَنَّهُ
اٰنَسَ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا
فَسَاَلَنَا عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهُ وَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهُ

وہاں سے گزرے جو کدا کے راستہ آئے تھے وہ مکہ کے نشیب میں اُترے اور پرندے کو اُڑتے ہوئے دیکھا تو اُنھوں نے کہا یہ پرندا پانی پہ چکر کاٹ رہا ہے۔ ہم اس وادی میں عرصہ سے پھر رہے ہیں اس میں پانی تو نہ تھا اُنھوں نے ایک یا دو آدمیوں کو بھیجا اُنھوں نے پانی دیکھا اور واپس چلے آئے اور قافلہ کو پانی سے خبردار کیا تو وہ پانی پر آئے۔ راوی نے کہا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پانی کے پاس بیٹھی ہوئیں تھیں۔ اُنھوں نے کہا کیا ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے پاس اقامت کریں۔ اُنھوں نے کہا ہاں لیکن تمہارا پانی میں کوئی حق نہ ہوگا اُنھوں نے کہا ہاں منظور ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام،، کی والدہ کو جرہمی قبیلہ نے پایا حالانکہ وہ انسانوں سے انس پیدا کرتی تھیں وہ لوگ وہاں مقیم ہوگئے۔ اور اپنے اہل وعیال کو پیغام بھیجا وہ بھی ان کے ساتھ مقیم ہوگئے حتیٰ کہ جب وہاں ان میں سے کئی خاندان مقیم ہوگئے اور بچہ بھی جوان ہوگیا اور ان سے

أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ
السَّلَامَ وَيَقُولُ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ
اَلْحَقِي بِأَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللّٰهُ
ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ وَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ
يَبْتَغِي لَنَا قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ
وَأَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ قَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتِ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَاءُ
قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ
يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ قَالَ فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا
أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ
السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثَبِّتُ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ هَلْ أَتَاكُمْ
مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِي عَنْكَ
فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ قَالَ فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ

عربی زبان سیکھی جب وہ جوان ہوئے تو ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے (اور اپنے حسن وجمال سے ان کو حیرت میں ڈال دیا) جب اسماعیل بالغ ہوئے تو انھوں نے اپنے قبیلہ کی عورت سے اُن کا نکاح کر دیا اور اسماعیل کی والدہ وفات پا گئیں۔ اسماعیل علیہ السلام کے نکاح کر لینے کے بعد ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تاکہ اپنے اہل و اولاد کو دیکھیں اور اسماعیل کو نہ پایا اور ان کی بیوی سے ان کے متعلق دریافت کیا تو اُس نے کہا ہمارے لئے خوراک تلاش کرنے گئے ہیں۔ پھر اس سے گذر اوقات اور ان کے حالات پوچھے تو اُس نے کہا ہم بہت تنگی اور سختی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام سے شکوی شکایت کی تو آپ نے فرمایا جب تمہارا شوہر آئے تو ان کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دیں جب اسماعیل علیہ السلام باہر سے آئے تو گویا کوئی شی معلوم کی اور فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اُن کی بیوی نے کہا ہاں ہمارے

قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ اَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ
قَالَ ذَاكِ اَبِي وَاَنْتِ الْعَتَبَةُ اَمَرَنِي اَنْ اُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَاشَاءَ
اللهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِسْمٰعِيْلُ يَبْرِيْ نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا
مِنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ اِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ
بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا اِسْمٰعِيْلُ اِنَّ اللهَ اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعْ مَا اَمَرَكَ
رَبُّكَ قَالَ وَتُعِيْنُنِيْ قَالَ وَاُعِيْنُكَ قَالَ فَاِنَّ اللهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَبْنِيَ هٰهُنَا
بَيْتًا وَاَشَارَ اِلٰى اَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ اِسْمٰعِيْلُ يَاْتِيْ بِالْحِجَارَةِ وَاِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ حَتّٰى
اِرْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِيْ وَاِسْمٰعِيْلُ
يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ قَالَ
فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتّٰى يَدُوْرَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

پاس ایسا ایسا ایک بزرگ آیا تھا اور ہم سے آپ کے متعلق پوچھا تو میں نے اس کو بتایا اُنھوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس کو بتایا اُنھوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ تمہاری گزراوقات کیسی ہے؟ تو میں نے ان سے بیان کر دیا تھا کہ ہم مشقت اور سختی میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ تمہیں کوئی وصیت کر گئے تھے۔ بیوی نے کہا ہاں مجھے حکم دے گئے تھے کہ میں آپ کو سلام کہوں اور ساتھ یہ بھی فرما گئے کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ تو میرے والد ہیں اور مجھے حکم فرما گئے ہیں کہ میں تجھے جُدا کر دوں تم اپنے اہل کے پاس چلی جاؤ اور اس کو طلاق دے دی اور قبیلہ جرہم کی کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ جتنا عرصہ اللہ نے چاہا ابراہیم علیہ السلام رُکے رہے پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اور اسماعیل کو (گھر میں) نہ پایا آپ ان کی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو اُس نے کہا وہ باہر کہیں خوراک تلاش کرنے گئے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارا حال کیسا ہے؟ اور اس سے ان کی گزر اوقات اور ان کے حالات دریافت کیے تو اُس نے کہا ہم بہت اچھے حال میں ہیں اور نہایت ہی اچھی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارا طعام کیا ہے؟ بہو نے کہا گوشت فرمایا تم کیا پیتے ہو؟ بہو نے کہا پانی۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت فرما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس زمانہ میں ان کے پاس غلہ نہ تھا اگر ہوتا تو غلہ کی دُعا بھی فرماتے۔ فرمایا مکہ مکرمہ کے سوا کسی اور جگہ گوشت اور پانی پر گزارا نہیں کرسکتا۔ اور نہ ہی یہ دونوں اس کے موافق پڑتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارا شوہر آئے تو ان کو سلام کہو اور اُن سے کہو کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بحال رکھے! جب اسماعیل تشریف لائے تو فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے کہا جی ہاں! ایک بزرگ خوبصورت شکل والے آئے اور ان کی تعریف کی۔ اُنھوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تھا میں نے آپ کو بتایا تو اُنھوں نے پوچھا کہ ہماری گزر اوقات کیسی ہے میں نے بیان کیا کہ ہم آرام میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی۔ کہا جی ہاں وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور آپ کو فرما گئے تھے کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بحال رکھیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے والد ہیں اور تو دروازہ کی چوکھٹ ہے وہ مجھے فرما گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے پاس ہی رکھوں پھر جتنی مدت اللہ تعالیٰ نے چاہا رُکے رہے پھر اس کے بعد تشریف لائے جبکہ اسماعیل علیہ السلام زمزم کے پاس درخت کے نیچے تیر درست کر رہے تھے۔ جب اُنھوں نے اپنے والد کو دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور اُنھوں نے وہ کیا جو والد بیٹے اور بیٹا والد سے کرتا ہے پھر فرمایا اے اسماعیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے اسماعیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو حکم فرمایا ہے وہ بجا لائیے ابراہیم علیہ السلام نے کہا تم میری مدد کروگے؟ اسماعیل علیہ السلام نے کہا میں آپ کی مدد کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں یہاں بیت اللہ بناؤں اور اونچے ٹیلہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے اردگرد۔ راوی نے کہا اس وقت اُنھوں نے بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھائیں اسماعیل علیہ السلام پتھر اُٹھا کر لاتے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے حتیٰ کہ جب بنیاد بلند ہوگئی تو اسماعیل ان کے لئے پتھر اٹھا کر لائے اور پاس رکھ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے جبکہ وہ تعمیر کر رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر لا کر دیتے تھے اور دونوں یہ کہہ رہے تھے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ راوی نے کہا وہ دونوں کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور بیت اللہ کے اردگرد گھومتے اور کہتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

۳۱۴۸ — شرح "منطق" بکسر المیم۔ خدمت کرتے وقت خادم اپنی کمر کو کپڑے سے باندھ لیتے ہیں اس کو منطق کہتے ہیں۔ جب سے جناب ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے منطق باندھا تھا اس سے ان کا مقصد جناب سارہ رضی اللہ عنہا کو خوش کرنا تھا اُنھوں نے اپنی حالت خادموں سی بنائی تاکہ سارہ پر یہ ظاہر کریں کہ وہ ان کی خادمہ ہے اور ان کا دل ان کی طرف مائل ہو اور ان کو مطمئن کریں کہ وہ ان کی سوکن کی طرح نہیں بلکہ ان کی خادمہ ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ سارہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ ہبہ کر دی تھی جب

جب وہ حاملہ ہوئی اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام ان کے بطن شریف سے پیدا ہوئے تو سارہ کو غیرت آئی اور قسم کھائی کہ وہ ہاجرہ کے تین اعضاء کاٹ ڈالیں گی۔ اس لئے ہاجرہ نے منطق اپنی کمر پر باندھا تاکہ اپنے نشانات کو سارہ سے چھپائیں اور اپنے دامن کو لٹکا کر کھینچ کر چلنے لگیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارہ کے پاس ہاجرہ کی سفارش کی کہ وہ اپنی قسم سے اس طرح باہر ہوں کہ ہاجرہ کے دونوں کانوں میں سوراخ کردیں۔ سب سے پہلے انہی نے کانوں میں سوراخ کئے اور عربوں نے سب سے پہلے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سے ہی دامن لٹکا کر چلنا سیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے مکہ بذریعہ براق پہنچتے تھے۔ اس وقت وہاں نہ تو کوئی مکان تھا اور نہ ہی مسجد تھی صرف یہ مقامات موجود تھے جہاں اب بیت اللہ اور مسجد حرام کی تعمیر ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کی تعمیر کی۔

قولہ فَاِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ الخ یعنی ہاجرہ کیا دیکھتی ہیں کہ فرشتہ سامنے کھڑا ہے۔ طبری نے اسنادِ حسن سے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نے ہاجرہ کو آواز دی کہ تم کون ہو ہاجرہ نے جواب دیا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی والدہ ہوں۔ جبریل نے کہا وہ تمہیں کس کے سپرد کر گئے ہیں۔ ہاجرہ نے کہا اللہ کے حوالے کر گئے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا پھر تمہیں وہی کافی ہے۔ پھر جبرائیل نے پاؤں کی ایڑھی زمین کو ماری تو پانی بہنے لگا۔ ہاجرہ اس کو حوض کی شکل بنانے لگی تاکہ پانی بہہ نہ جائے۔ فرشتے نے کہا تم ہلاکت سے مت ڈرو۔ ایک روایت کے مطابق جبرائیل نے کہا اس وادی میں رہنے والوں کو پیاس کا ڈر نہیں اس چشمہ سے اللہ کے مہمان پانی پیا کریں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ غیر نبی سے کلام کرسکتا ہے۔ جُرْہُمْ ”یمن کا قبیلہ ہے اس کا نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ جرہم بن قحطان بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام جرہم اور ان کے بھائی قطورا نے سب سے پہلے عربی میں کلام کیا جبکہ زبانوں میں خلط ملط ہوا۔ اس قبیلہ کے بچوں میں اسماعیل علیہ السلام نے نشوونما پایا اور اسی قبیلہ سے عربی زبان سیکھی اور ابراہیم کی اولاد میں سے سب سے پہلے اسماعیل علیہ السلام نے عربی میں کلام کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام جوں جوں نشوونما پاتے گئے تو ان کے حسن وجمال اور اخلاق کریمہ کے باعث لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہونے لگے اور انھوں نے اپنے خاندان سے ایک عورت کا اسماعیل علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ اس عورت کے نام میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ سہیلی نے کہا اس کا نام جدآء بنت سعد تھا۔ محمد بن اسحاق نے عمارہ بنت سعد کہا ہے۔ ابوجہم اس کا نام ذکر کئے بغیر بنت صدی کہا ہے۔ عمر بن شبہ نے حیۃ بنت اسعد بیان کیا ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام سے نسبت کا ذکر کیا تو انھوں نے اس عورت سے اسماعیل علیہ السلام کا نکاح کر دیا اور ہاجرہ علیہا السلام کا اسی اثناء میں انتقال ہوگیا جبکہ ان کی عمر شریف نوّے برس تھی اور اسماعیل علیہ السلام نے ان کو حجر میں دفن کر دیا۔ ابن تین نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اللہ“ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا تھا جبکہ وہ جوانی کو پہنچا تھا۔ حالانکہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کو دودھ پینے کی حالت میں چھوڑ گئے تھے اور جب اپنا ترکہ ”یعنی اہل واولاد“ دیکھنے آئے تو اسماعیل علیہ السلام

شادی شدہ تھے۔ اگر اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوتا تو اس حدیث میں یہ ضرور ذکر کیا جاتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کی شادی سے پہلے بھی آیا کرتے تھے۔ حالانکہ اس حدیث میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث میں یہ قطعًا مذکور نہیں کہ رضاعت کے زمانہ سے لے کر اسماعیل کی شادی ہونے تک ابراہیم علیہ السلام نہیں آئے بلکہ آپ کا بار بار آنا ثابت ہے چنانچہ ابوجہم کی روائت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر مہینہ میں بُراق پر صبح مکہ تشریف لاتے اور پھر واپس چلے جاتے اور قیلولہ شام میں کرتے۔ نیز ابوجہم نے ذکر کیا کہ اسماعیل علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے اور ساتھ تیر کمان بھی لے جاتے تھے اور آتے وقت شکار کرلاتے تھے۔ جب ابراہیم علیہ السلام ان کی ملاقات کو تشریف لائے تو اسماعیل علیہ السلام گھر میں نہیں تھے وہ بکریاں چرانے گئے تھے گھر میں صرف ان کی بیوی تھی عطاء بن سائب کی روائت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا در کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے اور ابوجہم کی روائت کے مطابق حضرت نے پوچھا کیا تمہارا کوئی مکان ہے تو آپ کی بہو نے کہا ہم تنگ حال ہیں نہ تو ہمارا کوئی مکان ہے اور نہ ہی کھانے پینے کی فراوانی ہے یہ سُن کر ابراہیم علیہ السلام اس کو پیغام دے کر واپس چلے گئے جبکہ آپ کی بہو نے اضطراب کا اظہار کیا تھا اور اسماعیل علیہ السلام شام کو تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کے اثرات دیکھے تو استفسار پر آپ کی بیوی نے ہلکے الفاظ میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا چنانچہ حسب ارشاد والدِ محترم اسماعیل علیہ السلام نے اس بیوی کو طلاق دے دی اور قبیلہ جرہم کی کسی دوسری عورت سے شادی کرلی۔ اس کا نام سامہ بنت مہلہل تھا بعض عاتکہ کہتے ہیں بعض نے شامہ بنت مہلہل ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے محمد بن اسحاق سے روائت میں کہا کہ اس خاتون کا نام رعلہ بنت یشجب بن یعرب بن یوذان بن جرہم تھا۔ دارقطنی نے سیدہ بنت مضاض کہا ہے اور جوانی نے ہالہ بنت حارث بن مضاض بیان کیا ہے۔ اور بعض علماء اس کا نام سلمیٰ کہتے ہیں اور بعض حنفاء ذکر کرتے ہیں۔ واللہ اعلم!

ابوجہم نے کہا جب اسماعیل کی دوسری شادی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور اِس بہو سے حالات دریافت کئے تو اس نے کہا بحمد اللہ ہم نہائت آسودگی میں ہیں۔ دودھ میں فراوانی ہے۔ گوشت بہت ہے اور میٹھا پانی پیتے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت ہے کہ وہ گوشت اور پانی پر اکتفا کرتے تھے ورنہ ان دونوں پر مداومت سے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ابوجہم کی حدیث میں ہے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی اور جگہ صرف گوشت اور پانی پر اکتفا نہیں ہو سکتی۔ اس بار میں جب حضرت اسماعیل علیہ السلام شام کو گھر آئے اور والد محترم کی آمد کے آثار نظر آئے تو اپنی اہلیہ سے فرمایا آج کون آیا تھا؟ اُس نے بہترین الفاظ میں جواب دیا کہ ایک خوبصورت بزرگ تشریف لائے تھے جن سے خوشبو مہکتی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بہو کے متعلق فرما گئے تھے کہ اِنہی کو اپنی زوجیت میں رکھیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ[12] صاحبزادے نابت[1]، قیدار[2]، اذبیل[3]، میشا[4]، مشمع[5]، ذوما[6]، ماش[7]، ازر[8]، فطور[9]، نافش[10]. ظمیا[11]، اور قیذما[12] پیدا ہوئے اور صاحبزادی صرف ایک تھی۔ ان کا نام "نسمہ" تھا جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے الوت و بنوّت کے آداب کے تقاضے پُورے کئے مصافحہ، معانقہ کیا جبکہ بیٹے نے باپ کے ہاتھ چومے۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو برس تھی جبکہ اسماعیل علیہ السلام

تیس برس کے تھے۔ اب دونوں پیغمبروں نے بیت اللہ شریف کی دیواریں انہی بنیادوں پر بلند کیں جو اس سے پہلے موجود تھیں۔ ابن ابی حاتم نے کہا بیت اللہ شریف کی بنیادیں ساتویں زمین میں ہیں۔ ابوجہم کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر کی اور اس کی دیواریں نو گز بلند کیں اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل کیا اور پتھروں سے بیت اللہ کی دیواریں بلند کر کے چھوڑ دیں اور چھت نہ ڈالی صرف ایک دروازہ بنایا اور اس کے پاس گڑھا بنایا جس میں لوگ بیت اللہ کے لئے ہدایا اور نذرانے ڈالتے تھے۔ سدی کی روایت میں ہے کہ جب بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجرِ اسود کی جگہ پہنچے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بیٹے کوئی خوبصورت پتھر لاؤ جو اس جگہ رکھا جائے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اباجان! میں تھک گیا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اتنے میں تھک گئے پھر آپ کوئی اچھا پتھر تلاش کرنے نکلے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ہندوستان سے حجرِ اسود لے کر آئے حجرِ اسود سفید یاقوت تھا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے زمین پر اُتارے گئے تھے تو اس پتھر کو اپنے ساتھ اُٹھا لائے تھے۔ لوگوں کے گناہ چوسنے لینے کے باعث یہ سیاہ ہو گیا ہے۔ اسماعیل علیہ السلام ایک اچھا پتھر لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رکن کے پاس حجرِ اسود رکھا ہوا عرض کیا اباجان! اس پتھر کو کون لایا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس کو جبرائیل لائے ہیں۔ اس وقت دونوں باپ بیٹا یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ سکندر ذوالقرنین مکہ مکرمہ آئے تو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو دیکھا کہ اُنھوں نے بیت اللہ کی دیواریں پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے اُٹھا رکھی ہیں کہنے لگا یہ تم کیا کر رہے ہو مجھے یہ پسند نہیں اُنھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم کعبہ کی تعمیر کریں۔

ذوالقرنین نے کہا تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟

اتنے میں پانچ مینڈھے سامنے آ گئے۔ اُنھوں نے کہا ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو یہ کعبہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے!

یہ سن کر ذوالقرنین نے کہا میں تسلیم کرتا ہوں اور اس سے خوش ہوں یہ کہہ کر وہ آگے چلے گئے۔ ازرقی نے تاریخ مکہ میں ذکر کیا کہ ذوالقرنین نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بھی بیت اللہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنایا تھا اور وہ حراء، طور زیتا، طور سینا، جودی اور لبنان ہیں۔ جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے حراء، ثبیر، لبنان، جبل طور اور جبل خمر سے بنایا۔

قولہ "جَآءَهٗ بِهٰذَا الْحَجَرِ" سے مراد مقام ابراہیم ہے۔ ابراہیم نے نافع سے روایت کی کہ جب ابراہیم علیہ السلام کمزور ہو گئے تو اس پتھر پر کھڑے ہو گئے اور اس پر کھڑے ہو کر دیواریں اُٹھانے لگے جب رکن کے مقام پر پہنچے تو اس کو اس جگہ رکھ دیا اور مقام کو بیت اللہ کے ساتھ ملا دیا

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٣١٤٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنِ عَمْرٍو ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ بَيْنَ اِبْرَاهِيْمَ وَبَيْنَ اَهْلِهٖ مَا كَانَ خَرَجَ بِاِسْمٰعِيْلَ وَاُمِّ اِسْمٰعِيْلَ وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَآءٌ فَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِبْرَاهِيْمُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاتَّبَعَتْهُ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَآءَ نَادَتْهُ مِنْ وَّرَآئِهٖ يَا اِبْرَاهِيْمُ اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ اِلَى اللّٰهِ قَالَتْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ قَالَ فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِيَ الْمَآءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ اَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ اَتَتِ الْمَرْوَةَ وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ تَعْنِي الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَاِذَا

٣١٤٩ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی کے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا تو آپ اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر باہر نکل آئے اور ان کے پاس صرف ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس میں سے پانی پیتی رہیں اور ان کا دودھ بچہ کے لئے جوش مارتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ میں آئے اور ان کو ایک درخت تلے بٹھا دیا پھر آپ اپنی بیوی سارہ کی طرف واپس چلے تو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے آئی حتیٰ کہ وہ کداء میں پہنچے تو ان کو پیچھے سے آواز دی کہ اے ابراہیم! ہم کو کس کے پاس چھوڑ رہے ہو؟ انھوں نے فرمایا اللہ کے پاس۔ ہاجرہ نے کہا میں اللہ سے راضی ہوں یہ کہہ کر واپس چلی آئیں اور مشکیزہ سے پانی پیتی رہیں اور بچّہ کے لئے دودھ جوش مارتا رہا حتیٰ کہ جب پانی ختم ہوگیا تو کہنے لگیں اگر میں اِدھر اُدھر جاؤں شاید مجھے کوئی دکھائی دے وہ چلیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ کر دیکھنے

هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَاَنَّهٗ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ
فَنَظَرْتُ لَعَلِّىْ اُحِسُّ اَحَدًا فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ
فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا حَتّٰى اَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ
فَاِذَا هِىَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ اَغِثْ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَاِذَا جِبْرِيْلُ قَالَ
فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا وَغَمَزَ بِعَقِبِهٖ عَلَى الْاَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَاءُ فَدَهِشَتْ
اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ قَالَ فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ
كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا قَالَ
فَمَرَّ نَاسٌ مِّنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِىْ فَاِذَا هُمْ بِطَيْرٍ كَاَنَّهُمْ اَنْكَرُوْا ذٰلِكَ
وَقَالُوْا مَا يَكُوْنُ الطَّيْرُ اِلَّا عَلٰى مَاءٍ فَبَعَثُوْا رَسُوْلَهُمْ فَنَظَرَ فَاِذَا هُوَ بِالْمَاءِ
فَاَتَاهُمْ فَاَخْبَرَهُمْ فَاَتَوْا اِلَيْهَا فَقَالُوْا يَا اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَّكُوْنَ مَعَكِ
اَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَحَ فِيْهِمْ اِمْرَاَةً قَالَ ثُمَّ اِنَّهٗ بَدَا لِاِبْرٰهِيْمَ فَقَالَ
لِاَهْلِهٖ اِنِّىْ مُطَّلِعٌ تَرِكَتِىْ قَالَ فَجَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ اِسْمٰعِيْلُ فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ ذَهَبَ

لگیں لیکن کوئی شخص دکھائی نہ دیا۔ جب وادی (ڈھلان) پر پہنچیں تو دوڑیں اور مروہ پر آگئیں اس طرح انھوں نے کئی بار کیا پھر خیال کیا کہ میں جاؤں اور دیکھوں بچہ کا کیا حال ہے جب وہاں گئیں اور بچہ کو دیکھا تو وہ اس حالت میں ہے گویا کہ وہ موت کے لئے بیقرار ہے۔ ہاجرہ کے دل کو قرار نہ آیا تو خیال کیا کہ میں جاؤں شائد کوئی شخص نظر آجائے وہ چلیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگیں حتی کہ سات چکر پورے کئے پھر کہنے لگیں جاؤں اور بچہ کو دیکھوں اس کا کیا حال ہے۔ اچانک ان کو آواز سنائی دی تو کہنے لگیں اگر تیرے پاس بھلائی ہے تو میری فریاد رسی کر کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں ابن عباس نے کہا اس نے اس طرح اپنی ایڑی سے اشارہ کیا اور زمین پر ایڑی ماری ابن عباس نے کہا پانی پھوٹ پڑا اسماعیل کی والدہ حیران رہ گئیں اور گڑھا کھودنا شروع کیا۔ ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کو چھوڑے دیتیں تو پانی بہت ہو جاتا۔ ابن عباس نے کہا ہاجرہ وہ پانی پینے لگیں تو بچہ

يَصِيدُ قَالَ فَقُولِي لَهُ إِذَا جَاءَ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَيْتِكَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ فَقَالَ
أَنْتِ ذَاكِ فَاذْهَبِي إِلَى أَهْلِكِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي
مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي فَجَاءَ فَقَالَ أَيْنَ إِسْمٰعِيلُ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ ذَهَبَ يَصِيدُ فَقَالَتْ
أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ فَقَالَ وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ طَعَامُنَا
اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ
فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا
وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي فَجَاءَ فَوَافَقَ
إِسْمٰعِيلَ مِنْ وَرَاءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَهُ فَقَالَ يَا إِسْمٰعِيلُ إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ
أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا قَالَ أَطِعْ رَبَّكَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ قَالَ إِذَنْ
أَفْعَلَ أَوْ كَمَا قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمُ يَبْنِي وَإِسْمٰعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولُونَ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ قَالَ حَتَّى ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ وَضَعُفَ
الشَّيْخُ عَلَى نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلَى حَجَرِ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولُونَ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

کے لئے ان کا دودھ جوش مارنے لگا۔ ابن عباس نے کہا اس وادی میں سے قبیلہ جُرہم کے کچھ لوگ گذرے تو اُنھوں نے پرندے کو دیکھا اور حیران رہ گئے اور کہنے لگے پرندے تو پانی پر ہی اُڑتے ہیں اُنھوں نے اپنا قاصد بھیجا اُس نے دیکھا تو وہاں پانی تھا۔ قاصد اُن کے پاس آیا اور ان کو پانی سے آگاہ کیا وہ لوگ ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اسماعیل کی والدہ کیا ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم آپ کے پاس رہیں یا آپ کے قریب سکونت کریں جب ان کا بچہ بالغ ہُوا تو اس قبیلہ کی ایک عورت سے نکاح کر لیا پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال ہُوا تو اپنی بیوی سارہ سے کہا میں اپنا ترکہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ ابن عباس نے کہا وہ مکہ آئے اور سلام کہا اور فرمایا اسماعیل کہاں ہیں ان کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب اسماعیل آئے تو انھیں کہنا کہ اپنے دروازہ کی دہلیز کو

تبدیل کردیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو انھوں نے فرمایا تو ہی وہ دہلیز ہے اپنے گھر چلی جاؤ۔ ابن عباس نے کہا پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا تو اپنی بیوی سارہ سے فرمایا میں اپنا ترکہ (چھوڑے ہوئے) کا حال دیکھنا چاہتا ہوں آپ تشریف لائے اور فرمایا اسماعیل کہاں ہے۔ اُن کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں آپ گھوڑے سے اُتریں اور کچھ کھا پی لیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارا خورد و نوش کیسا ہے؟ اُس نے کہا ہم گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! ان کے کھانے پینے میں برکت فرما۔ ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مکہ کے طعام اور پانی میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کی برکت ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا تو اپنی بیوی سارہ سے فرمایا میں اپنے چھوڑے ہوئے کو دیکھنا چاہتا ہوں؟ تو آپ تشریف لائے اور اسماعیل علیہ السلام کو زمزم کے پیچھے بیٹھے ہوئے پایا جبکہ وہ تیر درست کر رہے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے اسماعیل! تیرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بیت اللہ کی تعمیر کردوں۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا ابا جان اپنے رب کی فرمانبرداری کیجیے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تعمیر کعبہ میں تم میری اعانت کرو۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا میں حاضر ہوں یا جو بھی کہا۔ ابن عباس نے کہا پھر دونوں کھڑے ہوئے ابراہیم پتھر لگا رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے۔

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ"

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حتی کہ بنیادیں اُونچی ہو گئیں اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پتھر اُٹھانے سے عاجز ہو گئے تو وہ مقامِ ابراہیم پر کھڑے ہو گئے اور اسماعیل علیہ السلام اُن کو پتھر دینے لگے جبکہ دونوں یہ کہہ رہے تھے اے ہمارے پروردگار ہمارا عمل قبول فرما! تو سننے والا جاننے والا ہے۔

اس حدیث کی شرح ع ۳۱۴۸ کے تحت دیکھیں!

عثمان کی حدیث میں ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام رکن پر اور مقام نازل ہوئے تو آپ مقام پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے رہے اور اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر دیتے رہے۔ جب رکن کی جگہ پہنچے تو اس روز اس کو اپنی جگہ رکھ دیا اور مقام کو بیت اللہ کے ساتھ ملا دیا۔ جب کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو حج کے مناسک دکھائے۔

پھر ابراہیم علیہ السلام مقام پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! اپنے رب کی دعوت قبول کرو (حج کرو)۔ اور دونوں حضرات ان مواقف پر مطلع ہوئے۔

اور ابراہیم اور سارہ علیہما السلام بیت المقدس سے آئے اور بیت اللہ کا حج کیا پھر ابراہیم علیہ السلام واپس شام چلے گئے اور وہیں آپ نے وفات پائی۔

۳۱۵۰ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُوْنَ سَنَةً ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ بَعْدُ فَصَلِّهِ فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيْهِ

۳۱۵۰ — ترجمہ : ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابوذر کو یہ کہتے ہوئے سُنا یارسولَ اللہ! سب سے پہلے زمین میں کونسی مسجد بنائی گئی؟ فرمایا مسجدِ حرام۔ ابوذر نے کہا میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا مسجدِ اقصیٰ میں نے عرض کیا یارسولَ اللہ! ان میں کتنا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا چالیس برس۔ پھر جہاں بھی تجھے نماز کا وقت پائے وہیں نماز پڑھ لو۔ کیونکہ فضیلت اسی میں ہے۔

۳۱۵۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے سب سے پہلے تو مکہ بنا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ بِبَكَّةَ ،، اور مسجد اقصیٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ ان دونوں کے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ سال کا فرق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ اور حدیث کا یہ مدلول نہیں کہ ابراہیم اور سلیمان علیہما السلام نے ان کو سب سے پہلے بنایا تھا بلکہ اُنھوں نے پہلی بنیادوں کی تجدید کی تھی۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا۔ لہذا ہوسکتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے اس کے چالیس سال بعد بیت المقدس کی تعمیر کی ہو۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حق بات یہ ہے کہ اللہ کے کسی ولی نے داؤد وسلیمان علیہ السلام سے پہلے مسجدِ اقصیٰ بنائی پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہا السلام نے اس میں اضافہ کرکے وسیع تر کردیا اس لئے ان کی طرف تعمیر کی نسبت کی گئی ہے۔ یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ مسجد حرام اور مسجدِ اقصیٰ کو سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا تھا۔ اس تعمیر میں چالیس سال کا فرق ہے اور حضرت ابراہیم اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی طرف نسبت اس لئے کی گئی ہے کہ انھوں نے ان کی تجدید کی تھی۔ مسجدِ اقصیٰ کو اس لئے اقصیٰ کہا جاتا ہے کہ یہ بیت اللہ سے بہت دُور ہے یا اس لئے اقصیٰ کہا جاتا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مقام نہیں یا اس لئے کہ یہ مقدس خطہ اقذار اور خباثت سے پاک ہے۔

۳۱۵۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۱۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَمْ تَرَيْ اَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۳۱۵۱ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جبل اُحد آیا تو آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرم بناتا ہوں اس کو عبد اللہ بن زید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (حدیث ۲۶۹۵ کی شرح دیکھیں)

۳۱۵۲ — ترجمہ : سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اے عائشہ تم نے دیکھا نہیں کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پہ تعمیر کرنے سے قاصر ہوگئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بیت اللہ کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کیوں نہیں تعمیر کر دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں ایسا کر دیتا " حضرت عبد اللہ بن عمر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرَى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اِسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ الَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ

۳۱۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

رضی اللہ عنہما نے کہا اگر ام المومنین عائشہ نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حطیم کے قریب دونوں رکنوں کو اس لئے نہیں چوما کہ بیت اللہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر نہیں کیا گیا۔ اسماعیل نے کہا اس اسناد میں" ابن ابی بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر صدیق ہے رضی اللہ عنہ (مکہ مکرمہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت کا باب اور اس کے بعد والی احادیث کی شرح دیکھیں)

۳۱۵۲ — ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر درود شریف کیسے پڑھا کریں آپ نے فرمایا کہو" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

۳۱۵۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیاق عبارت کا مقتضی یہ ہے کہ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ لفظ آل کے بغیر کہا جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ آل زائد ہے یا عرف میں ابراہیم علیہ السلام بھی آل میں داخل ہیں۔ یا ابراہیم علیہ السلام بطریق اولی مراد ہیں معنی یہ ہے کہ اے اللہ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رحمتیں نازل کی ہیں ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ زادت نعم صلی اللہ علیہ پر بطریق اولیٰ رحمتیں نازل فرما۔ اس معنی کے مطابق یہ سوال نہ ہوگا کہ تشبیہ میں یہ شرط ہے کہ مشبّہ بہ مشبہ

٣١٥٤ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ وَمُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَا ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ ثَنَا أَبُو فَرْوَةَ مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ الْهَمْدَانِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيسٰى أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَأَهْدِهَا لِي فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ہے اقوی ہے۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اس مقام میں تشبیہ کامل کو اکمل کے ساتھ لاحق کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ تبلیغ کے باب سے ہے یعنی رحمت کا سوال مطلوب ہے۔ اور غیر معروف کے حال کو معروف کے ساتھ بیان کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر درود معروف ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ،، لہٰذا صلوٰۃ میں تشبیہ یا تو شہرت کے اعتبار سے ہے اور ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام پہلی اُمتوں میں بہت مشہور تھے اور ان پر صلوٰۃ وسلام بھی ان میں معروف تھا یا طریقہ اور جہت بیان کرنے کے لئے تشبیہ ذکر کی ہے اور اللہ کی رحمت مرحوم کے رتبہ کے مطابق نازل ہوتی ہے اور یہ مخفی نہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب نبیوں سے فائق ہے لہٰذا آپ پر اللہ کی رحمت بھی غیر متناہی ہے۔ نیز کبھی مشبّہ بہ مشبّہ سے ادنیٰ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ،، میں مشبّہ مصباح ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نور سے ادنیٰ ہے۔ برکت سے مراد خیر، کرامت، عیوب سے تطہیر اور تزکیہ ہے یا اس کا ثبات و دوام مطلوب ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: بَرَكَتِ الْإِبِلُ ،، اونٹ زمین میں ہمیشہ رہے۔ یعنی اے اللہ تو نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مرتبہ عظمت، شرافت و کرامت عطا کی ہے اسکو ہمیشہ رکھ اور اس میں اضافہ فرما! ابن حزم نے کہا ہر انسان پر عمر میں ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر "بارک علیہ" پڑھنا واجب ہے۔

٣١٥٤ ــــ ترجمہ: عبد اللہ بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ انھوں نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا

۳۱۵۵ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمِنْہَالِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَیَقُوْلُ اِنَّ اَبَاکُمَا کَانَ یُعَوِّذُ بِھَا اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ

کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے اور کہا کیا میں تمہیں تحفہ نہ دوں جسے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں مجھے تحفہ دیں (ضرور بیان کرو) اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر یعنی اہل بیت پر کیسے درود شریف پڑھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ تو بتا دیا ہے کہ ہم سلام کیسے پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

۳۱۵۴ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کی تعلیم کہاں دی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تشہد میں تعلیم دی ہے اور وہ یہ ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حدیث ۳۱۵۳ اور ۳۱۵۴ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف کی تعلیم دی ہے۔ لہٰذا جو بھی درود شریف پڑھیں افضل ہیں۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکور درود شریف نماز میں پڑھنا افضل ہے۔ حدیث ۳۱۵۳ کی شرح دیکھیں۔

۳۱۵۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما پر ان کلمات کے ساتھ دم کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے تمہارا باپ (ابراہیم علیہ السلام) ان کلمات کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے۔ میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ذریعہ ہر شیطان، زہریلے جانور اور ہر ضرر دینے والی آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

۳۱۵۵ — شرح: یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزدگاں رضی اللہ عنہما کو یہ دم فرماتے تھے " اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ "۔ تعوّذ، اِستعاذہ اور تعویذ سب کا ایک ہی معنیٰ ہے کہ میں تم کو ان کلمات کے

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ الْاٰيَة لَا تَوْجَلْ لَا تَخَفْ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى الْاٰيَة

ذریعہ ان اشیاء سے اللہ کی پناہ دیتا ہوں ،، اور انہی کلمات کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باپ اس لئے فرمایا کہ وہ ان کی نسل سے ہیں۔ قولہ کلمات اللہ التامۃ ،، التامۃ ،، کلمات اللہ کی صفات لازمہ ہے کیونکہ اللہ کے سارے کلمات تامہ ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ تامہ کا معنیٰ کاملہ ہے بعض نافعہ کہتے ہیں بعض شافعیہ ذکر کرتے ہیں بعض مبارکہ بیان کرتے ہیں اور بعض علماء اس کا معنیٰ قاضیہ بتاتے ہیں جو ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ان میں کوئی نقص وعیب واقعہ نہیں ہوتا۔ شیطان میں جن اور انسانی شیطان بھی داخل ہیں۔ کیونکہ انسانوں میں سے بھی شیطان ہوتے ہیں۔ ھامۃ ،، کا معنیٰ زہریلے جانور ہے۔ یعنی ہر زہریلا جانور جو قتل کر دے اور جو قتل نہ کرے اس کو ،، سوام ،، کہا جاتا ہے۔ ہوام کا معنیٰ حشرات ارض ابن فارس نے بیان کیا ہے۔ علامہ ہروی نے اس کا معنیٰ سانپ بیان کیا ہے اور زمین پر چلنے والے ہر جانور کو بھی ہوام کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جبکہ حدیبیہ میں ان کے سر پر جوئیں چلتی پھرتی دیکھیں۔ کیا ہوام تمہیں اذیت پہنچا رہی ہیں ؟ لَامَّۃٍ ،، کا معنیٰ ہر وہ شئی ہے جو اذیت پہنچائے۔ اس کا معنیٰ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جو مُعْیُوْن شتر جمع کرے۔ یعنی جو کسی کو نظر لگا دے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ،، اللامۃ ،، ہر بری بیماری اور آفت ہے جو انسان میں جنون وغیرہ پیدا کرے۔ داؤدی نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ ہر آنکھ جو انسان کو لگ جائے وہ لامہ ہے۔ (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان ان سے ابراہیم کے مہمانوں کا واقعہ بیان کریں جبکہ وہ ابراہیم کے پاس آئے

لَا تَوْجَلْ کا معنیٰ ہے ،، لَا تَخَفْ ،، یعنی خوف نہ کر

اس آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے واقعات میں سے ایک واقعہ کا ذکر ہے جبکہ ان کے پاس فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے آئے تھے۔ اُن سے ابراہیم علیہ السلام نے خوف محسوس کیا جبکہ وہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا رہے تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی

قوم میں بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو اخلاق سوز امور اور فواحش سے روکیں وہ لوگ رکنے کی بجائے اور زیادہ سرکش ہوگئے اور فتنہ برپا کردیا اور لوط سے مذاق اور تمسخر کرنے لگے کہ لاؤ عذاب ہم تمہارا عذاب دیکھتے ہیں وہ کیسا ہوتا ہے حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قوم کا مقابلہ کرنے کے لئے مدد چاہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کو چار فرشتے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل بھیج دیئے کہ وہ لوط کی مدد کریں اور بدکردار قوم کو ہلاک کریں اور ان کا نشان تک نہ رہنے دیں اور ساتھ ہی ابراہیم علیہ السلام کو بچہ پیدا ہونے کی خوشخبری دیں۔ فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت تھی کہ آپ ہمیشہ مہمان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اتفاق یہ ہُوا کہ پندرہ روز تک کوئی مہمان نہ آیا تھا جس کا ابراہیم علیہ السلام کو بہت دُکھ تھا۔ جب نوجوان خوبصورت مہمان دیکھے تو بہت خوش ہُوئے اور خود ان کی خدمت کرنا فخر محسوس کیا اور بچھڑے کا گوشت بریاں کرکے لائے اور ان کے آگے رکھ دیا۔ فرشتوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے اور کہنے لگے آپ جانتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کھائیں گے اس سے حضرت نے دل میں خوف محسوس کیا کہ یہ لوگ غصہ کے باعث کھانا نہیں کھاتے۔ حضرت کا یہ حال دیکھ کر فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کھائیں۔ ہم آپ کو بچہّ کی خوشخبری دینے آئے ہیں جبکہ ہمارے اس سفر میں لوط کی قوم کو ہلاک کرنا بھی شامل ہے۔

وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ "

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب اس وقت کو یاد کیجئے جبکہ ابراہیم نے کہا اے پروردگار مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے یہ سوال کیا مفسرین اس کے کئی اسباب بیان کرتے ہیں :

۱ : جب ابراہیم علیہ السّلام نے نمرود لعین سے کہا میرا رب زندہ کرتا اور مارتا ہے تو علم یقین سے عین یقین کی طرف ارتقاء کی خواہش کی اور احیاء اموات کو آنکھوں سے دیکھنا چاہا تو عرض کیا اللہ مجھے دکھلا تو کیونکر مردے جلائے گا۔ چنانچہ انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جس کا اسے علم ہو وہ اسے دیکھنا پسند کرتا ہے۔

۲ : حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا جب ابراہیم علیہ السّلام کو "خُلّت" کی خوشخبری دی گئی تو یہ سوال عرض کیا تاکہ اس کی قبولیت سے یقین ہوجائے کہ خوشخبری صحیح ہے۔

۳ : ابراہیم نے یہ سوال اس لئے کیا کہ مُردوں کے اجزاء متفرق ہوجانے کے بعد ان کے اکٹھے ہونے کی کیفیت کو آنکھوں سے دیکھیں اور یہ دیکھ لیں کہ اعصاب اور چمڑے وغیرہ ریزہ ریزہ ہوجانے کے بعد کیسے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور علم یقین، عین یقین اور حق یقین کو جمع ہوتے دیکھیں۔ ہم یقین کی ان تین صورتوں کی مثال ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کی پوری وضاحت ہوجائے۔ چنانچہ ہوائی جہاز ہی کو لیجئے ہم نے سُنا تھا کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے لیکن اس کو دیکھا نہیں تھا یہ علم الیقین ہے۔ جب جہاز اڑتا ہُوا ہمارے اُوپر سے گزر گیا تو ہمیں عین الیقین ہوگیا پھر اتفاق یہ ہُوا کہ ہم نے اس میں بیٹھ کر سیر کی تو اب اس کا حق الیقین ہُوا۔ جب ابراہیم علیہ السّلام کے

کے مشاہدہ میں زکور تمام امور آئے تو یقین کی تینوں صورتیں جمع ہوتی دیکھ لیں۔

۴ : حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس یہ تذکرہ ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ایک جانور دیکھا جس کو درندے چرندے نوچ نوچ کر کھا رہے تھے تو انھوں نے حیرت سے پوچھا اے رب مجھے دکھلا تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرے گا تاکہ اس کو آنکھوں سے دیکھ لیں کیونکہ نفوس انسانیہ معاینہ کے مشتاق ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے خبر معاینہ جیسی نہیں ہوتی۔

۵ : ابن دربد نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مچھلی کے پاس سے گزرے جس کا آدھا حصہ پانی میں اور آدھا خشکی میں تھا جو پانی میں تھا اس کو پانی کے جانور کھا رہے تھے اور جو خشکی میں تھا اس کو خشکی کے جانور کھاتے ہیں۔ ابلیس لعین نے کہا اس مچھلی کا گوشت مختلف پیٹوں میں چیسلا گیا اور ہر ایک پیٹ کا ہضم علیحدہ ہے تو یہ کیونکر اللہ جمع کرے گا؟ اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے مُردوں کے زندہ کرنے کے متعلق سوال عرض کیا کہ ان کو میرے ہاتھوں میں زندہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادہ کو پورا کیا۔ علامہ قرطبی نے کہا کیف کے ساتھ شیٔ موجود سے سوال کیا جاتا ہے جو سائل اور مسئول کے نزدیک متقرر الوجود ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے "کَیْفَ زَیْدٌ" اس آیت کریمہ میں کَیْفَ کے ساتھ احیاء کی ہیئت کا سوال ہے اور احیاء متقرر الوجود ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پختہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ تو اُنھوں نے احیاءِ موتیٰ کا سوال کیوں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال بطورِ ادب تھا یعنی ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے اللہ! مجھے مردہ زندہ کرنے میں قادر کر تاکہ میری اس خواہش سے دل مطمئن ہوجائے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے سوال کا جواب دیا کہ چار پرندے چیل، مور، مرغ اور کوا پکڑیں اور ان کے سروں کو کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیں اور باقی جسموں کے ٹکڑے کر کے ایک دوسرے سے ملا کر ان کے چار حصے کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو اپنی طرف بلاؤ جب آپ نے ان کو بلایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر پرندے کے بال گوشت ہڈیاں وغیرہ تمام اجزاء اپنے اپنے جسم کا قصد کرتے ہوئے ہر پرندہ علیحدہ علیحدہ کھڑا ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اپنے سروں سے ملنے لگا اور اللہ کی قدرت کاملہ سے ہر پرندہ زندہ ہوگیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" یعنی اللہ تعالیٰ کو کوئی شیٔ مغلوب نہیں کر سکتی اور وہ اپنے اقوال و افعال میں حکیم ہے۔ زمین میں چلنے والوں کی نسبت پرندوں کو زندہ کرنے میں عجوبہ زیادہ ہے۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا میں پرندہ پیدا کرتا ہوں اور چمگادڑ کو پیدا کیا کیونکہ اس میں وہ خصوصیت پائی جاتی ہے جو دوسرے پرندوں میں نہیں۔ کیونکہ اس کو حیض آتا ہے اور یہ حاملہ ہوتی ہے۔ اندھیرے میں ڈرتی ہے اور سورج کی روشنی میں دیکھ نہیں سکتی پھر اس کے دانت بھی ہیں یہ امور پرندوں میں معدوم ہیں چار پرندے اس لئے پکڑے کہ عناصر چار ہیں جن سے اجسام کی ترکیب ہوتی ہے اور پہاڑ بھی چار تھے اور وہ جبل لبنان، جبل سینین، طورسینین اور طور زیتا ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۱۵۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ وَّلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ

۳۱۵۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ابراہیم کی نسبت شک کے زیادہ لائق ہیں جبکہ اُنھوں نے کہا اے رب مجھے دکھلا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ابراہیم نے کہا کیوں نہیں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے اور اللہ تعالیٰ لوط پر رحم کرے کہ وہ مضبوط رکن سے پناہ لینا چاہتے تھے اور اگر میں قید خانہ میں اتنی مدت ٹھہرتا جو یوسف (علیہ السلام) ٹھہرے تو میں بلانے والے کی بات قبول کرلیتا۔

۳۱۵۶ — شرح : حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریا کے کنارے پر مرا ہُوا گدھا دیکھا جب سمندر کا پانی باہر آتا تو اس میں سے سمندری جانور بھی باہر آتے اور وہ اس مرے ہُوئے گدھے کو کھاتے جب سمندر کا پانی واپس سمندر میں چلا جاتا تو جنگل کے درندے اس کو کھانے لگتے جب درندے سیر ہو کر چلے جاتے تو پرندے آتے اور اس کا گوشت کھا کر اڑ جاتے یہ حال دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے پروردگارِ عالم تو سمندر کے جانوروں، پرندوں اور درندوں کے پیٹوں میں متفرق ہونے والے حیوان کے اجزاء کو کیونکر جمع کرے گا۔ اس لئے اُنھوں نے یہ سوال اُٹھایا بعض علماء احیاء موتی کے سوال کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی کی کہ میں کسی بشر کو اپنا خلیل بنا رہا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کی عظمت جانتے ہُوئے عرض کیا اے میرے اللہ اس کی علامت کیا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی دعاء سے مردے زندہ ہو جایا کریں گے چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا مقامِ عبودیت عظیم تھا اس لئے انھیں خیال گزرا کہ شائد آپ ہی وہ خلیل ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے مردے زندہ کرنے کا سوال عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمام متفرق اجزاء کو جمع کرنے پر قادر ہوں یا میں اجسام کی ترکیب و روح کے اعادہ پر قادر ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سُن کر

عرض کیا اے رب کیوں نہیں لیکن میں نے سوال اس لئے عرض کیا ہے کہ میرا دل قرار پکڑے تاکہ دلیل کے ساتھ معلوم ہونے اور مشاہدہ سے معلوم ہونے میں فرق حاصل ہو یا میری دلیل کے قوی ہونے سے میرا دل مطمئن ہو اور جب مجھے کہا جائے کہ تو نے مردے زندہ ہوتے دیکھے ہیں تو میں کہہ سکوں کہ ہاں میں نے آنکھوں سے ان کا معائنہ کیا ہے۔ یا اس لئے کہ اطمینان ہو جائے کہ میں ہی اللہ کا خلیل ہوں۔ اس تقریر سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا احیاءِ موتیٰ سے متعلق سوال عرض کرنا شک پر مبنی نہ تھا بلکہ وہ مشاہدہ اور معائنہ سے علم میں اضافہ چاہتے تھے۔ کیونکہ آنکھوں دیکھی شئی سے وہ معرفت وطمانیت حاصل ہوتی ہے جو استدلال سے نہیں ہوتی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا احیاءِ موتیٰ میں شک کرنا محال تھا کیونکہ اگر نبی شک کرتے تو ہم شک وشبہات کے زیادہ لائق تھے لیکن یہ مسلم امر ہے کہ ہم نے تو شک نہیں کیا لہٰذا ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا جیساکہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ علماء نے کہا اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے اِنَّ الشَّكَّ مُسْتَحِيْلٌ فِيْ حَقِّ اِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّ الشَّكَّ فِيْ اِحْيَاءِ الْمَوْتٰى لَوْ كَانَ مُتَطَرِّقًا اِلَى الْاَنْبِيَاءِ لَكُنْتُ اَنَا اَحَقَّ بِهٖ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ وَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ لَمْ اَشُكَّ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَشُكَّ،، اس کی تقریر یہ ہے کہ یہ قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ ہے۔ اس قضیہ کا نتیجہ وضع مقدم سے وضع تالی ہوتی ہے یا رفع تالی سے رفع مقدم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں تالی لَكُنْتُ اَنَا اَحَقَّ بِهٖ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ کا رفع ثابت ہے جس کی دلیل یہ ہے "قَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ لَمْ اَشُكَّ،، لہٰذا مقدم کا رفع بھی ثابت ہو گیا اور وہ لَوْ كَانَ الشَّكُّ مُتَطَرِّقًا اِلَى الْاَنْبِيَاءِ،، ہے لہٰذا نتیجہ یہ نکلا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَشُكَّ اسی سوال پر یہ آیت کریمہ ہے "لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ،، یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میں غیب جانتا تو خیر جمع کرتا،، تم جانتے ہو کہ میں نے خیر جمع کی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ،، اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطاء کی ہے۔ لہٰذا مقدم کا رفع ہو گیا اور وہ ہے "میں غیب جانتا ہوں،، کیونکہ اس قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ میں مقدم اور تالی دونوں منفی ہیں کیونکہ لفظ "لَوْ،، مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت کر دیتا ہے۔ لہٰذا رفع تالی سے نتیجہ مثبت ہوگا اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیب کا کبھی دعویٰ نہیں کیا اور اس استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے علم غیب کا دعویٰ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذاتِ خود غیب جانتے ہیں حالانکہ بذاتِ خود غیب کا علم صرف اللہ کو ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تالی کا حال مقدم کے حال پر دلالت کرتا ہے کہ جس تقدیر پہ تالی کا رفع ہو اسی تقدیر پر مقدم کا رفع ہوتا ہے اور یہ مسلم الثبوت امر ہے کہ تالی کا رفع عرضی ہے ذاتی نہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود خیر کثیر جمع نہیں کی لہٰذا اسی تقدیر پہ مقدم کا رفع ہوگا کہ آپ بذاتِ خود غیب نہیں جانتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر کثیر عطاء کی ہے تو غیب کا علم بھی آپ کو اللہ نے عطاء کیا ہے اور یہ استدلال نص قطعی کے موافق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ،، اور "اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اسے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،،

قولہ وَيَرْحَمُ لُوْطًا آہ حضرت لوط علیہ السلام ابن ہاران بن آزر ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے

ہیں۔ آپ پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ ہجرت کرکے مصر چلے گئے پھر ان ہی کے ساتھ شام چلے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو فلسطین رہ گئے اور لوط اردن میں مقیم ہو گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ سدوم کے دیہات کے لئے نبی بھیجا جبکہ وہ لوگ شام اور حجاز کے درمیان بستے تھے۔ ان کے بارہ گاؤں تھے جن کو "مُؤْتَفِكَاتُ" کہا جاتا ہے۔ وہ لوگ بت پرست اور بدکردار تھے اور راستوں میں علانیہ لواطت کرتے تھے اس قسم کے اخلاق سوز افعال اُن کا شیوہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ فرشتے بھیجے اور ان کو ہلاک کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی محبت حضرت ابراہیم کے قلب شریف میں تھی اس لئے ان کو لوط کہا جاتا ہے۔ یہ لَاطَ يَلُوطُ سے ہے اس کا معنیٰ ہے تَعَلَّقَ وَلَصِقَ، قولہ لَقَدْ كَانَ إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ آہ اس میں آیت کریمہ "قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ" کی طرف اشارہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس لئے کہ حضرت لوط علیہ السلام کا کلام نہایت ہی ناامیدی پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اس کو اعجوبہ شمار فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقت ور رکن اور کون ہے جس طرف وہ رجوع کریں۔

الحاصل جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے لڑکوں کی صورتوں میں آئے اور ان کی قوم نے ان نفوس قدسیہ معازل کا قصد کیا تو کہا کاش کہ تمہارے مقابلہ کی مجھے طاقت ہوتی تو میں تمہاری مدافعت کرتا یا میں قوی مرد یا طاقتور قوم کی پناہ لیتا اور ان کی قوت کے باعث تمہاری شر سے محفوظ رہتا۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم کرے وہ لوگوں میں سے قوی اور سخت قوم کی پناہ تلاش کرتے رہے حالانکہ رکنِ شدید کی پناہ کافی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے اور اس کی حفاظت چاہتے۔ عربوں کی عادت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "يَرْحَمُ لُوطًا" فرمایا کیونکہ جب کوئی شخص کسی امر میں قاصر ہو جائے اور وہ ایسی بات کرے جو نہیں کرنی چاہئیے تو عرب کہتے ہیں اللہ اس پر رحم کرے اور اس کی مغفرت کرے کہ اُس نے نامناسب کام کیا ہے۔

قولہ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ آہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف کی جبکہ وہ قید خانہ میں سات سال، سات ماہ، سات دن اور سات گھنٹے ٹھہرے تو ان کو بادشاہ کی طرف سے بلانے والا آیا لیکن انھوں نے قید خانہ سے باہر نکلنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ان پر عورتوں کے بہتان کا تصفیہ کر لیا جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اگر میں قید خانہ میں اتنی دیر ٹھہرتا تو کوئی عذر کئے بغیر قید خانہ سے جلدی باہر آجاتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بطور تواضع اور انکساری فرمایا تھا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ ہوتے تو قید خانہ سے نکلنے میں جلدی کرتے اور صفائی وغیرہ کا تقاضا نہ کرتے تواضع سے اللہ تعالیٰ انسان کی عظمت زیادہ کرتا ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تواضع اور انکساری فرمایا۔ مجھے یونس بن متّٰی پر فضیلت نہ دو حالانکہ آپ تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں نصوص قطعیہ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ"، تمام مفسرین کا اس بات میں اتفاق ہے کہ بعضھم درجات کا مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ ۳۱۵۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ فَاَمْسَكَ اَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بالجملہ حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً آٹھ سال قید خانہ میں رہے۔ جب مصر کے بادشاہ نے ان کو طلب کیا کہ انہیں جیل سے آزاد کر کے ... اپنے پاس جگہ دیں تو یوسف علیہ السلام نے جیل سے باہر نکلنے میں توقف کیا اور بادشاہ کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ اور فرمایا کہ وہ قید خانہ سے اس صورت میں باہر نکل سکتے ہیں کہ جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اور میرے تقدس کو پامال کرنا چاہا تھا۔ پہلے ان کے مکر و فریب کو آشکارا کر کے میرے دامان عصمت کی تحقیق کریں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یوسف کی جگہ میں ہوتا تو فوراً بادشاہ کی دعوت کو قبول کر کے قید خانہ سے باہر آجاتا اور تحقیق حال کا انتظار نہ کرتا اور اس قدر توقف نہ کرتا جو یوسف (علیہ السلام) نے کیا۔ اس کلام میں حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و تحمل اور ثبات و متانت کی تعریف ہے کہ اتنا عرصہ قید خانہ میں رہنے کے باوجود بیزاری کا اظہار نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عجز و انکساری و تواضع کے طور پر فرمایا اگر میں یوسف کی جگہ ہوتا تو فوراً باہر آجاتا۔ بعض علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام ان کی طرف مرسل تھے۔ اس لئے ان کے جلدی باہر آنے پر، ان کو جلد ہدایت کی امید تھی۔ لہذا انہیں جلدی باہر آنا چاہیے تھا اور بادشاہ کی دعوت میں تامل اور توقف نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مگر یہ مفہوم ضعیف ہے۔ کیونکہ دعوت و ابلاغ سے پہلے نفس کی براءت کا اثبات ضروری ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت دین میں ضروری ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن مجید میں اسماعیل کا ذکر پڑھو وہ وعدے کے سچے تھے

۳۱۵۷ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کے چند لوگوں کے پاس سے گزرے جو تیر اندازی کر رہے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَالَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَهُمْ فَقَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ

بَابُ قِصَّةِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِيْهِ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا ! اے اسماعیل کے بیٹو ! تیر اندازی کرتے ہو تمہارا باپ ماہر تیر انداز تھا۔ اور میں بنو فلاں کی طرف ہوں دو فریقوں میں سے ایک فریق نے اپنے ہاتھ روک لیئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا ہُوا کہ تیر اندازی نہیں کرتے ہو۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم تیر اندازی کیسے کریں حالانکہ آپ دوسرے فریق کی طرف ہیں۔ آپ نے فرمایا تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں !

(حدیث ۲۷۰۰ کی شرح دیکھیں)

باب اسحاق بن ابراہیم علیہما السّلام کا قصہ

اس کے بارے میں عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے روایت کی !

محمد بن اسحاق نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دی کہ سارہ کے بطن سے اسحاق پیدا ہوں گے چنانچہ سارہ حاملہ ہو گئیں جبکہ ان کی عمر نوّے برس تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو بیس برس تھی۔ حالانکہ اس وقت ہاجرہ علیہا السلام بھی حاملہ تھیں اور اسماعیل علیہ السلام ان کے بطن شریف میں تھے دونوں نے بیک وقت اپنے بچوں کو جنم دیا اور دونوں بچے بیک وقت نوجوان ہوئے۔ ابن جوزی نے "اعمار الاعیان" میں ذکر کیا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو اسّی برس تھی۔ وہب بن منبہ نے ۱۸۵ برس ذکر کی ہے۔ ان کی قبر شریف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس ہے

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ الْاٰيَةَ

۳۱۵۸ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَكْرَمُهُمْ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ اَفَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا

باب کیا تم یعقوب کی وفات کے وقت حاضر تھے

جبکہ اُس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔

۳۱۵۸ — ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم کون ہے آپ نے فرمایا ان میں زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا ہے۔ اُنھوں نے کہا یا نبی اللہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم یوسف نبی اللہ بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ۔ لوگوں نے کہا ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا عرب خاندانوں سے متعلق پوچھ رہے ہو۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا تم میں سے جو زمانہ جاہلیت میں سردار تھے وہ اسلام میں بھی تمہارے سردار ہیں جبکہ وہ دین میں فقاہت حاصل کریں۔

(حدیث ۳۱۲۷ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ اِلٰى فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ

۳۱۵۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ ثَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلُوْطٍ اِنْ كَانَ لَيَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ

بَابٌ قَوْلُهٗ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ اِلْمُرْسَلُوْنَ

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ اَنْكَرَهُمْ وَنَكِرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ يُّهْرَعُوْنَ يُسْرِعُوْنَ دَابِرَ اٰخِرَ صَيْحَةً هَلَكَةً لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ لَبِسَبِيْلٍ لَبِطَرِيْقٍ بِرُكْنِهٖ بِمَنْ مَعَهٗ لِاَنَّهُمْ قُوَّتُهٗ تَرْكَنُوْا تَمِيْلُوْا

باب اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی پر آتے ہو

۳۱۵۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط کو بخشے کہ وہ مضبوط رکن کی پناہ لینا چاہتے تھے

۳۱۵۹ — شرح : یعنی لوط کا ذکر پڑھو جبکہ اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بےحیائی پر آتے ہو جبکہ تم راستوں میں علانیہ لواطت کرتے ہو حالانکہ تم جانتے

۳۱۶۰ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

کہو یہ بُرا فعل ہے تم سے پہلے ایسا قبیح فعل کسی نے نہیں کیا ۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو مردوں کے لئے پیدا کیا ہے ۔ مردوں کو مردوں کے لئے پیدا نہیں کیا اور نہ ہی عورتوں کو عورتوں کے لئے پیدا کیا ہے اور تم یہ بے حیائی کرتے وقت ایک دوسرے کو دیکھتے ہو اور اپنی سرکشی کے باعث پردہ تک نہیں کرتے ہو یہ تمہاری بہت بڑی جہالت ہے ۔ لیکن وہ بدبخت استہزار کے طور پر یہ جواب دیتے تھے کہ یہ پاک لوگ ہیں ۔ اس لئے ہم نے لوط اور ان کے گھرانے کو ان کی بیوی کے سوا نجات دی اور اس قوم کو پتھروں سے ہلاک کر دیا جس کے وہ لائق تھے ۔ واقدی نے کہا قرآن کریم میں جہاں بھی "مُطر" کا لفظ آتا ہے اس کا معنیٰ عذاب ہوتا ہے ۔ اس حدیث شریف میں رکن شدید سے مراد مضبوط رکن ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب حضرت لوط علیہ السلام اپنے مہمانوں کا حال دیکھ کر گھبرائے تو اس وقت فرمایا کہ وہ مضبوط رکن کی پناہ لینا چاہتے ہیں یا انھوں نے باطن میں اللہ کی پناہ حاصل کرلی اور معذرت کے طور پر مہمانوں سے یہ عدم ظاہر فرمایا ۔ قبیلہ کو بھی رکن کہا جاتا ہے کیونکہ رکن وہ ہوتا ہے جس طرف نسبت کی جائے ۔

باب جب لوط "علیہ السلام" کے پاس فرشتے آئے تو انھوں نے کہا تم اجنبی لوگ ہو ۔

فَاَنْكَرَهُمْ ، نَكِرَهُمْ ، اِسْتَنْكَرَهُمْ ،، کے ایک ہی معنیٰ ہیں ۔ يُهْرَعُوْنَ ،، کا معنیٰ وہ دوڑتے تھے ۔ دَابِر ،، کا معنیٰ آخر ۔ صَيْحَةٌ ،، کا معنیٰ ہلاک کرنے والی آواز ۔ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ ،، کے معنی دیکھنے والوں کے لئے ۔ لَبِسَبِيْلٍ ،، یعنی راستہ میں ۔ برکنہ ،، سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے تھے ، کیونکہ وہ ان کی طاقت تھے ۔ "تَرْكَنُوْا ،، کا معنیٰ تم مائل ہوتے ہو ۔

۳۱۶۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ۔ "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ"

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا وَقَوْلِهٖ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلْحِجْرُ

مَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَاَمَّا حَرْثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ حِجْرٌ مَّحْجُوْرٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ تَبْنِيْهِ وَمَا حَجَرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَاَنَّهٗ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوْمٍ مِثْلُ قَتِيْلٍ مِنْ مَقْتُوْلٍ وَيُقَالُ لِلْاُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَاَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ الْمَنْزِلُ

۳۱۶۰ **شرح** : بِرُكْنِهٖ سے آیت کی طرف اشارہ ہے "فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ" "تَرْكَنُوْا" سے وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تم ان کی طرف مائل نہ ہو۔ "فَاَنْكَرَ وَنَكِرَ" سے فَلَمَّا رَاٰى اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ. کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ يُهْرَعُوْنَ "سے وَجَاءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ" کی طرف اشارہ ہے یعنی لوط علیہ السلام کے پاس، ان کی قوم دوڑتی ہوئی آئی جبکہ ان کو لوط علیہ السلام کی بیوی نے خبر دی کہ ان کے گھر خوبصورت نوجوان لڑکے آئے ہیں حالانکہ وہ فرشتے تھے جو مردوں کی صورت میں آئے تھے۔

دَابِرَ" سے "وَقَضَيْنَا اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰؤُلَاءِ مَقْطُوْعٌ" ہم نے ان سے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ لوگ ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ صَيْحَةً" سے "اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ کی طرف اشارہ ہے۔ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ" سے "اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ" کی طرف اشارہ ہے اور "لَبِسَبِيْلٍ" سے وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ" سے "وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ" کی طرف اشارہ ہے اور سبیل کی تفسیر طریق سے کی ہے۔

اس حدیث کو یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے اور وہ اللہ کا یہ کلام ہے "كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ" الآیۃ حدیث میں عبداللہ سے مراد عبداللہ بن مسعود ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۱۶۱ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ فَقَالَ انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزٍّ وَمَنَعَةٍ فِي قَوْمِهِ كَأَبِي زَمْعَةَ

باب اللہ کا فرمان: ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو رسول بھیجا۔ حِجر والوں نے جھٹلا دیا "

حِجر "ثمود کی جگہ کا نام ہے۔ رہا "حِرْثٌ حِجْرٌ" اس کا معنیٰ حرام ہے۔ ہر ممنوع شیٔ حرام محرّم ہے۔ حِجر ہر وہ عمارت ہے جسے تم بناؤ جس زمین پر تم نے پتھر نصب کر دیئے وہ حِجر ہے۔ اسی وجہ سے بیت اللہ کے حطیم کو حِجر کہا جاتا ہے۔ گویا کہ وہ محطوم کے معنیٰ میں ہے جیسے قتیل مقتول کے معنیٰ میں ہے اور گھوڑی کو بھی حِجر کہا جاتا ہے۔ عقل کو حِجر اور حِجیٰ کہا جاتا ہے۔ بہرحال حِجر الیمامہ وہ ایک منزل کا نام ہے۔

۳۱۶۱ـ ترجمہ: عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جبکہ آپ نے اس شخص کو ذکر کیا جس نے "صالح علیہ السلام کی" اونٹنی کو ہلاک کیا تھا کہ اس کو مارنے کے لئے وہ شخص تیار ہوا جو غلبہ اور قوت میں ابوزمعہ کی طرح رستہ گیر تھا۔

۳۱۶۱ـ شرح: قوم عاد کی ہلاکت کے بعد ان کے شہروں میں قوم ثمود آباد ہوئی اور اُنھوں نے بلند و بالا اور مضبوط مکانات بنائے اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی جو شہروں میں نہیں سموسکتی تھی تو اُنھوں نے پہاڑوں کو کرید کر مکانات بنانے شروع کئے۔ ان کی معاشی حالت بہت اچھی اور دنیاوی وسعت ان کو حاصل تھی۔ اس لئے وہ کثرتِ مال اور عیش و عشرت کے باعث فخر و غرور میں آگئے اور زمین میں فساد برپا کر دیا اور بُت پرستی شروع کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ آن میں اعلیٰ خاندان میں سے

٣١٦٢ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو الْحَسَنِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ
بْنِ حَيَّانَ أَبُو زَكَرِيَّا ثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَشْرَبُوا
مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوا مِنْهَا فَقَالُوا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرَحُوا ذٰلِكَ الْعَجِينَ وَيُهَرِيقُوا ذٰلِكَ الْمَاءَ وَيُرْوَى
عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَأَبِي الشُّمُوسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِلْقَاءِ
الطَّعَامِ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اعْتَجَنَ بِمَائِهِ

سے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اُنھوں نے لوگوں کو تبلیغ کرنا شروع کی تو لوگوں نے کہا آپ نبوّت کی علامت بتائیے آپ نے فرمایا تم کیسی علامت دیکھنا چاہتے ہو اُنھوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ عید میں شرکت کریں وہاں جاکر تم اپنے خُدا سے دُعاء کرو اور ہم اپنے معبودوں سے دُعاء کریں گے جس کی دُعاء قبول ہو جائے اس کی اطاعت کرلی جائے چنانچہ آپ اُن کے ساتھ تشریف لے گئے اور اُنھوں نے اپنے معبودوں سے دُعاء کی جو قبول نہ ہُوئی۔ پھر ان کے سردار جندع بن عمرو نے ایک علیحدہ پڑے ہُوئے پتھر کی طرف اشارہ کرکے کہا اس پتھر سے کالے رنگ کی اونٹنی نکالئے جو حاملہ ہو اور اس کے ماتھے اور گردن پر بال ہوں جس کی نظر بجلی کی طرح اور گلے کی آواز کڑکنے والے بادل کی طرح ہو وہ ایک سو ہاتھ لمبی ہو اور اتنی ہی چوڑی ہو۔ اس کے چار پستان ہوں ایک سے پانی دوسرے سے شہد تیسرے سے دودھ اور چوتھے پستان سے شراب دوہیں اسی طرح کی اس کی بچی ہو وہ آپ کے رب کی توحید کا ذکر اور آپ کی نبوت کا اقرار کرتی ہو اگر آپ ایسا کرسکتے ہیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ وعدہ لیا اور فرمایا اگر میں ایسا کردوں تو تم نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہوگا اُنھوں نے کہا یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی نبوت کو تسلیم کریں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھنے کے بعد اپنے رب سے دُعاء کی تو پتھر ایسے چلایا جیسے بچہ پیدا ہوتے وقت اونٹنی آواز نکالتی ہے۔ پھر پتھر پھٹا اور ان کی خواہش کے مطابق پتھر سے اونٹنی نکلی جس کا اُنھوں نے مطالبہ کیا تھا اور ان کے دیکھتے دیکھتے اتنی ہی لمبی چوڑی اس کے پیٹ سے بچی پیدا ہُوئی یہ دیکھ کر جندع بن عمرو چند ساتھیوں سمیت ایمان لے آیا اور باقی لوگوں کو ذؤاب بن عمرو اور ان کے بتوں کے محافظ حباب اور ان کے کاہن کے

بیٹے رباب نے ان کو ایمان لانے سے روک دیا۔ اونٹنی اپنی بچی سمیت بقید حیات رہی اور درختوں کے پتے کھایا کرتی اور ان کے کنوئیں سے ایک دن وہ پانی پیتی اور ایک دن وہ لوگ پیا کرتے تھے جب وہ کنوئیں پر منہ ڈالتی تو جب تک سارا پانی ختم نہ ہوجاتا کنوئیں سے منہ باہر نہ نکالتی تھی وہ لوگ اس کو دوہتے حتی کہ ان کے سارے برتن بھر جاتے تھے وہ دودھ پیتے اور اس کا ذخیرہ کر لیتے تھے جب وہ اس وادی میں آواز نکالتی تو ان کے سارے جانور بھاگ نکلتے۔ الحاصل وہ لوگ اس سے تنگ آگئے اور کہنے لگے اس اونٹنی نے ہم کو تنگی میں ڈال دیا ہے۔ سارا پانی یہ پی جاتی ہے گھاس کھا جاتی ہے۔ اس لئے انھوں نے اس کو قتل کرنے کا مستحکم خیال کر لیا تو قدار نام والے ایک شخص نے جو اس قوم میں طاقت ور مرد تھا اور وہ ولد زنا تھا۔ اونٹنی کو ہلاک کرنے کا ذمہ لیا۔ وہب نے کہا ان کے شہر میں اٹھ جولاہے فسادی تھے۔ ان کی عادت فتنہ و فساد تھی صلاحیت ان سے معدوم ہو چکی تھی۔ یہ بدبخت قدار بن سلف بھی ان کے پاس چلا گیا۔ اور وہ نو ہو گئے۔ اس بدبخت نے اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اس کو ہلاک کر دیا۔

ابن درید نے وشاح میں نو کے نام ذکر کئے ہیں اور وہ یہ ہیں :

(۱) قدار بن سالف بن جدع   (۲) مصدع بن ہرج بن ہذیل بن المحیا۔
(۳) ہزیل بن عنز بن عنم بن میلع   (۴) سبیع بن مکیف بن سیحان
(۵) عرام بن نہبی بن لقیط   (۶) مہرب بن زہیر بن سبیع
(۷) سبیع بن رغام بن ملدع   (۸) عربد بن نخید بن مہمان
(۹) رعین بن عمر بن داعر (رعینی)

۳۱۶۲ —

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جب مقام حجر میں اترے تو صحابہ کو حکم دیا کہ اس مقام کے کنوئیں سے پانی نہ پئیں اور نہ ہی پانی بھر کر رکھیں۔ صحابہ نے عرض کیا ہم نے اس کے پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور مشکیزوں میں پانی بھر لیا ہے آپ نے ان کو حکم دیا کہ یہ آٹا پھینک دیں اور وہ پانی گرا دیں۔ سبرہ بن معبد اور ابی شموس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا پھینک دینے کا حکم دیا اور ابو ذر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جس نے اس کے پانی سے آٹا گوندھا،،

۳۱۶۲ —

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حجر کے کنوئیں کا پانی پینے سے اس لئے منع کیا کہ وہ منحوس مقام تھا جبکہ وہاں ایک قوم پر عذاب نازل ہوا تھا اور یہ ڈر تھا کہ یہ دلوں کو سخت نہ کر دے یا کوئی ایسا حال نہ پیدا ہو جائے جو ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو۔ بزار نے عبداللہ بن قدامہ کے طریق سے ذکر کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب وہ اس وادی میں پہنچے تو فرمایا تم اب ملعون وادی میں پہنچ چکے ہو۔ جلدی جلدی یہاں سے نکل چلو اور

۳۱۶۳ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّاسَ نَزَلُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضَ ثَمُوْدَ الْحِجْرَ وَاسْتَقَوْا مِنْ بِيَارِهَا وَاعْتَجَنُوْا بِهٖ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّهْرِيْقُوْا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِيَارِهَا وَاَنْ يَّعْلِفُوا الْاِبِلَ الْعَجِيْنَ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَ تَرِدُهَا النَّاقَةُ تَابَعَهٗ اُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ

۳۱۶۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَآئِهٖ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ

جس کسی نے اس وادی کے کنوئیں کے پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے یا ہنڈیا پکالی ہے اس کو پھینک دو!"

۳۱۶۳ —— ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثمود کے علاقہ میں مقام حجر میں اُترے اور اس کے کنوئیں سے پانی بھر لیا اور آٹا گوندھ لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کنوئیں کے پانی سے جو مشکیزوں میں پانی بھرا ہے اس کو گرا دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اس کنوئیں کے پانی سے مشکیزے بھریں جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔ نافع سے روایت کرنے میں عبیداللہ کی اسامہ بن زید نے متابعت کی۔

۳۱۶۳ —— شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ثمود کے کنوئیں سے پانی لینا مکروہ ہے اسی طرح ان مقامات کے کنوؤں سے پانی لینا مکروہ ہے جہاں کے لوگ اللہ کے عذاب سے ہلاک ہوئے ہیں اس پانی کے استعمال کی کراہت میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض اس کو مکروہ تحریمی اور بعض مکروہ تنزیہی کہتے ہیں اور مکروہ تحریمی ہونے کی صورت میں اس پانی سے طہارت درست ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۱۶۴ —— ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے اپنے والد عبداللہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۱۶۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَهْبٌ ثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ

بَابُ قَوْلِهِ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ الْآيَةَ

۳۱۶۶ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ان کے مکانات میں مت داخل ہو مگر یہ کہ روتے ہوئے وہاں سے گزر جاؤ تاکہ تم کو وہ سختی نہ پہنچے جو ان کو پہنچی تھی۔ پھر اپنی چادر شریف سے چہرہ مبارک ڈھانپ لیا حالانکہ آپ اونٹنی پر سوار تھے۔

۳۱۶۵ — ترجمہ یہ سالم سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُن لوگوں کی رہائش گاہوں میں مت داخل ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا مگر یہ کہ تم روتے ہوئے گزر جاؤ کہ تم کو وہ مصیبت نہ پہنچے جو ان کو پہنچی تھی۔ (حدیث ۳۱۲۵ کی شرح دیکھیں)

باب کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام نے وفات پائی"

۳۱۶۶ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کریم بن کریم بن کریم بن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں علیہم السلام!

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِہٖ اٰیَاتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ الآیہ

۳۱۶۷ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ اَبِیْ اُسَامَۃَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاھُمْ لِلّٰہِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْأَلُکَ قَالَ فَاَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰہِ اِبْنُ نَبِیِّ اللّٰہِ اِبْنِ نَبِیِّ اللّٰہِ اِبْنِ خَلِیْلِ اللّٰہِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْأَلُکَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِیْ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا

۳۱۶۶ — شرح: کریم، لئیم کی ضد ہے۔ ہر نفس کریم ہے اور وہ ہر اس شخص کو شامل ہے جو دین و دنیا میں صالح ہو نیک ہو۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصد کے ساتھ نہیں فرمایا بلکہ یہ بالبداہت آپ کی زبان سے جاری ہو گیا اور شعر قصد کے ساتھ کہا جاتا ہے لہٰذا یہ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ، کے منافی نہیں، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مکارمِ اخلاق کے جامع ہونے کے باوجود آپ کو شرفِ نبوت اور عادلانہ مملکت بھی حاصل تھی۔ اور آپ کے نسل بہ نسل تین آباء انبیاء کرام علیہم السلام ہیں (نووی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: یوسف اور ان کے بھائیوں کے بارے میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں

۳۱۶۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھا گیا کہ لوگوں میں کون سب سے زیادہ معظم ہے۔ آپ نے فرمایا جو اللہ سے زیادہ

۳۱۶۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

۳۱۶۹ — حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا مُرِي أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ إِنَّهُ رَجُلٌ أَسِيفٌ مَتَى يَقُومُ مَقَامَكَ رَقَّ فَعَادَ فَعَادَتْ قَالَ شُعْبَةُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرِي أَبَا بَكْرٍ

ڈرنے والا ہے۔ اُنھوں نے کہا ہم نے اس کے متعلق نہیں پوچھا آپ نے فرمایا لوگوں میں معظم اللہ کا نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ انھوں نے کہا ہم نے اس کے متعلق عرض نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عربوں کے خاندانوں کے متعلق پوچھتے ہو؟ لوگ معدنین ہیں جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو دین میں فقاہت حاصل ہو۔

۳۱۶۷ — شرح : معادنِ عرب سے عرب قبائل اور ان کے سردار مراد ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوّت اور ملک عطاء فرمایا۔ لفظ یوسف کے عربی اور عجمی ہونے میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء عجمی کہتے ہیں اس لئے غیر منصرف ہے۔ بعض نے کہا یہ لفظ عربی ہے۔ اسف بمعنی حزن سے ماخوذ ہے یا اسیف بمعنی عبد سے ماخوذ ہے دونوں معنے یوسف میں موجود ہیں۔ اسی لئے آپ کا نام یوسف ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے۔ فرُوبیل سب سے بڑا بھائی تھا۔ شمعون، لادی، یہودا، روبالون، لیخران کو ساخر بھی کہا جاتا ہے۔ ان حضرات کی والدہ ماجدہ لیا بنت لایان تھی۔ لایان حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں تھے۔ دانی، یفتال، جاد اور اشران حضرات کی والدہ دو لونڈیاں تھیں پھر جب لیا فوت ہوگئیں تو ان کی ہمشیرہ احیل سے یعقوب علیہ السلام نے نکاح کر لیا ان کے بطن شریف سے یوسف و بنیامین پیدا ہُوئے اور وہ کل بارہ بھائی تھے"

۳۱۶۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے!

۳۱۶۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے

۳۱۷۰ــــ حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ كَذَا فَقَالَ مِثْلَهُ فَقَالَتْ مِثْلَهُ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ فَأَمَّ أَبُو بَكْرٍ فِي حَيَوٰةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ رَجُلٌ رَقِيقٌ

۳۱۷۱ــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ

فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین نے کہا وہ رقیق القلب اور غمناک انسان ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو اُن پر رقت طاری ہو جائے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ وہی حکم فرمایا (اس کے جواب میں) ام المؤمنین نے بھی وہی جواب عرض کیا شعبہ نے کہا تیسری یا چوتھی بار آپ نے فرمایا تم یوسف کی ساتھی عورتوں کی طرح ہو ابوبکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ اس کی حدیث کی شرح حدیث ۶۳۵-۶۸۲ کے تحت دیکھیں)

۳۱۷۰ ــــ ترجمہ : ابو بردہ نے اپنے والد ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے تو آپ نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر رقیق القلب مرد ہے۔ آپ نے اس طرح فرمایا تو ام المؤمنین نے اس طرح فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو تم عورتیں یوسف کی ساتھی عورتوں جیسی ہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں نمازیں پڑھاتے رہے حسین نے زائدہ سے ذکر کیا کہ ابوبکر رقیق القلب مرد ہے۔ (حدیث ۶۳۵-۶۷۸ کی شرح دیکھیں)

۳۱۷۱ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عیاش بن ربیعہ کو نجات دے اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید

۳۱۷۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ هُوَ ابْنُ اَخِیْ جُوَیْرِیَۃَ ابْنِ اَسْمَاءَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ وَاَبَا عُبَیْدٍ اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ کَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ ثُمَّ اَتَانِی الدَّاعِیْ لَاَجَبْتُهٗ

۳۱۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَنَا ابْنُ فُضَیْلٍ ثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ اُمَّ رُوْمَانَ وَهِیَ اُمُّ عَائِشَةَ عَمَّا قِیْلَ فِیْهَا مَا قِیْلَ قَالَتْ بَیْنَمَا اَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ اِذْ وَلَجَتْ عَلَیْنَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهِیَ تَقُوْلُ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَ قَالَتْ اِنَّهٗ نَمٰی ذِکْرَ الْحَدِیْثِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَیُّ حَدِیْثٍ فَاَخْبَرَتْهَا قَالَتْ فَسَمِعَهٗ اَبُوْ بَکْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِیًّا عَلَیْهَا فَمَا اَفَاقَتْ اِلَّا وَعَلَیْهَا حُمّٰی بِنَافِضٍ فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِهٰذِہٖ

کو نجات دے ۔ اے اللہ! کمزور مومنوں کو نجات دے ۔ اے اللہ! مضر قبیلہ پر سخت تنگی کر اور وہ ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی جیسی ہو ۔ (حدیث : ۷۷۱ ، ۷۶۶ کی شروح دیکھیں)

۳۱۷۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط "علیہ السلام" پر رحم کرے ۔ وہ کسی مضبوط رکن سے پناہ لینا چاہتے تھے ۔ اگر میں قیدخانہ میں اتنی مدت رہتا جتنی مدت یوسف "علیہ السلام" رہے پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں اس بلانے والے کی بات مان لیتا ۔" (حدیث ۳۱۵۶ کی شرح دیکھیں)

۳۱۷۳ — ترجمہ : مسروق سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے ام رومان رضی اللہ عنہا جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ہیں سے مائی جا

قُلْتُ حُمّٰى اَخَذَتْهَا مِنْ اَجْلِ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ بِهٖ فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُوْنِىْ وَلَئِنِ اعْتَذَرْتُ لَا تَعْذِرُوْنِىْ فَمَثَلِىْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا اَنْزَلَ فَاَخْبَرَهَا فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ اَحَدٍ ۳۱۷۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَأَيْتَ قَوْلَهٗ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا اَوْ كُذِبُوْا قَالَتْ بَلْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا

کے بارے میں بہتان کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ایک دفعہ میں اور عائشہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں کیا دیکھتی ہیں کہ ایک انصاریہ عورت آئی اور کہنے لگی۔ فلاں پر اللہ کی مار ہو اور مار پڑ بھی گئی۔ میں نے کہا یہ کیوں؟ اُس نے کہا اُس نے یہ بات مشہور کی ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا وہ کونسی بات ہے؟ اس عورت نے مائی صاحبہ کا واقعہ بیان کیا تو ام المؤمنین نے فرمایا ابوبکر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنا ہے؟ اس عورت نے کہا جی ہاں" یہ سن کر" ام المؤمنین غشی (بیہوش ہوکر) سے گر پڑیں۔ جب ہوش آئی تو انہیں جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا ان کو کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا جو باتیں کہی جا رہی ہیں ان کے باعث انہیں بخار آگیا ہے۔ یہ سن کر، ام المؤمنین بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں: اگر میں قسم کھاؤں تو تم مجھے سچی نہیں کہو گے اور اگر میں عذرخواہی کروں تو نہ مانو گے۔ میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں سی ہے۔ پس اس میں اللہ ہی مددگار ہے جو تم کہتے ہو" یہ سن کر" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا جو بھی نازل فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو بتایا تو اُنھوں نے کہا اللہ کی تعریف ہے اور کسی کی نہیں۔

۳۱۷۳ — شرح: اس حدیث کی شرح حدیث ع ۲۴۸۵ کے تحت دیکھیں۔ (اُمّ رومان رضی اللہ عنہا چھ ہجری میں فوت ہوئیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اُترے۔ (واقدی) مسروق نے ام رومان سے سماعت کی ہے۔ چنانچہ مغازی میں "حدیث الافک" میں مسروق نے کہا مجھ سے ام رومان نے بیان کیا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ مسروق نے ام رومان سے نہیں سُنا محلِ نظر ہے۔ اور خطابی کا یہ عذر کرنا

اَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ وَمَا هُوَ بِالظَّنِّ فَقَالَتْ يَا عُرَيَّةُ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ قُلْتُ فَلَعَلَّهَا اُوْكُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا وَاَمَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَتْ هُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَاْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَتْ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنُّوْا اَنَّ اَتْبَاعَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ اِسْتَيْاَسُوْا اسْتَفْعَلُوْا مِنْ يَئِسْتُ مِنْهُ اَيْ مِنْ يُوْسُفَ لَا تَيْاَسُوْا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ الرَّجَاءُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

"کُذِبُوْا" مجہول کا صیغہ ہے بھی محل نظر ہے۔

۳۱۷۴

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے عروہ نے خبردی کہ انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مجھے خبردیں "حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا" یہ لفظ کُذِبُوْا ہے یا کُذِّبُوْا ہے۔ (یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہوگئے اور انہیں گمان ہوا کہ اُن کی قوم ان کو جھٹلا دے گی) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا بلکہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا تھا۔ میں نے کہا بخدا! رسولوں کو تو یہ یقین تھا کہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی ہے یہ محض گمان تو نہ تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا "اے عُرَیَّہ" رسولوں کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا شاید یہ لفظ "اُوْكُذِبُوْا" ہو "یعنی ان سے جھوٹی بات کہی گئی ہے" ام المؤمنین نے فرمایا "معاذ اللہ" رسول اپنے رب کے متعلق یہ گمان نہیں کرسکتے ہیں۔ رہی یہ آیت "اس کا معنی یہ ہے" رسولوں کے پیروکار جو ان کے رب پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق کی اور ان پر مصائب زیادہ دیر رہے اور اللہ کی مدد میں کچھ دیر ہوگئی حتیٰ کہ جب رسول ان لوگوں سے ناامید ہوگئے جنھوں نے ان کی تکذیب کی تھی اور انھوں نے گمان کیا کہ ان کے پیروکار ان کی تکذیب کردیں گے تو اللہ کی مدد آ گئی۔ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "اِسْتَيْاَسُوْا" "يَئِسْتُ مِنْهُ" سے باب افتعال ہے۔ یعنی وہ یوسف سے ناامید ہوگئے۔ "لَا تَيْاَسُوْا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ" کے معنی ہیں۔ اللہ کی رحمت کے امیدوار رہو۔ عَبْدَہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالصمد نے عبدالرحمن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کریم بن کریم بن کریم بن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن

عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ الْاٰيَة

اُرْكُضْ اِضْرِبْ يَرْكُضُوْنَ يَعْدُوْنَ

اسحاق بن ابراہیم ہیں عَلَيْهِمَا الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ ۔

۳۱۷۴ —— شرح : یعنی رسولوں نے گمان کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے اور لوگوں نے ان کو جھٹلا دیا ہے۔عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہری کلام سے سمجھ لیا کہ تکذیب کے گمان کی نسبت رسولوں کی طرف مناسب نہیں وہ تکذیب کا گمان نہیں کرسکتے ۔ اس لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے عروہ واقعہ اس طرح نہیں جو تو نے سمجھا ہے بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ رسولوں نے جو اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا اس میں اُنھوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا پھر عروہ نے کہا کہ لفظ " ظَنُّوْا " میں اشکال ہے کیونکہ اُنھوں نے یقین کیا تھا گمان نہیں کیا تھا اور کہا بخدا ! رسولوں نے یقین کیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے " یَا عُرَیَّۃُ " سے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں ظن یقین کے معنیٰ میں ہے ۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ " یعنی اُنھوں نے یقین کیا کہ اللہ کے سوا کوئی جگہ پناہ کی نہیں ۔ پھر حضرت عروہ رضی اللہ نے کہا یا یہ لفظ " كُذِبُوْا " مخفف ہے ۔ یعنی رسولوں نے گمان کیا کہ رب کی طرف سے ان کی تکذیب کی گئی ہے ۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ ہرگز نہیں بلکہ یہ گمان ان کے پیروکار کی طرف سے ہے ۔ اور اَمَّا کا جواب محذوف ہے ۔ یعنی اس آیت میں گمان کرنے والے رسولوں کے پیروکار ہیں جو اپنے رب پر ایمان لائے اور اُنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی جب وہ زیادہ دیر مصائب میں رہے ۔ اور اللہ کی مدد میں تاخیر ہوئی حتیٰ کہ جب وہ جھٹلانے والوں سے ناامید ہوگئے اور گمان کیا کہ ان کے پیروکار تکذیب کر دیں گے تو اللہ کی مدد آئی " قولہ اِسْتَيْئَسُوْا اس کا وزن اِفْتَعَلُوْا " ہے ۔ لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ اس کا وزن اِسْتَفْعَلُوْا " ہے اور کاتب سے سہوًا " اِفْتَعَلُوْا " لکھا گیا ہے ۔

۳۱۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِیُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّوْبُ یَغْتَسِلُ عُرْیَانًا خَرَّ عَلَیْہِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ یَحْثِیْ فِیْ ثَوْبِہٖ فَنَادَاہُ رَبُّہٗ یَا اَیُّوْبُ اَلَمْ اَکُنْ اَغْنَیْتُكَ عَمَّا تَرٰی قَالَ بَلٰی یَارَبِّ وَلٰکِنْ لَّا غِنٰی بِیْ عَنْ بَرَکَتِكَ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور ایوب جبکہ اُنھوں نے اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔ اُرْکُضْ کا معنی ہے تو مار۔ یرکضون کے معنی ہیں وہ دوڑتے ہیں "

۳۱۷۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت ایوب "علیہ الصلوٰۃ والسلام" برہنہ غسل کر رہے تھے کہ ان کے اُوپر سونے کی بہت سی ٹڈیاں گریں وہ ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے ایوب! میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کیا؟ ایوب "علیہ السلام" نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب لیکن میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔

۳۱۷۵ — شرح : حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ ایوب بن اموص بن رزاخ بن روم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے جبکہ ان کو نمرود کی آگ میں ڈالا گیا تھا۔ اور وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ " یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان اور ایوب علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائی تھیں۔ حسن صورت بھی کثرت اولاد بھی کثرتِ اموال بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابتلاء میں ڈالا اور آپ کے

بَابٌ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا

إِلَىٰ قَوْلِهِ نَجِيًّا يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ نَجِيٌّ وَيُقَالُ خَلَصُوا نَجِيًّا اِعْتَزَلُوا نَجِيًّا وَالْجَمِيعُ أَنْجِيَةٌ يَتَنَاجَوْنَ تَلَقَّفُ تَلَقَّمُ

فرزند و اولاد مکان کے گرنے سے دب کر فوت ہوگئے تمام جانور جن میں ہزارہا اونٹ ہزارہا بکریاں تھیں سب مرگئیں تمام کھیتیاں اور باغات برباد ہوگئے کچھ بھی باقی نہ رہا اور جب آپ کو ان چیزوں کے ہلاک ہونے اور ضائع ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ اللہ کی حمد بجا لاتے تھے۔ اور فرماتے تھے میرا کیا ہے جس کا تھا اُس نے لیا جب تک مجھے دیا اور میرے پاس رکھا اس کا شکر ہی ادا نہیں ہوسکتا میں اس کی مرضی پر راضی ہوں پھر آپ بیمار ہوگئے تمام جسم شریف میں آبلے پڑگئے بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا۔ سب لوگوں نے چھوڑ دیا صرف آپ کی بیوی صاحبہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی افراہیم کی صاحبزادی تھیں ان کا نام رحمت تھا۔ وہ آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت سات سال سات ماہ اور سات گھنٹے رہی۔ ایک روایت کے مطابق ایک دن آپ کی بیوی نے کہا اگر آپ اللہ سے دُعاء کریں تو آپ کو صحت ہوجائے فرمایا ہماری عیش و عشرت کی مدت کیا تھی۔ بیوی صاحبہ نے کہا اسّی برس فرمایا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اس سے دُعاء کروں حالانکہ میرے ابتلاء کی مدت بہت تھوڑی ہے۔ آخر کار کوئی سبب پیش آیا کہ آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دُعاء کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعاء قبول کی اور فرمایا کہ آپ زمین میں پاؤں ماریں اُنھوں نے پاؤں مارا تو ایک چشمہ ظاہر ہوگیا حکم دیا گیا اس سے غسل کریں غسل کیا تو ظاہری بدن کی تمام بیماریاں دُور ہوگئیں پھر آپ چالیس قدم چلے پھر دوبارہ زمین میں پاؤں مارنے کا حکم ہُوا پھر آپ نے پاؤں مارا اس سے بھی ایک چشمہ ظاہر ہُوا جس کا پانی نہایت سرد تھا۔ آپ نے وہ پیا غسل کرنے سے آپ کی نوجوانی اور حسنِ جمال لوٹ آئے اور آپ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوگئے اور پانی پینے سے پیٹ کی سب بیماریاں جاتی رہیں اور آپ صحیح سالم تندرست ہوگئے۔ سدی نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے جوڑا لائے اور آپ کو پہنایا پاؤں مارنے سے چشمہ جاری ہوجانا آپ کا معجزہ تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "یرکضون" سے اِس آیت "إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر "یَعْدُوْنَ" سے اس کی تفسیر کی۔ (حدیث ۲۷۷ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو

۳۱۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا اللَّیْثُ ثَنِیْ عُقَیْلُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَۃَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَدِیْجَۃَ یَرْجُفُ فُؤَادُہٗ فَانْطَلَقَتْ بِہٖ اِلٰی وَرَقَۃَ بْنِ نَوْفَلٍ وَکَانَ رَجُلًا تَنَصَّرَ یَقْرَأُ الْاِنْجِیْلَ بِالْعَرَبِیَّۃِ فَقَالَ وَرَقَۃُ مَاذَا تَرٰی فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ وَرَقَۃُ ھٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

بے شک وہ چنا ہُوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا اور اسے ہم نے طور کی دائیں جانب سے ندا فرمائی اور اسے اپنے راز کہنے کو قریب کیا اور اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون عطاء کیا۔ غیب کی خبریں بتانے والا نبی —

لفظ نجیٌّ واحد، تثنیہ اور جمع کے لئے بولا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "خَلَصُوْا نَجِیًّا، اِعْتَزَلُوْا نَجِیًّا"، اس کی جمع اَنْجِیَۃٌ ہے۔ "یَتَنَاجَوْنَ"، وہ ایک دوسرے سے راز کی باتیں کرتے ہیں۔

شرح الباب : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شجرۂ نسب یہ ہے، "موسیٰ بن عمران بن قاھت بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام"، آپ کے والد عمران نے تجیب بنت اشمویل بن برکیا بن یقشان بن ابراہیم سے نکاح کیا اور ہارون و موسیٰ علیہما السلام پیدا ہوئے۔ ثعلبی نے آپ کی والدہ کا نام یوحانذ ذکر کیا ہے اور مشہور بھی یہی ہے۔ جب عمران کی عمر ستر برس ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور عمران کی کل عمر ۱۳۷ برس تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خَلَصُوْا نَجِیًّا، سے فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا مِنْہُ خَلَصُوْا نَجِیًّا، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان سے ناامید ہوگئے تو ایک طرف

عَلٰی مُوْسٰی وَاِنْ اَدْرَكَنِیْ یَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا اَلنَّامُوْسُ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ یُطْلِعُهٗ بِمَا یَسْتُرُهٗ عَنْ غَیْرِهٖ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی

اِذْ رَاٰی نَارًا اِلٰی قَوْلِهٖ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی اٰنَسْتُ اَبْصَرْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ الْاٰیَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْمُقَدَّسُ الْمُبَارَكُ طُوًی اِسْمُ الْوَادِیْ سِیْرَتَهَا حَالَتَهَا وَالنُّهٰی التُّقٰی بِمُلْكِنَا بِاَمْرِنَا هَوٰی شَقِیَ فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰی رِدْاً كَیْ یُصَدِّقَنِیْ وَیُقَالُ مُغِیْثًا اَوْ مُعِیْنًا

جاکر سرگوشی کرنے لگے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا و الجمع انجیۃ، یعنی جب نجیؓ سے مراد فرد واحد ہو تو اس کی جمع انجیہ آتی ہے۔ اور "یتناجون" سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ان کے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح تھی جب آپ کے صحابہ کرام میں سے کوئی شخص ان کے پاس سے گزرتا تو الگ بیٹھ جاتے اور آپس میں سرگوشی کرنے لگتے حتیٰ کہ گزرنے والا شخص گمان کرتا کہ وہ اس کو قتل کرنے کی سازش کر رہے ہیں یا کوئی اذیت پہنچانے کی صورت بنا رہے ہیں تو وہ اس ڈر سے راستہ چھوڑ دیتا جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان کو اس طرح کرنے سے منع کیا لیکن وہ نہ رکے اور بدستور اسی طرح کرتے رہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تلقف کا معنی تلقم ہے یعنی وہ ان کو نگلنے لگا۔"

۳۱۷۵ — ترجمہ: ابن شہاب نے کہا میں نے عروہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کا قلب شریف خائف اور مضطرب تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ شخص نصرانی ہو گیا تھا اور انجیل کو عربی میں پڑھا کرتا تھا ورقہ بن نوفل نے کہا آپ کیا دیکھتے ہیں آپ نے اس سے سارا واقعہ بیان فرمایا تو اس نے کہا یہ وہ رازدان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا اگر مجھ کو آپ کے زمانہ نے پایا تو میں آپ کی پوری مدد کروں گا۔ ناموس کا معنی ہے رازدان جو دوسرے لوگوں سے راز میں رکھتے ہوئے کسی چیز کی اطلاع دے (حدیث ۳ کی شرح دیکھیں)

يَبْطِشُ وَيَبْطُشُ يَأْتَمِرُونَ يَتَشَاوَرُونَ رِدْأً عَوْنًا يُقَالُ قَدْ أَرْدَأْتُهُ عَلَى
ضَيْعَتِهِ أَيْ أَعَنْتُهُ عَلَيْهَا وَالْجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا
لَهَبٌ سَنَشُدُّ سَنُعِينُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا وَ
قَالَ غَيْرُهُ كُلَّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ
أَزْرِي ظَهْرِي فَيُسْحِتَكُمْ فَيُهْلِكَكُمْ اَلْمُثْلَى تَأْنِيثُ الْأَمْثَلِ يَقُولُ بِدِينِكُمْ
يُقَالُ خُذِ الْمُثْلَى خُذِ الْأَمْثَلَ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ
الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ فَأَوْجَسَ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ
الْوَاوُ مِنْ خِيفَةً لِكَسْرَةِ الْخَاءِ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ عَلَى جُذُوعِ خَطْبُكَ
بَالُكَ مِسَاسَ مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا لَنَنْسِفَنَّهُ لَنُذْرِيَنَّهُ الضَّحَاءُ الْحَرُّ
قُصِّيهِ اتَّبِعِي أَثَرَهُ وَقَدْ يَكُونُ أَنْ تَقُصَّ الْكَلَامَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ
عَنْ جُنُبٍ عَنْ بُعْدٍ وَعَنْ جَنَابَةٍ وَعَنِ اجْتِنَابٍ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
عَلَى قَدَرٍ مَوْعِدٍ لَا تَنِيَا لَا تَضْعُفَا مَكَانًا سُوًى مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ يَبَسًا
يَابِسًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ الْحُلِيِّ الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی ہے جب اُس نے ایک آگ دیکھی بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى تک

فَقَدْ فَتَنَّا الْفِتْنَةَ الَّتِي صَنَعَ فَتَى مُوسَى ثُمَّ يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبُّ أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا فِي الْعِجْلِ

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی حیات طیبہ میں مختلف ادوار سے گزرنا پڑا ابتداءِ آفرینش میں آغوشِ مادر سے جُدا ہوکر سمندر کی لہروں سے دوچار ہوکر فرعونی محل میں پہنچے اور اسی کی تربیت میں عنفوانِ شباب کو پہنچے اور سرزمین مصر کو خیرباد کہہ کر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور غیر معمولی مدت وہاں رہے اور ان کی مصاہرت کا شرف حاصل کرنے کے بعد واپس ہوئے اور راستہ میں کوہِ طور پر شرفِ نبوت سے مشرف ہوکر عازمِ مصر ہوئے اور جابرِ فرعون کے مقابلہ میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے لیکن ان کی قوم میں ایک منافق سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا جو سامری نام سے موسوم تھا اس کی شیطانی تحریک سے صرف بارہ افراد کے سوا تمام بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے جبکہ آپ کوہِ طور پر گئے ہوئے تھے۔

سامری کا واقعہ

سامری کا نام بھی موسیٰ ہے وہ ولدِ زناء تھا اس کی والدہ نے پہاڑ میں اسے جنم دیا اور اپنی قوم کے خوف سے اسے وہیں چھوڑ کر چلی آئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سامری کی پرورش کی اور اسے اپنی انگلی سے دودھ پلاتے رہے۔ اسی سے وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے اثر سے واقف ہوچکا تھا کہ جب اسے مردہ پر ڈال دیا جائے تو وہ زندہ ہوجاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں اُس نے لوگوں سے زیورات لے کر ان کو

٭ اور ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احوال کا بیان فرمایا گیا ہے۔ تاکہ معلوم ہوکہ انبیاء کرام علیہم السلام جو درجۂ عُلیا پاتے ہیں۔ وہ ادائے فرائض نبوت و رسالت میں کس قدر مشقتیں برداشت کرتے اور کیسے کیسے شدائد پر صبر فرماتے ہیں یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر کا واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے۔ جس میں آپ مدین سے مصر کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ آپ کے اہلِ بیت ہمراہ تھے اور آپ نے بادشاہانِ شام کے اندیشہ سے سڑک چھوڑ کر جنگل میں قطع مسافت اختیار فرمائی بی بی صاحبہ حاملہ تھیں چلتے چلتے طور کے غربی جانب پہنچے وہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو دردِ زِہ شروع ہوا یہ رات اندھیری تھی برف پڑ رہا تھا سردی شدت کی تھی آپ کو دور سے آگ معلوم ہوئی وہ جمعہ کی رات تھی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم یہیں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید وہاں سے آگ کا شعلہ مل جائے یا کوئی ایسا شخص ہو جو مجھے راہ بتائے یا وہ ابوابِ دین میں میری رہنمائی کرے جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس آئے تو اُنھوں نے سبز درخت دیکھا جو اُوپر سے نیچے تک نہایت روشن تھا وہاں فرشتوں کی تسبیح سنی اور

عظیم نور دیکھا تو خوف محسوس فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو سکون دیا اور ایک آواز سُنائی دی کہ اے موسیٰ میں تیرا رب ہُوں اپنا جوڑا اُتار دو اس کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ جوڑہ مردہ گدھے کے چمڑے سے بنا ہُوا تھا اور چمڑہ دباغت نہیں کیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جوڑا اُتار کر وادی کے نیچے رکھ دیا۔ "آنَسْتُ"، کے معنیٰ ہیں میں نے دیکھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "مقدس"، کا معنیٰ ہے مبارک "طُوًى" وادی کا نام ہے۔ سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى "، پہلی حالت۔ النُّهٰى تقوی۔ عقل بِمَلْكِنَا، ہماری طاقت سے۔ هَوٰى "بدبخت ہُوا۔ فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰى "، یعنی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دِل اُن کی یاد سے خالی نہ تھا۔ رِدْءًا يُّصَدِّقُنِيْ "، مددگار جو میری تصدیق کرے۔ اس کی تفسیر مغیث اور معین سے بھی کی جاتی ہے۔ يَبْطُشُ اس کو يَبْطِشُ بھی پڑھا جاتا ہے۔ يَاْتَمِرُوْنَ آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ اَلْجَذْوَة "، لکڑی کا سخت کوئلہ جس میں روشنی کی تیزی نہ ہو۔ سَنَشُدُّ "ک، عنقریب تیری مدد کریں گے جب بھی تو کسی شئی کو مضبوط کرے اس کے لئے تو نے بازو بنا دیا۔ ابن عباس کے غیر نے کہا جو کوئی حرف نہ بول سکے اور تاتا کرے یا فافا کہے وہ عقدہ ہے۔ طبری کی روایت کے مطابق جب موسیٰ علیہ السلام حرکت کرنے لگے تو فرعون کی بیوی آسیہ نے ان کو ہلاتے ہُوئے فرعون کے ہاتھ میں دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی پکڑی اور اکھاڑنے لگے یہ دیکھ کر فرعون نے بچے ذبح کرنے والوں کو بلایا تو آسیہ نے کہا یہ بچہ ہے۔ اس کو کیا سمجھ ہے، اور موسیٰ کے سامنے کوئلہ اور یاقوت رکھ دیا اور فرمایا اگر یہ بچہ یاقوت پکڑے تو اس کو ذبح کر دے اگر کوئلہ پکڑے تو سمجھو کہ اس نے قصدًا نہیں کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور موسیٰ کا ہاتھ کوئلہ کی طرف کر کے ان کے ہاتھ میں کوئلہ دے دیا اُنھوں نے وہ اپنے منہ میں ڈال لیا اور آپ کی زبان شریف متاثر ہوگئی۔ اس روز سے اس میں عقدہ سا ہو گیا جس کے باعث آپ کی زبان شریف میں الفاظ کی روانگی نہ رہی۔ ایک روایت میں ہے فرعون کی داڑھی سات بالشت لمبی تھی اور وہ دراز قد نہ تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی داڑھی پکڑی اور اس کو کھینچا۔ ایک روایت میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچوں میں کھیل رہے تھے جبکہ آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی وہ فرعون کے سر پہ ماری جس سے وہ غصہ سے بھر گیا اور برجستہ کہا یہی بچہ میرا دشمن ہے جس کی تلاش میں ہم سرگرداں ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو تنور میں ڈال دیا تھا اس وقت آپ کو آگ نے کیوں نہ جلایا تھا اور اس روز ذرا سے کوئلہ سے زبان شریف متاثر ہوگئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک روز فرعون سے کہا تھا یا بابا اس لئے زبان شریف کوئلہ کی حرارت سے نہ بچی اور ہاتھ میں کوئلہ نے کوئی اثر نہ کیا کیونکہ وہ فرعون کی داڑھی نوچنے کے لئے بڑھا تھا۔ اس لئے ہاتھ میں معجزہ کا اظہار ہُوا زبان میں نہ ہُوا (عینی)

اَزْرِىْ "، میری پیٹھ۔ فَيُسْحِتَكُمْ "، پس تم کو ہلاک کرے گا۔ اَلْمُثْلٰى "، امثل کی تانیث ہے۔ محاورہ ہے۔ امثل دلو طریق کا معنیٰ دین ہے اور مُثْلٰى کا معنیٰ مستقیم ہے۔ یعنی فرعون نے کہا موسیٰ اور ہارون چاہتے ہیں کہ تمہارے مستقیم دین کو ختم کر دیں۔ شعبی نے کہا معنیٰ یہ ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کی توجہات اپنی طرف پھیر لیں اور خود ہی عوام کی نگاہوں کا مرکز بن جائیں۔ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا "، یہ جادوگروں کو خطاب ہے کہ پھر پرا باندھ کر آؤ

مروی ہے کہ جادوگر ستر ہزار تھے۔ ہر ایک کے پاس لاٹھی اور رسی تھی۔ وہ سب ایک ہی دفعہ آ گئے۔ کہا جاتا ہے۔ کیا تو آج مصلی پر آیا تھا۔ یعنی جہاں نماز پڑھی جاتی ہے۔ صَفًّا کا معنی مجتمع اور مصلی ہے۔ فَاَوْجَسَ موسیٰ علیہ السلام نے دل میں خوف پایا۔ خِيْفَةً اصل میں خِوْفَةٌ تھا واؤ ساکن ماقبل مکسور ہونے کے باعث واؤ کو یا سے بدل دیا۔ خِيْفَةٌ ہُوا۔ خَطْبُكَ تیرا حال کیسا ہے۔ مِسَاسَ۔ مَاسَّةً کی مصدر ہے مس نہ کر۔ لَنَنْسِفَنَّهٗ۔ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہا دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا یہاں سے دفع ہو تو جب تک زندہ رہے گا۔ لا مساس، ہی کہتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سامری کو دنیا میں اس قدر سخت عذاب دیا کہ اس سے سخت دنیاوی عذاب کسی کو نہیں دیا گیا چنانچہ سامری کو لوگوں کے ساتھ میل جول سے کلیتہً روک دیا گیا وہ نہ تو کسی سے بات کر سکتا تھا اور نہ ہی خرید و فروخت کرنے پر قادر تھا جب اتفاقاً وہ کسی مرد یا عورت کو ہاتھ لگا دیتا تو دونوں کو بخار ہو جاتا تھا اس لیئے لوگوں نے اس سے ملاقات اور گفتگو ترک کر دی تھی اور وہ دور سے کہا کرتا تھا "لامساس" مجھے ہاتھ نہ لگانا" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بچھڑے کو پکڑ کر ذبح کیا تو اس سے خون بہنے لگا۔ کیونکہ اگرچہ وہ بچھڑا سونے کا بنایا گیا تھا لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی ڈالنے سے اس میں گوشت پوست اور خون وغیرہ جاری ہو گیا تھا پھر اس کو آگ میں جلا کر سمندر میں بہا دیا۔

الضُّحٰی" کا معنی گرمی ہے۔ یہ آدم علیہ السلام سے خطاب ہے یعنی اے آدم تمہیں جنت میں بھوک پیاس نہ لگے۔ قُصِّيْهِ ہے" اس کا نشان تلاش کر یعنی اس کی خبر لاؤ۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ مریم بنت عمران سے خطاب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بھی مریم بنت عمران ہے یہ عجیب اتفاق ہے کبھی القص" کا معنی کلام بیان کرنا بھی ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ" عَنْ جُنُبٍ دور سے عن جنابۃ اور عن اجتناب کا معنی بھی یہی ہے۔ مجاہد نے کہا "عَلٰی قَدَرٍ" کا معنی علی موعد" ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس ۲۸ برس ٹھہرے تھے۔ ان میں سے دس برس ان کی بیوی صفورا بنت شعیب علیہ السلام کا مہر تھا۔ اس مدت کے بعد انہوں نے اپنی طرف سے اٹھارہ برس ان کے پاس اقامت کی تھی حتیٰ کہ مدین میں ان کا بچہ پیدا ہوا۔ پھر موعود قدر پوری کر کے روانہ ہو گئے۔ لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ" میرا ذکر کرنے میں کاہلی نہ کرو۔ یہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے خطاب ہے۔ مَكَانًا سُوًى" دونوں فریقوں کے درمیان برابر مسافت" يَبَسًا" خشک۔ مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ" زیورات جو فرعون کے خاندان سے مانگ کر لائے تھے فَقَذَفْتُهَا" میں نے اس کو ڈالا" اَلْقٰى" نکالا، یعنی سامری کے پاس جو جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تھی وہ سونے کے بچھڑے میں ڈالی اور آواز والا بچھڑا باہر نکالا۔ فَنَسِيَ مُوْسٰى" سامری اور لوگ کہتے تھے موسیٰ علیہ السلام یہ بھول گئے ہیں کہ تمہیں خبر دیں کہ ان کا رب ہے۔ یا وہ اپنے رب کی راہ بھول گئے ہیں۔ اور اپنے رب کو یہاں چھوڑ کر طور پر جا کر تلاش کر رہے ہیں۔ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا" انھیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔

واللہ سبحانہٗ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۱۷۶ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ ابْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ تَابَعَهٗ ثَابِتٌ وَعَبَّادُ بْنُ اَبِيْ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابٌ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ اِلٰى مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

۳۱۷۶ — ترجمہ : مالک بن صعصعہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس رات کی خبر دی جس میں آپ کو سیر کرائی گئی اور فرمایا حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور ہارون علیہ السلام سے ملے جبرائیل نے کہا یہ ہارون ہیں ان کو سلام کہئے۔ میں نے ان کو سلام کہا اس نے جواب دیا اور کہا نیک بھائی اور نبی صالح مرحبا! ثابت اور عباد بن ابی علی نے انس سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں قتادہ کی متابعت کی۔

۳۱۷۶ — شرح : یعنی ثابت اور عباد نے ہارون علیہ السلام کو پانچویں آسمان میں ذکر کرنے میں قتادہ کی متابعت کی۔ تمام حدیث میں متابعت نہیں اور نہ ہی اسناد میں متابعت ہے (فتح الباری)

باب فرعون کے خاندان میں سے ایک مردِ مومن نے کہا جس نے ایمان چھپایا ہوا تھا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

۳۱۷۸ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ رَاَيْتُ مُوْسٰى وَاِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسٰى فَاِذَا هُوَ رَجُلٌ رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِ اِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءَيْنِ فِيْ اَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْاٰخَرِ خَمْرٌ فَقَالَ اشْرَبْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ اَخَذْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ

مقاتل نے کہا یہ مردِ مومن فرعون کے خاندان میں سے تھا کیونکہ اگر وہ بنی اسرائیل میں سے ہوتا تو فرعون اس کی بات نہ سنتا۔ اس نے ایک سو سال فرعون سے ایمان پوشیدہ رکھا تھا۔ فرعون کی موت کے بعد یہی مردِ مومن بادشاہ بنا اور وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا۔ ابن خالویہ نے کہا مصر والوں میں سے صرف چار شخص ایمان لائے۔ ایک آسیہ، حزقیل مرد مومن مریم بنت لاموس جس نے یوسف علیہ السلام کا تابوت بتایا تھا اور فرعون کی خادمہ "

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی۔ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا "

۳۱۷۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ میں نے موسیٰ ؑ ودعلیہ السلام" کو دیکھا وہ نحیف البدن مرد تھے بالوں کو کنگھا کئے ہُوئے تھے گویا کہ وہ شنوءہ قبیلہ میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ ودعلیہ السلام" کو دیکھا وہ میانہ قد سرخ رنگ کے تھے گویا کہ وہ حمام سے باہر آئے ہیں اور میں ابراہیم کی اولاد میں سے ان کے بہت مشابہ ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھا جبرائیل نے کہا ان میں سے جو چاہیں پیجئے۔ میں نے دودھ لیا اور وہ پیا پھر کہا گیا آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امّت گمراہ ہوجاتی۔

۳۱۷۸ — شرح : طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے انبیاء کرام علیہم السّلام کی روحیں ان صورتوں میں ظاہر ہُوئی تھیں یا آپ نے نیند یا بیداری میں ان کے بدنوں کی صورتیں دیکھیں۔ ضَرْب ،، کا معنی خفیف ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نحیف البدن تھے۔ شنوءۃ ،، یمن میں ایک قبیلہ ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے موسیٰ ، عیسیٰ اور ابراہیم ، دعلیہم السلام" کو دیکھا عیسیٰ سرخ رنگ کے گھنگریالے بالوں والے تھے ان کا سینہ خوب چوڑا تھا اور موسیٰ گندمی رنگ کے جسیم تھے اور ان کے بال سیدھے تھے۔ گویا کہ وہ زُط قبیلہ کا فرد ہیں۔ اس حدیث اور باب کی حدیث جو ابوہریرہ سے منقول ہے میں بظاہر تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں لمبا ہونے میں شنوءہ کے لوگوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں بھی لمبا ہونے میں زُط کے لوگوں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ حبشی لمبے ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دو برتن پیش کئے گئے ایک میں دودھ اور دُوسرے میں شراب تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ بیت المعمور پہ آسمانوں کے اُوپر شراب ، دودھ اور شہد پیش کیا گیا ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مقامات میں آپ کو پیش کیا گیا بیت المقدس میں شراب اور دودھ کے برتن اور آسمانوں پہ شراب ، دودھ اور شہد کے برتن پیش کئے گئے۔ جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ لے کر پی لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے کہا اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہوجاتی۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جو شراب کا برتن پیش کیا گیا تھا وہ جنّتی شراب تھی لیکن اس جہان میں اس کی تعبیر یہی تھی جو حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے فرمائی شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا۔ "اگرچہ خمر دراں زماں مباح بود خصوصًا خمر جنّت اما تعبیرش دریں جہاں ایں بود"

۳۱۷۹ — ترجمہ : قتادہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابوالعالیہ سے سُنا کہ اُنھوں نے کہا ہم سے تمہارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس رات آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی (منبلہ) آپ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام

کہ کسی انسان کو یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ ان کے والد کی طرف نسبت کی ۞

۳۱۷۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ ثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَ نَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ وَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى اٰدَمُ طُوَالٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَقَالَ عِيْسٰى جَعْدٌ مَرْبُوْعٌ وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ

گندمی رنگ دراز قد تھے۔ گویا کہ آپ شنوءۃ قبیلہ کے ایک فرد ہیں۔ اور فرمایا عیسیٰ "علیہ السلام" گھنگریالے بالوں والے میانہ قد تھے اور دوزخ کے داروغہ مالک کو ذکر کیا اور دجّال کو بھی ذکر کیا۔

۳۱۷۹ — شرح : مَتّٰی، میم مفتوح تاء مشدّد اور آخر میں اَلِف ہے حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا نام ہے۔ حضرت یونس کو ذوالنون بھی کہا جاتا ہے آپ موصل والوں کے لئے مبعوث ہُوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلنے کے بعد نبوت عطاء ہُوئی۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی انسان کو یہ لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو یونس علیہ السلام سے افضل کہے یہ بھی احتمال ہے کہ معنی یہ ہو کہ مجھے یونس بن متی سے افضل نہ کہے۔ اس تقدیر پہ یہ کلام تواضع اور انکساری پر محمول ہوگا اور یہ "اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ" کے منافی نہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فخر و مباہات کے طور پر نہیں فرمایا۔ آپ نے صرف تحدیثِ نعمت کے طور پر ذکر کیا ہے اور سیادت سے مراد قیامت کے روز آپ کی عظمت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ" اس سے یونس علیہ السلام کے مرتبہ کا انحطاط موہوم تھا۔ اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا وہم کرنے پہ زجر کرتے ہُوئے فرمایا: مجھے یونس بن متّٰی پر فضیلت نہ دو۔ حضرت یونس علیہ السلام کی تخصیص کا یہی سبب تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو ان کی قوم کو تبلیغ کرنے بھیجا جبکہ ان کی عمر صرف تیس برس تھی اُنھوں نے ۳۳ سال لوگوں کو تبلیغ کی اس مدّت میں صرف دو شخص ایمان لائے ایک رُوبیل یہ عالم اور حکیم تھا۔ دُوسرا تنوخا یہ زاہد اور عابد تھا۔ بعض علماء نے کہا "متّٰی" حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے صرف دو نبی اپنی اپنی والدہ کی طرف منسوب ہیں ایک یونس اور دوسرے حضرت مسیح علیہما السلام فربری نے کہا متّٰی نیک مرد خاندانِ نبوت سے تھا۔ اس کا کوئی لڑکا نہ تھا ایک دن اُنھوں نے اس چشمہ سے غسل

۳۱۸۰ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَهُمْ يَصُوْمُوْنَ يَوْمًا يَعْنِيْ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ وَهُوَ يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَاَغْرَقَ اٰلَ فِرْعَوْنَ فَصَامَ مُوْسٰى شُكْرًا لِلّٰهِ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَوَاعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

يُقَالُ دَكَّهٗ زَلْزَلَهٗ فَدُكَّتَا فَدُكِكْنَ جَعَلَ الْجِبَالَ كَالْوَاحِدَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا وَلَمْ يَقُلْ كُنَّ رَتْقًا مُلْتَصِقَتَيْنِ اُشْرِبُوْا ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ مَصْبُوْغٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْبَجَسَتْ اِنْفَجَرَتْ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ رَفَعْنَا

کیا جس سے حضرت ایوب علیہ السلام نے غسل کیا تھا جبکہ ان کی بیوی بھی ان کے ساتھ غسل میں شریک تھی غسل کے بعد دونوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعاء کی کہ ان کو نیک بچہ عطاء کرے اور اس کو بنی اسرائیل کو ہدائت کرنے پہ مامور کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعاء قبول فرمائی اور ان کو یونس علیہ السلام عنائت کیا ابھی یونس علیہ السلام اپنی والدہ کے شکم میں تھے کہ آپ کے والد متّٰی انتقال کر گئے جبکہ حمل کی مدت صرف چار ماہ تھی (کرمانی عینی)

۳۱۸۰ ـــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگوں کو عاشوراء کے دن روزہ سے پایا انھوں نے کہا یہ دن عظمت والا ہے اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کے خاندان کو غرق کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کرنے کے لئے روزہ رکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ان کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا (حدیث ۱۸۷۹ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور ہم نے تیس رات کا وعدہ کیا اور ہم نے انھیں دس رات کا اضافہ کرکے پورا کیا تو ان کے ربّ کا وقت چالیس راتیں پوری ہوگئیں

اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا تم میری قوم میں میری نیابت کرو اور ان کی اصلاح کرو اور فساد کرنے والوں کی راہ کا پیچھا نہ کرو اور جب موسیٰ ہمارے وقت پر آئے تو ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا موسیٰ نے کہا اے میرے ربّ مجھے اپنی ذات دکھا میں تجھے دیکھوں اللہ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا.... انا اوّل المؤمنین تک۔ کہا جاتا ہے "دَكَّهُ" اسے ہلا ڈالا۔ فَدُكَّتَا یعنی فَدُكِكْنَ "تمام پہاڑوں کو بمنزلہ واحد کیا گیا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک تمام آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے۔ اور کُنَّ رَتْقًا "نہیں فرمایا یعنی ملے ہوئے۔ اُشْرِبُوا ان کے دلوں میں رچ گئی۔ ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ" رنگا ہوا کپڑا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اِنْبَجَسَتْ "پھوٹ پڑے۔ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ" ہم نے پہاڑ کو اٹھایا۔

شرح: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا جبکہ وہ مصر میں تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ہلاک کیا تو وہ ان کے پاس اللہ کی کتاب لائیں گے جس میں ان کے لئے اوامر اور نواہی کا ذکر ہوگا جب فرعون ہلاک ہوگیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ ان کو کتاب عنایت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ذوالقعدہ کے تیس روزے رکھنے کا حکم فرمایا جب آپ نے تیس روزے پورے کرلئے اور اپنے منہ میں تعفن محسوس کیا اور مسواک کرلی تو فرشتوں نے کہا ہم آپ کے منہ سے خوشبو سونگھا کرتے تھے آپ نے مسواک کرکے اس کو خراب کردیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اب ذوالحجہ کے اور دس روزے رکھیں اور اپنے ربّ کے وقت کے چالیس دن پورے کریں۔ وقت اور

۳۱۸۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِىْ اَفَاقَ قَبْلِىْ اَمْ جُوْزِىَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ

میقات میں فرق یہ ہے کہ میقات وہ ہے جو کسی عمل کے لئے مقرر کیا جائے اور وقت کسی عمل کے لئے مقرر نہیں ہوتا اگرچہ دونوں کی جنس ایک ہی ہے ۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی دیکھی اور اندازِ لطف سے مسرور ہُوئے تو اللہ تعالیٰ کی زیارت کی خواہش فرماتے ہُوئے رؤیت کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا اور ایک قریب تر شئی کو دیکھو اگر وہ جلوۂ قدرت کے وقت اپنی جگہ مستقر رہے تو تم بھی دیکھ سکو گے اور اگر اس نے جلوہ کو برداشت نہ کیا تو آپ بھی برداشت نہ کر سکو گے اس کے لئے پہاڑ کو منتخب فرمایا جب پہاڑ پہ اللہ تعالیٰ کی تجلّی پڑی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے ۔ قتادہ کی روائت کے مطابق موسیٰ علیہ السّلام فوت ہوگئے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا پہاڑ زمین میں دھنس گیا حتیٰ کہ سمندر میں گر گیا اور ابھی تک دھنسا جا رہا ہے ۔ ابوبکر ہذلی نے کہا وہ زمین میں دھنس گیا۔ قیامت تک ظاہر نہ ہوگا ۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ بعض اخبار میں ہے کہ وہ زمین میں دھنس گیا اور قیامت تک دھنستا رہے گا ۔ دکّ کی تفسیر زلزل سے کی یعنی اس کو ہلا دیا ۔ "دُکَّتَا" سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا "وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً" قیاس تو یہ تھا کہ دُکِکْنَ کہا جاتا کیونکہ جبال جمع ہے اور "ارض" جمع کے حکم میں ہے ۔ لیکن سب کو بمنزلہ واحد کر کے تثنیہ کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے جیسے اس آیت میں اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا" سموات اور ارض کو بمنزلہ واحد کر کے تثنیہ کا صیغہ ذکر فرمایا اور کُنَّ رَتْقًا نہ فرمایا "قولہ اُشْرِبُوْا" یعنی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت سرائت کر گئی جیسے رنگ کپڑے میں سرائت کر جاتا ہے اور ان کو بچھڑے سے محبت ہو گئی ۔ قولہ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ الخ جب ہم نے پہاڑ کو اُٹھایا ۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی قوم کے پاس تورات شریف لے کر آئے تو اُنھوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے مندرجات اعمال شاقہ پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ پہاڑ کو اُٹھا کر ان کے سَروں پر کھڑا کر دیں ۔ اس وقت ان کی تعداد تقریبًا چھ لاکھ تھی اور انسان کے قد کے برابر اُونچا ان پر کھڑا کر دیا اور ان سے کہا اگر تم تورات کو قبول نہ کرو گے تو یہ پہاڑ تم پر ڈال دیا جائے گا ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اُن کے اُوپر کوہِ طور کھڑا کیا ان کے مونہوں کے آگے آگ اور پیچھے نمکین پانی کا دریا کر دیا (عینی)

۳۱۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

بَابُ طُوفَانٍ مِنَ السَّيْلِ

وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ حَقِيقٌ حَقٌّ سُقِطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهِ

۳۱۸۱ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا قیامت کے روز سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گی تو میں موسیٰ کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کے پایہ کو پکڑے ہوں گے۔ نامعلوم وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا انہیں کوہ طور کی بیہوشی کا بدلہ دیا جائے گا

۳۱۸۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر فوت ہو گئے تھے ان کو بیہوشی کیسے ہوئی۔ حالانکہ بیہوشی زندوں پر آتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بیہوشی گھبراہٹ کی بیہوشی ہو جبکہ قبروں سے اٹھنے کے بعد آسمان اور زمین ٹوٹ پھوٹ جائیں گے کیونکہ یُفِیْقُ کا لفظ بتاتا ہے کہ اِفَاقَہ غشی کے بعد ہے۔ اور کوہ طور کی بیہوشی موت نہ تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ نامعلوم وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ آپ کو یہ نہ بتایا گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے پہلے قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے روضۂ اطہر سے باہر تشریف لائیں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں تشریف فرما ہوں گے (عینی)

۳۱۸۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بدبودار نہ ہوتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی (حدیث ۳۱۱۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ حَدِيثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

۳۱۸۳ ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ ثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسٍ الْفَزَارِىُّ فِىْ صَاحِبِ مُوسٰى الَّذِىْ سَأَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَانَهٗ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوسٰى فِىْ مَلَاٍ مِّنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ

باب سیلاب سے طوفان ہے

کثرتِ موت کو طوفان کہا جاتا ہے۔ القمل کے معنی چیچڑی جو چھوٹی جوں کے مشابہ ہوتی ہیں ،، حقیق کے معنیٰ ہیں لائق۔ سقط کے معنیٰ ہیں پشیمان ،، ہر وہ شخص جو نادم ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھوں پر گرتا ہے ،،

باب خضر اور موسیٰ علیہ السلام کی حدیث

۳۱۸۳ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے اور حُرّ بن قیس فزاری نے صاحب موسیٰ علیہ السلام میں جھگڑا کیا۔ ابن عباس نے کہا وہ خضر علیہ السلام ہے ان کے قریب سے ابی بن کعب گزرے تو ان کو ابن عباس نے بُلایا اور کہا میں نے اور میرے اس ساتھی نے صاحب موسیٰ جس کی ملاقات کا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا جھگڑا کیا ہے کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ لَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ مُوْسٰى السَّبِيْلَ اِلَيْهِ فَجُعِلَ لَهُ الْحُوْتُ اٰيَةً وَقِيْلَ لَهٗ اِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ يَتْبَعُ اَثَرَ الْحُوْتِ فِى الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوْسٰى فَتَاهُ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطَانُ اَنْ اَذْكُرَهٗ قَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَاْنِهِمَا الَّذِىْ قَصَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِىْ كِتَابِهٖ

۳۱۸۴ــــ حَدَّثَنَا عَلِىُّ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ

سے اس کا ذکر کرتے ہوئے سُنا۔ اُبَیّ نے کہا ہاں میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کہ ایک وقت موسیٰ بنی اسرائیل کے مجمع میں وعظ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے اُن کے قریب آکر کہا کیا آپ کسی کو اپنے سے زیادہ عالم سمجھتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ کیوں نہیں، ہمارا بندہ خضر ہے (جو تم سے زیادہ عالم ہے) موسیٰ نے خضر کی ملاقات کے لئے راہ پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مچھلی ملاقات کی علامت بنادی ہے اور ان سے کہا گیا جب تم مچھلی کو مفقود پاؤ تو واپس لوٹ آؤ (واپسی میں) تم عنقریب اس کو پا لوگے وہ مچھلی کے نشان کی تلاش میں سمندر کے کنارے چلنے لگے تو موسیٰ کے ساتھی نے ان سے کہا۔ کیا آپ نے دیکھا کہ جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے۔ تو میں مچھلی کو بھُول گیا تھا۔ اور مجھے شیطان ہی نے بھلایا تھا کہ میں اس کو یاد کروں۔ موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے (اس کی تلاش میں تھے) تو وہ دونوں پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے تو اُنھوں نے خضر کو پالیا اور ان کا وہی قصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے!

(حدیث ۷۳ کی شرح دیکھیں)

۳۱۸۴ــــ ترجمہ: سعید بن جُبَیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس سے کہا نوف بکالی کا خیال ہے کہ موسیٰ جو حضرت خضر کا صاحب ہے وہ موسیٰ بنی اسرائیل نہیں وہ کوئی اور موسیٰ ہے۔ ابن عباس نے کہا اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا ہے۔ ہمیں ابی بن کعب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے کہ موسیٰ نے

دِينَارٍ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَوْفًا
الْبُكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسٰى بَنِي اِسْرَآئِيلَ
اِنَّمَا هُوَ مُوسٰى اٰخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مُوسٰى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي اِسْرَآئِيلَ
فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ
اِلَيْهِ قَالَ لَهٗ بَلْ لِي عَبْدٌ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ اَيْ رَبِّ
وَمَنْ لِي بِهٖ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ اَيْ رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهٖ قَالَ تَاْخُذُ
حُوتًا فَتَجْعَلُهٗ فِي مِكْتَلٍ حَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ وَرُبَّمَا قَالَ فَهُوَ
ثَمَّهْ فَاَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهٗ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ
نُونٍ حَتّٰى اِذَا اَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا فَرَقَدَ مُوسٰى وَاضْطَرَبَ
الْحُوتُ فَخَرَجَ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا فَاَمْسَكَ
اللّٰهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ فِي مِثْلِ الطَّاقِ فَقَالَ هٰكَذَا مِثْلَ

بنی اسرائیل میں خطبہ دیا تو آپ سے پوچھا گیا لوگوں میں سے زیادہ عالم کون ہے؟ فرمایا میں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کیا جبکہ انھوں نے علم کو اللہ کی طرف رد نہیں کیا۔ اور موسیٰ سے فرمایا کیوں نہیں مجمع البحرین میں میرا بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ موسیٰ نے کہا۔ اس تک پہنچانے کا کون کفیل ہوگا۔ بسا اوقات سفیان نے کہا اے رب میں اس تک کیسے پہنچوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک مچھلی لے لو۔ اور اس کو توشہ دان میں رکھ لو جہاں بھی اس مچھلی کو گم پاؤ وہ بندہ وہاں ہوگا۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے مچھلی پکڑی اور اس کو توشہ دان میں رکھ لیا پھر وہ اور ان کا خادم یوشع بن نون چلتے رہے حتیٰ کہ پتھر کے پاس پہنچ گئے اور دونوں نے اس پر سر رکھا اور موسیٰ سو گئے مچھلی حرکت میں آئی اور توشہ دان سے باہر نکلی اور سمندر میں گر گئی اور اس نے سمندر میں اپنا راستہ سُرنگ جیسا بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک دیا اور وہ طاق کی مانند ہوگیا اور

الطَّاقِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ
قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا وَلَمْ يَجِدْ
مُوْسٰى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ حَيْثُ اَمَرَهُ اللّٰهُ قَالَ لَهٗ فَتَاهُ اَرَأَيْتَ اِذْ
اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ
اَنْ اَذْكُرَهٗ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَلَهُمَا
عَجَبًا قَالَ لَهٗ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا رَجَعَا
يَقُصَّانِ اٰثَارَهُمَا حَتّٰى اَتَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ
مُوْسٰى فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى
بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ اَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ يَا مُوْسٰى
اِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهٗ وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ

آپ نے اشارہ سے بتایا کہ طاق جیسا ہوگیا۔ وہ دونوں باقی دن رات چلتے رہے حتیٰ کہ جب دوسرا دن ہُوا تو موسیٰ نے اپنے خادم یوشع سے کہا ناشتہ لاؤ اس سفر میں ہم نے بہت مشقت دیکھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تکلیف کو محسوس نہ کیا حتیٰ کہ وہ اس مقام سے گزر گئے جس کا اللہ نے ان کو حکم فرمایا تھا۔ موسیٰ کے خادم نے کہا مجھے بتائیے جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا میں مچھلی کو بھول گیا ہوں اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلایا ہے کہ میں اسے یاد کروں۔ اُس نے سمندر میں اپنی راہ لی اچنبا ہے۔ وہ مچھلی کے لئے سرنگ اور ان دونوں کے لئے تعجب کا باعث بنا۔ موسیٰ نے خادم سے کہا اسی کو تو ہم چاہتے تھے۔ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے پیچھے پلٹے۔ وہ اپنے نشان دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ پتھر کے پاس پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مرد کپڑا اوڑھے ہُوئے ہے۔ موسیٰ نے اس کو سلام کہا اُس نے جواب دیا اور کہا۔ اس زمین میں تو سلام کا رواج نہیں۔ اُنھوں نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا تم بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ کہا جی ہاں! میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھ کو نیک بات سکھا دو جو تم کو تعلیم ہُوئی ہے۔ خضر نے کہا اے موسیٰ! مجھے اللہ نے علم سکھایا ہے جو تم نہیں جانتے ہو اور تم کو اللہ نے علم دیا ہے جس کو میں نہیں جانتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں
خضر نے کہا تم میرے

عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهُ قَالَ هَلْ اَتَّبِعُكَ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَ
كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا اِلٰى قَوْلِهٖ اَمْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى
سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ كَلَّمُوْهُمْ اَنْ يَحْمِلُوْهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُ
بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ جَاءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ
فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً اَوْ نَقْرَتَيْنِ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَ
عِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ
اِذْ اَخَذَ الْفَاْسَ فَنَزَعَ لَوْحًا فَلَمْ يَفْجَاْ مُوْسٰى اِلَّا وَقَدْ قَلَعَ لَوْحًا بِالْقَدُّوْمِ
فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى مَا صَنَعْتَ قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ
فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ
مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا

ساتھ صبر نہ کرسکو گے اور اس بات پہ کیونکر صبر کرو گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔ الی قولہ اِمراً ،، وہ سمندر کے کنارے کنارے چلتے۔ ہے ستی کہ ان کے پاس سے کشتی گزری تو انھوں نے کشتی والوں سے پوچھا کہ وہ ان کو سوار کریں انھوں نے خضر کو پہچان لیا اور اُجرت لئے بغیر ان کو کشتی میں سوار کر لیا۔ جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ایک چڑیا آئی اور وہ کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ اور سمندر میں سے ایک یا دو چونچیں ماریں تو خضر نے کہا اے موسیٰ! میرے اور تیرے علم نے اللہ کے علم سے کچھ کم نہیں کیا جیسے اس چڑیا نے اپنی چونچ سے سمندر کا پانی کم نہیں کیا۔ اچانک خضر نے کلہاڑا لیا اور کشتی کا ایک تختہ اُکھاڑ دیا۔ اچانک موسیٰ نے دیکھا کہ خضر نے کلہاڑے سے کشتی کا تختہ اُکھاڑ دیا ہے تو کہا یہ تم نے کیا کیا ہے۔ ان لوگوں نے ہم کو اُجرت کے بغیر کشتی میں سوار کیا اور تم نے ان کی کشتی کو توڑ دیا ہے۔ تاکہ اس کے سواروں کو غرق کرے یہ تم نے بُری بات کی ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ موسیٰ نے کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو اور مجھ پہ میرے کام میں مشکل نہ ڈالو۔ موسیٰ علیہ السلام سے پہلی بار بھول ہوئی تھی۔ جب وہ سمندر سے باہر آئے اور ایک بچے کے پاس سے گزرے جو بچوں میں کھیل رہا تھا تو خضر نے اس کا سر پکڑا اور ہاتھ سے اس کا سر جسم سے نکال پھینکا سفیان نے اپنی انگلیوں کے اطراف سے اشارہ

فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا فَلَمَّا خَرَجَا مِنَ الْبَحْرِ مَرُّوْا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَاْسِهٖ فَقَلَعَهٗ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَوْمٰى سُفْيَانُ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِهٖ كَاَنَّهٗ يَقْطِفُ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ مَائِلًا اَوْمٰى بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ سُفْيَانُ كَاَنَّهٗ يَمْسَحُ شَيْئًا اِلٰى فَوْقُ وَلَمْ اَسْمَعْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ مَائِلًا اِلَّا مَرَّةً قَالَ قَوْمٌ اَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُوْنَا وَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا عَمَدْتَ اِلٰى حَائِطِهِمْ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا اَنَّ مُوْسٰى كَانَ صَبَرَ فَقَصَّ عَلَيْنَا

کرکے بتایا گویا کہ وہ کچھ کچٹتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کس جان کے بدلے قتل کر دی بے شک تم نے بہت بُری بات کی خضر کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا۔ بے شک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا ہے۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ان دھکانوں سے کھانا مانگا اُنھوں نے انھیں دعوت دینی قبول نہ کی پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے۔ اس طرح اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سفیان نے اشارہ کیا گویا کہ وہ اُوپر کی طرف کسی شئی کو مس کرتے ہیں میں نے سفیان کو مائل ذکر کرتے صرف ایک بار سُنا ہے۔ موسیٰ نے کہا ہم ان لوگوں کے پاس آئے اُنھوں نے ہمیں کھانا نہ کھلایا اور نہ دعوت دینی قبول کی۔ آپ نے ان کی دیوار کو سیدھا کر دیا تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے۔ کہا یہ میری اور آپ کی جُدائی ہے۔ اب میں آپ کو ان باتوں کی حقیقت

مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوْ كَانَ صَبَرَ لَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا قَالَ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ كَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ لِيْ سُفْيَانُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ حَفِظْتَهُ قَبْلَ اَنْ تَسْمَعَهُ مِنْ عَمْرٍو اَوْ تَحَفَّظْتَهُ مِنْ اِنْسَانٍ فَقَالَ مِمَّنْ اَتَحَفَّظُهُ وَرَوَاهُ اَحَدٌ عَنْ عَمْرٍو غَيْرِيْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ

۳۱۸۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ثَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ الحديث بطوله

۳۱۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ ثَنَا

تا ناشنوں۔ جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری خواہش تھی کہ موسیٰ ذرا صبر کرتے تو اللہ تعالیٰ ہم سے اس کا مزید حال بیان کرتا سفیان نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے " اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ " پڑھا ہے اور وہ جو لڑکا تھا وہ کافر تھا اور اس کے ماں باپ مومن تھے پھر سفیان نے مجھے کہا میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو دفعہ سُنی اور انہی سے یاد کی۔ سفیان سے کہا گیا تم نے عمرو سے سُننے سے پہلے یہ یاد کی ہے یا کسی اور انسان سے یاد کی ہے؟ سفیان نے کہا میں کس سے یہ حدیث یاد کرتا کیا اس کو میرے سوا کسی اور نے روائت کیا ہے میں نے ہی یہ حدیث عمرو سے دو بار یا تین بار سُنی اور اسی کو انہی سے یاد کیا۔ (حدیث ۱۲۲ کی شرح دیکھیں)

۳۱۸۵ ترجمہ : علی بن خشرم نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے یہ طویل حدیث بیان کی ہے

ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ

۳۱۸۵ — **ترجمہ** : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خضر کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ صاف خشک زمین پر بیٹھے تو ان کے اُٹھنے کے بعد وہ سبزے سے لہلانے لگتی

۳۱۸۵ — **شرح** : یعنی حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام خشک صاف زمین پر بیٹھے جب وہ اُٹھتے تو وہ زمین سرسبز ہو جاتی تھی ۔ حضرت کا نام بلیا بن ملکان بن یقطن بن فالغ بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے ۔ مجاہد نے کہا ان کا نام لیسع بن ملکان بن فالغ الخ علاوہ ازیں ان کے نام میں بہت اقوال ہیں ۔ ان کی کنیت ابو العباس ہے ۔ جمہور علماء نے کہا حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہی صحیح ہے کہ وہ نبی تھے ۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ نبی تھے ۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ نبی تھے بعض نے ولی کہا ہے یہ قول مرجوح ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمہور علماء خصوصاً مشائخ طریقت و حقیقت اور ارباب مجاہدات و مشاہدات رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وہ اب زندہ ہیں کھاتے پیتے ہیں ۔ ان کو جنگلوں میں دیکھا جاتا ہے ۔ حضرت عمر بن عبد العزیز ، ابراہیم بن ادہم ، بشر حافی ، معروف کرخی ، سری سقطی ، ابراہیم خواص اور ان کے علاوہ بیشتر ارباب مشاہدہ نے ان کو دیکھا ہے ۔ جمہور علماء نے کہا ان کا اب زندہ ہونا ان کے ہمیشہ زندہ رہنے پر دلالت نہیں کرتا البتہ وہ دُنیا باقی رہنے تک زندہ رہیں گے اور جب قرنا پھونکی جائے گی اس وقت وہ فوت ہو جائیں گے ۔ بحسب ارشاد خداوند قدوس " كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ " اور بخاری میں مذکور حدیث کہ جو اس وقت زمین کی سطح پر زندہ موجود ہے وہ ایک سو سال کے بعد زندہ نہ رہے گا کا محل یہ ہے جو انسان اس کلام کے بعد پیدا ہوں گے وہ اس میں داخل نہیں جبکہ سرورِ کائنات کے کلام شریف کا معنی یہ ہے جو اس وقت زمین کی سطح پر زندہ ہیں وہ سو سال کے بعد زندہ نہ رہیں گے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں خضر علیہ السلام سمندروں میں ہیں اور ابلیس لعین ہوا میں ہے ۔ ان میں سے کوئی بھی زمین کی سطح پر نہیں ۔ لہٰذا یہ اگر زندہ ہیں تو حدیث کے مفہوم سے متصادم نہیں ۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۳۶ ہجری میں فوت ہو گئے تھے ۔ اگرچہ ان کی عمر ساڑھے تین سو سال تھی ۔ نیز حکیم بن حزام ساٹھ برس بعد مسلمان ہوئے تھے ان کی کل عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس تھی ۔ یہ دونوں حضرات سو سال سے پہلے فوت ہو گئے تھے واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابٌ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ

۳۱۸۷ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَاسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتَحْيٰى مِنْهُ فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا

باب

۳۱۸۶ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ تم سجدہ کرتے ہوئے دروازہ میں داخل ہو اور یہ کہو "حِطَّةٌ"، انھوں نے اس کو تبدیل کر دیا اور اپنے سرینوں کو گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے زبان سے "حَبَّةٌ فِیْ شَعْرَةٍ" کہہ رہے تھے۔

۳۱۸۶ — شرح : ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ تم بیت المقدس میں داخل ہو اور سروں کو جھکا کر دروازہ سے داخل ہونا ہوگا اور زبان سے یہ کہو کہ اے اللہ ہم کو بخش دے لیکن انھوں نے کلام تبدیل کر دیا اور اکڑ اکڑ کر داخل ہونے لگے اور زبان سے مہمل کلام کرنے لگے۔ یہ ان کی نادانی اور سرکشی تھی اور ان کا مقصد اللہ کے حکم کی مخالفت تھی۔ جب وہ اس قدر سرکش ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی جس سے وہ ایک گھڑی میں ستر ہزار مر گئے۔ اعاذنا اللہ!۔

۳۱۸۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ "علیہ السلام" بہت حیادار اور ستر پوش مرد تھے ان کے

مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ وَاِمَّا اُدْرَةٌ وَ اِمَّا اٰفَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَرَادَ اَنْ يُّبَرِّأَهٗ مِمَّا قَالُوْا بِمُوْسٰى فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ فَوَضَعَ ثِيَابَهٗ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ اِلٰى ثِيَابِهٖ لِيَأْخُذَهَا وَاِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ فَاَخَذَ مُوْسٰى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ ثَوْبِىْ حَجَرُ ثَوْبِىْ حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَلَاٍ مِّنْ بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَاَبْرَاَهٗ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَلَبِسَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِّنْ اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا

حیاء کی وجہ سے ان کے بدن کی کوئی شئی نہیں دیکھی جاتی تھی۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے ان کو بہت اذیت پہنچائی اور انھوں نے کہا یہ اس قدر چشم پوشی اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے یا تو ان کو برص ہے یا فتق ہے یا کوئی اور بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ "علیہ السلام" کو ان کے اس قول سے بری کرنا چاہا تو موسیٰ نے ایک روز تنہائی میں کپڑے اتارے اور پتھر پر رکھ دیئے پھر نہانے لگے جب غسل سے فارغ ہو کر اپنے کپڑوں کی طرف آئے تاکہ وہ پہنیں پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ نکلا موسیٰ نے اپنا عصا لیا اور پتھر کی تلاش میں نکلے اور یہ کہہ رہے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچے تو انھوں نے موسیٰ "علیہ السلام" کو برہنہ حالت میں دیکھا کہ آپ اللہ کی پیدا کردہ مخلوق سے زیادہ خوبصورت تھے اور جو بات وہ ان کی طرف منسوب کرتے تھے اس سے ان کو بری کیا۔ پتھر وہاں ٹھہر گیا۔ آپ نے اپنے کپڑے لے کر پہنے پھر اپنے عصا سے پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ بخدا موسیٰ کے مارنے کے باعث پتھر تین یا چار یا پانچ نشانات ہوگئے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی تھی ان کی باتوں سے اللہ نے اس کو بری کیا اور وہ اللہ کے نزدیک معزز باوقار تھے۔

۳۱۸۷ —— شرح : اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ والوں کو خطاب کیا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۲۱۸۸ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَا اُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَغَضِبَ حَتّٰى رَاَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

کو اذیت نہ پہنچاؤ جیسے بنو اسرائیل نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی تھی تو جو باتیں وہ موسیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے ان کو غلط قرار دیتے ہوئے ان کو بری الذمہ قرار دیا۔ وہ کہتے تھے موسیٰ کو فتق کی بیماری ہے اور وہ ان پر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو قتل کرنے کا بہتان لگاتے تھے۔ ان سب باتوں سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پاک صاف کیا۔ وہ اللہ کے حضور باعزت انسان تھے۔ اے مدینہ منورہ والو تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے سے احتیاط کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے۔ حسان بن ثابت کہتے ہیں

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ❊ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

یعنی یا رسول اللہ آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے ہیں۔ گویا کہ آپ اپنی خواہش کے مطابق پیدا ہوئے ہیں "سبحان اللہ"۔ بنی اسرائیل میں ایک دوسرے کے سامنے غسل کرنا جائز تھا اور موسیٰ علیہ السلام حیادار ہونے کے باعث پردہ پوشی میں غسل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت برہنہ چلنا جائز ہے اور ضرورت کے وقت مثلاً دواء اور آپریشن وغیرہ کے وقت شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے اور انبیاء کرام ظاہری اور باطنی عیوب سے پاک ہوتے ہیں اور جو کوئی کسی نبی کی خلقت میں عیب لگائے اس سے نبی کو اذیت پہنچتی ہے۔ باقی تشریح حدیث ع ۲۷۶ کی شرح میں دیکھیں۔

۲۱۸۸ — ترجمہ: اعمش نے کہا میں نے ابو وائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا تو ایک شخص نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو یہ خبر دی تو آپ غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے چہرۂ انور پر غصہ کا اثر دیکھا پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔ (حدیث ۲۹۲۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهٖ يَعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ

مُتَبَّرٌ خُسْرَانٌ وَلِيُتَبِّرُوْا يُدَمِّرُوْا مَا عَلَوْا غَلَبُوْا

۳۱۸۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ اَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجْنِي الْكَبَاثَ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهٗ اَطْيَبُهٗ قَالُوْا اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا

باب "وہ اپنے بتوں کے پاس ڈیرہ ڈالے بیٹھے تھے"

مُتَبَّر" نقصان ، وَلِیُتَبِّرُوْا "وہ ہلاک کر دیں گے" مَاعَلَوا "جن پر وہ غالب آئے"

۳۱۸۹ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پیلو کے پھول چن رہے تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان میں سے سیاہ دانے چنو کیونکہ وہ زیادہ عمدہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا آپ بکریاں چراتے تھے؟ فرمایا ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

۳۱۸۹ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں داخل ہیں جنہوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیاداروں اور متکبرین میں نبوت نہیں رکھی۔ تواضع و انکساری کرنے والوں اور بکریاں چرانے والوں کو خلعتِ نبوت پہنائی کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ نبوت کے مستحق کون لوگ ہیں۔ علامہ نووی نے کہا

بَابُ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً الْآيَةَ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ عَوَانٌ النَّصَفُ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالْهَرِمَةِ فَاقِعٌ صَافٍ لَا ذَلُولٌ لَمْ يُذِلْهَا الْعَمَلُ تُثِيرُ الْأَرْضَ لَيْسَتْ بِذَلُولٍ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَعْمَلُ فِي الْحَرْثِ مُسَلَّمَةٌ مِنَ الْعُيُوبِ لَا شِيَةَ بَيَاضٌ صَفْرَاءُ إِنْ شِئْتَ سَوْدَاءُ وَيُقَالُ صَفْرَاءُ كَقَوْلِهِ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ فَادَّارَأْتُمْ اخْتَلَفْتُمْ

نبیوں کا بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ وہ متواضع رہیں اور تنہائی اختیار کرنے میں ان کے قلوب صاف رہیں اور بکریوں کا نظم ونسق کرنے کے بعد وہ امت کا نظم ونسق کر سکیں کیونکہ منتشر بکریوں کو جمع کر کے ان کو ایک نظم میں رکھنے سے امت کے مختلف افراد کو یکجا کرنے کی صلاحیت میں استحکام ہوتا ہے (حدیث ۲۱۲۰ کی شرح دیکھیں)

باب جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو "

ابوالعالیہ نے کہا " اَلْعَوَانَ " کے معنی نوجوان اور بڑھیا کے درمیان " فَاقِعٌ " صاف " لَاذَلُولٌ " کام نے اسے کمزور نہ کیا ہو اور نہ ہی وہ زمین جوتتی ہو اور کھیتی باڑی میں کام کرتی ہو " مُسَلَّمَةٌ " عیبوں سے سالم ہو۔ قولہ صَفْرَاءُ الخ اس سے غرض یہ ہے کہ صفراء کا مشہور معنی بھی لے سکتے ہیں اور سیاہ معنی بھی لیا جاتا

بَابُ وَفَاةِ مُوسٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذِکْرُہٗ بَعْدُ

۳۱۹۰ ـ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوسٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ اُرْسِلَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوسٰی فَلَمَّا جَآءَہٗ صَکَّہٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّہٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّا یُرِیْدُ الْمَوْتَ قَالَ ارْجِعْ اِلَیْہِ فَقُلْ لَہٗ یَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَہٗ بِمَا غَطَّتْ یَدُہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ سَنَۃٌ قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَأَلَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یُّدْنِیَہٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جِمَالَتٌ صُفْرٌ ،، اس کی تفسیر میں سیاہ اونٹ جو زردی مائل ہوں۔ ذکر کیا جاتا ہے۔ فَادّٰرَءْتُمْ ،،تم نے اختلاف کیا ،،

گائے کا واقعہ یہ ہے کہ بنو اسرائیل میں ایک بوڑھا شخص تھا جو بہت مالدار تھا۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کا وارث صرف اس کا بھتیجہ تھا۔ اس نے بوڑھے کو قتل کر کے کسی شخص کے دروازے پر رکھ دیا پھر صبح ان لوگوں پہ دعویٰ دائر کر دیا کہ اُنھوں نے اس کے چچا کو قتل کیا ہے۔ اس میں جھگڑا طول پکڑ گیا اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے تو ان میں سمجھدار لوگوں نے کہا تم آپس میں لڑتے مرتے کیوں ہو تم میں اللہ کا رسُول تشریف فرما ہے۔ ان سے دریافت کر لیا جائے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور سارا واقعہ ذکر کیا تو موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا اللہ کا حکم ہے کہ گائے ذبح کی جائے لوگوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہیں ایک تو ہمارا بوڑھا قتل ہو گیا ہے دوسرے آپ گائے ذبح کرانا چاہتے ہیں کیا آپ ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مذاق کرنا جاہلوں کا کام ہے ہوش کی بات کرو۔ اُنھوں نے گائے کے بارے میں بہت لیت ولعل کی اگر وہ اس قدر تعرض نہ کرتے تو جو بھی گائے خرید کر ذبح کر دیتے ان کے مقصود کے لئے کافی تھی۔ لیکن ان لوگوں نے اپنی جانوں پر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر سختی کی اور گراں قیمت سے مطلوبہ گائے ملی جس کو قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔ اُنھوں نے وہ گائے خرید کر لی اور اس چمڑے میں جتنا سونا آجائے اس کی قیمت قرار پائی۔ گائے خریدنے کے بعد ذبح کی گئی اور اس کی دم یا زبان مقتول کے ساتھ لگا دی گئی تو وہ زندہ ہو گیا۔ لوگوں نے کہا تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ اُس نے کہا اِس شخص نے قتل کیا ہے۔ اور اپنے بھتیجے

رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْكُنْتُ ثَمَّ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ تَحْتَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ قَالَ وَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ ثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

کی طرف اشارہ کر کے مرگیا اور اس کے قاتل کو وراثت سے محروم کر دیا گیا پھر یہی قانون قرار پایا کہ جو کوئی اپنے مُورِث کو قتل کر دے اس کو وراثت سے محروم کر دیا جائے۔

باب حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی وفات اور اس کے بعد کا واقعہ

۳۱۹۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف موت کا فرشتہ بھیجا گیا جب وہ ان کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ مارا۔ فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس چلا گیا اور کہا اے اللہ تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا واپس اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھے تو جتنے بال ان کا ہاتھ ڈھانپ لے گا۔ ہر بال کا بدل ایک سال عمر دی جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! پھر کیا ہوگا فرمایا پھر موت! موسیٰ علیہ السلام نے کہا ابھی فوت کر دے اور اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ ان کو بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ کے قریب کر دے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس وجود عنصری سے وہاں موجود ہوتا تو تمہیں ان کی قبر شریف دکھاتا جو سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب ہے۔ عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے ہمام سے خبر دی انھوں نے کہا ہم کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ سے اس طرح خبر دی!

۳۱۹۰ — شرح: ملک الموت لوگوں کے پاس علانیہ آیا کرتا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی اسی طرح آیا تو انھوں نے مکہ مارا۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روائت میں ہے کہ اس کو طمانچہ مار کر اس کی آنکھ نکال دی۔ عمار کی روائت میں ہے کہ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکوی عرض کرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ تیرے نزدیک مکرم و معظم نہ ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا حضرت

۳۱۹۱ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِیْ اَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَدِاسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُحَمَّدًا عَلَی الْعَالَمِيْنَ فِیْ قَسَمٍ يُّقْسِمُ بِهٖ فَقَالَ الْيَهُوْدِیُّ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ يَدَهٗ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِیَّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِیُّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ الَّذِیْ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِالْمُسْلِمِ فَقَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْكَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش کی کہ ان کو ارضِ مقدسہ کے قریب دفن کیا جائے کیونکہ اس مقام میں بکثرت انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں۔ اور وہ مشرف و مقدس خطۂ ارض ہے۔ معلوم ہوا کہ مواضع فاضلہ، مواطن مبارکہ اور مدافن صالحین کے قرب و جوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو مبہم رکھا اور سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب کے ذکر پہ اکتفاء کی اور اگر اس کی وضاحت کا ارادہ فرماتے تو صراحۃً بیان فرما دیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر یہودیوں کو حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی قبروں کا علم ہو جاتا تو وہ ان کی پوجا شروع کر دیتے۔ حضرت وہب نے کہا فرشتوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکفین و تدفین کی تھی آپ کی عمر شریف ایک سو بیس برس تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات سے گیارہ ماہ بعد وفات پائی ”حدیث ۱۲۶۱ کی شرح دیکھیں“

۳۱۱۹ــــ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک مسلمان مرد اور ایک یہودی شخص لڑ پڑے مسلمان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۱۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی فَقَالَ لَہٗ مُوْسٰی اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ اَخْرَجَتْکَ خَطِیْئَتُکَ مِنَ الْجَنَّۃِ قَالَ لَہٗ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَی الَّذِیْ اصْطَفَاکَ اللّٰہُ بِرِسَالَاتِہٖ وَبِکَلَامِہٖ ثُمَّ تَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی مَرَّتَیْنِ

کو سب جہانوں پر فضیلت دی ہے اس نے یہ قسم کھائی اور یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو جہانوں پر فضیلت دی اس وقت مسلمان نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کو طمانچہ مارا یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اپنے اور مسلمان کے واقعہ کی آپ کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو کیونکہ لوگ بیہوش ہوجائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا اور موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہُوئے ہوں گے نامعلوم وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو بیہوش ہوگئے تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔

(حدیث ع ۲۲۵۱ کی شرح دیکھیں)

۳۱۹۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم نے موسیٰ سے بحث کی "علیہما السلام"، تو ان سے موسیٰ نے کہا آپ وہ آدم ہو کہ تم کو تمہارے گناہ نے جنّت سے باہر کرایا آدم نے موسیٰ سے کہا تم وہی موسیٰ ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے رسالت اور کلام میں منتخب کیا پھر تم مجھے ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدّر بن چکا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم موسیٰ پر غلبہ پاگئے یہ دو دفعہ فرمایا۔

۳۱۹۲ — شرح : حضرت آدم علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام سے مباحثہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ابوالحسن قابسی رحمہ اللہ نے کہا ان دونوں حضرات کی روحوں کی آسمانوں میں ملاقات ہُوئی وہاں ان میں یہ بحث ہُوئی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ظاہر

٣١٩٣ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ

پرمحمول ہے اور اُنھوں نے بعینہٖ ایک دوسرے سے ملاقات کی تھی اور یہ امر مسلّم ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے آسمانوں میں ملاقات کی اور بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو نماز پڑھائی تھی لہٰذا یہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہداء کی طرح زندہ کر دیا اور اُنھوں نے یہ گفتگو کی۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ یہ مباحثہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہُوا اور اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا ہو کہ ان کو آدم علیہ السلام دکھائیں اور ان سے یہ بحث کی

حضرت آدم علیہ السلام کی خطیئہ یہی تھی کہ انھوں نے شجرۂ ممنوعہ سے تناول فرمایا تھا۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو یہ جواب دیا کہ آپ جانتے ہو کہ شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنا میرا مقدّر تھا اور میں اس میں مجبور تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی۔ " اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً " میں زمین میں اپنا نائب بنا رہا ہوں۔ اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ آدم علیہ السّلام نے زمین میں اللہ کا خلیفہ بننا ہے۔ یہ خبر واجب الوقوع ہے اس کا خلاف محال ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا تو فرمایا۔ " یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ " اے آدم تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور اس شجرۂ ممنوعہ کے پاس نہ جانا اور نہ ہی اس سے تناول کرنا۔ اگر بالفرض آدم علیہ السلام شجرہ مذکورہ کے قریب ہمیشہ کے لئے نہ جاتے تو ہمیشہ جنت میں رہتے اور زمین میں اللہ کی نیابت اور خلافت کی خبر جھوٹی ہو جاتی حالانکہ اللہ کی خبر کا جھوٹا ہونا محال ہے۔ لہٰذا آدم علیہ السّلام کا شجرہ ممنوعہ کے پاس نہ جانا محال ہُوا کیونکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا ہے۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا ضروری اور واجب تھا یہی آپ کا مقدّر تھا اس لئے حضرت آدم علیہ السّلام نے فرمایا۔ " تَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ قُدِّرَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ " یعنی اے موسیٰ آپ مجھے ایسے امر پر ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدّر بن چکا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس مباحثہ میں آدم موسیٰ پر غالب آگئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣١٩٣ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ساری اُمتیں میرے سامنے پیش کی گئیں میں نے بہت

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اِلٰی قَوْلِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ

۳۱۹۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا اٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَاَنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

زیادہ مخلوق کو دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو بھرا ہوا تھا تو مجھ سے کہا گیا یہ موسیٰ اپنی قوم میں ہیں۔

۳۱۹۳ — شرح : بہت بڑی جماعت کی سواد سے تعبیر کی جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت تمام نبیوں کی امتوں سے زیادہ ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان ....

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے ۔ فرعون کی بی بی جب اُس نے عرض کیا اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش ۔

۳۱۹۴ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت مرد کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے صرف فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم کمال کو پہنچیں اور عائشہ کو تمام عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت ہے ۔

۳۱۹۴ — شرح : لفظ کمال سے یہ لازم نہیں کہ وہ نبی ہیں کیونکہ کمال کا اطلاق شئ کی

بَابٌ قَوْلُهُ إِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى الآية لَتَنُوْءُ لَتُثْقِلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أُوْلِي الْقُوَّةِ لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ يُقَالُ الْفَرِحِيْنَ الْمَرِحِيْنَ وَيْكَأَنَّ اللّٰهَ مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ

انتہاء پر ہوتا ہے۔ لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ عورتوں کے تمام فضائل میں یہ انتہاء کو پہنچی ہیں اور عورتوں کے نبی نہ ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے ایمان چھپا رکھا تھا۔ جب فرعون کو ان کے ایمان کا علم ہُوا تو ان کو بہت اذیت پہنچائی۔ مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں وہ تیرہ برس کی حاملہ ہُوئیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا اور ان کے آسمانوں پر تشریف لے جانے کے بعد ۶۶ برس زندہ رہیں ان کی عمر ایک سَو بارہ سال ہوئی (کرمانی)

ابوالحسن اشعری سے منقول ہے کہ عورتوں میں سے بھی نبی ہیں اور وہ چھ عورتیں ہیں حواء، سارہ، امّ موسیٰ، ہاجرہ، آسیہ اور مریم قرآن کریم میں بعض عورتوں کی طرف وحی کا آنا مذکور ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے جب مریم کے بعد نبیوں کو ذکر کیا تو فرمایا یہ وہ نبی ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ اس عموم میں مریم بھی داخل ہیں۔ قرطبی نے کہا صحیح یہی ہے کہ مریم نبیّہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کے واسطے سے ان کو وحی کی تھی۔ البتہ آسیہ کی نبوّت پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عورت کی عدم نبوّت پر اجماع قائم ہے کہ کوئی عورت نبی نہیں ہُوئی۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلتِ عائشہ کی مثال ثرید بیان فرمائی لیکن اس میں ان کی افضلیت پر دلالت نہیں۔ احمد ابن حبان، ابویعلی، طبرانی، ابوداؤد اور حاکم سب نے موسیٰ بن عقبہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا در جنّت کی عورتوں میں سے خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون سب عورتوں سے افضل ہیں اور ان چاروں میں سے فاطمہ اور مریم افضل ہیں۔ امام احمد نے ابوسعید سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ جنّت کی عورتوں کی سردار ہے۔ سوا مریم بنت عمران کے اس استثناء سے معلوم ہوتا

ہوتا ہے کہ مریم فاطمہ سے افضل ہے یہ بھی احتمال ہے کہ افضلیت میں دونوں برابر ہیں۔ البتہ ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم فاطمہ سے افضل ہیں۔ چنانچہ ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنّت کی عورتوں کی سردار مریم بنت عمران پھر فاطمہ پھر خدیجہ اور پھر آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔ اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم فاطمہ سے افضل ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہن (عینی) واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا

لَتَنُوْءُ، بھاری ہوتی تھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "اُولِی الْقُوَّۃِ" جن کو مردوں کی جماعت بھی نہ اُٹھا سکے"، کہا جاتا ہے، اَلْفَرِحِیْنَ "، فخر کرنے والے وَیْکَاَنَّ اللہَ" جیسے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللہَ "، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس پر چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس پر چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا "، مدین والوں کی طرف ہم نے شعیب "علیہ السلام" کو بھیجا۔ مَدْیَنَ" سے مراد اہلِ مدین ہیں کیونکہ مدین شہر ہے اسی طرح " وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ اور وَاسْئَلِ الْعِیْرَ" ہے یعنی بستی والوں اور قافلہ والوں سے پوچھئے۔ وَرَاءَکُمْ ظِھْرِیًّا"، اُنھوں نے ان کی طرف التفات نہ کی۔ محاورہ ہے کہ جب وہ اس کی حاجت پُوری نہ کرے تو اسے کہا جاتا ہے تُو نے میری حاجت کو پسِ پشت ڈال دیا ہے " جَعَلْتَنِیْ ظِھْرِیًّا "، اور مجھے نظر انداز کر دیا ہے۔ ظِھْرِیّ" یہ ہے کہ تُو اپنے ساتھ سواری یا برتن لے جس سے تو مدد چاہے۔ مَکَانَتِھِمْ اور مَکَانُھُمْ ایک ہی چیز ہے۔ یَغْنَوْا "، زندہ رہے۔ یَأْیَسُ "، اندوہناک ہُوا۔ آسیٰ"، رنجیدہ ہُوا۔ حسن نے کہا اِنَّکَ لَاَنْتَ الْعَلِیْمُ "، تو حلیم ہے۔ یہ مذاق کے طور پر کہتے تھے۔ مجاہد

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا إِلَىٰ أَهْلِ مَدْيَنَ لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ وَاسْأَلِ الْعِيرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَهْلَ الْعِيرِ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ وَيُقَالُ إِذَا لَمْ تَقْضِ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ حَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ مَكَانَتُهُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ يَغْنَوْا يَعِيشُوا تَأْسَ تَحْزَنْ آسَىٰ أَحْزَنُ وَقَالَ الْحَسَنُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ يَسْتَهْزِءُونَ بِهِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَيْكَةُ الْأَيْكَةُ يَوْمُ الظُّلَّةِ إِظْلَالُ الْعَذَابِ عَلَيْهِمْ

نے کہا "لَیْکَةَ" "اَیْکَة" ہے۔ یَوْمِ الظُّلَّة" ان پر اس دن عذاب کے بادل چھائے ہوں گے

شرح : قارون ہارون کی طرح عجمی نام ہے۔ علمیت اور عجمہ ہونے کے سبب یہ غیر منصرف ہے اگر اس کا وزن فَاعُوْلاً ہو تو منصرف ہے "قارون" حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا وہ آپ کا چچا تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا اور بنی اسرائیل میں سے تورات کا سب سے بڑا قاری تھا۔ لیکن یہ بھی سامری کی طرح منافق تھا اور کہتا تھا اگر نبوت موسیٰ کے لئے ہے اور ذبح و قربانی ہارون کے لئے تو میرے لئے کیا ہے ؟ اس لئے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ابن ابی حاتم نے صحیح اسناد سے ابن عباس سے روائت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنو اسرائیل سے کہا کہ موسیٰ کا کہنا ہے کہ جو کوئی زناء کرے اس کو سنگسار کیا جائے گا۔ آؤ ہم ایک فاحشہ عورت کو کچھ مال دیکر تیار کریں جو کہے کہ موسیٰ نے اس سے زناء کیا ہے۔ تو ہم موسیٰ کو سنگسار کر کے آرام پائیں گے چنانچہ انھوں نے ایک فاحشہ کو تیار کر لیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام لوگوں سے خطاب کر رہے تھے، انھوں نے اپنے تیار کردہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

اِلٰی قَوْلِهٖ وَهُوَ مُلِیْمٌ قَالَ مُجَاهِدٌ مُذْنِبٌ اَلْمَشْحُوْنُ اَلْمُوْقَرُ فَلَوْ لَآ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ اَلْاٰیَةَ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَآءِ بِوَجْهِ الْاَرْضِ وَهُوَ سَقِیْمٌ وَاَنْبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ مِنْ غَیْرِ ذَاتِ اَصْلِ الدُّبَّآءِ وَنَحْوِهٖ وَاَرْسَلْنَاهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنَاهُمْ اِلٰی حِیْنٍ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ كَظِیْمٌ وَهُوَ مَغْمُوْمٌ

منصوبہ کے مطابق کہا اے موسیٰ آپ نے زانی کو رجم کرنا کہا ہے اگر تُم اس کے مرتکب ہو تو کیا تُمہیں بھی رجم کیا جائے گا آپ نے فرمایا یقیناً اگرچہ میں ہوں قانونِ خدا سب کے لئے مساوی ہے۔ اُنھوں نے کہا تم نے فلاں عورت سے زناء کیا ہے۔ آپ بہت گھبرائے

اُنھوں نے اس عورت کو بُلایا جب وہ آئی تو موسیٰ علیہ السّلام نے اس کو اس ذات کی قسم دی جس نے بنی اسرائیل کے لئے سمندر کو پھاڑا کہ وہ سچ بیان کرے اس عورت نے حقیقت کا اقرار کیا اور موسیٰ علیہ السّلام روتے ہوئے سربسجود ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی فرمایا میں نے زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہاری اطاعت کرے موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لے۔ وہ اب تک زمین میں دھنسا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ قارون کے پاس بہت مال تھا اس کے خزانوں کی کنجیاں چالیس خچر اُٹھاتے تھے اور وہ تنیس میں رہتا تھا۔ عبدالعزیز حروری نے اس کے بعض خزانے اپنے قبضہ میں کئے جبکہ وہ تنیس کا حاکم تھا۔ جب فوت ہُوا تو اپنے بیٹے کو اپنی جگہ امیر مقرر کیا تو اُس نے اس مال کی طرف قطعًا توجہ نہ دی (فتح الباری)

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان بے شک یُونس "علیہ السلام" رسولوں میں سے ہیں وَهُوَ مُلِیْمٌ تک"

مجاہد نے کہا گنہگار اَلْمُلِیْمُ ، بھری ہوئی ۔ پس اگر وہ تسبیح پڑھنے والے نہ ہوتے الایۃ فَنَبَذْنٰہُ بِالْعَرَآءِ ، ہم نے اس کو زمین پر ڈال دیا اور وہ بیمار تھے اور ان پر یَقْطِیْن کا درخت پیدا کر دیا جس کا تنا نہیں اور وہ کدّو وغیرہ ہے ۔ ہم نے یونس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو کچھ مقررہ مدّت تک نفع دیا (اے حبیب) تم نے مچھلی والے جیسا نہ ہو جانا جب اُس نے پکارا جبکہ وہ سخت غمزدہ تھے ۔

شرح : متّٰی یونس علیہ السلام کی والدہ ہیں حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کے سوا کوئی نبی اپنی ماں کی طرف منسوب نہیں ۔ عبدالرزاق کی روائت کے مطابق متّٰی یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ متّٰی ان کا باپ ہے جو صالح مرد خاندانِ نبوّت سے تھا اس کا کوئی لڑکا نہ تھا وہ اس چشمہ پر گئے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام نے غسل کر کے شفا پائی تھی اور اُنھوں نے اور ان کی بیوی نے اس پانی سے غسل کر کے نماز پڑھی اور دعاء کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بچہ عطاء کرے جو نیک بابرکت ہو اور بنی اسرائیل کو ہدایت کرے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول کی اور ان کو یونس عنائت کیا ابھی وہ اپنی والدہ کے بطن میں تھے اور حمل کی مدت صرف چار ماہ ہوئی تو متّٰی انتقال کر گئے ۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے بنیامین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور موصل کے متعلقہ دیہات میں سے ایک گاؤں نینوی میں رہتے تھے ان کی ساری قوم بت پرست تھی ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو نبی بھیجا ۔ مجاہد نے کہا " مُلِیْمٌ " کا معنیٰ گنہگار ہے جبکہ وہ کوئی ایسا کام کرے جس پر اس کو ملامت کی جائے قولہ فَلَوْلَآ الخ یعنی یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے اللہ کی تنزیہہ و تقدیس کیا کرتے تھے ۔ اگر وہ اس زمانہ میں تسبیح و تقدیس نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے ۔ تفسیر نسفی میں ہے وہ قیامت تک زندہ رہتے ۔ قتادہ سے روائت ہے کہ قیامت تک مچھلی کا پیٹ ان کی قبر ہوتی ۔ کلبی نے کہا مچھلی کے پیٹ میں چالیس روز رہے اس میں اور اقوال بھی ہیں ۔ قولہ اَنْبَتْنَا عَلَیْہِ الخ یَقْطِیْنٌ کا وزن یَفْعِیْلٌ ہے جب کوئی کسی جگہ ایسی اقامت کرے جہاں سے جلدی چلا جائے اس کو کہتے ہیں " قَطَنَ بِالْمَکَانِ " ، کدّو کے درخت کو بھی یقطین کہا جاتا ہے ۔ قولہ مِنْ غَیْرِ ذَاتِ اَصْلٍ یقطین کی صفت ہے قولہ الدُّبَّاءُ " یقطین کا بدل یا اس کا بیان ہے ۔ یہ مضاف الیہ نہیں ۔ نحوہ سے ککڑی اور تربوز وغیرہ کی طرف اشارہ

۳۱۹۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ ثَنِیْ الْاَعْمَشُ ح وَثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ زَادَ مُسَدَّدٌ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى

۳۱۹۶ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ

کیا ہے ۔ قولہ وَاَرْسَلْنٰهُ اس سے غرض یہ ہے کہ جن کی طرف حضرت یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ بہت لوگ تھے ۔ معین عدد مراد نہیں ۔ قولہ وَلَا تَكُنْ آہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے ۔ یعنی اے حبیب آپ یونس کی طرح غضبناک نہ ہوں اور نہ ہی ان کی طرح جلدی کریں ۔ یونس علیہ السلام کے والدین کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے مقامات ، نشانات کے پاس دعاء کریں تو اللہ قبول کرتا ہے جیسے ذوالنون کے والدین نے اس پانی سے غسل کیا جہاں سے ایوب علیہ السلام نے غسل کیا تھا ۔ اس طرح کا واقعہ قرآن کریم میں بھی ہے ۔ جبکہ زکریا علیہ السلام نے مریم کے پاس کھڑے ہو کر بچہ کے لئے دعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے عطاء کر دیا ۔

۳۱۹۵ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں ۔

۳۱۹۵ — شرح : علماء نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے ذکر فرمایا کہ یونس کا قصہ سن کر کوئی ان کی تنقیص شان نہ کرے

حدیث ع۳۱۷۹ کی شرح دیکھیں !

۳۱۹۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی انسان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں ان کے باپ کی طرف ان کی نسبت کی ۔

۳۱۹۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا يَهُودِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَتَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ فَقَالَ لَا وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ تَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَذَهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ لِي ذِمَّةً وَعَهْدًا فَمَا بَالُ فُلَانٍ لَطَمَ وَجْهِي فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ فَذَكَرَهُ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَمْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَمْ بُعِثَ قَبْلِي وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى

۳۱۹۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ایک یہودی نے اپنا سامان بیچنے کے لئے رکھا۔ اس کو اس کی قیمت تھوڑی دی جا رہی تھی جس سے وہ خوش نہ تھا۔ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی۔ یہ ایک انصاری مرد نے سُن لیا۔ وہ کھڑا ہُوا اور اس کے مُنہ پر طمانچہ مارا اور کہا تو کہتا ہے قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں۔ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا اور کہا

۳۱۹۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَیْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی

یا ابا القاسم مجھے امان اور عہد مل چکا ہے۔ فلاں شخص کا کیسا حال ہے اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے پھر سارا واقعہ ذکر کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ آپ کے چہرہ انور پر غصہ کا اثر دیکھا گیا۔ پھر فرمایا اللہ کے نبیوں کے درمیان ایک دوسرے کو فضیلت نہ دو کیونکہ قرناء پھونکا جائے گا اور تمام آسمانوں اور زمینوں والے بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے گا (وہ بیہوش نہ ہوگا) پھر اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا اور میں سب سے پہلے اُٹھایا جاؤں گا تو کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کو پکڑے ہوں گے میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کو طور کے دن کی بیہوشی کا عوض ملا ہے۔ یا ان کو مجھ سے پہلے اُٹھا دیا گیا ہے۔ اور نہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی یونس بن متی سے افضل ہے۔

۳۱۹۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی انسان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں "

۳۱۹۶ تا ۳۱۹۸ — شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے نبیوں پر ایسی فضیلت مت دو جس سے دوسرے نبی کی تنقیص شان ہو یا اس سے جھگڑا وغیرہ ہو جائے اور تمام انواع فضائل میں فضیلت نہ دو اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں سے مطلقاً افضل ہیں۔ کیونکہ امام مطلقاً مؤذن سے افضل ہے اگرچہ اذان دینے کی فضیلت امام میں موجود نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت دی ہے اور ہم کو تفضیل سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت نہیں دی کیونکہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ پہلے ہوش میں آنا فضیلت ہے یا نہیں یا یہ ان کے لئے جائز ہے دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ الحاصل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں سے افضل ہیں اور انہیں جملہ کمالات آپ ہی سے ملے ہیں۔ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

كُلُّ اٰيَةٍ اَتَتِ الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا ❊ فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمْ

بَابٌ قَوْلُهٗ وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ يَتَعَدُّوْنَ يَتَجَاوَزُوْنَ اِذَا تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا شَوَارِعَ وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ خَاسِئِيْنَ بَئِيْسٍ شَدِيْدٍ

اگر یہ سوال ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر تجلّی کی تو موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے تھے۔ ان کو صعقہ (بیہوشی) کیسے آیا نیز حدیث شریف میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں سب سے پہلے میری قبر شریف کھلے گی اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "بعث" سے مراد افاقہ ہے۔ دوسری روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "اَفَاقَ قَبْلِیْ" موسیٰ کو مجھ سے پہلے افاقہ ہوگا۔ اور یہ صعقہ وہ غشی ہے جو فزعِ اکبر کے نفخہ کے وقت بعث کے بعد ہوگا (عینی)۔ الحاصل نفسِ نبوت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام مساوی ہیں اور درجات و فضائل میں مختلف ہیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں جبکہ آپ ہی کے فیضان سے ان کو نبوت حاصل ہوئی ہے۔ اور آپ ہی کے فیضانِ وجود سے ان کو وجود ملا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "اَوَّلَ مَاخَلَقَ نُوْرِیْ وَكُلُّ خَلَائِقَ مِنْ نُوْرِیْ" اور کسرِ نفسی کے طور پر فرمایا مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو (مزید تفصیل حدیث ۲۲۵۱ کی شرح میں دیکھیں)

باب اور ان سے اس بستی کا حال پوچھیں جو دریا کے کنارے تھی "

جبکہ ہفتہ کے دن حد سے گزرتے تھے جس وقت ان کے پاس ہفتہ کے روز مچھلیاں اوپر آجاتی تھیں۔ "شُرَّعًا" پانی پر ظاہر ہوئیں کُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِیْنَ تک بئیس، سخت۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا الزُّبُرُ الْكُتُبُ وَاحِدُهَا زَبُوْرٌ وَزَبَرْتُ كَتَبْتُ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ قَالَ مُجَاهِدٌ سَبِّحِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ اَلدُّرُوْعَ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ الْمَسَامِيْرِ وَالْحَلَقِ وَلَا تُدِقَّ الْمِسْمَارَ فَيَتَسَلْسَلَ وَلَا تُعَظِّمْ فَيَفْصِمَ اَفْرِغْ اَنْزِلْ بَسْطَةً زِيَادَةً وَفَضْلًا

شرح : یعنی اے حبیب ان یہودیوں سے جو آپ کے پاس موجود ہیں ان کے ساتھیوں کا حال پوچھیں جنھوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور ان کی نافرمانی کے باعث ان پر اچانک اللہ کا عذاب آیا جبکہ اُنھوں نے حد سے بڑھنا شروع کر دیا اور اس کی مخالفت میں حیلے بہانے کرنے لگے اور ان کو آپ کی صفات جو وہ تورات میں پاتے ہیں چھپانے سے ڈرائیں کہ کہیں ان پر بھی اللہ کا عذاب نہ آجائے جو ان کے دُوسرے ساتھیوں پر عذاب آیا تھا۔ یہ بستی بحرِ قلزم کے کنارے پر تھی۔ اس بستی والوں کو ہفتہ کے روز مچھلی کے شکار سے منع فرمایا تھا۔ اُنھوں نے اُن کا شکار کرنے میں حیلے اختیار کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ہم نے داوٗد علیہ السلام کو زبور عنائت کی !"

زُبُر ،، کتابیں اس کا واحد زَبُور ہے۔ زَبَرْتُ ،، میں نے لکھا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا الخ ہم نے داوٗد کو اپنی طرف سے نبوّت عنائت کی اے پہاڑو اس کے ساتھ تسبیح پڑھو۔ مجاہد نے کہا "سَبِّحِيْ مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ تسبیح پڑھو۔

۳۱۹۹ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفِّفَ عَنْ دَاوُدَ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَآبِّهٖ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا يَاكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالطَّيْرَ ،، ہم نے پرندے اس کے تابع کر دیئے ۔ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ،، ہم نے داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا ۔ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ ،، کہ زرہیں بنائیں وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ کیلیں اور حلقے بنانے میں خاص اندازہ رکھو ۔ کیلیں باریک نہ کرو کہ وہ ڈھیلی ہو جائیں اور نہ موٹی کرو کہ وہ ٹوٹ جائیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے عملوں کو دیکھتا ہوں ۔

۳۱۹۹ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام پر زبور آسان کر دی گئی وہ اپنی سواری کے متعلق حکم دیتے تو اس پر زین کسی جاتی اور سواری پر زین کسنے سے پہلے وہ زبور پڑھ لیتے اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے ۔ اس کی موسیٰ بن عقبہ نے صفوان سے اُنھوں نے عطاء بن یسار سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۔

۳۱۹۹ ـــ شرح : زبور پر قرآن کا اطلاق کیا کیونکہ نبی کی کتاب جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اس کو قرآن کہا جاتا ہے ۔ قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ قرآن کا معنیٰ جمع کرنا ہے ۔ اور وہ امر اور نہی وغیرہ کو جمع کرتا ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کے لئے چاہے ۔ زمانہ اکٹھا کر دیتا ہے جیسے مکان جمع کر دیتا ہے ۔ اس کا ادراک فیض ربانی سے ہی ہو سکتا ہے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ قلیل زمانہ میں برکت واقع ہوتی ہے اور اس میں کثیر عمل ہو سکتا ہے ۔ جیسے شب اسریٰ میں اللہ تعالیٰ نے برکت کی اور کثیر عمل سرانجام پایا ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارے پاس اس قسم کی بہت مثالیں ہیں کہ ایک شخص ایک دن چار بار قرآن ختم کر لیتا ہے اسی طرح رات میں ! میں نے ایک حافظِ قرآن کو دیکھا کہ وہ لیلۃ القدر میں وتر کی ہر رکعت میں قرآن ختم کرتا تھا ۔

۳۲۰۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ اَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَهُ وَاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ قُلْتُ قَدْ قُلْتُهٗ قَالَ اِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ فَقُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوٗدَ وَهُوَ اَعْدَلُ الصِّيَامِ قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ

اُقُوْلُ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے ہر قیام، رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی مقدار ٹھہرتے تھے۔ اندازاً اس طرح چوبیں گھنٹوں سے زیادہ وقت میں آٹھ رکعتیں پوری ہوتی ہیں حضرت داؤد کے ہاتھ کی محنت یہ تھی کہ وہ زرہیں بنا کر فروخت کرتے تھے

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے ان کو اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو خبر دی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا — ۳۲۰۰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں بخدا! میں جب تک زندہ رہوں گا دن کو روزہ سے رہوں گا اور رات کو نماز پڑھتا رہوں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تو نے کہا ہے کہ بخدا میں زندگی بھر دن کو روزے رکھوں گا اور رات کو نماز پڑھتا رہوں گا؟ میں نے عرض کیا میں نے یہ کہا

۳۲۰۱ـــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا مِسْعَرٌ ثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُنَبَّأْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتِ النَّفْسُ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ أَوْ كَصَوْمِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ بِي قَالَ مِسْعَرٌ يَعْنِي قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى

ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھتا روزہ رکھو اور افطار بھی کرو رات کو نماز پڑھو اور نیند بھی کرو ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا بدل ملتا ہے اور یہ سال بھر کے روزوں کی طرح ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ افضل روزے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے افضل کوئی روزہ نہیں!

(حدیث ۱۸۵۴ کی شرح دیکھیں)

۳۲۰۱ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہو اور دن کو روزے رکھتے رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو نظر کمزور پڑ جائے گی اور جسم کمزور ہو جائے گا۔ ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو یہ سال بھر کے روزے ہیں یا فرمایا سال بھر کے روزوں جیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں اپنے میں پاتا ہوں۔ مسعر نے کہا یعنی (قوت)، آپ نے فرمایا داؤد علیہ السلام جیسے روزے رکھو وہ ایک دن روزے سے ہوتے اور ایک دن افطار کرتے تھے جب دشمن کا مقابلہ کرتے تھے تو پیچھے نہیں بھاگتے تھے

(حدیث ۱۰۹۰ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ أَحَبُّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوُدَ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ

وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ عَلِيٌّ وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا

۳۲۰۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَأَحَبُّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوُدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ

باب اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے زیادہ محبوب روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے

وہ آدھی رات سوتے، ایک تہائی رات نماز پڑھتے اور رات کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ علی رضی اللہ نے کہا اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سحر

بَابٌ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ اِلٰى وَفَصْلِ الْخِطَابِ قَالَ مُجَاهِدٌ اَلْفَهْمُ فِى الْقَضَاۗءِ وَلَا تُشْطِطْ وَلَا تُسْرِفْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَاۗءِ الصِّرَاطِ اِنَّ هٰذَآ اَخِىْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً يُقَالُ لِلْمَرْاَةِ نَعْجَةٌ وَيُقَالُ لَهَا اَيْضًا شَاةٌ وَّلِىَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا مِثْلُ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّاۗءُ ضَمَّهَا وَعَزَّنِىْ غَلَبَنِىْ صَارَ اَعَزَّ مِنِّىْ اَعْزَزْتُهٗ جَعَلْتُهٗ عَزِيْزًا فِى الْخِطَابِ يُقَالُ الْمُحَاوَرَةُ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ الشُّرَكَاۗءِ فَتَنَّاهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِخْتَبَرْنَاهُ وَقَرَاَ عُمَرُ فَتَّنَّاهُ بِتَشْدِيْدِ التَّاۗءِ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ

کے وقت میرے پاس سوئے ہوئے پایا۔

۳۲۰۲ — ترجمہ: عمرو بن دینار نے عمرو بن اوس ثقفی سے روایت کی کہ اُنھوں نے عبداللہ بن عمرو کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پسندیدہ روزے اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور پسندیدہ نماز اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات سوتے تھے ایک تہائی عبادت کرتے تھے اور آخری چھٹا حصہ پھر سوتے تھے (حدیث ۱۰۶۸ کی شرح دیکھیں)

باب اور ہمارے بندے داؤد صاحبِ قوت کو یاد کرو بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔ الیٰ قولہ

فصل الخطاب" مجاہد نے کہا "فَصْلَ الْخِطَابِ"، فیصلہ میں سمجھ، "وَلَا تُشْطِطْ"،

٣٢٠٣ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَوَّامَ بْنَ حَوْشَبٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَسْجُدُ فِيْ صٓ فَقَرَأَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ حَتّٰى أَتٰى فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ

اسراف نہ کیجئے ۔ وَاهْدِنَا اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ " اور ہمیں سیدھی راہ بتائیے یہ میرا بھائی ہے ۔ اس کے پاس ننانوے (۹۹) دنبیاں ہیں عورت کو بھی " نَعْجَہ " کہا جاتا ہے اور شاۃ (بکری) بھی کہا جاتا ہے ۔ میرے پاس ایک دُنبی ہے ۔ اب یہ کہتا ہے وہ بھی میرے حوالے کر دو ۔ جیسے كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا " یعنی اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور مجھ پر غلبہ کرتا ہے ۔ اَعْزَزْتُهٗ کے معنی ہیں میں نے اس کو غالب کر دیا ۔ فِي الْخِطَابِ بات چیت میں بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں لینے کو مانگتا ہے ۔ بے شک اکثر شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ بہت تھوڑے ہیں ۔ اب داؤد سمجھے کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " فَتَنَّاهُ " کے معنی ہیں ہم نے ان کو آزمایا (جانچ کی) اور عمر فاروق نے فَتَنَّاهُ میں تاء کو مشدد پڑھا ہے ۔ تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑے اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے !

٣٢٠٣ — ترجمہ : مجاہد نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا میں سورۂ صٓ میں سجدہ کروں تو انہوں نے پڑھا وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ " فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ " تک اور فرمایا تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۲۰۴ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ أَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ صٓ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهٗ أَوَّابٌ الرَّاجِعُ الْمُنِيبُ وَقَوْلِهٖ وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي وَقَوْلِهٖ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِينُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَقَوْلِهٖ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهٗ أَذَبْنَا لَهٗ

اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو پہلے نبیوں کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

۳۲۰۳ — شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد کے سوال کے جواب میں پانچ آیات پڑھیں حتیٰ کہ ان کے بعد پڑھا۔ ان کو اللہ نے ہدائت دی ہے آپ ان کی ہدائت کی اقتداء کریں۔ لہٰذا یہ سجدہ واجب نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس استدلال میں مناقشہ ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نبیوں کی اقتداء کا حکم اصولِ دین میں ہے فروعِ دین میں ان کی اقتداء کا حکم نہیں دیا گیا کیونکہ اصول میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام متفق ہیں جبکہ ان کے فروع مختلف ہیں اور مختلفات میں سب رسولوں کی اقتداء ممکن نہیں ورنہ تناقض لازم آئے گا اور سجدہ فروع میں سے ہے۔ سورۂ صٓ میں سجدہ عزائم سجود سے نہیں جن کا حکم کیا گیا ہو لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کی موافقت کے لئے سجدہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کی تھی اس کے شکر میں انھوں نے سجدہ کیا تھا ہم بھی شکر کے طور پر یہ سجدہ کرتے ہیں دراصل اس میں احناف کے مذہب کی دلیل ہے۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے مطابق عمل کرنا ابن عباس کے فعل کے مطابق عمل کرنے سے بہتر ہے اور یہ سجدہ توبہ کے

عَيْنَ الْقِطْرِ الْحَدِيْدِ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ قَالَ مُجَاهِدٌ بُنْيَانٌ مَّا دُوْنَ الْقُصُوْرِ وَتَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ كَحِيَاضِ الْاِبِلِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْاَرْضِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيَاتٍ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَّقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ الْاَرَضَةُ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ عَصَاهُ فَلَمَّا خَرَّ اِلٰى فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ حُبَّ الْخَيْلِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ مِنْ ذِكْرِ رَبِّيْ فَطَفِقَ مَسْحًا يَّمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا الْاَصْفَادُ الْوَثَاقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الصّٰفِنٰتُ صَفَنَ الْفَرَسُ رَفَعَ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ عَلٰى طَرَفِ الْحَافِرِ الْجِيَادُ السِّرَاعُ جَسَدًا شَيْطَانًا رُخَآءً طَيِّبَةً حَيْثُ اَصَابَ حَيْثُ شَآءَ فَامْنُنْ اَعْطِ بِغَيْرِ حِسَابٍ بِغَيْرِ حَرَجٍ

طور پر کرنا عزائم میں سے ہونے کے منافی نہیں۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے بطور توبہ کیا تھا ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام پر مغفرت، وعدہ، حسن مآب ایسے انعامات فرمائے اسی لئے حسن مآب کے بعد سجدہ کیا جاتا ہے۔

۳۲۰۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ صٓ عزائم سجود میں سے نہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا۔

(حدیث ۱۰۱۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ہم نے داؤد "علیہ السلام" کو

سلیمان عنائت کیا وہ اچھا بندہ تھا وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اے میرے رب مجھے ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو "

اور اللہ تعالیٰ کا قول : اور ان لوگوں نے اس شئ کی پیروی کی جو سلیمان" علیہ السلام" کے عہد نبوت و حکومت میں شیطان پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا صبح ایک ماہ اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی تھی۔ اور ہم نے ان کے لئے لوہے کا چشمہ بہا دیا۔ بعض جنوں میں سے وہ جن تھے جو ان کے سامنے کام کرتے تھے (الی قولہ من محاریب) مجاہد نے کہا "بُنیان" وہ عمارتیں جو محل سے کم ہو۔ تماثیل" مورتیں۔ وجِفَانٍ كَالْجَوَابِ " یعنی بڑے بڑے پیالے اونٹوں کے حوضوں کی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جیسے زمین میں گڑھے۔ وقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ " اور جمی ہوئی دیگیں الیٰ قولہ الشکور" الشُّكُور " بہت شکر گزار"۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ الخ جب ہم نے سلیمان کی موت کا حکم دیا تو ان کی موت کی خبر صرف گھن کے کیڑے نے دی۔ جو ان کا عصا کھاتا تھا۔ پس جب سلیمان گر سے الخ المھین تک حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي " مال کی محبت کو اپنے رب کے ذکر پر پسند کیا۔ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ""، تو وہ ان کی ٹانگیں اور گردنیں کاٹنے لگے۔ اَلْاَصْفَادِ رسّیاں "

شرح : علامہ سدی نے کہا کہ شیطان آسمان میں چڑھ جایا کرتے تھے اور جو کچھ زمین والوں کے متعلق آسمانوں میں فیصلہ ہوتا وہ فرشتوں سے سن کر کاہنوں کو بتاتے آگے وہ لوگوں

سے ذکر کرتے تھے اس میں اپنی طرف سے سَو جھوٹ ملا لیتے لوگوں نے یہ لکھ لیا اور بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ جن غیب جانتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں میں اپنے خادموں کو بھیج کر سب کتابیں جمع کرلیں اور ان کو صندوق میں بند کرکے اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا جنوں میں سے کسی کو کرسی کے قریب جانے کی طاقت نہیں تھی۔ اگر کوئی اس کے پاس چلا بھی جاتا تو جل کر راکھ ہوجاتا۔ جب سلیمان علیہ السلام وفات پا گئے تو شیطان آدمی کی صورت میں ظاہر ہوا اور بنی اسرائیل میں سے چند لوگوں کو ہمراہ لے کر کرسی کے نیچے مدفون کتابوں کی طرف راہنمائی کی تو انھوں نے ان کو نکال لیا شیطان نے ان سے کہا بس سلیمان اسی جادو کی وجہ سے انسانوں، جنوں اور پرندوں پر حکومت کرتے تھے۔ یہ کہہ کر شیطان دفع ہوگیا اور لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ سلیمان جادوگر تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی " وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ "، اور فرمایا ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا وہ صبح ایک ماہ اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کرتی تھی۔ قَوْلُهٗ مَا دُوْنَ الْقُصُوْرِ "، ابوعبیدہ نے کہا " محَارِيْبَ "، محراب کی جمع ہے۔ اور ہر مکان کا اگلا حصّہ ہے۔ بعض علماء نے کہا مساجد مراد ہیں۔ جنوں نے بیت المقدس کی تعمیر کی جس کو حضرت داؤد علیہ السلام نے صرف قدِ آدم اُٹھایا تھا اور سلیمان علیہ السلام نے اس کی تکمیل کی۔ اور سفید، زرد اور سبز پتھروں سے اس کی تعمیر کی، خوبصورت ستون بنائے اور قیمتی جواہرات مختلف قسموں سے اس کی چھت بنائی اور موتیوں، یواقیت اور خوبصورت جواہرات سے دیواروں میں جڑاؤ کیا اور اس کے صحن کی زمین پر فیروزہ کی تختیاں لگائیں۔ اس سے خوبصورت اور خوشنما کوئی عمارت نہ تھی۔ وہ اندھیری رات میں چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا اور جس روز بیت المقدس کی تکمیل سے فارغ ہوئے اس دن کو عید کا دن مقرر کیا۔ بیت المقدس اس حال پر رہا حتیٰ کہ بخت نصر نے اسے خراب کر دیا اور اس کی چھت اور دیواروں کے جواہرات وغیرہ نکال کر اپنی حکومت عراق میں لے گیا۔ قولہ تماثیل "، بنی اسرائیل نے فرشتوں، نبیوں اور نیک لوگوں کی تصویریں مساجد میں رکھی ہوئی تھیں تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر زیادہ عبادت کریں اس شریعت مطہرہ میں تصاویر کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کی صورت یہ تھی کہ اس کے نیچے دو شیر بنائے تھے اور دو چیلیں اس کے اُوپر بنائیں۔ جب سلیمان علیہ السلام کرسی پر چڑھنے کا ارادہ کرتے تو دونوں شیر اپنے بازو اُٹھا لیتے اور جب اس پر بیٹھ جاتے تو دونوں چیلیں اپنے پر کھول لیتی تھیں۔ قولہ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ "، جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آگیا اور آپ کو وفات کا علم ہوا تو کہا اے اللہ! جنوں پر میری موت کو مخفی رکھ تاکہ انسانوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ جن غیب نہیں جانتے ہیں جبکہ جن لوگوں کو بتاتے تھے کہ وہ غیب کی خبریں جانتے ہیں۔ اس کے بعد سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کے محراب میں تشریف لے گئے جب آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور عصا پر تکیہ لگایا تو اسی حال میں کھڑے وفات پا گئے اور محراب کے آگے اور پیچھے روشندان تھے جن بدستور اعمال شاقہ کرتے رہے وہ سلیمان علیہ السلام کو کھڑے ہوئے دیکھتے تو ان کو یہی گمان ہوتا کہ

نماز پڑھنے کھڑے ہیں کسی کو آپ کی موت کا علم نہ ہوا حتیٰ کہ گھن نے عصا کو کھایا اور سلیمان علیہ السلام زمین پر گر گئے پھر اُنھوں نے کمرہ کھولا اور یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپ نے کب وفات پائی ہے تو اُنھوں نے گھن کو عصا پر رکھا تو اُس نے ایک دن اور رات میں کچھ حصّہ کھایا اس سے اُنھوں نے اندازہ کیا کہ آپ ایک سال سے انتقال فرما چکے ہیں۔ آپ کی ساری عمر ۵۳ برس تھی جبکہ تیرہ برس کی عمر میں حکمران ہوئے تھے اور اس کے چار سال بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی قولہ فَطَفِقَ مَسْحًا الخ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر کی نماز پڑھی اور کرسی پر بیٹھ کر گھوڑوں کا معائنہ شروع کیا جبکہ وہ آپ پر پیش کئے جا رہے تھے اُن کی کل تعداد ایک ہزار تھی جو دمشق اور نصیبین کی جنگ میں ہاتھ لگے تھے۔ ابھی ان کا معائنہ مکمل نہ ہوا تھا کہ سُورج غروب ہو گیا اور عصر کی نماز قضاء ہو گئی اور آپ کو علم تک نہ ہوا آپ کو عصر کی نماز قضاء ہونے سے بہت دکھ ہوا اور گھوڑوں کی ٹانگیں کٹوا دیں۔ قولہ اصفاد الخ یعنی ہم نے شیطانوں کو سلیمان کے تابع کر دیا اور دیگر سرکش جن رسیوں میں جکڑے ہوئے آپ کے تابع کر دیئے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ الخ یعنی صَافِنَات۔ صَفَنَ الْفَرَسُ سے مشتق ہے جب گھوڑا ایک قدم اُٹھا کر سُم کی نوک پر کھڑا ہو۔ الجیاد ،، تیز رفتار، جَسَدًا ،، جسم، رخاء ،، عمدہ۔ حَيْثُ أَصَابَ ،، جہاں چاہے۔ فَامْنُنْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ،، کسی شمار کے بغیر دو۔ قولہ جَسَدًا الخ اگرچہ بعض نے جَسَد سے شیطان مراد لیا ہے لیکن صحیح اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کا بیٹا ہے۔ جب وہ پیدا ہوا تو شیطانوں نے کہا ہم اسے قتل کرتے ہیں۔ جب سلیمان علیہ السلام کو شیطانوں کے مشورہ سے آگاہی ہوئی تو آپ نے بادل کو حکم دیا اور وہ آپ کے بیٹے کو اُٹھا کر لے گیا۔ آپ نے شیطانوں کی مضرّت کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عتاب کیا آپ کا بیٹا فوت ہو گیا اور اس کو آپ کی کرسی پر رکھ دیا وہ یہی جسد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ یہ تفسیر بہت مناسب ہے کیونکہ خلیل نے ذکر کیا ہے کہ انسان کے سوا زمین کی کسی مخلوق پر جَسَد کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مفسّرین نے اور بھی کئی احتمال ذکر کئے ہیں لیکن وہ سب بعید تر ہیں محمد بن اسحاق نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سبز یاقوت کی تھی۔ اسے جبرائیل علیہ السلام جنّت سے لائے تھے اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔ یہ وہی انگوٹھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنّت میں پہنائی تھی (عینی) علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذکر کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے صیدون جزیرہ پر چڑھائی کی اور وہاں کے بادشاہ کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی جرادہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا چونکہ وہ بہت خوبصورت تھی اس لئے آپ اس سے محبت کرتے تھے لیکن اس کا حال یہ تھا کہ ہر وقت اپنے باپ کے غم میں روتی رہتی تھی اور اس کے آنسو نہ رکتے تھے۔ آپ نے شیطانوں کو حکم دیا تو اُنھوں نے جرادہ کے باپ کی مورتی اس کو میسّر کر دی اس شریعت میں تصاویر جائز تھیں۔ اب جرادہ کا یہ معمول بن گیا کہ وہ اپنی لونڈیوں کے ہمراہ صبح و شام اس تصویر کو سجدہ کرتی تھیں جیسے ان کی قدیم عادت تھی۔ آپ کے وزیر

آصف بن برخیا نے آپ کو اس واقعہ سے خبردار کیا تو آپ نے اس مورتی کو توڑ پھوڑ دیا اور جرادہ کو بہت مارا اور عز فروتے ہوئے جنگل کی طرف چلے گئے آپ کی ایک ام ولدہ امینہ تھی جب آپ بیت الخلاء میں جاتے تھے تو انگوٹھی اُتار کر اس کو دیتے تھے اور آپ کے ملک کا استحکام اسی انگوٹھی کی بدولت تھا۔ آپ نے حسب عادت ایک دن انگوٹھی اُتار کر امینہ کو دی تو شیطان نے آپ کی شکل اختیار کر لی اور امینہ سے انگوٹھی لے کر خود پہن لی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ لوگ اس کے حکم کے مطابق کاروبار کرتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کے سوا باقی ہر شئی میں اس کا حکم جاری رہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام متغیر حالت میں امینہ کے پاس آئے اور اس سے انگوٹھی طلب کی تو اُس نے آپ کو کچھ اہمیت نہ دی۔ اب آپ کو پتہ چلا کہ آپ سے خطاء ہوئی ہے۔ آپ اسی حال میں اِدھر اُدھر پھرتے اور انگوٹھی تلاش کرتے رہے۔ حتیٰ کہ چالیس روز گزر گئے اتنے ہی روز آپ کے گھر میں مورتی کی پوجا کی گئی تھی۔ وہ شیطان بھاگا اور انگوٹھی کو سمندر میں پھینک دیا اسی وقت ایک مچھلی نے انگوٹھی کو نگل لیا۔ وہ مچھلی آپ کے ہاتھ لگی اور اس کا پیٹ چاک کیا تو اندر سے انگوٹھی مل گئی۔ آپ نے انگوٹھی لی اور سجدہ میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ نے پھر آپ کو ملک واپس کر دیا اس خطاء نے آپ کو گھر کے حال سے غافل رکھا اور ان کے علم کے بغیر مورتی کو سجدہ کیا جاتا رہا۔

اَقُولُ: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ انگوٹھی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں پہنائی تھی اور اس پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کندہ تھا۔ اسی کلمہ طیبہ کی برکت سے سلیمان علیہ السلام ساری دنیا پر حکومت کرتے تھے انس و جن اور تمام وحوش وطیور آپ کے تابع تھے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت تھی تو آپ کی ذات ستودہ صفات میں کس قدر برکت ہوگی۔ بوصیری نے فرمایا ؎

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ❊ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

مجاہد سے روایت ہے جسے فریابی نے نقل کیا ہے کہ جَسَد سے مراد شیطان ہے۔ اس کو آصف کہا جاتا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے فرمایا تو لوگوں کو کیسے بھٹکاتا ہے۔ اُس نے کہا مجھے انگوٹھی دکھائیے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ حضرت نے اس کو انگوٹھی دے دی اُس نے انگوٹھی کو سمندر میں پھینک دیا اس کے بعد سلیمان علیہ السلام کہیں چلے گئے اور آصف آپ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کی بیویوں کے پاس نہ جانے دیا تھا۔ لیکن یہ روایت بھی اسرائیلی ہے کیونکہ جب سلیمان علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اس انگوٹھی کی برکت سے آپ کا ملک قائم ہے۔ تو اس کو اُتار کر شیطان کے ہاتھ میں دینا بعید تر ہے۔ نیز نبی کی کرسی پر شیطان کو بیٹھنے کی جرأت کیسے ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں شیطان نبی کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ نیز شیطان نجس ہے پلید ہے۔ انگوٹھی پہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا لہٰذا ایسا مقدس نام پلید ہاتھ میں کیونکر دیا جا سکتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ بِهٖ" کے مقابلہ میں اسرائیلی حکایت کو ترجیح دینا صحیح نہیں محدثین نے ذکر کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان مومن ہو چکا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی

۳۲۰۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلَاتِي فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبُطَهُ عَلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِي سُلَيْمٰنَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي فَرَدَدْتُهُ خَاسِئًا عِفْرِيتٌ مُتَمَرِّدٌ مِنْ إِنْسٍ أَوْ جَانٍّ مِثْلُ زِبْنِيَةٍ جَمَاعَتُهُ زَبَانِيَةٌ

کے مقارن نجس شئ نہیں ہوسکتی ہے۔ لہٰذا اس قسم کی اسرائیلیات پر اعتماد کرنا درست نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

۳۲۰۵ ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی ایک سرکش جن آج رات میرے پاس آیا تاکہ میری نماز قطع کرے پس اللہ نے مجھے اس پر قدرت دی میں نے اس کو پکڑ لیا اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اس کو باندھنے کا ارادہ کیا تاکہ تم سب اس کو دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آئی "اے میرے رب مجھے ملک عطاء فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے"، تو میں نے اس کو ذلیل وخوار کرکے چھوڑ دیا۔ عفریت کے معنی سرکش ہے چاہے انسان ہو یا جن ہو۔ عفریہ زِبنِیَۃ کی طرح ہے اس کی جمع زَبَانِیَہ ہے"۔

۳۲۰۵ ــــ شرح: عفریت کا انسان پر اطلاق بطور استعارہ ہے۔ اس استعارہ کی شہرت کے باعث بعض نے کہا انسانوں میں سے عفریت خبیث منکر ہے۔ ربیع نے کہا عفریت کے معنی شدید ہے۔ کہا جاتا ہے۔ شیطان جن سے قوی تر ہے اور سرکش جن شیطانوں سے اقوی ہیں اور عفریت دونوں سے اقوی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عِفْرِیَۃٌ روایت کیا گیا ہے۔ اور یہ زِبْنِیَۃ" کی طرح ہے۔ اس کی جمع زبانیۃ ہے۔ یہ زبن سے مشتق ہے۔ اس کا معنی دفعہ کرنا ہے۔ اس کا فرشتوں پر اطلاق اس لئے ہے کہ وہ دوزخیوں کو آگ میں دفع کریں گے بعض نے کہا اس کا واحد "زَبانِیٌّ" ہے۔ بعض نے زابنٌ" کہا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زِبْنِیتٌ"، عفریت کی طرح ہے عرب میں یہ معروف نہیں وہ اس کو ان جموع سے شمار کرتے ہیں جن کا واحد نہیں جیسے ابابیل اور عبادید ہیں

۳۲۰۶ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمٰنُ ابْنُ دَاوُدَ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَبْعِيْنَ امْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ فَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا أَحَدُ شِقَّيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ شُعَيْبٌ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ تِسْعِيْنَ وَهُوَ أَصَحُّ

۳۲۰۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن داؤد "علیہما السلام" نے کہا میں آج ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا ہر عورت کو بہادر اور مجاہد فی سبیل اللہ کا حمل ٹھہر جائے گا اُن کے صاحب نے کہا انشاء اللہ کہئے۔ انھوں نے انشاء اللہ نہ کہا تو ایک عورت کے سوا کسی عورت کو حمل نہ ٹھہرا اور وہ بھی ایک طرف سے گرا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو سب اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔ شعیب اور ابن ابی زناد نے نوّے عورتیں روایت کی ہیں اور یہ صحیح تر ہے۔

۳۲۰۶ — شرح : امام نسائی اور ابن حبان نے ہشام بن عروہ کے طریق سے سَو عورتوں کی روایت کی ہے۔ ابوہریرہ سے ساٹھ عورتیں مروی ہیں اور کتاب الجہاد میں جعفر بن ربیعہ اور اعرج کے طریق سے سَو یا ننانوے عورتوں کی روایت ہے۔ ان سب روایات کے جمع کی صورت یہ ہے کہ عورتیں ساٹھ تھیں اور ان سے زائد عورتیں لونڈیاں تھیں۔

الحاصل اس مسئلہ میں کثیر روایات ہیں۔

قولہ صَاحِبُهٗ ،، صاحب سے مراد فرشتہ ہے۔ امام نووی نے بھی یہی کہا اور لفظ سے بھی یہی ظاہر ہے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۲۰۷ ـــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ اَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ اَنَا اِبْرَاهِیْمُ التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلًا قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ کَانَ بَیْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ ثُمَّ حَیْثُ مَا اَدْرَکَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ وَالْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ

۳۲۰۸ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ اَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَثَلِیْ وَمَثَلُ النَّاسِ کَمَثَلِ رَجُلٍ یَسْتَوْقِدُ نَارًا فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَآبُّ تَقَعُ فِی النَّارِ قَالَ وَکَانَتِ امْرَاَتَانِ

۳۲۰۷ ـــــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی۔ آپ نے فرمایا "مسجد حرام" میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسی مسجد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسجد اقصیٰ" میں نے کہا ان دونوں کے درمیان کتنی مدت تھی فرمایا: چالیس برس۔ پھر فرمایا جہاں بھی تجھے نماز پالے پڑھ لو۔ ساری زمین تمہارے لئے مسجد ہے (حدیث ۳۱۵۰ کی شرح دیکھیں)

۳۲۰۸ ـــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اور لوگوں کی مثال اس شخص کی مثل ہے جو آگ روشن کرے تو پروانے اور کیڑے آگ میں گرنے لگیں اور فرمایا دو عورتیں تھیں ان کے پاس ان کے دو لڑکے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک عورت کا لڑکا اُٹھالے گیا اس کی ساتھی عورت نے کہا بھیڑیا تیرا بچہ لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا وہ تیرا بچہ لے گیا اور دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا لے گئیں تو اُنھوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا پھر وہ سلیمان "علیہ السلام" کے پاس آئیں اور یہ واقعہ عرض کیا تو اُنھوں نے کہا میرے پاس چھری لاؤ میں اس کے دو ٹکڑے کر کے تم میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ چھوٹی عورت نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ اس طرح نہ کریں وہ اسی کا بیٹا ہے (اس کو دے دیں)

مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَنَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةَ

تو آپ نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ ابوہریرہ نے کہا بخدا! میں نے اسی روز سکین کا نام سُنا تھا ہم تو "مُدیہ" کہتے تھے۔

۳۲۰۸ — شرح: یعنی میری اور تمہاری مثال اس شخص کی مثال ہے جو آگ روشن کرے اور پروانے وغیرہ اس میں گرنے لگیں وہ ان کو روکتا ہے کہ اس میں نہ گریں لیکن وہ اس پر غالب آجاتے ہیں اور آگ میں واقع ہوجاتے ہیں۔ ایسے میرا حال ہے میں تم کو تمہاری کمروں سے پکڑتا ہوں اور آگ میں داخل ہونے سے روکتا ہوں اور تم مجھ پر غلبہ کرکے آگ میں واقع ہوتے ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کا داؤد علیہ السلام کے واقعہ سے کیا تعلق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصود تو وہی ہے جو بعد میں ذکر کیا ہے۔ لیکن راوی نے اس کے ساتھ جو کچھ سُنا وہ بھی ذکر کر دیا اور یہ جواب بھی ہوسکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی متابعت اخلاص نجات کا سبب ہے جیسے اس فیصلہ نے بڑی عورت کو باطل امر اختیار کرنے سے نجات دی اور دوسری عورت کو مصیبت سے بچا دیا اور چھوٹی عورت کو اس کے بچے کے فراق کے دکھ سے نجات دی اور بچّہ کو قتل سے بچا دیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سلیمان علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کو کالعدم قرار دے دیا تھا حالانکہ اس کو غلط فیصلہ تو نہیں کہا جاتا اور نہ ہی نبی غلط فیصلے کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر دونوں حضرات نے بذریعہ وحی فیصلہ کیا تھا تو سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ نے داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔ اگر اُنھوں نے اجتہاد سے فیصلہ کیا تھا تو سُلیمان علیہ السلام کا اجتہاد قوی تر تھا کیونکہ اُنھوں نے عجیب حیلہ سے واقعی بات کو ظاہر کر دیا تھا۔ اگرچہ داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بھی درست تھا اور نقض میں ضمیر کا مرجع داؤد بھی ہوسکتا ہے اور قوی تر دلیل کے ساتھ نقض جائز ہے (کرمانی)
واقدی نے کہا یہ دونوں کے مشورہ سے تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام کی رائے درست

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ عَظِيْمٌ يَا بُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اِلٰى فَخُوْرٍ تُصَعِّرْ الْاِعْرَاضُ بِالْوَجْهِ

۳۲۰۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَنَزَلَتْ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

معلوم ہوئی تو اس کو نافذ کردیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سلیمان علیہ السلام نے اظہارِ حق کے لئے یہ حیلہ اختیار کیا جب بڑی نے اقرار کرلیا تو اس کے اقرار کے مطابق فیصلہ کردیا اگرچہ حکم کا نفوذ ہوچکا تھا جیسے فیصلہ کے بعد وہ شخص جس کے حق میں فیصلہ کیا گیا ہو اپنے مقابل کے لئے حق کا اقرار کرے۔ ابن جوزی نے کہا انھوں نے یہ فیصلہ اجتہاد سے کیا تھا اگر بذریعہ وحی فیصلہ ہوتا تو پہلے کا خلاف نہ ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فہم و فراست اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اور یہ کہنا بے محل ہے کہ اجتہاد اس وقت ہوسکتا ہے جبکہ نص نہ ہو اور انبیاء کرام علیہم السلام سے نص مفقود نہیں ہوتا کیونکہ وہ وحی کے حصول پر قدرت رکھتے ہیں۔ سِکّین کو مدیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیوان کی زندگی کی مدت قطع کردیتی ہے اور سکین کو سکین اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حیوان کی حرکت کو ساکن کردیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطاء کی کہ اللہ کا شکر کریں فخور تک لَا تُصَعِّرْ۔ یعنی اعراض نہ کر ——"

۳۲۱۰ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَنَا عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَیُّنَا لَا یَظْلِمُ نَفْسَهٗ فَقَالَ لَیْسَ ذٰلِكَ اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

باب قَوْلِ اللّٰهِ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحَابَ الْقَرْیَةِ

۳۲۰۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آئت «اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ» نازل ہوئی۔ (جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم شامل نہیں کیا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہ کیا ہو تو یہ آئت نازل ہوئی۔ اللہ کا شریک نہ بنا بے شک مشرک بہت بڑا ظلم ہے۔

۳۲۱۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آئت نازل ہوئی "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہ کیا"، تو مسلمانوں پر یہ شاق گزرا اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں۔ بلکہ ظلم شرک ہے کیا تم نے سُنا نہیں جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا جبکہ وہ اسے وعظ کر رہے تھے اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ کرو بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

۳۲۰۹ - ۳۲۱۰ — شرح : یعنی ظلم لفظ عام ہے جو شرک اور غیر شرک کو شامل ہے۔ آیت کریمہ میں ظلم کو شرک کے ساتھ مختص کر دیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایمان کے ساتھ کفر کا اختلاط کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق بتوں کو الٰہ ماننے کے منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔
(حدیث ۳۱ کی شرح دیکھیں)

باب ان کے لئے قریہ والوں کی مثال بیان کریں جب

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ مُجَاهِدٌ فَعَزَّزْنَا شَدَّدْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَائِرُكُمْ مَصَائِبُكُمْ

بَابُ قَوْلِهٖ ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا اِلٰى قَوْلِهٖ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلًا يُقَالُ رَضِيًّا مَرْضِيًّا عُتِيًّا عَصِيًّا عَتَا يَعْتُو قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ

عُتِيًّا اِلٰى قَوْلِهٖ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا يُقَالُ صَحِيْحًا فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا فَاَوْحٰى فَاَشَارَ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ اِلٰى يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا حَفِيًّا لَطِيْفًا عَاقِرًا الذَّكَرُ وَالْاُنْثٰى سَوَآءٌ

ان کے پاس رسول پہنچے "۔

مجاہد نے " فَعَزَّزْنَا " کی تفسیر " شَدَّدْنَا " کی ہے۔ ہم نے ان کو قوت دی۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " طَائِرُکُمْ " تمہاری مصیبتیں "

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان: یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی"

جب اُس نے اپنے رب کو آہستہ سے پکارا عرض کی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہوگئی اور میرے سر میں بڑھاپے کی چمک آگئی ،،

لَمْ نَجْعَلْ لَهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا تک - یعنی اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہیں کیا ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سَمِیًّا کے معنی مثل رَضِيًّا ، پسندیدہ عِتِيًّا ،، سرکش ،، عَتَا يَعْتُوْ ،، اس کا باب ہے - زکریا نے کہا اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے - ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ،، تک سَوِيًّا کے معنی صحیح - پھر زکریا اپنی قوم کے پاس مسجد سے باہر آئے - تو انہیں اشارہ سے کہا کہ صبح شام تسبیح کرتے رہو - فَاَوْحٰی ،، کے معنی فَاَشَارَ ہے - اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی - یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ،، تک ، حَفِيًّا ،، مہربان ، عاقر بانجھ اس میں مذکر و مؤنث برابر ہیں ،،

شرح : صاحب کشاف نے کہا اللہ تعالیٰ کے حضور جہر اور خفاء دونوں برابر ہیں - خفاء میں اولیت ہے کیونکہ یہ ریاء سے بعید تر ہے اور اس میں اخلاص زیادہ ہے - حسن بصری نے کہا حَفِيًّا جس نداء میں ریاء نہ ہو - فتوح الغیب میں ہے اخفاء کو وہ اخلاص لازم ہے جس میں ریاء نہ ہو کیونکہ اخفاء ریاء سے بہت دور ہے - جب عدم ریاء کی تعبیر اخفاء سے کی تو معلوم ہوا کہ ظاہر کا اعتبار نہیں اور در حقیقت اخلاص پر ہی دارومدار ہے - حتیٰ کہ اگر علانیہ ریاء کے بغیر نداء دی جائے تو بھی اس میں ریاء کا دخل ممکن ہے حضرت زکریا علیہ السلام نے خُفیہ نداء اس لئے دی تاکہ بڑھاپے میں طلب ولد پر آپ کو ملامت نہ کی جائے یا بڑھاپے نے ان کی آواز کمزور کر دی تھی - اس وقت آپ کی عمر ساٹھ ، پینسٹھ یا ستر پچھتر برس تھی - پچاسی سال بھی بتائی جاتی ہے - واللہ اعلم !

قولہ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ ،، یعنی میرا بدن کمزور ہوگیا ہے - ہڈی کو اس لئے ذکر کیا کہ یہ جسم کی اساس

۳۲۱۱ ـــــ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةٍ اُسْرِيَ بِهٖ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ

ہے ۔ جیسے مکان کے لئے ستون ہوتا ہے ۔ جب اساس میں کوئی خلل پڑ جائے اور عمود گر جائے تو مکان گر پڑتا ہے یا اس لئے کہ انسان میں ہڈی مضبوط ہوتی ہے ۔ اس کے کمزور ہونے سے سارے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں ۔ قولہ سَمِیًّا ، یعنی یحییٰ علیہ السلام سے پہلے یہ نام کسی کا نہ تھا ۔ اس میں ان کی بہت فضیلت ہے کہ ان کا نام خود اللہ تعالیٰ نے رکھا جو پہلے کسی کا نام نہ تھا اور ان کے والدین کو نام نہ رکھنے دیا ۔

قولہ فَاَشَارَ ، یعنی آنکھ یا آبرو یا ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کیا یا زمین پر لکھ دیا ۔ قولہ عَاقِرًا ، جس مرد کا بچہ پیدا نہ ہوتا ہو اس کو عاقر کہا جاتا ہے ۔ ایسے ہی جس عورت کا بچہ نہ پیدا ہو اس کو عاقر کہا جاتا ہے اس میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں ۔

۳۲۱۱ ـــــ ترجمہ : مالک بن صَعْصَعَہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شبِ اسریٰ کا واقعہ بیان کیا (آپ نے فرمایا) کہ جبرائیل اوپر لے چلے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا ۔ یہ کون ہے ؟ اس نے کہا میں جبرائیل ہوں پھر پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے ؟ ۔ کہا محمد ہیں " صلی اللہ علیہ وسلم " پوچھا آپ کو بلایا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں ! جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھتا ہوں کہ یحییٰ اور عیسیٰ " علیہما السلام " ہیں اور وہ دونوں خالہ کے بیٹے ہیں ۔ جبرائیل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں ان کو سلام فرمائیں میں نے ان کو سلام دیا انھوں نے جواب دیا پھر انھوں نے کہا اے بھائی صالح اور نبی صالح مرحبا !

۳۲۱۱ ـــــ شرح : حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام میں سے ہر ایک دوسرے کی خالہ کا بیٹا

بَابٌ قَوْلِهٖ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ وَقَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاٰلُ عِمْرَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ يٰسِيْنَ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَيُقَالُ اٰلُ يَعْقُوْبَ اَهْلُ يَعْقُوْبَ اِذَا صَغَّرُوْا اٰلَ رَدُّوْهُ اِلَى الْاَصْلِ قَالُوْا اُهَيْلٌ

ہے۔ یہ قرابت ان دونوں کے ایک آسمان میں رہنے کا سبب ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی والدہ مریم علیہا السلام اور یحییٰ علیہ السلام "ایشا بنت حنّہ" ہے (حدیث ۲۹۹۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : کتاب میں مریم کا ذکر کریں جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے شرقی مکان میں علیحدہ ہوگئی جب فرشتے نے کہا اے مریم! اللہ تجھے کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے!

اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پہ بزرگی دی۔ "یَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ" تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ آل عمران سے آل ابراہیم، آل عمران، آل یاسین اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابراہیم کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے

۳۲۱۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

ان کی پیروی کی اور وہ مؤمنین ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ آلِ یعقوب سے مراد اہلِ یعقوب ہیں جب وہ آل کی تصغیر کرتے ہیں تو اُس کو اصل کی طرف ردّ کر کے اُھَیل کہتے ہیں۔

۳۲۱۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی آدم میں سے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مسّ کرتا ہے۔ پس وہ شیطان کے مس کی وجہ سے چیخنے لگتا ہے سوا مریم اور اُن کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔ پھر ابوہریرہ نے کہا "اور میں مریم اور اس کی اولاد کو شیطان مرجوم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

۳۲۱۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام کا حاصل کیا ہے اور آلِ عمران آل عمران کا بعض کیسے ہوسکتے ہیں ایسے ہی آل ابراہیم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض کیسے ہوسکتے ہیں۔ حالانکہ ان کے درمیان لمبی مدّت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مومنین ان کی آل ہیں پھر ان کا سلسلہ نسب شروع ہوتا ہے اور بعض دوسرے بعض سے نکلتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ" اور "إِلْيَاسِينَ" سے مراد یہ ہے "وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ"، بعض علمائے کہا الیاس سے مراد ادریس علیہ السلام ہیں بعض کچھ اور کہتے ہیں "واللہ اعلم عند اللہ"، "آل" اصل میں اہل تھا ھاء کو ہمزہ سے بدل کیا کیونکہ جب کسی لفظ کا اصل معلوم کرنا ہو تو اس کی تصغیر کی جاتی ہے اور آل کی تصغیر "اُھَیل" ہے۔ قولہ يَسْتَهِلُّ الخ جب بچہ ولادت کے وقت چیخے تو کہا جاتا ہے "اِسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ"، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع<u>۳۰۷۱</u> میں حصر صرف عیسیٰ علیہ السلام میں ہے اور اس حدیث میں ان کی والدہ کو بھی حصر میں شامل کر لیا ہے۔ لہٰذا "اُمّ" کے اضافہ سے پہلا حصر باطل ہوگیا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ع<u>۳۰۷۱</u> میں بچہ کے پہلو میں انگلی مارنے کے اعتبار سے حصر تھا اور اس حدیث میں "مس" کے اعتبار سے حصر ہے اور یہ دونوں حکم مختلف ہیں۔

(حدیث ع<u>۳۰۷۱</u> کی شرح دیکھیں)

بَابٌ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفَاكِ اِلٰی قَوْلِہٖ اَیُّھُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ یُقَالُ یَكْفُلُ یَضُمُّ كَفَلَھَا ضَمَّھَا مُخَفَّفَةٌ لَیْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدُّیُوْنِ وَشِبْھِھَا

۳۲۱۳ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ ثَنَا النَّضْرُ عَنْ ھِشَامٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَائِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَائِھَا خَدِیْجَةُ

باب اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چُن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔ اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔ اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ کہا جاتا ہے "یَکْفُلُ"، یعنی ملاتا ہے۔ کَفَلَھَا، اس کو ملایا یہ تخفیف

بَابُ قَوْلِهٖ جَلَّ جَلَالُهٗ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اِلٰی قَوْلِہٖ کُنْ فَیَکُوْنُ یُبَشِّرُکَ وَیُبَشِّرُکَ وَاحِدٌ وَجِیْھًا شَرِیْفًا وَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ الْمَسِیْحُ الصِّدِّیْقُ وَقَالَ مُجَاھِدٌ الْکَھْلُ

سے ہے اور کفالت دیون وغیرہ سے نہیں۔

۳۲۱۳ — ترجمہ: ہشام سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ دُنیا کی عورتوں میں سب سے بہتر مریم بنت عمران ہیں اور سب خواتین سے بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

۳۲۱۳ — شرح: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو حکم دیا تھا کہ وہ مریم علیہا السلام تک پہنچا دیں اس کی خبر دیتا ہے کہ اے مریم اللہ تعالیٰ نے تجھے پسند کیا اور کدورتوں اور وساوس سے تجھے پاک کیا اور اپنے زمانہ کی سب عورتوں پر فضیلت دی۔ تو اُپنے رب کے لئے سجدہ اور رکوع کر۔ ان کی شریعت میں سجدہ رکوع سے مقدم تھا۔ پھر فرمایا اے میرے حبیب یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں جب وہ مریم علیہا السلام کی تربیت کرنے میں باہم جھگڑتے تھے۔ آپ اس وقت وجود عنصری میں ان کے پاس نہ تھے۔ بیت المقدس کے خدام جن قلموں سے تورات لکھتے تھے وہ قلمیں بطور تبرک نہر میں ڈالیں اور ان سے مریم کی کفالت کی قرعہ اندازی کی کہ کون ان کی پرورش کرے گا۔
امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "یُقال" سے "اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ" کی طرف اشارہ کیا۔
حضرت زکریا علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا اور انھوں نے مریم کی پرورش اپنے ذمہ کر لی کیونکہ وہ یتیم بچی تھی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مُخَفَّفَۃٌ" سے اشارہ کیا کہ آیت میں کَفَلَھَا" مخفف ہے اور کفالۃ الدیون سے نہین لیکن یہ کلام محل نظر ہے۔ کیونکہ کفالہ دیون میں بھی "ضم" کا معنیٰ ہے۔ چنانچہ فقہائے کفالہ کی تعریف میں ذکر کیا "اَلْکَفَالَۃُ ضَمُّ الذِّمَّۃِ اِلَی الذِّمَّۃِ فِی الْمُطَالَبَۃِ" جمہور نے اس کو مخفف پڑھا ہے اور کوفیوں نے مشدد پڑھا ہے یہی قرأت حمزہ اور کسائی کی ہے (عینی)

اَلْحَلِيْمُ وَالْاَكْمَهُ مَنْ يُبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَنْ يُوْلَدُ اَعْمٰى

۳۲۱۴ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

قولہ خیر نسائہا ، یعنی اپنے زمانہ میں دنیا کی عورتوں سے وہ بہتر ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے بہتر ہیں اور عرب یا اس امت کی عورتوں سے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بہتر ہیں۔ امام نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جنت کی عورتوں سے خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت عمران بہتر ہیں (حدیث ۳۱۹۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب فرشتوں نے کہا : اے مریم : فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ" تک

یُبَشِّرُ اور یَبْشُرُ کا ایک ہی معنی ہے۔ وَجِيْهًا ، شریف اور ابراہیم نے کہا "اَلْمَسِيْحُ" ، صدیق مجاہد نے کہا اَلْكَهْلُ ، بردبار، اَلْاَكْمَهُ جو دن میں دیکھے رات میں نہ دیکھ سکے۔ مجاہد کے غیر نے کہا جو مادر زاد نابینا ہو"

۳۲۱۴ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر

نِسَآءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ اَحْنَاهُ عَلٰى طِفْلٍ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِىْ ذَاتِ يَدِهٖ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى اِثْرِ ذَالِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا قَطُّ تَابَعَهٗ ابْنُ اَخِى الزُّهْرِىِّ وَاِسْحٰقُ الْكَلْبِىُّ عَنِ الزُّهْرِىِّ

عائشہ کی فضیلت تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت جیسی ہے۔ مردوں میں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی۔ ابن وہب نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبردی اُنھوں نے کہا مجھ سے سعید بن مسیّب نے بیان کیا کہ ابوہریرہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ قریش کی عورتیں اونٹ پر سواری ہونے والی تمام عورتوں سے بہتر ہیں۔ وہ بچے سے سب سے زیادہ محبت کرتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ اس کے بعد ابوہریرہ کہا کرتے تھے۔ مریم بنت عمران اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں۔ زُہری کے بھتیجے اور اسحاق کلبی نے زہری سے روایت کرنے میں متابعت کی

۳۲۱۴ شرح: مَسِیْحٌ کا وزن مَفْعِلٌ ہے۔ یاء کو ساکن کرکے اس کی حرکت سین کو دی گئی۔ تاکہ کلمہ خفیف ہوجائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی بیمار کو ہاتھ لگاتے تو وہ تندرست ہوجاتا تھا اگر مردہ کو ہاتھ لگاتے تو وہ زندہ ہوجاتا تھا۔ نیز مسیح کا لغوی معنی خوبصورت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت خوبصورت تھے اس لئے بھی ان کو مسیح کہاجاتا ہے۔ مسح کے معنی پیمائش کے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ساری دُنیا میں سیر کرتے تھے کبھی آپ آبادی میں ہوتے کبھی جنگلات میں پھرتے نظر آتے چونکہ وہ ساری دنیا میں پھرتے تھے اس لئے ان کو مسیح کہاجاتا ہے۔ دجّال کو بھی مسیح اسی لئے کہاجاتا ہے کہ وہ بھی ساری دُنیا کا چکر کاٹے گا۔ اس معنی کے اعتبار سے دونوں میں بظاہر اشتراک لفظی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام میں مسیح ممسوح سے ہے۔ یعنی گناہوں اور ہر بری شئی سے پاک ہیں اس کا وزن فعیل بمعنی مفعول ہے۔ اور دجال فعیل بمعنی فاعل ہے یعنی زمین کی گردش کرنے والا ہے۔
اَلْکَھْلُ جو چالیس سال کے قریب ہو بعض نے کہا جو تیس سال سے اُوپر ہو اور بعض نے ۳۳ سال کی عمر کو کاہل کہا ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ اور کہولت میں باتیں کریں گے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات ہیں اور قیامت سے قبل آسمانوں سے زمین پر نزول فرمائیں گے اور سِن کہولت میں لوگوں سے کلام کریں گے!

قولہ اَحْنَاہُ "، قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ اَحْنَاھُنَّ ۔ کہا جاتا لیکن عرب ایسے مواقع میں اسی طرح کلام کرتے ہیں اور مفرد ضمیر استعمال کرتے ہیں ۔ چنانچہ کہا جاتا ہے اَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا وَ اَحْسَنُهٗ خُلْقًا "، حالانکہ وہ " اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا "، مراد لیتے ہیں ۔ عربی زبان میں یہ کثیر الاستعمال ہے اور یہ فصیح ترین کلام ہے ۔ اَحْنٰی" اسم تفضیل حنی یحنو سے ہے ۔ اسی مادہ سے حانیۃٌ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے بچے سے بہت شفقت کرے اور بطور شفقت نکاح نہیں کرتی جبکہ بچہ کا والد فوت ہو جائے ۔ اَرْعٰی بھی رَعٰی یَرْعٰی "، سے اسم تفضیل ہے ۔ اس میں بھی " اَحْنَاہُ "، اس طرح کلام ہے ۔ قولہ فِیْ ذَاتِ یَدِہٖ "، یعنی شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہے ۔ اس حدیث میں قریش کی عورتوں کی واضح فضیلت ہے کہ ان میں یہ خصلتیں پائی جاتی ہیں کہ وہ اولاد پر بہت شفقت کرتی ہیں اور ان کی اچھی تربیت کرتی ہیں اپنے شوہر کے مال میں اس کے حق کی رعایت کرتی ہیں اور اس کی حفاظت کرتی ہیں اس کو بطور امانت محفوظ رکھتی ہیں اور فضول خرچی نہیں کرتیں اور نہایت ہی سنجیدگی سے اس کو استعمال کرتی ہیں ۔

قولہ لم ترکب مریم "، یعنی مریم علیہا السلام اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں ۔ اور قریش کی عورتیں اونٹ پر سوار ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم علیہا السلام خدیجۃ الکبریٰ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں ۔

قولہ لَا تَغْلُوْا آہ یعنی اے اہل کتاب تم حد سے آگے نہ بڑھو ۔ نصاریٰ کا غلو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں اور وہ فرقہ یعقوبیہ ہے ان میں سے فرقہ نسطوریہ ان کو خدا کا بیٹا کہتا ہے اور فرقہ مرقوسیہ تیسرا خدا کہتا ہے ۔ یہود کا غلو یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بہت برا خیال کرتے ہیں ۔ ہم اشتر الناس "،

قولہ لَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ آہ یعنی تم اچھی بات کرو اور اللہ پر بہتان نہ لگاؤ اس کی اولاد نہ مانو وہ بیوی بچوں سے پاک ہے ۔ قولہ روح منہ "، یعنی عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندوں میں سے بندہ اور اس کی مخلوق میں سے مخلوق ہیں ۔ اور روح کی اللہ کی طرف اضافت تشریفیہ ہے جیسے ناقۃ اللہ میں اضافت تشریفیہ ہے ۔ ایسے ہی بیت اللہ "، ہے ۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا جزو ہوں جیسے قرآن کریم میں ہے ۔ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ "، یعنی زمین و آسمان کی ہر شئی تمہارے لئے مسخر کر دی یہ سب اللہ کی مخلوق ہے ۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ زمین و آسمان کی تمام اشیاء اللہ کا جزو بن جائیں ۔ اسی منوال پر یہ حدیث شریف اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ "، ہے ۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ مادہ پیدا کیا ہے اور میں اس کی مخلوق ہوں ۔ اس میں مِنْ "، ابتدائیہ ہے ۔ یعنی میری ابتداء نور سے ہے جو اللہ ہے اور نور کی اللہ کی طرف اضافت بیانیہ ہے ۔ تو حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ میں بلا واسطہ مادہ پیدا ہوا ہوں ۔ رہا یہ مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ نور ہے ۔ سو اس کی تفصیل یہ ہے کہ نور کا ایک معنی ضیاء اور روشنی ہے جو سورج چاند سے ظاہر ہوتی ہے اور دوسرا معنیٰ ظَاهِرٌ بِنَفْسِہٖ مُظْهِرٌ لِغَیْرِہٖ "، یعنی بذات خود موجود ہو اور دوسروں کو وجود دے یعنی اللہ وجود مطلق ہے ۔ اس معنی کے اعتبار سے نور کا اطلاق صرف اللہ پر ہے مخلوق پر اس معنی کا اطلاق محال ہے اسی طرح پہلے معنی کا اطلاق اللہ پر محال ہے کیونکہ پہلا معنیٰ صفات اجسام سے ہے اور اللہ ان سے پاک ہے

لہٰذا یہ کہنا کہ " اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ "، سے لازم آئے گا کہ اللہ کے نور کا کچھ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہو غلط فاحش ہے ۔ واللہ اعلم !

بَابُ قَوْلِهٖ يَا اَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ اِلٰى وَكِيْلًا

قَالَ اَبُوْعُبَيْدٍ كَلِمَتُهٗ كُنْ فَكَانَ وَقَالَ غَيْرُهٗ وَرُوْحٌ مِّنْهُ اَحْيَاهُ فَجَعَلَهٗ رُوْحًا وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ

٣٢١٥ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ ثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ ثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ قَالَ الْوَلِيْدُ فَحَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ جُنَادَةَ وَزَادَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ اَيِّهَا شَاءَ

باب اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں غلو نہ کرو ! وکیلاً تک ۔

ابو عُبَید نے کہا اس کا کلمہ کُن ہے اور کام ہو جاتا ہے۔ ابو عبید کے غیر نے کہا اور وہ اللہ کے رُوح ہیں یعنی اللہ نے ان کو زندہ کیا اور روح دی اور تم تین خدا نہ کہو

٣٢١٥ — ترجمہ : عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا اعْتَزَلَتْ نَبَذْنَاهُ اَلْقَيْنَاهُ شَرْقِيًّا مِمَّا يَلِي الشَّرْقَ فَاَجَاءَهَا اَفْعَلَ مِنْ جِئْتُ وَيُقَالُ اَلْجَاَهَا اضْطَرَّهَا تَسَّاقَطْ تُسْقِطْ قَصِيًّا قَاصِيًا فَرِيًّا عَظِيْمًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نِسْيًا لَمْ اَكُنْ شَيْئًا وَقَالَ غَيْرُهُ النِّسِيُّ الْحَقِيْرُ وَقَالَ اَبُوْ وَائِلٍ عَلِمَتْ مَرْيَمُ اَنَّ التَّقِيَّ ذُوْ نُهْيَةٍ حِيْنَ قَالَتْ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا وَقَالَ وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ سَرِيًّا نَهْرٌ صَغِيْرٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ

جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کے عبد اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے مریم تک پہنچایا اور اس کی مخلوق ہیں اور جنت حق ہے دوزخ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا جو بھی اس نے عمل کیا ہو۔ ولید نے کہا مجھ سے ابن جابر نے عُمیر سے اُنھوں نے جنادہ سے بیان کیا اور یہ اضافہ کیا کہ جنّت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے گزرے گا۔

۳۲۱۵ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ بدء الخلق میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنّت میں داخل ہونے والے ہر شخص کے لئے ایک دروازہ معیّن ہے جس سے وہ جنّت میں داخل ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل جنت میں داخل ہونے والا شخص مختار ہے جس دروازہ سے چاہے جنّت میں داخل ہو لیکن وہ دیکھے گا کہ جو دروازہ اس کے لئے مختص ہے اس کے حق میں دوسروں سے افضل ہے تو وہ اس کو پسند کرے گا اور اپنے اختیار سے جنت میں داخل ہوگا اس میں نہ تو وہ مجبور ہوگا اور نہ ہی اس کو کوئی داخل ہونے سے منع کرے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اور کتاب میں مریم کا ذکر کریں جبکہ وہ اپنے

گھر والوں سے علیحدہ ہوگئی۔

نَبَذْنَاهُ ،، ہم نے اسے ڈال دیا۔ وہ شرقی جانب کے گوشہ میں علیحدہ ہوگئیں فَاَجَاءَ ،، جِئْتُ کا باب افعال ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی اَلْجَاَ نا ہے اس کو مجبور کر دیا۔ تَسَّاقَطْ ،، گرائے گی۔ قَصِیًّا ،، بہت دور۔ فَرِیًّا ،، بڑی بات ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نَسِیًّا ،، میں کچھ نہ ہوتی۔ ان کے غیر نے کہا: النَّسِیُّ کے معنی حقیر کے ہیں۔ ابو وائل نے کہا کہ مریم علیہا السّلام کو معلوم تھا کہ متقی ہی عقلمند ہوتا ہے۔ جبکہ اُنھوں نے فرمایا اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا ،، اگر تو متقی ہے۔ وکیع نے اسرائیل سے اُنھوں نے ابو اسحاق سے اُنھوں نے براء سے روایت کی کہ "سَرِیًّا ،، سریانی میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں ،،

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع ۳۲۱۱ کے بعد یہ باب بعینہ گزر چکا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے احوال کا ذکر ہے اور پہلے باب میں ان کی والدہ مریم علیہا السلام کا ذکر ہے قولہ فَاَجَاءَهَا۔ یہ جاء کا باب مزید ہے۔ چنانچہ جب کوئی اپنی خبر دے تو کہے گا جِئْتُ میں آیا اور اگر اس کو غیر کی طرف متعدی کرنا ہو تو کہے گا "فَاَجَاءَ ،، ضمیر مفعول کا مرجع مریم ہے اور اَجَاءَ کا فاعل۔ مَخَاض ہے۔ صاحبِ کشاف نے کہا فَاَجَاءَهَا ،، کے معنی اَلْجَاهَا ،، یہ "جَاءَ ،، سے منقول ہے۔ لیکن نقل کے بعد اس کا استعمال الجاء سے تبدیل ہوگیا ہے۔ قولہ تَسَّاقَطْ ،، اصل میں تَتَسَاقَطْ تھا۔ دوسری تاء کو سین میں ادغام کر دیا گیا ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وہ خشک کھجور کا درخت تھا اس کا نہ تو سر تھا اور نہ ہی اس پر پھل تھا اور موسم بھی سردی کا تھا۔ مریم علیہا السلام نے اس کو ہلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا سر اور اس پہ شاخیں اور تر کھجور پیدا کر دیئے۔ اس میں مریم علیہا السلام کو تسلّی دینی تھی کہ یہ معجزہ اُن کی پاکدامنی پر دلالت کرتا ہے۔ قولہ قَاصِیًّا ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ وادی بیت لحم کا آخری کنارہ ہے۔ کیونکہ مریم علیہا السلام دوڑ کر وہاں چلی گئی تھیں تاکہ ان کی قوم یہ کہہ کر ان کو شرمندہ نہ کرے کہ مریم کنواری کو بچہ پیدا ہوگیا ہے۔ جب مریم علیہا السلام کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام خوبصورت نوجوان اَمْرَد کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ تاکہ وہ اس سے کلام کر کے مانوس ہو تو اُنھوں نے کہا "میں رحمٰن کے ذریعہ تجھ

۳۲۱۶ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِى الْمَهْدِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ عِيْسٰى وَكَانَ فِىْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ جُرَيْجٌ يُصَلِّىْ جَآءَتْهُ اُمُّهٗ فَدَعَتْهُ فَقَالَ اُجِيْبُهَا اَوْ اُصَلِّىْ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهٗ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِىْ صَوْمَعَتِهٖ فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فَاَبٰى فَاَتَتْ رَاعِيًا فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقِيْلَ لَهَا مِمَّنْ فَقَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ فَاَتَوْهُ فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهٗ وَاَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ اَبُوْكَ يَا غُلَامُ فَقَالَ الرَّاعِىْ قَالُوْا نَبْنِىْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ طِيْنٍ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُوْ شَارَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَهٗ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا

سے پناہ چاہتی ہوں اگر تو اللہ سے ڈرتا ہے تو مجھ سے علیحدہ ہو جا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہاں نَبَذْنَاہُ کا ذکر نامناسب ہے۔ کیونکہ مریم علیہا السلام کے واقعہ میں لفظ "اِنْتَبَذَتْ" مذکور ہے۔ اور اس کا معنی اور نَبَذْنَاہُ کا معنی ایک نہیں ہے۔

۳۲۱۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گہوارہ میں صرف تین بچوں نے کلام کیا ہے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرا بنی اسرائیل میں ایک شخص جسے جریج کہا جاتا تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کے پاس اس کی ماں آئی اور اس کو بلایا تو اس نے خیال کیا کہ میں والدہ کو جواب دوں یا نماز پڑھوں اس کی ماں نے کہا اے اللہ! اس کو فوت نہ کرنا حتیٰ کہ اسے زانی عورتوں کے منہ دکھائے۔ جریج اپنی عبادت گاہ میں تھے کہ ایک عورت اس کے سامنے آئی اور اس سے گفتگو کی۔ جریج نے انکار کر دیا۔ وہ ایک چرواہے کے پاس آئی

فَاَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی ثَدْیِهَا یَمَصُّهٗ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمُصُّ اِصْبَعَهٗ ثُمَّ مُرَّ بِاَمَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَ هٰذِهٖ فَتَرَكَ ثَدْیَهَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا فَقَالَتْ لِمَ ذٰلِكَ فَقَالَ الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ وَهٰذِهِ الْاَمَةُ یَقُوْلُوْنَ سَرَقْتِ زَنَیْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ

اور اس کو اپنے نفس پر قادر کیا تو اُس نے بچہ کو جنم دیا۔ اس عورت نے کہا یہ بچہ جریج سے ہے لوگ جُریج کے پاس آئے اور اس کی عبادت گاہ کو توڑ پھوڑ دیا اور اس کو باہر نکالا اور گالی گلوچ کیا۔ جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر اس بچہ کے پاس آئے اور کہا اے بچے تیرا باپ کون ہے اس نے جواب دیا بکریوں کا چرواہا میرا باپ ہے (یہ سن کر) لوگوں نے کہا ہم تمہارا عبادت خانہ از سر نو سونے کا بنا دیتے ہیں۔ جُریج نے کہا ایسا نہ کرو تم مٹی کا ہی بنا دو۔ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی اس کے پاس سے ایک خوبصورت اچھے لباس والا سوار گزرا تو اُس نے کہا اے اللہ میرا بچہ اس جیسا کر دے اس بچہ نے اس کا پستان چھوڑ دیا اور سوار کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کر پھر اس کے پستان کی طرف متوجہ ہو کر اس کو چوسنے لگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ اپنی انگلی کو چوس رہے تھے۔ پھر اس عورت کے پاس سے ایک لونڈی گزری تو اس عورت نے کہا اے اللہ میرے بچہ کو اس لونڈی جیسا نہ کر بچے نے اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر عورت نے کہا یہ کیوں بچے نے کہا سوار شخص سرکشوں میں سے سرکش تھا اور اس لونڈی کو کہتے ہیں کہ تو نے چوری کی زناء کیا حالانکہ اُس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

۳۲۱۶ — شرح : قرطبی نے کہا حدیث میں مذکور حصر میں نظر ہے لیکن ایسا کہنا ادب کے خلاف ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بچوں کو ذکر کیا جبکہ اس وقت ان تینوں کے متعلق آپ کو وحی کی گئی تھی بعد میں اور بھی ذکر فرمائے چنانچہ سات بچوں نے گہوارہ میں کلام کیا ہے۔ چوتھا حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ پانچواں وہ شیر خوار بچہ جس نے اپنی ماں سے کہا جبکہ وہ فرعون کی بیٹی کی مشاطہ (کنگھی کرنے والی) تھی۔ جب فرعون نے اس بچہ کی ماں کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو اُس نے کہا اے میری ماں صبر کر ہم حق پر ہیں۔ چھٹا وہ شیر خوار بچہ جو اصحاب اخدود کے قصہ میں مذکور ہے کہ ایک عورت کو آگ میں ڈالنے کے لئے لایا گیا تو وہ کچھ ڈر گئی تب بچے نے کہا اے میری ماں صبر کر تو حق

٣٢١٧ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى قَالَ فَنَعَتَهُ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّاسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ

پر ہے۔ ساتویں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے گہوارہ میں کلام کیا۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ سیرت واقدی میں ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدائش کے وقت کلام فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃً وّ اَصِیلاً"، اس کو بیہقی نے روایت کیا۔ معیقیب یمانی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع کیا تو میں ایک مکان میں داخل ہوا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے میں نے ایک عجیب چیز دیکھی آپ کے پاس اہل یمامہ کا ایک شخص ایک بچہ لے کر آیا جبکہ وہ اسی روز پیدا ہوا تھا۔ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے پھر اس کے بعد اس بچہ نے کلام نہ کیا حتیٰ کہ وہ نوجوان ہوگیا ہم اس کو "مبارک الیمامہ" کہا کرتے تھے واللہ ورسولہ اعلم! اس حدیث سے بعض شوافع نے استدلال کیا کہ والدہ کے بلانے پر نماز قطع کر دینا جائز ہے۔ فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو لیکن ان کے مذہب میں صحیح تر بات یہ ہے کہ اگر نفل نماز پڑھ رہا ہو اور والد یا والدہ کو کوئی تکلیف محسوس کرے تو ان کی آواز پر نماز قطع کر دینا واجب ہے۔ اگر فرض نماز ہو اور وقت بھی تنگ ہو تو ان کی اجابت واجب نہیں اور اگر وقت تنگ نہ ہو تو امام الحرمین کے نزدیک ان کی اجابت ضروری ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسروں نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا شروع کرنے سے نماز لازم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اجابت نہ کرے مالکیہ کے نزدیک نفلی نماز میں والدین کی اجابت افضل ہے اور نماز کو لمبا نہ کرے۔ قاضی ابوالولید نے کہا یہ صرف ماں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ابن بطال نے کہا جریج پیغمبر تھے اور یہ ان کا معجزہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کی بہت عظمت ہے اور ان کی دعا مقبول ہے۔ (عینی باختصار و قسطلانی باختصار) (حدیث ۱۱۳۶ کے بعد باب کی شرح دیکھیں)

٣٢١٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

دِيْمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ وَرَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ وَاُتِيْتُ بِاِنَائَيْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ فَقِيْلَ لِيْ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ لِيْ هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ اَوْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ

رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی میں موسٰی سے ملا آپ نے ان کی وصف بیان فرمائی کہ وہ مرد تھے میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا وہ طویل القامت سیدھے بالوں والے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عیسٰی سے ملا اور ان کی وصف (حلیہ) بیان کرتے ہوئے فرمایا وہ میانہ قد کے سُرخ رنگ والے تھے۔ گویا کہ وہ حمام سے باہر آئے ہیں اور میں نے ابراہیم کو دیکھا ان کی اولاد میں سے میں اُن کے بہت مشابہ ہوں۔ فرمایا میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھا اور مجھے کہا گیا ان دونوں میں سے جو چاہیں پسند کریں تو میں نے دودھ لیا اور اسے پی لیا تو مجھے کہا گیا آپ کو فطرت کی راہ دکھائی گئی ہے یا آپ فطرت کو پہنچے ہیں۔ اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

٣٢١٧ —

شرح : مضطرب کے معنی طویل ہیں۔ بعض علماء نے کہا جس کا گوشت خفیف ہو یعنی نحیف البدن تھے اور جس حدیث میں ان کی وصف میں لفظ "جسیم" مذکور ہے۔ وہاں جسیم سے مراد طویل القامت ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو پیالے پیش کئے گئے ان میں سے ایک میں شراب تھی آپ نے اس کو اختیار نہ کیا اور دودھ کا پیالہ پی لیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ کیونکہ جو شراب آپ کو پیش کی گئی تھی اگرچہ وہ جنت کی پاک شراب تھی لیکن اس دنیا میں اس کی تاویل یہی تھی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بیان فرمائی چنانچہ شیخ محمد عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی نے اشعۃ اللمعات میں یوں ذکر کیا ہے "اگرچہ خمر دراں زماں مباح بود خصوصاً خمر جنت اما تعبیرش دریں جہاں ایں بود"

اور یہ ناممکن ہے کہ آپ کو پلید شراب پیش کی جائے جبکہ اس کا ایک قطرہ کنوئیں کو پلید کر دیتا ہے۔ لہذا اس شراب کو شراب طہور پر ہی محمول کیا جائے گا جو منصب رسالت کے موافق ہے۔

(حدیث ٣١٧٨ کی شرح دیکھیں)

۳۲۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ثَنَا إِسْرَائِيلُ أَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عِيسٰى وَمُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ فَأَمَّا عِيسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ وَأَمَّا مُوسٰى فَآدَمُ جَسِيمٌ سَبِطٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ

۳۲۱۹ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَنَا أَبُو ضَمْرَةَ ثَنَا مُوسٰى عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا

۳۲۱۸ — ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم "علیہم السلام" کو دیکھا عیسیٰ تو سرخ رنگ کے گھنگھریلے بالوں والے عریض الصدر تھے (ان کا سینہ چوڑا تھا) موسیٰ گندمی رنگ کے طویل القامت تھے۔ ان کے بال سیدھے تھے۔ گویا کہ وہ زُطّ قبیلہ کے لوگوں میں سے ہیں۔

۳۲۱۸ — شرح : اس حدیث کی سند میں مجاہد نے ابن عمر سے روایت کی ہے حالانکہ مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور بخاری نے ابن عمر سے روایت کرنے میں خطاء کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا درست یہی ہے کہ مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ابن مَندَہ نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا کہ درست یہی ہے کہ مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ بعض علماء نے کہا اس میں بخاری کے غیر کو وہم ہوا ہے بخاری کو وہم نہیں ہوا۔ کیونکہ اسماعیلی نے اس حدیث کو نصر بن علی اور ابواحمد کے طریق سے ذکر کیا ہے اور ابن عباس سے روایت ذکر کی ہے اور وہ اس پر مطلع نہیں ہوئے کہ بخاری نے اس کو ابن عمر سے ذکر کیا ہے اور اگر واقعہ ایسا ہی ہوتا تو وہ اس پر مطلع ہو جاتے جیسا کہ اُن کی عادت ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا اس پر مطلع نہ ہونے کو یہ لازم نہیں کہ اس میں بخاری کو وہم نہیں ہوا کسی اور کو ہوا ہے۔ کیونکہ بخاری معصوم نہیں۔

قولہ جسیم "پہلی حدیث میں گذرا ہے کہ وہ مضطرب تھے یعنی ان پر گوشت خفیف تھا اور یہ جسیم کے مضاد ہے۔ اسی لئے تیمی نے کہا اس حدیث کے بعض الفاظ بعض میں داخل ہیں کیونکہ جسیم دجال کی صفت میں وارد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جسامت کبھی تو جسم کے موٹا ہونے سے ہوتی ہے اور کبھی لمبا ہونے سے ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام طویل القامت تھے۔ اس لئے ان پر جسیم کا اطلاق درست ہے اسی لئے فرمایا

بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ
أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ
وَأَرَانِي اللَّيْلَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرَى
مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ
رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ
فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا
وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ
قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ
مَنْ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

گویا کہ وہ قبیلہ زط کے لوگوں میں سے ہیں کیونکہ وہ لوگ حبشی طویل القامت تھے لہٰذا ان میں تضاد نہیں!

٣٢١٩ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں میں مسیح دجال کو ذکر کیا اور فرمایا اللہ کانا نہیں مسیح دجال کی داہنی آنکھ کانی ہے۔ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور جیسی ہے۔ میں نے آج رات خواب میں اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا کہ ایک گندمی رنگ والا مرد ہے جو گندمی رنگ والے مردوں سے بہت زیادہ خوبصورت دیکھا جاتا ہے۔ اس کے بال دونوں کندھوں تک سیدھے لٹکے ہوئے ہیں۔ اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ اپنے دونوں ہاتھ دو مردوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہیں اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے تو اُنھوں نے کہا یہ مسیح بن مریم "علیہما السلام" ہے۔ پھر میں نے اس کے بعد ایک شخص کو دیکھا جس کے بال سخت پیچیدہ ہیں۔ داہنی آنکھ سے کانا ہے۔ وہ ابن قطن سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کے ارد گرد پھر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے اُنھوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے روایت کرنے میں عبیداللہ کی متابعت کی۔

٣٢١٩ — شرح : صحیح مسلم کی روایت میں اس کی بائیں آنکھ کانی مذکور ہے۔ لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ "اعور" عیب والی شئ ہے۔ دجّال کی دونوں آنکھیں عیب دار

۳۲۲۰ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ
ابْنَ سَعْدٍ ثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَا وَاللهِ مَا قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيسٰى أَحْمَرُ وَلٰكِنْ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ
أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ يُهَادِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ
يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا
ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ

میں ایک تو بالکل ختم ہے اور دُوسری مَعیب ہے: علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عِنَبَۃ طَافِیَۃ" موٹا دانہ ہے جو دوسرے دانوں سے باہر نکلا ہُوا ہو۔ لِمَّۃ" سر سے لٹکے ہوئے بال جو کانوں کی لَو سے نیچے نہ ہوں اگر وہ کندھوں تک پہنچ جائیں تو ان کو جمّہ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے بال تشریف سیدھے ذکر فرمائے ہیں اور اس سے پہلے گزرا ہے کہ آپ جَعد تھے یعنی گنگھریالے تھے۔ لیکن اس میں تضاد نہیں کیونکہ جعد سے مراد مضبوط جسم ہے۔ قَطَطًا" سخت پیچیدہ بال دجال کی وصف میں جَعْد کا ذکر بطور مذمت ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی وصف میں بحیثیت مدح وثناء مذکور ہے۔" عَيْنُ الْيُمْنٰى" اضافت موصوف کی صفت طرف ہے یہ کوفیوں کے نزدیک واضح ہے لیکن بصری موصوف محذوف بیان کرتے ہیں گویا کہ یہ دراصل "عَيْنُ صَفْحَةِ وَجْهِهِ الْيُمْنٰى ہے۔ ابن قطن بن عبد العزّیٰ خزاعی کافر تھا جس سے دجال کو تشبیہ دی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دجّال کا مکہ مکرمہ میں داخلہ حرام ہے وہ کعبہ کے ارد گرد کیسے گھوم رہا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کا مکہ مکرمہ میں داخلہ اس وقت حرام ہوگا جب وہ خروج کرے گا اور باطل دعویٰ کرے گا۔ نیز حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ داخل نہ ہوگا ان میں زمانہ ماضی میں دخول کی نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۲۲۰ — ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ کے متعلق نہیں فرمایا کہ وہ سُرخ رنگ کے تھے لیکن آپ نے فرمایا ایک وقت مَیں خواب میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ گندمی رنگ کا سیدھے بالوں والا ایک آدمی دو مردوں کے درمیان چل رہا ہے۔ اس کے سَر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں یا ان کے سَر سے پانی بہہ رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے۔ اُنھوں نے کہا یہ ابن مریم ہے۔ مَیں نے اِدھر اُدھر نگاہ کی تو ایک سُرخ رنگ کا موٹا آدمی جس کے سر کے بال سخت پیچیدہ تھے اس کی

أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا الدَّجَّالُ وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ هَلَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

۳۲۲۱ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ

دا ہنی آنکھ کانی تھی گویا کہ اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے۔ اُس نے کہا یہ کون ہے اُنھوں نے کہا یہ دجال ہے۔ ابن قطن اس کے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ زُہری نے کہا ابن قطن قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی ہے جو جاہلیت میں مرگیا تھا۔

۳۲۲۰ — شرح : یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قسم کھا کر کہا کہ تم نے عیسٰی علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے وقت کہا کہ وہ سُرخ رنگ کے تھے حالانکہ وہ ایسے نہ تھے لیکن ان کی وصف یہ تھی جو حدیث میں بیان کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غلبہ ظن پر اعتماد کرکے قسم کھانا جائز ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن عمر نے گمان کیا کہ راوی پر عیسٰی علیہ السلام کا حلیہ مشتبہ ہوگیا ہے اور وہ ان کو سُرخ رنگ کا خیال کر رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں سُرخ رنگ کا تو دجال ہے ان دونوں کو مسیح کہا جاتا ہے اور یہ صفت عیسٰی کے حق میں اچھی وصف ہے اور دجّال کے حق میں مذموم صفت ہے۔ گویا کہ عبداللہ بن عمر نے اس کی تحقیق کرنے کے بعد فرمایا کہ وہ گندمی رنگ کے ہیں اُنھوں نے اپنی تحقیق اور غلبۂ ظن پر اعتماد کرکے قسم کھائی ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے شبِ اسریٰ میں بیداری کی حالت میں آسمانوں کی سیر کی اور اسی سَیر میں آپ نے نبیوں کو دیکھا تھا اور وہ بعینہٖ بدن سمیت اشخاص موجود تھے۔ انبیاء کرام علیہم السلام شہداء کرام سے افضل ہیں۔ جب شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو انبیاء کرام بطریق اولیٰ قبروں میں زندہ ہیں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ ‘‘ لہٰذا یہ بعید نہیں کہ وہ نمازیں پڑھیں یا روزے رکھیں۔

۳۲۲۱ — ترجمہ : ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں سب لوگوں

۳۲۲۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَلْاَنْبِيَآءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاٰى عِيْسَى

سے ابن مریم کے زیادہ قریب ہوں تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں۔ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

۳۲۲۱ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں اس لئے آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہت قریب ہیں اُنھوں نے ہی دُنیا میں آکر یہ خوشخبری سُنائی تھی کہ میرے بعد نبی آخر الزماں تشریف لا رہے ہیں جن کا اسم گرامی احمد ہے۔ پھر وہ دوبارہ تشریف لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہوں گے اور آپ کے دین کی تبلیغ کریں گے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا اصول واحد ہے اور ان کے فروع مختلف ہیں یعنی اعتقادیات میں تمام انبیاء کرام علیہما السلام متفق ہیں اور وہ توحید ہے اور شرائع اور احکام میں مختلف ہیں گویا کہ وہ علاتی بھائی ہیں جن کا والد ایک اور والدات مختلف ہوتی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اس سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہیں اور کوئی نبی نہیں مگر یہ استدلال کچھ ضعیف ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جرجیس اور خالد بن سنان تھے اور وہ دونوں نبی تھے۔ لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی صاحبِ شریعت نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ خالد بن سنان کا کوئی اعتبار نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ خالد کا کوئی ثبوت نہیں اور صحیح حدیث اس کو مسترد کرتی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

رَجُلاً یَسرِقُ فَقَالَ لَہٗ اَسَرَقْتَ قَالَ کَلَّا وَالَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَقَالَ عِیْسٰی اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَذَّبْتُ عَیْنِیْ

۳۲۲۴ ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ ثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّھْرِیَّ یَقُوْلُ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَ رَسُوْلُہٗ ــــ

۳۲۲۲ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے بہت قریب ہوں تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کے فروع مختلف ہیں اور دین ایک ہے۔ ابراہیم بن طہمان نے موسیٰ بن عقبہ سے اُنھوں نے صفوان بن سلیم سے اُنھوں نے عطاء بن یسار سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔
(یہ حدیث کی دوسری سند ہے)

۳۲۲۳ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم "علیہ السلام" نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو فرمایا تونے چوری کی ہے۔ اُس نے کہا ہرگز نہیں اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود بحق نہیں تو عیسیٰ "علیہ السلام" نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنی آنکھوں کو جھٹلاتا ہوں۔

۳۲۲۴ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری مدح میں اتنا مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے ابن مریم کی مدح میں مبالغہ کیا میں تو صرف اللہ کا عبد ہوں لیکن تم کہو کہ آپ اللہ کے عبد اور رسول ہیں (نہ خدا ہوں اور نہ خدا کا بیٹا ہوں)

۳۲۲۳ ــ ۳۲۲۴ ــــ شرح : قرطبی نے کہا بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو چوری کرتے دیکھا کہ اس نے محفوظ مال کو خفیۃً پکڑا ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ لفظ "سَرَقْتَ" سے پہلے استفہام

مقدر ہو جیسا کہ بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے تو معنی یہ ہوگا۔ کیا تو نے چوری کی ہے ؟
مگر یہ امکان بعید ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزم سے فرمایا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے چوری کرتے دیکھا ،، جب اُس نے قسم کھائی تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو سچ کہتا ہے اور جو میں نے دیکھا تھا کہ تو نے یہ مال بطریق سرقہ پکڑا ہے۔ اس کی تکذیب کرتا ہوں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس مال میں پکڑنے والے کا حق ہوگا یا اس کو دیکھنے کے لئے پکڑا ہو اور غصب کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہری حکم کے اعتبار سے تصدیق و تکذیب کی تھی باطنی حکم میں نہیں کی تھی ورنہ مشاہدہ اعلیٰ یقین ہے اس کی تکذیب کیسے ہو سکتی ہے۔

قولہ لَا تُطْرُوْنِیْ آہ یعنی باطل کلام سے میری مدح نہ کرو جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ کی باطل مدح کی اور ان کو الٰہ تسلیم کر لیا اور کہا عیسیٰ تیسرا خدا ہے۔ اور ان کو اللہ کا بیٹا سمجھنے لگے یہ عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں مبالغہ تھا۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات کسرِ نفسی فرمائی۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی باطل مدح حرام ہے کہ آپ کو خُدا کہیں۔ ورنہ اس کے علاوہ جو بھی آپ کی مدح کی جائے آپ اس سے زیادہ کے مستحق ہیں۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ ؎

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ	وہ مدح چھوڑ دو جو عیسائیوں نے اپنے نبی کی شان میں کہی (کہ ابن اللہ بنا ڈالا)
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمْ	اور اس کے سوا جو کچھ مدح میں کہنا چاہو حکم لگا کر اور فیصلہ کر کے کہو۔
وَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ	آپ کی ذات کی طرف جو تعظیم و شرافت چاہیے نسبت کرو۔
وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ	اور آپ کے مرتبہ کی طرف جو بھی چاہے عظمتوں کی نسبت کرو۔
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ	کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٖ	جو بالفاظ فصیح بولنے والا اپنے منہ سے بول سکے !

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالات، عظیم درجات اللہ تعالیٰ نے عطاء کئے ہیں اور جو کمال بشر کو عطاء کرنا ممکن تھا۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ کے کمالات، محاسن اور مناقب بیان کرنے سے ہم بشریہ قاصر ہیں۔ الوہیت کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات کے جامع ہیں۔

لَهٗ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا ۞ وَهِمَّتُهُ الصُّغْرٰى اَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ

۳۲۲۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِيِّ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدَّبَ الرَّجُلُ أَمَتَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا آمَنَ بِعِيْسٰى ثُمَّ آمَنَ بِيْ فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ إِذَا اتَّقَى رَبَّهُ وَأَطَاعَ مَوَالِيَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ

۳۲۲۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ نَا سُفْيٰنُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ

۳۲۲۵ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی لونڈی کی اچھی تربیت کرے اور اس کو اچھے طریقہ سے تعلیم دے پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے تو اس کو دوگنا ثواب ملے گا اور جو عیسیٰ پر ایمان لایا پھر مجھ پر ایمان لایا اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔ اور جب بندہ اللہ سے ڈرے اور اپنے مالکوں کی اطاعت کرے اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔

۳۲۲۵ — شرح : اس حدیث میں کچھ حصہ محذوف ہے۔ ابن حبان بن موسیٰ نے ابن مبارک سے روایت کی کہ اہل خراسان سے ایک شخص نے شعبی سے کہا ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی ام ولدہ کو آزاد کرکے پھر اس سے نکاح کرلے تو وہ شخص اس شخص کی طرح ہے جو اپنے بدنہ پر سوار ہوجاتا ہے۔ شعبہ نے اس کے جواب میں مذکور حدیث بیان کی۔ حدیث ۹۶ کی شرح دیکھیں۔

۳۲۲۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بے ختنہ اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے پڑھا اور جیسے ہم نے پہلی دفعہ پیدا کیا۔

فَاَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِيْ
ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِيْ فَيُقَالُ اِنَّهُمْ
لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ
الصَّالِحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا
تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ
فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذُكِرَ عَنْ
اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَبِيْصَةَ قَالَ هُمُ الْمُرْتَدُّوْنَ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى عَهْدِ
اَبِيْ بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ اَبُوْبَكْرٍ

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۲۷ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ
صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ

دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہم ضرور پورا کریں گے سب سے پہلے ابراہیم کو لباس پہنایا جائے
گا پھر میرے اصحاب میں سے داہنی طرف اور بائیں لے جایا جائے گا اور میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا
جائے گا۔ جب آپ ان سے جُدا ہُوئے تھے۔ وہ اپنی ایڑھیوں کے بل پھر گئے تھے (مرتد ہوگئے تھے) تو میں کہوں
گا جو عبد صالح عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا میں جب تک ان میں تھا ان پر گواہ تھا جب تو نے مجھے آسمانوں پر اُٹھا لینے
کا وعدہ پُورا کر دیا تو تُو ہی ان کی نگہبانی کرنے والا تھا اور تو ہر شئی پر گواہ ہے۔ عزیز حکیم تک محمد بن یوسف نے کہا کہ
ابوعبداللہ نے قبیصہ کے ذریعے بیان کیا کہ وہ لوگ وہ ہیں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مرتد
ہوگئے تھے اور اُنھوں نے ان سے جنگ کی تھی (حدیث ۳۱۲۳ کی شرح دیکھیں)

أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ
الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْحَرْبَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى
تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ
وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

باب حضرت ابن مریم علیہما السلام کا آسمان سے نزول

۳۲۲۷ — ترجمہ: سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے درانحالیکہ وہ منصف حاکم ہوں گے وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور مال زیادہ ہو جائے گا حتیٰ کہ اس کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہوگا پھر ابو ہریرہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ کوئی بھی اہلِ کتاب میں سے نہیں مگر وہ ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔ اور وہ قیامت میں ان پر گواہ ہوں گے۔"

۳۲۲۷ — شرح: کسرِ صلیب سے مراد نصرانیت کو ختم کرنا ہے اور ساری دُنیا میں صرف ایک دینِ اسلام رہ جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو قبول نہیں کریں گے اور ان کے نزول سے قبل جزیہ باقی رہے گا۔ کیونکہ ہم مال کے محتاج ہیں اور آپ کے نزول کے بعد مال کی کثرت کے باعث مال کی احتیاجی نہ رہے گی اور جزیہ ختم ہو جائے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے عدل و انصاف کے سبب برکات نازل ہوں گی اور خیرات کی بارشیں ہوں گی اس وقت زمین اپنے تمام خزانے باہر نکال دے گی اور قیامت کے قرب کے باعث لوگوں کی مال و دولت کی طرف رغبت نہ رہے گی اور ایک سجدہ دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں قربِ الٰہی صدقات و خیرات سے نہ ہوگا صرف عبادات سے ہی قربِ الٰہی حاصل ہوگا۔ لوگوں کے حال کی اصلاح ہوگی ان کا ایمان مضبوط ہوگا ان کا مطمحِ نگاہ صرف اللہ کی عبادت ہوگی اور وہ ایک رکعت کو ساری دُنیا کے حصول پر ترجیح دیں گے اور نماز کثرتِ صدقہ

سے بہتر ہوگی۔ سجدہ سے مراد ایک رکعت ہے۔ قولہ ”اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ الخ“ میں اِنْ ، نافیہ ہے۔ اور ”بِہٖ“ میں ضمیر کے مرجع میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن جریر نے اپنے اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے ایسے ہی ابو رجاء کے طریق سے حسن بصری سے مروی ہے۔ اُنھوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ بخدا! وہ زندہ ہیں جب ان کا نزول ہوگا تو وہ سب کے ایمان کا مرجع ہوں گے۔ بعض علماء نے کہا ضمیر کا مرجع اللہ ہے اور بعض نے اس کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے۔ اور ”قَبْلَ مَوْتِہٖ“ میں ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہیں۔ چنانچہ ابن جریر نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ”کہ کوئی یہودی اور نصرانی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بغیر نہیں مرے گا“، عکرمہ نے ابن عباس سے سوال پوچھا کہ اگر وہ چھت سے گر کر مر جائے یا آگ میں جل جائے یا اس کو درندہ کھا جائے تو پھر بھی وہ عیسیٰ علیہ السلام پر لائے گا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بغیر نہیں مرے گا حتیٰ کہ اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا۔ علامہ عینی نے کہا اس حدیث میں ضعف ہے۔ اور ایک جماعت نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ ابی بن کعب کی قرأت یہ ہے ”اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ قَبْلَ مَوْتِھِمْ“، یعنی اہل کتاب موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔

لیکن اس حال میں ان کا ایمان مفید نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں کیا حکمت ہے اور اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے نزول میں یہودیوں کا ردّ ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے کہا تھا کہ اُنھوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب بیان کی کہ اُنھوں نے قتل نہیں کیا بلکہ وہ ان کو قتل کریں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت ان کی موت کا وقت قریب ہوگا اس لئے وہ زمین پر اُتریں گے تاکہ اس میں دفن ہوں کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوئے ہیں وہ مٹی کے سوا دوسرے مکان میں فوت نہیں ہوتے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی صفات کی سماعت کی تو انہیں شوق ہوا کہ وہ بھی آپ کی اُمت کا فرد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعاء قبول کی اور ان کو زندہ باقی رکھا حتیٰ کہ وہ آخر زمان میں تشریف لائیں گے اور اسلام کے امور کی تجدید کریں گے اور ان کے زمانہ میں دجال کا خروج ہوگا وہ اس کو قتل کریں گے۔

چوتھا جواب یہ ہے آسمان سے نزول کے سبب نصاریٰ کی تکذیب کریں گے اور ان کے باطل دعووں کے بطلان کا اظہار کریں گے کہ انھوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے۔

(عینی و کرمانی و فتح باختصار) (بقیہ تقریر حدیث ۲۰۸۲ کی شرح میں دیکھیں)

۳۲۲۸ — حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ

۳۲۲۸ — ترجمہ : ابوقتادہ کے آزاد کردہ غلام نافع سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری اس وقت کیسی شان ہوگی جبکہ تمہارے درمیان ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ یونس کی عقیل بن خالد اور اوزاعی نے متابعت کی!

۳۲۲۸ — شرح : امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الایمان میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت یہ ہوگی کہ آپ ہلکے زرد رنگ کی چادریں پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے سفید مینار کے پاس شرقی دمشق کے دروازہ پر نزول فرمائیں گے۔ جب سر نیچا کریں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ٹپکتے نظر آئیں گے آپ کے پاس یہودی آکر کہیں گے ہم آپ کے اصحاب ہیں آپ انہیں فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو نصاریٰ بھی اسی طرح کہیں گے آپ فرمائیں گے میرے اصحاب مہاجرین ہیں جو جنگ سے بچ نکلے ہیں۔ آپ ان کے خلیفہ کو دیکھیں گے کہ وہ انہیں نماز پڑھا رہے ہیں آپ پیچھے ہو جائیں گے اور اسے فرمائیں گے اللہ آپ سے راضی ہے میں تو صرف وزیر بن کر آیا ہوں امیر بن کر نہیں آیا ہوں۔ آپ کے تشریف لاتے ہی امارت ختم ہو جائے گی۔ نیز کعب احبار نے کہا دجال مومنوں کا بیت المقدس محاصرہ کئے ہوگا لوگوں کو سخت بھوک پیاس لگے گی حتیٰ کہ وہ اپنی کمانوں کی رسیاں کھانے لگیں گے وہ اسی حال میں ہوں گے کہ وہ صبح کے اندھیرے میں ایک بلند آواز سنیں گے اور وہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے نماز قائم ہوگی مسلمانوں کا امام متاخر ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آپ آگے امامت کے لئے مصلی پر تشریف لائیے! چنانچہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔ پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام ہی امام ہوں گے اور وہ شخص حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔ ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ آپ اذان و اقامت کے درمیان نزول فرمائیں گے اور ابن عمر کی مرفوع روایت میں ہے کہ مسلمان بیت المقدس میں محصور ہوں گے۔ اس وقت عورتیں ایک لاکھ ہوں گی اور بائیس ہزار مجاہد مرد ہوں گے۔ اچانک ان کو بادل ڈھانپ لے گا۔ صبح کے وقت بادل کھلے گا تو عیسیٰ علیہ السلام ان میں موجود ہوں گے۔ مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد زمین میں عیسیٰ علیہ السلام کی

مدت اقامت سات سال ہوگی۔ ابو نعیم نے کتاب الفتن میں ابن عباس سے روائت کی کہ اس وقت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور انیس سال زمین میں اقامت فرمائیں گے۔ اسی اسناد سے انھوں نے ابو ہریرہ سے روائت کی کہ آپ زمین میں چالیس سال اقامت کریں گے۔ احمد اور ابو داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ عبد الرحمٰن بن آدم کے طریق سے ابو ہریرہ سے اس طرح مرفوع روائت کی ہے۔ کعب سے روائت ہے کہ آپ لوگوں میں چوبیس سال اقامت کریں گے ان میں سے دس سال لوگوں کو جنّت میں درجات کی تفصلات بیان کریں گے۔ ابن عباس سے روائت ہے کہ آپ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی اور انیس سال اقامت کریں گے۔ یزید بن ابی حبیب سے روائت ہے کہ آپ قبیلہ ازد کی عورت سے نکاح کریں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ خدا نہیں ہیں۔ ایک روائت کے مطابق آپ شادی کریں گے۔ آپ کی اولاد بھی ہوگی اور پینتالیس سال اقامت کریں گے پھر فوت ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں مدفون ہوں گے۔ عبد اللہ بن عمر کی حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین میں صرف سات برس ٹھہریں گے۔ آپ کے دو صاجزادے محمد اور موسیٰ ہوں گے۔ آپ کے زمانہ میں کوئی امام، قاضی اور مفتی نہ ہوگا اللہ تعالیٰ علم کو قبض کرے گا اور لوگ علم سے خالی ہوں گے جب آپ نازل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس شریعت کا علم عطا کرے گا تاکہ لوگوں میں فیصلے کریں اور سب مومن جمع ہو کر آپ کو حاکم تسلیم کریں گے جبکہ ان کے سوا کوئی اس کے لائق نہ ہوگا (عینی باختصار)

قولہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ،، علامہ قسطانی نے ذکر کیا مسلم کی روائت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں تو آپ اس امت کے احترام و اعزاز کے طور پر فرمائیں گے تم میں سے ہی بعض امام ہوں گے۔ ابن جوزی نے کہا اگر عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت امامت آگے ہوں تو دلوں میں ان خطرات کو راہ ملے گی کہ آپ متشرع نبی ہیں اس لئے وہ مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھیں گے۔ تاکہ شبہ کے غبار سے "لَا نَبِيَّ بَعْدِي" ،، کا روئے مبارک غبار آلود نہ ہو۔ طیبی نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری امامت اس حال میں کریں گے کہ آپ تمہارے دین پہ ہوں گے!

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھنا حالانکہ وہ آخر زمانہ ہوگا اور قیامت قریب ہوگی اس میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ کی زمین حجت قائم کرنے والے سے خالی نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ارشادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَالَ اَللّٰهُ اَللّٰهُ" ،، واللہ و رسولہ اعلم!

عقیل بن خالد اور عبد الرحمٰن بن عمرو اوزاعی دونوں نے ابن شہاب سے یہ حدیث روائت کرنے میں یونس کی متابعت کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ

۳۲۲۹ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ اَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ اِذَا خَرَجَ مَاءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ اَنَّهَا النَّارُ فَمَآءٌ بَارِدٌ وَاَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ اَنَّهٗ مَآءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يَرٰى اَنَّهَا نَارٌ فَاِنَّهٗ عَذْبٌ بَارِدٌ قَالَ حُذَيْفَةُ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنی اسرائیل کے واقعات کا ذکر

۳۲۲۹ ترجمہ : ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عقبہ بن عمرو نے حذیفہ سے کہا آپ ہم سے وہ حدیث کیوں نہیں بیان کرتے جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ حذیفہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ دجال جب خروج کرے گا اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی جس کو لوگ آگ گمان کریں گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جس کو ٹھنڈا پانی خیال کریں گے وہ جلا دینے والی آگ ہوگی

فَقِيْلَ لَهٗ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ قِيْلَ لَهٗ اُنْظُرْ قَالَ مَا
اَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَاُجَازِيْهِمْ فَاُنْظِرُ
الْمُوْسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ
اِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيٰوةِ وَصّٰى اَهْلَهٗ اِذَا اَنَا
مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا وَّاَوْقِدُوْا فِيْهِ نَارًا حَتّٰى اِذَا اَكَلَتْ
لَحْمِيْ وَخَلَصَتْ اِلٰى عَظْمِيْ فَامْتُحِشَتْ فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا ثُمَّ
اُنْظُرُوْا يَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوْهُ فِي الْيَمِّ فَفَعَلُوْا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالَ
لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ عُقْبَةُ
ابْنُ عَمْرٍو وَاَنَا سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَكَانَ نَبَّاشًا

تم میں سے جو کوئی اسے پائے تو وہ اس میں واقع ہو جس کو وہ یہ دیکھے کہ یہ آگ ہے۔ کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا حذیفہ نے کہا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا۔ اس کے پاس فرشتہ آیا تاکہ اس کی روح قبض کرے اس شخص سے کہا گیا کیا تو نے کوئی اچھا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا پھر اس سے کہا ذرا نظر تو ڈال اس نے کہا میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں کہ میں دنیا میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا اور ان سے قرض طلب کرتا تو مال دار کو میں مہلت دیتا اور غریب سے درگزر کر دیتا تھا اس کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کی موت قریب آئی اور جب وہ زندگی سے ناامید ہوگیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کر کے ان میں آگ لگا دو حتیٰ کہ جب آگ میرے گوشت کو جلا کر میری ہڈیاں تک پہنچے اور وہ جل جائیں تو ان کو پکڑ کر پیس لو پھر جس دن تیز ہوا ہو اس کو (راکھ) دریا میں ڈال دو انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس راکھ کے ذرات کو جمع کر کے فرمایا تو نے یہ کیوں کیا اس نے کہا تجھ سے ڈرتے ہوئے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ عقبہ بن عمرو نے کہا میں نے حذیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ شخص کفن چور تھا۔

۳۲۲۹ ـــ **شرح**: یہ حدیث تین احادیث پر مشتمل ہے۔ پہلی حدیث دجال سے متعلق

۳۲۳۰ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَعْمَرٌ وَیُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبَّاسٍ وَعَائِشَۃَ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَفِقَ یَطْرَحُ خَمِیْصَۃً لَّہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ فَاِذَا اغْتَمَّ کَشَفَھَا عَنْ وَجْھِہٖ فَقَالَ وَھُوَ کَذٰلِکَ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ یُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا

ہے دوسری حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور مطالبہ کے وقت مالدار سے تاخیر کرتا اور تنگ دست سے درگزر کر دیتا تھا اس کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا تیسری حدیث کفن چور کے متعلق ہے۔ دوسری کو قال حذیفہ سے شروع کیا اور تیسری حدیث کو "فقال وَسَمِعْتُہٗ" سے شروع کیا۔ قولہ اِمْتَحَشْتُ "محش کا معنی چمڑے کو جلا کر ہڈیوں کو ظاہر کر دینا ہے۔ "یَوْمًا حَارًّا" یعنی وہ دن جس میں سخت ہوا چل رہی ہو۔ قولہ قال عقبہ بن عمرو" بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابو مسعود نے صرف آخری حدیث سنی ہے لیکن عبد الملک سے شعبہ کی روایت ہے کہ انھوں نے تینوں حدیثیں سنی ہیں۔ اس باب کے آخر میں اس کی وضاحت ہوگی۔

قولہ وَکَانَ نَبَّاشًا" بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابومسعود نے اضافہ کیا ہے لیکن ابن حبان نے ربعی اور حذیفہ کے طریق سے بیان کیا کہ فرمایا تُوُفِّیَ رَجُلٌ کَانَ نَبَّاشًا یعنی ایک شخص مرگیا جو کفن چور تھا اس نے اپنے لڑکے سے کہا میرے مرنے کے بعد جلا دینا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وَکَانَ نَبَّاشًا حذیفہ اور ابو مسعود دونوں سے مروی ہے۔ طبرانی کی روایت میں یہ لفظ ہے "بَیْنَمَا حُذَیْفَۃُ وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ جَالِسَیْنِ الخ یعنی ایک دفعہ حذیفہ اور ابومسعود دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک نے دوسرے سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص قبور میں مردوں کے کفن چوری کرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ روایت دونوں سے مروی ہے۔

۳۲۳۰ ترجمہ: عُبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے چہرۂ انور پر کمبل ڈالا جب گھبراہٹ محسوس ہوئی تو اس کو چہرۂ انور سے ہٹا

۳۲۳۱ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِيْنَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ

دیا اور فرمایا جبکہ آپ اسی حال میں تھے۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے اُنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا آپ ان کے اس فعل سے بچانا چاہتے تھے۔ (حدیث ع۴۲۷ کی شرح دیکھیں)

۳۲۳۱ ـــ ترجمہ : فرات قزّاز نے کہا میں نے ابوحازم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بنی اسرائیل کے امور کا انتظام انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کے بعد آتا اور واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ عنقریب خلفاء بہت ہوں گے۔ لوگوں نے کہا آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا پہلے کی بیعت پوری کرو پھر اس کے بعد والے کی اور ان کے حقوق پورے کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں جن پر حکمران بنایا ہے۔ ان کے متعلق وہ اُن سے پوچھے گا۔

۳۲۳۱ ـــ شرح : سیاست کے معنی کسی شئ کی اصلاح کرنے کے ہیں۔ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام بنی اسرائیل کے امور کی اصلاح کرتے تھے کیونکہ جب وہ فتنہ و فساد کرتے تو اللہ تعالیٰ ان سے فساد زائل کرنے کے لئے نبی بھیجتا تھا وہ ان کے امور درست کرتے تھے اور جس قدر اُنھوں نے تورات کی تحریف و تغییر کی ہوتی تھی اس کو درست کرتے تھے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو پہلے نبیوں سا کام کرے البتہ میرے بعد خلفاء بکثرت ہوں گے۔ تم ان کی اطاعت کرو جب ایک خلیفہ کی بیعت کرلو تو وہی بیعت صحیح ہوگی۔ اگر کوئی دوسرا خلیفہ بن بیٹھے تو اس کی گردن اُڑا دو۔ پہلے خلیفہ کی ہی بیعت صحیح ہوگی۔ اس کے ساتھ وفاء کرو دوسرے کی بیعت باطل ہے اس کے ساتھ وفا نہ کرو۔

٣٢٣٢ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ

٣٢٣٣ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ —

٣٢٣٢ — ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں کی بالشت بالشت اور [illegible]
سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم وہی راہ اختیار کرو گے۔ ہم نے عرض کیا [illegible]
نے فرمایا تو اور کون ؟

٣٢٣٢ — شرح : یعنی تم یہود و نصاریٰ کی [illegible]
وہ کریں گے وہی [illegible]
گوہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ ایک تو وہ ذلیل ترین ہے دوسرے [illegible]
وہ انکی پیروی کریں گے اور انکی اتباع اختیار کریں گے [illegible]
انکی ضرور موافقت کریں گے۔ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
کے لباس، اخلاق عادات اور دیگر ان کے اعمال [illegible]
اسی طرح [illegible] اختیار کیا جاتا ہے۔ [illegible]

٣٢٣٣ — ترجمہ : [illegible]
[illegible]

۳۲۲۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ تَكْرَهُ اَنْ يَّجْعَلَ يَدَهٗ فِیْ خَاصِرَتِهٖ وَتَقُوْلُ اِنَّ الْيَهُوْدَ تَفْعَلُهٗ تَابَعَهٗ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ

۳۲۲۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ

بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان دو دو بار اور اقامت ایک ایک بار کہیں (حدیث ۵۸۲، ۵۹۳ کی شرح دیکھیں)

۳۲۲۴ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنا ہاتھ کوکھ پر رکھنا مکروہ جانتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ یہودی کرتے ہیں۔ شعبہ نے اعمش سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی۔

۳۲۲۴ — شرح: یعنی نمازی حالتِ نماز میں اپنے ہاتھ کوکھ پر نہ رکھے۔ حدیث میں اگرچہ مطلقاً کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ فرمایا گیا ہے لیکن یہ نماز کی حالت سے مقید ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابونعیم نے احمد بن فرات کے طریق سے بخاری کے شیخ محمد بن یوسف سے روایت کی ہے۔ اس میں یہ لفظ ہے "ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے نماز کی حالت میں اختصار (کوکھ پر ہاتھ رکھنا) کو مکروہ سمجھا اور فرمایا اس طرح یہودی کرتے ہیں۔ اسماعیلی نے یزید بن ہارون کے طریق سے سفیان ثوری سے اسی اسناد کے ساتھ روایت کی کہ نماز میں ہاتھ کوکھ پر رکھنے کو مکروہ سمجھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس طرح جابر لوگ کرتے ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دوزخی اس طرح آرام کریں گے نیز اس طرح وہ شخص کرتا ہے جس کو مصیبت نے نڈھال کر دیا ہو۔ جب شیطان کو زمین پر اُتارا گیا تو وہ اس حال میں اترا تھا (عینی باختصار)

إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالَ أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِينَ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ أَلَا لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ وَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّهُ فَضْلِي أُعْطِيهِ مَنْ شِئْتُ

۳۲۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا

۳۲۳۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا زمانہ پہلی امتوں کے زمانہ کی نسبت ایسا ہے جیسے نماز عصر اور سورج کے غروب ہونے کے درمیان وقت ہے۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے ۔ جس نے چند لوگوں کو کرایہ پر لیا اور کہا تم میں سے کون ہے جو آدھا دن ایک ایک قیراط پر کام کرے تو یہود نے ایک ایک قیراط پر آدھا دن کام کیا پھر اُس نے کہا کون ہے جو آدھے دن سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کرے تو نصاریٰ نے آدھے دن سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اُس نے کہا کون ہے جو عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرے۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو جو عصر کی نماز سے سُورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرتے ہو۔ تمہارے لئے دوگنا اجر ہے۔ یہود و نصاریٰ غصہ سے بھر گئے اور کہنے لگے ہم نے کام زیادہ کیا اور اجر کم ملا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے ؟ اُنھوں نے کہا نہیں اللہ نے فرمایا میرا اپنا فضل ہے جسے چاہوں عطاء کروں ۔ (حدیث ۵۲۴ ، ۵۲۵ کی شرح دیکھیں)

۳۲۳۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہا کو

اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا

٣٢٣٧ — حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو ہلاک کرے کیا اس کو معلوم نہیں ہُوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پہ لعنت کرے کہ ان پہ چربی حرام کی گئی تو اُنھوں نے اس کو پگھلایا اور بیچا۔ جابر بن عبداللہ اور ابوہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت میں ابن عباس کی متابعت کی۔
(حدیث ع ٢٠٨٤ ، ع ٢٠٨٥ کی شرح دیکھیں)

٣٢٣٧ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کلام لوگوں تک پہنچادو اگرچہ وہ ایک آئت ہی ہو۔ بنی اسرائیل کے واقعات بیان کرو اس میں حرج نہیں اور جس نے مجھ پہ قصدًا جھوٹ بولا وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔

٣٢٣٧ — شرح : یعنی میرے کلام کی ظاہری علامت اگرچہ فعل یا اشارہ ہو لوگوں تک پہنچادو۔ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "حدیث" کو ذکر نہیں فرمایا کیونکہ قرآن کی آیات کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ اُٹھایا ہے۔ اس کے باوجود آیات کی تبلیغ واجب ہے تو حدیث کی تبلیغ بطریق اولیٰ واجب ہے۔ ایک آئت کا ذکر اس لئے کیا کہ سامع کے پاس قرآن کا جو بھی حصہ ہو وہ لوگوں تک پہنچانے میں سُستی نہ کرے اگرچہ وہ اقل قلیل ہو۔
قولہ حَدِّثُوْا عَنِّیْ ، یعنی بنی اسرائیل کے عجیب وغریب واقعات بیان کرنے میں حرج نہیں لیکن ان کے واقعات بیان کرنا مباح ہے واجب نہیں اور نہ ہی اُن پہ افتراء جائز ہے۔ اور رسول سے ثقہ اسناد کے بغیر ابلاغ جائز نہیں۔ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ ان پہ جھوٹ بولنا مباح ہے بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ جب ان کی کوئی بات ذکر نہ کی ہو تو حرج نہیں کیونکہ اُن کی شریعت ہم پہ لازم نہیں اور جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی روائت کرنی ہو تو ضروری ہے کہ ثقہ راوی سے روائت کی جائے تاکہ جناب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ جھوٹ نہ بولا جائے (حدیث ع ١٠٥ کی شرح دیکھیں)

۳۲۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ

۳۲۳۸ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ مہندی نہیں لگاتے تم اُن کی مخالفت کرو!

۳۲۳۸ — شرح : بالوں کو مہندی لگانا مستحب ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بالوں کی سپیدی زائل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تعارض نہیں کیونکہ رنگ یا مہندی سے سپیدی کا ازالہ نہیں ہوتا بلکہ سفیدی ڈھانپی جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا "ازالہ" سے مراد سفید بالوں کو اکھاڑنا ہے۔ بالوں کو سیاہ کرنا ممنوع ہے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بالوں کو رنگ کرو اور سیاہ کرنے سے بچو! ابوداؤد نے ابن عباس سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ آخر زمانہ میں لوگ بالوں کو ایسا رنگ کریں گے جیسے کبوتر کی گردن کے ہوتے ہیں وہ لوگ جنّت کی ہوا نہ پائیں گے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی ذکر کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ حدیث تو بہرکیف صحیح ہے لیکن اس کے مرفوع یا موقوف ہونے میں کلام ہے۔ اگر حدیث موقوف بھی ہو تو اس طرح کا حکم عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا اور وہ حدیث رفع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اسی لئے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار کیا ہے کہ سیاہ رنگ کرنا تحریمًا مکروہ ہے۔ حلیمی نے کہا یہ کراہت صرف مردوں کے لئے ہے عورتیں اپنے شوہروں کے لئے خوبصورتی بنانے کے لئے لگا سکتی ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سفید بال مہندی اور وسمہ سے رنگ کرنے میں وسعت ہے۔ سیاہ رنگ مجھے پسند نہیں اور جہاد میں بالاتفاق سیاہ رنگ کرنا جائز ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ کرنے میں مختلف اقوال ہیں۔ مؤطا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کرتے دیکھا ہے۔ میں بھی یہ پسند کرتا ہوں۔ بعض علماء نے کہا عبداللہ بن عمر زرد رنگ کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا عبداللہ بن عمر کی حدیث میں زردی سے مراد کپڑوں کو زرد رنگ کرنا ہے۔ چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ایک بار زرد رنگ کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علی المرتضیٰ، ابی

۳۲۲۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ وَمَا نَسِيْنَا مُنْذُ حَدَّثَنَا وَمَا نَخْشٰى اَنْ يَّكُوْنَ جُنْدَبٌ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهٗ فَمَا رَقَاَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بَادَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ حَدِيْثُ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰى

بن کعب، ابن مسیب، سائب بن یزید اور ابن شہاب نے کبھی بالوں کو رنگ نہیں کیا تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ نہیں کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بالوں کو رنگ کرتے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنگ کرتے تو میں ہی رنگ کرتی۔ امام مالک نے کہا کالے رنگ سے بال رنگنے کے متعلق میں نے کوئی روایت نہیں سُنی۔ مہندی اور وسمہ سے رنگنا مجھے پسند ہے۔ بس یہی، کافی ہے (عینی) واللہ ورسولہ اعلم!

۳۲۲۹ — ترجمہ : حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم سے جُندب نے اس مسجد میں بیان کیا اور جب سے اُنھوں نے بیان کیا ہم نہ بھولے نہیں ہیں اور اس کا ہمیں ڈر نہیں کہ جندب نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہو۔ اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کو بہت زخم آئے اور وہ گھبرا گیا تو اُس نے چھری لی اور اس کے ساتھ اپنا ہاتھ کاٹ دیا اس کا خون بند نہ ہُوا حتیٰ کہ وہ مرگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے اپنی جان میں مجھ سے جلدی کی ہے۔ میں نے اس پر جنت حرام کردی ہے!

۳۲۲۹ — شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت "مِنْ قَبْلِكُمْ" میں ہے۔ یہ بنی اسرائیل کو بھی شامل ہے۔ مسجد سے مراد بصرہ کی مسجد ہے۔ قولہ "مَا نَخْشٰی" اس میں یہ اشارہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل تھے اور جھوٹ سے محفوظ تھے۔ وہ خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی بات نسبت نہ کرتے تھے۔ حدیث میں مذکور شخص

۳۲۴۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ثَلَاثَةً فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَبْرَصَ وَ اَقْرَعَ وَ اَعْمٰی بَدَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَکًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ فَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ وَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ فَقَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ

کے متعلق فرمایا کہ اس پر جنت حرام کر دی تغلیظ اور زجر پر محمول ہے۔ یا اُس نے خودکشی کو جائز سمجھا تھا۔ یہ کفر ہے کافر پر جنت حرام ہے یا اس پر خاص جنت حرام کر دی اور وہ جنت الفردوس ہے (عینی وکرمانی)

بنی اسرائیل کے کوڑھے، اندھے اور گنجے کے متعلق حدیث

۳۲۴۰ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ

الْبَقَرُ هُوَ شَكَّ فِي ذٰلِكَ اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِالْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِبِلُ
وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا قَالَ وَ
اَتَى الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ هٰذَا
عَنِّيْ قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَاُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا
قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَاَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ
يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا وَاَتَى الْاَعْمٰى فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ يَرُدُّ اللّٰهُ
اِلَيَّ بَصَرِيْ فَاُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَاَيُّ
الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَاَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا فَاُنْتِجَ هٰذَانِ وَ
وَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنْ بَقَرٍ وَلِهٰذَا وَادٍ
مِّنْ غَنَمٍ ثُمَّ اَنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بنی اسرائیل کے تین اشخاص کوڑھے، اندھے، اور گنجے کی اللہ تعالیٰ نے آزمائش
کرنا چاہی تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا وہ کوڑھے کے پاس آیا اور کہا تجھے کونسی چیز پسند ہے اُس نے کہا
رنگ اچھا اور جلد اچھی لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا تو اس کا کوڑھ جاتا رہا
اور اچھی رنگت اور خوبصورت جلد اس کو دی گئی۔ پھر اسے کہا کونسا مال تجھے پسند ہے۔ اس نے اونٹ
یا گائے کہا۔ راوی نے اس میں شک کیا کہ کوڑھے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہے اور دوسرے نے گائے
بیل، تو اس کو دس ماہ کی گابھن اونٹنی دی گئی۔ اور فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت کرے پھر وہ
گنجے کے پاس گیا اور کہا تجھے کونسی شئ پسند ہے اس نے کہا بال اچھے ہوں اور یہ گنج مجھ سے جاتا رہے لوگ مجھ سے
نفرت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا تو اس کا گنج جاتا رہا اور اس کو خوبصورت بال دیئے گئے۔ پھر
کہا کونسا مال تجھے پسند ہے۔ اس نے کہا گائے مجھے پسند ہے اُس نے اس کو گابھن گائے دے دی اور کہا اللہ تعالیٰ
تیرے لئے اس میں برکت کرے۔ پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور کہا تجھے کونسی شئ پسند ہے اُس نے کہا اللہ تعالیٰ
میری بینائی واپس کر دے تو میں لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتے نے اُس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے
اُس کی بینائی اسے واپس کر دی۔ فرشتہ نے کہا تجھے کونسا مال پسند ہے۔ اُس نے کہا بکری۔ اس کو حاملہ بکری دیدی

تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللهِ ثُمَّ بِكَ
اَسْئَلُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا
اَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ الْحُقُوْقَ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ لَهٗ كَاَنِّيْ
اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللهُ تَعَالٰى
فَقَالَ لَقَدْ وَرِثْتُ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللهُ
اِلٰى مَاكُنْتَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَاقَالَ
لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَارَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ
اللهُ اِلٰى مَاكُنْتَ وَاَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ السَّبِيْلِ
وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللهِ ثُمَّ بِكَ

اُن دونوں نے بچے دیئے اور اس نے بھی بچہ دیا تو اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اس کی گائے سے جنگل بھر گیا اور اس کی بکریوں سے جنگل بھر گیا پھر فرشتہ کوڑھے کے پاس اسی شکل وصورت میں آیا اور کہنے لگا میں مسکین مرد ہوں میرے سفر کا سارا سامان ختم ہو گیا ہے۔ آج اللہ کے بغیر پھر تیرے بغیر پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں میں تجھ سے اللہ کے ذریعے جس نے تجھے اچھی رنگت اور اچھی جلد اور مال عطا فرمایا ہے۔ تجھ سے اونٹ مانگتا ہوں تاکہ میں اس پر سوار ہو کر سفر طے کر لوں۔ گنجے نے کہا حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے اسے کہا غالباً میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو گنجہ نہ تھا؟ تجھ سے لوگ نفرت کرتے تھے کیا تو فقیر نہ تھا؟ اللہ نے تجھے مال دیا اُس نے کہا میں آباؤ اجداد سے وارث ہوں ذرا خیال کہ ان میں سے ہر ایک بڑا بڑے کا وارث ہوتا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے وہی کر دے جو تو تھا پھر وہ گنجے کے پاس اسی شکل وصورت میں آیا اور اسے وہی کہا جو پہلے سے کہا تھا اُس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے جواب دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے وہی کر دے جو تو تھا پھر وہ نابینا کے پاس اسی صورت میں آیا اور کہا مسکین مرد اور مسافر ہوں میرے سفر کا سامان ختم ہو گیا ہے۔ آج اللہ کے بغیر پھر تیرے بغیر کفائت نہیں ہے۔ میں تجھ سے اس ذات کے ذریعہ سے سوال کرتا ہوں جس نے تیری بینائی واپس کی ہے اور تجھے بکری دی ہے۔ میں اپنے سفر میں کفائت چاہتا ہوں۔ اور گھر پہنچنا چاہتا ہوں۔ نابینا نے کہا میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے میری بینائی

أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي وَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللهُ بَصَرِي وَفَقِيرًا فَأَغْنَانِي اللهُ فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَاللهِ لَا أَحْمَدُكَ الْيَوْمَ لِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ الْكِتَابُ الْمَرْقُومُ مَكْتُوبٌ مِنَ الرَّقْمِ رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا شَطَطًا إِفْرَاطًا

واپس کی اور میں فقیر تھا۔ اللہ نے مجھے غنی کیا جو چاہو لے جاؤ! بخدا! آج تو نے اللہ کے لئے جو شئ لے لی میں تجھے منع نہیں کروں گا۔ فرشتے نے کہا تم اپنا مال اپنے پاس روکو! تمہارا امتحان لیا گیا بے شک اللہ تجھ سے راضی ہے اور تیرے دونوں ساتھیوں پر ناراض ہے۔

۳۲۴۰ — شرح: یعنی ان اشخاص کو اللہ تعالیٰ ازل میں ہی جانتا تھا۔ اب اس کے اظہار کا ارادہ کیا یہ مقصد نہیں کہ اب اس کے لئے ان کا حال ظاہر ہُوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ محال ہے اس پر کوئی شئ مخفی نہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشخاص کے ابتلاء کا فیصلہ کیا کیونکہ شئ پر قضاء مقدم ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے "اَرَادَ اللهُ اَنْ يَبْتَلِيَهُمْ"، یعنی اللہ نے ان کے امتحان کا ارادہ کیا۔ قولہ قَذَرَنِي "یعنی لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ ایک روایت میں "قَذِرَنِي النَّاسُ" اور یہ "اَكَلُونِي الْبَرَاغِيثُ" کی طرح ہے یعنی اَكَلُوْا کا فاعل ضمیر جمع ہے اور "براغیث" ضمیر سے بدل ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ "وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ" الذین ضمیر مرفوع متصل سے بدل واقع ہے۔ قولہ فَمَسَحَهُ "یعنی فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیر دیا"، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے بندے کے ہاتھ میں اثر رکھا ہے اور اس سے لوگ شفا پاتے ہیں "رقیہ" کے باب میں اس کی پوری وضاحت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کیا تمہیں معلوم ہُوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے"

الوَصِيدُ الفِنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الوَصِيدُ البَابُ المُؤْصَدَةُ المُطْبَقَةُ اَصَدَ البَابَ وَاَوْصَدَ بَعَثْنَاهُمْ اَحْيَيْنَاهُمْ اَزْكىٰ اَكْثَرُ رَيْعًا فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلىٰ اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا رَجْمًا بِالغَيْبِ لَمْ يَسْتَبِنْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ

اس باب میں قرآن کریم میں سورۂ کہف کی بعض آیات کا ذکر ہے۔ صحیح خبر یہی ہے کہ اصحاب کہف نے جہاں پناہ لی تھی وہ روم کا علاقہ ہے۔ ان کے شہر کا نام "افسوس" اور بادشاہ کا نام "دقیانوس" تھا۔ وہ قسطنطنیہ سے تقریباً چالیس کلومیٹر دُور ہے۔ اصحابِ کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حج کریں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کے مددگار ہوں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق اصحابِ کہف کے نام یہ ہیں۔ مکسلمینا، یملیخا، مرطونس بینونس، سارینونس، ذونواس، کشفیط طنونس" اور ان کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ ان ناموں کی خاصیت یہ ہے کہ لکھ کر جس گھر کے دروازے پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے۔ سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں جاتا۔ کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں ہوتا۔ بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس آجاتا ہے۔ کہیں آگ لگی ہو یہ اسماء کپڑے پر لکھ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ جاتی ہے۔ بچہ کے رونے، باری کے بخار، دردِ سر، ام الصبیان، خشکی و تری کے سفر میں جان و مال کی حفاظت، عقل کی تیزی، قیدیوں کی آزادی کے لئے یہ اسماء لکھ کر بطریقِ تعویذ بازو میں باندھے جائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رقیم اس وادی کا نام ہے جس میں کہف ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ رقیم تانبے کی تختی ہے جس میں اصحابِ کہف کے نام درج ہیں۔ وہ اپنی قوم سے نکل کر کسی طرف چلے گئے تھے۔

رَبَطْنَا عَلىٰ قُلُوْبِهِمْ ہم نے ان کو صبر کا الہام کیا۔ شَطَطًا" حد سے گزری ہوئی بات اَلْوَصِیْد صحن اس کی جمع "وَصَائِد اور وُصُد"، آتی ہے۔ دروازہ کو بھی وصید کہا جاتا ہے۔ مُؤْصَدَةٌ"، بھڑکتی رہی۔ یہ سورۂ کہف میں نہیں اس کو بالتبع ذکر کیا ہے۔ کیونکہ دونوں کا مشتق منہ وَاحِدٌ ہے۔ اَصَدَ البَابَ"، دروازہ کو بند کر دیا۔ بَعَثْنَاهُمْ" ہم نے ان کو زندہ کیا۔ اَزْکیٰ"، ستھرا طعام فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلىٰ آذَانِهِمْ"، وہ سو گئے رَجْمًا بِالْغَيْبِ"، غیر واضح۔ مجاہد نے کہا "تَقْرِضُهُمْ"، ان سے کترا جاتا ہے۔ یعنی سورج اصحابِ کہف سے ایک طرف نکل جاتا ہے اور ان کو چھوڑ دیتا ہے اور ان پر تھوڑی سی شعاع پڑتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلىٰ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ"

اَلْجُزْءُ الرَّابِعُ عَشَرَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ حَدِيْثِ الْغَارِ

۳۲۴۱ — حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُوْنَ اِذَا اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَاَوَوْا اِلٰى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ

چودھواں پارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب حدیثِ غار

۳۲۴۱ — ترجمہ: نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک دفعہ تم سے پہلی امت کے تین شخص چل رہے تھے کہ اچانک ان پر بارش آگئی وہ ایک غار میں داخل ہوگئے تو ان پر غار کا منہ بند ہوگیا۔ انھوں نے ایک

لِبَعْضٍ اِنَّهٗ وَاللّٰهِ یَا هٰٓؤُلَاۤءِ لَا یُنَجِّیْكُمْ اِلَّا الصِّدْقُ فَلْیَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ بِمَا یَعْلَمُ اَنَّهٗ قَدْ صَدَقَ فِیْهِ فَقَالَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِیْ اَجِیْرٌ عَمِلَ لِیْ عَلٰی فَرَقٍ مِّنْ اُرُزٍ فَذَهَبَ وَتَرَكَهٗ وَاِنِّیْ كُنْتُ عَمَدْتُ اِلٰی ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهٗ فَصَارَ مِنْ اَمْرِهٖ اَنِّی اشْتَرَیْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَاَنَّهٗ اَتَانِیْ یَطْلُبُ اَجْرَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اعْمَدْ اِلٰی تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا فَقَالَ لِیْ اِنَّمَا لِیْ عِنْدَكَ فَرَقٌ مِّنْ اُرُزٍّ فَقُلْتُ لَهٗ اعْمَدْ اِلٰی تِلْكَ الْبَقَرِ فَاِنَّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَسَاقَهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْیَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاخَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ فَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَیْخَانِ كَبِیْرَانِ وَكُنْتُ اٰتِیْهِمَا كُلَّ لَیْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِّیْ فَاَبْطَأْتُ عَنْهُمَا لَیْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَاَهْلِیْ وَعِیَالِیْ یَتَضَاغَوْنَ

دوسرے سے کہا خدا کی قسم اے ساتھیو! تمہیں سچائی کے سوا کوئی شئی نجات نہیں دلاسکتی۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اس شئی کے وسیلہ سے دعاء کرے جسے وہ جانتا ہو اور وہ اس کے بیان کرنے میں سچا ہو چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا ایک مزدور تھا جس نے ایک فرق چاول کے عوض میرا کام کیا وہ چلا گیا اور اُجرت چھوڑ گیا میں نے اس فرق کو لے کر زراعت کی تو میں نے اس سے ایک گائے خرید کی

وہ میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری طلب کی تو میں نے کہا وہ گائے ہانک کر لے جاؤ اُس نے کہا تمہارے پاس میری اُجرت صرف ایک فرق چاول ہیں میں نے اسے کہا وہ گائے ہانک لے جاؤ وہ اسی فرق سے خریدی ہے۔

وہ گائے ہانک لے گیا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیرے ڈر سے کیا تھا تو ہم

مِنَ الْجُوْعِ وَكُنْتُ لَا اَسْقِيْهِمْ حَتّٰى يَشْرَبَ اَبَوَايَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ اَنْ اَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا فَلَمْ اَزَلْ اَنْتَظِرُ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاخَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتّٰى نَظَرُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنِّيْ رَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَاَبَتْ اِلَّا اَنْ اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَطَلَبْتُهَا حَتّٰى قَدَرْتُ فَاَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا اِلَيْهَا فَاَمْكَنَتْنِيْ مِنْ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمِائَةَ الدِّيْنَارَ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا

سے یہ پتھر ہٹا دے چنانچہ پتھر کچھ ہٹ گیا پھر دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں ہر رات ان کے لئے بکریوں کا دودھ لے جاتا تھا۔ ایک رات دیر ہو گئی میں آیا تو وہ سو رہے تھے اور میری بیوی اور بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے میں ان کو دودھ نہ پلاتا تھا حتیٰ کہ میرے ماں باپ دودھ پی لیں لیکن ان کو بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی اچھا نہ سمجھا کہ انہیں چھوڑ دوں کہ وہ اس کے نہ پینے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں اس لئے میں انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیرے ڈر سے کیا ہے تو ہم سے پتھر ہٹا دے چنانچہ ان سے پتھر کچھ ہٹ گیا اور اُنھوں نے آسمان دیکھ لیا پھر تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی بیٹی مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی میں نے اس کا دل لبھایا اس نے انکار کر دیا مگر یہ کہ میں اسے سو دینار دوں میں نے دینار تلاش کئے اور وہ مجھے مل گئے میں وہ لے کر اس کے پاس آیا اور اس کے حوالہ کئے تو اس نے مجھے اپنے نفس پر قادر کر دیا جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر اور مُہر کو ناحق نہ توڑ تو میں اُٹھ کھڑا ہُوا اور سو دینار بھی چھوڑ دیئے اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیرے خوف سے کیا تھا

توہم سے یہ پتھر ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پورا پتھر ہٹا دیا اور وہ باہر نکل آئے۔

۳۲۴۱

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان لوگوں کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو جانتا ہے۔ تو انھوں نے کیوں یہ کہا کہ اگر تو جانتا ہے جبکہ یہ شک کے الفاظ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام مقتضیٰ ظاہر کے خلاف ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ ان کو یہ علم نہ تھا کہ اللہ کے نزدیک ان کے اعمال معتبر ہیں اور وہ اس کا جزم نہ کرتے تھے۔ اس لئے انھوں نے کہا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ ہمارے اعمال تیرے حضور معتبر ہیں تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے ذکر ان،

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی اس سے پہلے ابرص، اقرع اور نابینا کی حدیث سے کیا مناسبت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں مذکور رقیم "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ" وہی غار ہے جس میں مذکور تین اشخاص نے پناہ لی تھی۔ بزار اور طبرانی نے حسن اسناد سے ذکر کیا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تین شخص چل رہے تھے اور وہ غار میں چلے گئے۔ ان پر غار کا دروازہ بند ہوگیا (عینی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دُعا کرنا، والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کی خدمت کرنا بیوی اور اولاد پر ان کو ترجیح دینا افضل عمل ہے۔ حرام کاموں سے بچنا خصوصاً جب ان پر قادر ہو اور کوئی مانع نہ ہوتے ہوئے بچنا بہترین عمل ہے اور امانت کا ادا کرنا افضل عمل ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہیں اور کسی اجنبی کی کوئی چیز اس کے کہنے کے بغیر بیچ دینا اور اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس کے بعد مالک اس کو جائز قرار دیدے اور پہلی امتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں۔ جب کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن سے منع نہ کرے کیونکہ مذکور حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مدح وثنا یہ واقعہ ذکر فرمایا اور مذکور نیک اعمال کرنے والوں کی مدح فرمائی اور اس امر کو ثابت رکھا۔ اگر یہ ہماری شریعت میں جائز نہ ہوتا تو اس کی وضاحت فرما دیتے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس شخص نے کسی کے مال میں جو اُس نے غصب کیا ہو یا اس کے پاس امانت پڑا ہو۔ تجارت کی تو اس کا نفع اس کے لئے جائز ہے۔ جبکہ اصل مال اس کے مالک کو واپس کر دے۔

امام مالک، سفیان ثوری اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن مستحب امر یہ ہے کہ اس سے بچے اور ایسے نفع کا صدقہ کر دے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے لئے نفع جائز نہیں اور اس کو صدقہ کر دینا ضروری ہے۔ امام محمد اور امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ نفع صاحبِ مال کا ہے اور اس میں جو کمی بیشی ہوئی ہو وہ اس کا ضامن ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ بنانا مستحب ہے جب نیک اعمال کو وسیلہ بنانا جائز ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہ اللہ تعالیٰ کو بطریق اولیٰ

باب ۳۲۴۲ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا امْرَاَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا اِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهٗ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتِ ابْنِيْ حَتّٰى يَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّدْيِ وَمُرَّ بِامْرَاَةٍ تُجَرَّرُ وَيُلْعَبُ بِهَا فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَ اَمَّا الرَّاكِبُ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَاَمَّا الْمَرْاَةُ فَاِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَهَا تَزْنِيْ وَتَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ لَهَا تَسْرِقُ وَتَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ

وسیلہ بنانا جائز ہے۔ قرآن کریم میں ہے " وَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِهٖ مِنْ قَبْلُ "، یعنی وہ لوگ اس سے پہلے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو لڑائیوں میں فتح حاصل کرنے کے لئے وسیلہ بنایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اے اللہ! نبی آخر الزمان کے وسیلہ سے ہمیں فتح و نصرت عطاء فرما! (تفاسیر) علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث کتاب البیوع میں مذکور ہے۔ وہاں مکی کا فرق مذکور ہے۔ چاول نہیں لیکن مکی اور چاول کے دانے مخلوط ہوں تو ادنیٰ مشابہت کے باعث ہر ایک کا دوسرے پر اطلاق جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب

۳۲۴۲ — ترجمہ : ابوالزناد نے بیان کیا کہ ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی کہ اس کے پاس سے ایک سوار گزرا جبکہ وہ عورت بچے کو دودھ پلا رہی تھی تو اُس نے کہا اے اللہ میرے بچہ کو فوت نہ کر حتیٰ کہ وہ اس شخص جیسا ہو جائے۔ (یہ سن کر) شیرخوار بچہ نے کہا اے اللہ! مجھے اُس جیسا نہ کرنا پھر

پھر وہ دودھ پینے لگا اور ایک عورت کو گھسیٹتا جا رہا تھا اور اس سے ہنسی کی جا رہی تھی تو اس عورت نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا تو بچہ نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر شیرخوار بچہ نے کہا سوار کافر تھا اور عورت کو لوگ کہہ رہے تھے تو نے زناء کیا ہے اور وہ کہتی تھی میرا اللہ مجھے کافی ہے لوگ کہتے تھے تو نے چوری کی ہے اور وہ کہتی تھی میرا اللہ مجھے کافی ہے۔

۳۲۴۲ — **شرح** : شیرخوارگی اور بچپن میں کئی بچوں نے کلام کیا ہے۔ اوّل حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت کی شہادت زلیخا کے ماموں کے لڑکے نے دی جو اس وقت گہوارہ میں تھا۔

دوّم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل ولادت میں یہ کلام فرمایا "اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا"

۳ : عیسیٰ علیہ السلام نے کلام فرمایا جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔

۴ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم بنت عمران علیہم السلام نے کلام کیا سورۂ مریم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۵ : حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بچپن میں کلام کیا۔

۶ : حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پیدا ہوئے تو اپنے دونوں قدموں پر کھڑے ہو کر فرمایا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ہَدَانَا لِہٰذَا"

۷ : حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ خطرات کے پیش نظر آپ کی ولادت کے وقت ایک غار میں تشریف لے گئیں اور وہاں ان کو جنم دیا جب واپس ہونے لگیں تو کہا ہائے نوح! اسی وقت حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے میری پیاری ماں فکر نہ کر جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہ میری حفاظت کرے گا۔

۸ : حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب آپ کو جنم دیا تو آپ نے دونوں قدموں پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے میری ماں! فرعون سے کوئی ڈر خطرہ محسوس نہ کرنا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۹ : جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے تو بحالت جنین فرمایا میں گم ہونے والا ہوں اور لمبا زمانہ اپنے والد سے غائب رہوں گا۔ آپ کی والدہ نے یہ سُن کر حضرت یعقوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا اس کو راز میں رہنے دو کسی سے یہ ذکر نہ کرنا

۱۰ : ایک بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا جب اُس نے چھینک لی تو بچے نے پیٹ میں چھینک کا جواب دیا۔ موجود لوگوں نے پیٹ میں سے آواز کو سنا

۱۱ : ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس کے پاس سے ایک عورت کو گھسیٹ کر لے جایا جا رہا تھا اور لوگ کہتے تھے تو نے زناء کیا ہے تو نے چوری کی ہے تو اس بچے نے اس عورت کی برأت کی شہادت دی۔

۳۲۴۳ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ فَنَزَعَتْ مُوقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهِ

۱۲ : اصحابِ خندق جن کو عذاب دیا جا رہا تھا ایک شیر خوار بچہ نے اپنی والدہ سے کہا ڈرمت کر تو حق پہ ہے۔

۱۳ : فرعون کی لڑکی کی نوکرانی جو اسے کنگھی کیا کرتی تھی جب وہ مسلمان ہو گئی اور فرعون کی بیٹی کو پتہ چلا تو اس نے فرعون کو بتایا کہ ہماری مشاطہ مسلمان ہو چکی ہے۔ فرعون نے تانبے کے برتن کو گرم کر کے اس میں مشاطہ اور اس کی اولاد کو ڈالنے کا حکم دیا تو بچے نے کہا اے میری ماں صبر کر یقیناً تو حق پہ ہے۔ حالانکہ بچہ شیر خوار تھا۔

۱۴ : بعض صحابہ نے بیان کیا میں مکہ مکرمہ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عجیب شئی دیکھنے میں آئی۔ ایک شخص نومولود بچہ کو کپڑے میں لپیٹ کر آپ کے پاس لایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ سے فرمایا میں کون ہوں؟ بچے نے فصیح زبان سے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت والا کرے۔ اس کے بعد اس بچہ نے کلام نہ کیا ہم اس کو "مبارک یمامہ" کہتے تھے۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

۱۵ : جُریج راہب کا واقعہ: فاحشہ عورت کے نومولود بچہ نے جُریج کی برأت کی شہادت دی۔ حدیث ع ۱۱۳۶، ع ۳۲۱۶ میں اس کی تفصیل ہے۔

۱۶ : شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ میں نے اپنی بیٹی زینب سے کہا جو شیر خوار تھی اور اس کی عمر تقریباً ایک برس تھی۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جمع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا اس پر غسل واجب ہے یا نہیں تو اس نے فوراً جواب دیا اس پر غسل واجب ہے۔ موجود لوگ یہ سُن کر حیران رہ گئے اس کے بعد میں اپنی بیٹی سے جُدا ہو کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور ایک سال غائب رہا۔ میں نے اس کی والدہ کو حج کرنے کی اجازت دی وہ آئی تو میں اس کی ملاقات کرنے نکلا میری بیٹی نے اونٹ کے اُوپر مجھے دیکھ لیا حالانکہ وہ شیر خوار تھی۔ ابھی اس کی والدہ نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ لڑکی نے کہا یہ میرا باپ ہے اور ہنس کر میری طرف مائل

۳۲۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ وَكَانَتْ فِيْ يَدِ حَرَسِيٍّ فَقَالَ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَآؤُهُمْ

ہونے لگی ۔ الحاصل شیرخوارگی، بچپن اور شکم مادر میں کئی بچوں نے کلام کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مریم کے پیٹ میں انجیل یاد کرلی تھی ۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی والدہ کے پیٹ میں آدھا قرآن یاد کرلیا تھا ۔ فَسُبْحَانَ مَنْ شَرَّفَ عِبَادَهٗ هٰكَذَا ‌» (ماخوذ از روح البیان)

۳۲۴۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ایک دفعہ ایک کتا ایک کنوئیں کے چاروں طرف گھوم رہا تھا قریب تھا کہ پیاس اس کو ہلاک کردے ۔ اچانک بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک فاحشہ عورت نے اس کو دیکھا تو اُس نے اپنا جُوتا اُتارا اور اس کو پانی پلایا تو اس کے سبب اس کو بخش دیا گیا

۳۲۴۳ — شرح : یہ حدیث کتاب المساقات میں گزری ہے ۔ وہاں یہ واقعہ مرد کے متعلق ہے ۔ ایسے ہی کتاب الطہارۃ میں یہ واقعہ مرد کے متعلق ہے بعض علماء نے کہا یہ متعدد واقعات ہیں ۔ ایک مرد کے متعلق ہے ۔ دوسرا عورت کے متعلق ہے ۔ حدیث ع ۲۲۰۸ اور حدیث ع ۱۷۲ کی شروح دیکھیں ۔

۳۲۴۴ — ترجمہ : حُمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اُنھوں نے امیر معاویہ بن ابوسفیان کو جس سال اُنھوں نے حج کیا یہ فرماتے ہوئے سُنا جبکہ اُنھوں نے بالوں کی ایک وِگ جو اُنھوں نے ایک سپاہی کے ہاتھوں سے لی تھی پکڑ کر کہا اے مدینہ منورہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں ۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع کرتے ہوئے سُنا ہے ۔ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب ان کو اپنا شعار بنایا تو وہ ہلاک ہوگئے ۔

۳۲۴۴ — شرح : حرسی کا معنی سپاہی ہے ۔ حراس طرف منسوب ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ قولہ اَیْنَ عُلَمَاؤُکُمْ ‌» اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے علماء ایسی بُری شی سے عورتوں کو منع کیوں نہیں

۳۲۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهٗ قَدْ كَانَ فِيْمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ وَاِنَّهٗ اِنْ كَانَ فِيْ اُمَّتِيْ هٰذِهٖ مِنْهُمْ فَاِنَّهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

۳۲۴۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الصِّدِّيْقِ النَّاجِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْاَلُ فَاَتٰى رَاهِبًا فَسَاَلَهٗ

نہیں کرتے اور وہ اس جیسے منکرات کو روکنے سے غافل کیوں ہیں؟ یہ مقصد نہیں کہ اس وقت علماء قلیل تعداد میں تھے جبکہ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وفات پاچکے تھے اور کم علم لوگ رہ گئے تھے جو ایسے امور کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اس لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے غفلت برتنے پر ان کو زجر و تہدید کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرات اور خلافِ شرع امور کے ازالہ کا حکام کو اہتمام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ امور لوگوں کی ہلاکت کا باعث ہیں۔ ایسے ہی عورتوں کا جاذب القلوب لباس پہن کر بازاروں کی زینت بننا غضبِ خدا کو دعوت دینا ہے (اعاذنا اللہ منہ)

۳۲۴۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی اُمتوں میں مُحَدَّث ہُوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں ایسا کوئی ہے تو یقیناً وہ عمر بن خطاب ہے۔

۳۲۴۵ — شرح: مُحَدَّث مفتوح الدال ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ مُحَدَّث وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اچھی شئی کا اِلقاء کرتا ہے۔ گویا کہ وہ جو گمان کرتا ہے درست ہوتا ہے اور اس کے دل میں کوئی بات آتی ہے تو نفس الامر کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ اولیاء اللہ کا بہت بڑا مقام ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں مُحَدَّث وہ ہے جس کی زبان پر حق جاری ہو۔ بعض کہتے ہیں جس سے فرشتے گفتگو کریں اس حدیث سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہوتی ہیں جو قیامت تک منقطع نہ ہوں گی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۲۴۶ — ترجمہ: ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل

فَقَالَ لَهُ هَلْ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ فَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهِ اَنْ تَبَاعَدِيْ وَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ

میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے انسان قتل کر دیئے تھے۔ پھر وہ اس کے متعلق دریافت کرنے نکلا تو ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا اور کہا کیا اس کی توبہ قبول ہے؟ راہب نے کہا نہیں۔ تو اُس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ دریافت کرنے نکلا تو ایک شخص نے اسے کہا فلاں فلاں گاؤں میں جاؤ۔ (وہ اس طرف جا رہا تھا) اس کو موت نے پالیا تو اُس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف مائل کر دیا (جدھر وہ توبہ کرنے جا رہا تھا) اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم تکرار ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو اشارہ کیا کہ تو اس کے قریب ہو جا اور اس بستی (جس سے نکلا تھا) کو حکم دیا کہ تو دُور ہو جا۔ اور فرمایا دونوں بستیوں کا درمیان پیمائش کرو تو وہ اس بستی کے ایک بالشت زیادہ قریب پایا گیا (جدھر وہ جا رہا تھا) اللہ نے اس کو بخش دیا۔

۳۲۴۶ — شرح: طبرانی کی روائت میں ہے اُس نے ظلماً ننانوے انسان قتل کئے تھے مسلم نے ہمام کے طریق سے قتادہ سے روائت کی کہ وہ روئے زمین پر بہت بڑے عالم کی جستجو میں نکلا تاکہ اس سے پوچھے کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک نصرانی راہب کے پاس گیا۔ راہب کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رفع کے بعد کا ہے کیونکہ رہبانیت کی ابتداء ان لوگوں سے ہوئی تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مُتبع تھے۔ اس حدیث میں اشکال ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں تو سارے نصوص کی مخالفت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا الاٰیۃ۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ توبہ قبول ہے تو نصوص شرع کی مخالفت ہوتی ہے۔ کیونکہ توبہ کے ساتھ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ بلکہ ان میں توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ حقوق العباد اُن لوگوں کے سپرد کئے جائیں جو اُن کے مستحق ہیں یا ان سے معاف کرا[illegible] جائیں اس [illegible] یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اس شخص سے راضی ہو گیا اور اس کی توبہ قبول کر لی تو وہ لوگ بھی راضی ہو جائیں گے جن کے حقوق اس نے غصب کر رکھے تھے۔ جب وہ شخص مر گیا تو رحمت اور عذاب کے فرشتے پہنچ گئے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے دل سے توبہ کر لی ہے اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اُس نے کوئی نیک کام نہیں کیا ہے۔ ہشام کی روائت میں ہے کہ فرشتوں نے دونوں بستیوں کے درمیان مسافت کی پیمائش کی تو جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا وہ دوسری بستی سے جہاں سے

۳۲۴۷ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ رَکِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ

آیا تھا۔ زیادہ قریب تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام گناہوں سے توبہ کرنی مشروع ہے حتیٰ کہ قتل وغیرہ کبائر سے توبہ کرنی مشروع ہے۔ قاضی نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ دوسرے گناہوں کی طرح قتل سے بھی توبہ قبول ہے۔ اور جن نصوص سے توبہ کی عدم قبولیت معلوم ہوتی ہے وہ زجر و تہدید پر محمول ہیں تاکہ لوگ قتل پر جرأت نہ کرنے لگیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ،، لہٰذا شرک کے سوا ہر گناہ معاف ہوسکتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ ،، جو کوئی عمداً مومن کو قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قتل عمد معاف نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو سزا دینا چاہے تو اس کی سزا یہی ہے جو آیتِ کریمہ میں مذکور ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سزا نہ دے اور معاف کر دے۔ یا معنی یہ ہے کہ قاتل مومن کے قتل کو حلال سمجھ کر قتل کرے تو یقیناً قاتل ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ مومن کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب مشتق پر حکم کیا جائے تو اس کا ماخذ حکم کی علت ہوتا ہے۔ لہٰذا وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا ،، میں قتل کا سبب ایمان ہے۔ یعنی قاتل نے مقتول کو اس لئے قتل کیا تھا کہ وہ مومن ہے۔ لہٰذا اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اس میں سب کا اتفاق ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ پہلے راہب نے جو فتویٰ دیا تھا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اس پر عبادت کا غلبہ تھا۔ اُس نے ننانوے انسانوں کے قتل کو بہت بڑا گناہ سمجھا تھا جبکہ دُوسرے راہب پر علم کا غلبہ تھا اس نے اچھا جواب دیا اور اس کو نجات کی راہ بتائی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دو شخصوں کا اپنے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے تیسرے کو حاکم تسلیم کر لینا جائز ہے اور اس کا فیصلہ دونوں کے لئے قابلِ قبول ہوگا۔ کیونکہ رحمت اور عذاب کے فرشتوں نے باہم جھگڑا کیا تو تیسرے فرشتہ نے ان میں فیصلہ کر دیا جو انسانی شکل و صورت میں ظاہر ہُوا تھا۔ فرشتوں نے اس کے فیصلہ کو تسلیم کیا اور اس پر عمل کیا۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ علماء اور نیک لوگوں کے مقامات

تَكَلَّمُ قَالَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذَا عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتّٰى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ قَالَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

کی طرف قصد کرکے جانا باعثِ برکت ہے۔ اور ان کے توسُّل سے اللہ تعالیٰ گُناہ معاف کر دیتا ہے۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۲۴۷ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز ادا فرمائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہُوئے اور فرمایا ایک دفعہ ایک شخص بیل کو چلا رہا تھا اچانک وہ اس پر سوار ہوگیا اور اس کو مارا تو اُس نے کہا میں اس لئے پیدا نہیں ہُوا ہوں ہم تو صرف کھیتی باڑی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا سُبحان اللہ! بیل باتیں کرتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میں اور ابوبکر و عمر اس پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں (ابوبکر و عمر) وہاں موجود نہ تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریوں میں موجود تھا۔ اچانک بھیڑیئے نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری اُٹھا کر لے بھاگا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھڑالی پھر بھیڑیئے نے اس سے کہا یہ بکری تم نے مجھ سے چھڑالی ہے۔ سبُع کے روز ان کا محافظ کون ہوگا جس دن میرے سوا ان کا چرواہا کوئی نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں اور ابوبکر و عمر اس پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس محفل میں موجود نہ تھے۔ علی، سفیان نے مِسعَر سے روایت کی انھوں نے سعد بن ابراہیم سے اُنھوں نے ابوسلمہ سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس جیسی روایت کی (حدیث ۲۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

٣٢٤٨ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعِ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ قَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ قَالَ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا

٣٢٤٨ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے دوسرے شخص سے اس کی زمین خرید کی تو جس شخص نے زمین خریدی اس نے اس زمین میں ایک مٹکا پایا جس میں سونا تھا تو زمین کے خریدار نے کہا مجھ سے یہ سونا لے لو میں نے تم سے زمین خرید کی ہے۔ سونا نہیں خریدا۔ زمین کے مالک نے کہا میں نے زمین اور جو اس میں تھا بیچ دیا تھا۔ چنانچہ وہ دونوں ایک شخص کے پاس جھگڑا لے گئے تو جس کے پاس وہ جھگڑا لے گئے اس نے کہا کیا تمہاری اولاد ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے۔ اُس نے کہا لڑکے کا لڑکی کے ساتھ نکاح کر دو اور اس سونے میں سے ان پر خرچ کرو!

٣٢٤٨ — شرح: عقار کا معنیٰ اصلِ مال ہے۔ جو زمین وغیرہ کی قسم سے ہو۔ کسی شئ کے اصل کو عقر کہا جاتا ہے۔ مکان اور کھجور پر بھی عقار کا اطلاق ہوتا ہے حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بائع مشتری نے تیسرے شخص کو اس فیصلہ کا حاکم مقرر کیا تھا لیکن اسحاق بن بشیر کی حدیث میں تصریح موجود ہے کہ وہ شخص حکومت کی طرف سے حاکم مقرر تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَاَنْفِقُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمَا وَتَصَدَّقَا ،، اس میں جمع کا صیغہ مذکور ہے اور ،، تَصَدَّقَا ،، تثنیہ کا صیغہ ہے۔ جمع اور تثنیہ کے صیغوں کے ذکر کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عقدِ نکاح

۳۲۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَسْأَلُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُوْنِ فَقَالَ اُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ رِجْسٌ اُرْسِلَ عَلٰى طَآئِفَةٍ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اَوْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ فِيْهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ اِلَّا فِرَارًا مِنْهُ

میں دو گواہ ہونے ضروری ہیں اس طرح وہ چار ہو جائیں گے۔ اس لئے "اَنْكِحُوا" جمع ذکر کیا اور خرچ کرنے میں کبھی مددگار کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ وکیل مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ خرچ کرے تو اس اعتبار سے "اَنْفِقُوْا" جمع ذکر کیا ہے۔ اور صدقہ کرنے میں تثنیہ کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیوی خاوند دونوں ہی مخصوص ہوتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ کے لئے اپنے طور پر حاکم بنانا جائز ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر حَكَم" کا فیصلہ شہر کے قاضی کی رائے کے موافق ہو تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں شرط یہ ہے کہ اس میں فیصلہ کرنے کی اہلیت ہو اور وہ حق فیصلہ کرے اگرچہ قاضی کی رائے کے موافق ہو یا مخالف ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ جو کوئی زمین کا مالک ہو جائے تو وہ عطا کردہ باطن کی ہر شئ کا مالک ہو جاتا ہے اور زمین فروخت کرتے وقت اس کو زمین کے باطن میں کسی شئ کا علم نہ ہونا اس کی ملکیت کو ساقط نہیں کرتا (عینی) اس حدیث سے واضح ہوتا کہ وہ لوگ بہت محتاط اور متقی تھے بخلاف اس پُرآشوب دَور کے کہ ذرہ ذرہ پر بددیانتی کرتے ہیں اور لوگوں کے مال غصب کرنے میں فخر کرتے ہیں "اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ"

۳۲۴۹ — **ترجمہ**: عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے سعد سے سنا کہ انھوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تم نے طاعون کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سے کیا سُنا ہے؟ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر آیا تھا یا تم سے پہلے لوگوں پر آیا تھا جب تم سنو کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی جگہ طاعون آئے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ جاؤ۔ ابو نضر نے کہا صرف طاعون سے بھاگنے کی غرض سے نہ نکلو۔

۳۲۴۹ — شرح: طاعون مرض ہے جس سے کثیر اموات مواقع ہوتی ہیں اور وہ سخت دردناک ورم ہے جو عموماً بغلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ جلن کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور اس کی چاروں اطراف سیاہ یا سبز ہو جاتی ہیں اس کے ساتھ دل گھبراتا ہے اور قئ آتی ہے۔ یہ عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا۔ لیکن یہ اس امت مرحومہ کے لئے رحمت ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو طاعون سے مر جائے وہ شہید ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں طاعون آئی ہو وہاں سے صرف طاعون کے خوف سے بھاگ کر نہیں نکلنا چاہیے۔ البتہ کسی اور غرض کے لئے نکلنا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْہ ،، کوفہ میں طاعون آئی تو مغیرہ بن شعبہ وہاں سے بھاگ نکلے جب بنی عوف کی بستی میں پہنچے تو طاعون کا شکار ہو گئے اور فوت ہو گئے۔ البتہ جہاں یہ مرض ہو وہاں جانے سے منع کیا گیا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی جگہ طاعون آئی ہو وہاں مت جاؤ اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب شام پر حملہ کا ارادہ کیا اور سرغ مقام میں پہنچے تو وہاں سے واپس آ گئے۔ تاکہ نفوس انسانیہ کو اوہام پریشان نہ کریں۔ جہاں یہ مرض واقع ہوئی ہو وہاں سے اس کے ڈر سے بھاگ نکلنا ممنوع ہے۔ اور بھاگنے والا صحیح سلامت نہیں رہتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا،، طاعون سے بھاگنا ایسا ہے جیسے کافروں کے ساتھ جنگ میں معرکہ سے بھاگ جائے۔ قرآن کریم میں ہے جو لوگ اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے وہ سب مر گئے کیونکہ وہ طاعون سے ڈر کر بھاگ نکلے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ چالیس ہزار آدمی تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کے آخر میں ہے ،، قَالَ اَبُوالنَّضرِ لَا یُخْرِجُکُمْ اِلَّا فِرَارًا مِنْہ ،، بظاہر اس سے یہی سمجھ آتا ہے کہ جہاں طاعون واقع ہو وہاں سے تمہیں کوئی شئ سوا فرار کے نہ نکالے۔ یعنی طاعون سے بھاگ نکلنا صحیح ہے حالانکہ یہ حدیث کے مقصود کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ،، لفظ اِلَّا ،، استثناء کے لئے نہیں ایجاب کے لئے ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے۔ لَا تَخْرُجُوْا اِذَا لَمْ یَکُنْ خُرُوْجُکُمْ اِلَّا فِرَارًا مِنْہُ ،، یعنی جب تمہارا نکلنا صرف طاعون سے فرار کے لئے ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ ،، اِلَّا ،، زائد ہے۔ جیسے اس آیت کریمہ ،، مَا مَنَعَکَ اَللّٰہُ اَلَّا تَسْجُدَ ،، میں لَا زائد ہے۔ صحیح یہ ہے کہ الّا کو حذف کر دیا جائے علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس سے مراد حصر ہے یعنی جس خروج سے منع کیا گیا ہے۔ وہ محض فرار کے طور پر ہو۔ اور کسی غرض کے لئے نہ ہو لہٰذا مُعَلَّل منہی عنہ کی تفسیر ہے نہی کی تفسیر نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ کلمہ الّا ذکر کرنے میں راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ درست یہ ہے کہ اس کو حذف کیا جائے لہٰذا کسی دوسری غرض جیسے تجارت

۳۲۵۰ حَدَّثَنَا مُوسٰی ابْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ ابْنُ أَبِي الْفُرَاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَأَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ جَعَلَهٗ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهٗ لَا يُصِيبُهٗ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ إِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ ۳۲۵۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

وغیرہ کے لئے نکلنا مباح ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ "الا فرارٌ" میں ہمزہ مکسور ہے اور فاء ساکن ہے۔ یعنی تم کو افرار نہ نکالے۔ مگر اس توجیہ میں تامل ہے کیونکہ افرّ اِفرارًا نہیں کہا جاتا فرّ فرارًا، کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

۳۲۵۰ — ترجمہ : سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق سوال عرض کیا تو آپ نے بیان فرمایا طاعون عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہے بھیجتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے رحمت کیا ہے۔ جہاں طاعون واقع ہو اور وہاں کوئی مومن ٹھہرا رہے اور صبر کرے اور اللہ سے ثواب کا طلبگار رہے اس حال میں کہ وہ جانتا ہو کہ اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر کی ہے تو اسے شہید کا ثواب ملتا ہے۔

۳۲۵۰ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالیٰ کی بہت مہربانی ہے۔ کیونکہ جو بیماری دُوسری امتوں کے لئے عذاب مقرر کی گئی ہے وہ اس امت مکرمہ کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔ جبکہ طاعون بنی اسرائیل کے لئے عذاب اور اس امت کے لئے رحمت ہے۔ اور "لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ" میں کلمہ مِنْ زائد ہے۔ اور صَابِرًا مُحْتَسِبًا اور يَعْلَمُ احوال مترادفہ یا متداخلہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۳۲۵۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو ایک عورت مخزومیہ جس نے چوری کی تھی نے غم میں ڈالا۔ انھوں نے

لَيْثٌ عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

کہا اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون کلام کرے؟ اُنھوں نے کہا اسامہ بن زید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں وہ آپ سے کلام کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اُسامہ نے آپ سے گفتگو کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ کی حدود میں سے کسی کے متعلق گفتگو کرتے ہو؟ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو اس شئ نے ہلاک کیا کہ جب ان میں کوئی دولتمند چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر فلاں خاتون چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ قطع کروں گا!

۳۲۵۱ — شرح: اس حدیث کی باب سے مناسبت اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ "کے الفاظ میں ہے۔ کیونکہ "مِنْ قَبْلِكُمْ" سے بنی اسرائیل مراد ہیں۔ جس مخزومیہ عورت نے چوری کی تھی وہ فاطمہ بنت اسود بن عبد الاسد تھی۔ اُس نے زیور چوری کیا تھا۔ یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے۔ اس عورت کا والد جنگِ بدر میں کافر قتل ہوگیا تھا۔ اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود توڑے گا۔ وہ بڑے زور سے لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ تک پہنچ گیا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑا اور قتل کر دیا اور اس کا خون پانی سے مل گیا۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ اس حدیث میں ان کی واضح منقبت ہے۔

۳۲۵۲ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهِلَالِيَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ اٰيَةً وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَ قَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا

۳۲۵۳ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۵۲ ـــ ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک شخص کو آیت پڑھتے ہوئے سُنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سُنا۔ میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا تو میں نے آپ کے چہرۂ انور پر کراہیت کا اثر محسوس کیا اور آپ نے فرمایا تم دونوں درست پڑھتے ہو ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرو۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ ہلاک ہو گئے

۳۲۵۲ ـــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اختلاف سے منع فرمایا جو کفر اور بدعتِ ضالّہ تک پہنچائے جیسے نفسِ قرآن میں اختلاف کرنا اسی طرح جو اختلاف فتنہ وفساد کا سبب بنے وہ بھی ممنوع ہے۔ دین کے فروعی مسائل میں اختلاف کرنا اور اظہارِ حق کے لئے علماء کا اختلاف نہی میں داخل نہیں بلکہ ایسا اختلاف مامور بہ ہے۔ حدیث ۲۲۵۰ کی شرح دیکھیں!

۳۲۵۳ ـــ ترجمہ : شقیق نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نبیوں میں سے ایک نبی کی حکایت بیان کر رہے تھے جس کو ان کی قوم نے مار کر خون آلود کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جانتے نہیں ہیں۔

۳۲۵۳ ـــ شرح : ممکن ہے یہ نبی حضرت نوح علیہ السلام ہوں کیونکہ ان کی قوم ان کو پکڑ کر ان کا گلا گھوٹا کرتی تھی حتیٰ کہ وہ بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔ جب ان کو افاقہ ہوتا تو فرماتے اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ لیکن اس تقدیر پر

يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَآءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

۳۲۵۴ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لِبَنِيْهِ لَمَّا حُضِرَ اَيَّ اَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوْا خَيْرَ اَبٍ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَاِذَا مِتُّ فَاَحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اسْحَقُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ فَفَعَلُوْا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ قَالَ مَخَافَتُكَ فَتَلَقَّاهُ رَحْمَةٌ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ عُقْبَةَ ابْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حدیث کی باب سے مناسبت نہ ہوگی۔ لہٰذا ظاہر یہ ہے کہ یہ بنی اسرائیل میں سے نبی ہوں گے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اگر نوح علیہ السلام مراد ہوں تو قرآن کی یہ آیتِ کریمہ اس کے متضاد ہوگی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے حکایت فرمائی ”کہ اے میرے پروردگار زمین پر کوئی کافر زندہ نہ چھوڑ“، اس کا جواب یہ ہے کہ مقامات مختلف ہیں جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم سے ایمان کے امیدوار تھے تو ان کے دعاء فرمائی کہ ان کو معاف کردے اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح تیری قوم جو ایمان لے آئے ان کے سوا کوئی ایمان نہیں لائے گا تو آپ نے ان کے ایمان سے ناامید ہو کر ان کے لئے بد دعاء فرمائی۔

۳۲۵۴ — ترجمہ: ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ تم سے پہلے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا۔ تو اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا جبکہ اس پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ میں تمہارا کیسا باپ ہوں؟ اُنھوں نے کہا تو بہت اچھا باپ ہے۔ اُس نے کہا میں نے کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دو!

۳۲۵۵ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ لِحُذَيْفَةَ اَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا اَيِسَ مِنَ الْحَيٰوةِ اَوْصٰى اَهْلَهُ اِذَا مِتُّ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا ثُمَّ اَوْرُوْا نَارًا حَتّٰى اِذَا اَكَلَتْ لَحْمِيْ وَخَلَصَتْ اِلٰى عَظْمِيْ فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا فَذَرُّوْنِيْ فِي الْيَمِّ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ اَوْرَاحٍ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ وَاَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ

پھر مجھے پیس ڈالو۔ پھر مجھے تیز ہوا کے روز اُڑا دو۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس (ذرات) کو جمع کیا اور فرمایا۔ اس فعل پر تجھے کس نے اُبھارا ؟ اُس نے کہا اے اللہ ! تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت میں لے لیا۔ معاذ نے کہا ہمیں شعبہ نے قتادہ سے خبر دی کہ قتادہ نے کہا میں نے عقبہ بن غافر سے یہ سُنا کہ میں نے ابوسعید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سُنا

۳۲۵۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور شخص اگر مومن تھا تو اُس نے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کیوں کیا جبکہ اُس نے کہا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہُوا تو مجھے سخت عذاب دے گا اور اگر یہ مومن نہ تھا تو اسے کیوں بخشا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شخص مومن تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اُس نے اللہ سے کہا میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا تھا۔ اور قَدَرَ کو مخفف یا مشدد پڑھا جائے۔ اس کا معنی ہے فیصلہ کیا یا مجھ پر تنگی کی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے اور اُس نے یہ کام ایسے حال میں کیا تھا جبکہ خوف کا سخت غلبہ تھا۔ اور اس کا تدبُّر جاتا رہا تھا۔ اور کوئی شئی سوچنے سے غافل ہو چکا تھا اور یہ شئی کو بھول چکا تھا۔ لہٰذا اس پر کوئی مواخذہ نہیں تھا یا وہ ایسے زمانہ میں تھا کہ محض توحید ہی مغفرت کے لئے کافی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۳۲۵۵ — ترجمہ : رِبعِی بن حراش نے کہا کہ عُقبہ بن عمرو بدری نے حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ ہم سے وہ حدیث بیان نہیں کرتے۔ جو آپ نے جناب

۳۲۵۶ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَقَالَ يَوْمٍ رَاحٍ

۳۲۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی۔ حذیفہ نے کہا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک شخص کی موت قریب آئی جب وہ زندگی سے ناامید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو یہ وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو میرے لئے بہت زیادہ لکڑیاں جمع کرو پھر آگ جلاؤ جب آگ میرا گوشت کھا جائے اور ہڈیوں تک پہنچ جائے تو ان کو لے کر پیس ڈالو اور گرم دن میں یا آندھی کے روز مجھے دریا میں بہا دو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جمع کیا اور فرمایا تو نے یہ کیوں کیا ہے؟ اُس نے کہا تیرے خوف سے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ عقبہ نے کہا میں نے حذیفہ سے سُنا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بیان کرتے تھے۔

۳۲۵۵ — شرح: ربعی بن حراش تابعی کبیر جلیل ہیں۔ اُنھوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اُنھوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک ان کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ان کا مقام کیا ہے۔ وہ کبھی نہیں ہنسیں گے اس لئے وفات کے بعد وہ ہنسے تھے نیز اُن کے تابع نے بھی قسم کھائی تھی کہ جب تک ان کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ جنت میں ہوں گے یا دوزخ میں جائیں گے وہ کبھی نہیں ہنسیں گے ان کے فوت ہونے کے بعد جو شخص ان کو غسل دے رہا تھا اُس نے کہا وہ غسل کے تختہ پر لیٹے ہنس رہے تھے اور ہم ان کو غسل دے رہے تھے حتی کہ جب ہم غسل دے کر فارغ ہو گئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ ربعی بن حراش ۱۰۱ یا ۱۰۴ ہجری میں فوت ہوئے (نووی ص) عقبہ بن عمرو ابومسعود بدری ہیں۔ ایک عقبہ بن عبدالغافر ہیں جو حدیث ۳۲۵۴ کی سند میں ہیں یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

۳۲۵۶ — ترجمہ: عبدالملک نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس نے "سخت تیز ہوا کے روز" کہا۔

۳۲۵۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۲۵۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ إِذَا أَنَا مِتُّ فَاحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اطْحَنُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِي الرِّيْحِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِّيْ عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذٰلِكَ فَأَمَرَ اللّٰهُ تَعَالَى الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِيْ مَا فِيْكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ فَغَفَرَ لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ خَشْيَتُكَ

نے فرمایا ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اُس نے اپنے خادم سے کہا تھا کہ جب تو تنگ دست کے پاس جائے تو اس سے درگزر کر دیا کر شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کر دے۔ آپ نے فرمایا وہ اللہ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر کر دیا۔

۳۲۵۸ ـــ **ترجمہ** : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بہت گنہگار تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر مجھے باریک کر کے تیز ہوا میں اُڑا دینا بخدا! اگر میرا ربّ مجھ پر قادر ہو گیا تو مجھے ایسا سخت عذاب دے گا جو اُس نے کسی کو عذاب نہیں دیا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے ساتھ وہی کچھ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا اور فرمایا اس شخص کے سارے اجزاء جمع کر زمین نے جمع کر دیا اچانک وہ شخص کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کچھ تو نے کیا اس پر تجھے کس نے اُبھارا تھا؟ اُس نے کہا اے میرے پروردگار تیرے خوف نے! تو اللہ تعالیٰ نے اُسے بخش دیا۔ ابو ہریرہ کے غیر نے کہا اے میرے ربّ تیرے ڈر نے!

۳۲۵۸ ـــ **شرح** : اس حدیث کی باب سے مناسبت "فَكَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهِ" کے الفاظ میں ہے۔ لفظ غیر سے مراد عبدالرزاق ہے کیونکہ ہشام نے معمر سے اُنھوں نے زہری سے "خَشْيَتُكَ" روایت کی ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے خشیتک کا بدل "مَخَافَتُكَ" ذکر کیا ہے

۳۲۵۹ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِیْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِیْهَا النَّارَ لَا هِیَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا اِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِیَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ

۳۲۶۰ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ زُهَيْرٍ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

۳۲۶۱ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِیَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

دونوں کا معنی واحد ہے (حدیث ۳۲۲۹-۳۲۵۴ کی شرح دیکھیں)

۳۲۵۹ــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو اس بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس کو اس نے باندھ رکھا تھا حتیٰ کہ وہ مرگئی وہ اس کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوگئی نہ تو اس کو کھلایا اور نہ ہی پلایا جبکہ اس کو روک رکھا تھا اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھائے۔ (حدیث ۲۲۰۹ کی شرح دیکھیں)

۳۲۶۰ــــ ترجمہ: ابومسعود عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں نے جو کلماتِ نبوت سے پایا ان میں سے یہ جملہ بھی ہے جب تو شرم و حیا نہ کرے تو جو چاہے کر)

۳۲۶۲ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ وَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ —

۳۲۶۱ — ترجمہ : ربعی بن حراش ابومسعود عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں نے جو کلمات نبوت سے پایا ان میں یہ جملہ بھی ہے "جب تو شرم و حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر"،

۳۲۶۰ — ۲۳۶۱ — شرح : یعنی جس بات پر سب نبیوں کا اتفاق ہے اور ہر نبی نے اس کو بیان کیا ہے۔ اور وہ دیگر احکام کی طرح منسوخ بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کے حسن و کمال پر عقول کا اتفاق ہے۔ وہ یہ جملہ شرطیہ ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر۔ یہ امر زجر و تہدید کے لئے ہے۔ یعنی جو چاہے کر اللہ تجھے اس کی جزاء دے گا جیسے قرآن میں ہے۔ "مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا"، یا اس کا معنی یہ ہے کہ جب تو اللہ سے حیاء نہ کرے کہ جس شئی سے بحسبِ دین حیاء کرنا ضروری نہیں وہ کر اور مخلوق کی پرواہ نہ کر یا اس میں حیاء کی فضیلت ہے۔ یعنی جو تو چاہے جب اس کا کرنا جائز نہیں تو ترک حیاء بھی جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے "اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ" حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو تو کرنا چاہتا ہے اس میں نظر کر اگر وہ ایسی چیز ہے کہ اس سے حیاء نہیں کیا جاتا تو اسے کر اور اگر اس سے حیاء کیا جاتا ہے تو چھوڑ دے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ نیک کام کرنے میں حیاء نہ کر (کرمانی)، "اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ" جملہ ہے۔ "اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ"، بتقدیر قول اِنَّ کا اسم ہے۔ اور لفظ "اِصْنَعْ" امر معنی خبر ہے۔

۳۲۶۲ — ترجمہ : سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دفعہ ایک شخص تکبر کے سبب اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے جا رہا تھا کہ اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ عبدالرحمٰن بن خالد نے زہری سے روایت کرنے میں یونس کی مطابقت کی!

۳۲۶۳ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ كُلِّ أُمَّةٍ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ فَغَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ

۳۲۶۴ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيٰنَ الْمَدِينَةَ اٰخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُودِ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِي الْوِصَالَ فِي الشَّعَرِ تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ

۳۲۶۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم (دنیا میں آنے میں) آخر میں اور آخرت میں پہلے ہیں۔ کیونکہ ہم سے پہلے ہر اُمّت کو کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی۔ یہ وہ دن ہے جس میں اُنھوں نے اختلاف کیا۔ اس سے اگلا دن یہود کے لئے مقرر ہُوا اور اس کے بعد کا دن، نصاریٰ کے لئے مقرر ہُوا۔ ہر سات روز میں ایک دن مقرر ہے جس میں ہر مسلمان پہ سر اور بدن دھونا ضروری ہے۔ یعنی جمعہ کے دن غسل کرے

۳۲۶۴ ـــ شرح : اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پہلی امتوں کے اختیار میں یہ چیز کردی کہ وہ ایک دن عبادت کے لئے جمع ہوں۔ یہودیوں نے ہفتہ کا دن پسند کیا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی طرف راہنمائی کی اور وہ جمعہ کا دن ہے جو تمام دنوں سے افضل ہے۔ (حدیث ۸۳۸ کی شرح دیکھیں)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كِتَابُ الْمَنَاقِبِ

بَابُ الْمَنَاقِبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى الْاٰيَةَ وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا الْاٰيَةَ وَقَوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا وَمَا يُنْهٰى مِنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ الشُّعُوْبُ النَّسَبُ الْبَعِيْدُ وَالْقَبَآئِلُ دُوْنَ ذٰلِكَ

۳۲۶۴ ــــ ترجمہ: سعید بن مسیّب نے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آخری بار مدینہ منورہ آئے تو ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اور مصنوعی بالوں کی لٹ نکالی اور کہا میں نہیں جانتا تھا کہ یہودیوں کے سوا کوئی اور یہ کرتا ہوگا۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام "زُور" رکھا ہے۔ یعنی اصلی بالوں میں مصنوعی بال ملانا۔ غندر نے شعبہ سے روایت کرنے میں آدم کی متابعت کی۔

(حدیث ۳۲۴۴ کی شرح دیکھیں)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب المناقب

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری مختلف قومیں اور مختلف خاندان

۳۶۶۵ـــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ـــ وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا قَالَ الشُّعُوْبُ الْقَبَآئِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَآئِلُ الْبُطُوْنُ

بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں وہ شخص مُعزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے اور جو جاہلیت کے دعووں سے منع کیا گیا ہے "شُعُوب" کے معنیٰ دور کا نسب اور قبائل کے معنیٰ اس سے قریب کا نسب "

شرح : یہ آیتِ کریمہ ثابت بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ اُنھوں نے ایک شخص کو کہا اے فلاں عورت کے بیٹے! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں عورت کو کس نے ذکر کیا ہے۔ ثابت بن قیس نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسُول اللہ! میں نے ذکر کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو لوگوں کے چہرے کیسے ہیں؟ ثابت نے ان کی طرف دیکھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثابت کیا دیکھا ہے عرض کیا میں نے سفید، کالے اور سُرخ چہرے دیکھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے صرف دین اور تقویٰ میں افضل ہو تو اللہ تعالیٰ نے ثابت کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک مرد اور ایک عورت سے مراد حضرت آدم اور حوا علیہما السلام ہیں یا ماں باپ مراد ہیں۔ یعنی ہم نے تم میں سے ہر ایک کو ماں باپ سے پیدا کیا پس تم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کے ذریعہ منسوب ہیں تو نسب میں ایک دوسرے پر فخر کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ قولہ والارحام "یعنی رشتوں کا لحاظ رکھو قطع رحمی نہ کرو اور ایک دوسرے سے میل جول رکھو۔ جمہور نے کہا ارحام منصوب اتَّقُوْا کا مفعول بہ ہے۔ عبداللہ بن زید مُقری نے اَرْحَام کو مرفوع پڑھا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ یعنی اَلْاَرْحَام مما یتقی بہ "، اور مجرور بھی پڑھا گیا ہے۔ اس تقدیر پر "بہ" پر عطف ہو گا اس میں کوفیوں اور بصریوں کا اختلاف

٣٢٦٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ

٣٢٦٧ — حَدَّثَنَا قَيْسُ ابْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي رَبِيبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

ہے کوفی جائز سمجھتے ہیں اور بصری ناجائز کہتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر مجرور پر حرفِ جار کے اعادہ کے بغیر عطف جائز نہیں۔ قولہ "وَمَا يُنْهٰى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ مجرور ہے۔ اس کا عطف "قول اللہ" پر ہے۔ یعنی اور جو جاہلیت کی باتیں ممنوع ہیں۔

٣٢٦٥ — ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا" کی تفسیر میں مروی ہے کہ "شُعُوب" بڑے قبیلے اور "قبائل" چھوٹے قبیلے ہیں (کیونکہ شعوب میں کئی قبائل پائے جاتے ہیں۔ انھوں نے قبائل کی تفسیر افخاذ سے بھی کی ہے۔ اس تقدیر پر جو انھوں نے قبائل کی تفسیر بطون سے کی ہے اس میں کئی افخاذ پائے جاتے ہیں۔

٣٢٦٦ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا عرض کیا گیا "یا رسول اللہ"، سب سے زیادہ مکرم اور معزز کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ انھوں نے عرض کیا ہم نے یہ سوال نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کا نبی یوسف زیادہ معزز ہے"۔ (حدیث ع ۳۱۴۴ کی شرح دیکھیں)

٣٢٦٧ — ترجمہ: کُلَیب بن وائل نے کہا مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ نے بیان کیا جبکہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "مُضَر" قبیلہ میں سے تھے؟ تو انھوں نے کہا آپ صرف مُضر قبیلہ میں سے ہی تھے اور کسی

۳۲۶۸ — حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ قَالَ حَدَّثَتْنِي رَبِيبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَظُنُّهَا زَيْنَبَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقُلْتُ لَهَا اَخْبِرِيْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ كَانَ مِنْ مُضَرَ كَانَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ اِلَّا مِنْ مُضَرَ كَانَ مِنْ وَلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

قبیلہ میں سے نہ تھے۔ آپ بنی نضر بن کنانہ میں سے تھے۔

۳۲۶۸ — ترجمہ: کُلَیب نے کہا مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ وہ زینب ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء، حنتم، مقیّر اور مزفّت کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ میں نے اُن سے کہا مجھے یہ بتائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قبیلہ میں سے تھے کیا آپ مضر قبیلہ میں سے تھے۔ زینب نے کہا آپ مضر قبیلہ میں سے تھے آپ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

۳۲۶۷ ، ۳۲۶۸ — شرح: مُضَر نزار بن معد بن عدنان کے بیٹے ہیں۔ ابن سیدہ نے کہا ان کو مُضر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ترش دودھ بڑے شوق سے پیا کرتے تھے۔ ماضر کا معنیٰ ترش ہے۔ لبن ماضر، ترش دودھ۔ عرب میں سب سے پہلے اُنھوں نے خوبصورت آواز سے اونٹوں کو چلانے کا طریقہ نکالا تھا۔ کیونکہ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ ایک روز وہ اپنے اونٹ سے گر گئے اور ان کا ہاتھ زخمی ہو گیا تو اُنھوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ وَا یَدَاہُ ، وَا یَدَاہُ تو اونٹ بڑے آرام سے چلنے لگے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عدنان کے والد اُدد، عدنان، معد، ربیعہ، مضر، قیس عیلان، تمیم، اسد اور ضبہ سب مسلمان اور ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ اختلاف کریں تو حق مُضر کے ساتھ ہو گا قولہ فَمِمَّنْ كَانَ اِلَّا مِنْ مُضَرَ، اِلَّا استثناد کے لئے ہے۔ اور مستثنیٰ منقطع ہے یعنی لٰكِنْ كَانَ مِنْ مُضَرَ، یا مستثنیٰ منہ محذوف ہے یعنی لَمْ يَكُنْ اِلَّا مِنْ مُضَرَ، اور کَانَ سے پہلے ہمزہ محذوف ہے اور مِمَّنْ كَانَ مستقل کلمہ ہے یا استفہام انکاری ہے۔ نضر کا نام قیس ہے ان کو نضر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ خوبصورت تھے اور ان کے

٣٢٦٩ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا وَتَجِدُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ فِىْ هٰذَا الشَّاْنِ اَشَدَّهُمْ لَهٗ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِىْ يَاْتِىْ هٰؤُلَاۤءِ بِوَجْهٍ وَيَاْتِىْ هٰؤُلَاۤءِ بِوَجْهٍ

چہرہ چمکا کرتا تھا۔ سرخ سونے کو بھی نضر کہا جاتا ہے۔ نَضر کی کنیت ابو یخلا ہے۔ یخلا ان کے بیٹے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انساب کا پہچاننا بہت ضروری ہے۔ اور ان کو سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے (عینی باختصار)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد سب مسلمان تھے۔ دباء کدو کا برتن۔ حنتم سبز رنگ کا مٹکا، مقیّر وہ برتن ہے جو لکڑی کو کرید کر بنایا جاتا ہے۔ مزفّت۔ جس برتن پر تارکول لگی ہوئی ہو جاہلیت میں ان برتنوں میں شراب بنایا جاتا تھا۔ اس لئے شروع اسلام میں ان برتنوں میں نَبِیذ بنانے سے روک دیا گیا۔ پھر جب شراب کا اثر زائل ہوگیا تو ان کو استعمال کرنے کی اجازت دی گئی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٢٦٩ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے ان میں سے جو جاہلیت کے دور میں بہتر تھے وہ اسلام کے زمانہ میں بھی بہتر ہیں۔ جبکہ وہ دین میں سمجھدار ہوں۔ تم اسلام میں سب سے بہتر اسے پاؤ گے جو اسلام کو بہت بُرا سمجھتا تھا۔ اور لوگوں میں شرارتی ان لوگوں کو پاؤ گے جو دو چہروں والے ہیں جو ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتے ہیں اور اُن لوگوں کے پاس دوسرے منہ سے آتے ہیں۔

٣٢٦٩ — شرح: یعنی لوگ اختلاف طبائع میں کانوں جیسے ہیں جس میں مختلف دھاتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے "اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ" یعنی لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح ہیں جیسے کان میں اچھے اور ردی جواہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کی مختلف طبائع ہیں۔ جاہلیت میں بھی لوگوں کے کچھ اصول تھے جن پر وہ گامزن ہوکر فواحش سے اجتناب کرتے تھے۔ لہٰذا جو لوگ جاہلیت میں شریف اور بہتر تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین میں سمجھدار ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صرف جاہلیت میں اسلام کو بُرا سمجھنے پر وہ

۳۲۷۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّأْنِ حَتّٰى يَقَعَ فِيهِ

اسلام لانے کے بعد سب لوگوں سے کیسے بہتر ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ جب وہ تمام فضائل میں مساوی ہوں تو ان میں سے زیادہ بہتر وہ شخص ہوگا جو کفر کی حالت میں اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا اور ذو منہ والا انسان منافق ہے جو دو گروہوں کے درمیان رہتا ہے۔ ایک گروہ کے پاس کوئی بات کرتا ہے تو دوسرے گروہ کے پاس اور بات کرتا ہے اور مذبذب رہتا ہے نہ ادھر کا نہ اُدھر کا،، حدیث میں منافق کو اس بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو بکرے کو چاہتی ہے کبھی اس کے پاس جاتی ہے کبھی اس کے پاس چلی جاتی ہے

۳۲۷۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کام میں لوگ قریش کے تابع ہیں ان کے مسلمان ان کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور ان کے کافر ان کے کافروں کے تابع ہیں لوگ مختلف طبائع ہونے میں کانوں کی مانند ہیں۔ جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بہتر ہیں جبکہ وہ دین میں سمجھدار ہوں۔ تم سب سے اچھا شخص وہ پاؤ گے جو اسلام کو بہت بُرا جانتا تھا حتی کہ وہ اس میں واقع ہوگیا۔

۳۲۷۰ — شرح: یعنی قریش کو تمام قبائل عرب پر فضیلت حاصل ہے اور وہ امامت و امارت میں تمام عرب پر سبقت رکھتے ہیں لہٰذا جو کوئی مسلمان ہے وہ ان کی تابعداری کرے اور اُن کے خلاف عَلَم بغاوت بلند نہ کرے۔ وہ کفر کے زمانہ میں بھی متبوع رہے ہیں اور عرب ہر مرحلہ میں ان کی تابعداری اور تعظیم و تکریم کرتے رہے ہیں۔ وہی بیت اللہ کے محافظ اور حجاج کو کھلایا پلایا کرتے تھے۔ اس لئے ان کو تمام عرب پر شرف و فضل حاصل ہے اور جن کو جاہلیت کے زمانہ میں شرف و فضل حاصل ہے وہ اسلام لانے اور دین میں فقاہت کے بعد اپنی پرانی شرافت و

بَابٌ

۳۲۷۱ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى قَالَ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِلَّا وَلَهٗ فِيْهِ قَرَابَةٌ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةً بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

فضیلت کی ریاست کے مالک ہیں اور جنھوں نے اسلام سے انکار کیا اُنھوں نے شرف و فضل کے قصر کی جُدران کو منہدم کر دیا اور عظمت و کرامت کے قباب کو تباہ و برباد کر کے ذلت و رسوائی کو شعار بنا لیا ــــ "اعاذنا اللہ منہ" پھر بیان فرمایا کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو امارت و ولائت سے بچتے ہیں اور اس کو مکروہ جانتے ہیں حتی کہ جب اُنھوں نے امارت و ولائت میں رغبت کی تو اُن سے وصفِ خیریت زائل ہو گئی چنانچہ ارشاد نبوی ہے "قاضی چھری کے بغیر ذبح ہو گیا"۔ یا معنی یہ ہے کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو امارت و ولائت سے احتیاط کرتے ہیں اور اس کو مکروہ جانتے ہیں اور جب وہ اس میں واقع ہو گئے تو کراہت جاتی رہی اب ان کے لئے جائز نہیں کہ اس کو مکروہ سمجھیں اور واجبات کی ادائیگی میں تقصیر کریں بلکہ امارت کے حقوق کی تکمیل میں کوشش کریں۔ اور اس کے حقوق ایسے ادا کریں جیسے اس میں رغبت کرنے والا ادا کرتا ہے۔

باب

۳۲۷۱ــــ **ترجمہ** : ابن عباس رضی اللہ عنہما "اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" کی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ قربٰی سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ہے اور فرمایا کہ قریش کا کوئی بطن نہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ قرابت حاصل ہے۔ اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ "میرے اور اپنے درمیان قرابت کا خیال کرو اور صلہ رحمی کرو"

۳۲۷۱ــــ **شرح** : پہلی حدیث میں یہ ذکر تھا کہ قریش کو سارے عرب پر فضیلت حاصل ہے اور اس باب میں یہ ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۲۷۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هٰهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

۳۲۷۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ"

کو قریش کے ہر خاندان سے نسبت اور قرابت ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عرب پر فضیلت حاصل ہے۔ قولہ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا الخ الاصلۃ الرحم یعنی میں تم سے صرف یہ سوال کرتا ہوں کہ تم میرے اہلِ قرابت سے محبت کرو اور ان سے صلۂ رحمی کرو! اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف " اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا " نازل ہوئی اور اہلِ قرابت سے محبت نازل نہیں ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنی نازل ہوا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ " اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى " یعنی الْمَوَدَّةُ ثَابِتَةٌ فِيْ اَهْلِ الْقُرْبٰى يا نَزَلَتْ " میں ضمیر اس آیت طرف راجع ہے جس میں مَوَدَّة فِي الْقُرْبٰى ہے اور لفظ " اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا " اس کی تفسیر ہے۔

۳۲۷۲ — ترجمہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس طرف یعنی مشرق سے فتنے نکلیں گے ظلم اور سنگدلی بلند آواز کرنے والوں میں ہے جو اونی خیموں والے ہیں اونٹ اور گائے کے دُمبوں کے پاس یعنی ربیعہ اور مُضر میں۔

۳۲۷۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فخر اور تکبر بلند آواز کرنے والوں میں ہے جو

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ سُمِّيَتِ الْيَمَنُ لِاَنَّهَا عَنْ يَمِيْنِ الْكَعْبَةِ وَالشَّامُ لِاَنَّهَا عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ وَالْمَشْأَمَةُ الْمَيْسَرَةُ وَالْيَدُ الْيُسْرٰى الشُّوْمٰى وَالْجَانِبُ الْاَيْسَرُ الْاَشْاَمُ

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

۳۲۷۴ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

گونی خیموں میں رہتے ہیں رشتربان، سکون بکریاں والوں میں ہے۔ ایمان یمانی ہے اور حکمت بھی یمانی۔ یمن کا نام اس لئے یمن رکھا گیا ہے کہ وہ کعبہ مکرمہ کے داہنی طرف ہے اور شام کا نام اس لئے شام رکھا گیا ہے کہ وہ کعبہ مکرمہ کے بائیں جہت میں ہے۔ مَشْأَمہ بائیں طرف کو کہتے ہیں اور بائیں ہاتھ کو شُومٰی کہتے ہیں اور بائیں جانب کو اَشْأَم کہا جاتا ہے "

۳۲۷۲ - ۳۲۷۳ — شرح: بیشتر کفار مشرق کی جانب ہیں وہاں سے دجال نکلے گا اس لئے فرمایا کہ فتنے مشرق سے اُٹھیں گے۔

فدّادین فدّاد کی جمع ہے اس کا معنیٰ سخت آواز ہے یہ فدید سے مشتق ہے۔ اونٹوں والوں کی عادت ہے کہ وہ سخت آوازیں نکالتے ہیں۔ یہ اس وقت ہے جبکہ فدّاد کا دال مشدّد ہو اور اگر دال کو مخفف پڑھا جائے تو یہ فَدان کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ آلہ حرث ہے۔ یعنی کھیتی باڑی کرنے والے ان لوگوں کی مذمت اس لئے کی کہ یہ لوگ اونٹوں اور کھیتی باڑی میں مصروف رہنے کے باعث آخرت کے امور سے غافل بنتے ہیں اس طرح ان کے قلوب سخت ہو جاتے ہیں۔ " قولہ اہل الوبر " یہ فدادین کا بیان ہے۔ یعنی جنگلات میں رہنے والے ان دونوں حدیثوں کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ لوگ صفات کے اعتبار سے قبائل کی مثل ہیں اور ان میں سے زیادہ متقی وہ شخص ہے جو زیادہ باعزت ہے۔ قولہ الایمان یمان یہ اپنے ظاہر پر نہیں کیونکہ ایمان کا مبدء مکہ مکرمہ ہے پھر مدینہ منورہ ہے ابوعبید نے اس میں کئی اقوال ذکر کئے ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے کیونکہ وہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن کی زمین سے ہے۔ دوسرا یہ اس سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں مراد ہیں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام تبوک میں فرمایا تھا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں تبوک اور یمن کے درمیان تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ تو یمن کی جانب فرمایا لیکن آپ کا ارادہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں تھے۔ اس لئے فرمایا " الایمان یمان " اس کی نسبت یمن کی

قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ اَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِيْ وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِي يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ اَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُولٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَالْاَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ اَهْلَهَا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ

کی طرف کی کیونکہ وہ اس وقت اس جہت میں تھے جسے رکن یمانی کہا جاتا ہے حالانکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہیں کیونکہ وہ یمن کی جہت میں ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے مراد انصار ہیں کیونکہ وہ دراصل یمنی ہیں۔ ان کی طرف ایمان کی نسبت کی کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے۔

باب "مناقب قریش"

مَنَاقِب،، مَنْقَبَت کی جمع ہے اس کا معنیٰ فضیلت ہے۔ قاموس نے مَنْقَبَت کا معنیٰ مفخر ذکر کیا ہے جبکہ صراح میں اس کا معنی ہنر وستودگی مذکور ہے۔ قریش عرب میں ایک خاص قبیلہ ہے دراصل یہ نضر بن کنانہ کے لڑکے کا نام ہے اور باپ کے نام سے یہ قبیلہ موسوم ہے۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ قریش فہر بن مالک بن نضر کی اولاد ہے اور جو فہر کی اولاد نہیں وہ قریش نہیں۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے محمد بن جبیرہ سے پوچھا قریش اس نام سے کب موسوم ہوئے۔ انھوں نے کہا جب لوگ جُدا جُدا ہونے کے بعد حرم میں جمع ہوئے تو اس نام سے موسوم ہوئے۔ چنانچہ ابن سعد نے مقداد کے طریق سے بیان کیا کہ جب قصی خزاعہ قبیلہ کو حرم سے جلا وطن کر کے فارغ ہوئے اور داس کے پاس قریش جمع ہوئے تو ان کے ایک مقام میں جمع ہونے کے باعث انھیں قریش کہا گیا کیونکہ تقرش کا معنی تجمع ہے۔ مطرزی نے کہا قریش

هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا کَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ

ایک دریائی طاقتور جانور ہے جو تمام دریائی جانوروں کا سردار ہے ،، اسی طرح قریش بھی تمام لوگوں کے سردار ہیں۔ صاحبِ محکم نے ذکر کیا۔ قریش سمندری جانور ہے جو سمندر کے چھوٹے چھوٹے تمام جانور کھا جاتا ہے۔ اور وہ سب اس سے ڈرتے ہیں۔ بیہقی نے ابن عباس کے طریق سے ذکر کیا کہ قریش قرش کی تصغیر ہے۔ یہ سمندری جانور ہے جو ہر چھوٹے بڑے جانور کو کھا جاتا ہے۔ بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ قریش لوگوں کی حاجات پوری کیا کرتا تھا۔ تقریش کا معنی تفتیش ہے۔ بعض نے یہ ذکر کیا ہے کہ تقرش کا معنی نیزوں کا واقع ہونا ہے۔ یہ لوگ نیزہ بازی میں خوب مہارت رکھتے ہیں اس لئے ان کو قریش کہا جاتا ہے۔ بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ تقرش کا معنیٰ رذیل امور سے برأت ہے اور بھی کئی وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قریش قرش سے ہے اس کا معنیٰ کسب اور جمع ہونا ہے اور تعظیم کے لئے قرش کو قریش تصغیر کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اگر اس سے قبیلہ مراد ہو تو یہ غیر منصرف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ منصرف ہے۔ اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے پانچ احادیث ذکر کی ہیں۔

۳۲۷۴ — **ترجمہ** : زُہری نے کہا محمد بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ امیر معاویہ کو یہ خبر پہنچی جبکہ وہ قریش کے وفد میں اس کے پاس موجود تھے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عنقریب قحطان کے قبیلہ میں سے کوئی بادشاہ ہوگا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غصہ سے بھر گئے اور کھڑے ہو گئے پھر اللہ کی صفت و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر حمد و ثنا کے بعد کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں اور نہ ہی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ تم میں سے یہ لوگ جاہل ہیں اپنے آپ کو ایسی گمراہ کن باتوں سے بچاؤ۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی۔ جب تک وہ دین کو درست رکھیں گے ان سے جو لوگ دشمنی کریں گے ان کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ گرائے گا۔

٣٢٧٥ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَعْدٍ ح قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَاَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

٣٢٧٥ ـ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قریش ، انصار ، جُہَینہ ، مُزینہ یا اسلم ، غفار اور اشجع موالی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کے سوا ان کا کوئی مولیٰ نہیں ۔

(حدیث ۳۲۷۷ کی شرح دیکھیں)

ابُونعیم بن دُکین قرشی تیمی طلحی ہیں ۔ آل طلحہ بن عبیداللہ کوفی کا آزاد کردہ غلام ہیں ۔ بڑے بڑے مشائخ سے حدیث کی سماعت کرتے رہے ۔ بہت کم لوگ ہیں جن کے مشائخ اتنے ہوں گے ۔ ابونعیم نے کہا میں اپنے شیخ سفیان ثوری سے چالیس یا پنجاہ شیوخ میں شریک ہوں ۔ انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا ہے ؛ کیونکہ آپ حدیث کی تدریس پر اُجرت لیتے تھے ۔ اُنھوں نے جواب میں کہا کہ قاضی نے میرا حال دیکھا کہ میں عیال دار ہوں تو مجھے معاف کردیا ۔ ایک شخص نے انہیں کہا کہ آپ حدیث کی تدریس پر اُجرت کیوں لیتے ہیں ۔ اُنھوں نے جواب دیا مجھے حدیث کی اُجرت پر ملامت کرتے ہو ۔ میرے گھر کے تیرہ افراد ہیں اور گھر میں ایک روٹی بھی نہیں ۔ ابن منجویہ نے کہا وہ ۲۱۹ ۔ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے وہ اپنے زمانہ میں مضبوط اور ثقہ راوی تھے ۔

۳۲۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ

۳۲۷۵ — ترجمہ : عاصم بن محمد نے کہا میں نے اپنے والد کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک اُن میں سے دو شخص باقی رہیں گے ۔،

۳۲۷۴ — ۳۲۷۶ — شرح : یعنی جب تک قریش دین کو درست رکھیں گے خلافت انھیں میں رہے گی اگرچہ ان میں سے دو قریشی باقی رہ جائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قریش دین کو درست نہ رکھیں گے ان میں خلافت نہیں رہے گی ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت نہ ہوگی حتیٰ کہ قحطان سے ایک شخص خروج کرے گا جو اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے گا ۔ اس وقت قریش دین کو درست نہیں رکھتے ہوں گے اور یہ قیامت کے قریب ہوگا اس سے پہلے قریش ہی خلافت کے مستحق ہوں گے ۔ دوسرے لوگوں میں یہ نہ پائی جائے گی ۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ عبداللہ بن عمرو کی حدیث میں قحطانی کا خروج آخر زمانہ میں ہے اور امیر معاویہ کی حدیث استحقاق خلافت پر محمول ہے اور وہ اقامتِ دین سے مقید ہے ۔ اسی لئے جب خلفاء نے امورِ دین میں کمزوری ظاہر کی تو حالات متغیر ہوگئے اور بعض علاقوں میں خلافت کا صرف نام ہی باقی رہ گیا ۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہمارے اس زمانہ میں قریش کی حکومت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مغرب کے علاقہ میں خلافت ہے اسی طرح مصر میں خلیفہ ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا مغرب میں کوئی خلیفہ نہیں اور نہ ہی مصر میں خلیفہ ہے وہ برائے نام ہے ۔ حل وعقد کا ہرگز مالک نہیں اگر کرمانی کی بات تسلیم بھی کرلیں تو اس سے لازم آئے گا کہ ایک زمانہ میں متعدد خلفاء ہوسکتے ہیں حالانکہ ایک خلیفہ سے زائد کا وجود جائز نہیں کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خلیفہ کی بیعت سے وفاء کا حکم دیا ہے ۔ اگر کوئی دوسرا منازعت کرے اور خلافت کا دعویٰ کرے تو اس کی گردن اُڑا دینے کا حکم دیا ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ مختص ہے صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر اتفاق ہے اور اہل بدعت کی مخالفت صحابہ کرام کے اجماع سے متصادم ہے لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہیں ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک دو قریشی باقی رہ جائیں گے

۳۲۷۷ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو مُطَّلِبٍ شَيْءٌ

خلافت ان ہی میں رہے گی اور یہ آخر زمانہ تک ہمیشہ رہے گی۔ اگرچہ قریش کے علاوہ بعض لوگ زبردستی کسی علاقہ میں غلبہ کرلیں گے اور لوگوں پر جبراً حکومت کرنے لگیں گے مگر وہ قریش کی خلافت کے معترف ہوں گے لہٰذا ان میں خلافت کا نام باقی رہے گا لہٰذا احدیث سے مراد یہ ہے کہ محض خلافت کا نام قریش میں رہے گا اور وہ مستقل فرمانروا نہ ہوں گے۔ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد خلافت صرف تیس برس رہے گی پھر یہ ملک عضوض ہو جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کے بعد جسے چاہے حکومت عنایت کرے گا۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ سے تیس سال پورے ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے مسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا جب تک اس میں بارہ خلفاء رہیں گے اور وہ سب قریشی ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس خلافت سے مراد خلافت نبوّت ہے۔ اور بارہ[۱۲] خلفاء تک دین قائم رہا۔ وہ سب قریشی تھے۔ یہ مراد نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی خلیفہ ہی نہ ہوگا۔ بعض علماء نے کہا اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ قریش میں بارہ عادل خلفاء ہوں گے۔ اگرچہ مسلسل نہ ہوں اتفاق یہ ہُوا کہ تیس برس تک مسلسل خلافت علی منہاج نبوت رہی۔ اس کے بعد بھی خلفاء راشدون ہوتے رہے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز، مہتدی بامر اللہ عباسی اور مہدی جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے ان بارہ میں سے ہیں۔ چونکہ لوگ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے تابع تھے اور اسلام میں بھی عرب کے سردار اصحاب خلافت کے تابع رہے جو قیامت تک باقی ہے حتیٰ کہ اگر دو قریشی بھی باقی رہ جائیں گے تو خلافت انہی میں رہے گی۔

۳۲۷۷ ـــــ ترجمہ: جُبیرؓ بن مُطعم سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں اور عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ ایک ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عثمان نے کہا یا رسول اللہ! آپ عبدالمطلب کی اولاد کو عنایت فرماتے ہیں

وَاحِدٌ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي اَبُو الْاَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ النَّاسِ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَكَانَتْ اَرَقَّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ اَحَبَّ الْبَشَرِ اِلٰى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِهَا وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَهَا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ اِلَّا تَصَدَّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْبَغِيْ اَنْ يُؤْخَذَ عَلٰى يَدَيْهَا فَقَالَتْ اَيُؤْخَذُ عَلٰى يَدَيَّ عَلَيَّ نَذْرٌ اِنْ كَلَّمْتُهُ فَاسْتَشْفَعَ اِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ

اور ہمیں نظر انداز کر رکھا ہے۔ حالانکہ ہم اور وہ آپ کی نسبت ایک ہی درجہ میں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک شئی ہیں۔ لیث نے کہا ابوالاسود محمد نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ عبداللہ بن زبیر بنو زہرہ کے لوگوں کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں
بڑی مہربانی کرتی تھیں کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے۔
(حدیث ۲۹۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۲۷۸ — ترجمہ: عروہ بن زبیر نے کہا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے بعد سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اور وہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہت خدمت کرتے تھے۔ ام المؤمنین کے پاس جو رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا وہ اس میں سے کچھ نہ جمع کرتی تھیں اور اسے صدقہ کر دیتی تھیں۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا ام المؤمنین کے ہاتھوں کو روک دینا چاہیے ام المؤمنین نے فرمایا کیا میرے ہاتھ روک دیئے جائیں گے اور نذر مانی کہ میں اس سے کلام نہ کروں گی!

قُرَيْشٍ وَبِاَخْوَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً فَامْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّوْنَ اَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ ابْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ اِذَا اسْتَاْذَنَّا فَاقْتَحِمِ الْحِجَابَ فَفَعَلَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ فَاَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتّٰى بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ وَقَالَتْ وَدِدْتُ اَنِّيْ جَعَلْتُ حِيْنَ حَلَفْتُ عَمَلًا اَعْمَلُهٗ فَاَفْرُغُ مِنْهُ

حضرت عبداللہ بن زبیر نے قریش چند لوگوں خصوصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں سے سفارش کرائی،، لیکن آپ نہ مانیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں زہریون جن میں سے عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث اور مسور بن مخرمہ ہیں نے عبداللہ بن زبیر سے کہا۔ جب ہم اجازت لے لیں تو تم فوراً پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا اور مائی صاحبہ کے پاس دس غلام بھیجے تو ام المومنین نے ان کو آزاد کر دیا۔ پھر آزاد کرتی رہیں حتیٰ کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے۔ ام المومنین نے فرمایا میری خواہش ہے کہ اپنی قسم کے بعد کوئی ایسی بات کروں کہ اس قسم سے فارغ ہو جاؤں۔

۳۲۷۸ —— **شرح** : حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ اسماء بنت ابی بکر کے بڑے لڑکے ہیں۔ اسماء کی والدہ قیلہ بنت العزی ہے جبکہ ام المومنین عائشہ کی والدہ ام رومان بنت عامر ہے۔ اور اسماء ام المومنین کی علاتی بہن ہیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی زرینہ اولاد نہ تھی اس لئے وہ اپنے بھانجہ عبداللہ بن زبیر سے محبت کیا کرتی تھیں۔ آپ بہت سخی تھیں کوئی شئ اپنے پاس جمع نہ کرتی تھیں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن زبیر نے کہا ہے ام المومنین کو سخاوت کرنے سے رک جانا چاہیئے ورنہ وہ ان کو جبراً منع کر دیں گے۔ اس لئے مائی صاحبہ نے نذر مان لی کہ وہ عبداللہ بن زبیر سے ہرگز کلام نہ کریں گی جب حضرت عبداللہ کو یہ خبر پہنچی کہ مائی صاحبہ اس پر سخت ناراض ہو گئی ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہال سے سفارش کرائی کہ آپ راضی ہو جائیں اور زہریوں سے عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث بن وہب بن عبدمناف قرشی زہری اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کو سفارش کے لئے ام المومنین کے پاس لے گئے انھوں نے عبداللہ بن زبیر سے کہا جب ہمیں اجازت ملے

بَابٌ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

۳۲۷۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِى الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلٰثَةِ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِىْ شَىْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ

تو آپ بے ساختہ ام المؤمنین کے گلے لگ جائیں چنانچہ جب انھیں اجازت مل گئی تو عبداللہ بن زُبیر پردہ اُٹھا کرام المؤمنین کے پاس چلے گئے۔ اور منت سماجت کرتے رہے۔ حتی کہ آپ راضی ہوگئیں۔ پھر حضرت عبداللہ نے ام المؤمنین کے پاس دس غلام بھیجے تاکہ وہ اپنی قسم کے کفارہ میں ان کو آزاد کریں۔ چنانچہ مائی صاحبہ نے سب کو آزاد کر دیا پھر اس کے بعد مسلسل غلام آزاد کرتی رہیں حتی کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے۔ الحاصل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مبہم نذر مانی تھی اس لئے یہ احتمال تھا کہ مذکورہ آزاد کردہ غلاموں سے زیادہ پر اس کا اطلاق ہو۔ اسی لئے ایک دو غلام آزاد کرنے سے ان کا دل مطمئن نہ ہوا تھا۔ البتہ اگر آپ نذر معین کرلیتیں تو وہی آزاد کرنے سے آپ فارغ ہو جاتیں " علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ مبہم مجہول نذر ماننے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نذر منعقد ہو جائے گی اور قسم کا کفارہ لازم ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ قسم منعقد نہ ہوگی۔ جس کسی نے نذر مانی اور اس کو ذکر نہ کیا تو اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔ شاید ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یہ حدیث نہیں پہنچی ورنہ وہ یہ نہ فرماتیں اور چالیس غلام آزاد نہ کرتیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہُوا

۳۲۷۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ اِلٰی اِسْمٰعِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْهُمْ اَسْلَمُ بْنُ اَفْصٰی بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ

۳۲۸۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ یَزِیْدَ ابْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَوْمٍ مِنْ اَسْلَمَ یَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِیْ اِسْمٰعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا وَاَنَا مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِیْقَیْنِ فَاَمْسَکُوْا بِاَیْدِیْهِمْ قَالَ فَقَالَ مَا لَهُمْ قَالُوْا وَکَیْفَ نَرْمِیْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ قَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ کُلِّکُمْ

نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو بلایا پھر انھوں نے قرآن مصاحف میں لکھا۔ حضرت عثمان نے تینوں قریشیوں سے کہا تھا جب تم اور زید بن ثابت قرآن میں سے کسی شئی میں اختلاف کرو تو اسے قریش کی زبان میں لکھو قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا،،

۳۲۷۹ — شرح : ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس قرآنی صحیفے تھے۔ ان کو ان حضرات نے مصحفوں میں لکھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کے پاس قرآنی صحیفے بھیج دیں جو ان کے پاس ہیں۔ ہم وہ مصاحف میں لکھ کر واپس کر دیں گے۔ پھر مذکور حضرات کو حکم دیا کہ وہ ان کو لکھیں۔ مصاحف،، مصحف کی جمع ہے۔ مصحف کا معنی کاپی ہے جو کاغذات کا مجموعہ ہے۔

باب اہل یمن کی نسبت حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے،، اہل یمن میں سے اسلم بن افصیٰ بن حارثہ بن عمرو بن عامر ہیں جو خزاعہ مشہور ہیں

۳۲۸۰ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابٌ ۳۲۸۱ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدُّؤَلِیَّ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰی لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ بِاللّٰهِ وَمَنِ ادَّعٰی قَوْمًا لَيْسَ لَهٗ فِيْهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

قبیلہ اسلم کے چند لوگوں کی طرف تشریف لے گئے جو بازار میں تیراندازی کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسماعیل کی اولاد تیراندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ اسماعیل علیہ السلام تیرانداز تھے۔ اور میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ یہ دو فریقوں میں سے ایک فریق کے لئے فرمایا۔ انھوں نے اپنے ہاتھ روک لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کیا ہوا انھوں نے کہا ہم کیسے تیراندازی کریں جبکہ آپ بنی فلاں کے ساتھ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تیراندازی کرتے رہو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

(حدیث ع۲۷۰۰ کی شرح دیکھیں)

باب

۳۲۸۱ ــــ ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے (کہ یہ نسبت غیر کی طرف ہے)، وہ کافر ہو جائے گا اور جس نے کسی قوم کی طرف اپنی نسبت کی حالانکہ اس کی ان میں قرابت نہیں تو وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنا لے۔

۳۲۸۱ ــــ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ انسان گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ اور حدیث میں اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرنے کو کفر قرار دیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مؤول ہے۔ تاویل یہ ہے کہ جو کوئی اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کو حلال اور جائز سمجھے وہ کافر ہے یا مراد کفرانِ نعمت ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے

۳۲۸۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرِيْزٌ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّصْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ وَاثِلَةَ ابْنَ الْاَسْقَعِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ يُرِيَ عَيْنَهٗ مَالَمْ تَرَ اَوْ تَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَمْ يَقُلْ

حق اور اپنے والد کے حق کا انکار کر دیا یا زجر و تہدید کے لئے فرمایا۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جو کوئی اپنی نسبت غیر کی طرف کرے یا اپنے آپ کو غیر خاندان میں شمار کرے اور اس کو جائز سمجھے وہ شخص کافر ہے۔ اس زمانہ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض سادات کی طرف اپنی نسبت کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں میں محترم ہوں وہ اس حدیث کے مصداق ہیں،،

۳۲۸۲ — ترجمہ: عبدالواحد بن عبداللہ النصری نے بیان کیا کہ میں نے واثلہ بن اسقع کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے یا اپنی آنکھ کو وہ دکھائے جو اُس نے نہیں دیکھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی نسبت کرے جو آپ نے نہیں فرمائی!

۳۲۸۲ — شرح: یعنی اپنی آنکھوں کی طرف وہ رُؤیت منسوب کرے جسے نہ دیکھا ہو یعنی جھوٹا خواب بیان کرے اور کہے کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے حالانکہ اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بیداری میں جھوٹ بولنے سے یہ جھوٹ زیادہ نہیں تو اس کی عقوبت کیوں زیادہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خواب نبوّت کا ایک حصہ ہے اور نبوّت وحی کے بغیر نہیں ہوتی تو جو کوئی خواب جھوٹا بیان کرتا ہے وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وہ دکھایا ہے جو اُس نے نہیں دیکھا اور اس کو نبوّت کا جزو عطا کیا ہے جو اس کو نہیں ملا۔ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا بہت بڑا بہتان ہے۔ قرآن کریم میں ہے: فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ،، علامہ طیبی نے کہا خواب جھوٹا بیان کرنا دراصل اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی خواب میں فرشتہ بھیجتا ہے جو خواب دکھلاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۲۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنُبَلِّغُهُ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعَةٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعَةٍ الْإِيمَانُ بِاللهِ وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَإِقَامُ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَاءُ الزَّكوٰةِ وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَى اللهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ

۳۲۸۴ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ وَمِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

۳۲۸۳ — ترجمہ : ابوجمرہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ عبدالقیس کا وفد جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہا یارسُول اللہ! ہم ربیعہ قبیلہ میں سے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مُضر کے کافر حائل ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف حرم کے مہینوں میں ہی آسکتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں فیصلہ کن حکم فرمائیں جس کو ہم یاد کرلیں پیچھے والوں کو بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور جو مالِ غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے حضور پیش کرنا اور میں تمہیں کدو کے برتن سبز مٹکے، لکڑی کرید کر بنائے ہوئے برتنوں اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کرتا ہوں۔ (حدیث ۵۰ کی شرح دیکھیں

۳۲۸۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

بَابُ ذِكْرِ اَسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَاَشْجَعَ

٣٢٨٥ — حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارُ وَاَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

٣٢٨٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سُنا خبردار! فتنہ یہاں ہے۔ اور مشرق کی جانب اشارہ فرمایا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع کرے گا (حدیث ۳۰۵۹ کی شرح دیکھیں)

باب اسلم، غِفار، مُزینہ، جُہینہ اور اشجع کا ذکر

۳۲۸۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریش، انصار، جُہینہ، مُزینہ یا اسلم، غفار اور اشجع موالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سوا ان کا کوئی مولیٰ نہیں۔ (حدیث ۳۲۷۷ کی شرح دیکھیں)

۳۲۸۶ — ترجمہ: نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر فرمایا:

۳۲۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا

قبیلہ غفار کو اللہ بخشے اور اسلم کو سلامتی دے اور قبیلہ عصیّہ نے اللہ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کی ہے۔

۳۲۸۶ — شرح : سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غفار اور سالم قبائل کے لئے دُعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی توفیق دے اور ان کو سلامت رکھے۔ کیونکہ یہ دونوں قبیلے جنگ وجدال کے بغیر مسلمان ہوئے تھے اور قبیلہ غفار کے متعلق یہ معروف تھا کہ وہ حاجیوں کی چوری کرتے ہیں۔ اسی لئے سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے لئے دعاء فرمائی تاکہ آئندہ ان سے یہ تہمت جاتی رہے اور پہلے گناہ معاف ہو جائیں۔ قبیلہ عُصَیّہ والوں نے بیرِ معونہ پر اُن قاریوں کو قتل کر دیا تھا جنہیں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھیجا تھا۔ اُنھوں نے دھوکہ سے انھیں قتل کیا جس سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا اور مہینہ بھر نماز میں اُن کے لئے بد دُعاء کرتے رہے اور قبیلہ رِعل، ذکوان پر لعنت کرتے رہے اور فرماتے تھے کہ عُصَیّہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کی ہے۔

۳۲۸۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قبیلہ سالم کو اللہ تعالیٰ سالم رکھے اور قبیلہ غفار کی مغفرت فرمائے۔

۳۲۸۷ — شرح : اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث میں نہایت ہی عمدہ سیاق ہے جس سے کانوں کو لذّت پہنچتی ہے اور دلوں میں کشش پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس میں کچھ تکلیف نہیں۔ بلکہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ہر ایک قبیلہ کے پہلے حروف کے مطابق اس کی جنس کے حروف سے دُعاء فرمائی۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ اس ذاتِ ستودہ صفات کا کلام ہے جو وحی کے بغیر کلام نہیں کرتی۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ اور آپ کی زبانِ پاک کی فصاحت ایسی غایت کو پہنچی ہے۔

امام بوصیری فرماتے ہیں: فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ ❊ وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ كُلِّهِمِ
فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللهِ لَيْسَ لَهُ ❊ حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

آپ کے متعلق ہمارے علم کی انتہاء صرف یہ ہے کہ آپ بشر ہیں اور آپ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ بے شک اللہ کے رسُول کی فضیلت کی کوئی حد نہیں۔ جو کوئی بولنے والا منہ سے ظاہر کرے۔

۳۲۸۸-۳۲۸۹ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ خَابُوا وَخَسِرُوا فَقَالَ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ

۳۲۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۸۸-۳۲۸۹ — ترجمہ : قبیصہ اور محمد بن بشار دونوں اپنے اسناد سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جُہینہ، مُزینہ، اَسلم اور غفار قبائل بنو تمیم، بنو اسد، بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ سے بہتر ہیں۔ ایک مرد نے کہا یہ قبیلے تو خسارہ میں پڑ گئے آپ نے فرمایا جُہینہ، مُزَینہ، اسلم اور غفار، بنی تمیم، بنو اسد، بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صَعصَعہ سے بہتر ہیں (یہ شخص اقرع بن حابس تھا جس نے کہا تھا خَابُوْا وَخَسِرُوا)۔

۳۲۹۰ — ترجمہ : محمد بن ابی یعقوب نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے اُنھوں نے اپنے والد ابو بکرہ سے سُنا کہ اقرع بن حابس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلم، غفار، مُزینہ میرا خیال ہے کہ جہینہ ابن ابی یعقوب نے شک کیا ہے۔ قبائل کے چوروں نے آپ کی بیعت کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ اگر اسلم،

إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ شَكَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَأَخْيَرُ مِنْهُمْ

۳۲۹۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ

غفار اور مُزینہ میرا خیال ہے کہ جُہینہ، بنی تمیم، بنی عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو کیا وہ خسارہ میں رہ گئے اقرع بن حابس نے کہا جی ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات ستودہ صفات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے وہ قبائل ان قبائل سے افضل ہیں۔

۳۲۹۰ — شرح: یعنی اسلم، مُزینہ اور جُہینہ قبائل بنی تمیم، بنی عامر اور اسد و غطفان سے بہتر ہیں کیونکہ ان قبائل نے بہت جلد اسلام قبول کیا اور ان میں اچھے اخلاق پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ ان کے قلوب بہت نرم ہیں۔ بنی تمیم، "مُر بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان کی اولاد ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے کئی قبائل ہیں۔ بنی اَسد"، خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر کی اولاد ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد طلحہ بن خُوَیلد کے ساتھ مل کر مرتد ہو گئے تھے۔ اور بنی تمیم بھی سجاح جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے۔ بنی عبداللہ بن غطفان، سعد بن قیس غیلان بن مُضر کی اولاد ہیں۔ عبداللہ بن غطفان کا جاہلی نام عبدالعزیٰ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے عبداللہ رکھا۔ بنی عامر صَعصَعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ کی اولاد ہیں۔ قولہ خَابُوا وَ خَسِرُوا، میں ہمزہ مقدر ہے اصل عبارت یوں ہے " أَخَابُوا وَخَسِرُوا"، کیا یہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے؟

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

۳۲۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ

۳۲۹۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبیلہ اسلم، غفار اور بعض قبیلہ مُزینہ اور جُہَینہ یا کہا بعض قبیلہ جہینہ یا مُزینہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہیں یا فرمایا وہ قیامت کے دن اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان کے قبائل سے افضل ہیں۔

۳۲۹۱ — شرح : یہ حدیث ابوہریرہ پر موقوف ہے، لیکن مسلم نے اسے مرفوع ذکر کیا ہے۔ قولہ قَالَ قَالَ، ظاہر یہ ہے کہ پہلے قَالَ کا فاعل ابوہریرہ اور دوسرے قَالَ کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فاعل ذکر نہیں کیا اس لئے یہ حدیث بصورت موقوف ہے۔ خطیب اور ابن صلاح نے کہا محمد بن سیرین کی یہ اصطلاح ہے کہ جب وہ یہ کہیں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اور دوسرے قَالَ کا فاعل ذکر نہ کریں تو اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں لہٰذا اس طرح یہ حدیث مرفوع ہے۔ جیساکہ مسلم نے اسے مرفوع ذکر کیا ہے اور دوسرے قَالَ کا فاعل صراحۃً ذکر کیا ہے۔ اسلم معطوف علیہ اور اس کے بعد معطوفات کا مجموعہ مبتداء اور خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ خبر ہے۔ قولہ شَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ، یعنی ان دونوں قبیلوں میں سے بعض لوگ۔ اس سے پہلے ابوبکرہ کی حدیث میں مطلقاً مذکور ہے اور اس حدیث نے اس کو مقید کر دیا ہے۔ قولہ أَوْ قَالَ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ یہ راوی کا شک ہے۔ یعنی ان دونوں قبیلوں کے بعض لوگ یا بعض لوگ اس قبیلہ کے اور بعض اس قبیلہ کے یعنی اس بات میں شک ہے کہ راوی نے دونوں قبیلوں کو جمع کیا ہے یا ان میں سے ایک پر اقتصار کیا ہے۔ قولہ : أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یہ بھی راوی کا شک ہے کہ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ فرمایا یا خَيْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فرمایا اس میں بھی ابوبکرہ کی حدیث کی مقید ہے۔ جبکہ ابوبکرہ کی حدیث میں مطلقاً مذکور ہے کیونکہ خیریت کا ظہور قیامت کے دن ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ذکر قحطان

۳۲۹۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

۳۲۹۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهٗ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتّٰى كَثُرُوْا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ اَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَدَاعَوْا

نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی۔ حتیٰ کہ قحطان سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے گا۔

۳۲۹۲ — شرح : حدیث میں اس شخص کا نام مذکور نہیں لیکن قرطبی نے اس کا نام جھجاہ ذکر کیا ہے۔ مسلم نے کتاب الفتن میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ زمانہ ختم نہ ہوگا حتیٰ کہ ایک شخص دنیا کا مالک ہوگا اس کو جھجاہ کہا جائے گا۔ قولہ یسوق الناس اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ لوگوں کو مسخر کرے گا اور ان کو اپنی رعیت بنائے گا۔ جیسے چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہے۔ توضیح میں ہے کہ قحطان کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ شخص جبراً خلیفہ ہوگا۔ نعیم بن حماد نے فتن میں ارطاۃ بن منذر سے ذکر کیا کہ قحطانی مہدی علیہ السلام کے بعد ہوگا اور اُن کی سیرت اختیار کرے گا اور وہ ملک میں بیس برس رہے گا (عینی) واللہ ورسولہ اعلم!

باب جاہلیت کی پکار ممنوع ہے "

۳۲۹۳ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا جبکہ آپ کے ساتھ کثیر تعداد میں مہاجرین جمع ہوئے۔ مہاجرین میں سے ایک شخص خوش طبع تھا اُس نے ایک انصاری کی پیٹھ پر تھپڑ مارا اس سے انصاری غصّہ سے بھر گیا حتیٰ کہ انہوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کو پکارا۔ انصاری نے کہا اے انصار مدد کو پہنچو اور مہاجر نے کہا اے مہاجرو مدد کو پہنچو!

وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَاْنُهُمْ فَاُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا خَبِيْثَةٌ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلٍ اَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ اَلَا نَقْتُلُ هٰذَا الْخَبِيْثَ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّهٗ كَانَ يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ پھر فرمایا واقعہ کیا ہے؟ تو آپ کو عرض کیا گیا ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پیٹھ پر تھپڑ مارا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ بُری بات ہے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کیا اُنھوں نے ہم پر پکار کی ہے؟ اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ کر گئے۔ تو جو ہم میں عزت والا ہو گا وہ کمزور کو اس سے نکال باہر کرے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کے متعلق کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس خبیث کو قتل نہ کر دیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مت کرو۔ لوگ یہ باتیں بنائیں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس حدیث میں امورِ دین کے اہتمام اور آنے والے حالات میں نظر کی طرف اشارہ ہے۔ **۳۲۹۳**

کیونکہ لوگ بظاہر دینِ اسلام قبول کرتے ہیں لیکن ان کے قلوب کے کرالفت کی طرف راہ پانا مشکل ہے۔ اگر منافق کو باطنی کفر کے باعث سزا دی جائے تو دشمنانِ دینِ اسلام لوگوں کو ایمان لانے سے نفرت دلائیں گے۔ اور یہ کہتے پھریں گے اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہ لوگ تمہیں امان دیں گے۔ ممکن ہے تم پر باطنی کفر کا الزام عائد کر کے تمہیں قتل کر دیں اور تمہارے مال و متاع پر قابض ہو جائیں۔ لہٰذا اپنی جانوں کو ان کے حوالہ نہ کرو اور اسلام سے دُور رہو اور یہ دینِ متین سے نفرت دلانے کا سبب ہے تھا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی بن سلول منافق کو قتل کرنے سے روک دیا۔ اس حدیث میں مہاجر کا نام جہجاہ انصاری کا نام سنان جہنی تھا۔

۳۲۹۴ـــ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

۳۲۹۵ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمْعَةَ بْنِ خِنْدِفٍ اَبُوْ خُزَاعَةَ

۳۲۹۴ـــ ترجمہ: مسروق نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مصیبت کے وقت رخساروں کو پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار کرے وہ ہم سے نہیں۔ (حدیث ۱۲۲۰ کی شرح دیکھیں)

باب خزاعہ کا واقعہ

۳۲۹۵ـــ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف خزاعہ کا باپ تھا۔

۳۲۹۵ـــ شرح: لُحَیّ کی لام مضموم، حاء مفتوح اور یاء مشدد۔ عمرو بن لحی مبتدا اور ابو خزاعہ خبر ہے۔ ابن قمعہ، قاف اور میم مفتوح

٣٢٩٦ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ وَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ

قاف مکسور اور میم کو مشدد مفتوح و مکسور بھی پڑھا جاتا ہے۔ بعض قاف کو مفتوح اور میم کو ساکن پڑھتے ہیں۔ ابن خِندِف" کی خاء مکسور، نون ساکن اور دال مکسور یا مفتوح ہے اور آخر میں فاء ہے یہ غیر منصرف ہے اور ایک قبیلہ کی ماں ہے۔ اور "قمعہ" ماں کی طرف منسوب ہے ورنہ اس کے باپ کا نام "الیاس بن مضر" ہے اور ابو خزاعہ قبیلہ "اَزد" کا باپ ہے۔

ترجمہ ٣٢٩٦ — : زہری نے کہا میں نے سعید بن مسیب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "بحیرہ" وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکا جائے اسے کوئی شخص نہیں دوہ سکتا۔ سائبہ" وہ جانور ہیں جنہیں وہ اپنے بتوں کے لئے چھوڑتے تھے اور ان پر کوئی شئ نہیں لادی جاتی تھی۔ انھوں نے کہا کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر بن لُحَیّ خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیاں دوزخ میں کھینچ رہا تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے بتوں کے لئے جانور چھوڑے تھے۔

شرح ٣٢٩٦ — : اہل جاہلیت کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ بچوں کو جنم دے لیتی اور پانچواں بچہ مذکر ہوتا تو وہ اونٹنی کا کان کاٹ دیتے اور اسے آوارہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس پر سواری اور اس کا دودھ اپنے لئے حرام قرار دیتے تھے اور اس کو کسی چراگاہ اور پانی سے روکا نہ جاتا تھا اس طرح وہ بتوں کی تعظیم کیا کرتے تھے، "طاغوت"، شیطان یا ہر وہ شخص ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنے میں پیش پیش ہو۔ "سائبہ" جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا یا بیمار ہو جاتا تو کہتا تھا اگر میں اپنے سفر سے واپس آگیا یا اس بیماری سے تندرست ہو گیا تو میری اونٹنی سائبہ ہے۔ اور اس کا ہر نفع اپنے لئے حرام

قِصَّةُ اِسْلَامِ اَبِیْ ذَرٍّ

بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ

۳۲۹۷۔ حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ اَخْزَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَیْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُثَنَّی بْنُ سَعِیْدِ الْقَصِیْرُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اِلَا اُخْبِرُکُمْ بِاِسْلَامِ اَبِیْ ذَرٍّ

وکردیا تھا جیسے بحیرہ سے انتفاع حرام کرتے تھے۔ عمرو بن عامر، ابن قمعہ کے بچوں میں سے ہے اور وہی عمرو بن لحیّ ہے۔ عامر نام اور لحیّ لقب ہے یا ایک اس کے باپ کا نام اور دوسرا اس کے دادوں میں سے کسی دادے کا نام ہے۔ اسی لئے بعض روایات میں عمرو بن لحی مذکور ہے اور بعض میں عمرو بن عامر ہے۔ یہ چند جانور ہیں جو مشرک اپنے بتوں کی تعظیم کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور ان کو اپنے لئے حرام کر دیتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی سخت تردید کی ہے کہ یہ جانور ان کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی جانور کسی کے لئے نامزد کر دیا جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا اور اس کو ذبح کرکے کھانا جائز ہے اور "ما اہل بہ لغیر اللہ" کے مفہوم میں داخل نہیں کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے جو بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث میں حضرت ابو ذر کے اسلام لانے کا واقعہ مذکور ہے"

آبِ زمزم کا واقعہ

۳۲۹۷ — ترجمہ: ابو جمرہ نے کہا ابن عباس نے ہمیں کہا۔ کیا میں تمہیں ابو ذر کے اسلام لانے کی خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (ضرور بیان کرو)

اُنھوں نے کہا۔ ابو ذر نے کہا۔ میں قبیلہ غفار میں سے ہوں۔ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص مکہ میں ظاہر ہوا ہے جو خیال کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو اُس نے اپنے بھائی سے کہا تم اِس شخص کے پاس جاؤ اور اُس سے بات کرو اور مجھے اس کی خبر دو۔ چنانچہ میرا بھائی گیا اور ان سے ملاقات کرکے واپس آیا تو میں نے کہا۔ کیا خبر لائے ہو؟ میرے بھائی نے کہا بخدا! میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ اچھی بات کا حکم (نیکی) کا حکم دیتے ہیں برائی سے منع کرتے ہیں

قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ قَالَ اَبُوْذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِّنْ غِفَارٍ فَبَلَغَنَا اَنَّ رَجُلًا
قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِاَخِيْ اِنْطَلِقْ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ
وَكَلِّمْهُ وَأْتِنِيْ بِخَبَرِهٖ فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ مَا عِنْدَكَ
فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَّاْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ فَقُلْتُ
لَهٗ لَمْ تَشْفِنِيْ مِنَ الْخَبَرِ فَاَخَذْتُ جِرَابًا وَّعَصًا ثُمَّ اَقْبَلْتُ اِلٰى مَكَّةَ
فَجَعَلْتُ لَا اَعْرِفُهٗ وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْاَلَ عَنْهُ وَاَشْرَبُ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ
وَاَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَّ بِيْ عَلِيٌّ فَقَالَ كَاَنَّ الرَّجُلَ غَرِيْبٌ قَالَ
قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ فَانْطَلِقْ اِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ لَا يَسْاَلُنِيْ عَنْ
شَيْءٍ وَّلَا اُخْبِرُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ لِاَسْاَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ
اَحَدٌ يُّخْبِرُنِيْ عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ فَمَرَّ بِيْ عَلِيٌّ فَقَالَ اَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ
مَنْزِلَهٗ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ مَعِيْ قَالَ فَقَالَ مَا اَمْرُكَ وَ
مَا اَقْدَمَكَ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ اَخْبَرْتُكَ

میں نے اسے کہا تم نے اس خبر سے میری تسلی نہیں کی پھر میں نے توشہ دان اور عصا لیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ میں آپ کو پہچانتا نہیں تھا اور ان سے متعلق کسی سے دریافت کرنے کو بھی اچھا نہ سمجھتا تھا۔ میں آب زمزم پیتا رہا اور مسجد میں رہا (ایک دفعہ) میرے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور کہنے لگے یہ شخص مسافر ہے۔ میں نے کہا جی ہاں (میں مسافر ہوں) اُنھوں نے فرمایا ہمارے گھر چلو۔ میں ان کے ہمراہ چل دیا (راہ میں) اُنھوں نے مجھے کوئی شئ نہ پوچھی اور نہ ہی میں نے اُن سے کچھ بیان کیا۔ جب صبح ہوئی تو میں مسجد میں گیا۔ تاکہ آپ کے متعلق دریافت کروں لیکن کوئی شخص مجھے آپ کے متعلق کچھ خبر نہ دیتا تھا۔ پھر میرے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور کہا کیا اس شخص کے لئے ابھی تک اپنی قیام گاہ پہچاننے کا وقت قریب نہیں آیا؟ میں نے کہا جی نہیں۔ اُنھوں نے کہا میرے ساتھ چلو۔ پھر مجھے کہا تمہارا کیا مقصد ہے اور اس شہر

قَالَ فَاِنِّیْ اَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهٗ بَلَغَنَا اَنَّهٗ قَدْ خَرَجَ هٰهُنَا رَجُلٌ یَّزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَاَرْسَلْتُ اَخِیْ لِیُکَلِّمَهٗ فَرَجَعَ وَلَمْ یَشْفِنِیْ مِنَ الْخَبَرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَلْقَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَمَا اَنَّكَ قَدْ رَشَدْتَّ هٰذَا وَجْهِیْ اِلَیْهِ فَاتَّبِعْنِیْ اُدْخُلْ حَیْثُ اَدْخُلُ فَاِنِّیْ اِنْ رَاَیْتُ اَحَدًا اَخَافُهٗ عَلَیْكَ قُمْتُ اِلَی الْحَائِطِ کَاَنِّیْ اُصْلِحُ نَعْلِیْ وَامْضِ اَنْتَ فَمَضٰی وَمَضَیْتُ مَعَهٗ حَتّٰی دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهٗ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اَعْرِضْ عَلَیَّ الْاِسْلَامَ فَعَرَضَهٗ فَاَسْلَمْتُ مَکَانِیْ فَقَالَ لِیْ یَا اَبَا ذَرٍّ اُکْتُمْ هٰذَا الْاَمْرَ وَارْجِعْ اِلٰی بَلَدِكَ فَاِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَاَقْبِلْ فَقُلْتُ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاَصْرُخَنَّ بِهَا بَیْنَ اَظْهُرِهِمْ فَجَاءَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَقُرَیْشٌ فِیْهِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّ

میں تمہیں کون لایا ہے۔ میں نے ان سے کہا اگر آپ بات راز میں رکھیں تو میں آپ سے بیان کرتا ہوں۔ حضرت علی نے کہا (کوئی حرج کی بات نہیں) میں بات راز میں رکھوں گا۔ میں نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہاں ایک شخص ظاہر ہُوا ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے میں نے اپنا بھائی بھیجا تھا کہ وہ اُن سے گفتگو کرے لیکن وہ واپس آیا اور حالات سے مجھے مطمئن نہ کیا اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ میں خود اُن سے ملوں۔ حضرت علی نے کہا یقین کرلو۔ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہو۔ میں ادھر جا رہا ہوں تم میرے پیچھے چلے آؤ اور جہاں میں داخل ہوں وہاں تم بھی داخل ہو جاؤ۔ میں اگر راستہ میں کسی کو دیکھوں جس سے تمہارے لئے خطرہ محسوس کروں۔ تو میں دیوار کے پاس ٹھہر جاؤں گا تاکہ یہ معلوم ہو کہ میں اپنا جوتا درست کر رہا ہوں تو تم آگے گزر جاؤ (میرے پاس کھڑے نہ ہونا) چنانچہ وہ چل دیئے اور میں ان کے ساتھ چلتا رہا۔ حتی کہ وہ ایک مکان میں داخل ہو گئے تو میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھ پر اسلام پیش کریں۔ آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا تو میں اسی جگہ مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابا ذر! اس بات کو راز میں رکھو اور اپنے گھر

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَقَالُوْا قُوْمُوْا اِلٰى
هٰذَا الصَّابِئِ فَقَامُوْا فَضُرِبْتُ لِاَمُوْتَ فَاَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ
عَلَيَّ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ وَ
مَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلٰى غِفَارٍ فَاَقْلَعُوْا عَنِّيْ فَلَمَّا اَنْ اَصْبَحْتُ الْغَدَ
رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْاَمْسِ فَقَالُوْا قُوْمُوْا اِلٰى هٰذَا
الصَّابِئِ فَصُنِعَ بِيْ مِثْلَ مَا صُنِعَ بِالْاَمْسِ فَاَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ
فَاَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ بِالْاَمْسِ قَالَ فَكَانَ هٰذَا اَوَّلَ
اِسْلَامِ اَبِيْ ذَرٍّ

واپس چلے جاؤ۔ جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر پہنچے تو ہمارے پاس آنا۔ میں نے عرض کیا اس ذاتِ ستودہ
صفات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں قریش میں اس کو زور سے ذکر کروں گا۔ پھر مسجد
میں آیا جبکہ قریش وہاں موجود تھے اور کہا اے قریش کی جماعت! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود
نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ لوگوں نے کہا اس بے دین کی
طرف اُٹھو۔ لوگ میرے پاس آئے اور مجھے بہت پیٹا گیا تاکہ میں مر جاؤں۔ اتنے میں حضرت عباس میرے
پاس آئے اور میرے اُوپر گر پڑے۔ پھر قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تمہاری ہلاکت ہو تم قبیلۂ غفار
کے مرد کو قتل کر رہے ہو۔ حالانکہ تمہاری تجارتی منڈی اور گزرگاہ قبیلہ غفار کی طرف سے ہے۔ چنانچہ وہ لوگ
رُک گئے جب آئندہ روز کی صبح ہوئی تو میں لوٹا اور وہی کہا جو کل کہا تھا۔ اُنھوں نے کہا اس بے دین کی طرف
اُٹھو تو میرے ساتھ وہی کیا گیا جو کل کیا گیا تھا۔ پھر عباس میرے پاس آئے اور میرے اُوپر اوندھے منہ گر پڑے
اور وہی کلام کیا جو کل کیا تھا۔ ابوذر نے کہا یہ ابوذر کے اسلام کی ابتداء ہے۔

۳۲۹۷ —— شرح : اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام
ہیں۔ لیکن اعلانِ نبوّت کے طویل مدّت کے بعد وہ مشرف
باسلام ہوئے تھے۔ صحیح تر یہ ہے کہ بعثت کے وقت ان کی عمر دس برس تھی۔ بعض لوگ اس سے کم بتلاتے ہیں
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوذر بعثت کے دو سال سے زائد مدت بعد مسلمان ہوئے تھے۔

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

۳۲۹۹ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ اَبِی بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا سَرَّكَ اَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلٰثِیْنَ وَمِائَةٍ فِی سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَیْرِ عِلْمٍ اِلٰی قَوْلِهٖ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ

باب ــــ عربوں کی جہالت

۳۲۹۹ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تیری خواہش ہے کہ عربوں کی جہالت معلوم کرے تو سورۂ انعام میں ایک سوتیس سے اُوپر والی آیات پڑھو۔ وہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے جنھوں نے جہالت کے باعث بیوقوفی سے اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو ان کو حلال چیزیں دی تھیں ان کو حرام کرلیا صرف اللہ تعالیٰ پر افتراء بازی سے یقیناً وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور وہ کبھی سیدھی راہ پہ چلنے والے نہیں!

۳۲۹۹ ــــ شرح : یعنی وہ لوگ غربت اور فقر کے ڈر سے اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ یہ عربوں کی جہالت اور نادانی تھی۔ کیونکہ فقر اگرچہ تکلیف دہ ہے لیکن قتل اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ نیز قتل فیصلہ کن اذیت ہے اور فقر کی اذیت موہوم ہے۔ عربوں کا قطعی طور پر اذیت پہنچانے والی شئی کو جو قتل ہے اختیار کرلینا اور موہوم کو ترک کردینا بہت بڑی جہالت تھی۔ کیونکہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کا رازق ہے وہ اس بے علمی میں لڑکیوں کو قتل کردیتے تھے۔ قَدْ ضَلُّوْا ،، کے بعد ،، وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ،، کو ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ کبھی انسان گمراہ ہوجانے کے بعد حق کی طرف لوٹ آتا ہے اور ہدایت پاتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس قدر گمراہ ہوچکے ہیں کہ انھیں ہدایت کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس میں ان کی انتہائی مذمت ہے۔ یہ آیت کریمہ ربیعہ، مضر اور

بَابُ مَنِ انْتَسَبَ اِلٰى اٰبَآئِهٖ فِى الْاِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْكَرِيْمَ ابْنَ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

۳۳۰۰ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا اَبِىْ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ ثَنِىْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

کنانہ کے علاوہ بعض عربوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ فاقہ کے ڈر سے زندہ لڑکیوں کو دفن کر دیا کرتے تھے البتہ بنی کنانہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جس نے اپنے آپ کو اسلام یا زمانۂ جاہلیّت میں اپنے باپ دادا کی طرف منسوب کیا،،

حضرت عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا کہ کریم بن کریم بن کریم بن کریم، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور براء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے یُوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ بِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ وَقَالَ لَنَا قَبِيْصَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُمْ قَبَآئِلَ قَبَآئِلَ

۳۳۰۱ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا اُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اشْتَرِيَا اَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ لَا اَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلَانِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمَا —

یوسف علیہ السلام کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی ان کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اور براء کی روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو اپنے جد امجد عبدالمطلب کی طرف منسوب کیا۔ ان دونوں روایتوں میں باب کے دونوں عنوانوں سے مناسبت ظاہر ہے۔

۳۳۰۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" یعنی اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے پکارا کہ اے بنی فہر، اے بنی عدی یہ قریش کے چھوٹے قبیلے ہیں۔ قبیصہ نے ہم سے کہا ہمیں سفیان نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابن عباس سے بیان کیا کہ جب یہ آیت کریمہ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" نازل ہوئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے تمام قبائل کو بلانا شروع کیا۔

۳۳۰۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بنی عبد مناف تم اپنی جانیں اللہ سے خریدلو اے بنی عبدالمطلب

تم اپنی جانیں اللہ سے خرید لو۔ اے زُبیر بن عوام کی ماں رسول اللہ کی پھوپھی اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ،، تم اپنی جانیں اللہ سے خرید لو۔ میں تمہارے لئے اللہ سے کسی شئ کا مالک نہیں۔ تم وہ چیز مجھ سے لو جو میرے اختیار میں ہے۔

۳۳۰۰ - ۳۳۰۱

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور لوگ تو فروخت کرنے والے ہیں خریدار نہیں ہیں تو حدیث میں اشتراء (خریدو) کا معنی کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عَبد کے دو اعتبار ہیں۔ ایک اعتبار سے وہ اپنی جان کو اللہ کے عذاب سے بچاتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ خریدار ہے اور ایک ، اعتبار سے وہ ثواب حاصل کرتا ہے اس لحاظ سے وہ بائع ہے۔ حدیث کا معنٰی یہ ہے کہ تم اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے۔ بچالو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تدریجًا ہر طبقہ کو آواز دی اور شاہزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اعلام کی انتہاء کی ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اسلام کی طرف بلایا۔ تاکہ جب ان پر حجتِ دعوت قائم ہو جائے تو دوسری مخلوق پر بھی حجت قائم ہوگی۔ جن کو تبلیغ کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا " سَلَاوْنِیْ مِنْ مَالِیْ مَاشِئْتُمَا ،، اس سے بظاہر ذہن اس طرف جاتا ہے کہ آپ نے انہیں مال کے سوال کی ترغیب دلائی ہے لیکن درحقیقت مفہوم کچھ اور ہے وہ یہ کہ مِنْ مَالِیْ ،، دراصل " مِمَّالِیْ ،، ہے۔ کاتب نے حروف کو علیحدہ علیحدہ تحریر کر دیا ہے۔ اور ممّالی ،، کی تقدیر پر حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو چیز میرے اختیار میں ہے اس کا سوال مجھ سے کر سکتے ہو اور جو میرے اختیار سے باہر ہے۔ اس کا سوال نہیں کر سکتے ہو۔ یہ امر مسلّم الثبوت ہے کہ کفار کے لئے شفاعت آپ کے اختیار میں نہیں۔ کیونکہ ان کی مغفرت محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ ،، اللہ کفر کو نہیں بخشے گا۔ یہ اللہ نے خبر دی ہے جس کا خلاف محال ہے اور محال مقدور نہیں۔ لہذا کفار کی مغفرت مقدور نہیں ہے۔ اسی لئے قبائل کو پکارا اور فرمایا اب اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے بچا لو اور اسلام قبول کر لو ورنہ قیامت میں تمہاری شفاعت میرے اختیار میں نہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تحذیر میں مساوی مقام دیا تاکہ لوگوں کے دل اس بات پر مطمئن ہوں کہ تبلیغ میں سب مساوی ہیں۔ ورنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور قیامت میں جب وہ پل صراط پر گزرنا چاہیں گی تو اہل محشر کو حکم ہوگا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور سر جھکا لیں حتیٰ کہ سیدہ پل صراط سے گزر جائے۔ اس عظیم انعام کے ہوتے ہوئے کیسے ممکن ہے کہ تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکوں گا سیدہ رضی اللہ عنہا کی یہ عظمت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بدولت ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ عَظَّمَ شَانَ نَبِیِّہٖ حَیْثُ یَتَحَیَّرُ فِیْہَا الْعُقُوْلُ ،،

بَابُ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

۳۲۰۱ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ خَاصَّةً فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ اَحَدٌ مِّنْ غَيْرِكُمْ قَالُوْا لَا اِلَّا ابْنُ اُخْتٍ لَّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ

باب ـــ قوم کا بھانجہ اور مولی ان ہی میں شمار ہوتا ہے

۳۲۰۱ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور فرمایا کیا اس جگہ تمہارے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے۔ لوگوں نے کہا جی نہیں صرف ہمارا بھانجہ موجود ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کا بھانجہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔

۳۲۰۱ ـــ شرح : اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا ہے کہ جب وارثوں میں صاحبِ فرض اور عصبہ نہ ہو تو ترکہ ذوالارحام میں تقسیم کیا جائے گا اور ماموں وارث ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ذوالارحام میں شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ طبرانی میں عتبہ بن غزوان کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن قریش سے فرمایا۔ کیا یہاں تمہارے علاوہ کوئی اور موجود ہے۔ انھوں نے کہا صرف ہمارا بھانجہ عتبہ بن غزوان ہے۔ آپ نے فرمایا قوم کا بھانجہ قوم میں ہی شمار ہے۔ نیز طبرانی میں عمرو بن عوف کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا وارث ماموں ہے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ ذوالارحام کو وارث نہیں خیال کرتے ہیں۔ اور یہ حدیث ان پر حجت قائم ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ قِصَّةِ الْحَبْشِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيْ اَرْفِدَةَ

۳۳۰۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ اَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ اَمْنًا بَنِيْ اَرْفِدَةَ يَعْنِي الْاَمْنَ

باب حبشیوں کا قصہ

اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد : اے بنی ارفدہ

۳۳۰۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے جبکہ ان کے پاس دو لڑکیاں ایام منیٰ میں دف بجا رہی تھیں اور گا رہی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے ابوبکر صدیق نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھا کر فرمایا اے ابابکر انہیں چھوڑ دیں یہ عید کے دن ہیں اور منیٰ کے دن ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھے پردہ کر رہے تھے اور میں حبشیوں کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ وہ مسجد میں گتکا بازی کر رہے تھے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

۳۳۰۳ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِي فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو الْهَيْثَمِ نَفَحَتِ الدَّابَّةُ إِذَا رَمَحَتْ بِحَوَافِرِهَا وَنَفَحَهُ بِالسَّيْفِ إِذَا تَنَاوَلَهُ مِنْ بَعِيدٍ

ابوبکر صدیق نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں چھوڑ دیجیے اے بنی ارفدہ تم آرام سے اپنے کرتب میں رہو۔

۳۳۰۲ — شرح : یعنی اے بنی ارفدہ تم آرام اور امن و امان سے اپنے کام میں مشغول رہو تمہیں کوئی منع نہیں کرے گا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں "یعْنِی من الْاَمْنِ" سے کیا غرض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ اَمْن سے مشتق ہے جو خوف کی ضد ہے۔ ایمان سے مشتق نہیں۔ حدیث ع۹۰۸، ع۹۱۰ کی شرح دیکھیں ''

باب جس نے یہ پسند کیا کہ اس کے نسب کو گالی نہ دی جائے

۳۳۰۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حسان بن ثابت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا میرے نسب کا کیا حال ہوگا۔ حسان نے کہا میں آپ کو ان سے ایسے نکال لوں گا جیسے

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسمآءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلُ اللّٰهِ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ الآیۃ وقولہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ وقولہ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ

بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے اور عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ کے پاس حسان کو سب وشتم کرنا شروع کیا تو اُنھوں نے فرمایا اسے بُرا بھلا مت کہو کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھگڑا کیا کرتا تھا۔

شرح: یعنی حضور نے فرمایا اے حسان تو قریش کی ہجو کیسے کرے گا حالانکہ میرا نسب ان کے نسب سے ملا ہُوا ہے۔ حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ

۳۳۰۳

میں آپ کا نسب اُن کے نسب سے ایسے نکال دوں گا جیسے بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے اور ان کے نسب کی ہجو ہوگی آپ کا نسب محفوظ رہے گا اور ان کی ہجو سے آپ کے نسب شریف کو بہترین طریقہ سے نکال لوں گا اور آپ کے نسب کے کسی جزو کو ہجو میں شامل نہیں ہونے دوں گا جیسے آٹے سے بال کو نکال لیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی ذرہ باقی نہیں رہتا بال کو اس لئے خاص کیا کہ یہ آٹے سے صاف نکل آتا ہے اور اس کے ساتھ آٹا نہیں لگتا بخلاف کسی اور سخت شئی کے اس کے ساتھ آٹا چمٹا رہتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے انساب دریافت کرے کیونکہ وہ انساب کے جاننے میں ماہر ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

"یُنَافِحُ" کا معنی مدافعت ہے۔ یعنی حضرت حسان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دشمنوں کی مدافعت کیا کرتے تھے!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءِ گرامی کے متعلق روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: محمد اللہ کے رسول ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" اور

۳۳۰۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنِیْ مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِیْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ يَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ

جو آپ کے ساتھی ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں بہت سخت ہیں اور اللہ کا ارشاد میرے بعد نبی آئے گا جس کا نام احمد ہے!"

شرح : محمد بابِ تفعیل سے مبالغہ کے لئے ہے اور احمد برائے تفضیل ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نام احمد ہے کیونکہ یہ نام پہلی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور آپ کا اسم گرامی محمد قرآن کریم میں مذکور ہے۔ یہ اس لئے کہ لوگوں کے تعریف کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف کی۔ اسی طرح قیامت میں اللہ تعالیٰ آپ کی تعریف کریگا اور آپ کی شفاعت قبول کرے گا اور لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔ لواءِ حمد آپ کے دستِ اقتدار میں ہوگا اور مقامِ محمود میں آپ جلوہ افروز ہوں گے جس کی پہلے اور پچھلے سب لوگ تعریف کریں گے۔ قرآن کریم میں ہے "عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا"، آپ کے لئے کھانے، پینے، سفر سے واپسی اور دُعاء کے بعد حمد مشروع ہے۔ اور آپ کی امّت کا نام حَمَّادُوْن رکھا گیا ہے یعنی حمد کرنے والی امّت۔ بعض علماء نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آسمانوں میں احمد، زمین میں محمود اور دُنیا میں محمد ہے اور بعض نے کہا تمام انبیاء کرام حمّاد ہیں "حمد کرنے والے" اور ہمارے نبی احمد ہیں بہت حمد کرنے والے اور بعض نے کہا تمام انبیاء کرام محمود ہیں اور ہمارے نبی احمد ہیں یعنی آپ زیادہ مناقب و محاسن والے ہیں۔ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی ترکیب میں کئی احتمال ہیں۔ لفظ محمد مبتداء محذوف کی خبر ہے اور وہ هُوَ ہے۔ اس سے پہلے "هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ" حذفِ مبتداء کا قرینہ ہے یعنی ہو محمد یا محمد مبتداء ہے۔ "رَسُوْلُ اللّٰهِ" عطفِ بیان ہے اور "وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" کا مبتداء پر عطف ہے اور اَشِدَّآءُ سب کی خبر ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ اور آپ کے اصحاب کفار پر سختی کرنے والے ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ لفظ محمد مبتداء اور رسول اللہ خبر ہو۔ محمد رسول اللہ والذین مع رسُول اللہِ "، اور مع پر وقف مستحسن ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حواریوں کو خوشخبری دی کہ آن کے بعد احمد تشریف لا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عظیم رسول

۳۳۰۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ

ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا ہمارے بعد کوئی امت ہوگی تو انھوں نے فرمایا ہاں ہمارے بعد امتِ احمد آنے والی ہے جو حکماء، علماء ربانی اور ابرار و اتقیاء ہوں گے۔"

۳۳۰۴ — ترجمہ: محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ اسماء گرامی ہیں۔ میں محمد اور احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ اور میں حاشر ہوں۔ تمام لوگ میرے قدموں تلے جمع ہوں گے اور میں عاقب ہوں۔

۳۳۰۴ — شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ "ماحی وغیرہ" صفت ہے۔ اسم نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بکثرت صفت پر اسم کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ پوچھے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ان پانچ سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ خاتم النبیین، نبی الرحمت اور ان کے علاوہ کثیر صفات ہیں۔ حتیٰ کہ ابوبکر بن عربی نے عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی میں بعض علماء سے نقل کیا کہ اللہ کے ایک ہزار نام ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار نام ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں اور ایک عدد اس سے زیادہ عدد کی نفی نہیں کرتا بعض علماء نے کہا ان پانچ پر اقتصار اس لئے کیا ہے کہ یہ پہلی کتابوں میں موجود ہیں اور پہلی امتیں یہ جانتی تھیں" حدیث میں تیسرا نام "ماحی" ذکر کیا ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کافروں کو مٹاتا ہے۔

چوتھا نام "حاشر" ذکر کیا اور اس کی یہ تفسیر کی کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔ "قدمی" میں یاء کو مخفف اور مشدد پڑھا جاتا ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ لوگ میرے بعد قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور میں سب سے پہلے اٹھوں گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے سب سے پہلے میری قبر کھلے گی۔ پانچواں نام عاقب ہے اس کی تفسیر یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ تمام نبیوں کے بعد تشریف لائے ہیں۔ دلائل بیہقی میں عاقب کی تفسیر خاتم سے کی ہے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۳۰۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ

۳۳۰۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَكْمَلَهَا وَاَحْسَنَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ

فرمایا کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے قریش کی گالیاں اور لعنت کیسے دفع کرتا ہے۔ وہ "مذمّم" کو گالی دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ہوں"

۳۳۰۵ — شرح : یعنی کفارِ مکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو بدل کر اس کی ضد مذمم ذکر کرتے اور مذمم کو گالی دیتے تھے حالانکہ آپ کا نام محمد ہے یعنی بہت زیادہ اچھی خصلتوں والے قوان کی اس تحویل و تصریف سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی گالی گلوچ اور لعن طعن سے بچایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جد امجد عبدالمطلب کو یہ الہام کیا تھا کہ وہ آپ کا نام محمد رکھیں کیونکہ آپ بہترین اخلاق پر فائز تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے لقب آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ابولہب کی بیوی "عوراء" نے کہا ہ

مُذَمَّمٌ قَلَيْنَا وَدِيْنَهٗ اَبَيْنَا وَ اَمْرَهٗ عَصَيْنَا "

یعنی ہم نے مذمم سے دشمنی کی۔ اس کے دین سے انکار کیا اور اس کے حکم کی نافرمانی کی

باب — خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

۳۳۰۶ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور انبیاء کی مثال ایک مرد جیسی ہے جس نے مکان بنایا اس کو مکمل اور خوبصورت کیا صرف ایک اینٹ کی جگہ

۳۳۰۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بُنْيَانًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَتَعَجَّبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

خالی چھوڑ دی لوگ اس میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش اس اینٹ کی جگہ خالی نہ چھوڑی جاتی ۔

۳۳۰۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا اور اسے بہت خوبصورت کیا مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ۔ لوگ اس کو دیکھتے اور خوش ہوتے اور کہتے یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں ۔ اور میں خاتم النبیین ہوں ۔

۳۳۰۶ تا ۳۳۰۷ — شرح : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث لَوْلَا مَوْضَعُ اللَّبِنَةِ ، میں "موضع" مبتداء مرفوع ہے اس کی خبر محذوف ہے اور وہ لَكَانَ بِنَاءُ الدَّارِ كَامِلًا ، ہے ۔ یعنی اگر اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی تو مکان مکمل ہو جاتا ۔ اسماعیلی نے اس روایت میں کچھ اضافہ ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے وَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ خَتَمْتُ الْاَنْبِيَاءَ ۔ یعنی میں اینٹ کی جگہ ہوں کیونکہ میں نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے ۔ اس حدیث میں انبیاء کرام علیہم السلام کو اور جس مقصد کے لئے ان کو بھیجا گیا ہے اور وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کی طرف راہ نمائی ہے کو اس مکان سے تشبیہ دی جس کی بنیادیں مضبوط بنائی گئی ہوں اور اس کو مکمل کر لیا ہو لیکن ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تتمیم اخلاق کے لئے مبعوث ہوئے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے " اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ " لہٰذا آپ وہ اینٹ ہیں جس سے باقی ماندہ مکان کی تکمیل ہوتی ہے ۔ اور مکارم اخلاق کی تکمیل آپ نے کی ہے ۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قادیانوں کا دعویٰ کہ مرزا غلام احمد بھی نبی ہے محض باطل ہے ۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجراء نبوت کا

بَابُ وَفَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهٗ

امکان نہیں رہا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی اور نبی کو تجویز کرنا ممکن ہے۔ "واللہ الہادی"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اینٹ کی جگہ ایک کونہ میں ذکر کی ہے۔ چنانچہ مسلم نے ہمام کے طریق سے "مِنْ زَوَایَاہُ" ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اینٹ مکان کے لئے بنیادی حیثیت نہیں رکھتی کہ اس کے بغیر مکان کا وجود ختم ہو جائے۔ بلکہ یہ اینٹ مکان کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہے اور مکان کو خوبصورت کرتی ہے ورنہ لازم آئے گا کہ اس کے بغیر مکان ناقص رہے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ ہر نبی کی شریعت اس زمانہ میں کاملہ تھی۔ تو مقصد یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام شرائع سے اکمل اور احسن ہے۔ جبکہ پہلے نبیوں کی شریعتیں کامل اور حسن تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کے افہام تفہیم کے لئے مثال بیان کرنا مستحسن ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر قصرِ نبوت کی تکمیل کی ہے اور احکامِ دین کو مکمل کیا ہے۔

واللہ سبحانہٗ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

۳۳۰۸ — ترجمہ: عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جبکہ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔ ابنِ شہاب نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

۳۳۰۸ — شرح: صحیح تر قول یہی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث ۴۱۵۴ میں

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۰۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ

۳۳۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ

۳۳۱۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وفات پائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ سہیلی نے روض میں ذکر کیا کہ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں پیر کے روز وفات پائی۔ البتہ تاریخ وفات میں مختلف اقوال ہیں۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ ہجری میں بارہ ربیع الاول کو پیر کے روز سات جون ۶۳۲ عیسوی میں چاشت کے وقت وفات پائی جبکہ بارہ ربیع الاول ہی کو پیر کے روز چاشت کے وقت مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تھے۔ مزید تفصیل باب وفات النبی حدیث ۴۱۵۴ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت

۳۳۰۹ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کہا یا ابا القاسم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میرا نام رکھ لیا کرو اور کنیت نہ رکھو!

۳۲۱۰ ـــــ **ترجمہ** : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میرا نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت نہ رکھو!

۳۲۱۱ ـــــ **ترجمہ** : ابن سیرین نے کہا میں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام تو رکھ لیا کرو۔ میری کنیت نہ رکھو!

۳۲۰۹ تا ۳۲۱۱ ـــــ **شرح** : اِن احادیث میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کا ذکر ہے

کُنیت کنایہ سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کَنَیْتُ عَنِ الْاَمْرِ بِکَذَا، جب کہ وہ لفظ ذکر کیا جائے جو صراحۃً اس پر دلالت نہ کرے۔ عربوں میں کنیت شائع ذائع ہے۔ بعض تو وہ لوگ ہیں کہ ان کی کنیت غالب ہے اور نام غیر معروف ہے جیسے ابوطالب ان کا نام عمران ہے اور ابولہب اس کا نام عبدالعزیٰ ہے۔ بعض کا نام مشہور ہے اور کنیت معروف نہیں جیسے عمر فاروق ان کی کنیت ابوالحفص ہے۔ اور بعض کے نام اور کنیت دونوں معروف ہیں۔

بہر حال کنیت، نام اور لقب سب عَلم ہیں لیکن کُنیت وہ ہے جس سے پہلے اَب یا اُم ہو۔ اور لقب وہ ہے جو مدح یا ذم ظاہر کرے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کُنیت ابوالقاسم ہے کیونکہ آپ لوگوں میں مال و دولت اور دیگر اشیاء تقسیم کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عطاء کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن دحیہ سے ذکر کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم اس لئے ہے کہ آپ قیامت میں لوگوں میں جنت تقسیم کریں گے یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے شاہزادے حضرت قاسم علیہ السلام کی نسبت ابوالقاسم کنیت رکھی ہو۔ بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب آپ کے شاہزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا تولّد ہوا جو ماریہ کے بطن سے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف میں اس کے متعلق کچھ واقع ہونے والا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا السلام علیکم یا ابا ابراہیم اس کو ابن سعد نے بھی ذکر کیا ہے توضیح میں آپ کی کنیت ابوالارامل بھی ذکر کی ہے۔ حدیث شریف میں ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع کیا گیا ہے لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی تھا۔ آپ کی وفات کے بعد ابوالقاسم کنیت رکھنی جائز ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا یا رسُول اللہ اگر آپ کے بعد میرا بیٹا پیدا ہو تو میں اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہوں؟

بَابٌ ۳۳۱۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا الْفَضْلُ ابْنُ مُوْسٰى عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ رَاَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ ابْنَ اَرْبَعٍ وَّتِسْعِيْنَ جَلْدًا مُعْتَدِلًا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهٖ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ اِلَّا بِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالَتِيْ ذَهَبَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ شَاكٍ فَادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ فَدَعَا لِيْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکھ لینا ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب

۳۳۱۲ — ترجمہ : جُعیدبن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے سائب بن یزید کو اُن کی چورانوے[۹۴] برس کی عمر میں قوی وتندرست دیکھا ۔ اُنھوں نے کہا (سائب) میں جانتا ہوں کہ میری سماعت اور بصارت کو صرف جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ءسے فائدہ پہنچ رہا ہے ۔ کیونکہ میری خالہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی اور عرض کیا یارسُول اللہ یہ میرا بھانجہ بیمار ہے آپ اللہ سے دُعاء کریں تو آپ نے میرے لئے دُعاء فرمائی"

۳۳۱۲ — شرح : یہ باب پہلے باب کی نسبت اس کی فصل ہے ۔ کیونکہ جن الفاظ سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا جانا تقاوہ "یا محمد" یا اباالقاسم اور یارسول اللہ"، تھے لیکن ادب یہ ہے بلکہ احسن یہ ہے کہ آپ کو وہ یارسُول اللہ" کہہ کر پُکارا جائے ۔ یہ حدیث اس کو متضمن ہے ۔ اس طرح اس کا پہلی حدیث سے تعلق ہے لہٰذا یہ باب بمنزلہ فصل ہُوا ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شیخ سراج الدین بن ملقن صاحب التوضیح نے ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ بہت نام ہیں لیکن آپ کو "یارسُول اللہ" کہہ کر پکارا جائے ۔ جیسے حضرت سائب رضی اللہ عنہ کی خالہ نے پکارا تھا ۔ سائب کی والدہ کا نام عُلبہ بنت شریح ہے ۔ وہ مخرمہ بن شریح کی ہمشیرہ ہیں ان کی خالہ کا نام معلوم نہیں ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ خَاتِمِ النُّبُوَّةِ

۳۳۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَقِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتِمٍ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلصَّحِيْحُ الرَّاءُ قَبْلَ الزَّايِ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مہرِ نبوّت

۳۳۱۳ — ترجمہ : سائب بن یزید نے کہا میری خالہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا بھانجہ بیمار ہے تو آپ نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دُعاء فرمائی۔ آپ نے وُضوء فرمایا تو میں نے وُضوء سے بچا ہُوا پانی پیا۔ پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوّت دیکھی۔ ابن عُبید اللہ نے کہا حُجلہ وہ سپیدی ہے جو گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوتی ہے۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا وہ ڈولی کے بٹن کی طرح دیکھی۔ بخاری نے کہا صحیح یہ ہے کہ (رِزّ) میں رُاء زاء سے پہلے ہے۔

۳۳۱۳ — شرح : محمد بن عبید اللہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ قال ابن عبید اللہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اُنھوں نے اس حدیث میں مذکور لفظ "حُجلہ" کی تفسیر کی ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں "سائب نے کہا میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ڈولی کے بٹن کی طرح مہرِ نبوّت دیکھی"، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب اس حدیث میں یہ الفاظ مذکور نہیں تو ان کی تفسیر کس لئے کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے جب یہ حدیث اپنے شیخ محمد بن عبید اللہ سے روایت کی تو اس مجلس میں مہرِ نبوّت کی کیفیت سے متعلق سوال پوچھا گیا تو جواب دیا

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٣١٤ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

کہ ابن عبداللہ نے کہا ہے کہ وہ "زرِ حَجَلہ" کی مانند تھی۔ پھر ان سے حَجَلہ کا معنی پوچھا گیا تو جواب دیا کہ وہ "حَجَلِ فَرَس" ماخوذ ہے جو گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان سپیدی ہوتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زرِ حجلہ کی تفسیر حَجَلِ فرس گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی سے کی حالانکہ ایسے "غُرّہ" کہا جاتا ہے۔ حجل نہیں کہا جاتا۔ حجل تو گھوڑے کے پاؤں میں ہوتی ہے اور اگر یہ تفسیر صحیح ہو اور اس سے مراد سپیدی ہو تو "زر" کا ذکر بے فائدہ ہوگا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "زِرّ" بکسر الزاء اور راء مشدد ہے۔ اس کی جمع "اَزْرار" ہے۔ یہ ازرارِ قمیص ہیں یعنی قمیص کے بٹن اور حجلہ دلہن کی ڈولی ہے جو کپڑوں سے سجائی جاتی ہے۔ اس کے بڑے بڑے بٹن ہوتے ہیں بعض علماء نے کہا "حَجَلہ" بفتح الحاء والجیم ہے۔ یہ ایک پرندہ ہے جو کبوتر کی طرح ہے اس کی چونچ اور پاؤں سرخ ہوتے ہیں اس کا گوشت خوب لذیذ ہوتا ہے اور "زر" اس کا انڈا ہے۔ اور راء کو زاء سے پہلے بھی پڑھا جاتا ہے اس سے مراد انڈا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "اَرَزَتِ الْجَرَادَةُ" جبکہ وہ اپنی دم زمین میں داخل کر کے انڈا دے۔ امام بخاری نے کہا یہ معنیٰ درست ہے اور ابراہیم بن حمزہ نے بھی یہ روایت کی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بخاری نے جو حجلہ کی تفسیر کی ہے اس کا کیا معنیٰ ہے اور گھوڑا اور اس کی پیشانی کی سپیدی کیا چیز ہے؟

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حجلہ دلہن کی ڈولی ہے جو کپڑوں اور پردوں سے مزین کی جاتی ہے۔ اس کے بٹن وغیرہ ہوتے ہیں لہٰذا "زر" کا حقیقی معنی درست ہے۔ امام ترمذی نے کہا حجلہ سے مراد پرندہ اور رز سے مراد اس کا انڈا ہے۔ امام مسلم نے اس کی وصف میں جابر بن عبداللہ سے روایت کی گویا کہ وہ کبوتر کا انڈا ہے۔ امام ترمذی نے مہرِ نبوت کی وصف اُبھرنے والے گوشت سے کی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں وہب بن مُنبّہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لئے دائیں ہاتھ میں نبوت کی علامت رکھی ہے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان قلب شریف کے موازی مہرِ نبوت وضع کی ہے اور یہ صرف آپ ہی کی خصوصیت ہے صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم بن حمزہ امام بخاری کے شیخ ہیں اُنھوں نے دو سو تیس ہجری مطابق ۸۴۴ عیسوی میں وفات پائی۔

۳۳۱۵ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهٗ

۳۳۱۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهٗ قُلْتُ لِاَبِيْ جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِيْ قَالَ كَانَ اَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ وَاَمَرَلَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثَةَ عَشَرَ قَلُوْصًا قَالَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ نَقْبِضَهَا

باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف طیبہ

۳۳۱۴ — ترجمہ: عقبہ بن حارث نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں میں کھیلتے ہوئے دیکھا تو ان کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور کہا میرا باپ قربان ہو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں علی کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔

۳۳۱۵ — ترجمہ: ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے بہت مشابہ تھے۔

۳۳۱۴ - ۳۳۱۵ — شرح: اس باب کی احادیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت اور خُلق کا بیان ہے۔

عقبہ بن حارث کی حدیث میں ابو بکر صدیق نے امام حسن کو خلقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دی یہ آپ کی وصف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہنسنا ابو بکر صدیق کی موافقت پر دلالت کرتا ہے۔ ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ اشخاص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور وہ جعفر بن ابی طالب، حسن بن علی، قثم بن عباس، ابوسفیان بن حارث اور سائب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

۳۳۱۷ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ ثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ وَهْبٍ اَبِیْ جُحَیْفَةَ السُّوَائِیِّ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَیْتُ بَیَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلٰی الْعَنْفَقَةَ

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عیون الاثر میں ان کے علاوہ اور حضرات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں چنانچہ عبداللہ بن عامر بن کعب بن ربیعہ بن عبد شمس آپ کے بہت مشابہ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بچپن کی حالت میں دیکھا تو فرمایا یہ شخص ہمارے مشابہ ہے۔ مراۃ میں مسلم بن معتب کو اور انس بن ربیعہ بن مالک بیاضی بصری جو بنی اسامہ بن لوی سے ہیں کو ذکر کیا کہ وہ خلقت اور خلق میں آپ کے بہت مشابہ تھے حضرت انس بن مالک جب انھیں دیکھتے تو ان سے معانقہ کرتے اور رو پڑتے اور کہتے جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے وہ ان کو دیکھ لے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ ان کو اپنے آگے جگہ دیتے تھے وہ جب ان کے پاس آتے تو احتراماً کھڑے ہو جاتے ان سے معانقہ کرتے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے تھے ایک دفعہ ان کو مال اور زمین نذرانہ کے طور پر دی تو انھوں نے مال واپس کر دیا اور زمین قبول کر لی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے بہت محبت تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سمجھ دار بچے کو جب بچوں میں کھیلتا ہوا پائے تو اس کو کھیلنے دے۔ کیونکہ اس وقت امام حسن رضی اللہ عنہ سات برس کے تھے۔ اتنی عمر شریف میں انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی اور آپ سے احادیث یاد کیں اور کھیل سے مراد وہ کھیل ہے جو اس زمانہ میں ان کے حال کے مطابق مباح کھیل تھا۔ بلکہ اسے تمرین و مشق پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے (عینی)

۳۳۱۶ــــ ترجمہ: اسماعیل بن خالد نے کہا میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن بن علی علیہما السلام آپ کے مشابہ تھے۔ اسماعیل نے کہا میں نے ابو جحیفہ سے کہا میرے سامنے آپ کی وصف بیان کرو ابو جحیفہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے۔ آپ کے سر مبارک کے بالوں کی سیاہی سفیدی سے ملی جلی تھی (یعنی آپ کے سر کے بال آدھ پکے ہو گئے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا تو ہمارے قبضہ کرنے سے پہلے آپ وفات پا گئے۔

۳۳۱۷ــــ ترجمہ: ابو جحیفہ سُوائی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے نچلے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی کے بالوں میں سفیدی دیکھی۔

۳۳۱۸ — حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ۔

۳۳۱۸ — ترجمہ: حریز بن عثمان نے بیان کیا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی عبداللہ بن بُسر سے پُوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم بوڑھے تھے؟ عبداللہ نے کہا آپ کی ٹھوڑی پر چند سفید بال تھے۔

۳۳۱۶ تا ۳۳۱۸ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوجُحیفہ اور ان کے ساتھیوں نے سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات سے قبل اونٹنیاں اپنے قبضہ میں کرلی تھیں یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات کے بعد اعلان کیا تھا کہ جس سے آپ نے وعدہ کیا تھا وہ ہم سے پُورا کرلے تو میرے عرض کرنے پر آپ نے ہمیں اونٹنیاں عنائت کردی تھیں۔

قولہ اَلْعَنْفَقَةُ ،، مجرور ہے مِنَ الشَّفَةِ ،، کا بدل ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ،، بَيَاضًا ،، کا بدل ہو تو منصوب ہوگا۔ یہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان والی جگہ ہے اس پر بال ہوں یا نہ ہوں۔ بعض علماء نے کہا وہ نچلے ہونٹ کے بال ہیں۔ خلیل نے ذکر کیا ہے کہ یہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان والے تھوڑے سے بال ہیں۔ ابوبکر نے کہا عنفقہ کا معنی خِفّت و قِلّت ہے۔ اسی سے ،، اَلْعُنْفُقَةُ ،، مشتق ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنفقہ بال ہیں چونکہ یہ بال تھوڑے ہوتے ہیں اس لئے اسے عنفقہ کہتے ہیں (عینی)

قولہ اَرَيْتَ النَّبِيَّ ،، اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ،، اَرَيْتَ ،، بمعنی اَخْبِرْنِي ،، ہے۔ اور لفظ ،، اَلنَّبِيُّ ،، مبتدا، مرفوع ہے اور ،، اَكَانَ شَيْخًا ،، بتاویل ،، هَلْ يُقَالُ فِيْهِ ،، خبر ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں ،، اَلنَّبِيُّ ،، مرفوع اسمِ کان ہے مگر یہ ترکیب کمزور ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ،، اَرَيْتَ ،، میں استفہام ہے یعنی ،، هَلْ رَئَيْتَ النَّبِيَّ اَكَانَ شَيْخًا ،، اس وقت لفظ ،، النبی ،، مفعول بہ منصوب ہوگا!

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے استاذ سے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عَنْفَقَۃ پر صرف سترہ بال سفید تھے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۳۱۹ ـــ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنِیْ اللَّیْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ ھِلَالٍ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَصِفُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ اَزْھَرَ اللَّوْنِ لَیْسَ بِاَبْیَضَ اَمْھَقَ وَلَا اٰدَمَ لَیْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَلَا سَبْطٍ رَجِلٍ اُنْزِلَ عَلَیْہِ وَھُوَ ابْنُ اَرْبَعِیْنَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِیْنَ یُنْزَلُ عَلَیْہِ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِیْنَ وَقُبِضَ وَلَیْسَ فِیْ رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَیْضَاءَ قَالَ رَبِیْعَةُ فَرَاَیْتُ شَعْرًا مِّنْ شَعْرِہٖ فَاِذَا ھُوَ اَحْمَرُ فَسَاَلْتُ فَقِیْلَ اِحْمَرَّ مِنَ الطِّیْبِ

۳۳۱۹ ـــ ترجمہ : ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے کہا میں نے انس بن مالک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں درمیانہ قد تھے نہ زیادہ لمبے اور نہ پست قد تھے نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ تھا سر مبارک کے بال زیادہ بل کھائے نہ تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے (آپ کے بال شکن دار تھے) آپ پر وحی نازل ہوتی شروع ہوئی جبکہ آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی۔ آپ اس (نزول وحی) کے بعد مکہ مکرمہ میں دس برس رہے اور آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا۔ مدینہ منورہ میں دس برس رہے آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ ربیعہ نے کہا میں نے آپ کے بالوں میں سے ایک بال دیکھا تو وہ سرخ تھا۔ میں نے پوچھا تو کہا گیا کہ یہ بال خوشبو کے استعمال سے سرخ ہو گیا ہے۔

۳۳۱۹ ـــ شرح : لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ "رَبْعَةً" کی تفسیر ہے یعنی آپ کا قد شریف درمیانہ تھا زیادہ لمبا نہ تھا۔ کیونکہ زیادہ لمبا قد عیب شمار کیا جاتا ہے۔ "اَزْھَرُ اللَّوْنِ" کا معنی سفید سرخی مائل ہے۔ کیونکہ خالص سفید رنگ میں خوبصورتی نہیں۔ آپ "اَبْیَضُ اَمْھَقُ" نہ تھے۔ یعنی خالص سفید نہ تھے بلکہ اس میں سرخ جھلک تھی۔ اس میں بہت خوبصورتی ہے اور آپ کا رنگ زیادہ گندمی بھی نہ تھا۔ عرب اس کو "اَسْمَرُ" کہتے ہیں۔ اسی لئے بعض احادیث میں "اَسْمَرُ" مذکور ہے ان میں کثیر مختلف روایات ہیں ان کا بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سمرہ سے مراد وہ سرخی ہے جس میں سفیدی

کی جھلک ہو۔ اور بیاض سے مراد وہ سفیدی ہے جس میں سُرخی کی جھلک ہو۔ یعنی آپ کا رنگ شریف نہ تو خالص سفید اور نہ ہی خالص سُرخ تھا بلکہ سُرخ سفید ملا جُلا تھا۔ یہ نہایت خوبصورت رنگ ہے۔ اس تقریر سے واضح ہوتا ہے کہ جن روایات میں یہ مذکور ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا ان سے مراد یہ ہے کہ سفید سُرخی مائل تھا اور جن روایات میں ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا ان سے مراد یہ ہے کہ سفید سُرخی مائل تھا اور جن روایات میں ہے کہ آپ کا رنگ سفید نہ تھا۔ ان سے مراد وہ سفید رنگ ہے جس میں سُرخی نہ ہو یہ رنگ عربوں کے نزدیک اچھا نہیں۔

قولہ لیْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ ،، جَعْد کا معنیٰ پیچدار ،، قَطَط ، کا معنی سخت پیچدار اور سبط اس کی ضد ہے۔ ،، رَجِلٌ ،، کا معنیٰ سیدھا ہے۔ یعنی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بال شریف نہ تو سخت پیچدار تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھے۔ قولہ رَجِلٌ ،، بفتح الراء والجیم ،، یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے ،، ای ھو رَجِلٌ ،، یعنی آپ کے بال شریف لٹکے ہوئے خمدار تھے۔ ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سرمبارک کے بال شریف نہ تو زیادہ بل کھائے ہوئے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ سیدھے پیچدار تھے ایسے بال خوبصورت ہوتے ہیں۔

اکثر علماء نے کہا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر چالیس برس کی عمر شریف میں وحی نازل ہوئی۔ بعض علماء نے کہا چالیس برس ، دس دن بعد نازل ہوئی اور بعض نے کہا دو ماہ بعد نازل ہوئی الحاصل چالیس سال کے بعد سترہ رمضان میں پیر کے روز آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی۔ بعض علماء نے سات اور بعض نے چوبیس رمضان ذکر کیا ہے اس میں اور بھی مختلف اقوال ہیں۔ قولہ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ ، یعنی ابتداء نزولِ وحی کے بعد آپ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ مکہ میں تیرہ برس رہے کیونکہ وفات کے وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔ جبکہ گیارہ ہجری میں بارہ ربیع الاوّل کو پیر کے روز بمطابق ۸ رجون ۶۳۲ء میں آپ نے وفات پائی تھی ،، صلّی اللہ علیہ وسلّم ،، سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سرمبارک اور داڑھی شریف میں بیس سفید بال نہ تھے بلکہ اس سے کم تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ابن حبان نے بھی اسے ذکر کیا ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بیس بال سفید تھے۔ حضرت انس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس سے زیادہ اور بیس سے کم بال سفید تھے۔ اور عبداللہ بن بسر کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ دس بال سفید تھے۔ کیونکہ انہوں نے ،،عشر شعرات،، کہا ہے اور یہ جمع قلت کا صیغہ ہے اور وہ دس کی تعداد سے آگے نہیں بڑھتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بُسر کی حدیث کا محمل عنفقہ کے بال ہیں اور جو اس سے زیادہ تھے وہ صدغین میں تھے۔ جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ حمید کے ذریعے انس سے روایت کی ہے کہ آپ کی داڑھی شریف میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔ حُمید نے کہا کہ انس نے عنفقہ کی طرف اشارہ کر کے سترہ بال ذکر کئے۔

۳۳۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ

نیز ثابت کے ذریعہ انس کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں صرف سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے اور ابن ابی خیثمہ نے حمید کے ذریعہ انس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف میں بیس سفید بال نہ تھے۔ حمید نے کہا سترہ تھے۔ حاکم نے مستدرک میں عبداللہ بن محمد بن عقیل کے طریق سے حضرت انس سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ اگر میں آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف کے سفید بال شمار کرنے لگوں تو وہ گیارہ سے زائد نہ ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ چار روایات ہیں سب کا مدلول یہی ہے کہ آپ کے سفید بال بیس تک نہیں پہنچے اور دوسری روایت سے واضح ہوتا ہے کہ بیس سے کم سترہ یا اٹھارہ سفید بال تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دس سفید بال نچلے ہونٹ کے نیچے تھے اور زائد باقی داڑھی شریف پر تھے۔ کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف میں بیس سفید بال نہ تھے۔ اور داڑھی عنفقہ وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ اس طرح روایات میں مطابقت ہے۔ اور عبداللہ بن بسر کی حدیث کے مطابق دس بال عنفقہ میں ہونا اور دوسری احادیث کے مطابق باقی بال باقی داڑھی شریف میں ہونا اور حمید کا عنفقہ کی طرف اشارہ کرکے سترہ بال کہنا نفس حدیث کا مفہوم نہیں ہے اور چوتھی روایت جو حاکم نے مستدرک میں ذکر کی ہے۔ وہ عنفقہ اور غیر میں سفید بالوں کے منافی نہیں (عینی)

۳۳۲۰ — ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت لمبے قد کے تھے نہ پست قد کے اور نہ بالکل سفید رنگ کے تھے نہ گندمی رنگ کے۔ آپ کے بال شریف نہ تو زیادہ پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر شریف میں

۳۳۲۱ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَّاَحْسَنَهُمْ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَآئِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ

۳۳۲۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِنَّمَا كَانَ شَىْءٌ فِىْ صُدْغَيْهِ

۳۳۲۳ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهٗ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَاَيْتُهٗ فِىْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ وَقَالَ يُوْسُفُ بْنُ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ اِلٰى مَنْكِبَيْهِ

نبی مبعوث فرمایا (نبوت کے بعد) آپ نے مکہ مکرمہ میں دس سال اقامت فرمائی اور دس سال ہی مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی حالانکہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں بیس بال سفید نہ تھے

۳۳۲۱ — ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا اور آپ سب سے زیادہ خوش خلق تھے۔ آپ نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ پست قد تھے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

۳۳۲۲ — ترجمہ : قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت انس سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا اُنھوں نے کہا نہیں۔ صرف آپ کی کنپٹیوں میں کچھ سفیدی تھی۔

۳۳۲۳ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان بہت کشادگی تھی۔

۳۳۲۴ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ ثَنَا زُهَیْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ هُوَ السَّبِیْعِیُّ قَالَ سُئِلَ الْبَرَاءُ اَکَانَ وَجْهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّیْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ

آپ کے سر مبارک کے بال شریف کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سُرخ دھاری دار چادر میں دیکھا آپ سے زیادہ خوبصورت میں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ یوسف بن اسحاق نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آپ کے سر مبارک کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

۳۳۲۴ — ترجمہ: زُہیر نے ابو اسحاق سے روایت کی کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار کی مثل تھا؟ اُنھوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

۳۳۲۰ تا ۳۳۲۴ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف میں مذکورہ الفاظ کی وضاحت کچھ یوں ہے "رَبْعَة" میانہ قد نہ لمبا نہ پست۔ اگر یہ کہا جائے کہ "لفظ ربعۃ" مؤنث کیوں ہے۔ حالانکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ ربعۃ کی تانیث "نفس" کے اعتبار سے ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "رَجُلٌ رَبْعَةٌ اِمْرَءَةٌ رَبْعَةٌ"، "اَمْهَقُ"، جو زیادہ سفید نہ ہو۔ لَیْسَ بِاَبْیَضَ، کا یہی معنیٰ ہے۔ بعض نسخوں میں اَمْہَق لفظ نہیں ہے اور یہی زیادہ واضح ہے۔ قَطَطٌ "سخت پیچدار۔ اس کی ضد سَبْطٌ ہے۔ رَجِلٌ"، لٹکنے والے بال۔ "بَائِنٌ"، زیادہ لمبے۔ جو کنواں زیادہ گہرا اور وسیع ہو اسے بِئْرٌ بَائِنَةٌ "، کہا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم "اَمْهَق"، تھے تو وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ"، کا معنیٰ کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف میں مشہور یہ ہے کہ آپ "اَمْہَق"، نہ تھے اور جہاں "اَمْهَقَ لَیْسَ بِاَبْیَضَ مذکور ہے"، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ سفید تھے اور سخت سفید نہ تھے اور جہاں "لَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ"، مذکور ہے۔ وہاں شدتِ بیاض کی نفی کی ہے۔ نفس بیاض کی نفی نہیں۔ خَلْقًا"، خاء پر فتح صحیح تر ہے۔ "اَلصُّدْغ"، آنکھ اور کان کے درمیان والی جگہ ہے۔ اس جگہ لٹکنے والے بالوں کو بھی صُدْغ کہا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرد رنگ لگاتے تھے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کبھی رنگ کرتے کبھی ترک کر دیتے تھے۔ جس حال میں کسی راوی نے دیکھا وہی روایت کر دی۔ اس میں رنگ کرنے اور ترک کرنے کی روایت کرنے والے دونوں راوی سچے ہیں اور "شَیْءٌ فِیْ صُدْغَیْهِ"، سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صُدغین

۳۳۲۵ ــــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَبُوْعَلِیٍّ ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْاَعْوَرُ بِالْمَصِیْصَةِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَیْفَةَ

پر معمولی سا رنگ تھا کیونکہ وہاں چند بال سفید تھے۔ ان کو رنگنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ شَحْمَةَ اُذُنِہٖ " کانوں کی لو۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ اور ابو اسحاق کی روایت میں ہے کہ مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔ یہ مختلف اوقات میں تھے۔ کبھی کانوں کی لو تک کبھی مونڈھوں تک یا معنیٰ یہ ہے کہ عام بال تو کانوں کی لو تک پہنچتے تھے اور جو بال بڑھے ہوتے تھے وہ مونڈھوں تک پہنچ جاتے تھے۔ اِن دونوں روایات میں اختلاف نہیں

الحاصل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عَنْفَقَہ، صُدْغَین اور سر مبارک میں کچھ کچھ بال شریف سفید تھے اور ان کی سفیدی سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و جمال اور خوبصورتی میں کچھ فرق نہیں پڑتا لہٰذا حاکم کی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کہ " مَا شَانَہُ اللّٰہُ بِبَیْضَاءَ "، یعنی اللہ تعالیٰ نے سفید بالوں سے آپ کی خوبصورت کو کم نہیں کیا کا یہی معنی ہے۔ اور آپ کے بالوں کی کیفیت یہ تھی کہ جب کنگھی فرماتے تو مونڈھوں تک پہنچ جاتے پھر کچھ وقت گزرنے تک کانوں کی لو تک آجاتے کیونکہ آپ کے بال شریف شکن دار تھے " صلی اللہ علیہ وسلم "۔ ابو اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار کی طرح نہ تھا بلکہ چاند جیسا تھا۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور لمبائی میں تلوار جیسا تھا تو انھوں نے کہا ایسا نہ تھا بلکہ آپ کا چہرۂ انور گولائی میں چاند جیسا تھا یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ سائل نے دریافت کیا کہ کیا آپ کا چہرۂ انور چمک میں تلوار جیسا تھا تو جواب دیا گیا کہ نہیں بلکہ چاند جیسا تھا کیونکہ چاند میں گولائی اور چمک دونوں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا تلوار سے تشبیہ دینے کی نسبت چاند سے تشبیہ دینے میں فوقیت پائی جاتی ہے۔

مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار جیسا تھا؟ تو انھوں نے کہا نہیں بلکہ شمس و قمر کی طرح گول تھا۔ یعنی آپ کے چہرۂ انور میں گولائی اور حسن و جمال دونوں پائے جاتے تھے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَحْسَنَ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ لَا مِثْلَ لَہٗ۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ ⁂ فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ یعنی آپ کے حسن و جمال میں کوئی آپ کا شریک نہیں اور اس میں آپ یکتائے دنیا ہیں۔ تذکرہ قرطبی میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ حسن ظاہر نہیں ہوا۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھیں آپ کو دیکھنے سے عاجز رہ جاتیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ آپ کے چہرۂ انور پہ سورج چل رہا ہے۔ جب آپ ضحک فرماتے (ہنستے) تو سامنے والی دیواریں

قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْھَاجِرَۃِ اِلَی الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّی الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ قَالَ شُعْبَۃُ وَزَادَ
بِھَا وُجُوْھَھُمْ قَالَ فَاَخَذْتُ بِیَدِہٖ فَوَضَعْتُھَا عَلٰی وَجْھِیْ فَاِذَا ھِیَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْیَبُ رَائِحَۃً مِّنَ الْمِسْکِ

روشن ہو جایا کرتی تھیں (خرپوتی)

۳۳۲۵ — ترجمہ: حکم نے کہا میں نے ابو جحیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" دوپہر کے وقت بطحاء کی طرف تشریف لے گئے پھر آپ نے وضوء کیا اور ظہر اور عصر کی نمازیں دو۔ دو رکعتیں پڑھیں۔ اور آپ کے آگے برچھا تھا اس میں عون نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے یہ اضافہ کیا کہ برچھے کے پیچھے سے لوگ گزرتے تھے "نماز کے بعد" لوگ کھڑے ہوئے اور آپ کے ہاتھ پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ ابو جحیفہ نے کہا میں نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا اور اسے اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

۳۳۲۵ — شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈے ہونے میں حکمت یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ کی برودت آپ کے جسم شریف کی ہر عیب سے سلامتی پر دلالت کرتی ہے اور آپ کا دست مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا اور خوشبو آپ کی وصف ہے اگرچہ آپ خوشبو استعمال نہ کریں۔ لیکن اس کے باوجود آپ خوشبو بکثرت استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کی فرشتوں سے بکثرت ملاقات رہتی تھی اور لوگ بھی آپ کی محفل شریف میں حاضر ہوتے تھے۔ بزار نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے گزرتے تو وہ راستہ خوشبو سے مہک جاتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اس راستہ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں۔ طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی تھی اور اس کے پاس خوشبو نہ تھی تو اس نے بوتل میں آپ کا پسینہ شریف بھر لیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اسے کہو یہ خوشبو استعمال کیا کرے چنانچہ جب وہ یہ خوشبو استعمال کرتی تو مدینہ منورہ کے سارے لوگ وہ خوشبو سونگھتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کے گھر کو بیت المطیبین کہا جاتا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کے چہرۂ انور کا پسینہ موتیوں کی طرح تھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا (عینی۔ فتح الباری۔ قسطلانی) سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی قبر شریف کی مٹی

۳۳۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللهِ أَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرَائِيلُ وَكَانَ جِبْرَئِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

۳۳۲۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمَعِي إِلَى مَا قَالَ الْمُدْلِجِيُّ لِزَيْدٍ وَأُسَامَةَ وَرَأَى أَقْدَامَهُمَا إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ

لے کر سونگھی تو وہ ہر خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھی اس لئے اُنھوں نے فرمایا: ؎

مَا ذَا عَلٰى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَدَ ⁂ أَنْ لَا يَشُمَّ مُدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا ⁂ صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

حدیث ۱۸۶ کی شرح دیکھیں۔

۳۳۲۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور بہت زیادہ سخی رمضان مبارک میں ہوتے تھے۔ جبکہ جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے اور وہ رمضان مبارک کی ہر رات کو آپ سے ملاقات کرتے اور آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھلی تیز ہوا سے عموم نفع میں زیادہ سخی تھے۔ (حدیث ۵ کی شرح دیکھیں)

۳۳۲۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۳۳۲۸ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ

صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش خوش میرے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کی پیشانی طیبہ کے خطوط چمک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ تو نے زید اور اُسامہ کے بارے میں جو کچھ مُدلجی نے کہا ہے سُنا نہیں۔ اس نے اُن دونوں کے قدموں کو دیکھ کر کہا ہے یہ باپ بیٹے کے قدم ہیں۔

۳۳۲۸ ـــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا جبکہ وہ جنگِ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ کہ جب میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ حالانکہ خوشی سے آپ کی پیشانی طیبہ کے خطوط چمک رہے تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوشی میں ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور روشن ہوجاتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کے چہرۂ انور سے یہ معلوم کرلیتے تھے

۳۳۲۸ - ۳۳۲۸ ـــ شرح : حضرت اسامہ زید بن حارثہ کے بیٹے ہیں۔ ان کا رنگ سیاہ تھا جبکہ زید کا رنگ سفید تھا اس لئے جاہلیت کے لوگ اسامہ کے نسب میں طعن کرتے تھے۔ ایک دن وہ دونوں چادر اوڑھ کر سو رہے تھے جبکہ ان کے قدم ننگے تھے۔ مُدلجی قیافہ دان شخص تھا جب اُس نے یہ قدم دیکھے تو کہا یہ قدم باپ اور بیٹے کے قدم ہیں۔ جب قائف نے یہ فیصلہ کردیا کہ یہ دونوں شخص باپ بیٹا ہیں کیونکہ ان کے قدم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور عرب لوگ قیافہ دان کی بات پر بہت اعتماد کیا کرتے تھے اور قیافہ کو حق جانتے تھے۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے کہ اب لوگ ان کے نسب میں طعن نہیں کریں گے لیکن قائف کے قول کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ البتہ اس کے ساتھ تائید ہوسکتی ہے۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔
حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حبشیہ عورت تھی اس کا نام برکت تھا وہ کالے رنگ کی تھی حضرت

۳۲۲۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ قائف کے قول کو دلیل سمجھتے ہیں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم حق بات پر خوشی کا اظہار فرماتے ہیں لہذا قائف کا قول حق ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ لونڈیوں میں قائف کا قول دلیل مانتے ہیں اور حرائر میں نفی کرتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مطلقًا قائف کے قول کو حجت تسلیم نہیں کرتے اور حدیث میں مذکور مُدلجی کا قول وجوبِ حکم کی دلیل نہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا نسب ثابت تھا کہ وہ زید کے بیٹے ہیں۔ اس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دلیل کے محتاج نہ تھے۔ آپ نے تعجّب تو صرف اس لئے فرمایا تھا کہ مُجزّز مُدلجی نے درست بیان کیا تھا لیکن اس سے حکم ثابت نہیں ہوتا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدلجی کی بات کا انکار اس لئے نہ کیا تھا کہ اس نے کوئی ایسا حکم ثابت نہ کیا تھا جو پہلے ثابت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حدیث ۳۲۲۸ ایک طویل حدیث کا کچھ حصہ ہے جس میں حضرت کعب بن مالک کی توبہ مذکور ہے۔

قولہ فَلَمَّا سَلَّمْتُ کا جواب محذوف ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ فَلَمَّا سَلَّمْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرْ، اور «وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ» جملہ حالیہ ہے۔

قولہ اِذَا سُرَّ، یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کریمہ تھی کہ خوشی کے مقام میں آپ کا چہرۂ انور ایسے چمکتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

۳۲۲۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین قرنوں میں سے بہتر قرن میں بھیجا گیا ہوں حتیٰ کہ میں اس قرن میں پیدا ہوا جس میں ہوں۔

۳۲۲۹ — شرح: یعنی جب بہترین قرنوں کو شمار کیا جائے تو اوّل سے آخر تک جو بہتر قرن ہیں اس میں پیدا ہوا ہوں۔ لہٰذا تمام قرنوں سے بہتر قرن آپ کا قرن ہے۔ پھر صحابہ کا قرن پھر تابعین کا قرن بہتر ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات میں سے ایک یہ ہے

۳۳۳۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ

کہ آپ بہتر قرن میں پیدا ہوئے ہیں۔ ایک زمانہ میں لوگوں کے اجتماع کو قرن کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے اس کی حد سو سال بیان کی ہے اور بعض نے ستر سال ذکر کی ہے۔ قولہ قرنا ،، تفضیل کی کیفیت بیان کرنے کے لئے منصوب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۳۰ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کے بالوں کو یوں ہی چھوڑے رکھتے تھے۔ جبکہ مشرک اپنے بالوں کے دو حصے کرتے تھے۔ اہل کتاب بھی اپنے سروں کے بالوں کو یوں ہی چھوڑے رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن چیزوں کا حکم نہیں دیا گیا ان میں اہل کتاب کی موافقت کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بالوں کے دو حصے کر دیئے تھے۔

۳۳۳۰ — شرح: اس حدیث کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ آخر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کے بالوں کے دو حصے کرتے تھے یہ آپ کی ایک صفت ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی پر بال چھوڑ دیتے تھے ان کو دائیں بائیں نہیں کرتے تھے۔ جبکہ مشرک اپنے سروں کے بالوں کو دائیں بائیں ڈال دیتے تھے۔ اور پیشانی پر کوئی بال نہیں چھوڑتے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جن امور میں حکم نہیں دیا گیا تھا ان میں اہل کتاب کی موافقت کرتے تھے کیونکہ وہ مشرکوں کی نسبت حق کے زیادہ قریب تھے۔ اس حدیث سے علماء محققین نے استدلال کیا ہے کہ پہلی امتوں کے شرائع اور احکام جب کتاب وسنت میں مذکور ہوں اور ان کا شریعت نے انکار نہ کیا ہو تو وہ ہم پر لازم ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۳۱ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا

۳۳۳۱ — ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہ تھے اور نہ ہی تکلف سے فحش گو بنتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

۳۳۳۱ — شرح: یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع شریف میں فحش گوئی نہ تھی اور نہ ہی آپ تکلف فحش گو بنتے تھے۔ آپ طبعًا اور کسبًا فحش گو نہ تھے۔ ترمذی میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت فحش گوئی نہ تھی اور نہ ہی کبھی تکلف سے آپ نے فحش گوئی کی تھی اور نہ بازاروں میں آواز بلند کرتے تھے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے لیکن معاف کر دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔ حسن خلق یہ ہے کہ فضائل کو اختیار کرے اور رذائل کو ترک کرے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رضی اللہ عنہم کی یہی وصف ہے۔ مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قرآن کریم پر عمل کرنا آپ کا خلق تھا۔ عقلمند انسان کو چاہیے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے اخلاق سے متخلق ہو۔ اور ان کے آداب سیکھے۔ کیونکہ وہ لوگوں کی اذیت پر صبر کرتے تھے۔ اور بیوقوفوں سے اُن سا مقابلہ نہ کرتے تھے اور جب لغو امور دیکھتے تو اپنی وجاہت کے پیش نظر آگے گزر جاتے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے عقلمندی تو یہ ہے کہ برائی کا بدلہ احسان واخلاص سے دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا کرتے ہوئے فرمایا ”وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ“ آپ بلند پایہ اخلاق پر فائز ہیں۔ خلق کی عظمت کا دارومدار لوگوں سے بھلائی کرنا اور ان کی اذیت کو برداشت کرنا ہے۔ اس وصف سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف تھے۔ اذیت کی برداشت قوی صبر کے باعث ہوتی ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کرنے میں بہت صابر تھے۔ اس کی بیشمار مثالیں ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَأَحْسِنْ إِلٰى مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ“ جو کوئی تم سے تعلق قطع کرے اسے ملو جو کوئی تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو اور جو کوئی تم سے برائی کرے تم اس کے ساتھ احسان کرو اور بھلائی سے پیش آؤ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۳۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا

کا لوگوں کو یہ حکم کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ان امور سے متخلق تھے لہٰذا امت کو بھی چاہیئے کہ لوگوں کی اذیت برداشت کرنے میں آپ کی اتباع کریں۔ ایک بار لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ مشرکوں کے لئے بددعاء کریں وہ آپ کو سخت اذیت پہنچاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ” اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً وَّلَمْ اُبْعَثْ عَذَابًا میں تو رحمت مبعوث ہوا ہوں عذاب بن کر نہیں آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ “ رسولوں کی طرح لوگوں کی اذیت کو برداشت کرو۔ یہ عظیم خلق ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس قدر مجھے اذیت پہنچائی گئی کسی نبی کو اتنی اذیت نہیں پہنچائی گئی لیکن آپ نے فراخ دلی سے ان کو برداشت کیا اور اذیت پہنچانے والوں کو دعائیں دیں“ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“

۳۳۲۲ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ اُن میں سے آسان کو اختیار کرتے جبکہ وہ گناہ نہ ہوتا اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس کام سے سب لوگوں سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا مگر جب کوئی اللہ کی حرمت کا ارتکاب کرتا تو اس سے اللہ کے لئے انتقام لیتے۔“

۳۳۳۲ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن دو کاموں میں کیسے اختیار دیا جاتا جن میں سے ایک گناہ ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ اختیار کافروں کی طرف سے ہوتا تو یہ واضح ہے اور اگر اللہ یا مسلمانوں کی طرف سے ہوتا تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو شئی گناہ کا سبب نہ بنتی ہو جیسے عبادت میں مجاہدہ اور اس میں میانہ روی پسند کرنے میں اختیار دیا جائے تو میانہ روی اختیار کرے کیونکہ جو مجاہدہ ہلاکت تک پہنچائے وہ جائز نہیں۔ ”انتہاک“ کا معنیٰ ہے ایسی شئی کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسان کام اختیار کرنا چاہیئے اور حاکموں کے لئے مستحب امر یہ ہے کہ اچھے اخلاق اختیار کریں اور اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہ لیں اور اللہ کے حق بیکار نہ چھوڑیں۔

۳۳۳۳ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَّلَا دِيْبَاجًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ اَوْ عَرْفًا قَطُّ اَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ اَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۳۳۴ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى

۳۳۳۳ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کسی قسم کے ریشم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم نہیں پایا اور نہ ہی میں نے کوئی خوشبو سونگھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو ۔

۳۳۳۳ ــــ شرح : دیباج وہ کپڑا ہے جس کا تانا اور بانا دونوں ریشم ہوں یہ خاص ریشم ہے ۔ حریر عام ریشم ۔ دیباج کا حریر پر عطف خاص کا عطف عام پر ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ترمذی میں ہند بن ہالہ کی حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کیا ہے ۔ اس میں یہ مذکور ہے کہ آپ کی ہتھیلیاں اور قدم سخت تھے ۔ لہٰذا یہ بخاری کی حدیث کے معارض ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ترمذی کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں "کان شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ"
شثن کا معنیٰ سخت مضبوط ہے ۔ یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مضبوط قوی تر تھے اور جلد نرم تھا ۔ لہٰذا نبیوں کی نرمی اور اس کا قوی ہونا دونوں جمع ہو سکتے ہیں ۔ چنانچہ طبرانی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تو میں نے آپ کی جلد شریف سے نرم کوئی شئ نہیں پائی ۔ الحاصل بخاری کی حدیث میں جلد شریف کے اعتبار سے "اَلْيَنَ" فرمایا ہے اور ترمذی میں ہڈیوں کے مضبوط اور سخت ہونے کے باعث "شثن" فرمایا ہے ۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں معارضہ نہیں ہے ۔ قولہ اَوْ عَرْفٍ" یہ راوی کو شک ہے عرف بھی ریح اور خوشبو ہے ۔

۳۳۳۴ ــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ دار کنواری لڑکیوں سے

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِی عُتْبَةَ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِی خِدْرِهَا

۳۳۳۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا یَحْیٰی وَابْنُ مَهْدِیٍّ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهٗ وَاِذَا کَرِهَ شَیْئًا عُرِفَ فِیْ وَجْهِهٖ

۳۳۳۶ ـ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ اَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی حَازِمٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ وَاِلَّا تَرَکَهٗ

زیادہ حیادار تھے۔

۳۳۳۵ ـــ ترجمہ : یحییٰ اور ابن مہدی نے اس جیسی روایت کی ہے (انھوں نے یہ اضافہ ذکر کیا ہے) کہ جب آپ کسی شئی سے کراہت کرتے تو یہ آپ کے چہرۂ انور سے معلوم ہو جاتا تھا۔

۳۳۳۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر کھانے کی خواہش ہوتی تو تناول فرما لیتے ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔

۳۳۳۴ تا ۳۳۳۶ ـــ شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت حیادار تھے۔ یہ آپ کی عظیم صفت ہے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث باب کے عنوان کے مناسب ہے۔ اگر کھانا آپ کو پسند نہ ہوتا تو ناپسندیدگی کے اثرات چہرۂ انور پر ظاہر ہوتے تھے اور چہرۂ انور متغیر ہو جاتا تھا جسے صحابہ پہچان لیتے تھے۔ لیکن آپ کسی سے ذکر نہیں کرتے تھے۔ یہ بہترین خصلت ہے۔

۳۳۳۷ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرٍ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى نَرٰى إِبْطَيْهِ قَالَ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَقَالَ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ

۳۳۳۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ أَبُو مُوسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ

۳۳۳۷ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مالک بن بُحَینہ اَسدی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو خوب کُھلا رکھتے تھے حتّٰی کہ ہم آپ کی بغلوں کو دیکھ لیتے تھے۔ ابن بُکیر نے کہا ہم سے بکر نے بیان کیا کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔

۳۳۳۷ ـــ شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہنیاں جسم شریف کے ساتھ نہیں ملاتے تھے۔ سجدہ کا یہی طریقہ ہے اور بغلوں کی سفیدی سے مراد یہ ہے کہ ان میں بال نہ تھے اور وہ دوسرے جسم کی طرح بالکل صاف تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۳۸ ـــ ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ استسقاء کے سوا کسی دعاء میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے۔ نمازِ استسقاء میں اس حد تک ہاتھ اُٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی جاتی تھی۔ ابوموسیٰ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء کی اور دونوں ہاتھ اس حد تک اُٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی (استسقاء کی نماز میں ہاتھ اُٹھانے میں مبالغہ کرتے تھے۔ دوسری دعاؤں میں مبالغہ سے ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے)

۳۳۳۹ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ اَبِیْ جُحَیْفَةَ ذَکَرَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ دُفِعْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِیْ قُبَّةٍ کَانَ بِالْهَاجِرَةِ فَخَرَجَ بِلَالٌ فَنَادٰی بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ فَاَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَیْهِ یَاْخُذُوْنَ مِنْهُ ثُمَّ دَخَلَ فَاَخْرَجَ الْعَنَزَةَ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ سَاقَیْهِ فَرَکَزَ الْعَنَزَةَ ثُمَّ صَلَّی الظُّهْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ

۳۳۴۰ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُحَدِّثُ حَدِیْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ وَقَالَ اللَّیْثُ ثَنِیْ

۳۳۳۹ ــ ترجمہ : عون بن ابی جُحَیفہ نے اپنے باپ سے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا جبکہ آپ ابطح وادی میں ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ دوپہر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے اور نماز کے لئے اذان کہی پھر اندر چلے گئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضور کا بچا ہُوا پانی باہر لائے تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اس پانی سے تبرک لینے کیلئے پھر وہ اندر چلے گئے اور ایک نیزہ باہر نکال لائے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ گویا کہ میں اب آپ کی پنڈلیوں کی سپیدی دیکھ رہا ہوں۔ حضرت بلال نے نیزہ گاڑ دیا۔ پھر ظہر کی دو رکعت نماز پڑھی اور عصر بھی دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کے سامنے سے گدھے اور عورتیں گزر رہی تھیں"

(حدیث ۱۸۶ کی شرح دیکھیں)

۳۳۴۰ ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو فُلَانٍ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ

بَابٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات بیان کرتے اگر کوئی شمار کرنے والا شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ لیث نے کہا مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے روایت کی انھوں نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا کیا تمہیں ابو فلاں کے حال پر تعجب نہیں آتا وہ آیا اور میرے حجرے کے قریب بیٹھ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے لگا حالانکہ وہ مجھے یہ سنانا چاہتا تھا۔ میں نماز پڑھ رہی تھی وہ میری نماز پوری ہونے سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا۔ اگر میں اسے پاتی تو ضرور اس کی تردید کرتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح اس قدر جلد جلد باتیں نہیں کرتے تھے۔

۳۳۴۰ — **شرح** : ابو فلاں سے مراد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اسماعیلی نے ابن وہب کے ذریعہ یونس سے روایت کی کہ وہ کیا تجھے ابو ہریرہ تعجب میں نہیں ڈالتا وہ آیا اور بیٹھ گیا۔ اسی طریق سے مسلم اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ کو ذکر کیا ہے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر جلد جلد باتیں نہیں کرتے تھے۔ جیسے تم کرتے ہو۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے تھے کہ سننے والے کو پوری طرح سمجھ آجاتی تھی۔ بخلاف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے وہ جلد جلد بات کرتے تھے کیونکہ ان کو بہت روایات یاد تھیں وہ بیان کرتے وقت ٹھہر ٹھہر کر بیان کرنے پر قادر نہ تھے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی اور

تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۴۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلٰثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ

دل نہیں سوتا تھا۔ اِسے سعید بن مِیْنَآء نے جابر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے!

ترجمہ: ۳۳۴۱ — ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں کتنی رکعت نماز پڑھتے تھے؟ اُنھوں نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے ان کی خوبصورتی اور درازی کا حال مت پوچھو پھر چار رکعتیں پڑھتے اُن کے حسن وطوالت کا حال نہ پوچھیے۔ پھر تین رکعت وتر پڑھتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا ہے۔

شرح: ۳۳۴۱ — اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ ہے کہ آپ کی آنکھ سوجاتی تھی اور دل بیدار رہتا تھا۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بیدار رہتا تھا تو لیلۃ التعریس میں آپ کی صبح کی نماز کیوں قضاء ہوگئی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طلوعِ شمس کا تعلق آنکھ سے ہے دل سے نہیں کیونکہ یہ محسوس ہے معقول نہیں اور

دل سے محسوسات کا ادراک نہیں ہوتا ہے۔ مُلّا عصام رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو امُورِ شرعیہ کے اجراءِ احکام کے لئے نسیان طاری ہوتا تھا لہٰذا لیلۃ التعریس میں صبح کی نماز کا فوت ہونا نسیان کے باعث تھا جیسے بیداری کی حالت میں نسیان طاری ہونے سے نماز فوت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیند کی حالت میں بھلا دیا تاکہ قضاء کا حکم جاری ہو۔ معلوم ہُوا کہ لیلۃ التعریس میں صبح کی نماز کے فوت ہونے میں حکمت یہ تھی کہ نماز کی قضا کا حکم مشروع ہو۔ اور نسیان کا طاری ہونا اس کا سبب تھا۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ تراویح کی نماز صرف آٹھ رکعت ہیں۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث تہجُّد کی نماز پر محمول ہے۔ اس طائفہ کے سوا کسی اہلِ علم کا یہ مسلک نہیں۔ اس حدیث کے الفاظ سے یہی ظاہر ہے کہ آٹھ رکعتیں تہجُّد کی نماز ہے۔ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ان میں تین وتر شمار ہیں۔ یہ واضح ہے کہ غیر رمضان میں تراویح نہیں پڑھی جاتیں اگر اس حدیث سے استدلال صحیح ہو تو لازم آئے گا کہ غیر رمضان میں بھی نمازِ تراویح پڑھی جائے یہ کسی کا مذہب ہی نہیں۔ البتہ تراویح کی نماز کا ثبوت " قیام شہرِ رمضان " میں مذکور حدیث سے ہے جو ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ جب سات دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی حتی کہ ایک تہائی رات گزر گئی پھر چھٹی رات کو آپ تشریف نہ لائے اور پانچویں رات کو ہمارے ساتھ نماز پڑھی حتی کہ آدھی رات گزر گئی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " اگر رات کی نماز اور زیادہ کرتے تو بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی امام کے ساتھ نماز پڑھے حتی کہ نماز سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے ساری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی حتی کہ رمضان کے صرف تین باقی رہ گئے تو آپ نے اپنے گھر والوں کو بلایا اور ہمارے ساتھ نماز پڑھتے رہے حتی کہ ہمیں سحری فوت ہو جانے کا ڈر ہُوا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی)، امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اکثر اہلِ علم کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔ البتہ مدینہ منورہ میں وتر سمیت اکتالیس رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ گو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے اسناد کو ضعیف کہا ہے۔ لیکن فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بیہقی نے معرفت میں صحیح اسناد کے ساتھ سائب بن یزید سے روایت کی کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے۔ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیس رکعت مقرر کرنا سماع پر محمول ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کے سوا کسی اور کو

۳۳۴۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيْكِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِیَ بِالنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَآءَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ اَوَّلُهُمْ

مقادیرِ زکوٰۃ اور تعدادِ رکعات کو معین کرنے کا حق نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور حدیث کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ مذکور صحابہ کے عمل سے قوی ہوگئی اور ضعف جاتا رہا۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہ لائے اور فرمایا اگر اس بار آپ صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو ان پر یہ نماز فرض ہو جاتی۔ اگر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو نمازِ تراویح پر محمول کیا جائے تو لازم آئے گا کہ تہجد کی نماز لوگوں پر فرض ہو کیونکہ اس نماز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی فرمائی ہے۔ اسی لئے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ماہِ رمضان کی نماز کی طرف اشارہ ہے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تہجد کی نماز مراد ہے۔ چنانچہ وہ فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے ان کے طولِ قیام اور حسن سے مت پوچھو! تعجب تو یہ ہے کہ جو لوگ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ نماز تراویح ثابت کرتے ہیں اور وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ حالانکہ ام المؤمنین کی حدیث میں تین وتر واضح طور پر مذکور ہیں کیونکہ گیارہ رکعات سے جب آٹھ رکعات تراویح ہوئیں تو لازمًا باقی تین وتر ہیں۔ چنانچہ مسند امام ابو حنیفہ میں ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے۔ ان میں سے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى دوسری رکعت میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ وتر کی نماز تین رکعت ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اُبَیّ بن کعب سے یہ حدیث ذکر کی ہے جس میں وتر کی تین رکعات اسی ترتیب سے مذکور ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۳۴۲ ترجمہ: شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے کہا کہ انس بن مالک نے ہم سے اس رات کا حال بیان کیا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے سیر کرائی گئی آپ کے پاس وحی نازل ہونے سے پہلے تین شخص آئے جبکہ آپ مسجدِ حرام

اَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ اَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَالَ اٰخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى جَآءُوْا لَيْلَةً اُخْرٰى فِيْمَا يَرٰى قَلْبُهٗ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ وَكَذٰلِكَ الْاَنْبِيَآءُ تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں سو رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ وہ کون شخص ہیں۔ دوسرے نے کہا جو درمیان میں ہیں وہی سب لوگوں سے بہتر اور افضل ہیں۔ تیسرے نے کہا جو ان سب میں بہتر ہے اسی کو لو۔ صرف یہی گفتگو ہوئی پھر ان کو نہ دیکھا گیا (غائب ہو گئے)، حتی کہ پھر دوسری رات کو آئے اس حالت میں کہ آپ کا قلب شریف بیدار تھا کیونکہ آپ کی آنکھیں سو جاتی تھیں۔ دل نہیں سوتا تھا تمام انبیاء کرام کا یہی حال ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں۔ دل نہیں سوتے پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کا ساتھی بنا اور آپ کو لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا آنے والے تین شخص فرشتے تھے جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ یہ ہے تین فرشتے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام آئے تھے۔ کیونکہ میں نے کئی کتابوں میں دیکھا ہے جن میں معراج کا ذکر ہے کہ وہی تینوں براق لے کر آپ کے پاس آئے تھے، البتہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ مجھے ان کے ناموں کی تحقیقی روایت نہیں ملی۔ ۳۳۴۲

قولہ فَقَالَ اَوَّلُهُمْ اَيُّهُمْ، یعنی ان میں سے ایک نے کہا ان میں سے وہ کون ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دو شخصوں یا زیادہ لوگوں میں سو رہے تھے۔ بعض علماء نے کہا آپ اپنے چچا حمزہ اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان سو رہے تھے۔ پھر بیدار ہو کر ان کے ساتھ آسمانوں کی طرف چڑھ گئے۔ لہٰذا یہ واقعہ بیداری کا ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہے۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج اظہارِ نبوت کے بعد ہوئی ہے۔ تو شریک نے کیوں کہا کہ وحی نازل ہونے سے پہلے فرشتے آپ کو لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ دراصل شریک سے غلطی ہوئی ہے اور ان الفاظ میں کوئی راوی ان کے موافق نہیں اور نہ ہی وہ حافظ حدیث ہیں۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرنے میں منفرد ہیں دوسرے کسی حافظِ حدیث نے یہ روایت ذکر نہیں کی۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو حدیث کا معنٰی یہ ہے کہ پہلی رات فرشتے غائب ہو گئے۔ اس کے بعد متصل دوسری رات کو نہیں آئے بلکہ دو سال بعد

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

۳۳۴۳ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ فَأَدْلَجُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ عَرَّسُوا فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ لَا يُوقَظُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ وَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ

آئے کیونکہ ہجرت سے تین سال قبل آپ کو معراج کرائی گئی تھی۔ بعض علماء کچھ اور بیان کرتے ہیں (قسطلانی)

باب اسلام میں علاماتِ نبوّت

۳۳۴۳ — ترجمہ: عمران بن حُصین نے بیان کیا کہ لوگ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھے۔ وہ رات بھر چلتے رہے۔ حتیٰ کہ جب صبح ہونے کو تھی تو آرام کرنے ٹھہرے تو ان کی آنکھوں نے ان پر غلبہ کر لیا حتیٰ کہ سُورج بُلند ہو گیا۔ سب سے پہلے نیند سے بیدار ہونے والے حضرت ابوبکر صدیق تھے "رضی اللہ عنہ"، اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو نیند سے بیدار نہیں کیا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ خود بیدار ہُوا کرتے تھے۔ پھر عمر فاروق بیدار ہُوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور بُلند آواز سے تکبیر کہنا شروع

اَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ اَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَاَمَرَهُ اَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ
ثُمَّ صَلّٰى وَجَعَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكُوْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِذَا نَحْنُ بِامْرَاَةٍ
سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا اَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ اِنَّهُ لَا مَاءَ
قُلْنَا كَمْ بَيْنَ اَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ فَقُلْنَا انْطَلِقِي
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَمْ
نُمَلِّكْهَا مِنْ اَمْرِهَا حَتّٰى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا غَيْرَ اَنَّهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَاَمَرَ
بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا حَتّٰى

کی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوگئے۔ آپ (ایک مقام میں اُترے اور ہمیں صبح کی نماز نہ پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس نے منع کیا ہے اُس نے عرض کیا مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے (غسل کی حاجت ہوگئی ہے) آپ نے اسے پاک مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا پھر اُس نے نماز پڑھی۔ اور مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سواروں میں آگے بھیج دیا۔ ہم بہت پیاسے تھے۔ ایک دفعہ ہم چل رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت دو بڑی مشکوں کے درمیان اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے ہے۔ ہم نے اسے کہا پانی کہاں ہے اس نے کہا پانی نہیں ہے۔ ہم نے اسے کہا تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ اُس نے کہا ایک دن اور ایک رات کا سفر ہے۔ ہم نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو! اُس نے کہا کون رسُول اللہ؟ ہم نے اسے نہ چھوڑا حتیٰ کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اُس نے آپ سے وہی گفتگو کی جو ہم سے کی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بیان دیا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مشکوں کو کھولنے کا حکم دیا۔ اور ان کے دہانہ پر ہاتھ پھیرا۔ ہم نے پانی پیا جبکہ ہم چالیس آدمی پیاسے تھے حتیٰ کہ ہم سیر ہوگئے اور ہم نے اپنے مشکیزوں اور برتنوں کو جو ہمارے ساتھ تھے بھر لیا۔ لیکن ہم نے اونٹوں کو پانی نہ پلایا اور وہ مشک

رَوِیْنَا فَمَلَأْنَا کُلَّ قِرْبَۃٍ مَعَنَا وَاِدَاوَۃٍ غَیْرَ اَنَّہٗ لَمْ نَسْقِ بَعِیْرًا وَھِیَ تَکَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ ثُمَّ قَالَ ھَاتُوْا مَا عِنْدَکُمْ فَجُمِعَ لَھَا مِنَ الْکِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتّٰی اَتَتْ اَھْلَھَا فَقَالَتْ لَقِیْتُ اَسْحَرَ النَّاسِ اَوْھُوَ نَبِیٌّ کَمَا زَعَمُوْا فَھَدَی اللّٰہُ ذٰلِکَ الصِّرْمَ بِتِلْکَ الْمَرْاَۃِ فَاَسْلَمَتْ وَاَسْلَمُوْا

پانی بھرنے کی وجہ سے پھٹنے کے قریب ہوگئی۔ پھر آپ نے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ اس کے لئے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں اکٹھی کی گئیں حتیٰ کہ وہ عورت اپنے اہل کے پاس پہنچی تو کہنے لگی میں نے لوگوں میں ایک بہت بڑا جادوگر دیکھا ہے یا وہ نبی ہیں جیسے لوگ کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے باعث اس گاؤں کے رہنے والوں کو ہدایت دی اور وہ عورت اور سب لوگ مسلمان ہوگئے!

۳۳۴۳ — شرح : اس باب میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ذکر ہے جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آواز بلند کرنے کی نسبت ہے حالانکہ کتاب التیمم میں حدیث ع۳۲۹ میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دلیر مرد تھے تو انھوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا تھا حالانکہ یہ واقعہ ایک ہی ہے۔ لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دونوں حضرات نے کہا ہو۔ مزید تفصیل حدیث ع۳۲۹ کی شرح میں مذکور ہے۔ لغات حدیث ،، فادلجوا ،، ادلاج سے ہے۔ اول رات کی سیر۔ اور آخر رات کی سیر کو ادلاج کہا جاتا ہے۔ عَرَّسْنَا ،، تعریس سے ہے۔ اس کا معنی آخر رات کو آرام کے لئے ٹھہرنا ہے۔ رَکُوْب۔ راکب کی جمع ہے۔ اس کا معنی سوار ہے۔ سَادِلَۃٌ ،، پاؤں لٹکائے ہوئی۔ مَزَادَتَیْن ،، مَزَادَۃ ،، کا تثنیہ ہے۔ دو بڑی مشکیں۔ مُؤتِمَۃ ،، جس کی اولاد یتیم ہو۔ عَزْلَاوَیْن ،، عَزْلَاء ،، کا تثنیہ ہے۔ مشک کا نچلا منہ۔ تَنِضُّ ،، پھٹ پڑے اور پانی نکلنے لگے۔ صِرْمَ ،، پانی کے تالاب کے پاس چند گھروں کا اجتماع ،، علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کے برتن پاک ہیں اور ضرورت کے وقت کسی کا مملوک پانی استعمال کرنا جائز جبکہ اس کا کچھ معاوضہ دیا جائے۔ اس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے کہ قلیل پانی سے چالیس آدمی سیراب ہوگئے اور انھوں نے اپنے برتن بھی پانی سے بھر لئے۔

٣٣٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَّهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَمِائَةٍ اَوْ زُهَاءَ ثَلٰثَمِائَةٍ

٣٣٤٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهٗ فَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّتَوَضَّئُوْا مِنْهُ فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ

٣٣٤٤ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا جبکہ آپ مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنا دستِ اقدس برتن میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی نکلنے لگا جس سے سب لوگوں نے وضوء کر لیا۔ قتادہ نے کہا میں نے انس سے کہا تم کتنے لوگ تھے انھوں نے کہا ہم تین سو یا اس کے لگ بھگ تھے۔

٣٣٤٥ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ عصر کی نماز کا وقت قریب آ گیا تھا پانی تلاش کیا گیا مگر لوگوں نے کہیں بھی پانی نہ پایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس پانی سے وضوء کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا

۳۳۴۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا حَزْمٌ قَالَ
سَمِعْتُ الْحَسَنَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَخَارِجِهٖ وَمَعَهٗ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَانْطَلَقُوْا
يَسِيْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمْ يَجِدُوْا مَآءً يَتَوَضَّؤُوْنَ
فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَآءٍ يَسِيْرٍ فَاَخَذَهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ مَدَّ اَصَابِعَهُ الْاَرْبَعَ عَلَى
الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا تَوَضَّؤُوْا فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ حَتّٰى بَلَغُوْا فِيْمَا
يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْوَضُوْءِ وَكَانُوْا سَبْعِيْنَ اَوْ نَحْوَهٗ

۳۳۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ اَنَا
حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ
الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّاُ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَآءٌ فَوَضَعَ كَفَّهٗ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ
فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا قُلْتُ كَمْ كَانُوْا قَالَ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

تھا۔ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا حتی کہ سب نے وضو کر لیا۔

۳۳۴۶ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض سفروں میں باہر نکلے حالانکہ آپ کے ساتھ صحابہ کرام تھے وہ چلتے رہے۔ حتی کہ نماز کا وقت آگیا تو انہیں پانی نہ ملا جس سے وہ وضو کریں۔ لوگوں میں سے ایک شخص گیا اور ایک پیالہ لے آیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا اور وضو فرمایا۔ پھر پیالہ پر اپنی انگلیاں رکھ دیں اور لوگوں سے فرمایا اٹھو اور وضو کرو۔ پس سب

۳۳۴۸ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ

لوگوں نے وضوء کرلیا حتیٰ کہ اُنھوں نے پانی سے اپنا ہر مقصد پُورا کر لیا اور وہ ستر یا اس کے لگ بھگ تھے

۳۳۴۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کا وقت ہوگیا تو جس کا گھر مسجد کے قریب تھا وہ اپنے گھر وضوء کرنے چلا گیا۔ کچھ لوگ باقی رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پتھر کا برتن لایا گیا جس میں پانی تھا۔ آپ نے کفِ دست اس میں رکھ دی۔ برتن چھوٹا تھا اس میں انگلیاں پھیل نہ سکتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انگلیاں ملا لیں اور ان کو برتن میں رکھا پھر تمام لوگوں نے وضوء کرلیا میں نے (انس سے) کہا وہ لوگ کتنے تھے فرمایا اسی (۸۰) مرد تھے۔

۳۳۴۴ تا ۳۳۴۷ — شرح : تھوڑے پانی کے اضافہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ چار احادیث ذکر کی گئی ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا۔ علامہ عینی اور کرمانی رحمہا اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ پانی یا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی انگلیوں ہی سے نکل رہا تھا۔ یا بذات خود پانی زیادہ ہورہا تھا اور انگلیوں سے جوش مار کر بہہ رہا تھا یہ بہت بڑا معجزہ ہے۔ گو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پتھر پر لاٹھی مار کر اس سے پانی جاری کیا تھا لیکن پتھروں سے طبعًا پانی نکلتا رہتا ہے اُن سے چشمے پھوٹتے رہتے ہیں ہاتھ کی انگلیوں سے پانی بہہ نکلنا عجیب تر ہے۔ اس لئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس معجزہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ پر فوقیت حاصل ہے۔

قولہ وَزَوْرَاء الخ جملہ حالیہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔ حافظ ابونعیم نے شریک بن ابی نمر کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت انس نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے پانی لاکر حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا اور لوگوں کا پانی سے فارغ ہونے کے بعد وہ پانی سیدہ ام سلمہ کو واپس کردیا گیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ چار احادیث بیان کی ہیں۔ پہلی حدیث قتادہ سے دوسری اسحاق سے تیسری حسن سے اور چوتھی حمید کے طریق سے مذکور ہیں ان کے متن اور تعیین مکان میں واضح مغایرت ہے اور وضوء کرنے والوں کی تعداد بھی مختلف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں بلکہ متعدد واقعات ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قرطبی نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی انگلیوں سے

۳۳۴۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهَشَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالَ مَا لَكُمْ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَآءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَثُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً

۳۳۴۹ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا حَتّٰى لَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَفِيْرِ الْبِئْرِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتّٰى رَوِيْنَا وَرَوَتْ اَوْ صَدَرَتْ رَكَائِبُنَا

پانی نکلنا کئی مواضع میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ اور بہت مقامات میں ایسا پایا گیا ہے۔ کئی طریقوں اور مختلف اسانید سے یہ احادیث مروی ہیں جو حتمی طور پر یقینی علم پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ اگرچہ اخبار احاد ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی سے ایسا معجزہ نہیں دیکھا گیا کہ کسی نبی کی ہڈیوں، پٹھوں اور گوشت پوست سے پانی جوش مار کر نکلا ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ۳۳۴۸ — حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھاگل تھی جس سے آپ نے وضوء کیا جب آپ وضوء کر چکے تو لوگ گھبرائے آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضوء کریں اور نہ ہی پینے کے لئے پانی

۳۳۵۰ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى

پانی ہے صرف وہی پانی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھاگل پر دستِ اقدس رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ ہم سب نے وہ پیا اور وضوء بھی کیا۔ میں نے جابر سے کہا تم کتنے لوگ تھے۔ جابر نے کہا اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو ہمیں کافی تھا لیکن ہم صرف پندرہ سو تھے۔

۳۳۴۹ ــــ ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا حُدیبیہ کے دن ہم ایک سو چودہ افراد تھے۔ حُدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کے کنارے بیٹھ گئے اور پانی کے لئے دعاء فرمائی اور کنوئیں میں پانی کی کلّی ڈال دی۔ ہم تھوڑا سا ہی ٹھہرے ہوں گے کہ کنواں پانی سے بھر گیا ہم نے پانی پیا، حتی کہ ہم سیراب ہو گئے اور ہمارے مال مویشی بھی تمام سیراب ہو گئے۔

۳۳۴۸ - ۳۳۴۹ ــــ شرح : یَوْم حُدیبیہ سے مراد غزوہ حدیبیہ ہے جو بلا خوف چھ ہجری کے ذی القعدہ میں پیش آیا تھا۔ حُدیبیہ ایک مقام ہے جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جہت میں ایک مرحلہ پر واقع ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیبیہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہاں کبڑا درخت تھا۔ محمد بن اسحاق صاحبُ المغازی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدہ میں عمرہ کرنے نکلے۔ لڑائی کرنا آپ کا مقصد نہ تھا۔ جبکہ مہاجرین، انصار اور دیگر عرب کے لوگ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ کے پاس ستر اُونٹ تھے جو حرم میں نحر کرنے کے لئے ہمراہ لے گئے تھے۔ اس وقت صحابہ کی کل تعداد ایک ہزار پانچ سو تھی۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہے۔ البتہ براء بن عازب کی حدیث میں چودہ سو کا ذکر ہے لیکن اس میں تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد دوسرے عدد کی نفی نہیں کرتا۔ قولہ فجہش الناس " لوگوں نے پانی لینے

میں جلدی کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "جہش" جہش سے ہے۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ انسان گھبرا کر کسی طرف جائے اور رونے کی تیاری کرے جیسے بچہ گھبرا کر اپنی ماں کی طرف جاتا ہے اور رونے کی تیاری کرتا ہے۔ قولہ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ مِائَۃً "قیاس تو یہ ہے کہ اَلْفٌ وَاَرْبَعُ مِائَۃٍ" کہا جاتا لیکن کبھی بات کا اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ اور "اَلْف" کے بغیر ذکر کیا جاتا ہے۔ یہی حال جابر کی روایت کا ہے جس میں "خَمْسَ مِائَۃٍ" مذکور ہے۔ قولہ "رَوِیْتُ" سیراب ہوگئے۔ قولہ "اَصْدَرَتْ" اونٹ لوٹ آئے"

۳۳۵۰ — ترجمہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انھوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوطلحہ نے اُمّ سُلیم سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور پایا ہے۔ میں آپ میں بھوک محسوس کرتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے ام سُلیم نے کہا ہاں اور جَو کی چند روٹیاں نکالیں۔ پھر اپنا دوپٹہ لیا اس کے ایک حصہ میں ان کو لپیٹا اور چھپا کر میرے ہاتھ میں دے دیں اور دوپٹہ کا کچھ حصہ مجھے اوڑھا دیا۔ پھر مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ انس نے کہا میں وہ لے کر گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں مسجد شریف میں پایا آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا سب اٹھو اور آپ چل پڑے۔ میں اُن کے آگے آگے چلا حتیٰ کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا اور اُن سے واقعہ بیان کیا۔ ابوطلحہ نے کہا اے اُمّ سُلیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سمیت تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس کوئی شئی بھی نہیں جو ہم انہیں کھلا سکیں۔ اُم سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانیں۔ ابوطلحہ چلے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوطلحہ آپ کے ساتھ تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمّ سُلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ! اُم سُلیم روٹیاں لے کر آئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے ٹکڑے بنا دیئے جائیں چنانچہ ٹکڑے بنا دیئے گئے۔ اور اُمّ سلیم نے گھی کے برتن کو نچوڑا اور اس کو سالن بنا لیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا (برکت کی دُعاء کی) پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ چنانچہ اُنھیں بلا کر کھانے کی اجازت دی تو اُنھوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ پس انہیں بلایا گیا اور کھانے کی اجازت دی گئی تو اُنھوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ چلے گئے پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ۔ پس انھیں بلایا گیا اور کھانے کی اجازت دی گئی تو اُنھوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ تو سب لوگوں نے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا حالانکہ وہ ستر یا اسی مرد تھے۔

۳۳۵۰ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرائن پر عمل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت ابوطلحہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ
عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْطَلْحَةَ
فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلِقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ
اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ
اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ
مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا
عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ
لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ

چہرۂ انور پر ناتوانی اور ضُعف کے اثرات دیکھے تھے۔ اس لئے حتی الوسع آپ کے لئے کھانے کا اہتمام کیا۔
ابویعلیٰ نے حضرت انس سے روایت کی کہ ابوطلحہ کو خبر پہنچی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا نہیں تو انھوں نے مزدوری کر کے چار یا پانچ سیر جَو حاصل کئے اور وہ گھر لے کر آئے۔ مسلم نے انس سے روایت کی کہ ابوطلحہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک کے باعث بیقرار پایا مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت انس نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا آپ

اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

صحابہ کو حدیثیں سُنا رہے تھے اور پیٹ شریف پر کپڑا باندھا ہُوا تھا۔ میں نے استفسار کیا تو معلوم ہُوا کہ بھُوک کے باعث پیٹ پر کپڑا باندھا ہے۔ میں ابوطلحہ کے پاس گیا اور واقعہ بیان کیا تو اُنھوں نے کھانے کا انتظام کیا۔ حافظ ابونعیم نے محمد بن کعب کے طریق سے حضرت انس سے روایت کی کہ ابوطلحہ ام سلیم کے پاس گئے اور کہنے لگے کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی شئ ہے۔ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ اصحابِ صُفّہ کو سُورۂ نساء پڑھا رہے تھے۔ حالانکہ بھُوک کے باعث آپ نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ بخاری کی اس حدیث میں ہے کہ ام سلیم نے چند روٹیاں نکالیں اور امام احمد نے ابن سیرین کے طریق سے انس سے روایت کی کہ انس نے کہا میں ام سلیم کے پاس آدھا سیر جَو لایا تو اُنھوں نے ان کو پیسا اور مسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کے واسطہ سے انس سے روایت کی کہ ابوطلحہ دو سیر جَو لائے اور ان سے کھانا تیار کیا لیکن ان روایات کے اختلاف میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ متعدد بار واقعہ ہُوا ہو۔ یا بعض راویوں کو یاد رہا اور بعض کو یاد نہ رہا۔ اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ دراصل جَو ایک صاع (۴؍۱ ۴ سیر) تھے تو ام سلیم نے کچھ بچوں کے لئے رکھ لئے اور بعض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے طعام تیار کیا (عینی فتح الباری)

قولہ علیہ السلام لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا ،، یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا اٹھو، ابوطلحہ کے گھر چلیں،، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خیال فرمایا ہوگا کہ ابوطلحہ آپ کو گھر تشریف لانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اسی لئے صحابہ سے فرمایا اُٹھو طلحہ کے گھر چلیں اور پہلے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطلحہ اور ام سلیم نے انس کو کھانا دے کر بھیجا تھا۔ اس میں اتفاق کی یہ صورت ہے کہ ابوطلحہ اور ام سلیم نے انس کو کھانا دے کر بھیجا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم اُن سے لے کر تناول فرمالیں گے۔ لیکن جب انس وہاں پہنچے تو صحابہ کا ہجوم دیکھ کر شرما گئے اور یہ خیال کر لیا کہ وہ صرف سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو ساتھ لے کر گھر چلے جاتے ہیں اور آپ گھر جاکر کھانا تناول فرمالیں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حضرت انس سے یہ کہا گیا ہو کہ اگر لوگ زیادہ ہوں تو صرف آپ ہی کو بلا لائیے کیونکہ سب کے لئے کھانا کافی ہونا مشکل ہے۔ حالانکہ وہ یہ جانتے تھے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم تنہا کھانا نہیں کھائیں گے ، دیگر روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ میں

ابوطلحہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ساتھ لے کر ابوطلحہ کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ کتاب الاطعمہ میں اُن سے روایت ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں آیا جبکہ آپ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے تو میں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ اور امام احمد نے روایت کی کہ انس نے کہا مجھے ام سلیم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ حضور آپ ناشتہ ہمارے ہاں فرمائیں اور محمد بن کعب کی روایت ہے کہ ابوطلحہ نے انس سے کہا اے بیٹا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ تنہا کو کھانے کی دعوت دو۔ آپ کے ساتھ دوسروں کو بلا کر مجھے رسواء نہ کرنا۔ الحاصل حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی تو آپ نے صحابہ سے فرمایا اٹھو ابوطلحہ نے ہماری دعوت کی ہے۔ جب ابوطلحہ کے گھر کی طرف آرہے تھے تو ابوطلحہ نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے تو صرف آپ کے لئے مختصر کھانا تیار کیا ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی میں اللہ تعالیٰ برکت کرے گا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم سلیم سے فرمایا جو کچھ پکایا ہے میرے پاس لے آؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا کچھ گھی بھی ہے تو ابوطلحہ نے کہا جی ہاں اور گھی کا برتن اُٹھا لائے پھر وہ نچوڑا گیا تو تھوڑا سا نکلا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے گھی کو مس کیا پھر روٹی پر ہاتھ پھیرا تو وہ بڑی ہوگئی اور فرمایا "بسم اللہ"، آپ اسی طرح کرتے رہے اور کھانا زیادہ ہوتا گیا حتیٰ کہ بہت بڑا برتن روٹیوں سے بھر گیا۔ سعد بن سعید کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پر ہاتھ پھیر کر برکت کی دُعا فرمائی اور فرمایا اے اللہ اس میں برکت زیادہ کر دے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھانا تناول کیا اور ستر اسّی کی تعداد میں سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور آخر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے تناول کیا۔ پھر بھی کھانا کافی بچ گیا۔ جو ہمسایوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے جو کھانا بچ گیا تھا اس کو ایک جگہ اکٹھا کر کے پھر اس پر برکت کی دعا فرمائی تو وہ اتنا ہی ہو گیا جتنا کہ پہلے تھا (فتح الباری، عینی، قسطلانی باختصار)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر برکت کی دُعا کرنا جائز ہے۔

چنانچہ امام ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ طعام دے وہ اس پر دُعا کرے۔ اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا مسنون طریقہ ہے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۳۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِنْ مَآءٍ فَجَآءُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ

۳۳۵۱ — ترجمہ : علقمہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم اُن کو باعث خوف شمار کرتے ہو۔ ایک سفر میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ پانی کم ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زائد پانی تلاش کرکے لاؤ! وہ ایک برتن لے کر آئے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس میں دست اقدس ڈالا اور فرمایا پاک کرنے والے بابرکت پانی کی طرف آؤ اور برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ میں نے پانی کو دیکھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا اور ہم کھانے کی تسبیح سُنا کرتے تھے حالانکہ اسے کھایا جاتا تھا۔

۳۳۵۱ — شرح : حق بات یہ ہے کہ بعض معجزات برکت کا سبب ہوتے ہیں جیسے تھوڑے سے کھانے سے کثیر لوگ سیر ہوجاتے تھے اور قلیل ترین پانی ہزارہا لوگوں کے لئے کافی ہوجاتا تھا۔ اور بعض معجزات باعثِ خوف وہراس ہوتے ہیں۔ جیسے پہلی امتوں میں لوگ زمین میں دھنسا دیئے جاتے تھے۔ اور سُورج اور چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کا ردّ کرتے اور فرماتے تھے کہ سارے معجزات خوف اور ڈر کا سبب نہیں ہوتے ہیں۔ آیات کا معنیٰ وہ امور ہیں جو خلافِ عادت ہوں۔ انہیں معجزات کہا جاتا ہے۔ مُحدِّث ابونعیم نے دلائل میں ذکر کیا کہ اس حدیث میں مذکور سفر غزوہ حدیبیہ کا سفر تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہٗ الاعلیٰ اعلم!

۳۳۵۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ ثَنَا زَکَرِیَّاءُ ثَنِیْ عَامِرٌ ثَنِیْ جَابِرٌ اَنَّ اَبَاہُ تُوُفِّیَ وَعَلَیْہِ دَیْنٌ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ اَبِیْ تَرَکَ عَلَیْہِ دَیْنًا وَلَیْسَ عِنْدِیْ اِلَّا مَا یُخْرِجُ نَخْلُہٗ وَلَا یَبْلُغُ مَا یُخْرِجُ سِنِیْنَ مَا عَلَیْہِ فَانْطَلِقْ مَعِیَ لِکَیْ لَا یُفْحِشَ عَلَیَّ الْغُرَمَاءُ فَمَشٰی حَوْلَ بَیْدَرٍ مِّنْ بَیَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثُمَّ اٰخَرَ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْہِ فَقَالَ انْزِعُوْہُ فَاَوْفَاھُمُ الَّذِیْ لَھُمْ وَبَقِیَ مِثْلُ مَا اَعْطَاھُمْ

۳۳۵۳ — حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْہِ ثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ اَنَّہٗ حَدَّثَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّۃِ کَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّۃً مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طَعَامُ اثْنَیْنِ فَلْیَذْھَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طَعَامُ اَرْبَعَۃٍ فَلْیَذْھَبْ بِخَامِسٍ اَوْ بِسَادِسٍ اَوْ کَمَا قَالَ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ جَآءَ بِثَلٰثَۃٍ وَانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۳۳۵۲ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا حالانکہ ان پر قرضہ تھا (جابر نے کہا) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرا والد بہت قرضہ چھوڑ گیا ہے۔ اور میرے پاس کھجور کے درختوں کے سوا کچھ نہیں اور ان کی کئی سال کی پیداوار ان کا قرضہ ادا نہیں کر سکتی آپ میرے ساتھ تشریف لائیں تاکہ قرضخواہ مجھ پر سختی نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر کے گرد اگرد پھرے اور برکت کی دعاء فرمائی۔ پھر دوسرے ڈھیر پر بھی اسی طرح کیا۔ پھر اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کھجوریں ڈھیر سے نکالو تو آپ نے ان کا قرضہ انہیں پورا کر دیا اور جتنا انہیں دیا اتنا ہی باقی بچ گیا۔ (حدیث ۱۹۹۶ کی شرح دیکھیں)

۳۳۵۳ — ترجمہ : عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اصحاب صُفّہ

بِعَشَرَةٍ وَ اَبُوْ بَكْرٍ ثَلٰثَةً قَالَ فَهُوَ اَنَا وَاَبِیْ وَاُمِّیْ وَلَا اَدْرِیْ هَلْ
قَالَ امْرَأَتِیْ وَخَادِمِیْ بَیْنَ بَیْتِنَا وَبَیْنَ بَیْتِ اَبِیْ بَكْرٍ وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ
تَعَشّٰی عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰی صَلَّی الْعِشَاءَ
ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰی تَعَشّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ
بَعْدَ مَا مَضٰی مِنَ اللَّیْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ امْرَأَتُهٗ مَا حَبَسَكَ
مِنْ اَضْیَافِكَ اَوْ ضَیْفِكَ قَالَ اَوَ عَشَّیْتِهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰی تَجِیْءَ
قَدْ عَرَضُوْا عَلَیْهِمْ فَغَلَبُوْهُمْ فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ یَا غُنْثَرُ
فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوْا وَقَالَ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا قَالَ وَاَیْمُ اللّٰهِ
مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا حَتّٰی شَبِعُوْا
وَصَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ فَنَظَرَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاِذَا شَیْءٌ اَوْ اَكْثَرُ

مفلس لوگ تھے ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو ساتھ لے جائے یا جو بھی آپ نے فرمایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین مہمان لے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو ساتھ لے آئے اور ابوبکر تین آدمی لائے ۔ عبدالرحمٰن نے کہا (گھر میں) میں، میرا باپ اور میری والدہ تھے ۔ راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ عبدالرحمٰن نے بیوی بھی کہا تھا اور ایک خادم جو ہمارے اور ابوبکر کے درمیان مشترک تھا ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا پھر کچھ وقت وہاں ٹھہرے حتی کہ عشاء کی نماز وہیں پڑھی ۔ پھر لوٹے اور آپ کے پاس ٹھہرے حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھایا ۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کافی رات گزرنے کے بعد گھر واپس آئے تو ان کی بیوی نے کہا آپ کو مہمانوں کا خیال نہ رہا تھا ۔ آپ کو کس نے روک کے رکھا تھا ۔ ابوبکر نے کہا کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا ؟ ان کی بیوی نے کہا اُنھوں نے کھانے سے انکار کیا حتی کہ آپ تشریف لائیں ہم نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا لیکن (وہ بدستور انکار کرتے رہے) اور ان پر غالب آئے (یہ سن کر) میں چھپ گیا تو ابوبکر نے کہا ارے جاہل ! اور گالی گلوچ کی اور

فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِينَهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَتَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللّٰهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ غَيْرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ قَالَ أَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ كَمَا قَالَ۔

(مہمانوں) سے فرمایا کھانا کھاؤ میں یہ کبھی نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن نے کہا بخدا! ہم کوئی لقمہ نہ اُٹھاتے تھے مگر اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا حتیٰ کہ مہمانوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (کھانے کی طرف) نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ کھانا اتنا ہی ہے بلکہ اس سے زیادہ ہوگیا ہے۔ اُنھوں نے اپنی بیوی سے کہا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیسا حال ہے؟ تو اُنھوں نے کہا میری آنکھ کی ٹھنڈک۔ یہ تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ ابوبکر نے اس سے کھایا اور فرمایا ان کی وہ قسم شیطان کی طرف سے تھی۔ پھر اس سے کچھ لقمے کھائے اور اسے اُٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ صبح تک کھانا حضور کے پاس رہا۔ اور ہمارے اور لوگوں کے درمیان معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی مدت پوری ہوگئی۔ تو ہم نے بارہ آدمیوں کو حاکم بنایا جبکہ اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ کئی لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہر ایک کے ساتھ کتنے لوگ تھے سوائے اس کے ان کے ساتھ لوگ بھیجے۔ عبدالرحمٰن نے کہا اس کھانے سے سب لوگوں نے کھایا یا جو بھی اُنھوں نے کہا۔

۳۳۵۳ شرح: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کی مناسبت باب کے عنوان سے نہیں کیونکہ باب کا عنوان علامات نبوت ہے جبکہ حدیث شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت مذکور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ کا اظہار غیر نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہونا جائز ہے (لیکن اس کی کرامت سے تعبیر کی جاتی ہے) یا حدیث کے آخر سے اعجاز حاصل ہے۔ جبکہ ذکر کیا کہ اس کھانے کو سب نے کھایا۔

اصحاب صفہ مسجد کے آخری حصہ میں رہا کرتے تھے۔ جو ان غرباء کے لئے تیار کیا گیا تھا جن کے پاس رہنے کی جگہ نہ تھی اور نہ ہی اُن کے اہل و اولاد تھے۔ ان میں سے کسی کی شادی ہوجانے کے باعث چلا جانے یا کسی کے فوت

ہو جانے یا سفر کرنے سے ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ وہ لوگوں کے مہمان طالب علم تھے۔ جو جناب رسالتماب سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ قولہ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ یعنی جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے کیونکہ دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کفایت کرسکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ"، مسلم کی روائت میں ہے جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ تین کو ساتھ لے جائے۔ قاضی عیاض نے کہا یہ صحیح نہیں۔ بخاری کی روائت صحیح ہے کیونکہ یہ باقی حدیث کے سیاق کے موافق ہے۔ امام نووی نے جواب دیا کہ کچھ عبارت محذوف ہے۔ دراصل عبارت یوں ہے۔ "فَلْيَذْهَبْ بِمَنْ يَتِمُّ مِنْ عِنْدِهِ ثَلَاثَةٌ"، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین لے آئے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کی کافی گنجائش تھی۔ لفظ "ثلاثہ"، کو دو بار اس لئے ذکر کیا ہے کہ پہلی بار ذکر کرنے سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان مالدار لوگوں میں سے ہیں جن کے پاس چار پانچ مہمانوں کی گنجائش تھی اور دوسری بار ثلاثہ کو واقعہ کی ترتیب کے مطابق ذکر کیا جو کلام کا سیاق ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ شان یہ ہے میں اور میری والدہ اور والد گھر میں تھے۔ مقصد یہ ہے کہ ان کے گھر میں کھانے کی کافی گنجائش تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں جبکہ دونوں کی ماں ام رومان ہے ان کی کنیت مشہور ہے نام غیر معروف ہے۔ ان کا نام زینب ہے بعض نے کہا ہے کہ ان کا نام دعلہ بنت عامر بن عویمر ہے۔ پہلے وہ حارث بن سخبرہ ازدی کی بیوی تھیں جب وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آکر فوت ہوگئے تو ان سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کرلیا تھا۔ ام رومان مکہ مکرمہ میں ہی مسلمان ہوگئی تھیں پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائیں جبکہ ان کے ہمراہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور عبدالرحمٰن صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ وہ سات ہجری کے اواخر یا آٹھ ہجری کے اوائل میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے۔

قولہ لَا اَدْرِیْ الخ یعنی عبدالرحمٰن سے حدیث کی روائت کرنے والے ابوعثمان نے روائت کے الفاظ میں شک کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ عبدالرحمٰن نے اپنی بیوی اور خادم کا بھی ذکر کیا تھا اور خادم ہماری مشترکہ خدمت کیا کرتا تھا اور گھر میں مشترک خادم تھا۔ قولہ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ الخ یعنی عبدالرحمٰن نے کہا ابوبکر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شام کا کھانا کھایا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے حتی کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر لوٹ آئے اور ٹھہرے رہے حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھایا پھر وہ کچھ رات جانے کے بعد واپس آئے۔ اس حدیث کی ترکیب مشکل ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر نے شام کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آنے کے بعد کھایا تھا۔ اور اس سے پہلی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا پہلے کھایا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی عبارت میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں کھانا کھانے

محتاج نہ تھے اور دوسری بار کھانے کا ذکر واقعہ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ جبکہ پہلی تَعَشِّیْ (شام کا کھانا)
بکر صدیق کی ہے اور دوسری جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعشی ہے۔ الحاصل حضرت ابوبکر صدیق
ی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ وہ شام کا کھانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھایا کرتے تھے۔ پھر حضور کی
متیں رہتے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آیا کرتے تھے یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معمول یہی
اور بخاری کی حدیث کا سیاق یہ ہے کہ ابوبکر صدیق تین مہمانوں کو گھر لے کر آئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت
واپس چلے گئے اور وہاں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کھانا کھایا پھر ابوبکر
ت کا کچھ حصّہ گزر جانے کے بعد اپنے گھر تشریف لے گئے اور مہمانوں کے کھانا نہ کھانے کے باعث اپنے صاحبزادہ
الرحمٰن سے سخت کلام کیا اور جب یہ معلوم ہُوا کہ عبدالرحمٰن کا قصور نہیں مہمانوں کی طرف سے ایسا ہُوا ہے
یں فرمایا کھانا کھاؤ۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا تمہیں کھانا کھانے سے کس نے روکا ہے
ل نے کہا ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں گے تو آپ نے کہا میں کبھی یہ کھانا
کھاؤں گا۔ اس کے بعد مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہیں کھائیں گے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میری یہ
شیطان کے باعث تھی لاؤ ہم کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غصّہ کی حالت میں یہ
کھائی تھی اسے یمینِ فور کہا جاتا ہے اس یمین حانث (قسم توڑنے والے) پر کفارہ واجب نہیں۔
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا ہے تو اپنی بیوی اُمِّ رومان
" اے بنی فراس کی بہن" بنی فراس قبیلہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ قاضی نے کہا فراس" غنم بن
ث کنانہ کا بیٹا ہے اور پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ اُمِّ رومان حارث بن غنم کی اولاد میں سے ہیں اور وہ فراس بن غنم
لی ہے۔ شائد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی بنی فراس کی طرف اس لئے نسبت کی ہو کہ یہ قبیلہ
رث کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ اور امّ رومان کے کلام میں " لَا وَقُرَّۃِ عُیْنِی " کلمہ لَا قسم کی تاکید کے
زائدہ ہے اور" واو" قسم کے لئے۔ خوشی کے وقت ایسا کہا جاتا ہے۔ قولہ فَفَرَّقَنَا " میں فاء فصیحہ ہے۔ فَرَّقَ
صیغہ ہے اور" فا" مفعول بہ ہے اور" فَرَّقَ" کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ یعنی وہ لوگ مدینہ منورہ
چلے اور ہر ایک شخص کے ساتھ بارہ آدمی تھے۔ اور ہمیں لوگوں کا عریف (نمبردار) بنایا۔ معلوم ہُوا کہ
ن پر عرفاء مقرر کرنا جائز ہے۔ ابوداؤد نے اس کو حق کہا ہے نیز اس (عرافت) میں لوگوں کی مصلحت
لشکروں کے انتظام میں آسانی ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے
فی النّارِ " کہ قوم کے نمبردار اور ممبر دوزخی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں وہ لوگ مراد
بض کو سرانجام دینے میں کمی کرتے ہیں اور ناجائز امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ الحاصل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کردہ کھانا سارے لشکر نے کھایا اور سب سیراب ہوگئے۔ معلوم ہُوا کہ اس کھانے میں پُوری برکت
لی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہُوئی جبکہ ابوبکر صدیق کے گھر میں برکت کی ابتداء ہُوئی تھی۔ اس طرح یہ

۳۳۵۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ اَنَسٍ وَعَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَ اَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْكُرَاعُ وَهَلَكَتِ الشَّاءُ فَادْعُ اللّٰهَ يَسْقِيْنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا قَالَ اَنَسٌ وَاِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيحٌ اَنْشَاَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ ثُمَّ اَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوضُ الْمَاءَ حَتّٰى اَتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسْهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ اِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَاَنَّهَا اِكْلِيْلٌ —

(حدیث کرامت اور معجزہ پر مشتمل ہے (حصہ اوّل کی حدیث ۵۸۰ کی شرح دیکھیں)

۳۳۵۴ — ترجمہ: ثابت سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ کو قحط سالی نے آلیا ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہوگئیں اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء فرمائیں کہ ہم پہ بارش فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعاء کی حضرت انس نے کہا آسمان شیشہ کی طرح تھا۔ اچانک ہوا چلی اور بادل پیدا ہوئے پھر وہ جمع ہوگئے پھر آسمان نے اپنا منہ کھول دیا ہم باہر نکلے پانی میں چلنے لگے حتیٰ کہ اپنے گھروں میں آئے۔ دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی شخص کھڑا ہوا یا اور آدمی آیا تھا کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم" مکانات گرنے لگے ہیں اللہ سے دعا فرمائیں کہ بارش روک دے۔ آپ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ بارش ہمارے گرد اگرد ہو ہم پر نہ ہو۔ پھر

٣٣٥٥ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى اَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ اَبُوْ غَسَّانَ ثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ وَاسْمُهٗ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ اَخُوْ اَبِيْ عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِلٰى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ اِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَاَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهٗ عَلَيْهِ وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ اَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا وَرَوَاهُ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بادل کی طرف نظر کی وہ مدینہ منورہ کے ارد گرد پھیل گیا گویا کہ مدینہ منورہ تاج بنا ہُوا تھا۔

٣٣٥٤ — شرح: جب بارش رک جائے۔ تو لوگ قحط سالی کی شکار ہونے لگتے ہیں۔ محاورہ ہے "قَحَطَ الْمَطَرُ"، جبکہ بارش رک جائے جس شخص نے کھڑے ہوکر بارش کے لئے استدعاء کی تھی۔ وہ خارجہ بن حصن فزاری تھے "کُرَاعٌ"، گھوڑے۔ شاۃ "بکریاں شاۃ کی جمع ہے۔ شاہ دراصل شاھۃٌ"، تھا۔ لام کلمہ حذف کر دیا گیا ہے۔ شیاہ بھی جمع ہے۔ کمثل الزجاجۃ"، یعنی آسمان شیشہ کی طرح صاف تھا۔ اور بادل کا نام و نشان تک نہ تھا "قَمَاجَتْ"، بادل اٹھا۔ اِکْلِیْلٌ"، جواہرات و یواقیت سے مرصّع تاج جسے شاہانِ فارس پہنا کرتے تھے۔ اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے۔ جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرہ بھر اشارہ سے موسلا دھار بارش ہُوئی اور یکسر قحط سالی کا سماں خوشحالی سے بدل گیا۔

(حدیث ع ۹۶۰، ع ۹۶۳ کی شروح دیکھیں)

٣٣٥٥ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ستون کے پاس کھڑے ہوکر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ تو ستون نے رونا شروع کر دیا۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دستِ شفقت پھیرا۔ عبدالحمید نے کہا ہمیں عثمان بن عمر نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم سے معاذ بن علاء نے نافع سے یہ بیان کیا اور ابوعاصم نے ابن ابی رؤاد کے ذریعہ

۳۲۵۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُونُعَیْمٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَیْمَنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْمُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلٰی شَجَرَةٍ اَوْنَخْلَةٍ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اَوْ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا قَالَ اِنْ شِئْتُمْ فَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْبَرًا فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ دُفِعَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِیَاحَ الصَّبِیِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهَا اِلَیْهِ تَاَنُّ اَنِیْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ یُسَکَّنُ قَالَ کَانَتْ تَبْکِیْ عَلٰی مَا کَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّکْرِ عِنْدَهَا

۳۲۵۷ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَخْبَرَنِیْ حَفْصُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ کَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوْفًا عَلٰی جُذُوْعٍ

نافع سے انھوں نے ابن عمر سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۳۲۵۶ ـــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور کے تنہ سے تکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے۔ ایک انصاریہ عورت یا مرد نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے لئے منبر تیار نہ کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو بناؤ تو انھوں نے آپ کے لئے منبر بنایا۔ جب جمعہ کا دن تھا آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ تو کھجور کا وہ تنہ بچہ کی طرح چیخنے چلانے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اترے اور اسے سینہ سے لگا لیا تو وہ ایسا رونے لگا جیسے وہ بچہ روتا ہے جسے چپ کرایا جاتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اس لئے رونے لگا تھا کہ وہ اپنے پاس ذکر سنا کرتا تھا۔

۳۲۵۷ ـــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا مسجد کی چھت کھجور کے

مِنْ نَخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ يَقُوْمُ اِلٰى جِذْعٍ مِنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ

ستونوں سے بنائی گئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو کھجور کے ایک ستون کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر شریف بنایا گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے تو ہم نے اس ستون کے رونے کی آواز سنی جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر دستِ شفقت رکھا تو وہ خاموش ہو گیا،،

۳۳۵۵ تا ۳۳۵۷ — **شرح** : یہ تین حدیثیں ہیں جن میں کھجور کے ستون کے رونے کا ذکر ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس کے ساتھ تکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے تو وہ آپ کے فراق میں رونے لگا جیسے عاشق محبوب کے فراق کے غم میں روتا ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا مشتاق تھا اور آپ کی جدائی پر غم واندوہ کے باعث گریہ زاری کرتا تھا جیسے عقلمند لوگ کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حیات، عقل، شوق اور عشق ومحبت پیدا کر دی تھی اسی لئے وہ فراق برداشت نہ کر سکا۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن ابی حاتم نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کسی نبی کو نہیں دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیاء موتی کا معجزہ دیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ کو یہ معجزہ دیا کہ آپ کے فراق میں لکڑی کا ستون رونے لگا حتی کہ لوگوں نے اس کی آواز سنی اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے بڑا معجزہ ہے۔ ابن ابی سبکی نے کہا میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ستون کا رونا متواتر روایات سے ثابت ہے۔ ابن حجر نے بھی اسی طرح ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ستون حنانہ اور انشقاق قمر ایسے معجزے مشہور روایات کے ذریعے منقول ہیں جو شخص حدیث کے طرق پر اطلاع رکھتا ہے اس کو ان سے قطعی علم حاصل ہے اور جنہیں حدیث کے طرق میں ممارست اور مہارت نہیں انہیں اگر قطعی علم نہ ہو تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ نسائی کبریٰ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ستون حنانہ ایسے بیقرار ہوا، جیسے ناقہ حلوج بیقرار ہوتی ہے۔ ناقہ حلوج وہ ہے جس کا بچہ چھین لیا گیا ہو۔ دارمی نے بریدہ سے روایت

۳۳۵۸ــــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اَیُّکُمْ یَحْفَظُ حَدِیْثَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتْنَةِ ح وَحَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمٰنَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ یُحَدِّثُ عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اَیُّکُمْ یَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ اَنَا اَحْفَظُ کَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّکَ لَجَرِیْءٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَجَارِهٖ تُکَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ لَیْسَتْ هٰذِهٖ وَلٰکِنِ الَّتِیْ تَمُوْجُ کَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا بَاْسَ عَلَیْکَ

ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ستون حنانہ سے فرمایا دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو میں تجھے اسی جگہ رکھ دیتا ہوں جہاں سے تولایا گیا ہے اور اگر چاہتے ہو تو تجھے جنت کا درخت بنا دیتا ہوں تو جنت کی نہروں سے پانی پیئے گا تیری شکل و صورت اچھی ہوگی اور پھلدار ہوگا اور اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں گے اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے جنت کا درخت بنا دیں (عینی) ان تینوں احادیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی واضح دلیل ہے۔
(حدیث ۸۷۸، ۱۹۶۷ کی شرح دیکھیں)

۳۳۵۸ــــ ترجمہ: حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنہ سے متعلق یاد رکھتا ہو۔ حذیفہ نے کہا میں یاد رکھتا ہوں جو آپ نے فرمایا ہے۔ عمر فاروق نے کہا بیان کرو تم دلیر مرد ہو (حذیفہ نے کہا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی مرد کے گھر، مال اور ہمسایوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کو نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مٹا دیتے ہیں۔ عمر فاروق

مِنْهَا اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ اَوْيُكْسَرُ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذٰلِكَ اَحْرٰى اَنْ لَّا يُغْلَقَ قُلْنَا عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً اِنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ فَهِبْنَا اَنْ نَسْأَلَهُ وَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ فَقَالَ عُمَرُ

نے کہا میری یہ مراد نہیں ۔لیکن وہ فتنہ بتاؤ جو سمندر کے موج مارنے کی طرح موجزن ہو۔ حذیفہ نے کہا اے امیر المؤمنین اس فتنہ سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں ۔ بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے عمر فاروق نے فرمایا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا ۔حذیفہ نے کہا نہیں بلکہ وہ توڑا جائے گا ۔عمر فاروق نے فرمایا وہ اس لائق ہے کہ کبھی بند نہ ہو۔ ہم نے حذیفہ سے کہا کیا عمر فاروق اس دروازہ کو جانتے تھے ؟ حذیفہ نے کہا جی ہاں ! جیسے کل سے پہلے آنے والی رات کو جانتے ہیں۔ میں نے ان کو ایسی حدیث کی خبر دی ہے جو غلط نہیں ہے ۔ ہم ڈرے کہ حذیفہ سے پوچھیں تو ہم نے مسروق سے کہا تو انھوں نے پوچھا کہ دروازہ کون ہے انھوں نے کہا وہ عمر فاروق ہے ۔رضی اللہ عنہ ۔

۳۳۵۸ — **شرح** : اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے زمانہ کے حالات کی خبریں دی ہیں ۔ یہ بھی آپ کا معجزہ ہے جو آپ کی نبوت کی دلیل ہے ۔

کسی مرد کے گھر میں فتنہ کا معنی یہ ہے کہ وہ عورت کی طرف بکثرت میلان کرتا ہے یا متعدد بیویاں ہوں تو ان کی باری کی تقسیم یا بعض کو ترجیح دینے سے قباحت پیدا ہوتی ہے۔ ہمسایہ کا فتنہ یہ ہے کہ وہ اس سے حسد و بغض رکھتا ہے یا اس پر مفاخرت و مباہات کرتا ہے یا حقوق میں مزاحمت برتتا ہے ۔عورت کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ وہ مردوں کی طرح ہیں لیکن مردوں پر اکتفا کرتے ہوئے عورتوں کو حدیث میں ذکر نہیں کیا ۔

حدیث میں تین امور ذکر کئے : گھر ، مال اور ہمسایہ اور ان کے فتنہ کا کفارہ کرنے والے بھی تین امور ذکر فرمائے ۔ چنانچہ نماز اور روزہ عبادت فعلی ہے ۔ صدقہ عبادت مالی ہے ۔اور بھلائی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا عبادت قولی ہے ۔ جو بالترتیب تینوں کا کفارہ ہیں ۔ (حدیث ۵۰۴ کی شرح دیکھیں اس میں مزید تفصیل مذکور ہے)

۳۳۵۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْ الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ ثَنَا اَبُوْ الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰی تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْیُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ کَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَیْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ کَرَاهِیَةً لِهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰی یَقَعَ فِیْهِ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ وَلَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اَحَدِکُمْ زَمَانٌ لَاَنْ یَرَانِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ لَهٗ مِثْلُ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

۳۳۵۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ کروگے جن کی جوتیاں بالوں والی ہیں اور حتی کہ تم ترکوں سے جنگ کروگے جن کی آنکھیں چھوٹی ہیں۔ چہرے سُرخ ہیں اور ناکیں چپٹی ہوئی ہیں گویا کہ ان کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ تم سب سے اچھا شخص وہ دیکھوگے جو اس خلافت سے سخت کراہت کرنے والا ہوگا یہاں تک کہ اس کو مجبور کیا جائے گا۔ لوگ معادن اور کانوں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جو زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے۔ وہ اسلام لانے کے بعد بھی اچھے ہیں۔ تم میں سے کسی پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس کا مجھے دیکھنا اپنے اہل واولاد اور مال سے زیادہ اسے محبوب ہوگا!

۳۳۵۹ — شرح : اس حدیث میں بھی مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبر دینا مذکور ہے۔ جن میں سے بعض تو واقع ہو چکے ہیں اور بعض واقع ہونے والے ہیں۔ اس حدیث میں چار اشیاء مذکور ہیں۔ ایک ترکوں سے جنگ کرنا دوم خلافت کے امر سے نفرت کرنے والا۔ سوم لوگ کان کی مثل ہیں۔ چہارم ایک زمانہ آئے گا۔ الخ
کتاب الجہاد میں باب قتال الترک اور باب اَلَّذِیْنَ یَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ کی حدیث ۲۷۳۱ و ۲۷۳۲ کی شرحیں دیکھیں۔

۳۳۶۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُوزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوهِ فُطْسَ الْأُنُوفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

۳۳۶۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم خوز اور کرمان سے جنگیں لڑو گے یہ عجمی ہیں۔ ان کے چہرے سرخ ناکیں چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ گویا کہ ان کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

امام بخاری کے شیخ یحییٰ کے غیر نے عبدالرزاق سے روایت کرنے میں یحییٰ کی متابعت کی ہے۔

۳۳۶۰ — شرح : یعنی قیامت قائم ہونے سے پہلے تم دو عجمی قوموں سے جنگ کرو گے اور وہ خُوز اور کرمان کے رہنے والے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ یہ دونوں قومیں ترک نہیں ہیں۔ پھر اس کا جواب ذکر کیا کہ یہ حدیث وہ حدیث نہیں جس میں ترکوں سے جنگ کا ذکر ہے چونکہ ایک وصف میں کئی اصناف شریک ہو سکتے ہیں اگرچہ ان کی جنسیں مختلف ہوں لہٰذا مذکورہ صفات میں اگر یہ لوگ بھی شریک ہوں تو کوئی ممانعت نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ خُوز و کرمان کے لوگوں میں یہ صفت نہیں پائی جاتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُس وقت ان میں سے بعض لوگوں میں یہ صفت پائی جاتی تھی۔ یا معنی یہ ہے کہ بعد میں وہ لوگ ایسے ہو جائیں گے۔ بہرحال یہ لوگ عربوں کی نسبت ترکوں کے تابع ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کے علاقہ میں ایک جگہ ہے جسے کرمان کہا جاتا ہے۔ اور بعض یُوں کہتے ہیں کہ وہ اِن اطراف سے عربوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ فُطْسٌ افطس کی جمع ہے۔ فطوست ناک کی نالی کا نیچا ہو کر پھیل جانا ہے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۳۶۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ اَخْبَرَنِيْ قَيْسٌ قَالَ اَتَيْنَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ سِنِيْنَ لَمْ اَكُنْ فِيْ سِنِيَّ اَحْرَصَ عَلٰى اَنْ اَعِيَ الْحَدِيْثَ مِنِّيْ فِيْهِنَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً وَهُمْ اَهْلُ الْبَارِزِ

۳۳۶۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ وَتُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

۳۳۶۱ — ترجمہ: قیس نے بیان کیا کہ ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین سال رہا۔ مجھے ساری عمر حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق پیدا نہ ہوا جتنا ان تین سالوں میں شوق پیدا ہوا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور آپ نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم ایک قوم سے جنگ کرو گے جن کی جوتیاں بالوں والی ہوں گی اور وہ عجمی ہیں جو صحراؤں میں رہتے ہیں۔ سفیان نے کہا وہ اہلِ بارز ہیں۔

۳۳۶۲ — ترجمہ: جریر بن حازم نے کہا میں نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم سے عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت سے پہلے تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے جو بال دار جوتیاں پہنتے ہوں گے اور تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔

۳۳۶۳ ـــ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ

۳۳۶۴ ـــ قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

۳۳۶۱ - ۳۳۶۲ ـــ شرح : علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں ذکر کیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دربار رسالت میں ملازمت کی مدت تین سال ذکر کی ہے۔ حالانکہ یہ مدت چار سال ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر میں سات ہجری کو آئے تھے اور یہ غزوہ صفر کے مہینہ میں لڑا گیا تھا جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گیارھویں ہجری کے ربیع الاوّل کے مہینہ میں وفات فرمائی تھی۔ نیز حُمَید بن عبدالرحمٰن نے کہا میں چار سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا جیسے ابوہریرہ رہے تھے۔ لیکن امام بخاری کے تین سال بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اس مدت کا اعتبار کیا ہے جس میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں سختی سے پابند رہتے تھے اور ان ایام کو ذکر نہیں کیا جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ یا حج وعمرہ کے سفر میں ہوتے تھے۔ کیونکہ ان ایام میں وہ پابندی نہیں ہوتی تھی جو مدینہ منورہ میں ہوتی تھی یا اس مدت کا اعتبار کیا ہے جس میں انھیں سماعت حدیث اور ضبط وغیرہ میں مزید موقع ملتا رہا یا وہ چار سال ہی سماعت وضبط کرتے رہے لیکن قوی تر اور زیادہ پابندی تین سال میں رہی۔ واللہ اعلم!

علماء کرام نے "بارز" کے کئی معانی ذکر کئے ہیں۔ قابسی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو لوگ مسلمانوں سے جنگ

۳۳۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ اَنَا النَّضْرُ اَنَا اِسْرَائِيْلُ اَنَا سَعْدُ الطَّائِيُّ اَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ جَاءَهُ اٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيْرَةَ قُلْتُ لَمْ اَرَهَا وَقَدْ اُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ

کرنے نکلتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "بارز" فارس کی زمین مراد ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں وہ کرُد قوم ہے جو جنگلات میں رہتے ہیں۔ پہاڑ بھی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ زمین پر اُبھرے ہوتے ہیں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "بازر" بتقدیم الزاء علی الراء یہ عجم اور ترک کی لغت میں بازار ہے۔ ابن کثیر نے کہا کہ سفیان بن عُیینہ کی روایت کہ وہ اہلِ بارز ہیں مشہور تر قول ہے اور زاء کو راء پہ مقدم پڑھنا غلطی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حصہ چہارم کے باب قتال الترک کی حدیث ع ۲۷۲۱ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۳ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تم سے یہودی جنگ کریں گے اور تم ان پہ غالب آجاؤ گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا یا مسلم! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہُوا ہے اسے قتل کردو (بابت قتال الیہود کی حدیث ع ۲۷۲۹ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۴ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ جنگ کریں گے تو انہیں کہا جائے گا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کر رکھی ہو؟ وہ کہیں گے جی ہاں تو اُنھیں فتح حاصل ہوگی وہ پھر جہاد کریں گے تو اُن سے کہا جائیگا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی صحبت اختیار کر رکھی ہو؟ وہ کہیں گے جی ہاں! تو انھیں فتح حاصل ہوگی!
(حصہ چہارم کے مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ کی حدیث ع ۲۶۹۷ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۵ — ترجمہ: عدی بن حاتم نے کہا ایک دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر ایک دوسرا شخص آپ کے پاس آیا اور اُس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ
لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَاَيْنَ دُعَّارُ
طَيِّئٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتُفْتَحَنَّ
كُنُوزُ كِسْرٰى قُلْتُ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ
الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْأَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ
مِنْهُ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ
وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ فَلَيَقُولَنَّ لَهٗ اَلَمْ اَبْعَثْ
اِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُولُ بَلٰى فَيَقُولُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَ
وَلَدًا وَاُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُولُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهٖ فَلَا يَرٰى
اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ
يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِينَةَ

اے عدی! تم نے حیرہ شہر دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا ہے۔ لیکن مجھے اس کی خبر دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو عورت کو دیکھے گا کہ وہ حیرہ سے چلے گی حتیٰ کہ کعبہ کا طواف کرے گی اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا میں نے دل میں خیال کیا کہ طی کے ڈاکو کہاں چلے جائیں گے؟ جنہوں نے تمام شہروں میں آگ لگا رکھی ہے۔ اے عدی! اگر تیری زندگی طویل ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا: کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کرو گے (اے عدی) اگر تیری حیاتی دراز ہوئی تو تم کسی شخص کو دیکھو گے کہ وہ سونے یا چاندی کی مٹھی بھر کر نکلے گا اور ان لوگوں کو تلاش کرے گا جو اسے قبول کریں لیکن وہ ایسا کوئی شخص نہ پائے گا جو اسے قبول کرے۔ اور یقیناً تم میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ سے ملے گا جس روز اس سے

تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ تَعَالٰى وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيٰوةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْأَ كَفِّهٖ

۳۳۶۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا اَبُوْ مُجَاهِدٍ ثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ سَمِعْتُ عَدِيًّا كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ملے گا اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا جو اسے ترجمہ سمجھائے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجا تھا جس نے تمہیں میرا حکم پہنچایا ہو۔ وہ کہے گا کیوں نہیں (رسول تشریف لائے ہیں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تمہیں مال و دولت نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تجھے فضیلت نہ دی تھی؟

وہ کہے گا کیوں نہیں (سب کچھ دیا تھا) پھر وہ اپنے دائیں نظر کرے گا تو سوا دوزخ کے اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ پھر بائیں جانب دیکھے گا تو سوا دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا۔

عدی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرکے بچو! اور جو کوئی کھجور کا ٹکڑا نہ پائے تو لوگوں سے اچھی بات کہہ کر ہی بچے۔

عدی نے کہا میں نے عورت کو دیکھا کہ وہ حیرہ سے چلتی حتیٰ کہ کعبہ شریف کا طواف کرتی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتی تھی اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے تھے۔ اور اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم وہ دیکھو گے جو نبی کریم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سونے چاندی کی مٹھی بھر کر نکلے گا۔ الخ

۳۳۶۶ — ترجمہ: محل بن خلیفہ نے بیان کیا کہ میں نے عدی سے سنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔

(حدیث ۱۳۳۲ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۷ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شَرَحْبِيْلٍ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ مِنْ بَعْدِيْ اَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنْ اَخَافُ اَنْ تَنَافَسُوْا

۳۳۶۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنَ الْاٰطَامِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى اِنِّيْ اَرَى الْفِتَنَ يَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ

۳۳۶۷ — ترجمہ: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور شہداء اُحد پر اس طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر آپ منبر شریف پر تشریف لائے۔ اور فرمایا میں تمہارا مُقدمہ ہوں (آگے جاکر انتظام کرنے والا) اور میں تم پر گواہ ہوں۔ یقیناً میں اب حوض کوثر دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم مجھے اپنے بعد تمہارے شرک کا ڈر نہیں ہے لیکن ڈر یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے

۳۳۶۷ — شرح: علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اُحد پر کچھ دیر بعد نماز جنازہ پڑھی تھی۔ جیسے میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ ثابت ہوا کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی جیسے طبعی موت واقعہ ہونے سے نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اُحد کے روز ان شہداء کی نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھی گئی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ہیجان و اضطراب کا دن تھا اور مسلمانوں کے لئے مصیبت کا وقت تھا انہیں اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ نماز جنازہ

۳۳۶۹ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيٰنَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِهٖ وَبِالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ اِسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ —

پڑھ سکیں۔ اس عذر کے باعث اس دن ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی تھی۔

(حدیث ۳۳۶۵، ۲۳۶۶ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۸ — ترجمہ: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے محلات میں سے ایک اونچے محل پر چڑھ کر فرمایا۔ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کو ایسے گرتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ دیکھتے ہیں"

۳۳۶۸ — شرح: "اُطُم" محل ہے۔ جو قلعہ پتھروں سے بنایا جائے اسے اُطُم کہتے ہیں۔ مربعہ مسطح مکان کو بھی اُطُم کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع آطام ہے فتنوں کی کثرت کو بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ سے تشبیہ دی ہے یعنی تمہارے گھروں میں ایسے فتنے واقع ہوں گے جیسے موسلا دھار بارش برستی ہے۔ یہ سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ اور کوئی بھی ان سے بچ نہ سکے گا۔ اس حدیث میں ان جنگوں کی طرف اشارہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوئیں جیسے حرہ وغیرہ کے واقعات ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۶۹ — ترجمہ: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو سلمہ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا

۳۳۷۰ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ابْنُ الْمَاجِشُونَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ لِي إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا فَأَصْلِحْهَا وَأَصْلِحْ رُعَامَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ الْغَنَمُ فِيهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ أَوْ سَعَفَ الْجِبَالِ فِي مَوَاقِعِ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ ـ

نے اُن سے بیان کیا کہ اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ پر کچھ گھبراہٹ کے آثار تھے۔ آپ نے فرمایا لاالٰہ الا اللہ، "عرب کی خرابی ہوگی اس شر سے جو قریب آگیا ہے۔ آج کے روز یاجوج و ماجوج نے دیوار میں اس قدر سوراخ کرلیا ہے۔ اور اپنی انگلی اور جو اس سے ملتی ہے سے حلقہ بنایا۔ زینب نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں جبکہ بُرائی پھیل جائے گی۔ زُہری سے روایت ہے کہ مجھ سے ہند بنت حارث نے بیان کیا کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگے تو فرمایا سبحان اللہ! کس قدر خزانے نازل کئے گئے ہیں اور کس قدر فتنے نازل کئے گئے ہیں۔

۳۳۶۹ ـ شرح: فَزِعًا بکسر الراء یعنی آپ خوف کی حالت میں بیدار ہوئے اور فرمایا اس شر میں عربوں کی خرابی ہوگی جو قریب آچکا ہے اور لشکر نکلیں گے جو عربوں سے لڑیں گے بعض علماء نے کہا اس شر سے مراد وہ فتنے ہیں جو عربوں میں واقع ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا اور کربلاء کے دل سوز واقعات۔ جو مسلمانوں کے دلوں کو گھائل کرتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج ماجوج کی دیوار کا سوراخ دیکھا جو دو انگلیوں کے حلقہ کے برابر کھل چکا تھا وہ فتنوں کے ظہور کی علامت تھا۔ خبث سے مُراد فسق و فجور اور معاصی ہیں یعنی جب لوگ بہت گناہ کرنے لگیں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی کیونکہ جب خبث کا غلبہ ہوجائے تو نیک لوگوں کی نیکیاں مغلوب ہوکر رہ جاتی ہیں اور وہ مؤثر نہیں رہتیں لہٰذا یہ حدیث "هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ" کے منافی نہیں۔ واللہ اعلم!

۳۳۷۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْاُوَيْسِيُّ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ يُّشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُطِيْعِ بْنِ الْاَسْوَدِ

۳۳۷۰ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی صَعْصَعَہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں سے محبت رکھتے ہو اور اُن کو پالتے ہو تم ان کی نگہداشت کرتے رہو اور ان کی بیماری کا بھی خیال رکھو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا ہے کہ لوگوں پہ ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی۔ ان کو پہاڑوں کی چوٹیوں میں یا پانی برسنے کی جگہوں میں لے جائے گا اور اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگ نکلے گا

۳۳۷۰ — شرح : رِعَام بکسر الراء ،، جو بکری کے ناک سے نکلے ۔ یہ ایک بیماری ہے جس سے بکریوں کے ناکوں سے کچھ بہتا رہتا ہے۔ رِعام کی جگہ ،، رُعاۃ ،، بھی پڑھا گیا ہے اس کا معنی بکریوں کا چرواہا ہے۔ جیسے قاضی کی جمع ،، قُضاۃ ،، ہے ۔ شَعَفٌ ،، شَعْفَۃ کی جمع ہے ۔ س کا معنی پہاڑ کی چوٹی ہے۔ لفظ اَو ،، شک کے لئے شَعَف کے عین کی حرکت یا سکون میں شک ہے ۔ شین اور سین میں سَعَفٌ کا معنی کھجور کی شاخ ہے ۔ بچے کے سر میں پھنسیوں کو بھی سَعف کہا جاتا ہے (حدیث ۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۳۷۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو کوئی پناہ کی جگہ پائے وہ وہاں چلا جائے (وہاں پناہ لے لے) ابن شہاب سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا مجھے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے عبدالرحمٰن بن مطیع بن اسود سے بیان کیا اُنھوں نے نوفل بن معاویہ

عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ يَزِيدُ مِنَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ

۳۳۷۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُونُ أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُونَ اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ

سے ابوہریرہ کی اس حدیث کی طرح بیان کیا مگر ابوبکر نے یہ اضافہ کیا کہ نمازوں میں سے ایک نماز ہے جس سے وہ فوت ہوجائے گویا کہ اس کے اہل و اولاد اور مال و دولت لوٹ لئے گئے

۳۳۷۱ — شرح : یُشْرِفْ "اشراف" سے مضارع ہے اس کا معنی ہے کسی کی طرف جھانکنا اور اس کے سامنے کھڑا ہونا تشرف "بھی پڑھا گیا ہے اس تقدیر پر یہ تفعّل کی ماضی ہے۔ مسلم نے یہی روائت کی ہے۔ "تَسْتَشْرِفْهُ" اس پر غلبہ کرلے گا اور اسے ہلاک کردے گا۔ مَلْجَأً "پناہ لینے کی جگہ۔ اس حدیث میں مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبر ہے۔ یہ نبوّت کی علامت ہے۔ اس حدیث میں فتنوں سے دور بھاگنے اور ان سے علیحدہ رہنے کی ترغیب ہے اور اگر کوئی ان کے قریب ہو تو ان کے شر کی لپیٹ میں آجائے گا

۳۳۷۲ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی اور ایسے امور ہوں گے جنہیں تم برا جانو گے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں فرمایا جو حق تم پر ہے اس کو ادا کرتے رہو اور جو تمہارا حق ہے وہ اللہ سے مانگو!

۳۳۷۲ — شرح : اُثَرَةٌ "میں ہمزہ اور ثا مفتوح ہیں اور ہمزہ کو مضموم اور ثا کو ساکن بھی پڑھا جاتا ہے۔ یعنی اموال مشترکہ میں کسی ایک کو ترجیح دینا۔ حق سے مراد حاکم کی تابعداری کرنا اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرنا ہے۔ یہ حدیث نبوت کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مستقبل میں یوں ہوگا کہ تمہارے حقوق کا

۳۳۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ ثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ وَقَالَ مَحْمُودٌ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ

۳۳۷۴ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ

۳۳۷۳ — ۳۳۷۴ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کرے گا۔ صحابہ نے کہا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کہ لوگ ان سے علیحدہ رہتے۔ محمود نے کہا ہمیں ابوداؤد نے خبر دی کہ شعبہ نے ابوالتیاح سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابوزرعہ سے سُنا۔

عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادا سعید اموی سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں مروان اور ابوہریرہ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا تو میں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے صادق مصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ میری اُمت کی ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔ مروان نے کہا نوجوانوں کے ہاتھوں سے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں ان کے نام ذکر کئے دیتا ہوں وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہوں گے۔

۳۳۷۳ - ۳۳۷۴ — شرح : اس حدیث میں مغیبات کی خبر ہے جو نبوت کی دلیل ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو خبر دی اسی طرح ہی ہُوا۔ حدیث میں لو شرط کے لئے ہے اس کی جزاء محذوف ہے یعنی اگر لوگ اُن سے علیحدہ ہیں تو اُن کے لئے بہتر ہوگا یہ بھی ممکن ہے کہ لو، تمنّی کے لئے ہو یعنی کاش لوگ ان سے علیحدہ رہتے۔ اس تقدیر پر جزا کی احتیاج نہ ہوگی! "قَالَ مَحْمُوْدٌ"، سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ابو التیاح کا ابوزرعہ سے سماع ثابت ہے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم صادق ہیں کہ کفار و مشرک بھی آپ کی سچائی کے قائل تھے۔ وہ آپ کو سچا ہی کہتے تھے۔ آپ مصدوق ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی تصدیق کرتا ہے اور لوگ بھی آپ کی تصدیق کرتے تھے جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں یہ اُمت ہلاک ہوگی تو مروان نے تعجب کرتے ہُوئے کہا کہ کیا نوجوان اس امت کو ہلاک کریں گے؟۔ یہ سُن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں ان کے نام بتا دیتا ہوں۔ اور میں کہتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہوں گے۔ ہلاکت سے مراد یہ ہے کہ بنو امیہ کے نوجوان وہ کام کرنے لگیں گے جو لوگوں کی ہلاکت کے اسباب ہوں گے اور ان کے باعث ان میں جنگ و جدال ہوگا اور امت سے مراد اس وقت کے موجود لوگ ہیں یا ان کے قرب وجوار کے لوگ ہیں قیامت تک ہونے والی ساری اُمت مراد نہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے نام جانتے تھے۔ کتاب الفتن میں اس روایت پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے کہ عمرو بن یحییٰ نے کہا میں اپنے دادا کے ساتھ بنی مروان کے پاس گیا جبکہ وہ مُلکِ شام پر قابض ہو چکے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان لڑکے تھے جو شام کے مالک تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے تو کہا کرتے تھے اے اللہ مجھے ساٹھواں سال دیکھنا نصیب نہ ہو۔ اور نہ ہی میں بچوں کی امارت دیکھوں۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ اس کلام میں یہ اشارہ ہے کہ ان نوجوانوں کی ابتداء ساٹھویں سال میں ہوگی اور ہُوا بھی ایسا ہی جو ابوہریرہ نے کہا تھا۔ کیونکہ اس سال یزید بن معاویہ ملک شام میں امیر بن گیا۔ اور چونسٹھ ہجری تک زندہ رہ کر مر گیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر بنا اور چند ماہ بعد وہ بھی مر گیا۔

علامہ طیبی نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں دیکھا کہ بنو امیہ کے نوجوان آپ کے منبر پر ناچتے ہیں۔

اور قرآن کریم کی اس آیت: "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ سیّد عالم صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حَکَم کی اولاد آپ کے منبر شریف پر باری باری آتے جاتے ہیں جیسے بچے کھیلتے ہیں (قسطلانی)

۳۳۷۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثَنَا الْوَلِيدُ ثَنِي ابْنُ جَابِرٍ ثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ ثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ

۳۳۷۵ — ترجمہ : بُسر بن عُبید اللہ حضرمیؒ نے بیان کیا کہ مجھے ابوادریس خولانی نے بتایا کہ اُنھوں نے حُذیفہ بن یمان کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف کے باعث کہ کہیں وہ مجھے پا نہ لے۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے سرفراز کیا۔ کیا اس خیر کے بعد شر آئے گا آپ نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا : یا رسُولَ اللہ! کیا اُس شر کے بعد خیر آئے گی آپ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں کچھ کدورتیں ہوں گی میں نے عرض کیا وہ کدورتیں کیا ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہ لوگ ہوں گے جو میری طریقے کے خلاف طریقے بنائیں گے تم ان میں اچھی اور بُری چیزیں دیکھو گے۔ میں نے عرض کیا کیا اس بھلائی کے بعد بدی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف

۳۳۷۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ ثَنِیْ قَیْسٌ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ تَعَلَّمَ اَصْحَابِی الْخَیْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ

۳۳۷۷ — حَدَّثَنَا الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوٰھُمَا وَاحِدَۃٌ

بلانے والے ہوں گے جو اُن کی بات مانیں گے اُن کو وہ دوزخ میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں ان کی وصف بیان فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ ہماری قوم سے ہوں گے اور ہماری زبان میں باتیں کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہ وقت ہمیں پالے تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑو! میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو (تو میں کیا کروں) آپ نے فرمایا تم اِن تمام فرقوں سے علیحدہ رہو۔ اگرچہ تمہیں درخت کی جڑ میں پناہ لینی پڑے حتیٰ کہ تمہیں موت پالے اور تم اسی حال میں ہو!

۳۳۷۵ — شرح : دَخَنٌ بفتح الدال والخاء ،، دھواں ،، یعنی بھلائی خالص نہ ہوگی! لیکن اس میں کچھ کدورت ہوگی جیسے آگ کا دھواں ہوتا ہے۔ اَلْھُدٰی ،، سیرت اور طریقہ ،، جلدتنا ،، یعنی عربی ہوں گے بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ ہماری جنس اور قوم میں سے ہوں گے۔ جلد کا معنی بدن کا چمڑا ہے جس میں رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دَخَنٌ ،، سے مراد یہ ہے کہ ان میں ایک دوسرے کے دل صاف نہ ہوں گے۔ اور اُن میں صفائی کبھی نہ پائی جائے گی۔ قاضی نے ذکر کیا کہ بُرائی کے بعد بھلائی حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ ہے۔ ان لوگوں میں اچھی اور بُری چیزیں ہوں گی ان میں سے بعض بدعت کی طرف بلائیں گے اور بعض لوگوں کو گمراہ کریں گے جیسے خارجی وغیرہ ہیں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا چاہیئے اور ان کے امام کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ رہے گا۔ وہ شیطان کے نرغہ میں آجائے گا! واللہ اعلم!

۳۳۷۶ — ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ساتھی بھلائی سیکھا کرتے تھے اور میں بُرائی سیکھا کرتا تھا۔

۳۳۷۷ — ترجمہ : ابو سلمہ نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ

۳۳۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَتَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو گروہوں میں جنگ ہوگی ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا!

۳۳۷۷ — شرح: یعنی دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ حق پہ ہے اور اس کا مقابل باطل پہ ہے لیکن نفس الامر میں ایک ہی گروہ حق پر ہوگا اور دوسرا مخالف گروپ حق پہ نہ ہوگا لیکن وہ اس میں معذور متصور ہوگا۔ کیونکہ دونوں گروہوں میں جنگ اجتہادی ہوگی ہر ایک گروہ کا سربراہ مجتہد ہوگا اور مجتہد جب حکم میں غلطی کرے تو وہ گنہگار نہیں ہوتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجتہد جب درست فیصلہ کرے تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اگر غلطی کرے تو بھی اسے ثواب ملتا ہے اگرچہ اسے دوگنا ثواب نہیں ملتا۔

اس حدیث میں بھی غیب کی خبر ہے اور جیسے آپ نے خبر دی تھی وہی ہوا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دو گروہوں سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جماعت اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔ میدان صفین میں دونوں گروہوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ جبکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین تھے۔ اور تمام اہل سنت کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ وہ سب سے افضل تھے اور اپنے دعویٰ میں حق پہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہوجانے کے بعد تمام اہلِ عقد و حل نے آپ کی بیعت کرلی تھی۔ صرف اہلِ شام آپ کی بیعت کے خلاف تھے۔

۳۳۷۸ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو گروہ لڑیں گے اور ان میں عظیم جنگ ہوگی اور ان کا دعویٰ واحد ہوگا اور قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تیس کے قریب جھوٹ بولنے والے دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

۳۳۷۸ — شرح: جن دو گروہوں کے درمیان عظیم جنگ ہوگی! وہ حضرت علی المرتضیٰ

اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتیں ہیں۔ ان کے درمیان عظیم جنگ ہوئی تھی۔ ابن جوزی نے منتظم میں ابوالحسن نے براء سے روایت کی کہ صفین کی لڑائی میں پچہتر ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں سے پچیس ہزار اہلِ عراق سے اور پینتالیس ہزار اہلِ شام سے قتل ہوئے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے پچیس وہ صحابہ کرام شہید ہوئے جو بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے تھے۔ صفین میں ایک سو دس روز اقامت رہی اور اسی نوّے واقعات ہوئے۔ ابن سیف سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا صفین میں نو یا سات ماہ اقامت رہی اور دونوں گروہوں میں ستر بار لڑائی ہوئی۔ زُہری نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک قبر میں پچاس آدمی دفن کئے گئے تھے۔ (عینی)

قیامت قائم ہونے سے پہلے تیس کذاب دجال پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان میں سے تین کو ذکر کیا اور وہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مختار ثقفی ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان تیس میں سے طلیحہ بن خُویلد، سجاح تمیمیہ، حارث کذّاب اور ایک جماعت بنی عباس کی خلافت میں ظاہر ہوئی۔ حدیث میں وہ لوگ مراد نہیں ہیں۔ جنہوں نے مطلقاً نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ ایسے بے شمار انسان ہیں۔ کیونکہ ان میں بیشتر پاگل اور دیوانے بھی شامل ہیں جو اپنے آپ کو نبی کہتے تھے۔ بلکہ حدیث میں تیس وہ اشخاص ہیں جنھیں دُنیاوی سطوت اور شوکت و دبدبہ حاصل تھا اُنھوں نے شیطان کی تزدیر اور تسویل میں مبتلا ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

مسیلمہ کذّاب یمامہ میں اور اسود عنسی یمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں ظاہر ہوئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل اسود عنسی کو قتل کر دیا گیا تھا جبکہ مسیلمہ کذاب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قتل کیا گیا۔

طلیحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ظاہر ہُوا پھر اُس نے توبہ کرلی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسلمان فوت ہُوا۔ سجاح نے بھی توبہ کر لی تھی۔

مختار بن عبیداللہ ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے اول وقت میں کوفہ پر غلبہ کرلیا پھر نبوت کا دعویٰ کیا اور گمان کیا کہ اس کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور تریسٹھ ہجری میں قتل ہو گیا۔

حارث عبدالملک بن مروان کی حکومت میں ظاہر ہُوا اور قتل کر دیا گیا (عینی)

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

٣٣٧٩ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيَّ قَالَ
بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا
اَتَاهُ ذُوالْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَ
خَسِرْتُ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِيْ
فِيْهِ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَقَالَ لَهٗ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ
صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ
لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ
الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ اِلٰى نَصْلِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى رِصَافِهٖ
فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى نَضِيِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ فَلَا يُوْجَدُ
فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى قُذَذِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ

٣٣٧٩ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور حاضر تھے جبکہ آپ مال تقسیم فرمارہے تھے کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ آیا جو قبیلہ بنی تمیم سے
ایک شخص تھا اس نے آتے ہی کہا یا رسول اللہ! انصاف کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی
ہو اگر میں نے انصاف نہ کیا تو کون انصاف کرے گا؟ تو نامراد خسارہ میں پڑ گیا۔ اگر میں انصاف نہ کروں
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اس کے متعلق مجھے اجازت دیجئے
میں اس کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا اے عمر! اسے چھوڑ دو اس شخص کے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے
کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانے گا اور اپنے روزے ان کے روزوں کی نسبت

الفِرَقِ وَالنَّاسِ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ اَوْمِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ فَاَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهٗ

حقیر جانے گا وہ قرآن پڑھیں گے جوان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اس کے پکڑنے کی جگہ دیکھی جائے تو اس میں کوئی چیز معلوم نہ ہوگی اس کے پر دیکھے جائیں تو ان میں کوئی شئ معلوم نہ ہوگی اس کے پر اور پکڑنے کی جگہ کے درمیان کے مقام کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئ نظر نہ آئے گی۔ حالانکہ وہ گندگی اور خون سے ہوکر گزرا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہوگا جو پھڑکے گا۔ وہ اس وقت ظاہر ہوں گے جبکہ لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگا! ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان سے جنگ کی تھی۔ جبکہ میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے اس شخص کے متعلق حکم دیا تو اسے تلاش کرکے لایا گیا حتی کہ میں نے اس کو اسی حال میں دیکھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال بیان فرمایا تھا۔

۳۳۷۹ — **شرح** : حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یمن سے سونا بھیجا جسے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار اشخاص میں تقسیم کیا تو ذوالخویصرہ نے آتے ہی اعتراض کیا کہ اس تقسیم میں عدل و انصاف کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ ابوداؤد نے اس کا نام نافع ذکر کیا ہے بعض نے اس کا نام حرقوص بن زہیر ذکر کیا ہے۔ علامہ سہیلی نے نافع کو ترجیح دی ہے۔ اس کے جواب میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بھیجا ہے اور آپ عدل و انصاف کو قائم کرنے تشریف لائے ہیں اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ آپ نے عدل نہیں کیا تو جو کوئی یہ اعتراف کرتا ہے کہ آپ کو نبی بھیجا گیا ہے اور اس کے باوجود وہ یہ کہے کہ آپ

نے انصاف نہیں کیا تو وہ خائب وخاسر ہے۔ کیونکہ انصاف نہ کرنے والا خائن ہے اور خائن کو اللہ تعالیٰ اچھا نہیں جانتا۔ چہ جائیکہ اس کو نبی و رسول مبعوث فرمائے لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اے اعتراض کرنے والے تجھ پر میری اتباع واجب ہے اور اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خسارے میں پھنس کر رہ گیا اسی لئے علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ معنیٰ بیان کیا ہے کہ اگر میں نے عدل نہ کیا تو تو خائب و خاسر ہو گیا کیونکہ تو اس کی تابعداری کرتا ہے جو عدل و انصاف نہیں کرتا۔

یہ کلام سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس معترض کی گردن اُڑا دوں کیونکہ نبی پر اعتراض کرنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ اس بدبخت نے اللہ کے غضب کو دعوت دی ہے لہٰذا یہ واجب القتل ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی گردن مت اڑاؤ اس کے ساتھی ہیں جو صلوٰۃ و صوم کے پابند ہوں گے تم ان کے مقابلے پر اپنی نماز اور روزوں کو حقیر سمجھو گے لیکن اللہ ان کو قبول نہیں کرے گا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے سے منع فرما دیا حالانکہ آپ نے فرمایا اگر میں اس کو پاؤں گا تو ان کو قتل کر دوں گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ان کی کثرت ہو جائے گی اور وہ مسلح ہو جائیں گے اور مسلمانوں سے تعرض کرنے لگیں گے تو ان کو قتل کرنا مباح ہو جائے گا اور ان کے قتل سے منع کرنے کے وقت یہ سبب موجود نہ تھا۔ اس لئے آپ نے قتل سے منع کر دیا (شرح السنۃ) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ان کا ظہور ہُوا اور ان کی کثرت ہُوئی تو اُنھوں نے اُن سے جنگ کی حتی کہ وہ کثیر تعداد میں قتل ہُوئے امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کو قتل کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَعَاذَ اللہ، لوگ یہ باتیں کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتا ہوں۔ اسمٰعیلی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس لئے قتل نہ کیا کہ اُس نے وہ چیز ظاہر نہ کی تھی جس کے باعث اس کو قتل کرنا ضروری ہوتا اور اگر ایسے شخص کو قتل کر دیا جس کا ظاہر لوگوں کی نظر میں اچھا ہو اور ابھی اسلام کو استحکام بھی نہ ہُوا ہو اور نہ ہی لوگوں کے دلوں میں اسلام راسخ ہُوا ہو تو ان حالات میں ایسے شخص کو قتل کرنا اسلام سے نفرت کا سبب بننے کا احتمال تھا۔ اس لئے آپ نے اس کو قتل کرنے سے روک دیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب اُنھوں نے اپنی رائے کو ظاہر کیا اور مسلمانوں کی جمعیت سے خروج کیا اور امام الوقت کی مخالفت کی اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کی قدرت حاصل کر لی تو ان سے جنگ ترک کرنا جائز نہ تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے جنگ کر کے ان کی قوت کا خاتمہ کیا اگر سوال پوچھا جائے کہ مغازی میں عبدالرحمٰن بن ابی نعیم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے قتل کی اجازت چاہی میرے خیال میں وہ خالد بن ولید تھے اور مسلم کی ایک روائت میں ہے کہ خالد بن ولید نے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں

میں سے ہر ایک نے قتل کی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ مسلم کی ایک روایت سے اس کی تائید ملتی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کی گردن نہ اڑاؤں؟ تو آپ نے فرمایا ایسا مت کریں پھر وہ شخص چلا گیا تو حضرت خالد بن ولید اُٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن اڑادوں؟ ان کو بھی آپ نے منع فرمادیا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تھی۔ لیکن اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خالد بن ولید کو یمن بھیجا گیا تھا ان کے بعد حضرت علی کو یمن بھیجا اور جو سونا تقسیم ہوا تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا جیسا کہ ابو سعید کی حدیث میں ہے جبکہ خالد بن ولید یمن میں تھے تو ان کا قتل کی اجازت طلب کرنا غیر مفہوم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن پہنچے تھے تو خالد بن ولید وہاں سے واپس مدینہ منورہ آگئے تھے۔ اس کے بعد حضرت علی نے سونا بھیجا تھا جسے چار اشخاص میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کیا تو خالد اس وقت موجود تھے۔

قولہ فان لہ اصحابًا یحقر احدکم الخ طبری نے عاصم بن شمیخ کے ذریعہ ابو سعید سے روایت کی کہ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں حقیر جانو گے عاصم نے ان کی وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ دن میں روزے سے ہوں گے اور رات میں نمازیں پڑھیں گے۔ طبرانی نے ابن عباس کے خوارج سے مناظرہ کے واقعہ میں ذکر کیا کہ ابن عباس نے کہا میں خوارج کے پاس گیا میں نے ان لوگوں جیسا اعمال میں کوشش کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ فَاِنَّ لَہٗ "میں فاء تعلیل کے لئے نہیں بلکہ تعقیب اخبار کے لئے ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو پھر اس کے بعد ان کا واقعہ ذکر کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا یعنی اللہ تعالیٰ ان کی قرأت قبول نہیں کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعتقاد کو جانتا ہے یا وہ قرآن کے مقتضیٰ کے مطابق عمل نہیں کرتے اس لئے ان کو کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا قرآن کریم صرف اُن کی زبانوں پر ہوگا اور حلق سے نیچے نہ اُترے گا چہ جائیکہ ان کے دلوں میں اُترے اور جب تک قرآن کریم دل میں راسخ نہ ہو اس کا تعقل اور تدبر مفقود ہوجاتا ہے حالانکہ مقصود یہ ہے۔ قولہ یمرقون آہ یعنی وہ دینِ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور انھیں دینِ اسلام سے کچھ حاصل نہ ہوگا اس حدیث سے ان لوگوں نے خوارج کے کفر پر استدلال کیا ہے لیکن اگر دین سے مراد امام کی اطاعت ہو تو استدلال تام نہ ہوگا جیسا کہ علامہ خطابی نے کہا ہے ابو بکر بن عربی نے شرح ترمذی میں خوارج کے کفر کی تصریح کی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسلام سے نکل جائیں گے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے اسلام سے نکلنے کو تیر سے تشبیہ دی ہے جو شکار میں داخل ہوکر اس سے نکل جاتا ہے اور تیزی سے نکل جانے کے سبب شکار کے جسم سے تیر کو خون اور غلاظت وغیرہ میں سے کچھ نہیں لگتا۔ ایسے ہی خوارج اگرچہ قرآن پڑھیں گے نماز اور روزے کریں گے لیکن ان سے انہیں کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا "رصاف" وہ پٹھ ہے

۳۳۸۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ
خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ اَحَبُّ اِلَيَّ
مِنْ اَنْ اَكْذِبَ عَلَيْهِ وَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَاِنَّ الْحَرْبَ
خُدْعَةٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِيْ فِيْ اٰخِرِ
الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ
قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ
لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ
قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جن سے رسّی بنائی جاتی ہے۔ اور اسے تیر کے بھالے کو سوراخ میں داخل کرنے کی جگہ پر لپیٹا جاتا ہے
نضی،، تیر کی لکڑی۔ قُذَذ،، قذہ کی جمع ہے۔ تیر کا پر،، قولہ یخرجون علیٰ فرقۃٍ من الناس،، یعنی حضرت
علی اور ان کے ساتھیوں میں جب اختلاف ہوگا تو ان میں ایک گروہ حضرت علی کے ساتھیوں میں سے نکل
جائے گا اور انہیں حضرت علی قتل کریں گے جو حق پر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے
جنگ کی اور ان کو عبرتناک شکست دی۔ اور ذوالخویصرہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا
تھا کو لاشوں کے نیچے سے مرا ہوا نکالا گیا تھا۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ واضح ہوتا
ہے کہ امت کا باہم اختلاف ہوگا اور ان کے دو گروہ بن جائیں گے پھر ان میں لڑائی ہوگی اور اس لڑائی
میں وہ شخص قتل ہوگا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا۔
صحیحین میں اس شخص کی یہ علامت مذکور ہے کہ اس کے پیروکاروں نے سر منڈائے ہوں گے اور پاجامے
پنڈلیوں پر اونچے اٹھاتے ہوں گے۔ اس کی تفصیل کتاب المغازی میں مذکور ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز!

۳۳۸۰ ترجمہ: سُوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
کہا جب میں تمہارے سامنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

۳۳۸۱ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ وَمَا يَصُدُّهٗ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ

حدیث بیان کروں تو آسمان سے گر پڑنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا بہتان باندھوں اور جب میں تم سے وہ باتیں کروں جو میرے اور تمہارے درمیان دائر ہیں تو یقیناً لڑائی دھوکہ ہے۔ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ آخر زمانہ میں نوعمر بیوقوف لوگ ہوں گے جو ساری مخلوق سے بہتر جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کریں گے۔ وہ اسلام سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ ان کو قتل کر دو کیونکہ قیامت کے دن اس شخص کے لئے بڑا ثواب ہے جو انہیں قتل کرے گا۔

۳۳۸۰ـــ شرح : خُدْعَةٌ ،، بضم الخاء وفتحہا وکسرہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مباح ہے لیکن تعریض پر اختصار کرنا افضل ہے۔ آخر زمانہ میں خوارج پیدا ہوں گے جو نوعمر اور بیوقوف ہوں گے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت حدیثیں بیان کریں گے اور وہ تحکیم کے معاملہ میں یہ کہیں گے کہ حکم صرف اللہ کا ہے اور ان کی زبانوں پر یہ کلمہ ہوگا۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ،، یہ کلمہ تو حق ہے لیکن اُنھوں نے اس سے باطل ارادہ کیا ہے۔ بظاہر حدیث کا معنیٰ یہی ہے کہ خارجیوں کو قتل کرنا واجب ہے۔ (حدیث ع ۲۳۷۹ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۳۳۸۱ـــ ترجمہ : خباب بن ارت نے کہا ہم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یہ شکایت عرض کی جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں چادر اوڑھے تشریف فرما تھے۔ ہم نے عرض کیا آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب کرتے اور اللہ تعالیٰ سے

لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ اَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ

۳۳۸۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ اَنَا ابْنُ عَوْنٍ اَنْبَأَنِيْ مُوْسٰى بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ہمارے لئے دُعا کیوں نہیں فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بعض لوگ ایسے تھے کہ اُن کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سروں پر رکھا جاتا اور اُن کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پس یہ عذاب اُن کو اپنے دین سے نہ روکتا تھا اور لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت کے نیچے اور ہڈیوں یا پٹھوں پر کی جاتی تھیں اور یہ عمل اُن کو ان کے دین سے نہ روکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو کامل کرے گا حتیٰ کہ کوئی ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک چلے گا اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا یا اسے بھیڑیئے کا بکریوں پر ڈر ہوگا لیکن تم نے تو عجلت کرنا شروع کر دی ہے "

۳۳۸۱ — شرح : یعنی تم جلدی مت کرو تم سے پہلے ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے سخت مصائب برداشت کئے ہیں انکو آروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ان کے جسموں پر لوہے کی کنگھیاں کی گئیں جو ان کے گوشت کو ہڈیوں اور اعصاب سے جُدا کر دیتی تھیں اس کے باوجود اُنھوں نے صبر کیا اور وہ اپنے دین پر مستحکم رہے اور اس عمل نے ان کو دین سے نہ روکا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے بیان فرمایا کہ وہ کفار کی اذیتوں پر صبر کریں کیونکہ ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ مسلمانوں کو کفار سے کسی قسم کا ڈر خطرہ نہ ہوگا اور وہ امن و امان کی حالت میں جہاں چاہیں سفر کریں گے ان کے دلوں میں صرف اللہ کا خوف ہوگا۔ واللہ و رسولہ اعلم !

۳۳۸۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو گم پایا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کی خبر لاتا ہوں۔ وہ اُن کے پاس گیا اور انہیں اپنے گھر میں اس حال میں پایا کہ وہ سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ کہا بتائیے کیا حال ہے ؟ ثابت بن قیس نے کہا بُرا حال ہے۔ وہ اپنی آواز کو جناب رسول اللہ

أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند کرتا تھا۔ اس کے اعمال برباد ہو گئے ہیں۔ اور وہ دوزخی ہو گیا ہے۔ وہ شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ ثابت بن قیس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ موسیٰ بن انس نے کہا وہ شخص دوبارہ عظیم خوشخبری لے کر لوٹا آپ نے اسے فرمایا کہ ثابت کے پاس جاؤ اور اسے کہو تو دوزخی نہیں بلکہ تو جنتی ہے

۳۳۸۲ — **شرح** : ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔ وہ طبعاً جہور الصوت تھے۔ ان کی آواز بلند تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی کہ اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ گھر میں بیٹھ گئے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہونے سے رُک گئے کچھ وقت گزر جانے کے بعد آپ نے فرمایا ثابت بن قیس کئی روز سے نظر نہیں آئے تو حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا میں اس کی خبر لاتا ہوں۔ جب ثابت بن قیس کو گھر میں سرنگون پایا اور حالات سے آگاہی پائی تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا وہ دوزخی نہیں بلکہ جنتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن حضرات کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے ان کی تعداد دس ہے جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور ثابت بن قیس کے لئے جنت کی خوشخبری کی تقدیر پر دس سے زائد ہو جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زائد عدد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی اور عشرہ مبشرہ سے مراد وہ حضرات صحابہ کرام ہیں جنہیں ایک مجلس میں بیک وقت جنت کی خوشخبری دی گئی تھی چنانچہ امامان حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو جنت کی خوشخبری دی۔ اور

۳۳۸۳ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ فُلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْاٰنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ

سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جنت کی عورتوں کا سردار فرمایا۔ الحاصل بے شمار حضرات کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے اور یہ عشرہ مبشرہ کی حدیث کے منافی نہیں یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک مجلس میں جنہیں جنت کی خوشخبری دی تھی وہ دس صحابہ تھے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنتیوں اور دوزخیوں کے احوال پر مطلع ہیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ وہ نیک بخت زندہ رہیں گے اور شہید فوت ہوں گے چنانچہ یمامہ کی جنگ میں وہ ثابت قدم رہے حتیٰ کہ شہید ہوگئے۔ یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۸۳ ـــــ ترجمہ: ابواسحاق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ ایک شخص نے سورۂ کہف پڑھی اور گھر میں ایک جانور تھا اُس نے بدکنا شروع کیا تو اُس نے سلامتی کی دُعاء کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کا ٹکڑا اس پر سایہ کئے ہُوئے ہے۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے فلاں پڑھے جا وہ سکینہ ہے جو قرآن کریم کی وجہ سے نازل ہُوا تھا۔

۳۳۸۳ ـــــ شرح: سَلَّمَ کا معنیٰ ہے سلامتی کی دُعاء کی جیسے کہا جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ یا معاملہ اللہ کے سپرد کیا یا اس کے حکم سے راضی ہوگیا یا سلام علیک کہا اور ضَبَابَةٌ ،، وہ بادل ہے جس میں بارش نہ ہو۔ سید عالم [illegible] علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں پڑھتے جاؤ اور قرآن کی تلاوت کرتے رہو اور بکثرت قرآن پڑھو اور رحمت کے نزول کو غنیمت سمجھو جو قرآن کی تلاوت کے وقت نازل ہو۔ سکینہ کے معنیٰ میں مختلف اقوال ہیں اس کا معنی سکینہ ہے بعض نے کہا یہ ہوا جیسی کوئی شئی ہے جس کا چہرہ انسان کے چہرہ سا ہے۔ بعض نے کہا یہ فرشتے ہیں اور مختار یہ قول ہے کہ یہ ایک مخلوق شئی ہے جس میں طمانیت اور رحمت ہے اُس کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں۔ جو قرآن کریم سنتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ

۳۳۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّانِيُّ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ ثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى أَبِي فِي مَنْزِلِهِ فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ ابْعَثْ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِي قَالَ فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ أَبِي يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ

پڑھتے وقت سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت قاری کو ڈھانپ لیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۸۴ — ترجمہ: ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے باپ عازب کے گھر تشریف لائے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا اور ان سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو بھیجو کہ وہ میرے ساتھ اس کو اٹھا کر لے چلے۔ براء نے کہا میں نے ان کے ساتھ کجاوہ اٹھایا اور میرے والد ماجد اس کی قیمت لینے گئے تو ان سے میرے باپ نے کہا اے ابابکر مجھے بتائیں کہ جب آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کو چلے تھے تو تمہارے ساتھ کیا گزری تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رات بھر چلتے رہے اور دوسرے دن بھی چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر ہوگئی اور راستے خالی ہوگئے ان میں کوئی بھی چلنے والا

مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ
مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ قُلْتُ أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ
أَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ
وَالشَّعْرِ وَالْقَذٰى قَالَ فَرَأَيْتُ الْبَرَآءَ يَضْرِبُ إِحْدٰى يَدَيْهِ
عَلَى الْأُخْرٰى يَنْفُضُ فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ
حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ
فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ
حِينَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَآءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ
فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيتُ ثُمَّ قَالَ

رہا۔ ہمارے سامنے ایک اُونچا پتھر ظاہر ہُوا۔ جس کے نیچے سایہ تھا دھوپ نہ تھی ہم وہاں اُتر پڑے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے ہاتھ سے جگہ صاف کی کہ آپ اس پر آرام کریں گے اور اس پہ پوستین بچھا دی۔ پھر آپ سے عرض کیا یا رسُول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں اور میں آپ کے اردگرد حفاظت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں اردگرد حفاظت کرتا رہا۔ اس دوران میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چرواہا بکریاں لے کر اسی پتھر کی طرف آرہا ہے اور اس کا ارادہ بھی وہی تھا جو ہمارا ارادہ تھا۔ میں نے اسے کہا تو کس کا غلام ہے۔ اُس نے کہا میں مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے ایک شخص کا غلام ہوں۔ میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! میں نے کہا کیا تو دُودھ دوہے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں! پھر اُس نے ایک بکری پکڑی تو میں نے کہا اس کا پستان مٹی، بالوں اور نجاست سے صاف کر لو۔ اسحاق نے کہا میں نے براء کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پہ مار کر جھاڑتے تھے۔ پھر اُس نے ایک پیالہ میں دودھ دوہا اور میرے پاس ایک چھاگل تھی جو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اُٹھا لایا تھا تاکہ آپ اس میں سے پانی پئیں گے اور وضوٗ فرمائیں گے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا لیکن اتفاق یہ ہُوا کہ میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے

أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلَى فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِينَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا أُرَى فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌ فَقَالَ إِنِّي أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا اللّٰهَ لِي وَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ قَالَ وَوَفَى لَنَا

دودھ میں کچھ پانی ڈالا تو وہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ! نوش فرمائیں آپ نے پی لیا اور میں بہت خوش ہُوا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں اور ہم سُورج ڈھلنے کے بعد چل پڑے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا تو میں نے عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " کوئی ہمارے پیچھے آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا فکر مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بد دُعاء فرمائی تو اس کا گھوڑا اس کے سمیت پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ زُہیر نے شک کرتے ہُوئے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ سخت زمین میں دھنس گیا۔ پھر سُراقہ نے کہا میرا خیال ہے کہ تم نے مجھ پر بد دعاء کی ہے۔ اب میرے لئے دُعاء کرو۔ بخدا! تمہارے لئے میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں تلاش کرنے والوں کو واپس کردوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دُعاء فرمائی تو اُس نے زمین سے نجات پائی۔ پھر وہ جس سے ملتا اسے کہتا میں تلاش کرچکا ہوں ادھر کوئی نہیں۔ وہ کسی کو نہیں ملتا تھا مگر اس کو واپس کردیتا تھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اُس نے وعدہ پُورا کیا۔

۳۳۸۴ — شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اسرائیل سے روایت ہے کہ عازب نے کہا میں اپنا بیٹا گیا وہ اُٹھانے کے لئے نہیں جیوں گا حتیٰ کہ آپ ہجرت کی حدیث بیان کریں چونکہ اسرائیل ثقہ راوی ہے اس لئے اس کی حدیث میں زیادتی مقبول ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسُول اللہ! " اَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ " یعنی میں اپنے ہاتھ سے غبار صاف کرتا ہوں تاکہ ہوا چلنے سے غبار نہ اُڑے۔ نفض " کا معنی حراست بھی ہے۔ یعنی میں آپ کی حفاظت کرتا ہوں

۳۲۸۵ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ قُلْتَ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ اَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ

اسرائیل کی روائت میں ہے کہ پھر میں اپنے اردگرد دیکھتا تھا کہ کوئی ہمیں طلب کرنے والا آتا ہو یا ایسی چیز کی دیکھ بھال کروں جس سے بچنا ضروری ہو۔ اس روائت سے اس معنیٰ کی تائید ہوتی ہے جو ہم نے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ کیونکہ نفضۃ ،، ان لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ جن کو گردو نواح میں بھیجا جاتا ہے کہ وہ دشمن وغیرہ کا خیال کریں۔ بخاری کی اس حدیث میں ذکر کیا کہ بکریوں کے چرواہے نے کہا وہ مدینہ یا مکہ کے ایک شخص کا غلام ہے۔ اس حدیث کے راوی احمد بن یزید نے شک سے بیان کیا ہے مسلم نے یہ حدیث حسن بن محمد بن اعین کے طریق سے زُہیر سے روائت کی ہے اس میں بغیر شک کے بیان کیا ہے کہ وہ مدینہ کے ایک شخص کا غلام ہے اور خدیج کی روائت میں یہ مذکور ہے کہ وہ مکہ کے ایک شخص کا غلام ہے اور اس میں شک نہیں کیا ان مختلف روایات کے اتفاق کا یہ طریقہ ہے کہ مسلم کی روائت میں مدینہ سے مراد مکہ ہے۔ مدینہ منورہ مراد نہیں کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ کو یثرب کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد اسے مدینہ منورہ نام دیا گیا۔ نیز اتنی دُور کی مسافت طے کر کے بکریاں چرانا مشکل ہے۔ اسرائیل کی روائت میں ہے کہ چرواہے نے کہا وہ ایک قریشی کا غلام ہے۔ اس روائت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مدینہ منورہ کا نہ تھا کیونکہ اُس وقت مدینہ منورہ میں کوئی قریشی رہائش پذیر نہ تھا (عینی)

اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نبوت کی دلیل ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تابع کو متبوع کی خدمت کرنی چاہیئے اور سفر میں چھاگل یا کوزہ وغیرہ پاس رکھنا چاہیئے تاکہ پانی پینے اور وضوء کرنے میں آسانی ہو اور اس حدیث میں اطہر پر

۳۳۸۶ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِیٌّ فَاَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ فَکَانَ یَکْتُبُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِیًّا فَکَانَ یَقُوْلُ مَا یَدْرِیْ مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا کَتَبْتُ لَہٗ فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ فَدَفَنُوْہُ فَاَصْبَحَ وَلَقَدْ لَفَظَتْہُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا ھٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ

توکل کرنے کی فضیلت ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب عظیم شخصیت آرام کر رہی ہو تو اس کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے (کرمانی)

۳۳۸۵ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی (دیہاتی) کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کریمہ تھی کہ جب کسی مریض کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے جاتے تو فرماتے کچھ حرج نہیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو گناہوں کی صفائی ہو جائے گی۔ اس لئے آپ نے اعرابی سے فرمایا کچھ حرج نہیں ان شاء اللہ گناہ دُھل جائیں گے اس اعرابی نے کہا آپ نے فرمایا ہے گناہ دُھل جائیں گے ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ بوڑھے شخص پر بخار جوش مار رہا ہے۔ اسے قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس وقت یہی ہوگا!

۳۳۸۵ ــــ شرح : یہ حدیث نبوت کی دلیل اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی بیمار پرسی کے وقت فرمایا کچھ حرج نہیں انشاء اللہ گناہ معاف ہوں گے تو اُس نے آپ کے کلام کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ یہ بخار اسے قبر تک پہنچائے گا تو آپ نے فرمایا ہاں اس وقت یہی ہوگا یعنی تو قبر تک پہنچ کر رہے گا تو آپ کے ارشاد کے مطابق وہ اس بخار سے فوت ہوگیا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے۔ اس اعرابی کا نام قیس بن ابی حازم تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۸۶ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک نصرانی مسلمان ہوگیا اور اُس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتبِ وحی مقرر ہوگیا۔ پھر وہ نصرانی ہوگیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صرف

لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا فَأَصْبَحَ وَلَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ

۳۳۸۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ

اتنا ہی جانتے ہیں جو میں نے انھیں لکھ دیا ہے۔ پھر اللہ نے اسے موت دی اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا صبح کو دیکھا گیا کہ زمین نے اسے باہر پھینک مارا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ محمد اور ان کے صحابہ نے کیا ہے۔ جبکہ وہ ان کے دین سے بھاگ گیا تھا اُنھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی ہے اور اسے باہر پھینک دیا ہے۔ پھر اُنھوں نے گہری قبر کھودی تو صبح کو دیکھا گیا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ محمد اور اُن کے صحابہ کا فعل ہے۔ اُنھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھودی ہے جبکہ وہ ان سے بھاگ آیا تھا۔ اور اسے باہر پھینک دیا ہے۔ پھر اُنھوں نے اس کی قبر کھودی اور جتنی ان کی طاقت تھی اس کو زمین کی گہرائی میں دفن کیا تو صبح کو وہ دیکھا گیا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ اب انہیں معلوم ہوگیا کہ یہ فعل آدمیوں کی طرف سے نہیں ہے اور اس کو یونہی پھینک دیا۔

۳۳۸۶ — شرح: جب نصرانی مرتد ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ عذاب دیا کہ زمین نے اسے بار بار باہر پھینکا تاکہ دیکھنے والے عبرت حاصل کریں کہ مرتد کا یہ حال ہے اسے زمین بھی اپنے اندر جگہ نہیں دیتی۔ یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۸۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے

كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۳۳۸۸ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَرْفَعُهٗ قَالَ اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَذَكَرَ وَقَالَ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۳۳۸۹ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِبْنِ اَبِىْ حُسَيْنٍ ثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اِنْ

بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے تم اُن کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے !

۳۳۸۸ — ترجمہ : جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور یہ ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا تم اُن دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے !

۳۳۸۷ — شرح : ان دونوں حدیثوں کا معنیٰ یہ ہے کہ عراق میں کسریٰ باقی نہ رہے گا اور شام میں قیصر نہ رہے گا اور ان کا
۳۳۸۸ — دبدبہ اور سطوت خاک میں مل جائے گی چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں عراق اور شام فتح ہوئے تو اُن کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے گئے جیسا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ۔ یہ آپ کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے ۔

۳۳۸۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مسیلمہ کذاب آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهٖ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّي لَأُرَاكَ الَّذِي أُرِيْتُ فِيْكَ مَا أُرِيْتُ فَأَخْبَرَنِي أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ

اپنے بعد خلافت میرے لئے کر دیں تو میں آپ کی تابعداری کرلیتا ہوں۔ اور وہ اپنی قوم کے بہت لوگ لے کر آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ ثابت بن قیس بن شماس تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا ٹکڑا تھا۔ آپ اپنے اصحاب سمیت مسیلمہ کے پاس ٹھہرے اور فرمایا اگر تو مجھ سے یہ شاخ کا ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور اللہ تعالیٰ نے جو تیرے حق میں فیصلہ کر رکھا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر تو نے میری طاعت سے سر پھیرا تو اللہ تجھے ہلاک کرے گا اور میں تجھے وہی شخص خیال کرتا ہوں جو میں خواب میں دکھایا گیا ہوں ابوہریرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے مجھے انھوں نے متفکر کر دیا تو مجھے خواب میں وحی آئی کہ آپ انہیں پھونک دیں میں نے انہیں پھونکا تو وہ اڑ گئے میں نے ان کی تاویل یہ کی کہ میرے بعد دو کذاب ظاہر

ہوں گے اُن میں سے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذّاب ہوگا جو یمامہ کا رہنے والا ہے۔

۴۳۸۹ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ کے بعد دو کذّاب ظاہر ہوں گے جو نبوّت کے مدّعی ہوں گے آپ کے خبر دینے کے مطابق اُن کا ظہور ہُوا یہ اِخبار بالغیب نبوّت کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کے بیان فرمانے کے بعد وہ ظاہر ہُوئے اُن میں سے ایک اسود عنسی ہے جو آپ کے زمانہ شریف میں قتل ہوگیا اور دُوسرا مُسَیلمہ کذاب ہے جو آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ظاہر ہُوا اور یمامہ کی جنگ میں حبشی کے ہاتھوں قتل ہُوا جس نے امیر حمزہ کو قتل کیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پیدا ہوں گے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے اظہارِ نبوت کے بعد ظاہر ہوں گے اور اسود عنسی اگرچہ آپ کے زمانہ میں ظاہر ہُوا تھا لیکن آپ کے اظہارِ نبوّت کے بعد ہی ظاہر ہُوا تھا۔ لہٰذا یہ سوال نہ ہوگا کہ مسیلمہ کذّاب تو آپ کے بعد ہُوا لیکن اسود عنسی آپ کے بعد ظاہر نہیں ہُوا بلکہ آپ کے زمانہ میں ظاہر ہُوا تھا۔

مُسَیلمہ کذّاب اور اسود عنسی

محمد بن اسحاق نے کہا بنی حنیفہ کا وفد جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ان میں مسیلمہ بن حبیب بھی تھا ابن ہشام نے کہا اس کا نام مسیلمہ بن ثمامہ اور کنیت ابو ثمامہ ہے۔ سہیلی نے کہا وہ مسیلمہ بن کبیر بن حبیب بن حارث بن عبدالحارث بن ذُہل بن دول بن حنیفہ ہے۔ اس کی کنیت ابو ثمامہ ہے۔ بعض لوگ اس کا نام رحمان ذکر کرتے ہیں اسے رحمان الیمامہ کہا جاتا تھا۔ یہ شعبدہ باز بھی تھا اور انڈے کو بوتل میں داخل کر دیتا تھا۔ اُس نے سب سے پہلے یہ شعبدہ کیا کہ وہ پرندوں کے پَر کاٹ کر پھر ملا دیتا تھا۔ اور یہ دعویٰ کرتا تھا کہ اس کے پاس پہاڑ سے ہرنیاں آتی ہیں اور وہ ان کا دودھ دوہتا ہے واقدی نے کہا بنو حنیفہ کا وفد تقریباً انیس افراد پر مشتمل تھا اور سلمیٰ بن حنظلہ ان کا امیر تھا ان میں طلق بن علی. علی بن سنان اور مسیلمہ بن حبیب کذّاب بھی تھا وہ رملہ بنت حارث کے گھر میں ٹھہرے اُس نے ان کی خوب ضیافت کی انہیں صبح و شام کبھی روٹی اور گوشت کبھی روٹی اور دودھ کبھی روٹی اور گھی اور کبھی انہیں کھجوریں دی جاتی تھیں جب وہ مسجد شریف میں آئے اور اسلام قبول کیا حالانکہ اُنھوں نے مُسیلمہ کو اپنے سامان کی حفاظت کے لئے سامان کے پاس رہنے دیا تھا جب اُنھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پانچ اوقیہ چاندی بطورِ عطیہ عنایت کی اور جب اُنھوں نے کہا کہ ان کے ساتھ مسیلمہ بھی ہے جو سامان کے پاس ہے تو آپ نے اس کے لئے بھی چاندی عطیہ

عنائت کی اور فرمایا یہ سُن لو اُس نے تمہیں مکان کی خبر نہیں دی جب وہ واپس ہو کر مسیلمہ کے پاس گئے اور اسے حضور کا ارشاد بتایا جو آپ نے اس کے متعلق فرمایا تھا تو اُس نے کہا آپ نے یہ اس لئے فرمایا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے بعد خلافت میرے لئے ہوگی اور بدبخت نے اس کلام سے استدلال کرتے ہوئے نبوّت کا دعویٰ کر دیا محمد بن اسحاق نے کہا جب وہ واپس ہوئے اور یمامہ پہنچے تو اللہ کا دشمن مسیلمہ مرتد ہو گیا اور نبوّت کا دعویٰ کر دیا اور جھوٹ کے پلندے گھڑنے لگا اور یہ بکواس شروع کر دی کہ وہ نبوّت میں آپ کا ساتھی ہے۔ پھر وہ قرآن کریم کے مشابہ مسجّع عبارت بنانے لگا اور بنو حنیفہ اس کے فریب میں آگئے۔ آخر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں یمامہ کی لڑائی میں حبشی کے ہاتھ سے قتل ہُوا جو امیر حمزہ کا قاتل تھا وہ حبشی یہ کہا کرتا تھا کہ اس نے کفر کی حالت میں عظیم شخصیت کو شہید کیا جبکہ اسلام کی حالت میں اللہ کے دشمن کذّاب کو موت کی نیند سُلا دیا۔

مسیلمہ کذاب نبوّت کا دعویٰ کرنے کے بعد بہت بڑا لشکر لے کر مدینہ منوّرہ آیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اور اس کی قوم کی تالیف کے لئے اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے جبکہ انہیں قرآن سنایا جائے گا۔ قاضی عیاض نے کہا مسیلمہ کذاب اس وقت اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور کفر چھپاتا تھا پھر اس کے بعد اس نے کفر کا اظہار کیا جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ہمراہ تھے کیونکہ وہ آپ کے خطیب تھے اور آنے والے وفود کو وہی جواب دیا کرتے تھے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا ٹکڑا تھا۔ اور آپ نے اجمالی کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تُو نے اعراض کیا تو ہلاک ہوگا چنانچہ وُہی ہُوا جو آپ نے فرمایا تھا صلی اللہ علیہ وسلم!

اَسود عنسی کا نام عَبلہ بن کعب ہے اسے ذوالحمار کہا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ اپنا چہرہ ڈھانپ رکھتا تھا اسے فیروز صحابی نے قتل کیا تھا۔ یمامہ یمن میں ایک شہر ہے جو مکہ مکرمہ سے چار مراحل پر واقع ہے (عینی) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے جنہوں نے آپ کو متفکر کر دیا۔ پھر آپ نے ان کو پھونک سے اُڑا دیا اور اس کی تاویل یہ کی کہ آپ کے اظہارِ نبوّت کے بعد دو کذّاب نبوّت کے مدعی ظاہر ہوں گے ان میں سے ایک اسود عنسی اور دُوسرا مسیلمہ کذّاب ہوگا!

علّامہ قسطلانی نے مفہم سے نقل کیا کہ اس خواب سے اس تاویل کی مناسبت یہ ہے کہ صنعاء اور یمن کے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور وہ اسلام کے بازوؤں کی طرح مددگار تھے۔ جب اُن میں یہ دو کذّاب ظاہر ہوئے اور اُنھوں نے اپنے مزیّن اقوال اور باطل دعویٰ سے لوگوں کو متحیّر کر دیا تو ان میں سے اکثر لوگ ان کے دھوکہ میں آگئے۔ گویا کہ دونوں ہاتھ شہروں کے قائم مقام تھے اور دو کنگن دو کذّاب تھے اور ان کے سونے کے ہونے میں ان کی ملمع کاری کی طرف اشارہ تھا کیونکہ سونے کا نام زخرف بھی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِي إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوِ الْهَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ اجْتِمَاعُ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ

۳۳۹۰ — ترجمہ: ابو موسیٰ سے روایت ہے خیال ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے لیکن وہ مدینہ یثرب تھا اور میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا اور وہ مصیبت تھی جو اُحد کے روز مسلمانوں کو پہنچی پھر میں نے اسے دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی اور وہ فتح اور مومنوں کا اجتماع تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت کیا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی اللہ بہتر جانتا ہے وہ اُحد کے روز مومن تھے اور خیر وہ تھا جو اللہ نے بھلائی اور سچائی کا ثواب ہمیں بدر کے بعد سے عنایت فرمایا۔

۳۳۹۰ — شرح: یہ حدیث نبوت کی دلیل اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے خواب کی خبر دی اور اس کی تعبیر بیان کی

فرمائی جو بعینہٖ واقع ہوئی۔ ھَجَرَ، یمن میں ایک شہر ہے۔ اور " فَاِذَا ھِیَ المَدِیْنَۃُ "، میں اِذَا فجائیہ ہے۔ اور " ضمیر ھِیَ "، کا مرجع کھجور والی زمین ہے۔ یہ مبتداء اور " مدینہ " خبر ہے یعنی کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زمین مدینہ منورہ ہے۔ اور " یثرب "، مدینہ کا عطف بیان ہے۔ اور دونوں ناموں کو اس لئے ذکر کیا ہے۔ کہ جو نہیں جانتا اسے معلوم ہو جائے۔ جاہلیت میں مدینہ منورہ کو یثرب کہا جاتا تھا۔ کیونکہ یثرب کا معنی ملامت کرنا ہے۔ اور لوگ اسے یثرب اس لئے کہتے تھے۔ کہ وہاں کی آب وہوا اچھی نہ تھی اور جو کوئی وہاں آتا تھا وہاں کے رہنے والے اسے ملامت کیا کرتے تھے اور اس کے آنے کو برا جانتے تھے اس لئے شارع علیہ السلام نے اس کا نام تبدیل کر دیا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مدینہ منورہ کو یثرب کہنا ممنوع ہے حتیٰ کہ اگر عالم اس کو یثرب کہے تو اس کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں تثریب کا معنی ملامت و قباحت پایا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیح اسماء کو اچھے ناموں سے بدل دیا کرتے تھے۔ اس وقت مدینہ منورہ نام نہیں رکھا گیا تھا اور نہ ہی ابھی تک یثرب سے منع فرمایا تھا۔ لہٰذا یہ نہی سے پہلے پر محمول ہے جیسے قرآن کریم میں اسے یثرب ذکر کیا ہے کیونکہ کفار اسے یثرب کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی خبر دی ہے جبکہ اس کا نام مدینہ منورہ نہیں رکھا گیا تھا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو آپکے قدم میمنت کے باعث اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی آب وہوا کو بدل دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مدینہ منورہ کا غبار کسی کوڑھے پر پڑ جائے تو وہ شفایاب ہوگا! اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی مٹی میں شفا رکھ دی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ " ثَوَابُ الْفَتْحِ " سے مراد مکہ مکرمہ ہے یا مومنوں کا اجتماع اور ان کے حال کی اصلاح مراد ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض روایات میں خواب کے یہ الفاظ ہیں کہ میں نے گائے دیکھی کہ اسے ذبح کیا جا رہا تھا۔ اس اضافہ سے خواب کی تاویل مکمل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ گائے کو ذبح کرنا اُحد کی جنگ میں صحابہ کرام کا قتل ہونا ہے۔ اور " وَاللہُ خَیْرٌ "، مبتدا خبر ہیں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کا ثواب خیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اُحد میں شہید ہونے والوں کا معاملہ اچھا کیا کیونکہ ان کے دنیا میں رہنے سے ان کا شہید ہونا بہتر تھا اور بہتر یہ قول ہے کہ یہ خواب کا حصہ ہے کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں گائے کو دیکھا تو یہ کلمہ بھی سنا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی تاویل میں ذکر کیا کہ خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی اور " ثَوَابُ الصِّدْقِ " سے مراد اُحد کے بعد کے حالات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بدر ثانیہ کے بعد مرحمت فرمائے کہ مومنوں کے دلوں کو ثابت رکھا کیونکہ ان کو خبر دی گئی تھی کہ تمہارے مقابلہ کے لئے بہت کفار جمع ہوئے ہیں اور انہیں بہت خوف دلایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ثابت رکھا اور ان میں ایمان کا استحکام ہوا اور انھوں نے برجستہ کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل تو نتیجہ یہ نکلا کہ جن سے خوف دلایا گیا تھا وہ خود ہیبت ناک شکست سے دوچار ہوئے اور ان کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ واللہ ورسولہٗ اعلم!

٣٣٩١ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ
الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِيْ
كَاَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ اَوْعَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ
اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْكِيْنَ ثُمَّ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا
فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا اَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَاَلْتُهَا
عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ اَسَرَّ
اِلَيَّ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاَنَّهٗ
عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِيْ وَاِنَّكِ اَوَّلُ
اَهْلِ بَيْتِيْ لَحَاقًا بِيْ فَبَكَيْتُ فَقَالَ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ
نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ

٣٣٩١ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام چلتی ہوئی تشریف لائیں گویا کہ ان کی چال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال جیسی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی مرحبا! پھر انہیں دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھا لیا پھر ان سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ رو پڑیں میں نے اُن سے کہا آپ کیوں روتی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ ہنس پڑیں میں نے کہا میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا جس میں خوشی غم سے بہت قریب ہو۔ میں نے فاطمہ علیہا السلام سے حضور کی گفتگو کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر نہیں کروں گی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو میں نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا مجھ سے پوشیدہ گفتگو یہ فرمائی تھی کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال دو بار قرآن کا

۳۳۹۲ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

ذکر کیا ہے ۔ میں اسے یہی خیال کرتا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے اور تم میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی ۔ تو میں رونے لگی پھر آپ نے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو ۔ اس وجہ سے میں ہنس پڑی ۔

۳۳۹۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بیماری میں وفات پا گئے تھے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ علیہا السلام کو بلایا اور اُن سے خفیہ بات کی تو وہ رو پڑیں پھر انھیں بلا کر خفیہ کلام فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں ام المؤمنین نے فرمایا میں نے سیدہ سے اس کا سبب پوچھا تو اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خفیہ بات کی اور بتایا کہ آپ اس مرض میں جس میں آپ نے وفات فرمائی رحلت فرما جائیں گے ۔ تو یہ سن کر میں رونے لگی ۔ پھر آپ نے مجھ سے آہستہ بات کی اور مجھے خبر دی کہ آپ کے گھر والوں میں سے سب سے پہلے میں آپ کا پیچھا کروں گی !

۳۳۹۱ - ۳۳۹۲ ـــ شرح : اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے مذکور ہیں جو نبوت کی دلیل ہیں ایک یہ کہ آپ نے سیدہ کو خبر دی کہ آپ کی وفات قریب آگئی ہے ۔ دوسرے یہ کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی سردار ہیں ۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی طرح تھی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اونچی جگہ سے نیچی جگہ اُتر رہے ہیں اور آگے کی طرف جھک کر چلا کرتے تھے اسی طرح سیدہ فاطمہ علیہا السلام چلتی تھیں ۔ سیدہ کے دونوں حال دیکھ کر ام المؤمنین

۳۳۹۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یُدْنِیْ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اِنَّ لَنَا اَبْنَآءً مِّثْلَهٗ فَقَالَ اَنَّهٗ مِنْ حَیْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهٗ اِیَّاهُ قَالَ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَعْلَمُ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے کبھی خوشی کو غم کے اتنا قریب نہیں دیکھا۔ سیدہ علیہا السلام کا ہنسنا اس لئے تھا کہ انھیں خبر دی گئی تھی کہ وہ جنت کی عورتوں یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہیں اور رونا اس لئے تھا کہ آپ کو یہ بتایا گیا تھا کہ آپ اس مرض میں رحلت فرما جائیں گے اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ حدیث ۳۳۹۱ میں سیدہ علیہا السلام کے رونے کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے لاحق ہونے کو ذکر کیا ہے اور حدیث ۳۳۹۲ میں اسے ہنسنے کی علت بنایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ کا رونا حضور کی اجل اور اولیت لحوق دونوں پر مرتب ہے یا صرف پہلے جزء پر مرتب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ضحک اول لحوق کے بعد ہے یعنی جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے سب گھر والوں سے پہلے مجھے لاحق ہوگی تو سیدہ علیہا السلام ہنس پڑیں۔ حالانکہ پہلی حدیث ۳۳۹۱ میں ان کے سیدۃ النساء ہونے پر مرتب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ضحک (ہنسنا) کبھی دونوں امور پر مرتب ہوتا ہے۔ کبھی ان میں سے ہر ایک پر مرتب ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے تھے اور اس طرف انتقال سے خوش ہوتے تھے اور دنیا سے آخرت کی طرف جانے سے خوش ہوتے تھے۔

• سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کی وفات کے چھ ماہ بعد تین رمضان کو وفات فرما گئیں جبکہ آپ کی عمر شریف صرف پچیس برس تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ امہات المؤمنین عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں کیونکہ وہ بھی جنت کی خواتین ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ لیکن حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے جو سائل نے ذکر کیا ہے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے

٣٣٩٤ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ
حَنْظَلَةَ بْنِ الْغَسِيلِ ثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّتِي مَاتَ فِيهِ بِمِلْحَفَةٍ وَقَدْ
عَصَّبَ رَأْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ
وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ
حَتّٰى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ
شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ
وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ فِيهِ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ عرف میں مومنین کے لفظ سے ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ مومنوں سے مراد وہ مومن ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہیں جبکہ عموم کلام سے متکلم خارج ہوتا ہے۔ اگرچہ بعض اہل اصول کا اس میں اختلاف رائے ہے۔ لہذا ام المؤمنین عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٣٩٣ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن عباس کو اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے تو انہیں عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اس جیسے ہمارے بھی بیٹے ہیں۔ (ان کو قریب کیوں نہیں بٹھاتے) عمر فاروق نے فرمایا ان کا مقام تم جانتے ہی ہو پھر انھوں نے ابن عباس سے اس آیت کے متعلق پوچھا اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ،، تو انھوں نے کہا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کی اطلاع دی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی اس کریمہ سے وہی جانتا ہوں جو کچھ تو جانتا ہے

٣٣٩٣ — شرح : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ ہم شیوخ ہیں اور وہ نوجوان ہے۔ آپ اسے کیوں ہم سے آگے بٹھاتے ہیں اور اپنے پاس انہیں جگہ دیتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں انھیں علم کے اعتبار سے قریب

کرتا ہوں اور اپنے پاس بٹھاتا ہوں اور علم ہر اُس شخص کو بُلند کرتا ہو جو بلند نہ ہو پھر اُن سے آیت کریمہ کی تفسیر پوچھی تو اُنھوں نے وہی تفسیر کی جو عمر فاروق جانتے تھے اور یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھاتی سے ملا کر فرمایا تھا اے اللہ اسے قرآن میں سمجھ عطا فرما اور قرآن کی تفسیر کا علم دے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے ابن عباس کو یہ بتایا تھا کہ اس سورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے اور جو کچھ اس سورت میں مذکور ہے اس کے وقوع سے پہلے آپ نے خبر دی اور آپ کے فرمانے کے مطابق وقوع ہُوا یہ نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۲۹۴ — **ترجمہ**: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں آپ نے وفات پائی آپ چادر اوڑھے ہُوئے تھے جبکہ سر مبارک چکنی سیاہ پٹی سے باندھا ہُوا تھا آپ منبر پر تشریف فرما ہُوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر حمد وثناء کے بعد فرمایا لوگ زیادہ ہو جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ وہ لوگوں میں کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے پس تم میں سے جو کوئی امارت پر فائز ہو اور وہ کچھ لوگوں کو نفع دے سکے اور کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا سکے تو وہ انصار کے مخلص لوگوں کی نیکی قبول کرے اور ان میں سے گنہگاروں سے درگزر کرے یہ آخری مجلس تھی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہُوئے!

۳۲۹۴ — **شرح**: اس حدیث میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے زیادہ ہو جانے اور انصار کے کم ہو جانے کی خبر دی اور ان لوگوں کو وصیت فرمائی جو آپ کے بعد خلافت وامارت پر فائز ہو کر وہ انصار سے اخلاص کرے اور ان کی اِساءَت سے درگزر کرے۔ چنانچہ ایسا ہُوا کہ انصار بہت کم رہ گئے یہ نبوت کی دلیل ہے۔ حدیث میں نمک سے تشبیہ اس طرح ہے کہ نمک باقی کھانے کی نسبت بہت کم ہوتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حنظلہ رضی اللہ عنہم حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ممتاز صحابہ کرام میں سے ہیں ان کو غسیلِ ملائکہ کہا جاتا ہے۔ ان کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ صحابہ نے کہا جب وہ جنگ اُحُد میں شہید ہو گئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حنظلہ فوت ہو گئے ہیں اور انہیں فرشتوں نے غسل دیا ہے۔ لوگوں نے ان کی بیوی سے اس کا باعث دریافت کیا تو اُس نے کہا حنظلہ نے اعلان جنگ سُنا جبکہ وہ حالتِ جنابت میں تھے۔ تو وہ جلدی سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور غسل کرنے کی تاخیر بھی مناسب خیال نہ کی۔ بخاری کی روایت میں حنظلہ بن غسیل" ہے۔ یعنی غسیل سے پہلے لفظ ابن ہے۔ یہ صحیح ہے۔ بشرطیکہ لفظ ابن کو مرفوع پڑھا جائے اور اسے عبدالرحمٰن کی صفت بنایا جائے۔ اس وقت معنی یہ ہوگا عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا کہ انہیں عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی" واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۹۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ ثَنَا حُسَیْنُ الْجُعْفِیُّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ اَخْرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهٖ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

۳۳۹۶ — حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعٰی جَعْفَرًا وَّزَیْدًا قَبْلَ اَنْ یَّجِیْٓءَ خَبَرُهُمَا وَعَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ

۳۳۹۵ — ترجمہ: ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو باہر نکالا اور انہیں منبر شریف پہ چڑھا کر فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

۳۳۹۵ — شرح: اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ امام حسن کے ذریعہ مسلمانوں میں صلح ہوگی اور وہ جنگ سے رک جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا جبکہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح قرار پائی تھی یہ نبوت کی دلیل ہے جبکہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔

۳۳۹۶ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر اور زید کے شہید ہونے کی خبر دی پہلے اس کے کہ ان کے شہید ہونے کی خبر آئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

۳۳۹۶ — شرح: جنگ موتہ میں مسلمان کفار سے جنگ کر رہے تھے جبکہ حضرت زید بن حارثہ محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جعفر طیار

۳۳۹۷ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ اَنْمَاطٍ قُلْتُ وَاَنّٰى تَكُوْنُ لَنَا الْاَنْمَاطُ قَالَ اَمَا اَنَّهُ سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْاَنْمَاطُ فَاَنَا اَقُوْلُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ اَخِّرِيْ عَنِّيْ اَنْمَاطَكِ فَتَقُوْلُ اَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْاَنْمَاطُ فَاَدَعُهَا ۳۳۹۸ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ فَنَزَلَ عَلٰى اُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ اَبِيْ صَفْوَانَ وَكَانَ اُمَيَّةُ اِذَا انْطَلَقَ اِلَى

رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں یکے بعد دیگرے مسلمانوں کا جھنڈا تھا۔ اس حدیث میں نبوت کی دلیل ہے جبکہ آپ کے خبر دینے کے مطابق وہ حضرات شہید ہوئے جنگ موتہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۳۳۹۷ ـ ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس صوف کے بچھونے ہیں میں نے عرض کیا ہمارے پاس صوف کے بچھونے کہاں! آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس یہ ہوں گے میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنے یہ بچھونے ہٹا لو تو وہ کہتی ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تھا کہ عنقریب تمہارے پاس صوف کے بچھونے ہوں گے اس لئے میں نے ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

۳۳۹۷ ـ شرح: یہ حدیث بھی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ عنقریب صحابہ کے لئے بچھانے کے لئے قالین ہوں گے چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔ جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔

۳۳۹۸ ـ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سعد بن معاذ عمرہ کرنے مکہ مکرمہ گئے تو امیہ بن خلف ابی صفوان کے پاس ٹھہرے اور امیہ جب شام جاتا اور مدینہ منورہ سے گزرتا تو حضرت سعد کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔ امیہ نے

الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ اِنْتَظِرْ
حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتَ فَطُفْتَ فَبَيْنَا
سَعْدٌ يَطُوْفُ اِذَا اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِيْ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ
فَقَالَ سَعْدٌ اَنَا سَعْدٌ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ تَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ اٰمِنًا وَقَدْ
اٰوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَاَصْحَابَهٗ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَاحَيَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ
لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلٰى اَبِي الْحَكَمِ فَاِنَّهٗ سَيِّدُ اَهْلِ الْوَادِيْ ثُمَّ قَالَ
سَعْدٌ وَاللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِيْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ لَاَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ
بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ اُمَيَّةُ يَقُوْلُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فَجَعَلَ يُمْسِكُهٗ
فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَزْعُمُ اَنَّهٗ قَاتِلُكَ قَالَ اِيَّايَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا
حَدَّثَ فَرَجَعَ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ اَمَا تَعْلَمِيْنَ مَا قَالَ لِيْ اَخِي الْيَثْرِبِيُّ

سعد سے کہا کچھ انتظار کرو حتی کہ جب دوپہر ہوگی اور لوگ غافل ہو جائیں گے تو چلیں اور بیت اللہ کا طواف کر لیں جس وقت حضرت سعد طواف کر رہے تھے اچانک ابوجہل آگیا اس نے آتے ہی کہا یہ کون ہے جو کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ حضرت سعد نے کہا میں سعد ہوں ابوجہل بولا تو کعبہ کا طواف امن و امان سے کر رہا ہے حالانکہ تم لوگوں نے محمد اور اُن کے ساتھیوں کو جگہ دی ہے۔ سعد نے کہا ہاں درست ہے۔ وہ دونوں آپس میں جھگڑ پڑے تو اُمیہ نے سعد سے کہا ابوحکم پر آواز بلند نہ کرو۔ وہ وادی کے لوگوں کا سردار ہے۔ حضرت سعد نے کہا بخدا! اگر تو مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے سے منع کرے گا تو میں شام میں تیری تجارت بند کر دوں گا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اُمیہ سعد سے کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں روکنے لگا اس پر حضرت سعد غصہ میں آئے اور کہا میرے آگے سے علیحدہ ہو جاؤ میں نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ تجھے قتل کریں گے۔ اُمیہ نے کہا مجھے؟ سعد نے کہا ہاں!

قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ اَنَّهٗ سَمِعَ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ اَنَّهٗ قَاتِلِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوْا اِلٰى بَدْرٍ وَّجَآءَ الصَّرِيْخُ قَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهٗ اَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ اَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ فَاَرَادَ اَنْ لَّا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْجَهْلٍ اِنَّكَ مِنْ اَشْرَافِ الْوَادِيْ فَسِرْ بِنَا يَوْمًا اَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللّٰهُ

امیہ نے کہا بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جب کوئی بات کریں تو جھوٹ نہیں بولا کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا کیا تو جانتی نہیں کہ میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا کہا ہے اُس نے کیا کہا ہے؟ اُمیّہ نے کہا کہ سعد نے کہا ہے کہ اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے اس کی بیوی نے کہا۔ بخدا محمد جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا جب وہ بدر کی طرف نکلے اور منادی کی آواز بلند ہوئی تو اُمیّہ کی بیوی نے کہا کیا تجھے وہ یاد نہیں جو تیرے یثربی بھائی نے کہا تھا۔ عبداللہ نے کہا اُمیّہ نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ بدر کی طرف نہیں نکلے گا تو ابوجہل نے اسے کہا تو اس وادی کے سرداروں میں سے ہے ایک دو دن ہمارے ساتھ چلو پس وہ اُن کے ساتھ چلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا۔

۳۳۹۸ — **شرح**: یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمیّہ بن خلف کے قتل کی خبر دی تو وہ بدر میں قتل ہو گیا اسے قبیلہ بنی مازن کے ایک انصاری نے قتل کیا تھا ابن ہشام نے کہا معاذ بن عفراء، خارجہ بن زید اور خبیب بن اساف سب نے مل کر اسے قتل کیا تھا۔

اُمیّہ بن خلف اہل مکہ کا ایک سردار تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا بھائی چارہ تھا۔ جب وہ شام کو تجارت کے لئے جاتا اور مدینہ منورہ سے گزرتا تو حضرت سعد کے پاس ٹھہرا کرتا تھا جبکہ حضرت سعد جب عمرہ کرنے مکہ مکرمہ جاتے تو اُمیّہ کے پاس ٹھہرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ کرنے سے پہلے بھی لوگ عمرہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے حضرت سعد عمرہ کرنے گئے تو اُمیّہ کے پاس ٹھہرے تھے۔ مکہ والوں کو خبر پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سمیت ابوسفیان کا قافلہ پکڑنے نکلے ہیں تو مکہ والوں نے ابوسفیان کے قافلہ کی مدد کے لئے مکہ میں اعلان کر دیا اور گیارہ سو کی تعداد میں بڑے فخر اور مباہات سے نکلے ان کا خیال تھا کہ وہ یقیناً غالب ہوں گے۔ وہ ایک دن میں دس اونٹ نحر کرنے اور دوسرے

دن نو اونٹ نحر کرتے تھے۔ جب حضرت سعد نے اُمَیَّہ کو خبر دی کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل کریں گے تو اس نے کہا کیا مکہ میں قتل کریں گے؟ حضرت سعد نے کہا یہ معلوم نہیں کہ کہاں قتل کریں گے۔ اس سے امیہ مکہ سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ جب کفار بدر کی طرف نکلے تو اُمَیَّہ نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ کفار کے لشکر کے ساتھ مکہ سے نہیں نکلے گا۔

ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہا اے ابا صفوان (یہ اُمَیَّہ کی کنیت ہے) تو اس وادی کا سردار ہے۔ جب لوگ تجھے دیکھیں گے کہ اُمَیَّہ لڑائی کے لئے نہیں جا رہا ہے تو وہ بھی رُک جائیں گے۔ اس لئے ایک دو دن ہمارے ساتھ چلو تاکہ لوگ سستی نہ کریں۔ چنانچہ ابوجہل کے اصرار پر اُمَیَّہ تیار ہوگیا اور اپنی بیوی سے کہا اے ام صفوان مجھے تیار کرو جبکہ اُمَیَّہ نے اپنے بچاؤ کے لئے بہترین اونٹ خرید کیا ہوا تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کیا اپنے یثربی بھائی کی بات بھول گئے ہو۔ اُمَیَّہ نے کہا میں بھولا تو نہیں ہوں البتہ ان کے ساتھ کچھ سفر کروں گا جب اُمَیَّہ نکلا تو راستہ میں جہاں ٹھہرتے وہ اپنا اونٹ باندھ لیتا وہ اسی طرح کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ابوالحکم اللہ کا دشمن تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی تھی۔ اس کا نام عمرو بن ہشام مخزومی ہے۔ علامہ کرمانی نے "اَنَّهٗ قَاتِلُكَ" میں ضمیر کا مرجع ابوجہل بیان کیا ہے۔ یعنی سعد نے اُمَیَّہ سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوجہل تجھے قتل کرے گا لیکن اُمَیَّہ کو مسلمانوں نے قتل کیا۔ اس لئے علامہ کرمانی کو جب یہ اشکال نظر آیا تو انھوں نے کہا ابوجہل امیہ کو مکہ سے نکالنے کا سبب تھا گویا کہ اُمَیَّہ کو ابوجہل نے ہی قتل کیا کیونکہ خود قتل کرے یا قتل کا سبب بنے۔ دونوں صورتوں میں اسے قاتل کہا جاتا ہے لیکن بعض روایات میں یہ تصریح موجود ہے کہ سعد نے کہا تجھے مسلمان قتل کریں گے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۳۹۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ اَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ بَعْضِ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَقَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَ اَبُوْ بَكْرٍ ذَنُوْبَيْنِ

۳۳۹۹ — **ترجمہ** : سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع ہوتے دیکھا تو ابوبکر اُٹھے اور اُنھوں نے ایک یا دو ڈول کنوئیں سے نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ ضعف تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے پھر ڈول کو عمر فاروق نے پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ میں ڈول بڑا ہوگیا۔ میں نے لوگوں میں کوئی ایسا مضبوط شخص نہیں دیکھا جو عمر کی طرح قوت کے ساتھ پانی کھینچتا ہو۔ حتیٰ کہ لوگ پانی سے سیراب ہوگئے۔ ہمام نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ابوبکر نے دو ڈول نکالے!

۳۳۹۹ — **شرح** : اس حدیث میں نبوت کی دلیل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین کی خلافت کے بارے میں جو خواب دیکھا تھا وہ صحابہ سے بیان فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ ابوبکر نے ایک دو ڈول نکالے اور اُن کے نکالنے میں کمزوری تھی۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کمی نہیں ہے۔ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خلافت کی کیفیت بیان کی ہے۔ کیونکہ وہ مرتدین سے جنگ میں مصروف رہے۔ اور فتوحات بلاد کے لئے انہیں فرصت ہی نہیں ملی تھی۔ کیونکہ ان کی خلافت کی مدت صرف دو سال تین ماہ اور بیس دن تھی۔ اس کے بعد وہ وفات پا گئے تھے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "واللہ یغفر لہ" میں بھی ابوبکر کی تنقیص نہیں اور نہ ہی ان کے گناہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ یہ عربوں کا تکیہ کلام ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ

نے ذکر کیا کہ یہ خواب دونوں خلیفوں کے آثار کے ظہور اور اُن سے لوگوں کے انتفاع کی مثال ہے اور یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ صاحبِ امر ہیں۔ آپ نے دینِ اسلام کے امور کو قائم کیا اور اس کی بنیادیں مضبوط کیں پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دو سال خلیفہ بنایا تو اُنھوں نے مرتدین سے جنگ کی اور ان کا خاتمہ کیا پھر عمر فاروق کو خلیفہ بنایا تو ان کے زمانہ میں اسلام نے خوب وسعت حاصل کی تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمانوں کے امور کو کنوئیں سے تشبیہ دی جس میں پانی ہے اور اس کے سبب لوگوں کی زندگی کی بقاء اور ان کی صلاحیّت ہے اور ان کا پانی پلانا لوگوں کے امور کی اصلاح اور ان کے مصالح کا انتظام کرنا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قاضی سے نقل کیا کہ " حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ " بظاہر ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عمر فاروق کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ اُنھوں نے اسلام کو بہت وُسعت دی۔ لیکن بعض علماء نے کہا یہ دونوں خلفاء کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دونوں کی تدبیر اور مسلمانوں کے مصالح کا اہتمام کرنے سے یہ امر مکمل ہُوا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے امور کا پُورا اہتمام کیا اور اُنھوں نے ہی فتوح کی ابتداء کی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کی تکمیل ہُوئی تھی۔

عَبْقَرِیٌّ ،، اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے کام میں بہت ماہر ہو۔ قوم کے سردار کو بھی عبقری کہتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا عَبْقَرِیُّ قَوْمِہٖ ،، یہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ دراصل یہ عَبْقَرٌ سے ماخوذ ہے اور عَبْقَرٌ وہ زمین ہے جہاں جن رہتے ہیں۔ پھر یہ محاورہ کے طور پر ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنے کام کی عمدگی اور کمالِ رفعت میں عجیب شیٔ کی طرف منسوب ہو۔

بعض کہتے ہیں کہ عبقر ایک گاؤں ہے جہاں اچھے کپڑے بنائے جاتے ہیں اور ہر اچھی شیٔ اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبقری ہر اس شیٔ کو کہا جاتا ہے جو خیر و شر میں انتہاء کو پہنچی ہو۔ قولہ یَفْرِی فَرِیَہٗ ،، جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں اچھی صلاحیت ہو اور اچھا ٹکڑا علیحدہ کرے چنانچہ کہا جاتا ہے فُلَانٌ یَفْرِیْ فَرِیَّۃً ،، جبکہ وہ عجیب کام کرے۔

خلیل نے کہا یہ بہادر شخص کو کہا جاتا ہے : مَا یَفْرِی اَحَدٌ فَرِیَہٗ ،، یعنی ہر کوئی اس کے کام پر حیرت نہیں کر سکتا۔

عَطَنٌ ،، کا معنی پانی کے پاس اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

۳۴۰۰ — حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّرْسِيُّ ثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي ثَنَا أَبُو عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرَئِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا أَوْكَمَا قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَيْمُ اللّٰهِ مَاحَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ جِبْرَئِيلَ أَوْكَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۳۴۰۰ — ترجمہ : ابوعثمان نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جبکہ آپ کے پاس ام المؤمنین ام سلمہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے حضور سے گفتگو کی پھر اُٹھ کر چلے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ سلمہ سے فرمایا یہ کون تھا یا جو بھی آپ نے فرمایا۔ امّ سلمہ نے کہا یہ دحیہ کلبی تھا ام سلمہ نے فرمایا بخدا! میں نے اِسے دِحیہ ہی خیال کیا تھا حتیٰ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سُنا کہ آپ جبرائیل علیہ السلام کو ذکر فرما رہے تھے یا جو بھی آپ نے فرمایا میں نے ابوعثمان سے کہا آپ نے یہ کس سے سُنا ہے؟ اُنھوں نے کہا اُسامہ بن زید سے

۳۴۰۰ — شرح : اس حدیث میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا اس اعتبار سے یہ حدیث نبوّت کی دلیل ہے۔ دحیہ کلبی صحابی ہیں اور وہ بہت ہی خوبصورت تھے جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی صورت میں آیا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دُوسرے لوگوں کے لیئے اُن کی صورت میں ظاہر ہوتے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی بھی انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید کی والدہ ام ایمن ہیں جس نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی۔ اسامہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب کہا جاتا ہے۔ جب وہ اٹھارہ برس کے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حاکم مقرر کیا۔ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

۳۴۰۱ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِى التَّوْرٰةِ فِىْ شَاْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ

کے عہدِ امارت کے آخر ۵۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد " وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ان میں سے ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے حالانکہ وہ اسے جانتے ہیں

۳۴۰۱ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور

ابْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ

عورت نے زنا کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں فرمایا تم تورات میں رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور ان کو کوڑے مارے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تورات میں رجم کا حکم ہے۔ وہ تورات لے کر آئے اور اسے کھولا۔ ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آئت پر ہاتھ رکھ دیا اور اس سے آگے اور پیچھے عبارت پڑھتا رہا۔ عبداللہ بن سلام نے اسے کہا اپنا ہاتھ اُٹھاؤ اُس نے ہاتھ اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں رجم کی آئت موجود ہے۔ اُنھوں نے کہا اے محمد! صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ نے سچ فرمایا تورات میں رجم کی آئت ہے۔ پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں زانیوں کو رجم کا حکم دیا اور ان کو رجم کیا گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ عورت پہ مائل ہوتا تھا اور اسے پتھروں سے بچاتا تھا۔

۳۴۰۱ — **شرح** : اس باب میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت میں اہل کتاب کو پورا یقین تھا اور وہ آپ کو ایسا پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں کہ وہ ان کی اولاد ہیں اُس کی تائید میں قرآن کریم کی مذکور آئت کریمہ ذکر کی عربوں کا یہ محاورہ ہے کہ وہ کسی شئی کی صحت کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ فلاں شئی کی صحت کو وہ ایسا پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سلام سے فرمایا کیا آپ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایسے ہی پہچانتے ہو جس طرح اپنے بیٹے کو پہچانتے ہو؟ عبداللہ بن سلام نے کہا جی ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ پہچانتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے آپ کے اوصاف لے کر نازل ہوئے تو میں نے آپ کو یقیناً پہچانا اور میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ میرے بیٹے کی ماں کا حال کیسا ہے۔ ممکن ہے کہ عورت شوہر کی عدم موجودگی میں خیانت کرے لہذا بیٹے کی بنوّت بیٹے ہونے

میں شک و شبہ ہو سکتا ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں قطعاً شک نہیں ہے۔ بعض علماء نے یوں کہا کہ جس طرح وہ لوگوں کے بیٹوں میں سے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ایسے ہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو پہچانتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اس ایقان و اذعان کے باوجود لوگوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کی آسمانی کتابوں میں ذکر فرمائی ہیں حالانکہ وہ حق کو یقیناً پہچانتے ہیں۔ اس باب میں مذکور حدیث نبوت کی دلیل اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات نہیں پڑھی اور نہ ہی اس سے پہلے اس سے واقف تھے اس کے باوجود آپ نے تورات کے حکم کی طرف اشارہ کیا۔ اور آپ کے اشارہ کے مطابق تورات میں مذکور حکم ظاہر ہوا اور یہ علاماتِ نبوت میں سے عظیم تر دلیل ہے۔

اس حدیث سے امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ نے استدلال کیا کہ مُحصَن (شادی شدہ) کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں۔ امام ابو یوسف کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ امام ہمام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ نے کہا مُحصَن کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصَنٍ" جس نے اللہ کا شریک بنایا وہ مُحصَن نہیں اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی ابتداء میں آیت جلد کے نزول سے پہلے تورات کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ کیا۔ جب مذکور آیت نازل ہوئی تو تورات کا حکم منسوخ ہو گیا۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار پر حدِ زنا واجب ہے اور کفار احکامِ شرع سے مخاطب ہیں لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک کفار مخاطب نہیں اور بعض کے نزدیک نواہی سے مخاطب ہیں اَوامر سے مخاطب نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کفار ہمارے پاس دعویٰ لائیں تو قاضی ہماری شریعت کے مطابق ان میں فیصلہ کرے گا (نووی)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ ہم پر واجب ہے کہ ان میں فیصلہ کریں یا ہمیں فیصلہ کا اختیار ہے۔ حجاز و عراق کے فقہاء نے کہا کہ امام یا حاکم کو اختیار ہے کہ جب وہ ہمارے پاس فیصلہ کے لئے آئیں تو امام اگر چاہے تو ان میں اسلام کے احکام کے مطابق فیصلہ کرے اگر چاہے تو ان سے اعراض کرے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ عامر اور نخعی نے کہا اگر چاہے تو فیصلہ کرے اگر چاہے تو فیصلہ نہ کرے۔ بعض علماء نے کہا اگر کفار ہمارے پاس جھگڑا لائیں تو حاکم پر واجب ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ" سے اس سے پہلی آیت منسوخ ہے جس میں حاکم کو اختیار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے "ان کے درمیان وہ فیصلہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر نازل کیا ہے۔ زُہری اور عمر بن عبد العزیز

بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِيْنَ

اَنْ يُّرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

۴۲۰۲ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا

۴۲۰۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يُوْنُسُ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ —

کا یہی مذہب ہے۔ اس کو امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ نے اختیار کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ لیکن امام ہمام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب مرد اور عورت فیصلہ لے کر آئیں تو حاکم پر ضروری ہے کہ ان کے درمیان انصاف کرے اور اگر عورت تنہا دعویٰ دائر کرے اور اس کا شوہر راضی نہ ہو تو حاکم فیصلہ نہ کرے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا حاکم فیصلہ کرنے کا مجاز ہے۔ اسی طرح امام مالک کے تلامذہ میں اختلاف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب مشرکوں کا سوال کرنا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم انھیں معجزہ دکھائیں تو آپ نے انھیں شقِّ قمر کا معجزہ دکھایا!

۴۲۰۲ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

۴۲۰۴ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ رہو

۴۲۰۳ —— ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انہیں معجزہ دکھائیں تو آپ نے انھیں چاند کے دو ٹکڑے کر دکھائے۔

۴۲۰۴ —— ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

۲۴۰۲ تا ۲۴۰۴ —— شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کو شق قمر کے معجزہ پر گواہ رہنا اس لئے فرمایا کہ یہ عظیم محسوس معجزہ ہے جو عربوں کی عادت کے خلاف ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شق قمر عظیم ترین معجزہ ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں سے کوئی معجزہ اس کی مثل نہیں کیونکہ یہ آسمان میں ظاہر ہوا اور یہ نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اس جہان میں بنی نوع انسان کی عادت کے خلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اس خبر کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ حقیقت ہوتی تو عوام الناس پر مخفی نہ رہتی اور ہر چھوٹے بڑے کو یہ خبر معلوم ہوتی کیونکہ یہ امر مشاہد محسوس ہے۔ اور سب لوگ اس میں شریک ہیں اور عجیب و غریب نقل کرنے میں لوگ خوش ہوتے ہیں۔ اگر شق قمر واقعی معجزہ ہوتا تو اس کا کتابوں میں ذکر ہوتا اور صحیفوں میں مدون ہوتا اور نجومی اور مؤرخ بھی جانتے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی امر اتنا واضح ہونے کے باوجود لوگ اس سے کلیتہً غافل ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شق قمر کا مطالبہ صرف مکہ والوں نے کیا تھا اور اس کا ظہور رات کو ہوا تھا جبکہ اکثر لوگ سو رہے تھے اور گھروں میں اور دیگر حجابات میں چھپے ہوئے تھے۔ اور جو جنگلات میں بیدار تھے وہ اس سے یکسر غافل تھے اور یہ ضروری امر ہے کیونکہ وہ آسمانوں کی طرف نظریں نہیں اٹھا رہے تھے اور نہ ہی وہ فلک میں مرکز قمر کی طرف نظر کئے ہوئے تھے کہ اس سے ذرہ بھر غافل نہ ہوں کہ جب جرم قمر میں کچھ ظاہر ہو تو وہ فوراً اسے دیکھ لیں حالانکہ

باب ۳۴۰۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا مُعَاذٌ ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَنَسٌ اَنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمَصَابِیْحِ یُضِیْٓئَانِ بَیْنَ اَیْدِیْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى اَتٰى اَهْلَهٗ —

بکثرت دیکھا گیا ہے کہ سُورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے اور لوگوں کو اس کا شعور تک نہیں ہوتا بلکہ اُن کو خبردار کرنے سے کچھ احساس ہوتا ہے۔ حالانکہ گرہن کافی دیر تک رہتا ہے اور شق قمر تو آناً فاناً ہو گیا تھا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اس قدر محسوس اور باقی رہیں کہ تمام لوگ اس کی رؤیت میں شریک ہوں تو وہ ضرور کرتا لیکن اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اگر کوئی معجزہ لوگوں پر واضح رہے اور وہ ایمان نہ لائیں تو ان کو تباہ و برباد اور ہلاک کر دیتا ہے۔ صرف اس اُمّتِ مرحومہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو عقل کی حد تک محدود رکھا اور وہ یہ کہ لوگ سمجھ لیں اور وہ ایسا حال اختیار نہ کریں جو ان کی ہلاکت کا سبب ہو۔ جیسے پہلی اُمّتیں ہلاک ہوئیں اور ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کی بہت مہربانی اور لطف و کرم ہے کہ ہمیں یہ سعادت نصیب فرمائی ہے۔ امام ترمذی نے محمد بن جبیر بن مطعم کے طریق سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مُبارک میں چاند دو ٹکڑے ہُوا ان میں سے ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا اُس پہاڑ پر واقع ہُوا تو کفارِ مکہ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم" نے ہم پر جادو کر دیا ہے لیکن وہ تمام لوگوں پر جادو نہیں کر سکتے۔

قاضی عیاض کی روایت میں ہے شقِ قمر منیٰ میں ہوا۔ راوی نے کہا میں نے قمر کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان پہاڑ کو دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شقِ قمر ہُوا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ حذیفہ بن یمان سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ واللہ سبحانہٗ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب

۳۴۰۵ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص

٣٤٠٦ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْأَسْوَدِ ثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ

اندھیری رات میں آپ کی مجلس شریف سے فارغ ہو کر باہر آئے تو ان کے آگے آگے روشن چراغوں کی طرح دو چیزیں روشن ہو گئیں۔ جب وہ (راستے میں) جدا جدا ہو گئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ روشن ہو گیا حتی کہ وہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے اور یہ دونوں صحابی عباد بن بشر اور اسید بن حضیر تھے۔

٣٤٠٥ — شرح: یہ حدیث بھی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ دونوں صحابیوں کی کرامت تھی کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ روشنی ظاہر ہو گئی اور امتی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتا ہے کیونکہ امتی نبی سے مستفیض ہوتے ہیں۔ یہ حدیث کرامات کے منکرین پر حجت ہے۔ حدیث ۵۵۴ کی شرح دیکھیں۔

٣٤٠٦ — ترجمہ: قیس نے بیان کیا میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے حتی کہ قیامت آ جائے گی اور وہ غالب ہوں گے۔

٣٤٠٦ — شرح: اس حدیث سے حنابلہ نے استدلال کیا کہ کوئی زمانہ مجتہد کے وجود سے خالی نہیں رہتا حتی کہ اللہ کا امر آ جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اللہ کا امر ہوا ہے جو قیامت سے پہلے چلے گی وہ ہر مومن مرد و زن کی روح قبض کرے گی! اور غالب رہنے والے لوگ اہل علم ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ اہل علم نہیں تو نامعلوم وہ کون ہوں گے؟ قاضی عیاض نے کہا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کی جمعیت ہوگی اور جو لوگ اہل حق کے مذہب پر ہوں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ مومنوں میں پھیلے ہوئے ہوں ان میں سے بعض تو مجاہدین ہوں جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور بعض فقہاء اور بعض محدثین ہوں اور ان میں سے بعض زاہد اور بعض بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے ہوں ان کے علاوہ اور لوگ بھی اہل خیر سے ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ وہ ایک جگہ ہوں بلکہ ساری زمین پر پھیلے ہوئے ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجماع حجت ہے اور اس سے بہت سا استدلال

۳۴۰۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ ثَنِي ابْنُ جَابِرٍ ثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ قَالَ مُعَاذٌ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ —

ہے اور یہ حدیث کہ میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی۔ ضعیف ہے (عینی)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حنابلہ کے استدلال پر اعتراض کیا کہ بخاری میں مذکور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث اس کے معارض ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو علم عطاء کیا ہے تو وہ اسے ان کے سینوں سے نہیں نکالے گا لیکن علماء کو قبض کرے گا تو علم بھی ختم ہو جائے گا اور جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد سے زمانہ خالی رہ سکتا ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ علم کا رفع علماء کے ختم ہو جانے سے ہوگا اور جب علم کا انتفاء ہوگا تو اجتہاد و مجتہد کا بھی انتفاء ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث میں معجزہ ظاہر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف سے لے کر اب تک یہ وصف باقی ہے اور اللہ کا امر آنے تک باقی رہے گی۔ لہٰذا یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے۔

۳۴۰۷ — ترجمہ: عُمیر بن ہانی نے بیان کیا کہ اُنھوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اُمت سے ایک گروہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا۔ جو کوئی ان کو رسوا کرے گا یا ان کی مخالفت کرے گا۔ وہ انھیں ضرر نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ ان کے پاس اللہ کا امر آجائے اور وہ اسی حال پر ہوں گے۔ عُمیر نے کہا مالک بن یُخامر نے کہا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ لوگ شام میں ہیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مالک ہے جو گمان کرتا ہے کہ اُس نے معاذ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ وہ لوگ شام میں ہیں۔

۳۴۰۹ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

۳۴۱۰ ـــ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ

میں مذکور کلام کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حسن بن عمارہ کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں اور شبیب نے یہ حدیث عروہ سے نہیں سنی بلکہ ایک قبیلہ سے سنی ہے۔ لہٰذا اس جہالت کے باعث یہ حدیث ضعیف اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کی یہ عادت نہیں کہ وہ صحیح بخاری میں ضعیف حدیث ذکر کریں پھر اس کے ضعف کی طرف اشارہ کریں اگر ان کے نزدیک اس کا ضعف ثابت ہوتا تو وہ خیل (گھوڑے) کی حدیث پر ہی اکتفاء کرتے جیسے مسلم نے صحیح میں اس پر اکتفاء کی ہے۔

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، اسحاق اور امام مالک رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ فضولی کی بیع جائز ہے۔ کیونکہ عروہ صرف بکری خریدکرنے میں وکیل تھے۔ علامہ کرمانی نے اس کا جواب ذکر کیا کہ ہوسکتا ہے کہ عروہ مطلقاً خرید و فروخت میں وکیل ہوں۔ لہٰذا یہ فضولی کی بیع نہ ہوئی لیکن یہ جواب نہایت ہی کمزور ہے کیونکہ ایک حقیقی امر کو بالائے طاق رکھ کر محتمل امر کو لیا جائے کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ الحاصل یہ حدیث متصل ہے ضعیف نہیں اور نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۰۹ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر باندھی گئی ہے۔

۳۴۱۰ ـــ ترجمہ : ابوالتیاح نے کہا میں نے انس سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت باندھی گئی ہے!

(حدیث ۲۶۵۵ کی شرح دیکھیں)

٣٤١١ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ
زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ
سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي
طِيَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ وَلَوْ أَنَّهَا
قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا
حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ
يَسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ لَهُ حَسَنَاتٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَسِتْرًا
وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ
كَذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ
فَهِيَ وِزْرٌ لَهُ وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ

٣٤١١ ـــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے تین قسم پر کسی شخص کے لئے ثواب کا ذریعہ کسی کے لئے بچاؤ
کا سبب اور کسی کے لئے گناہ کا باعث ہوتے ہیں۔ ثواب کا ذریعہ اس شخص کے لئے ہے جس نے اس کو
اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی کردی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ
کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ رسی توڑ ڈالے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے
تو اس کی لید اور اس کے قدموں کے آثار اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ نہر کے پاس سے گزرے
اور اس سے پانی پئے حالانکہ اس کا اسے پانی پلانے کا ارادہ نہ تھا یہ بھی اس کی نیکیاں ہوں گی (یہ گھوڑا
باعث ستر ہے۔ اور جس نے اس کو فخر و غرور اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا

مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

۳۴۱۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ صَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بُكْرَةً وَقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِي فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ وَاَحَالُوْا اِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ دَعْ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَاِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ لَّا تَكُوْنَ مَحْفُوْظًا وَاِنْ كَانَ فِيْهِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَاِنَّهٗ غَرِيْبٌ جِدًّا

وہ اس کے لئے گناہ کا سبب ہے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آئت نہیں اُتری سوا اس جامع تنہا آئت کے "فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ الاية (حدیث ۲۲۱۹، ۲۶۹۳، ۲۷۸۸ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر پر صبح کے وقت حملہ کیا جبکہ یہودی کسیاں لے کر باہر نکل رہے تھے۔ جب اُنھوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمد "صلّی اللہ علیہ وسلّم" اور لشکر اور وہ دوڑتے ہوئے قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ بنی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: "اللہ اکبر" خیبر تباہ ہوگیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں ڈیرے ڈال دیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

۳۴۱۲ — شرح : سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کے تباہ و برباد ہونے کی خبر دی تو آپ کے ارشاد کے مطابق ہُوا یہ نبوّت کی دلیل ہے خمیس لشکر

۳۴۱۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا فَاَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَآءَكَ فَبَسَطْتُهٗ فَغَرَفَ بِيَدِهٖ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهٗ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِيْتُ حَدِيْثًا بَعْدُ

ہے۔ اس کو خمیس اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ اقسام ہوتے ہیں،
(۱) مَیْمَنَہ، (۲) مَیْسَرہ (۳) مُقَدِّمہ (۴) ساقہ اور (۵) قلب"
(حدیث ۲۷۸۸ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۳ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے بہت حدیثیں سنتا ہوں پھر انہیں بھول جاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے چادر پھیلائی آپ نے دونوں ہاتھوں سے چلو بنا کر چادر میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے اپنے اُوپر لپیٹ لو میں نے چادر کو لپیٹ لیا اس کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔

۳۴۱۳ — **شرح** : اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے۔ قولہ فَبَسَطْتُہٗ کا عطف اُبْسُطْ پر ہے۔ خبر کا انشاء پر عطف ہے اس میں خلاف ہے۔ مطول میں "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" کی بحث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ قولہ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدُ" سیاق نفی میں نکرہ واقع ہو تو مفید عموم ہوتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بخاری کے بعض طرق میں اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی اپنا کپڑا پھیلا رکھے حتیٰ کہ میں اپنا کلام پورا کر لوں پھر اسے اپنے سینے پر لپیٹ لے تو وہ میری حدیث کبھی نہیں بھولے گا۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے اپنا کمبل ہی پھیلا دیا میرے پاس اس کے سوا اور کپڑا نہ تھا۔ جب آپ نے کلام پورا کر لیا تو میں نے اسے سینہ پر لپیٹ لیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا اس وقت سے لے کر آج تک میں کچھ نہیں بھولا ہوں۔ لیکن مسلم کی روایت میں ہے کہ میں اس دن کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا۔ اس حدیث کی بھی عموم پہ دلالت ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَضَائِلُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْرَاٰهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَمِنْ اَصْحَابِهٖ

(حدیث ع۱۱۸ کی شرح دیکھیں) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے فضائل

جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت اختیار کی یا آپ کو دیکھا وہ آپ کا صحابی ہے!"

فضائل فضیلت کی جمع ہے۔ لغت میں فضل کا معنی زیادتی ہے۔ اس سے مراد اچھی خصلتیں اور پسندیدہ عادات ہیں۔ اَصْحَاب صَحْب کی جمع ہے جیسے اَفْرَاخ فَرْخ کی جمع ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحابی وہ مسلمان ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو یا آپ کو دیکھا ہو اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ صحابی کی تعریف میں تردید (کہ مسلمان نے آپ کی صحبت اختیار کی ہو یا دیکھا ہو) تعریف کے منافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تردید صحابی کے اقسام میں ہے۔ یعنی صحابی دو قسم ہیں اور ہر قسم کی

۳۴۱۴ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ ثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

تعریف علیحدہ ہے یعنی ایک وہ صحابی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو دوسرا وہ صحابی ہے جس نے آپ کو دیکھا ہو۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ جو آپ کی صحبت اختیار کرے وہ آپ کو ضرور دیکھے گا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کیونکہ حضرت عمرو بن ام مکتوم بالاتفاق صحابی ہیں۔ لیکن اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض علماء نے صحابی کی تعریف یہ کی ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اُنھوں نے اسی پر اکتفار کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے رُؤیت سے عرفی رؤیت مراد لی ہے کیونکہ جو آپ کی صحبت میں ہوگا اگرچہ وہ نابینا ہو عرف میں اسے کہا جاتا ہے کہ اُس نے دیکھا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد اور دفن سے پہلے دیکھا کیا وہ صحابی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ یقیناً صحابی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اُس نے یقیناً آپ کو دیکھا جیسا کہ حدیث میں "مَنْ رَأٰنِیْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ" جس نے مجھے دیکھا اُس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا کیا وہ صحابی ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جو بیداری میں آپ کو دیکھے۔ الحاصل صحابی وہ مسلمان ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی رہا ہو یا آپ کو بیداری میں دیکھا

۳۴۱۵ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوْيَه ثَنَا النَّضْرُ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ اِبْنَ حُصَیْنٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِیْ اَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهٖ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا یَشْهَدُوْنَ وَلَا یُسْتَشْهَدُوْنَ وَیَخُوْنُوْنَ وَلَا یُؤْتَمَنُوْنَ وَیَنْذُرُوْنَ وَلَا یَفُوْنَ وَیَظْهَرُ فِیْهِمُ السِّمَنُ

ہو اور اسلام پر فوت ہُوا ہو ۔ لہٰذا جو مرتد ہو گیا ہو اور کفر پر مرا ہو جیسے ابن خطل ، ربیعہ بن اُمیّہ اور مُقیس بن صبابہ وغیرہ انہیں صحابی نہیں کہا جائے گا اور جو مرتد ہو جانے کے بعد پھر مُسلمان ہو گیا ہو لیکن دُوسری بار اسلام لانے کے بعد آپ کو نہ دیکھا ہو تو اسے صحابی کہا جائے گا کیونکہ تمام محدّثین نے اَشعث بن قیس وغیرہ کو صحابہ میں سے شمار کیا ہے جو مرتد ہو جانے کے بعد مسلمان ہو گئے اور پھر آپ کو نہیں دیکھا سعید بن مسیّب نے صحابی کی یہ تعریف کی ہے کہ جو ایک یا دو سال جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہا ہو اور آپ کی معیّت میں ایک یا دو جنگیں بھی کی ہوں لیکن اس تعریف کے مطابق کئی صحابہ کرام تعریف سے نکل جائیں گے جیسے جریر بن عبداللہ بَجلی وغیرہ ۔ لہٰذا یہ تعریف صحیح نہیں

۳۴۱۴ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی ۔ لوگ کہیں گے کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی مصاحبت اختیار کی ہو (صحابی ہو) وہ کہیں گے جی ہاں تو انہیں فتح حاصل ہو گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا تو لوگوں کی بہت بڑی جماعت جہاد کرے گی ۔ ان سے کہا جائے گا کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کی صحبت اختیار کی ہو (تابعی) لوگ کہیں گے جی ہاں! تو انہیں فتح حاصل ہو گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا ۔ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کی صحبت اختیار کرنے والی جماعت کی صحبت اختیار کی (تبع تابعی) ، ہو تو کہیں گے جی ہاں تو انہیں فتح حاصل ہو گی !

۳۴۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْئُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَكَانُوْا يَضْرِبُوْنَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ —

۲۴۱۴ — شرح : فِئَامٌ لوگوں کی جماعت پہلا طبقہ صحابہ کا ہے۔ صحابی کی تعریف ابھی گزری ہے۔ دوسرا طبقہ تابعین کا ہے اور وہ مسلمان ہیں جنہوں نے کم از کم ایک صحابی کو دیکھا ہو۔ تیسرا طبقہ تبع تابعین کا ہے اور وہ مسلمان ہیں جنہوں نے تابعی کو دیکھا ہو۔ (حدیث ع ۲۶۹۸ کی شرح حصہ چہارم میں دیکھیں)

۳۴۱۵ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سب سے پہلے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر ان کا جو اُن سے متصل ہوں گے پھر ان کا جو ان کے بعد متصل ہوں گے۔ عمران نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ شریف کے بعد دو زمانے ذکر کئے یا تین زمانے ذکر کئے۔ پھر تمہارے بعد لوگ ایسے ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان کی گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ خیانت کریں گے اور انہیں امین نہیں بنایا جائے گا وہ نذریں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا!

۳۴۱۵ — شرح : یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ خیانت کریں گے اور ان پر اعتماد نہ کیا جائے گا۔ ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا یعنی وہ مال جمع کریں گے اور دین سے غافل ہو جائیں گے اور اس کا اہتمام نہیں کریں گے کیونکہ غالبًا موٹا آدمی ریاضت نہیں کر سکتا اور ظاہر یہ ہے کہ اس کا حقیقی معنیٰ مراد ہے لیکن وہ موٹاپا مذموم ہے جو کسب سے حاصل کرے۔ اگر انسان طبعًا موٹا ہو جائے تو وہ مذموم نہیں (حدیث ع ۲۴۷۵ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان کا جو اس سے متصل ہوگا پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے۔ پھر لوگ آئیں گے کہ ان میں سے کسی ایک کی

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ مِنْهُمْ

أَبُوْبَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ التَّيْمِيِّ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ الْاٰيَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ

گواہی اس کی قسم سے آگے ہوگی اور اس کی قسم گواہی سے آگے ہوگی۔ ابراہیم نخعی نے کہا وہ ہمیں گواہی دینے اور وعدہ کرنے پر مارتے تھے۔ اس وقت ہم بچے تھے۔

۲۴۱۶ شرح: یعنی اس زمانہ کے لوگ قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے اور وہ گواہی دینے کے حریص ہوں گے جھوٹی گواہی ان کا معمول ہوگا۔ ابراہیم نخعی نے کہا ہمارے بزرگ تادیبًا ہمیں مارتے تھے کہ ہم گواہی اور قسم کو اپنا معمول نہ بنائیں اور وہ اس سے روکتے تھے اور احتیاط کی ترغیب دلاتے تھے۔
(حدیث ۲۴۷۶ کی شرح دیکھیں)

باب مہاجرین کے مناقب

اور محاسن اور ان کی فضیلت "

ان میں سے حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: فقراء مہاجرین کے جو اپنے گھروں سے اور مالوں سے

سے نکال دیئے گئے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی طلب کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسُول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہُوا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔

شرح : مَنَاقِب "مَنقَبَت" کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ خوبی ہے۔ مہاجرین وہ لوگ ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں یا اہلِ بدر یا اہلِ بیعت رضوان سابقین مہاجرین ہیں اور سابقین انصار وہ ہیں جو اصحابِ بیعت عقبہ اولیٰ ہیں وہ چھ حضرات تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثانیہ جو بارہ تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثالثہ جو ستر اصحاب ہیں قرآن کریم نے ان حضرات کے بارے میں فرمایا "اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے (پارہ ۱۱۔ رکوع ۲) کہا گیا ہے کہ مہاجرین سے مراد وہ حضرات ہیں جو انصار کے سوا ہیں اور جو فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے"، اوس، خزرج اور ان کے حلیف اور موالی انصار ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

وفات : ۲۲۔ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ (۲۔ اگست ۶۳۴ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن ابوقحافہ عثمان ہے جاہلیت [illegible] میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ [illegible] آپ کے والد کا نام ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن سعد بن تیم بن مرہ بن لؤی بن غالب [illegible] قرشی تیمی ہے [illegible] والدہ کا نام ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ [illegible]

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد جنگِ بدر میں حاضر تھے۔ ہجرت میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام میں سے ابوبکر کے سوا کوئی بھی رفیق سفر نہ تھا اور وہی غار ثور میں آپ کے ساتھی اور مُونس تھے۔ مَردوں میں سے سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کیا اور آپ ہی نے سب سے پہلے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ کو عتیق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ بہت خوبصورت تھے اور آپ کا چہرہ صاف تھا کہا گیا ہے کہ آپ کے نسب میں کچھ عیب نہ تھا۔ آپ کا نسب عیب سے آزاد تھا۔ آپ کو عتیق کہنے کی یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک کا نام عتیق تھا وہ آپ سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے اس لئے وہی نام آپ کو دیا گیا۔ بعض حضرات یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے وہ انہیں دیکھ لے اس لئے آپ کو عتیق کہا گیا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تو نے ابوبکر کے متعلق کچھ ذکر کیا ہے؟ حسان نے عرض کیا جی ہاں! چنانچہ اُنھوں نے یہ شعر پڑھے!

ﮧ وَ ثَانِيْ اِثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَ قَدْ ؞ طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعَدُوْا الْجَبَلَا

وَ كَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا ؞ خَيْرَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

وہ مُبارک غار میں دو میں سے دوسرے ہیں ؞ دشمنوں نے آپ کا گھیراؤ کیا جبکہ وہ پہاڑ پر چڑھے

اور آپ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے محبّ ہیں ؞ لوگ جانتے ہیں کہ ساری مخلوق سے بہتر ذات ستودہ صفات نے آپ کے برابر کسی شخص کو نہیں کہا۔

یہ سُن کر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم خوش ہُوئے اور فرمایا اے حسان تُو نے خوب کہا ہے اور اس کی تحسین کی" مجاہد نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ابوبکر صدیق کے ساتھ غار میں تین دن رہے۔ جریری نے ابوالنضرہ سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق نے حضرت علی المرتضیٰ سے کہا میں نے آپ سے پہلے اسلام قبول کیا اور حضرت علی نے یہ تسلیم کیا اور اس کی تردید نہ کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اُنھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے لائے ہُوئے مشن کی تصدیق کرنے میں شمّہ بھر تامل نہ کیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں رات قلیل تر وقت میں آسمانوں کی سیر کر کے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے آیا ہوں تو آپ نے فوراً تصدیق کی۔ اس لئے آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ بہت بڑے رئیس اور صاحبِ وجاہت تھے۔ اور قریش کے رؤسا میں آپ کا شمار تھا آپ کے دستِ میمنت پر زبیر بن عوام، عثمان بن عفان، طلحہ اور عبدالرحمٰن بن عوف اسلام سے مشرف ہُوئے" جس روز آپ نے اسلام قبول کیا اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے وہ تمام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر نثار کر کے اللہ کی راہ میں صرف کر دیئے" سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس قدر مجھے ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے اور کسی کے مال نے اس قدر نفع نہیں دیا۔ آپ نے وہ سات غلام آزاد کیئے جنہیں صرف اس لئے عذاب

دیا جاتا تھا کہ وہ مسلمان تھے۔ ان میں سے عامر بن فہیرہ اور حضرتِ بلال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں رہنے یا آخرت کو پسند کرنے کا اختیار دیا تو آپ نے خطبہ میں یہ ذکر کیا کہ میں نے آخرت کو پسند کیا ہے تو اس کلام کی حقیقت تک صرف ابوبکر صدیق پہنچے وہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابی ابوبکر کے متعلق کسی قسم کی کوئی بات نہ کرو تم نے مجھے کہا تھا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں ابوبکر نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص بیل پر سوار ہُوا تو اُس نے کہا میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا میں تو صرف کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ اسی طرح ایک بھیڑیئے کے کلام کرنے کی آپ کو خبر دی گئی۔ تو آپ نے فرمایا میں ان کے کلام کرنے کی تصدیق کرتا ہوں۔ ابوبکر و عمر بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس مجلس میں موجود نہ تھے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصاحبت کرنے اور مال و دولت خرچ کرنے میں ابوبکر کا مجھ پر بہت احسان ہے۔ اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے میری اخوتِ اسلام ہے۔ ان کے خوخہ کے سوا مسجد میں کوئی خوخہ نہ رہنے دیا جائے۔ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لوگوں نے اُن سے کہا آپ نے کوئی سخت اور دل سوز حال دیکھا ہے جو مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہو۔ اسماء نے کہا مشرک لوگ مسجد حرام میں بیٹھے ہُوئے تھے۔ اُنھوں نے آپس میں ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کے متعلق یہ فرماتے ہیں اور ان کو بُرا کہتے ہیں اتنے میں جناب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے مشرک آپ کے پاس آکر کہنے لگے آپ ہمارے معبودوں کے متعلق ایسا ایسا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یقیناً میں کہتا ہوں اُنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیّت پہنچانا شروع کی تو ابوبکر سے کہا گیا آپ اپنے صاحب کی خبر لو انہیں لوگ اذیّت دے رہے ہیں۔ ابوبکر فوراً مسجد میں آئے تو اُن سے کہا تمہاری ہلاکت اور بربادی ہو تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس دلائل اور معجزات لائے ہیں۔ اُنھوں نے حضور کو تو چھوڑ دیا اور ابوبکر کو پیٹنا شروع کر دیا اسماء نے کہا ابوبکر صدیق ہمارے پاس آئے وہ اپنے بالوں میں سے کسی بال کو ہاتھ لگاتے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی سر سے اُتر جاتا لیکن اُن کے پائے ثبات میں ذرہ بھر تزلزل نہ آیا اور پُوری استقامت سے حالات کا مقابلہ کرتے ہُوئے فرمایا "تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام" عمرو بن عبسہ نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ آپ عُکاظ میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا: یارسُول اللہ! اس امر پر آپ کی کس نے پیروی کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر اور بلال نے! تو میں بھی وہیں مسلمان ہوگیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ابوبکر صدیق نے ان سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ ہم غارِ ثور میں تھے کہ اگر اُن میں سے کوئی شخص اپنے قدموں کو دیکھ لے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا آپ نے فرمایا اے ابابکر تمہارا دو کے متعلق کیا گمان ہے جبکہ ان میں تیسرا اللہ ہے! سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو اپنے بعد

خلیفہ بنایا لیکن ان کی خلافت کی تصریح اس لئے نہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصریح کرنے کا حکم نہیں فرمایا
تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینی امور میں وحی کے بغیر کلام نہ فرماتے تھے۔ اور خلافت بھی دین کے
ارکان میں سے ہے۔ البتہ تعریضات اور اشارات فرمایا کرتے تھے جو تصریح کی جگہ لیتے ہیں۔ چنانچہ جبیر بن مطعم
سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے کچھ دریافت
کیا۔ آپ نے فرمایا پھر آنا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پا سکوں یعنی آپ کا انتقال
ہوگیا ہو تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا
یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے۔ عبداللہ بن زمعہ بن
اسود نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ آپ بیمار تھے۔ بلال نے آپ سے نماز کے
متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا کسی سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دے میں باہر نکلا تو عمر فاروق ہی لوگوں میں نظر آئے
اور ابوبکر صدیق اس روز موجود نہ تھے۔ میں نے عمر فاروق سے کہا آپ ہی نماز پڑھا دیجئے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نماز پڑھانے کھڑے ہوئے جب انھوں نے اللہ اکبر کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی
کیونکہ ان کی آواز بہت بلند تھی۔ تو فرمایا ابوبکر کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس کا انکار کریں گے پھر آپ نے
ابوبکر صدیق کو بلایا جب وہ آئے تو عمر فاروق نماز پڑھا چکے تھے۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایام مرض میں ابوبکر ہی نمازیں پڑھاتے رہے۔ یہ حدیث بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پہ دلالت
کرتی ہے۔ بخاری میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرا ارادہ
ہے کہ میں ابوبکر کو پیغام بھیجوں اور ان کے لئے خلافت لکھ دوں۔ قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی روز بیمار رہے۔ نماز کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا
ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جب آپ کا انتقال ہوگیا تو میں نے دیکھا کہ نماز اسلام کا ستون اور دین
کا قوام ہے ہم دنیا کے لئے اس شخص سے راضی ہیں جن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کے لئے
راضی تھے اور ہم نے ابوبکر کی بیعت کر لی (حدیث ۱۵۲ کی شرح بھی دیکھ لیں۔
ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق سے کہا یا خلیفۃ اللہ! تو انھوں نے فرمایا میں
اللہ کا خلیفہ نہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق ہیں۔ عبد خیر نے کہا میں نے حضرت علی
رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم کرے۔ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جس نے قرآن
کو جمع کیا۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کہا ابوبکر صدیق ہمارے والی ہوئے وہ بہترین خلیفہ ہیں۔ ہم پہ
رحیم اور مشفق ہیں۔ مسروق نے کہا حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا اور ان کی فضیلت
کو پہچاننا سنت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نحیف البدن تھے ان کا رنگ سفید تھا۔ رخسارے ہلکے

سُرخی مائل تھے۔ آپ کا ازار آپ کی کمر پر نہیں ٹھہرتا تھا۔ آپ کا چہرہ منور اور آنکھیں گہری تھیں آپ کی پیشانی اُبھری ہُوئی تھی۔ جس روز رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اس روز سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کی بیعت کی گئی۔ جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انصار سے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہُوں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انصار نے کہا جی ہاں! آپ نے یقیناً یہ فرمایا تھا۔ عمر فاروق نے کہا تم میں سے کس کی خواہش ہے کہ وہ ابو بکر کو اس مقام سے ہٹا دے جس پر انہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا تھا۔ انصار نے کہا ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔ پھر سب نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی۔ پھر دُوسرے روز منگل میں عام لوگوں نے آپ کی بیعت کی اور سعد بن عبادہ اور قبیلہ خزرج کے چند لوگوں اور قریش کے ایک گروہ نے بیعت کرنے میں تاخیر کی پھر سعد بن عبادہ کے سوا سب نے بیعت کرلی۔ کہا گیا ہے کہ اس روز آپ کی بیعت سے کسی قریشی نے انکار نہیں کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قریش میں سے حضرت علی، زبیر، طلحہ اور خالد بن سعید بن عاص نے ابتداء میں بیعت نہ کی پھر سب نے بیعت کرلی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ کی بیعت کی پھر ہمیشہ آپ کی پیروی کرتے رہے اور آپ کے ثنا خواں رہے اور فضائل بیان کرتے رہے۔ ابو عبیدہ بن حکم بن حجل نے کہا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کوئی شخص مجھے ابو بکر اور عمر سے افضل نہ کہے ورنہ میں اسے کوڑے ماروں گا جیسے مفتری کذاب کو حد لگائی جاتی ہے۔ محمد بن سیرین نے کہا جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے میں کچھ تاخیر کی اور گھر میں بیٹھے رہے۔ تو ابو بکر صدیق نے انہیں پیغام بھیجا کیا آپ میری امارت کو اچھا خیال نہیں کرتے ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ایسا ہرگز نہیں میں آپ کی امارت سے ناراض نہیں ہوں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن کو اچھی طرح محفوظ نہیں کرلوں گا! فرض نماز کے سوا چادر نہیں اوڑھوں گا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ قرآن بھُول نہ جائے۔ ابن مبارک نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو ابوسفیان بن حرب حضرت علی کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ قریش میں رذیل خاندان والے امارت میں تم پر غلبہ کر گئے۔ بخدا! میں گھوڑے اور لوگ جمع کرتا ہوں اور اس امر میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تم ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہو اس سے اسلام کا کیا نقصان ہُوا ہے ہم نے ابو بکر صدیق کو خلافت کے لائق پایا ہے۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو مکہ مکرمہ میں کہرام مچ گیا جب ابو قحافہ نے یہ سُنا تو کہا یہ آوازیں کیسی ہیں۔ لوگوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ ابو قحافہ نے کہا: یہ بہت بڑا حادثہ ہے۔ پھر کہا آپ کے بعد کون ولی بنا ہے؟

لوگوں نے کہا: آپ کا بیٹا!

ابو قحافہ نے کہا : کیا عبد مناف اور مغیرہ کی اولاد اس سے راضی ہو گئے ہیں ؟
لوگوں نے کہا : جی ہاں !
ابو قحافہ نے کہا : جسے اللہ تعالیٰ عنایت کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ منع کر دے اسے کوئی عطاء نہیں کر سکتا ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال تین ماہ سات روز خلافت کرنے کے بعد انتقال فرما گئے ۔

اُن کی وفات کا سبب یہ تھا کہ آپ نے سردی کے روز غسل کیا تو آپ کو بخار آگیا اور پندرہ روز بیمار رہے اور تیرہ ۱۳ ہجری میں ۲۲۔ جمادی الاخریٰ کے پیر کی شام کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس انہیں غسل دے چنانچہ اُنھوں نے ہی آپ کو غسل دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر میں عمر فاروق ، عثمان ، طلحہ اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اُترے اور رات کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں انہیں دفن کیا گیا جبکہ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی یہی صحیح ہے ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بھی اتنی ہی تھی ان کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا ، نِعْمَ الْقَادِرُ اللہُ ،، (اللہ بہت اچھا قادر ہے)

آپ نے جاہلیت کے زمانہ میں کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی کسی بُت کو سجدہ کیا ۔

(ماخوذ از استیعاب باختصار)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں ذکر کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے ۔ اور آپ سے دو سال چھ ماہ بعد پیدا ہوئے تھے ۔ وہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور بعثت سے پہلے مکہ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے ۔ ہجرت اور غار میں آپ کی مصاحبت کی ۔ اور تمام غزوات میں آپ کے ہمراہ رہے ۔ جنگ تبوک میں جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں نو ہجری میں حج کیا ۔

وَاللہُ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہُ الْاَعْلٰی اَعْلَمُ

۳۴۱۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ ثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اشْتَرٰی اَبُوْبَکْرٍ مِّنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلٰثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ لِعَازِبٍ مُرِ الْبَرَآءَ فَلْيَحْمِلْ اِلَیَّ رَحْلِیْ فَقَالَ عَازِبٌ لَا حَتّٰی تُحَدِّثَنَا کَيْفَ صَنَعْتَ اَنْتَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَّکَّةَ وَالْمُشْرِکُوْنَ يَطْلُبُوْنَکُمْ قَالَ ارْتَحَلْنَا مِنْ مَّکَّةَ فَاَحْيَيْنَا اَوْ سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰی اَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِیْ هَلْ اَرٰی مِنْ ظِلٍّ فَاٰوِیَ اِلَيْهِ فَاِذَا صَخْرَةٌ اَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَّهَا فَسَوَّيْتُهٗ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهٗ اضْطَجِعْ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ اَنْظُرُ مَا حَوْلِیْ هَلْ اَرٰی مِنَ الطَّلَبِ اَحَدًا فَاِذَا اَنَا بِرَاعِیْ غَنَمٍ يَّسُوْقُ غَنَمَهٗ اِلَی الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا

۳۴۱۷ — ترجمہ: ابواسحاق نے براء بن عازب سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے کجاوہ تیرہ درہم سے خریدا تو ابوبکر نے عازب سے کہا اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ اسے میرے ہاں اُٹھالے جائے۔ عازب نے کہا میں اسے حکم نہیں دوں گا حتی کہ ہم سے بیان کریں کہ آپ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت کی تھی تو آپ سے کیا واقعات پیش آئے جبکہ مشرک آپ حضرات کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے مکہ سے کوچ کیا اور ساری رات اور سارا دن چلتے رہے حتی کہ دوپہر ہوگئی اور سورج سر پہ آگیا تو میں نے اِدھر اُدھر نگاہ کی کہ کوئی سایہ نظر آئے تو وہاں آرام کریں ہم ایک پتھر کے پاس آئے تو اس کا کچھ سایہ دیکھا میں نے اسے صاف کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرش بچھا کر عرض کی یا نبی اللہ آپ یہاں آرام فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے تو میں اِدھر اُدھر چل کر دیکھنے لگا کہ کوئی شخص مجھے

الَّذِیْ اَرَدْنَا فَسَأَلْتُہٗ فَقُلْتُ لِمَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَیْشٍ سَمَّاہُ فَعَرَفْتُہٗ فَقُلْتُ فَھَلْ فِیْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَنْتَ حَالِبٌ لَنَا قَالَ نَعَمْ فَاَمَرْتُہٗ فَاعْتَقَلَ شَاۃً مِنْ غَنَمِہٖ ثُمَّ اَمَرْتُہٗ اَنْ یَنْفُضَ ضَرْعَھَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ اَمَرْتُہٗ اَنْ یَنْفُضَ کَفَّیْہِ فَقَالَ ھٰکَذَا ضَرَبَ اِحْدٰی کَفَّیْہِ بِالْاُخْرٰی فَحَلَبَ لِیْ کُثْبَۃً مِنْ لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِدَاوَۃً عَلٰی فَمِھَا خِرْقَۃٌ فَصَبَبْتُ عَلَی اللَّبَنِ حَتّٰی بَرَدَ اَسْفَلُہٗ فَانْطَلَقْتُ بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُہٗ قَدِ اسْتَیْقَظَ فَقُلْتُ اشْرَبْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ ثُمَّ قُلْتُ قَدْ اٰنَ الرَّحِیْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بَلٰی فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ یَطْلُبُوْنَنَا فَلَمْ یُدْرِکْنَا اَحَدٌ مِّنْھُمْ غَیْرُ سُرَاقَۃَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰی

نظر آئے تو ایک چرواہا نظر آیا جو اس پتھر کی طرف بکریاں ہانک کر لا رہا تھا۔ وہ بھی اس پتھر سے وہی ارادہ رکھتا تھا جو ہم رکھتے تھے۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس شخص کا غلام ہے۔ اُس نے کہا قریش کے ایک آدمی کا۔ اس کا نام بھی اُس نے ذکر کیا جسے میں پہچانتا تھا۔ میں نے کہا تیری بکریوں میں دودھ ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں! میں نے کہا کیا تو دودھ دوہے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں! میں نے اسے دودھ دھونے کو کہا تو اُس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کو روکا۔ پھر میں نے اسے کہا کہ غبار وغیرہ سے اس کے تھن صاف کر لے۔ پھر میں نے اسے کہا کہ اپنے دونوں ہاتھ صاف کر لے۔ براء نے کہا اس طرح اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا۔ چنانچہ اُس نے میرے لئے ایک برتن دودھ دھوہا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چھاگل اپنے ساتھ لے رکھی تھی اس کے منہ پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ میں نے پانی دودھ میں ڈالا حتیٰ کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر میں وہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے آپ کو بیدار پایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب کوچ کا وقت قریب آگیا ہے فرمایا کیوں نہیں (چلتے ہیں)، ہم نے وہاں سے کوچ کیا۔ جبکہ

فرسٍ لہٗ فقلتُ ھٰذا الطَّلَبُ قد لحقنا یا رسول اللہِ فقال لا تحزن اِنَّ اللہ معنا

۳۴۱۸ــــ حدّثنا محمدُ بنُ سنانٍ حدّثنا ھمّامٌ عن ثابتٍ عن انسٍ عن ابی بکرٍ قال قلتُ للنّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم وانا فی الغارِ لو انّ احدھم نظر تحت قدمیہ لابصرنا فقال ماظنُّک یا ابابکرٍ باثنین اللہُ ثالثُھما

لوگ ہمیں تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا کسی نے ہمیں نہ پایا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تلاش کرنے والوں نے ہمیں پا لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فکر مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے (حدیث ۳۳۸۴ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۸ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ میں غارِ ثور میں تھا اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا اے ابابکر ان دو کے متعلق تیرا کیا گمان ہے جن میں تیسرا اللہ ہے!

۳۴۱۸ــــ شرح : یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے غار میں عرض کیا جبکہ انہوں نے مشرکوں کے آثار واقدام دیکھے کہ ان کا ہمیں دیکھ لینا بہت آسان ہے۔ اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نظر کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور ہمارا معین وناصر ہے ہم دو ہیں ہمارا معین وناصر تیسرا ہے۔

واقدی نے ذکر کیا کہ مشرکوں میں سے ایک شخص ننگا ہو کر غار کے دروازہ پر پیشاب کرنے لگا، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : یا رسول اللہ! اُس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اُس نے ہمیں دیکھا ہوتا تو وہ شرمگاہ ننگی نہ کرتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب قول النبي صلى الله عليه وسلم سدوا الأبواب

إلا باب أبي بكر قاله ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم

[illegible] — حدثنا عبد الله بن محمد حدثنا أبو عامر حدثنا فليح

قال حدثني سالم أبو النضر عن بسر بن سعيد عن أبي سعيد الخدري قال خطب

رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس وقال إن الله خير عبدا

بين الدنيا وبين ما عنده فاختار ذلك العبد ما عند الله

قال فبكى أبو بكر فعجبنا لبكائه أن يخبر رسول الله صلى الله

عليه وسلم عن عبد خير فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم

هو المخير وكان أبو بكر هو أعلمنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: ابوبکر کے

دروازے کے بغیر سب دروازے بند کر دو!

یہ ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

[illegible]

إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صحبت اور اپنے مال میں مجھ پر سب لوگوں سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے اسلامی اخوت اور مودت ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر اسے بند کر دیا جائے ابوبکر کا دروازہ بند نہ کیا جائے۔

۳۴۱۹ — **شرح**: طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے زیادہ مجھ پر کسی نے احسان نہیں کیا اُنھوں نے اپنی جان اور مال کو مجھ پر قربان کیا اور اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور حضرت انس سے مرفوع روایت ہے کہ ابوبکر کا مجھ پر عظیم احسان ہے اُنھوں نے اپنی بیٹی سے میرا نکاح کیا اور اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میری موافقت کی تمام لوگوں میں سے ابوبکر کا مال بہتر ہے اُنھوں نے بلال کو آزاد کیا اور مجھے مقامِ ہجرت میں لے گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر نے چالیس ہزار درہم آپ پر خرچ کیا اور جب ابوبکر کا انتقال ہوا تو اُنھوں نے ایک درہم بھی ترکہ نہ چھوڑا۔ اس حدیث میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خلیل صرف میرا رب ہے اور اللہ کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا جاتا حالانکہ ابوہریرہ اور ابوذر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے خلیل نے مجھے خبر دی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُن کے لئے جائز تھا اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ اسی لئے ابراہیم خلیل کہا جاتا ہے اور خلیلُ ابراہیم نہیں کہا جاتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا خُلّت کے معنی اور اشتقاق میں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا خلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہو اور اسی سے خلوصِ محبت رکھے اس انقطاع اور محبت میں ذرہ بھر خلل نہ ہو۔ اکثر علماء نے کہا کہ خلیل وہ ہے جو کسی سے مختص ہو جائے۔ کہا گیا ہے کہ خلّت کا اصل محض خلوص ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے خلیل کہا گیا ہے کہ وہ کسی سے محبت اور دشمنی صرف اللہ کے لئے کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اُن سے خلت یہ تھی کہ وہ اُن کا ناصر و مددگار تھا اور ان کو بعد میں آنے والوں کا امام بنایا۔ کہا گیا ہے کہ خلیل کا اصل فقیر و محتاج اور منقطع ہے اور یہ خُلّت سے مشتق ہے اور خلت کا معنی حاجت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے خلیل کہا جاتا ہے کہ اُنھوں نے اپنی حاجت صرف اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی اور کلیتہً اسی کی طرف منقطع ہوئے اور کسی کی طرف التفات نہ کی ابوبکر بن فورک نے کہا

خُلّت خالص مُحبّت ہے کہا گیا ہے کہ خُلّت، اسعاف و الطاف ہے۔ بعض نے کہا خلیل وہ ہے جس کے دل میں اللہ کے سوا اور کسی کی گنجائش نہ ہو۔ نیز علماء نے خُلّت اور محبّت کے درجہ میں فرق بیان کیا ہے۔ بعض نے ان کو ایک ہی شئ کہا ہے ان کا کہنا ہے خلیل حبیب اور حبیب خلیل ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام خلت کے ساتھ اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم محبّت کے ساتھ مختص ہیں بعض نے کہا خلّت کا درجہ بلند ہے۔ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے استدلال کیا کہ آپ نے فرمایا اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا۔ آپ نے اللہ کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ، امامان حسن وحسین اور اسامہ کے لئے محبّت کی۔ بعض نے محبّت کے درجہ کو خلت کے درجہ سے اعلیٰ کہا ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حبیب ہیں اور حبیب کا درجہ خلیل کے درجہ سے بلند و بالا ہے۔

اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ محبّت کا اصل اس شئ کی طرف میلان ہے جو مُحِب کے موافق ہو لیکن یہ ان میں متصوّر ہے جس میں میلان و انتفاع متصور ہو سکے یہ مخلوق کا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے منزّہ اور پاک و صاف ہے۔ لہٰذا اللہ کی محبّت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کو سعادت، عصمت اور توفیق پر قادر کر دیتا ہے اور اس کے لئے قرب کے اسباب مہیا کرتا ہے اور اس پر اپنی رحمت کا فیضان کرتا ہے جس کی انتہا یہ ہے کہ بندے کے دل سے حجاب اُٹھا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کو دل اور بصیرت سے دیکھتا ہے اور اس کا مرتبہ یہ ہے جو اس حدیث میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے جب میں اپنے بندے سے محبّت کرنے لگوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں وہ اس سے سُنتا ہوں اور بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھنے لگتا ہے اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولنے لگتا ہے۔ لیکن یہ مقام انسان کو جب ہی میسّر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں صرف اللہ ہی کا ذکر ہو اور اسی کی طرف کلی انقطاع اور التفات ہو اور غیر کا وہم تک قلب میں نہ پایا جائے۔ بعض علماء نے جبیب اور خلیل کے درمیان فرق کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا خلیل، اللہ کو بالواسطہ ملتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ " اور حبیب بلاواسطہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى "، خلیل وہ ہے جو مغفرت کا طمع کرے اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کے کلام کی حکایت کرتا ہے۔ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ اور حبیب وہ ہے جس کی مغفرت یقینی ہو اللہ تعالیٰ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ "

خلیل نے کہا: لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ اور حبیب سے فرمایا: لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ "

خلیل نے کہا: حَسْبِيَ اللّٰهُ " اور حبیب سے فرمایا: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ "

خلیل نے کہا: وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ اور حبیب سے فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

خلیل نے کہا: وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ " اور حبیب سے فرمایا: اِنَّمَا يُرِيْدُ

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ ، صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نسائی میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی طرف کھلے ہوئے تمام دروازے بند کرنے کا حکم فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ اپنے حال پر رہنے دیا ، اس حدیث کا اسناد قوی ہے اور طبرانی میں کچھ اضافہ ہے وہ یہ کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہمارے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں ۔ آپ نے فرمایا میں نے بند نہیں کئے اللہ نے بند کئے ہیں ۔ یہ حدیث بخاری کے باب میں مذکور حدیث کے منافی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی کی حدیث میں باب سے حقیقی باب مراد ہے ۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں باب سے مراد خوخہ ہے چنانچہ بعض احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے ۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مشکل الآثار" میں ذکر کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد کی طرف نہیں تھا بلکہ مسجد سے باہر تھا اور خوخہ مسجد کی طرف تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد کی طرف تھا ۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مسجد سے گزرنے کی اجازت نہیں دی جبکہ وہ حالتِ جنابت میں ہو ۔ البتہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اجازت تھی کیونکہ ان کا گھر مسجد میں تھا ۔

علامہ خطابی اور ابن بطال مالکی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی واضح خصوصیت ہے اور ان کے خلافت کے مستحق ہونے کی قوی دلیل ہے ۔ خصوصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری دنوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو نماز پڑھانے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ یہ ان کی خلافت کی واضح دلیل ہے ۔

بعض علماء نے کہا حدیث میں باب سے خلافت کی طرف اشارہ ہے اور "سد" سے اس کی طلب کی طرف اشارہ ہے گویا کہ حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی خلافت کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ ان کے طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک باغ میں داخل ہوئے تو کوئی شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے انس ! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دینے کے بعد اسے میرے بعد خلافت کی خوشخبری دو ! میں نے عرض کیا میں اسے بتا دوں ! آپ نے فرمایا ہاں بتا دو ! میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابو بکر صدیق تھے میں نے انہیں کہا آپ کو جنت کی خوشخبری ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کی بھی خوشخبری ہو انس نے کہا پھر کوئی شخص آیا تو آپ نے فرمایا اے انس دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور اسے ابو بکر صدیق کے بعد خلافت کی خوشخبری دو ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اسے بتا دوں ، فرمایا ہاں بتا دو ! انس نے کہا میں باہر گیا تو وہ حضرت عمر فاروق تھے میں نے انہیں خوشخبری دی پھر کوئی اور آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے انس دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور عمر فاروق کے بعد خلافت کی بھی خوشخبری دو اور انہیں یہ بھی بتا دو کہ

بَابٌ

فَضْلُ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۳۴۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُلَیْمٰنُ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نُخَیِّرُ بَیْنَ النَّاسِ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَیِّرُ اَبَا بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

باب

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت "

۳۴۲۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں ہم صحابہ کرام کے درمیان ترجیح دیا کرتے تو ہم ابوبکر صدیق کو ترجیح دیتے پھر عمر فاروق کو پھر عثمان بن عفّان کو رضی اللہ عنہم

۳۴۲۰ — شرح : یعنی ہم جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں کہا کرتے تھے۔ فلاں صحابی فلاں سے بہتر ہے اور فلاں صحابی فلاں سے بہتر ہے اور آپ کے بعد کہتے تھے کہ ابوبکر سب لوگوں سے افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم۔ طبرانی نے روایت کی کہ ہم کہا کرتے تھے حالانکہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حیات تھے کہ اس اُمت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہم یہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا گیا ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اہل سنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے (عینی)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا قَالَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ

۳۴۲۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أَخِيْ وَصَاحِبِيْ

باب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میں کسی کو خلیل بناتا اس کو ابوسعید نے ذکر کیا ہے!

۳۴۲۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں۔

۳۴۲۱ — شرح : یعنی اگر میں تمام حاجات میں کسی کو اپنا مرجع وماویٰ بناتا اور جملہ مہماتِ امور میں اس پر اعتماد کرتا تو ابوبکر کو یہ استحقاق دیتا لیکن تمام امور میں میرا ملجاء وماویٰ اور جس پر میرا مکمل اعتماد ہے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ البتہ ابوبکر صدیق میرا اسلامی بھائی اور غار کا ساتھی ہے۔ میرے اور ابوبکر کے درمیان خُلت نہیں لیکن اخوتِ اسلام ہے۔ آپ نے خلت کی نفی کی جس میں حاجت کا معنیٰ ہے اور اخوت کو ثابت کیا جس کا مقتضیٰ مساوات ہے۔ علامہ عینی نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ حضرت اُبَی بن کعب نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ہر نبی کا کوئی نہ کوئی خلیل تھا۔ میرا خلیل ابوبکر ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے میرا خلیل بنایا جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابوالحسن حربی نے فوائد میں ذکر کی ہے۔ یہ صحیح میں مذکور حدیث کا معارضہ نہیں کر سکتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۲۲ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى ابْنُ اَسَدٍ وَمُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوبَ وَقَالَ لَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهٗ خَلِيلًا وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ

۳۴۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوبَ مِثْلَهٗ

۳۴۲۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ اَهْلُ الْكُوفَةِ اِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِی الْجَدِّ فَقَالَ اَمَّا الَّذِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهٗ اَنْزَلَهٗ اَبًا يَعْنِیْ اَبَابَكْرٍ

۳۴۲۲ — ترجمہ : ایوب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اخوتِ اسلام افضل ہے۔

۳۴۲۳ — ترجمہ : عبدالوہاب نے ایوب سے اسی طرح بیان کیا ہے!

۳۴۲۴ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ کوفہ نے ابن زبیر کو دادا کے بارے میں خط لکھا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ اُنھوں نے ابوبکر کو باپ کی جگہ بیان کیا۔

۳۴۲۴ — شرح : اہلِ کوفہ نے ابن زبیر کو دادے کی وراثت کے متعلق لکھا تو اُنھوں نے حدیث میں مذکور جواب دیا۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ابوبکر کے متعلق فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر میں خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ ابوبکر نے دادے کو استحقاقِ وراثت میں باپ کے قائم مقام کیا کہ اگر کوئی شخص فوت ہوجائے اور باپ اور بھائی چھوڑ جائے تو صرف باپ وارث ہوگا بھائی وارث نہیں ہوں گے۔ یہی حال دادے کا ہے کہ باپ کی عدم موجودگی

بَابٌ

۳۴۲۵ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَتِ امْرَأَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ قَالَ اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ اَبَا بَكْرٍ

میں صرف دادا ہی میت کا وارث ہوگا ۔ میت کے بھائی وارث نہ ہوں گے ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے ۔ کیونکہ باپ کی طرح دادا عصبہ قریب ہے ۔

باب

۳۴۲۵ ــــ ترجمہ : محمد جبیر بن مطعم نے اپنے والد جُبیر بن مُطعم سے روایت کی کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ پھر آئے اُس نے کہا آپ مجھے فرمائیں کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں گویا اس کی مراد آپ کا وصال تھا ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا ۔

۳۴۲۵ ــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ظاہری کلام کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں ،، سے استدلال کیا کہ عورت نے آپ کی وفات کا ارادہ کیا ہے ۔ اس لئے آپ نے اسے فرمایا کہ اگر مجھے نہ پائے اور میری وفات واقع ہوگئی ہو تو ابوبکر کے پاس چلی جانا ۔ گویا کہ اس کے سوال سے یہی مفہوم واضح ہوتا تھا اگرچہ اس نے تصریح نہیں کی تھی ۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق خلیفہ ہوں گے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یقین کرتے ہوئے فرمایا تھا جبکہ آپ سے کہا گیا تھا کہ آپ خلیفہ کا ابھی انتخاب کر دیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں بنایا ۔ اس کا جواب یہ

۳۶۲۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِی الطَّیِّبِ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ مُجَالِدٍ ثَنَا بَیَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ وَبْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا یَقُوْلُ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا خَمْسَةُ اَعْبُدٍ وَّامْرَأَتَانِ وَاَبُوْبَکْرٍ

ہے کہ مقصد یہ ہے کہ خلافت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً نہیں فرمایا اور یہ اشارہ کے منافی نہیں۔ طبرانی میں حدیث ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد ہم اپنے اموال کے صدقات کس کے حوالہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ابوبکر کو صدقات ادا کرو لیکن اس کا اسناد ضعیف ہے (قسطلانی)

اسماعیلی نے معجم میں سہل بن ابی حثمہ کی حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے کچھ خریدا تو اس نے سوال عرض کیا کہ اگر آپ وفات فرما جائیں تو پیسے کون ادا کرے گا فرمایا ابوبکر ادا کریں گے فرمایا: عمر فاروق! اس حدیث کو طبرانی نے بھی اوسط میں باختصار ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئے ہوئے وعدے وہ ادا کرے گا جو آپ کے بعد خلیفہ ہوگا! چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو اعلان کیا کہ جس سے حضور نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ مجھ سے پورا کرلے اس حدیث میں ابوبکر صدیق کے بعد عمر فاروق کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اسی لئے ابوبکر صدیق نے اپنی موجودگی میں عمر فاروق کو خلیفہ نامزد کر دیا تھا۔ اثنا عشریہ (شیعہ) کہتے ہیں کہ حضرت علی اور عباس کو حضور نے خلافت کی وصیت کی تھی۔ اس حدیث میں ان کا واضح رد ہے۔

باب الاستخلاف میں اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز

۳۶۲۶ ترجمہ: ہمام بن حارث کوفی نے کہا میں نے عمار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ پانچ غلاموں، دو عورتوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے سوا کوئی نہ تھا۔

۳۶۲۶ شرح: پانچ غلام بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فہیرہ وہ ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں ابوبکر صدیق کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے تھے ان کو مسلمان ہونے کی وجہ سے سخت عذاب دیا جاتا تھا تو ابوبکر صدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ابوفکیہہ یہ صفوان بن امیہ بن خلف کا غلام تھا۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ جب حضرت بلال مسلمان ہوئے تو وہ بھی

۳۶۲۷ — حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِذِ اللّٰهِ اَبِیْ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ اٰخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ حَتّٰى اَبْدٰى عَنْ

مسلمان ہوگئے۔ اُمَیّہ نے ان کو بھی سخت عذاب دینا شروع کر دیا تو حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ پانچواں غلام عُبید بن زید حبشی ہے۔ تلویح میں عمار بن یاسر، زید بن حارثہ، بلال، عامر بن فُہَیرہ اور شقران کو ذکر کیا ہے۔ عمار بن یاسر بنو مخزوم کے غلام تھے ان کی والدہ سُمَیّہ بنت خیاط ہے۔ انھیں سخت عذاب دیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے جبکہ انھیں سخت عذاب دیا جاتا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اے یاسر کی اولاد صبر کرو تمہارے لئے جنّت ہے۔ شقران کا نام صالح بن عدی حبشی ہے۔ یہ آپ کو وراثت میں ملا تھا۔ کہا گیا ہے کہ یہ عبد الرحمٰن بن عوف کا غلام تھا۔ اُنھوں نے اس کو ہبہ کر دیا تھا۔ دو عورتیں خدیجہ اور اُمِّ اَیمَنؓ ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آزاد لوگوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت اور لوگ بھی مسلمان تھے لیکن اُنھوں نے اپنے اقارب کے خوف سے ایمان چُھپا رکھا تھا۔ بعض علماء نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ام فضل کو بھی ذکر کیا ہے کیونکہ وہ بھی قدیم الاسلام ہیں اگرچہ انہیں سابقین میں ذکر نہیں کیا جاتا ایسے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا غلام ابو رافع بھی قدیم الاسلام ہے کیونکہ وہ بھی ام فضل کے ساتھ مسلمان ہُوا تھا۔ ابن حجر نے کہا ہمارے بعض شیوخ نے دمیاطی کی پیروی کرتے ہُوئے ام فضل کو بھی ذکر کیا ہے لیکن یہ واضح نہیں کیونکہ وہ اگرچہ پہلے کے مسلمان ہیں مگر سابقین میں ان کا شمار نہیں ورنہ حضرت عباس کے غلام ابو رافع کو بھی ان میں شمار کرنا ہوگا کیونکہ اُس نے بھی ام فضل کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔

۳۶۲۷ — ترجمہ: ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ پکڑے ہُوئے آئے اور گھٹنے کو ننگا کئے ہُوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا صاحب کسی سے لڑکر آیا ہے۔ اُنھوں نے آتے ہی سلام کیا اور کہا میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا میں نے جلدی سے انھیں کچھ کہہ دیا پھر میں نادم ہُوا اور اُن سے کہا مجھے معاف کر دیں لیکن اُنھوں نے انکار کر دیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا اے ابو بکر اللہ تجھے معاف کرے پھر عمر فاروق نادم ہُوئے اور

رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ فَاَسْرَعْتُ اِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُهُ اَنْ يَغْفِرَ لِيْ فَاَبٰى عَلَيَّ ذٰلِكَ فَاَقْبَلْتُ اِلَيْكَ فَقَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ ثَلٰثًا ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَاَتٰى مَنْزِلَ اَبِيْ بَكْرٍ فَسَأَلَ اَثَمَّ اَبُوْ بَكْرٍ قَالُوْا لَا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ حَتّٰى اَشْفَقَ اَبُوْ بَكْرٍ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اَنَا كُنْتُ اَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ مَرَّتَيْنِ فَمَا اُوْذِيَ بَعْدَهَا

ابوبکر کے گھر گئے اور پوچھا یہاں ابوبکر ہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور متغیر ہونے لگا حتی کہ ابوبکر ڈرے اور گھٹنوں کے بل ہوکر دو بار عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ہی ظلم کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم نے کہا جھوٹ بولتے ہو اور ابوبکر نے کہا سچ کہتے ہیں اور جان و مال سے میری خدمت کی اور دو بار فرمایا کیا تم...... میرے صاحب کو چھوڑ دو گے؟ اس کے بعد انہیں کبھی اذیت نہ پہنچائی گئی!

۳۴۲۷ —— شرح : اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پر فضیلت ہے اور فاضل کو چاہیئے کہ اپنے سے افضل کو ناراض نہ کرے اور کسی کے سامنے اس کی تعریف جائز ہے بشرطیکہ ممدوح غرور میں نہ آئے اور انسان کو اس کی مرضی کے خلاف فعل پر غصہ آنا طبعی چیز

۳۴۲۸ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ ثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ ثَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قَالَ فَقُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا

ہے۔ لیکن دین میں پختہ شخص جلدی ناراضگی زائل کر دیتا ہے اور غیر نبی معصوم نہیں اگرچہ فضیلت کی انتہاء کو پہنچ جائے اور مظلوم سے معافی مانگنا مستحب ہے اور اگر کسی پر غصہ آئے تو اس کے باپ یا دادے کی طرف اس کی نسبت کرنا صحیح ہے جیسے ابوبکر صدیق نے عمر فاروق کا نام نہیں لیا بلکہ ان کے باپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابن خطاب کہا جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے متعلق فرمایا اگر ابن ابی طالب ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو فاطمہ کو طلاق دیدے آپ نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی سے منگنی کا ارادہ کیا تھا۔ فتح الباری میں طبرانی سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اعراض کرنے کے بعد فرمایا تم سے معافی مانگتا رہا اور تم نے معاف نہ کیا۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جب بھی وہ معافی مانگتا رہا میں اسے معاف کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد کسی کو پیدا نہیں کیا جو مجھے ابوبکر سے زیادہ محبوب ہو۔ قولہ هَلْ تَارِكُوْا لِیْ صَاحِبِیْ ،، میں تَارِكُوْا مضاف اور صَاحِبِیْ مضاف الیہ ہے اور اضافت کی وجہ سے تارکون کا نون حذف کیا گیا ہے اور لِیْ ،، جار مجرور مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فصل ہے۔ یہ ظروف میں جائز ہے۔ جیسے ”سُبْحَانَ مِنْ عَلْقَمَةَ الْفَاخِرِ“ میں سبحان علقمہ کی طرف مضاف ہے۔ اور ”مِنْ“، جار مجرور مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فصل ہے۔“

۳۴۲۸ — ترجمہ: عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات سلاسل کے لشکر کا امیر مقرر کر کے بھیجا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! سب لوگوں میں آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہ! میں نے عرض کیا مردوں میں کون؟ آپ نے فرمایا عائشہ کا والد۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا پھر

٣٤٢٩ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ
عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ
الذِّئْبُ فَقَالَ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي
وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ
فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ
سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُؤْمِنُ بِذٰلِكَ وَ
أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

عمر بن خطاب اس کے بعد اور کئی مرد شمار کئے۔

۳۴۲۸ — شرح : غزوہ ذات سلاسل سات ہجری میں ہُوا۔ ابن سعد نے ذکر کیا کہ جب عمرو بن عاص کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ کے لشکر پر امیر مقرر کیا حالانکہ ان میں ابوبکر و عمر فاروق بھی تھے تو عمرو بن عاص کے دل میں خیال پیدا ہُوا کہ میرا مرتبہ بہت بلند ہے اس لئے آپ سے پوچھا۔ کتاب المغازی میں اس حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کیا وہ یہ کہ اس کے بعد عمرو بن عاص خاموش ہو گئے کہ کہیں مجھے سب سے آخر میں ذکر نہ کریں۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے اور ابوبکر صدیق کی بہت فضیلت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سب لوگوں سے افضل ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ جس لشکر میں افضل لوگ ہوں اُن پر مفضول کو امیر بنانا درست ہے۔

۳۴۲۹ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ ایک دفعہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری

۳۴۳۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا اَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

لے بھاگا چرواہے نے اس سے بکری چھڑالی۔ بھیڑیا چرواہے کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ سبع کے دن ان کا کون محافظ ہوگا جس دن میرے سوا انہیں کوئی نہیں چرائے گا اور ایک دفعہ ایک آدمی بیل کو ہانک رہا تھا کہ اس پر سوار ہوگیا بیل اس کی طرف متوجہ ہُوا اور اس سے کلام کرنے لگا اور کہا میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا لیکن میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے کہا سُبحان اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بن خطاب بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں

۳۴۲۹ ــ شرح : یَوْمُ السَّبُعِ ،، سے مراد یہ ہے کہ جب انہیں بھیڑیا اٹھالے گا تو اس سے چھڑانے کی کسی کو قدرت نہ ہوگی۔ اس وقت میرے سوا انہیں کوئی نہیں چرائے گا تو بھاگ جائے گا اور میں ہی ان کے قریب رہوں گا

امام اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سبع کا معنی مہمل ہے چنانچہ جب بکریوں کو مہمل چھوڑ دیا جائے جو کوئی چاہے اس کو پکڑ لے کہا جاتا ہے اَسْبَعَ الرَّجُلُ اَغْنَامَهٗ ،، یعنی آدمی نے اپنی بکریوں کو آوارہ چھوڑ دیا۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے ترجیح دی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فتنوں کے زمانہ میں لوگ بکریوں کو آوارہ چھوڑ دیں گے کوئی بھی ان کو چرانے والا نہ ہوگا صرف بھیڑیئے ہی ان کے قریب ہوں گے یہی معنی زیادہ واضح اور ظاہر ہے۔ (حدیث ۲۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

۳۴۳۰ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو

۳۴۲۱ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ اَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّآ اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَآءَ قَالَ مُوْسٰى قُلْتُ لِسَالِمٍ اَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ قَالَ لَمْ اَسْمَعْهُ ذَكَرَ اِلَّا ثَوْبَهٗ ـــ

کنوئیں پر دیکھا جس پر ڈول تھا تو میں نے اس سے جس قدر اللہ نے چاہا پانی کے ڈول نکالے پھر اس کو ابن ابی قحافہ نے پکڑ لیا تو اُنھوں نے اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور اُن کے نکالنے میں کچھ ضعف و ناتوانی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ناتوانی کو معاف فرمائے۔ پھر وہ ڈول بڑا ڈول ہو گیا تو اس کو ابن خطاب نے لے لیا۔ میں نے لوگوں میں سے کوئی قوی تر شخص ایسا نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا ہو حتیٰ کہ سب لوگ سیراب ہو گئے"۔

۳۴۲۱ ـــ شرح : غرب بڑا ڈول ہے جو عام ڈولوں سے بڑا ہوتا ہے عبقری ہر وہ شئی ہے جو انتہاء کو پہنچی ہو۔ "عطن" اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ دو ڈول۔ دو سالوں سے کنایہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پانی کے ڈول نکالنے میں ضعف و ناتوانی کا سبب یہ تھا کہ وہ مرتدین سے جنگ میں مشغول رہے تھے اور فتوحات وغیرہ کے لئے فارغ نہ ہوئے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ طویل تھا اس مدت میں کئی ممالک فتح کئے اور مسلمانوں کے حالات مستحسن ہوتے گئے (کرمانی)

(حدیث ۳۳۹۹ کی شرح دیکھیں)

۳۴۲۱ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تکبر سے اپنے کپڑے کھینچ کر چلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو نظرِ کرم سے نہ دیکھے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میرے کپڑے کا

۳۴۳۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ شَیْءٍ مِّنَ الْاَشْیَاءِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دُعِیَ مِنْ اَبْوَابِ یَعْنِی الْجَنَّةَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ

ایک کونہ لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا خیال رکھے رہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے ہو۔ موسیٰ نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ سے کہا کیا عبداللہ بن عمر نے یہ ذکر کیا ہے؟ تہبند لٹکایا اُس نے کہا میں نے اسے صرف کپڑا ذکر کرتے ہوئے سُنا ہے۔

۳۴۳۱ — شرح : یعنی جو لوگ تکبر سے اپنے کپڑے لٹکا کر چلتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن پر رحم نہیں کرے گا۔ اس حدیث میں نظر سے مراد رحمت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ آپ چلتے وقت ایک طرف مائل ہو کر چلتے تھے اس لئے ان کا ازار زمین پر لٹک جاتا تھا۔ البتہ جب سنبھل کر چلتے تو کپڑا زمین پر نہیں لٹکتا تھا۔ گویا کہ آپ فخر سے ایسا نہ کرتے تھے۔ اس لئے آپ سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو فخر سے کپڑا لٹکا کر چلتے ہیں۔ اس حدیث میں ابوبکر صدیق کی فضیلت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے گواہی دی کہ وہ ایسا فعل نہیں کرتے جو شرعاً مکروہ ہو۔

۳۴۳۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے اللہ کی راہ میں کسی شئی کا جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے جو شخص نماز پڑھنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو شخص مجاہدین میں سے ہوگا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ اور جو شخص صدقات کرنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور جو شخص روزہ داروں میں سے ہوگا اسے باب الصیام اور باب الریان سے بلایا جائے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جس شخص کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا اسے کوئی ضرر نہ

أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ
دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ
بَابِ الصِّيَامِ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا عَلَى هٰذَا الَّذِي يُدْعَى
مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ وَقَالَ هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا
أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ

۳۴۳۳ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ سُلَيْمٰنُ
بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ إِسْمٰعِيلُ يَعْنِيْ

ہو گی پھر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص سب دروازوں سے پکارا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! میں اُمید رکھتا ہوں کہ اے ابا ابوبکر تم ان میں سے ہو"

۳۴۳۲ — شرح : باب الصیام کے بعد باب الریان کا ذکر ماقبل سے بدل یا عطف بیان یعنی باب الصیام باب الریان ہے۔ اس حدیث میں جنت کے چار ابواب (دروازے) ذکر کئے ہیں اور کتاب الجہاد میں جنت کے آٹھ دروازے ذکر کئے ہیں⁎ بابُ الکاظمِینَ الغَیظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ہے یعنی جو لوگ غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ امام احمد نے حسن بصری سے ترسیل روایت کی کہ جنت میں ایک دروازہ ہے اس میں سے جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ دوسرا دروازہ بابُ الأیمَن ہے۔ متوکل لوگوں کا دروازہ ہے جو اس دروازہ سے حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے تیسرا دروازہ باب الذکر ہے۔ ترمذی میں اس طرف اشارہ کیا ہے ہو سکتا ہے تیسرا دروازہ باب العلم ہو (حدیث ۱۷۷۸ کی شرح دیکھیں)

۳۴۳۳ — ترجمہ : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات

⁂ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے حج ہے۔ ایک دروازہ تو حج کا ہوگا اور دوسرے تین دروازوں میں سے ⁎

بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ
وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ
فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ بِأَبِي
أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُذِيقُكَ
اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ أَيُّهَا الْحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ
فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللّٰهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ
أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ
وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَقَالَ إِنَّكَ مَيِّتٌ
وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ وَقَالَ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ
يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِينَ

پائی جبکہ ابوبکر صدیق مقام سُنح میں تھے۔ اسماعیل نے کہا یعنی عالیہ میں تھے (عوالی مدینہ منورہ) تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی ام المؤمنین نے کہا عمر فاروق نے کہا بخدا! میرے دل میں یہی چیز واقع ہوئی (کہ آپ نے وفات نہیں پائی) اور اللہ تعالیٰ آپ کو اُٹھائے گا آپ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹیں گے۔ اتنے میں ابوبکر صدیق آگئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا اور آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پہ قربان ہوں۔ آپ حیات و ممات میں پاکیزہ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں کبھی نہیں چکھائے گا۔ پھر آپ باہر چلے گئے اور فرمایا اے قسم کھانے والے جلدی نہ کرو! جب ابوبکر صدیق نے کلام شروع کیا تو عمر فاروق بیٹھ گئے۔ ابوبکر نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا۔ بے شک

قَالَ فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُوْنَ قَالَ وَاجْتَمَعَتِ الْاَنْصَارُ اِلٰى
سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِىْ سَقِيْفَةِ بَنِىْ سَاعِدَةَ فَقَالُوْا مِنَّا اَمِيْرٌ وَّ
مِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَذَهَبَ اِلَيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ
ابْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَاَسْكَتَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ
وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا اَنِّىْ قَدْ هَيَّاْتُ كَلَامًا قَدْ اَعْجَبَنِىْ
خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَبْلُغَهٗ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَتَكَلَّمَ اَبْلَغَ النَّاسِ
فَقَالَ فِىْ كَلَامِهٖ نَحْنُ الْاُمَرَآءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَآءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ
الْمُنْذِرِ لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ
لَا وَلٰكِنَّا الْاُمَرَآءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَآءُ هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَّ
اَعْرَبُهُمْ اَحْسَابًا فَبَايِعُوْا عُمَرَ اَوْ اَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ
عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ
النَّاسُ فَقَالَ قَائِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ قَتَلَهُ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ زندہ ہے مرنے والا نہیں اور فرمایا : آپ وفات پانے والے ہیں اور لوگ بھی مرنے والے ہیں اور فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، صرف اللہ کے رسول ہیں آپ سے پہلے کئی رسول ہو چکے ہیں کیا اگر آپ وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے ؟ جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا (مرتد ہو جائے گا) وہ اللہ کو کچھ ضرر نہیں دے سکے گا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والے کو اچھی جزاء دے گا یہ سن کر لوگ بے اختیار رونے لگے۔ راوی نے کہا انصار سعد بن عبادہ کے پاس سَقِیْفَۂ بَنِیْ سَاعِدَہ میں جمع ہو گئے اور کہنے لگے۔ ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح اُن کے

وقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ اَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى ثَلٰثًا وَقَصَّ الْحَدِيْثَ قَالَتْ فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ اِلَّا نَفَعَ اللّٰهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَاِنَّ فِيْهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ لَقَدْ بَصَّرَ اَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدٰى وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوْا بِهٖ يَتْلُوْنَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اِلَى الشَّاكِرِيْنَ

پاس گئے عمر فاروق نے کلام کرنا چاہا تو ابوبکر نے انہیں خاموش کر دیا۔ عمر فاروق کہتے تھے بخدا! میں نے اس سے کوئی ارادہ نہیں کیا تھا سوا اس کے کہ میں نے ایسی بات سوچی تھی جو مجھے بہت پسند تھی۔ مجھے ڈر تھا کہ اس بات تک ابوبکر نہ پہنچ سکیں گے۔ پھر ابوبکر صدیق نے کلام شروع کیا تو انھوں نے سب لوگوں سے بلیغ تر کلام کیا انھوں نے اپنے کلام میں کہا ہم اُمراء اور تم وزراء ہو۔ حباب بن مُنذِر نے کہا۔ بخدا! ہم ایسا نہیں کریں گے ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہوگا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نہیں ہوگا لیکن ہم اُمراء ہوں گے اور تم وزراء ہوگے۔ کیونکہ مکان کے اعتبار سے قریش تمام عربوں سے بہتر اور فضائل کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں۔ تم عمر یا ابوعبیدہ کی بیعت کر لو۔ عمر فاروق نے کہا بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں آپ ہمارے سیّد اور ہم سے افضل ہیں اور ہم تمام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں۔ پھر عمر فاروق نے ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑ کر ان کی بیعت کر لی اور سب لوگوں نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ کسی کہنے والے نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو ہلاک کر دیا ہے۔ عمر فاروق نے کہا اسے اللہ نے ہلاک کیا ہے۔ عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے روایت کی کہ عبدالرحمن بن قاسم نے کہا مجھ سے۔ قاسم نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں اوپر اٹھائیں پھر تین بار فرمایا: فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى "یعنی مجھے ملاءِ اعلیٰ میں داخل کر دیں" اور حدیث بیان کی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دونوں حضرات کے خطاب سے بہت فائدہ پہنچایا۔ عمر فاروق نے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے خوف دلایا جبکہ ان میں جو نفاق پایا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے

عمر فاروق کی وجہ سے دُور کر دیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی راہنمائی کی اور ان پر جو حق تھا وہ انھیں بتایا پھر لوگ اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے ہوئے باہر نکلے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ، شَاكِرِيْنَ تک۔

۳۴۳۳ — شرح : سنح عوالی مدینہ میں موضع ہے۔ ابوعُبید بکری نے کہا عوالی میں بنو حارث بن خزرج کے مکانات ہیں۔ اس کے اور مسجد نبوی کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے۔ وہاں حضرت عبداللہ بن زُبیر کا تولّد ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی اسماء سمیت وہاں ٹھہرے تھے اور جب خارجہ انصاریہ کی بیٹی سے نکاح کیا تو وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ حدیث میں عالیہ سُنح کی تفسیر ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھائی تھی کہ حضور کا انتقال نہیں ہوا اور جو لوگ حضور کی موت کے قائل ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا اور آپ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سُنح مقام سے آئے اور سیدھے ام المؤمنین کے حجرہ میں تشریف لے گئے جہاں جناب رسالت مآب تشریف فرما تھے اور آپ کو کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا اُنھوں نے چہرۂ جہاں آرا سے کپڑا اُٹھا کر پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتوں کا مزہ نہ چکھائے گا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ دو موتوں سے مراد ایک دُنیا میں موت اور دوسری قبر میں موت ہے۔ مشہور یہی دو موتیں ہیں اسی لئے ان کو معرّف باللام ذکر کیا اور وہ دو موتیں ہیں جو نبیوں کے علاوہ ہر ایک پر وارد ہوتی ہیں۔ البتہ انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔

(سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ) ان کے علاوہ عام لوگ قبروں میں مریں گے پھر قیامت میں زندہ ہوں گے۔ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر میں موت وحیات دونوں ہیں اس لئے انبیاء کے سوا تمام لوگ قبروں میں مریں گے اور زندہ ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس کلام " لَا يُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ " سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ قبر میں حیات نہیں اور اُنھوں نے نبیوں کا قبور میں زندہ ہونے کا انکار کر دیا۔ اہل سنت وجماعت علماء نے اس کا جواب دیا کہ اس سے مراد اس حیات کی نفی ہے جسے عمر فاروق نے ثابت کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اُٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اس سے عالم برزخ (قبر) میں موت کی نفی نہیں ہوتی۔ ابن حجر عسقلانی نے کہا اس جواب سے اچھا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے بعد موت نہیں بلکہ آپ قبر میں بدستور ہمیشہ زندہ ہیں۔ اور سب نبی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایسی بات پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا تھا۔ اس حدیث میں حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا تھا اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اور دوسرے صحابہ کے علوم سے آپ کا علم راجح ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ

جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو داغ مفارقت دیا تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے وہ خلافت کے لئے سعد بن عبادہ کا انتخاب کرنے والے تھے۔ انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے وہ زمانہ جاہلیت میں بر سرِ پیکار رہے لیکن جب وہ مشرف باسلام ہوئے تو ان میں باہم اتفاق تو ہو گیا لیکن ان کے دلوں میں کچھ اثرات باقی رہ گئے تھے۔ اس لئے ان میں سے کوئی ایک فریق دوسرے کی فوقیت کو دل سے قبول کرنے کو تیار نہ تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو شروع میں وہ انصار میں سے ایک شخص پر اتفاق کرنے والے تھے لیکن جب اُسید اور اس کے اوسی ساتھیوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھا تو وہ دوسرے فریق خزرج سے علیحدہ ہو گئے کیونکہ وہ مہاجرین کو خزرج پر ترجیح دیتے تھے۔ اس لئے قبیلہ اوس نے ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی پھر باقی انصار نے بھی ان کی بیعت کر لی البتہ سعد بن عبادہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے ابوبکر کی بیعت سے راضی نہ تھے۔ اس لئے وہ مدینہ منورہ سے باہر چلے گئے اور شام میں رہائش کر لی۔ پھر وہیں پندرہ ہجری میں فوت ہو گئے

تمام انصار و مہاجرین سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے انتخاب کے لئے جمع ہوئے تو ان میں کافی اختلاف رائے پایا گیا۔ انصار کا خیال تھا کہ ایک امیر انصار سے ہو اور ایک امیر مہاجرین سے ہو جبکہ بعض انصار کا خیال تھا کہ ایک سال امیر انصار میں سے اور ایک سال مہاجرین میں سے ہو۔ لیکن یہ دونوں صورتیں ایسی تھیں جو کسی وقت اختلاف کا باعث بن سکتی تھیں اور دونوں فریقوں میں نارِ اختلاف کے اشتعال کے وسیع امکانات تھے۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان میں کسی رائے پر اعتماد نہ کیا اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ " یعنی خلفاء قریش میں سے ہوں گے چالیس صحابہ کرام نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو نضرہ کے طریق سے ابوسعید سے روایت کی کہ انصار کے خطیب نے کھڑے ہو کر کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کسی کو امیر بناتے تو اس کے ساتھ ایک امیر ہم سے بھیجا کرتے تھے۔ لہٰذا اس طریقہ پر خلافت کا فیصلہ کر لیا جائے یہ سُن کر زید بن ثابت

کھڑے ہوئے اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے ہیں لہٰذا امام و خلیفہ بھی مہاجرین سے ہونا چاہیئے ۔ اب ہم اللہ کے انصار ہیں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے ۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تمہیں اچھی جزاء دے تو اُنھوں نے حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت کر لی۔ گفتگو کے دوران حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم عمر فاروق یا ابو عبیدہ کی بیعت کر لو۔ ایک روایت کے مطابق اُنھوں نے کہا میں دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت سے راضی ہوں اور عمر فاروق اور ابو عبید کے ہاتھ پکڑ لیئے لیکن اشکال یہ ہے کہ ابو بکر صدیق جانتے تھے کہ خلافت کے وہی مستحق ہیں اور ان کی خلافت کے قرائن بھی پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں نماز کے لئے ابو بکر کو ہی نامزد کیا اور کسی دوسرے کی امامت سے راضی نہ ہوئے حتیٰ کہ عمر فاروق کو بھی نماز پڑھانے کی اجازت نہ دی یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کی امامت سے راضی تھے۔ اصول یہ ہے کہ خلیفۂ وقت ہی نماز پڑھایا کرتا تھا ۔ اس کے باوجود ابو بکر صدیق نے عمر فاروق یا ابو عبیدہ کے ہاتھ پکڑ کر انہیں خلافت کے لئے کیوں پیش کیا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابو بکر صدیق نے اس لئے اپنی بیعت کا ذکر نہیں کیا کہ اس میں تزکیۂ نفس پایا جاتا تھا مثلاً ابو بکر یہ فرماتے کہ تم میری بیعت سے راضی ہو جاؤ بایں ہمہ وہ یہ جانتے تھے کہ حضرت عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن جراح میں سے کوئی بھی خلافت قبول نہیں کرے گا ۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق تو تصریح کر چکے تھے کہ ابو بکر صدیق ہی خلافت کے مستحق ہیں۔ اور اُنھوں نے کہا بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں آپ ہم سے افضل اور ہمارے سردار ہیں اور ابو عبیدہ کے متعلق ساری اُمت کا اتفاق ہے کہ عمر فاروق اُن سے افضل ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں (ابن حبان)

قولہ فَاَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهٗ ،، جب سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی تو لوگوں میں بہت شور برپا ہو گیا ۔ اور آوازیں بلند ہونے لگیں اور حالات قابو سے باہر ہوتے نظر آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ ہاتھ بڑھائیں اور آپ کی بیعت کر لی تو اس کے بعد مہاجرین اور انصار نے بیعت کی ۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے ذکر کیا کہ اُسید بن حضیر اور بشیر بن سعد اور دیگر انصار نے حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت کی تو تمام اہلِ سقیفہ نے آپ کی بیعت کرنے میں جلدی کی ۔ بزار نے سالم بن عبید کی حدیث میں وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ جب انصار نے کہا ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا ایک میان میں دو تلواریں سما سکتی ہیں ؟ اور فرمایا کیا کوئی ایسا شخص ہے جو ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ کا مصداق ہو اور ابو بکر صدیق کی بیعت کر لی اور لوگوں سے کہا آپ کی بیعت کرو تو سب نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ۔

قولہ فَقَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ ،، یہ سعد بن عبادہ سے اعراض اور ان کی سبکی کی طرف اشارہ

۳۴۲۴ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا جَامِعُ بْنُ اَبِي رَاشِدٍ ثَنَا اَبُو يَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُو بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيْتُ اَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

ہے۔ اور "قَتَلَهُ اللّٰهُ" سے ان کے لئے بد دُعاء کی۔ ابن تین نے کہا انصار نے کہا "ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو" یہ عربوں کی عادت کے مطابق کہا تھا کہ ہر قبیلہ کا امیر اسی قبیلہ سے ہونا چاہئیے۔ جب اُنھوں نے یہ سُنا کہ ائمہ اور خلفاء قریش میں سے ہی ہوں گے تو اُنھوں نے مذکور کلام سے رجوع کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ داؤدی نے مذکور کلام سے استدلال کیا کہ خلیفہ کا نصب کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ کیونکہ جب تک خلیفہ کا تقرر نہیں ہُوا تھا لوگوں نے کوئی اقدام نہیں کیا تھا لیکن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین جو تمام اہم امور سے عظیم تھی۔ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشغول نہ ہونا حتی کہ خلیفہ کا انتخاب ہو جائے۔ اقامت خلیفہ کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔ انصار کا یہ کہنا کہ ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے کا مدلول یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ ورنہ وہ اس کا خلاف ہرگز نہ کرتے۔ ترمذی میں ہے اگر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ منتخب فرما دیتے اور لوگ اس کی نافرمانی کرتے تو ہلاک ہو جاتے۔ قرطبی نے مفہم میں ذکر کیا اگر مہاجرین و انصار میں سے کسی کے پاس کوئی صریح نص ہوتی کہ آپ نے فلاں کو خلیفہ مقرر کیا ہے تو وہ کبھی اس قدر اختلاف نہ کرتے جو سقیفہ میں ہُوا تھا۔ جمہور اہلسنت و جماعت کا یہی مسلک ہے البتہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شواہد اور قرائن ضرور پائے جاتے ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

"الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى" انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت ہے جو اعلیٰ علیین میں تشریف رکھتے ہیں۔ شخص بَصَرُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اُوپر کی طرف آنکھیں جھپکنے کے بغیر دیکھنے لگے۔

۳۴۲۴ ـ ترجمہ: محمد بن حنفیہ نے کہا میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے؟ اُنھوں نے کہا ابوبکر! میں نے کہا پھر کون؟ اُنھوں نے کہا عمر فاروق! پھر میں نے خوف محسوس کرتے ہوئے کہ آپ عثمان کا نام ذکر کر دیں گے۔ میں نے کہا پھر آپ؟ اُنھوں نے کہا میں تو مسلمانوں میں

۳۴۳۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ اِنْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَاَقَامَ

سے صرف ایک آدمی ہوں

۳۴۳۴ — شرح : محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ وہ اپنی والدہ حنفیہ کی طرف منسوب ہونے میں مشہور ہیں۔ ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس ہے۔ وہ یمامہ کے قیدیوں میں قید ہوکر آئی تھیں۔ محمد بن حنفیہ نے ۸۱ ہجری میں پینسٹھ برس کی عمر میں رضوی میں وفات پائی۔ رضوی مدینہ منورہ کا ایک پہاڑ ہے انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا میں نے اپنے والد علی بن ابی طالب سے عرض کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل کون ہے؟ حضرت علی نے کہا اے میرے بیٹے کیا تجھے معلوم نہیں؟ میں نے کہا نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ محمد بن حنفیہ نے حق کے اظہار پر خوف کیوں محسوس کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ کا خیال یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان سے افضل ہیں انہیں ڈر تھا کہ شاید حضرت علی یہ کہہ دیں گے کہ عثمان مجھ سے افضل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ میں لوگوں میں سے ایک آدمی ہوں تواضع اور انکساری پر محمول ہے۔ حضرت علی اور عثمان میں سے کون افضل ہے؟ اس میں علماء اہلسنت وجماعت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء حضرت علی کو عثمان غنی پر ترجیح دیتے ہیں جبکہ اکثر علماء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل کہتے ہیں۔ امام مالک اس میں توقف کرتے ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان حضرات کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ان کی فضیلت میں ترتیب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۳۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے جب ہم مقام بیداء یا ذات جیش میں پہنچے تو میرا ہار گم ہوگیا۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں رک گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے جبکہ وہاں پانی نہیں تھا۔ اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا۔ لوگ ابوبکر صدیق کے پاس آکر کہنے لگے کیا آپ دیکھتے نہیں جو کچھ عائشہ نے کیا ہے۔ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَاَتَى النَّاسُ اَبَا بَكْرٍ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَّاْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِيْ وَ

کو اور دیگر لوگوں کو ٹھہرا رکھا ہے وہاں پانی نہیں اور نہ ہی پانی ان کے پاس ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے جبکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ اُنھوں نے آتے ہی فرمایا تم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر لوگوں کو روک رکھا ہے۔ یہاں پانی نہیں اور نہ ہی اُن کے پاس پانی ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ابوبکر نے مجھے عتاب (ڈانٹ ڈپٹ) کیا اور جو کچھ اللہ نے چاہا اُنھوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرا پہلو کچوکنا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی شئی منع نہ کرتی تھی مگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر آرام فرمانا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک سوئے رہے اور پانی وغیرہ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے تیمُّم کی آیت نازل فرمائی۔ پھر سب لوگوں نے تیمُّم کیا۔ اُسید بن حُضیرؓ نے کہا اے ابوبکر کی آل یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے اس اُونٹ کو اُٹھایا جس پر میں سوار تھی تو اس کے نیچے ہار مل گیا۔

۳۴۳۵ —— شرح : اُسَیدُ بن حُضَیر نے کہا اے آلِ ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ ان الفاظ میں حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت ہے۔ یہ کتاب التیمم میں بھی مذکور ہے۔ حدیث ۳۲۱ ، ۳۲۹ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔ اس حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ہار کا گم ہونا شرعی حکم کے اجراء کا سبب تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چھ ہجری میں غزوہ بنی مصطلق کے سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بَیداء یا ذات الجیش میں جو مدینہ منورہ کے قریب مقام ہے آرام فرمانے کے بعد

قَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ
فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلٰى فَخِذِيْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَصْبَحَ
عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ
الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ
فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ

کوچ کیا تو اس دوران ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے کا ہار جس کی مالیت بارہ درہم تھی گم ہوگیا
اس کی تلاش میں صبح ہوگئی۔ حالانکہ اس مقام کے قرب و جوار میں پانی نہ تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس اتنا
پانی تھا جس سے وہ وضوء کرسکیں۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے اس کی تقریر یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کو خداوند قدوس نے علم اولین و آخرین عطا کیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا" اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا
فضل ہے" اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات
کے علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اسرار و حقائق پر مطلع کیا۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اور احادیث
سے بھی یہ ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا
مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ" یعنی غیب جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا
سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے ؛ انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے۔ اور اطلاع کامل اور کشف تام عطاء
فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لئے معجزہ ہوتا ہے۔ اولیاء کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے۔
اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا و ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور اولیاء
مگر انبیاء کا علم
انبیاء ہی کے وساطت سے اور انہی کے فیض سے علوم عطا ہوتے ہیں سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم مرتضیٰ رسولوں میں
سب سے اعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے
ثابت ہے اور یہ آیت حضور کے اور تمام مرتضیٰ رسولوں کے لئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔ صحیح بخاری
میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ چند اشیاء سے
متعلق پوچھا گیا جن کو آپ نے اچھا نہ جانا جب آپ پر سوالات کی کثرت ہوگئی تو آپ غصے سے بھر گئے اور لوگوں سے

فرمایا جو کچھ چاہو پوچھو ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ خذافہ ہے پھر دوسرا کھڑا ہُوا اور کہا یارسُولَ اللہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ شیبہ کا مولی سالم ہے۔ بخاری کے بدءُ الخلق ص۴۵۳ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا اور ابتداءِ آفرینش سے لے کر کائنات میں ہونے والے تمام امور بیان فرما دیئے حتیٰ کہ جنتیوں کے جنّت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک ہر شئ بیان فرما دی۔

علامہ کرمانی نے اس حدیث کی شرح میں ذکر کیا۔ الغرض سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم مبداء، معاش اور معاد سب کی خبر دی۔ علامہ عینی نے کہا حدیث کا مدلول یہ ہے کہ آپ نے مخلوقات کے جمیع احوال کی خبر دی مذکورہ بالا آیات، احادیث اور صحیح کی اس حدیث میں واضح تضاد ہے کیونکہ جب آپ کو ہر شئ کا علم عطاء کیا گیا تھا تو امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کا علم کیوں نہیں ہُوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ آیات واحادیث اور ہار کے فقدان کی حدیث میں تضاد نہیں جواب کی وضاحت سے پہلے تمہیداً الشیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا اجزاءِ روح میں کلام ذکر کرتے ہیں۔ شیخ دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ نے روح کے سات اجزاء ذکر کیے ہیں ان میں سے پانچواں جزء عدمِ غفلت ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس حد تک روح کے علم کی رسائی ہو اور جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہو اس قدر سے جہالت کے اوصاف اور علم کے اضداد کا انتفا ہوتا ہے۔ یعنی روح کی علمی حدود اور بلوغ نظر میں جہالت اور علم کی ضدّ منتفی ہوتی ہے۔ لہٰذا اسے نہ تو سہو ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے علمی حدود کے معلومات میں نسیان ہوتا ہے اور اس کے نزدیک معلومات کا حصُول تدریجی نہیں ہوتا بلکہ اس کی ایک نظر سے اس کے مبلغ علم کے معلومات دفعۃً واحدۃً حاصل ہو جاتے ہیں۔ رُوح کے علم کی یہ کیفیت نہیں کہ اگر وہ کسی شئ کی طرف متوجّہ ہو تو دُوسری اشیاء سے غافل ہو جائے بلکہ جب ایک شئ کی طرف رُوح کی التفات ہو تو دوسری اشیاء بھی اس کے ساتھ ہی حاصل ہو جاتی ہیں اور ان کی طرف توجہ کی حاجت باقی نہیں رہتی کیونکہ روح کے علوم فطری ہیں یعنی علوم روح کی فطرت میں داخل ہیں۔ ابتداءِ آفرینش میں اسے تمام علوم دفعۃً واحدۃً حاصل ہوتے ہیں اور جب تک رُوح کی ذات باقی رہتی ہے اس کے علوم بھی باقی رہتے ہیں اور اس کے پیشِ نظر ہوتے ہیں۔ عدمِ غفلت سے یہی مراد ہے اور ہر روح کا یہی حال ہے۔ البتہ علوم کی مقدار میں روحیں مختلف ہیں۔ بعض روحوں کے علوم زیادہ اور بعض کے کم ہوتے ہیں۔ اور علم کے اعتبار سے تمام روحوں سے عظیم ترین اور بلوغِ نظر میں قوی تر روح جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روحِ طیّبہ ہے کیونکہ آپ کی رُوح تمام روحوں کی جان اور بادشاہ ہے اور وہ تمام جہانوں کے ذرّات پر دفعۃً واحدۃً مطلع ہے اور اس کی اطلاع میں تدریج و ترتیب نہیں ہے۔ پھر جب آپ کی روح پاک اور آپ کی ذات مقدسہ میں مصاحبت ہُوئی تو روح نے عدمِ غفلت میں آپ کی ذاتِ طاہرہ کی مدد کی حتیٰ کہ آپ کی ذات طاہرہ کسی سہو و نسیان کے لحوق کے بغیر عوالم کی ہر شئ پر مطلع ہُوئی لیکن ذات کی اطلاع رُوح کی اطلاع سی نہیں کیونکہ رُوح کی اطلاع دفعی ہے

تدریجی اور ترتیبی نہیں اور ذاتِ طاہرہ کی اطلاع تدریجی اور ترتیبی ہے۔ یعنی عالَم کی جس شئ کی طرف ذات متوجہ ہو اسے معلوم کر لیتی ہے۔ لیکن یہ علم توجہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اسی طرح جب کسی اور شئ کی طرف ذات متوجہ ہوگی تو اس کا علم اسے حاصل ہوگا ! حتیٰ کہ تمام جہانوں کی ہر شئ کا یہی حال ہوگا۔ لہٰذا ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو عالَم کی ہر شئ پر علمی تسلّط حاصل ہے جو بواسطہ التفاتات ہے اور تمام علوم کے حصُول دفعی میں جو روح کی طاقت ہے وہ آپ کی ذاتِ طاہرہ کو حاصل نہیں۔ اسی طرح عدم غفلت میں روح اور ذات مختلف ہیں۔ روح میں تو اس کی تفسیر ذکر کر دی گئی ہے۔ اور ذات بھی یُوں ہے کہ جب ذات کسی طرف متوجہ ہو تو وہ شئ یقیناً اسے حاصل ہوتی ہے اور اس طرف توجہ کرنے میں سہو و نسیان اور غفلت وغیرہ طاری نہیں ہوتے اور جب کسی شئ کی طرف متوجہ نہ ہو تو اس سے غفلت بھی ہو سکتی ہے اور اسے سہو و نسیان بھی ہو سکتا ہے اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جبکہ آپ کو نماز میں سہو ہُوا اور صحابہ نے آپ کو خبردار نہ کیا تھا اسی تقریر سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے حقیقت کو اس کا حق دیا اور شریعت کو اس کا حق دیا۔

اس تمہید کا خلاصہ یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ایک حالت حقیقیہ ہے جسے حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اسے تمام عوالم کے علوم دفعۃً وّاحدۃً حاصل ہیں اور دوسری حالت بشریہ ہے جسے علوم کے حصول میں التفات کی احتیاجی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصلوٰۃ میں ان دونوں حالتوں کو ذکر کیا ہے۔ لہٰذا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا علم شریف حقیقۃ محمدیہ کے اعتبار سے دفعی ہے اور حالت بشریہ کے لحاظ سے تدریجی ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ یعنی خداوند قدوس جل مجدہ الکریم نے قرآن کی تعلیم دی انسان کو پیدا کیا اسے بیان سکھایا۔ قرآن کے الفاظ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیق انسان سے تعلیم قرآن مقدم ہے۔ معلوم ہُوا کہ خداوند قدوس نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو قرآن پڑھایا تھا۔ کیونکہ آپ ہی مخلوق اوّل اور عقل اوّل ہیں حدیث شریف میں ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے پہلے میری روح کو پیدا کیا لہٰذا یہ واضح ہُوا کہ آپ کو ہی قرآن کی تعلیم دی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہر رطب و یابس قرآن کریم میں ہے اور قرآن ہر شئ کا کامل بیان ہے۔ لہٰذا اللہ نے آپ کو ہر شئ کا علم عطا کیا۔ اس مختصر تقریر سے اشکال مندفع ہوگیا۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ تیمّم کی آیت کسی شہر، قریہ اور قصبہ میں نازل نہ ہو سکتی تھی اس کے نزول کا مقام صرف وہ جگہ ہو سکتی تھی جہاں دُور دُور تک پانی میسّر نہ ہو سکتا ہو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ہار اس آیت کے نزول کا سبب بنا اور اللہ تعالیٰ نے اس طرف سے آپ کی توجہ اور التفات کو ہٹا دیا حتیٰ کہ تیمّم کی آیت نازل ہوئی اس کی تائید میں بکثرت صحیح احادیث ہیں چنانچہ بخاری کی کتاب العلم میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سینہ سے لگا کر فرمایا اے اللہ ابن عباس کو قرآن کا علم عطا فرما۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما

کا بیان ہے اگر میرے اونٹ کی رسی جس کے ساتھ میں اس کا گھٹنا باندھتا ہوں گم ہو جائے تو اسے اللہ کی کتاب میں تلاش کر لیتا ہوں حالانکہ ابن عباس کو اللہ کی کتاب کا علم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے تھا۔ تو منبع فیوض سے ام المؤمنین کا ہار جو اونٹ کے نیچے پڑا ہوا تھا کیسے مخفی رہ سکتا تھا۔ ابو داؤد میں زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک شخص خیبر کے روز فوت ہو گیا۔ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اس کی نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مرنے والے شخص نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے۔ یہ سن کر ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں موتیوں اور جواہر سے مرصع ہار ملا جو اس نے چھپا رکھا تھا۔ آخر یہ بھی تو ہار ہی تھا اور ام المؤمنین کا بھی ہار تھا۔ وہ اونٹ کے نیچے پڑا ہوا تھا یہ سامان میں چھپا ہوا تھا معلوم ہوا کہ عدمِ التفات عدمِ علم کو مستلزم نہیں یہاں ہم ایک بات واضح کر دیں کہ علمِ غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے مختص تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ،، زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا لہٰذا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ بذاتِ خود اللہ ہی غیب جانتا ہے۔ اور انبیاء کرام اور ان کی اتباع میں اولیاء اللہ کو اللہ غیب پر مطلع کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ،،

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے،،

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد ہے کسی کو مسلط نہیں کرتا یعنی اطلاع کامل نہیں دیتا جس سے حقائق کا کشفِ تام اعلیٰ درجہ یقین کے ساتھ حاصل ہو۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاع کامل اور کشفِ تام عطا فرماتا ہے اور یہ علمِ غیب ان کے لئے معجزہ ہے۔ اولیاء کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم باعتبار کشف اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا و ارفع و اعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے وساطت اور انہی کے فیض سے ہوتے ہیں علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ولی جو نبی کے تابع ہو اسے بھی اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع کرتا ہے۔

اگر علم ذاتی اور عطائی کا قول نہ کیا جائے تو غیب کی آیات میں تضاد اور اختلاف پایا جائیگا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر قرآن اللہ کی کتاب نہ ہوتی تو اس میں اختلاف پایا جاتا۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۴۳۶ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ تَابَعَهٗ جَرِيْرٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ وَمُعَاوِيَةُ وَمُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ

۳۴۳۶ ــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ اگر تم میں سے کوئی اُحُد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے ایک سیر بھر یا آدھے سیر کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا جریر بن عبدالحمید، عبداللہ بن داؤد، ابو معاویہ اور محاضر نے اعمش سے روایت کرنے میں شعبہ کی متابعت کی ہے۔

۳۴۳۶ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لفظ "لَا تَسُبُّوْا" میں مخاطب کون لوگ ہیں؟ صحابہ تو تمام حاضر اور موجود تھے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ مخاطب ہیں جو زمانہ مستقبل میں صحابہ کے علاوہ مسلمان پیدا ہوں گے ان کو موجود سمجھ کر خطاب کیا گیا ہے (کرمانی)

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک صحابی ایک سیر کھجور صدقہ کرے حالانکہ وہ اس کا محتاج ہے ...... وہ دوسرے امیر لوگوں کے اموالِ کثیرہ خرچ کرنے سے افضل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ صحابہ کرام کو بُرا کہنا حرام ہے۔ چونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں لہٰذا ان کو بُرا کہنا بطریقِ اَولیٰ حرام ہے۔ اس حیثیت سے یہ حدیث ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

اہلِ عراق اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مد دو رطل کا ہوتا ہے۔ جس کا وزن ایک سیر ہوتا ہے۔

٣٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو الْحَسَنِ ثَنِي
يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ ثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ
ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا خَرَجَ وَوَجَّهَ هٰهُنَا فَخَرَجْتُ عَلَى
إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ
وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَ
تَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ

٣٤٣٧ — ترجمہ : سعید بن مسیب سے روائت ہے۔ اُنھوں نے کہا مجھ سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے گھر میں وضوء کرکے باہر نکلے اور دل میں خیال کیا کہ میں آج جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہوں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔ وہ مسجد میں آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں آپ کے قدموں کے نشان پر چلتا رہا اور آپ کے متعلق لوگوں سے پوچھتا رہا حتیٰ کہ میں چاہِ اریس پر جا پہنچا اور دروازہ پر بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا۔ حتیٰ کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاءِ حاجت سے فارغ ہوئے۔ آپ نے وضوء فرمایا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ چاہِ اریس پر بیٹھے ہوئے اس کے چبوترے کے درمیان تشریف فرما تھے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا کر انہیں کنوئیں میں لٹکا رکھا تھا۔ میں سلام عرض

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْیَوْمَ فَجَآءَ اَبُوْبَکْرٍ فَدَفَعَ
اَلْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَقُلْتُ عَلٰی رِسْلِكَ
ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَکْرٍ یَسْتَاْذِنُ فَقَالَ
اِئْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰی قُلْتُ لِاَبِیْ بَکْرٍ اُدْخُلْ
وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ
فَجَلَسَ عَنْ یَمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ فِی الْقُفِّ
وَدَلّٰی رِجْلَیْهِ فِی الْبِئْرِ کَمَا صَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَشَفَ
عَنْ سَاقَیْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَکْتُ اَخِیْ یَتَوَضَّاُ وَ
یَلْحَقُنِیْ فَقُلْتُ اِنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ یُّرِیْدُ اَخَاهُ خَیْرًا یَّاْتِ بِهٖ

کر کے واپس آکر دروازہ بیٹھ گیا اور دل میں خیال کیا کہ آج جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا۔ اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اُنھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا یہ کون ہے؟ اُنھوں نے کہا میں ابوبکر ہوں میں نے کہا ذرا ٹھہریے پھر میں حضور کی خدمت میں چلا گیا اور عرض کیا یارسُولَ اللہ! ابوبکر اجازت طلب کرتے ہیں آپ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور ساتھ ہی انہیں جنّت کی خوشخبری بھی دے دو میں آیا اور ابوبکر سے کہا اندر آئیے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چبوترے پر دائیں طرف بیٹھ گئے اور کنوئیں میں اپنے پاؤں لٹکا دیئے۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھالیا۔ پھر میں واپس چلا گیا اور دروازہ پر بیٹھ گیا میں اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور وہ میرے پیچھے آنے والا تھا۔ میں نے دل میں کہا اگر فلاں کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرے ان کی مراد اپنا بھائی تھا، تو اسے یہاں لے آئے۔ اچانک کوئی دروازے کو حرکت دے رہا ہے۔ میں نے کہا کون ہو؟ اُس نے کہا عمر بن خطاب ہوں میں نے کہا ذرا ٹھہریں پھر میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اور عرض کیا عمر فاروق حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں

فاذا انسان يحرك الباب فقلت من هذا فقال عمر بن الخطاب
فقلت على رسلك ثم جئت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فسلمت عليه فقلت هذا عمر بن الخطاب يستأذن فقال
ائذن له وبشره بالجنة فجئت وقلت ادخل وبشرك رسول
الله صلى الله عليه وسلم بالجنة فدخل فجلس مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم في القف عن يساره ودلى رجليه في البئر ثم رجعت
فجلست فقلت ان يرد الله بفلان خيرا يأت به فجاء انسان
يحرك الباب فقلت من هذا فقال عثمان بن عفان فقلت
على رسلك وجئت الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ائذن
له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه فجئته فقلت له ادخل
وبشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجنة على بلوى تصيبك
فدخل فوجد القف قد ملئ فجلس وجاهه من الشق الآخر
قال شريك قال سعيد بن المسيب فأولتها قبورهم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دو میں واپس آیا اور ان سے کہا
اندر آجائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں وہ اندر آگئے اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بائیں جانب چبوترے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے
پھر میں واپس چلا گیا اور بیٹھ گیا اور جی میں کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرے تو وہ بھی
آجائے چنانچہ کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹانے لگا میں نے کہا کون ہے؟ کہنے لگے میں عثمان بن عفان ہوں
میں نے کہا ذرا ٹھہریئے پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو اطلاع دی

طالب اجازت ہیں) تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری دو ایک مصیبت میں جو انہیں پہنچے گی۔ میں نے اُن سے کہا اندر آجائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے ایک مصیبت میں جو تمہیں پہنچے گی۔ وہ اندر آگئے تو چبوترہ پُر ہو چکا تھا۔ آپ دوسری طرف سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے کہا سعید بن مسیب نے کہا میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں کی جگہ سے کی

شرح : اس حدیث میں خلفاء ثلاثہ کی فضیلت کا واضح بیان ہے اور ۳۴۳۷
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن سے افضل ہیں۔ کیونکہ ان کو جنت کی خوشخبری پہلے دی گئی جبکہ ان کی نشست جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب تھی۔ یہ ان کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔ اَرِیس مدینہ منورہ میں مشہور باغ ہے جو قباء کے قریب ہے۔ اسی کنوئیں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگلی سے گر گئی تھی۔

قُفٌّ ،، کنوئیں کا کنارہ ہے۔ زمین سے اُونچی ٹھوس جگہ کو بھی قُف کہا جاتا ہے (نووی)
بعض نے کہا قُف کنوئیں کے چاروں طرف گھیرے کو کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع قفاف ہے۔ بعض نے کہا اسے یابس بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ کنوئیں کے ارد گرد کا گھیرا غالباً خشک ہوتا ہے اس لئے اسے یابس کہا جاتا ہے (عینی)
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الجنائز میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا۔ لہٰذا وہ روایت اس حدیث کے معارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس کا مقصد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی دربان نہ تھا۔

رِسْلِكَ ،، اپنے حال پر ٹھہرے رہو۔ یہ اسم فعل ہے۔
حدیث میں نشست کی مذکور حالت کی قبور سے تاویل اس طرح ہے کہ مذکور کنوئیں کے چبوترے پر ابو بکر اور عمر فاروق کا آپ کے ساتھ بیٹھنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے قبور میں معیّت ہوگی اگرچہ دائیں بائیں کے اعتبار سے نہیں اور حضرت عثمان ان کے سامنے جنت البقیع میں مدفون ہوں گے۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۴۳۸ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَّاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ

۳۴۳۸ــ **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی اُحد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ان کے ساتھ حرکت کرنے لگا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُحد ٹھہر جا، تیرے اُوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

۳۴۳۸ــ **شرح** : اُحُد،، مدینہ منورہ سے تین میل دُور پہاڑ ہے۔ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پر تھے جبکہ آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان تھے۔ رضی اللہ عنہم حراء مکہ مکرمہ میں ایک پہاڑ ہے۔

دراصل یہ واقعہ ایک نہیں لہٰذا روایات میں تضاد نہیں۔ جب اُحد یا حراء حرکت میں آیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہر تیرے اُوپر ایک صدیق اور وہ ابوبکر ہیں اور دو شہید ہیں اور وہ عمر و عثمان ہیں رضی اللہ عنہما۔ اس حدیث میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ آپ نے انہیں صدیق فرمایا یعنی بہت سچ بولنے والا۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ آپ کا پہاڑوں پر تسلط ہے۔ ابن منیر نے کہا پہاڑ کے لرزنے میں حکمت یہ ہے کہ جب پہاڑ لرزنے لگا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت کرنا چاہی کہ پہاڑ کا یہ لرزہ ایسا نہیں جیسے وہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ حرکت میں آیا تھا۔ جبکہ یہودیوں نے اللہ کے کلمات میں تحریف کی تھی۔ اس وقت پہاڑ غیظ و غضب سے لرزہ تھا اور اُحد یا حراء کا لرزہ فرح و سرور کے باعث تھا کہ اس کی انتی خوش قسمتی ہے کہ اس پر ایسی ہستیاں تشریف فرما ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے۔ اسی لئے یہ حدیث مقام نبوت صدیقیت اور شہادت پر واضح نص ہے اور یہ سرور کے بواعث تھے جب آپ نے ٹھہرنے کا حکم دیا تو وہ ٹھہر گیا سہ وَمَالَ حِرَاءٌ تَحْتَهٗ فَرَحًا بِهٖ ؁ فَلَوْلَا مَقَالُ اُسْكُنْ تَضَعْضَعَ وَانْقَضَا،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے حراء رقص کرنے لگا اگر آپ اسے اُسْكُنْ نہ فرماتے

۳۴۳۹ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ اَبُوعَبْدِ اللهِ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا اَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَنْزِعُ مِنْهَا جَآءَنِي اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدَيْ اَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ فَنَزَعَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ قَالَ وَهْبٌ اَلْعَطَنُ مَبْرَكُ الْاِبِلِ يَقُوْلُ حَتّٰى رَوِيَتِ الْاِبِلُ فَاَنَاخَتْ

تو وہ حرکت کرتا رہتا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ کے قدم میمنت سے سخت ترین پہاڑوں کو فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے۔

۳۴۳۹ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دفعہ (خواب میں) میں نے دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر اس میں سے پانی کھینچ رہا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ابوبکر اور عمر آئے اور ابوبکر نے آتے ہی ڈول پکڑ لیا اور ایک دو ڈول (پانی) نکالا اور ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخشے پھر عمر بن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے ڈول پکڑ لیا پھر وہ ان کے ہاتھ میں بڑا ڈول ہوگیا۔ میں نے لوگوں میں سے کوئی قوی تر شخص ایسا نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا ہو۔ وہب نے کہا۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ "عطن" ہے۔ کہتے ہیں اونٹ سیراب ہوگئے اور بیٹھ گئے

۳۴۳۹ — شرح : یعنی "حتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ" کا معنی یہ ہے حتی کہ اونٹ سیراب ہوکر بیٹھ گئے۔ قاضی بیضاوی نے کہا کنوئیں سے دین

٣٤٤٠ — حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی طرف اشارہ ہے جس کے پانی کا منبع نفوس کی حیات ہے۔ اور معاش و معاد کا معاملہ کامل ہوتا ہے۔ اور پانی کا کھینچنا دین کے اوامر اور اس کے احکام کا اجراء ہے۔

حدیث میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پانی کے ڈول کھینچنے میں ضعف و ناتوانی غیر قادح ہے ضعف سے آپ کے زمانہ میں لوگوں کے مرتد ہو جانے اور اختلاف کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ آپ نرم مزاج تھے اور لوگوں سے اچھے تعلقات استوار کرنے کے خواہش مند تھے۔

نیز اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت دو برس ہے۔ اور وہ عمر فاروق سے مقدم اور افضل ہیں (عینی) علامہ قسطلانی نے ذکر کیا اس حدیث میں حضرت عمر فاروق کی خلافت کی مدت کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے عہدِ خلافت میں اسلام کو غلبہ ہوا اور اس کے حدود محفوظ ہوئے اور اہلِ اسلام کو بہت قوت حاصل ہوئی۔ حدیث ۳۳۹۹ اور ۳۴۳۰ کی شروح کا مطالعہ فرمائیں!

٣٤٤٠ — ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں لوگوں میں کھڑا تھا۔ وہ عمر فاروق کے لئے اللہ سے دعاء کر رہے تھے۔ جبکہ انہیں ایک چارپائی پر لٹایا گیا تھا۔ اچانک میرے پیچھے ایک شخص نے میرے کندھوں پر اپنی کہنی رکھی جبکہ وہ یہ کہہ رہا تھا۔ اللہ تیرے اوپر رحم کرے میں یہی امید کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا۔ کیونکہ بہت دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنتا تھا کہ میں اور ابو بکر اور عمر تھے۔ میں نے اور ابو بکر اور عمر نے کیا میں اور ابو بکر اور عمر چلے اس لئے مجھے یہ امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ رکھے گا۔

يَقُوْلُ كُنْتُ وَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ فَعَلْتُ وَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ اِنْ كُنْتُ
لَاَرْجُوْ اَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ

٣٦٤١ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ
عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ
عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ اَشَدِّ مَا
صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ
عُقْبَةَ بْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهُ بِهٖ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَاءَ
اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ
اللهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ

میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے " رضی اللہ عنہ "

٣٦٤٠ — شرح : اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت ہے۔ کیونکہ آپ ہر بات میں عمر فاروق سے مقدم تھے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ابوبکر کا کُنْتُ پر عطف ہے۔ اس مسئلہ میں بصریوں اور کوفیوں میں اختلاف ہے کہ ضمیر مرفوع متصل پر ضمیر فصل سے تاکید کے بغیر عطف جائز ہے یا نہیں۔ اس حدیث میں عدم جواز کے قائلین کا رد ہے۔ لیکن اُصَیلی کی روائت میں ہے کُنْتُ انا وابابکر و عمر۔ اس وقت عطف ضمیر منفصل پر ہوگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب کی حدیث میں تاکید کے ساتھ عطف مذکور ہے!

٣٦٤١ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو سے سخت ترین حال کے متعلق دریافت کیا جو مشرکوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا انھوں نے کہا میں نے عُقبہ بن ابی مُعَیط کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈالی اور اس کے ساتھ زور سے

مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَبِی حَفْصٍ الْقُرَشِیِّ الْعَدَوِیِّ

۳۴۴۲ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُنِیْ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ فَاِذَا اَنَا

گھونٹنا شروع کیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو آپ سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے معجزات لائے ہیں۔

۳۴۴۱ــــ شرح: عُقْبَہ بن اَبِی مُعَیط اُموی بدر کی جنگ میں کافر قتل ہُوا۔ اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد زبان اور ہاتھ یعنی قول اور فعل سے کی۔ جبکہ کفار کا بہت غلبہ تھا۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ بعض نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آلِ فرعون کے مومن سے افضل ہیں کیونکہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے مدد کی تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زبان کے بعد ہاتھ استعمال کیا اور قول و فعل سے آپ کی مدد کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات

زبیر بن بکار نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سِل کی مرض سے فوت ہُوئے۔ واقدی نے کہا اُنھوں نے سردی کے دن غسل کیا تو بیمار ہو گئے اور پندرہ روز کے بعد فوت ہو گئے۔ کہا گیا ہے یہودیوں نے آپ کو کھانے میں زہر کھلا دیا تھا۔ آپ نے تیرہ ہجری میں ۲۲۔ جمادی الاخریٰ بمطابق ۲۳۔ اگست ۶۳۴ء میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انا بالرُّمَیصَاءِ امرأۃ اَبِی طلحۃ وسمعتُ خشفۃ فقلتُ مَن هٰذا فقال هٰذا بلال ورأیتُ قصرًا بفنائہ جاریۃ فقلتُ لمن هٰذا فقال لعمر بن الخطاب فاردتُ ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرتُ غیرتک فقال عمر بابی وامی یارسول اللّٰہ اعلیک اغار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۲۶ - ذوالحجہ ۲۳ھ مطابق ۶ - اکتوبر ۶۴۴ء

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے - امیرالمؤمنین ابوحفص عمر بن خطاب بن نُفَیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب قرشی عدوی - آپ کی والدہ خنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ مخزومیہ ہے - ابونعیم نے محمد بن اسحاق کے طریق سے ذکر کیا کہ آپ کی والدہ خنتمہ بنت ہشام ابوجہل کی بہن ہے - آپ فُجّار اعظم کے چار سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت (اظہار نبوّت) کے تینتیس ۳۳ برس قبل پیدا ہوئے - جاہلیت میں آپ کے ذمہ سفارت تھی - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہارِ نبوّت کے وقت مسلمانوں پر بہت سختی کیا کرتے تھے - پھر مسلمان ہوگئے - آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور اُنھوں نے سخت مصائب اور تنگ زندگی سے نجات پائی - عبداللہ بن مسعود نے کہا ہم نے عمر فاروق کے اسلام لانے کے بعد علانیہ نماز پڑھی -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حُلیہ

ابن ابی دنیا نے صحیح سند کے ساتھ ابو رجاء عطاردی سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق بہت لمبے اور جسیم تھے - آپ کے سر پر بال نہیں تھے - آپ کا رنگ سُرخ تھا مونچھیں لمبی تھیں (لیکن آج کل کے لوگوں سی نہیں جو اخباری نشانہ بنتے ہیں) رخسارے ہلکے تھے - زِرّ بن حُبَیش نے کہا میں نے عمر کو اصلع دیکھا جب کہ آپ کا رنگ گندمی تھا - آپ لوگوں میں چلتے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ گھوڑے پر سوار

زِرّ بن حُبَیش نے کہا میں نے یہ عمر فاروق کی اولاد میں سے کسی سے ذکر کیا تو اُس نے کہا ہم نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا۔ عام رمادہ (قحط سالی کا زمانہ) کے دوران آپ نے گوشت اور گھی کا استعمال ترک کر دیا اور تیل کھانا شروع کر دیا تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا جبکہ پہلے آپ کا رنگ سُرخ تھا اور بھوکا رہنے سے تبدیل ہو گیا۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا آپ کے لئے دُعاء فرمانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اللہ اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ غلبہ عطا کر جب صبح ہُوئی تو عمر فاروق جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہُوئے۔ ابو یعلی نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عمر سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے اللہ! عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام دونوں میں سے جو تجھے محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما تو یہ سعادت عمر فاروق کو نصیب ہُوئی۔ ابن سعد نے حسن سند کے ذریعے سعید بن مسیّب سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب عمر بن خطاب یا ابوجہل کو دیکھتے تو فرماتے اے اللہ ان دونوں میں سے جو تجھے محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو مضبوط فرما! دار قطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے اللہ! اسلام کو عمر یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ غلبہ عطا فرما۔ ایک روایت میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین بار دُعاء کرتے ہُوئے فرمایا اے اللہ عمر کے ذریعہ دین کو مضبوط کر!

۳۴۴۲ — ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو جنّت میں داخل دیکھا۔ اچانک وہاں میں نے ابوطلحہ کی بیوی رُمَیصَاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی چاپ سُنی تو دریافت کیا یہ کون ہے؟ فرشتہ نے کہا یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک عورت بیٹھی ہُوئی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے۔ فرشتہ نے کہا یہ محل عمر فاروق کا ہے۔ میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا کہ اُسے دیکھوں پھر تمہاری غیرت کو یاد کیا عمر فاروق نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! میری ماں اور باپ قربان ہوں کیا میں نے آپ پر غیرت کرنی ہے؟

۳۴۴۲ — شرح: رُمَیصَاء ،، رَمصَاء کی تصغیر ہے جو رمص کی تانیث ہے ان کا نام سہلہ بنت ملحان ہے ان کو رُمیصاء اس لئے کہا جاتا

۳۴۴۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا الْعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ اَعَلَيْكَ اَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۳۴۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْكُوْفِيُّ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي

ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ سفید میل نکلتی تھی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ، انس بن مالک کی والدہ ابوطلحہ زید بن سہل انصاری کی بیوی اور ام حرام بنت ملحان کی ہمشیر ہیں۔ خشفۃ" قدم کی ہلکی سی آواز ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اَعَلَيْكَ اَغَارُ، یہ اصل میں اَعَلَيْهَا اَغَارُ مِنْكَ تھا۔ اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ جنت مخلوق ہے۔ رُمیصاءؓ کا جنت میں وضوء کرنا بطور تکلیف نہ تھا۔

۳۴۴۳ — ترجمہ: سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے سوتے میں اپنے آپ کو جنت میں پایا۔ اچانک دیکھا کہ ایک عورت محل کے پاس وضوء کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے۔ فرشتہ نے کہا کہ عمر فاروق کا محل ہے۔ میں نے ان کی غیرت کا خیال کیا اور واپس آ گیا۔ عمر فاروق رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں نے آپ پر غیرت کرنی ہے؟
(حدیث ۳۰۳۰ کی شرح دیکھیں)

۳۴۴۴ — ترجمہ: حمزہ بن عبداللہ نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں اتنا دودھ پیا کہ میں سیرابی کو دیکھ رہا تھا کہ وہ میرے ناخنوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ پھر میں نے عمر کو دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس کی تاویل کیا کی ہے؟

حَمْزَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِي اللَّبَنَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَى الرِّيِّ يَجْرِيْ فِيْ ظُفُرِيْ اَوْ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ قَالَ الْعِلْمَ

۳۴۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيْبٍ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيْفًا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ الْعَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ وَقَالَ يَحْيَى الزَّرَابِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَقِيْقٌ مَبْثُوْثَةٌ كَثِيْرَةٌ وَسَيِّدُ الْقَوْمِ اَعْنِي الْعَبْقَرِيَّ

فرمایا: علم (حدیث ۸۱ کی شرح دیکھیں)

۳۴۴۵ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں ایک کنوئیں پر اونٹنی کے ڈول سے پانی نکال رہا ہوں۔ پھر ابوبکر آئے اور انھوں نے ایک یا دو ڈول کمزوری سے نکالے۔ اللہ انہیں معاف فرمائے۔ پھر عمر بن خطاب آئے تو ڈول بہت بڑا ہو گیا۔ میں کسی قوی تر شخص کو نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا ہو۔ حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے اور آرام سے بیٹھ گئے۔ ابن جُبیر نے کہا عبقری، خوبصورت بچھونے، یحییٰ نے کہا زرابی، باریک کناروں والی چادریں۔ مبثوثہ بہت زیادہ اور وہ قوم کا سردار ہے۔ یعنی عبقری قوم کا سردار ہے۔

۳۴۴۶/۴۷ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ
ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا
يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ
عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ
اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ
يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهٖ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَاَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۴۴۵ ـــــ شرح : امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث میں مذکور کسی لفظ کی مناسبت سے قرآن کی آیت کریمہ کے الفاظ کی تشریح کر دیتے ہیں جس میں حدیث کا لفظ مذکور ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: "مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ" یعنی تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونا اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر۔ مصنف نے عبقری کی تفسیر عتاق زرابی سے کی۔ عتاق سے مراد خوبصورت زرابی۔ زَرْبِيَّةٌ کی جمع ہے اور وہ لمبا چوڑا بچھونا خوبصورت بچھونا ہے۔ طنافس طَنْفَسَۃٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ بچھونا ہے۔ اور خمل باریک کنارے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو بیان کیا ہے۔ یہ عبقری کا لغوی معنیٰ ہے۔ اور حدیث میں اس سے مراد قوم کا سردار ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں یحیی سے مراد یحییٰ بن سعید قطان ہیں کیونکہ وہ حدیث کے راوی ہیں۔ حدیث میں مذکور "بِدَلْوِ بَكْرَةٍ"، دَلو مضاف اور بکرة مضاف الیہ ہے۔ بکرہ کا معنیٰ طاقتور اونٹنی ہے۔ یعنی جس ڈول کے ساتھ اونٹنی پانی نکالتی ہے۔ اس تقدیر پر حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ڈول کے ساتھ پانی نکالا جس سے صرف طاقتور اونٹنی ہی نکال سکتی ہے۔ اگر "بَكَرَة" کا کاف مفتوح پڑھا جائے تو اس سے مراد وہ گول لکڑی ہے جس کے ساتھ ڈول باندھا ہوتا ہے۔
(حدیث ۳۳۹۹ کی شرح دیکھیں)

يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

۳۴۴۶ - ۳۴۴۷ — ترجمہ: محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سعد سے روایت کی کہ عمر بن خطاب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ آپ کے پاس قریشی عورتیں بیٹھی ہوئی (ازواج مطہرات) آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں آپ کی آواز پر بلند ہو رہی تھیں۔ جب عمر بن خطاب نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دے دی۔ وہ اندر آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے دندان مقدسہ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ان عورتوں سے تعجب کیا جو میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ عمر فاروق نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ زیادہ لائق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں پھر کہا اپنی جانوں کی دشمنو! کیا مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ اُنھوں نے کہا: تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت اور گفتگو میں سخت ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب چھوڑ و اس طرف آؤ۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کسی راہ میں چلنے والا شیطان تم سے نہیں ملتا مگر وہ راستہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کر لیتا ہے۔

۳۴۴۶ - ۳۴۴۷ — شرح: اس حدیث میں عنوان سے مناسبت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شیطان بھی ڈرتا ہے

حتیٰ کہ وہ راستہ ہی چھوڑ جاتا ہے جس راستے میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ چل رہے ہوں جو عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں وہ ازواج مطہرات تھیں کیونکہ دوسری عورتیں آپ کے پاس بلند آواز نہیں کر سکتی ہیں۔ آپ کی بیویاں آپ سے زیادہ خرچہ طلب کرتی تھیں اور معمول سے زیادہ کا مطالبہ کرتی تھیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ آپ سے سوال و جواب بکثرت کرتی تھیں۔ علامہ عینی نے کہا یہ معنی زیادہ واضح ہے۔ کیونکہ "یَسْتَکْثِرْنَہٗ" میں ضمیر منصوب کا مرجع کلام ہے۔ جس پر لفظ "یُکَلِّمْنَہٗ" دلالت کرتا ہے۔ پھر یہاں اس پر قرینہ بھی موجود ہے۔ جو اس معنیٰ کی تائید کرتا ہے۔ وہ یہ کہ حضور کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ "یَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِہِنَّ" سے آپ کی بیویوں کو خطاب نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے ظاہر یہی ہے کہ وہ عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے علاوہ تھیں اور اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے آئی تھیں۔ کیونکہ ان عورتوں کے شوہر غائب تھے۔ وہ ضروریاتِ زندگی نہ ہونے کے باعث حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور آپ سے کھانے پینے کی اشیاء طلب کرتی تھیں۔ جبکہ آپ ہر صاحب حاجت کی حاجت پورا کیا کرتے تھے اور آپ سے گفتگو میں ان کی آوازیں بلند ہو گئی تھیں" اور اس وقت آیت کریمہ "لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ" "اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو، نازل نہیں ہوئی تھی۔ یا عورتوں کے اجتماع کے باعث ان کی آواز بلند ہو رہی تھی۔ ہر ایک عورت کی آواز حضور کی آواز سے بلند نہ تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کلام "اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ" کثرتِ ضحک کے لئے دعا نہیں بلکہ اس کا لازم مراد ہے وہ یہ کہ آپ ہمیشہ خوش رہیں۔ "اَفَظُّ اور اَغْلَظُ" دونوں اسم تفضیل فظاظت اور غلاظت سے مشتق ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اسم تفضیل میں دو شخص اصل فعل میں شریک ہوتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے زید بکر سے افضل ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ نفسِ فضیلت میں دونوں شریک ہیں اور زید میں فضیلت زیادہ ہے لہٰذا حدیث میں "اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ" سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نفسِ فعل پایا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی اسم تفضیل نفسِ فعل کے معنیٰ میں ہوتا ہے یا مراد یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کفار پر سختی فرماتے تھے اسی طرح ان لوگوں پر سختی فرماتے جو حدودِ شرعیہ کے خلاف کرتے تھے اس اعتبار سے آپ میں اصلِ فعل پایا جاتا ہے لیکن اشکال کی ایک اور صورت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ"، اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نفسِ فعل بھی نہیں پایا جاتا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ میں نفسِ فعل آپ کی صفتِ لازمہ نہیں لہٰذا آیتِ کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر آپ میں فظاظت اور غلاظتِ دائمہ اور مستمرہ ہوتی تو لوگ آپ کو چھوڑ جاتے اور حدیث شریف میں کفار اور حدود شرعیہ کے خلاف کرنے والوں کے اعتبار سے ہے۔ لہٰذا آیت اور حدیث میں مخالفت نہیں ہے۔

علامہ کرمانی نے کہا: "اِیْہٍ" یعنی کوئی اور بات کرو۔ اس حدیث کے اسناد میں چار تابعی ہیں۔ زہری،

۳۴۴۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ

۳۴۴۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ اَنْ يُّرْفَعَ وَاَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ اِلَّا رَجُلٌ اٰخِذٌ مَنْكِبِيْ فَاِذَا عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ

صالح، عبدالحمید اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔

۳۴۴۸ — ترجمہ: قیس نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ ہم ہمیشہ غالب رہے۔

۳۴۴۸ — شرح: ابتدائے اسلام میں کفار کا غلبہ تھا اور وہ مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچاتے تھے حتیٰ کہ صحابہ کرام مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ جب عمر فاروق مسلمان ہوئے تو انھوں نے کفار سے مقابلہ کیا تو وہ تعرض کرنے سے رک گئے اور ہم علانیہ نمازیں پڑھنے لگے۔ طبرانی نے قاسم بن عبدالرحمٰن کے طریق سے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر فاروق کا اسلام غلبہ ان کی ہجرت نصرت اور ان کی امارت لوگوں کے لئے رحمت تھی۔ بخدا! ہم بیت اللہ کے پاس علانیہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حتیٰ کہ عمر فاروق مسلمان ہوئے رضی اللہ عنہ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ حضرت عمر فاروق امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد مسلمان ہوئے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء فرمائی۔ ابن سعد نے صہیب کی حدیث بیان کی کہ جب عمر فاروق مسلمان ہوئے تو مشرکوں نے کہا لوگوں نے ہم سے بدلہ لے لیا ہے۔

۳۴۴۹ — ترجمہ: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن عباس کو یہ کہتے

عَمَلِهِ مِنْكَ وَايْمُ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ اَنِّيْ كُنْتُ كَثِيْرًا اَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَهَبْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ

۳۴۵۰ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ وَكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَا ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا وَمَعَهُ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ قَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ وَّ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ

ہوئے سُنا کہ عمر فاروق اپنے تابوت پر رکھے گئے تو لوگوں نے انہیں گھیر لیا وہ ان کا جنازہ اُٹھایا جانے سے پیشتر دُعائیں کرتے جب کہ میں بھی ان میں ہی تھا۔ اچانک ایک شخص میرے کندھے پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہے اور وہ حضرت علی تھے اُنھوں نے عمر فاروق کے لئے رحم کی دُعاء کرتے ہوئے کہا اے عمر! تم نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو عمل کے اعتبار سے مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ بخدا! میرا یہی گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور میں گمان کرتا ہوں کہ میں نے بہت دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں گیا اور ابوبکر و عمر میں داخل ہُوا اور ابوبکر و عمر میں نکلا اور ابوبکر و عمر۔

۳۴۴۹ــ شرح: اس حدیث میں حضرت عمر فاروق کی بہت بڑی منقبت ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی اور وہ یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے کہ اس وقت کسی کا عمل عمر فاروق کے عمل سے افضل ہو سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر حجرہ شریفہ میں یا جنت میں ایک ساتھ ہوں گے۔

(حدیث ۳۴۰۲ کی شرح دیکھیں)

۳۴۵۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ ثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَانِهِ يَعْنِي عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنِ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۳۴۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحُد پر پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان تھے اُحُد حرکت کرنے لگا۔ آپ نے اس پر پاؤں مار کر فرمایا اے اُحُد! ٹھہر جا تیرے اُوپر نبی، صدیق یا دو شہید کے سوا کوئی نہیں۔

۳۴۵۰ — شرح : حدیث ۳۴۵۸ میں یہ الفاظ ہیں فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ ،، اس حدیث میں ،، اَوْ شَهِيْدٌ ،، تیرے اوپر ان اجناس کے سوا اور کوئی نہیں یا یوں کہا جائے کہ شہید وزن فعیل ہے اس میں واحد، تثنیہ اور جمع برابر ہیں۔ ایک اور روایت میں اِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدَانِ ہے۔

اس روایت میں ا ، دب اس لئے متغیر ہے کہ دونوں حال متغیر ہیں۔ کیونکہ نبوت اور صدیقیت دونوں اس وقت بالفعل حاصل تھیں اور شہادت مستقبل میں حاصل ہونے والی تھی۔ نبوت، و صدیقیت دونوں حقیقت پر مبنی ہیں اور شہادت مجاز پر محمول ہے لہذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ تیرے اُوپر نبی و صدیق بالفعل موجود ہیں اور دو شخص اور تیرے اُوپر ہیں جو مستقبل قریب میں شہید ہوں گے اور وہ اب بوصفِ شہادت سے مجازاً موصوف ہیں (حدیث ۳۴۳۸ کی شرح دیکھیں)

۳۴۵۱ — ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عمر نے حضرت عمر فاروق کے بعض حالات پوچھے میں نے انہیں خبردار کیا تو اُنھوں نے کہا جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی میں نے آپ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو امور میں بہت کوشش کرنے والا اور سخی ہو۔ اور یہ خوبیاں عمر فاروق پر ختم ہوگئیں ،،

(یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو ان سے زیادہ سخی ہو اور امور میں کوشش کرنے والا ہو)

۳۴۵۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْئَ اِلَّا اَنِّىْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْئٍ فَرِحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ اِيَّاهُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِهِمْ

۳۴۵۲ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق پوچھا اور عرض کیا (یا رسول اللہ) قیامت کب قائم ہوگی آپ نے فرمایا تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اُس نے کہا کچھ نہیں مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم اسی کے ساتھ ہوگے جس کو دوست رکھتے ہو۔ انس بن مالک نے کہا ہم کسی شی سے بھی خوش نہیں ہُوئے جس قدر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام شریف سے خوش ہُوئے کہ آپ نے فرمایا تم اسی کے ساتھ ہوگے جس کو دوست رکھتے ہو۔ حضرت انس نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر فاروق سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ میرے ان سے ساتھ محبت رکھنے کے باعث ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان کے اعمال جیسے عمل نہیں کئے ہیں۔

۳۴۵۲ — شرح: دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس اعرابی نے مسجد میں پیشاب کیا تھا اُس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ معلوم ہُوا کہ بخاری میں مذکور حدیث میں قیامت کے متعلق دریافت کرنے والا وہی اعرابی تھا جس نے مسجد میں بول کیا تھا لیکن یہ واضح دلیل نہیں کیونکہ مسائل متعدد ہیں چنانچہ ابن بشکوال نے کہا سوال کرنے والے حضرت ابو موسیٰ اشعری یا ابوذر تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب جنت میں درجات متفاوت ہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب

۳۴۵۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ زَادَ زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں کیسے ہوں گے اور آپ کے ساتھ کیسے ہوں گے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معیت سے مراد جنت میں ہونے کی معیت ہے۔ یعنی اُمید ہے کہ میں دارِ ثواب میں ہوں گا عتاب میں نہ ہوں گا (عینی)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حسن نیت کے باعث جنت میں اس کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو اگرچہ اس جیسے عمل نہ کئے ہوں۔ یعنی مُحِب اور محبوب میں ہر ایک ایک دُوسرے کو دیکھنے پر قادر ہوں گے اگرچہ دونوں میں مکان بہت بعید ہو گا کیونکہ جب حجاب زائل ہو گا تو جنتی ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور جب ایک دوسرے سے ملاقات کی خواہش کریں گے تو ملاقات کر سکیں گے جنت میں معیت سے یہ مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ وہ ایک درجہ میں ہوں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بفضلہٖ تعالیٰ ہم بھی اُن سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ کریم کے فضل و احسان سے اُمید رکھتے ہیں کہ ہم بھی اُن کے ساتھ ہوں گے "

۳۴۵۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی اُمتوں میں مُحدَّث ہوتے تھے۔ میری اُمت میں اگر کوئی مُحدَّث ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ زکریا بن ابی زائد نے سعید اور ابوسلمہ کے ذریعے ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں لوگ تھے جن سے فرشتے کلام کرتے تھے لیکن وہ نبی نہ تھے میری اُمت میں اگر ان میں سے کوئی ہے تو وہ عمرِ فاروق ہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا نہ نبی اور نہ کوئی مُحدَّث :

۳۴۵۴ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا اللَّیْثُ ثَنَا عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا سَمِعْنَا اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَاعٍ فِیْ غَنَمِهٖ عَدَا الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتّٰى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهٗ مَنْ لَّهَا یَوْمَ السَّبُعِ لَیْسَ لَهَا رَاعٍ غَیْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا ثَمَّ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ

۳۴۵۳ ـــ شرح: مُحَدَّث وہ ہے جس کا گمان سچا ہو وہ مُلْهَم ہے۔ ملاء اعلیٰ کی طرف سے اس کے دل میں کچھ ڈال دیا جاتا ہے اور اسے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اس کے ساتھ کلام کیا ہے بعض علماء مُحَدَّث کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جس کی زبان پر قصد کے بغیر صحیح بات جاری ہو جائے۔ کہا گیا ہے کہ مُحَدَّث متکلّم ہے یعنی جس سے فرشتے کلام کریں اور وہ نبی نہ ہو۔ ابوسعید کی مرفوع حدیث میں یہ مذکور ہے وہ یہ کہ عرض کیا گیا یا رسُول اللہ کیسے اس سے بات کی جاتی ہے فرمایا اس کی زبان پر فرشتے کلام کرتے ہیں یعنی اس کے دل میں کلام پیدا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ حقیقۃً کلام کرنے والے کو نہ دیکھے۔ اس کا مرجع الہام ہے لہٰذا یہ تفسیر اور معنی اوّل ایک ہی ہے۔ ابن تین نے اس کی تفسیر تَفَرُّس سے کی ہے۔ حمیدی کی روایت میں امّ المؤمنین عائشہ کے بعد اس طرح ہے کہ مُحَدَّث وہ ہے جسے سچّا الہام ہو جو اس کے منہ پر جاری ہو جائے۔ اسماعیلی کی روایت میں ابراہیم بن سعد نے کہا مُحَدَّث وہ ہے جس کے دل میں کچھ ڈال دیا جائے اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا «فَاِنْ یَّکُنْ مِنْ اُمَّتِیْ الخ» کلمہ اِنْ شک کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق کا مُحَدَّث ہونا مشکوک ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مُحَدَّث ہونا یقینی ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امّت تمام اُمّتوں سے افضل ہے جب مُحَدَّث ان اُمّتوں میں موجود ہیں تو اس اُمّت میں بطریق اولیٰ موجود ہیں اور کلمہ

۳۴۵۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَیَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ اِجْتَرَّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنُ —

اِنْ شک کے لئے نہیں تاکید کے لئے ہیں۔ جیسے کوئی کہے اگر میرا کوئی دوست ہے تو فلاں شخص ہے کیونکہ اس کی مراد یہ ہے کہ یقیناً میرا دوست ہے اور وہ فلاں ہے۔ دوستوں کی نفی مراد نہیں کیونکہ جب کوئی شئی مفضول میں موجود ہو تو افضل میں بطریق اولیٰ موجود ہوگی۔ لہٰذا عمر فاروق کا محدَّث ہونا مشکوک نہیں۔

۳۴۵۴ — ترجمہ: سعید بن مسیّب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے حملہ کر کے اُن میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اس سے بکری چھڑالی تو بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا سبع کے دن ان کا کون محافظ ہوگا جبکہ میرے سوا ان کو چرانے والا کوئی نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ابوبکر و عمر بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود نہ تھے۔

۳۴۵۵ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اُن پر قمیصیں ہیں ان میں سے بعض سینوں تک پہنچتی ہیں اور بعض اس سے کم ہیں۔ عمر بن خطاب کو میرے سامنے پیش کیا گیا تو ان پر قمیص تھی جسے وہ گھسیٹ رہے تھے۔ لوگوں نے کہا یا رسُول اللہ! آپ نے اس کی تاویل کیا فرمائی ہے آپؐ نے فرمایا: دین!

۳۴۵۵ — شرح: خواب کی تعبیر پوچھنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پیش ہونے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق

۳۴۵۶ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَاْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَاَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَا بَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى بِيْ مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ

نہیں تھے یا وہ اس عموم سے مخصوص ہیں۔ (باقی تقریر حدیث ۲۲ کی شرح میں دیکھیں)

۳۴۵۶ — ترجمہ: مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جب عمر فاروق کو زخمی کیا گیا اور وہ درد محسوس کر رہے تھے تو ابن عباس نے ان سے کہا گویا کہ وہ ان سے گھبراہٹ کا ازالہ کرنے لئے یا امیرالمؤمنین! اگر یہ بات ہوئی تو فکر نہیں کیونکہ آپ نے یقیناً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور پورے اخلاص سے صحبت اختیار کی پھر حضور سے جدائی ہوئی تو حضور آپ پر خوش تھے۔ پھر ابوبکر کی صحبت اختیار کی تو پورے اخلاص سے صحبت اختیار کی پھر جدا ہوئے تو وہ آپ سے خوش تھے۔ پھر آپ صحابہ کرام کے ساتھ رہے تو ان کے ساتھ صحبت میں پورا اخلاص رکھا۔ اگر آپ ان سے جدا ہوں گے تو اس حال میں جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی خوشی ہوں گے

حضرت عمر فاروق نے ابن عباس سے کہا جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رضا مندی کا ذکر کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر احسان ہے جو اس نے مجھ پر احسان کیا اور جو تم نے ابوبکر صدیق کی صحبت اور ان کی رضامندی ذکر کی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر احسان ہے جو اس نے مجھ پر احسان کیا اور جو میری گھبراہٹ کو دیکھ رہے ہو تو تمہاری طرف سے اور تمہارے ساتھیوں کی طرف سے ہے بخدا! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا جو اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے اس کے عوض قربان کر دوں تو میں قربان کر دیتا۔ حماد بن زید نے کہا ہم سے ایوب نے ابن ابی مُلیکہ کے ذریعہ ابن عباس سے بیان کیا کہ میں عمر فاروق کے پاس گیا اور یہ ذکر کیا۔

۳۴۵۶ — **شرح** : اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے کہ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت اخلاص سے اختیار کی اور وہ سب آپ سے راضی اور خوش تھے۔ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لؤلؤ نے ان کی پسلیوں میں دو دھاری خنجر مار کر انہیں زخمی کر دیا تھا۔ جبکہ آپ ۲۳۔ ہجری میں ۲۶۔ ذوالحجہ کو بدھ کے روز صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ چونکہ حضرت عمر فاروق زخموں کی شدت کے باعث تکلیف محسوس کر رہے تھے اس لئے ابن عباس نے ان سے گھبراہٹ کا ازالہ کرنے کے لئے ذکر کیا کہ اگر موت واقع ہوگئی تو فکر کی بات نہیں آپ نے اس اخلاص سے زندگی بسر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق اور تمام صحابہ آپ سے راضی ہیں اور یہ بہت بڑی خوبی ہے جو کسی انسان کو نصیب ہو چنانچہ ابوحاتم نے ابن عباس کی حدیث میں ذکر کیا کہ وہ عمر فاروق کے پاس اس وقت گئے جبکہ ان کو زخمی کیا گیا تھا۔ اور کہا یا امیر المؤمنین آپ کو خوشخبری ہو آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جبکہ لوگوں نے کفر کیا اور آپ کی معیت میں آپ نے جہاد کیا جبکہ کفار و مشرکین نے آپ کو رسوا کرنا چاہا۔ آپ کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہ کیا۔ آخر میں آپ شہید ہوئے یہ سن کر عمر فاروق نے کہا یہ باتیں پھر کہو ابن عباس نے ان باتوں کا اعادہ کیا تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا مغرور وہ شخص ہے جس میں تم لوگوں نے غرور پیدا کر دیا اگر میرے پاس زمین بھر سونا چاندی ہو تو میں اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے اس کی راہ میں قربان کر دوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اس لئے ذکر کئے کہ کہیں ان سے رعیت کے حقوق میں تقصیر ہوگئی ہو اور ان کی مدح سرائی کے فتنہ کے ڈر سے یہ خطاب کیا۔

قولہ کَاَنَّہٗ یُجَزِّعُہٗ ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما انہیں جزع فزع کرنے پر ملامت کر رہے تھے کہا گیا ہے کہ ان سے جزع اور گھبراہٹ کا ازالہ کر رہے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے ،، حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ ،، یعنی جب ان سے گھبراہٹ زائل کر دی جائے گی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابن عباس سے کلام محض اظہار تواضع اور انکسار پر مبنی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

أَجَلَ أَصْحَابِكَ وَاللهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ
بِهِ مِنْ عَذَابِ اللهِ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا أَيُّوبُ
عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بِهٰذَا

٣٤٥٧ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ثَنِي عُثْمَانُ
ابْنُ غِيَاثٍ ثَنِي أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنْتُ مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَجَاءَ
رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ
بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا
هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ
اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ
فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ قَالَ اللهُ الْمُسْتَعَانُ

٣٤٥٧ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ میں تھا کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو اور (آنے والے کو) جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوبکر صدیق ہیں میں نے انہیں وہ خوشخبری دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ ابوبکر صدیق نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر اور شخص آیا اور اس نے باغ کا دروازہ

۳۴۵۸ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ حَيْوَةُ ثَنِيْ اَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ ابْنُ مَعْبَدٍ اَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

کھلوانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو اور اسے جنت کی خوشخبری دو! میں نے دروازہ کھولا تو وہ عمر فاروق تھے وہ رضی اللہ عنہ" میں نے وہی خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر کسی اور شخص نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ نے مجھے فرمایا دروازہ کھولو اور انہیں جنت کی خوشخبری دو" میں نے دروازہ کھولا تو وہ عمر فاروق تھے "رضی اللہ عنہ" میں نے وہی خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اُنھوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر کسی اور شخص نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ نے مجھے فرمایا دروازہ کھولو اور انہیں جنت کی خوشخبری سنادو! اس مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان ہیں میں نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے خبردار کیا اُنھوں نے بھی اللہ تعالیٰ حمد و ثنا کی اور کہا اللہ ہی مددگار ہے۔

(حدیث ۳۴۲۷ کی شرح دیکھیں)

۳۴۵۸ ـ ترجمہ: ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا کہ اُنھوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جبکہ آپ حضرت عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہُوئے تھے۔

۳۴۵۸ ـ شرح: اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کا ہاتھ پکڑنا کمال محبّت کی دلیل ہے (کرمانی)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں حدیث مختصر ذکر کی ہے اور ایمان و نذور کے باب میں پُوری حدیث ذکر کی ہے اس کا باقی حصہ یہ ہے کہ عمر فاروق نے حضور سے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے میری جان کے سوا ہر شئی سے زیادہ محبوب ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ ایمان جب کامل ہوگا کہ اپنی جان سے بھی مجھے زیادہ محبوب جانو۔ عمر فاروق نے فوراً عرض کیا حضور آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عمر! اب ایمان کمال تک پہنچا ہے (قسطلانی)

مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَبِیْ عَمْرٍو الْقُرَشِیِّ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَۃَ فَلَہُ الْجَنَّۃُ فَحَفَرَھَا عُثْمَانُ وَقَالَ مَنْ جَھَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَۃِ فَلَہُ الْجَنَّۃُ فَجَھَّزَہٗ عُثْمَانُ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

وفات : ۲۲ - ذوالحجہ ۳۵ھ بمطابق ۳۱ - مئی ۶۵۶ء

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب یہ ہے - عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمرو ہے - آپ کی والدہ اَرْوَیٰ بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس وہ مسلمان تھیں اور ان کی والدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بیضا بنت عبدالمطلب ہے - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحیح روایت کے مطابق سالِ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے آپ قدیم الاسلام ہیں - محمد بن اسحاق نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی قوم کی بہت تالیف کیا کرتے تھے اور جس کے متعلق انہیں وثوق ہوتا کہ وہ اسلام قبول کر لے گا اسے اسلام کی دعوت دیتے تو وہ مسلمان ہوجاتا تھا - چنانچہ زبیر، طلحہ اور عثمان نے اُن کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا -

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا آپ سے نکاح کردیا - جن ایام میں بدر کی جنگ لڑی جارہی تھی ان ایام میں رقیہ رضی اللہ عنہا انتقال کرگئیں تو ان کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم سے آپ کا نکاح کردیا - اسی لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہے - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی اور انہیں شہید ہوجانے کی پہلے سے اطلاع کردی تھی - ابوخیثمہ نے فضائلِ صحابہ میں ضحاک کے طریق سے نزال بن زبرہ سے روایت کی کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں عثمان کے بارے میں کچھ بتائیں تو اُنھوں نے ذکر کیا کہ عثمان ایسا نیک مرد ہے کہ انہیں ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کہا جاتا ہے - امام ترمذی نے حرث بن عبدالرحمٰن کے طریق سے طلحہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا رفیق ہوتا ہے - جنت میں میرا رفیق عثمان ہے - صحیح طرق کے ذریعے حضرت عثمان کے متعلق مشہور ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کیا ہوا تھا آپ اپنے مکان کی چھت پر تشریف لے گئے اور اُوپر

سے فرمایا میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے جیش عسرہ کو تیار نہیں کیا تھا؟ جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مکہ مکرمہ بھیجا تو درخت کے نیچے ان کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی۔ مدینہ منورہ میں ایک یہودی سے بیر رومہ خرید کر عام لوگوں کے لئے وقف کر دیا۔ جبکہ اس کے سوا کہیں بھی میٹھا پانی دستیاب نہ تھا۔ آپ نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جبکہ آپ کی بیوی رقیہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ ان کے بیمار ہونے کے باعث آپ جنگِ بدر میں حاضر نہ ہو سکے تھے۔ کیونکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیکھ بھال کے لئے آپ کو مدینہ منورہ رہنے کا حکم دیا تھا۔ آپ بیعت رضوان میں اس لئے موجود نہ تھے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مکہ مکرمہ بھیجا تھا اور مشہور ہو گیا تھا کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہی بیعتِ رضوان کا باعث تھا۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ عثمان بقیدِ حیات ہیں۔ جبکہ زندوں ہی سے بیعت لی جاتی ہے۔ جب خلافت کے لئے آپ کی بیعت کی گئی تو عبداللہ بن مسعود نے کہا ہم نے بہترین شخص کی بیعت کی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عثمان ہم سب سے زیادہ صلہ رحمی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ انہیں آپ کے قتل کی خبر پہنچی کہ لوگوں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو سب سے زیادہ صلۂ رحمی کیا کرتے تھے اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتے تھے۔ آپ گھر کے کسی سوئے ہوئے فرد کو بیدار نہ کرتے تھے اگر کوئی بیدار ہوتا تو اسے بلاتے اور وہ آپ کو وضوء کے لئے پانی میسّر کرتا۔ آپ ہمیشہ روزے سے ہوتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب

بڑے بڑے شہروں کے حاکم آپ کے اقارب میں سے تھے۔ شام میں امیر معاویہ، بصرہ میں سعید بن عاص، مصر میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور خراسان میں عبداللہ بن عامر حاکم مقرر تھے۔ جو کوئی حج کرنے آتا وہ اپنے امیر کی آپ سے شکایت کرتا چونکہ آپ نرم طبع، بردبار اور نہایت ہی مخلص تھے اس لئے بعض حکام کو تبدیل کر کے لوگوں کو راضی کر دیتے تھے پھر وقت گزرنے کے بعد واپس بلا لیتے اور ان کے عہدہ پہ انہیں مقرر کر دیتے تھے۔ یہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ مصر والوں نے آپ کے پاس آ کر ابن ابی سرح کی کچھ شکایات آپ کو پیش کیں تو آپ نے اسے معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو مصر کا حاکم مقرر کر کے حکمنامہ ان کے حوالے کیا جس پہ وہ راضی ہو گئے۔ چنانچہ آپ کا حکمنامہ لے کر وہ مصر کی طرف روانہ

ہوئے ابھی راستہ میں ہی تھے کہ انھوں نے اونٹ پر سوار ایک شخص کو آتے دیکھا تو اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہُوا کہ اسے حضرت عثمان نے بھیجا ہے کہ ابن ابی سرح اپنے عہدہ پہ بدستور قائم رہے اور جو لوگ انہیں معزولیت کا حکمنامہ دیں اُن سے سختی سے پیش آئے اور سزا دے۔ اہلِ مصر نے اس شخص سے رقعہ لیا اور وہیں سے مدینہ منورہ کی لوٹ گئے جب حضرت عثمان سے ملے اور انہیں رقعہ پیش کیا تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ آپ نے یہ خط نہیں لکھا ہے اور نہ ہی لکھنے کا حکم دیا ہے۔ اُنھوں نے کہا اپنے کاتب کو ہمارے حوالہ کر دیں جبکہ آپ کا کاتب آپ کے چچا کا بیٹا مروان بن حکم تھا۔ آپ کو خطرہ محسوس ہُوا کہ وہ اسے قتل کر دیں گے اس لئے مروان کو ان کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ مشتعل ہو گئے اور غیظ و غضب کی حالت میں اُنھوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت آپ کی حفاظت کرتی رہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادے آپ کی مدد کے لئے بھیجے جو آپ کے مکان کے دروازہ پر کھڑے لوگوں کی مدافعت کرتے تھے۔ لیکن حضرت عثمان بدستور حمایت کرنے والوں کو کہتے رہے کہ وہ جنگ و جدال سے باز رہیں حتی کہ محاصرہ کرنے والے موقعہ پا کر ایک مکان کے ذریعہ آپ کے مکان میں داخل ہو گئے اور آپ کو شہید کر دیا جبکہ آپ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ آپ کی شہادت کی خبر سن کر صحابہ کرام کو سخت صدمہ ہُوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں شہزادوں سے سخت ناراض ہُوئے اور آپ کے شہید ہو جانے سے فتنوں کا دروازہ کھُل گیا پھر جو کچھ ہُوا وہ ہُوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ آپ نے خلافت کا انتخاب کے لئے چھ صحابہ کرام حضرت علی، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر اور طلحہ بن عبید اللہ کے حوالہ کر دیا کہ جس پر یہ اتفاق کریں وہی زمامِ خلافت اپنے ہاتھ میں لے۔ تو ان حضرات نے عبدالرحمٰن بن عوف کو اختیار دے دیا کہ جسے وہ مناسب خیال کریں منتخب کریں تو اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور سب نے آپ کی بیعت کر لی۔ یہ یکم محرم ۲۴ھ ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے آپ کی خلافت کی مدت گیارہ سال گیارہ ماہ اور بائیس دن ہیں۔ جبکہ آپ کی شہادت پینتیس ہجری ۲۲۔ ذوالحجہ کو ہوئی تھی۔ ایک روایت کے مطابق جمعہ کے روز عصر کے بعد آپ کو شہید کیا گیا اور ہفتہ کی رات کو مغرب اور عشاء کے درمیان حش کوکب میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حش کوکب کو خرید کر بقیع میں شامل کر دیا تھا اس طرح جنت البقیع کی توسیع کی گئی آپ کی عمر شریف بیاسی ۸۲ سال کچھ ماہ ہے۔ یہی مشہور ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۴۵۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَاَمَرَنِيْ بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَّسْتَاذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ يَسْتَاذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ يَسْتَاذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى سَتُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ حَمَّادٌ وَ

ابو عمرو عثمان بن عفان قرشی رضی اللہ عنہ کے مناقب

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی چاہِ رومہ کھدوائے اس کے لئے جنّت ہے تو حضرت عثمان نے اسے کھدوایا اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی جیشِ عسرہ کو تیار کرے اس کے لئے جنّت ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ لشکر تیار کیا "

شرح الترجمہ : حبیب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو چاہِ رومہ کے سوا کہیں بھی میٹھا پانی میسر نہ تھا تو آپ نے فرمایا جو کوئی چاہِ رومہ خریدے یا فرمایا کھدوائے اس کے لئے جنّت ہے۔ تو حضرت عثمان نے اسے کھدوایا یا بیس ہزار درہم سے خرید کر مسلمانوں کے لئے چھوڑ دیا۔ نیز آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی جیشِ عسرہ یعنی غزوۂ تبوک کا

ثنا عاصم الاحول وعلیّ بن الحكم سمعا ابا عثمان يحدث عن ابی موسٰی بنحوه وزاد فيه عاصم ان النبیّ صلّی الله عليه وسلّم كان قاعدا فی مكان فيه ماءٌ قد انكشف عن ركبتيه اوركبته فلمّا دخل عثمان غطّاها

ت ․․نیار کرت ․․ں کے لئے جنت ہے ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ لشکر تیار کیا ۔ اس کو جیش عسرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ غزوہ سخت گرمی کے زمانہ میں پیش آیا ۔ اور لوگ قحط سالی کا شکار تھے اور سفر بھی بہت لمبا تھا ۔ اس کے علاوہ بہت بڑے دشمن سے مقابلہ تھا ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نو سو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑوں سے لشکر کی مدد کی اور ایک ہزار دینار حضور کی خدمت میں پیش کیا جس سے آپ بہت خوش ہوئے ۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین ۔

٣٤٥٩ — ترجمہ : ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ باغ کے دروازہ کی حفاظت و نگرانی کرے ۔ ایک شخص آیا ۔ اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو ! اچانک وہ ابوبکر تھے پھر ایک اور شخص آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی ۔ آپ نے فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو ! اچانک وہ عمر فاروق تھے ۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ تھوڑا سا خاموش ہوئے پھر فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو ۔ اس مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی ۔ اچانک وہ حضرت عثمان بن عفان تھے ۔ حماد نے کہا ہم سے عاصم احول اور علی بن حکم نے بیان کیا کہ انھوں نے ابوعثمان کو ابوموسٰی سے اس طرح بیان کرتے ہوئے سنا ۔ عاصم نے اس میں اضافہ ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے جہاں پانی تھا جبکہ آپ نے اپنے دونوں گھٹنوں یا ایک گھٹنے سے کپڑا اٹھا رکھا تھا ۔ جب عثمان اندر آئے تو آپ نے گھٹنے ڈھانپ لئے ۔

٣٤٥٩ — شرح : ایک حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف فرما تھے جبکہ آپ کی ران پر کپڑا نہ تھا حضرت ابوبکر صدیق آئے اور بیٹھ گئے پھر عمر فاروق آئے اور بیٹھ گئے ۔ پھر حضرت عثمان نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ران ڈھانپ لی آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا

٣٤٦٠ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ ثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَا مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِأَخِيهِ الْوَلِيدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيهِ فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ لَكَ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أُرَاهُ قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ إِذْ جَاءَ رَسُولُ عُثْمَانَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ مَا نَصِيحَتُكَ فَقُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ قَالَ أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَا

عثمان بہت حیادار مرد ہیں۔ اگر مجھے اسی حالت میں پاتے تو اپنی حاجت پوری نہ کر پاتے۔ نیز حضرت عثمان سے حیا ہی مناسب تھا کیونکہ وہ آپ کے داماد تھے اور داماد سسر سے حیا کیا کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں (عینی، کرمانی) حدیث ۳۴۲۷ کی شرح دیکھیں۔ ”هُنَيْهَةً“ دراصل هُنَوَةٌ تھا اس کی تصغیر هُنَيَّةٌ ہے۔ کبھی دوسری یاء کو ہا سے بدل کیا جاتا ہے تو هُنَيْهَةٌ کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی قلیل شئ ہے۔

۳۴۶۰ — ترجمہ: عروہ نے بیان کیا کہ عبید اللہ بن عدی بن خیار نے انہیں بتایا کہ مسور بن مخرمہ

وَلٰكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَآءِ فِي سِتْرِهَا
قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ
مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ
كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ فَوَاللّٰهِ
مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَبُوْبَكْرٍ
مِثْلُهٗ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِيْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ
لَهُمْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ أَمَّا
مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ
دَعَا عَلِيًّا فَأَمَرَهٗ أَنْ يَجْلِدَهٗ فَجَلَدَهٗ ثَمَانِيْنَ

اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے کہا تمہیں عثمان کے بھائی ولید کے متعلق عثمان سے کلام کرنے سے کیا مانع ہے۔ لوگ اس کے بارے میں بہت باتیں کرتے ہیں۔ میں نے عثمان سے بات کرنے کا ارادہ کیا وہ نماز ادا کرنے باہر نکلے تو میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ جس میں آپ کے لئے بھلائی ہے۔ عثمان نے کہا اے انسان مَعْمَر نے کہا میرا خیال ہے کہ اُنھوں نے کہا میں اللہ کے ذریعہ تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں واپس آیا اور اُن کی طرف لوٹ گیا تو اچانک حضرت عثمان کا قاصد آگیا چنانچہ میں عثمان کے پاس حاضر ہُوا تو اُنھوں نے کہا وہ بھلائی کیا تھی؟ میں نے کہا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور آپ پر قرآن نازل کیا اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسُول کی بات مانی اور آپ نے دو ہجرتیں کیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی آپ کی ہدایت اور طریقہ دیکھا۔ ولید کے بارے میں لوگ بہت باتیں کرتے ہیں (یہ کیوں؟) حضرت عثمان نے کہا تم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا؟ میں نے کہا جی نہیں لیکن مجھے آپ کا علم پہنچا ہے جیسے کنواری کو اس کے پردہ میں پہنچتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت عثمان نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسُول کی بات مانی اور میں

اس پر ایمان لایا جس کے ساتھ آپ کو بھیجا گیا میں نے دو ہجرتیں بھی کی ہیں جیسے تم نے کہا ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور آپ کی صحبت میں رہا۔ بخدا! میں نے کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی آپ سے خیانت کی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی پھر اسی طرح ابوبکر صدیق کی صحبت رہی اور اسی طرح عمر فاروق سے میری صحبت رہی۔ پھر مجھے خلیفہ بنایا گیا۔ کیا میرا حق نہیں جیسے لوگوں کا حق ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں (مزدور آپ کا حق ہے) حضرت عثمانؓ نے کہا یہ کیسی باتیں ہیں جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہیں اور جو تم نے ولید کے بارے میں ذکر کیا ہے انشاء اللہ ہم عنقریب اسے حق کے ساتھ پکڑیں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ولید کو کوڑے ماریں چنانچہ اس کو اسی کوڑے مارے۔

شرح : ولید حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مادر زاد بھائی تھا (اخیافی بھائی)

۳۴۶۰ — آپ نے کوفہ سے سعد بن ابی وقاص کو معزول کر کے اسے کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس نے کوفہ والوں کو صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائیں پھر کہا اب اور پڑھاتا ہوں ان میں سے ایک نے کہا میں نے اسے شراب پیتے دیکھا ہے جبکہ دوسرے نے کہا میں نے اسے شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اس نے شراب ہی پی ہے اسی لئے شراب قے کی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس پر حد قائم کریں۔ حضرت علی نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے فرمایا اس پر حد قائم کرو انھوں نے کوڑا ہاتھ میں لیا اور مارنے شروع کئے جبکہ حضرت علی رضی اللہ شمار کرتے جاتے تھے۔ جب چالیس تک پہنچے تو حضرت علی نے کہا رک جاؤ۔ پھر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق نے چالیس چالیس کوڑے مارے ہیں اور حضرت عمر فاروق نے اسی کوڑے مارے ہیں دونوں طرح جائز ہے اور مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ چالیس کوڑے مارے جائیں۔ احناف نے امام بخاری کی اس حدیث سے استدلال کیا کہ شراب سے مست آدمی کی حد اسی کوڑے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی حد چالیس کوڑے ہیں۔ امام احمد سے بھی ایک روایت میں یہی مذکور ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو کھجور کی شاخ اور جوتوں سے مارا تھا اور ابوبکر صدیق نے بھی چالیس کوڑے مارے تھے۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ مذکور روایت میں کھجور کی دو شاخیں تھیں جو چالیس بار ماری گئی تھیں اسی طرح جوتے بھی دو تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے روایت کی کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شراب پینے والے کو دو شاخوں سے مارا گیا۔ جب عمر فاروق کا زمانہ آیا تو انھوں نے ہر جوتے کے عوض کوڑا مارا۔ اس طرح اسی کوڑے شرابی کی حد مقرر کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو حد لگانے میں اس لئے تاخیر کی تھی کہ اس کے شراب پینے کے گواہوں نے گواہی میں تاخیر کی تھی۔ اسی لئے جب گواہی کی وضاحت ہوئی تو فوراً حد قائم کر دی گئی۔

ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا والدہ کی طرف سے اخیافی بھائی تھا۔ اور عقبہ بن ابی معیط

٣٤٦١ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ ثَنَا شَاذَانُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِاَبِي بَكْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ

بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبد شمس کا بیٹا تھا۔ حضرت عثمان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا پھر انہیں معزول کر کے ولید بن عقبہ کو وہاں حاکم مقرر کیا جبکہ اس سے پہلے ولید جزیرہ کا حاکم تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ اُنھوں نے بیت المال کے محافظ حضرت عبداللہ بن مسعود سے کچھ قرض لیا جب عبداللہ بن مسعود نے واپسی کا مطالبہ کیا تو دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ حضرت عثمان کو جھگڑے کی خبر پہنچی تو اُنھوں نے سعد کو معزول کر کے ولید کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا پھر ولید بن عقبہ کو شراب پینے کے باعث معزول کر کے تیس ہجری میں سعید بن عاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا جبکہ ولید کوفہ کا پانچ سال حاکم رہا تھا اور بہت سخی تھا۔ اسی سال سعید نے طبرستان فتح کیا تھا۔ جب وہ کوفہ کا حاکم مقرر ہو کر کوفہ آئے تو لوگوں سے کہا میں اس منبر پہ ہرگز نہیں چڑھوں گا جب تک اس سے ولید فاسق کے آثار نہ دھوئے جائیں۔ یہ پلید ہے اس کو دھویا جائے۔

عُبید اللہ بن عدی بن خیار جس نے حضرت عثمان سے ولید کے شراب پینے کے بارے میں کہا تھا وہ حضرت عثمان کے بھانجے تھے اس لئے لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ اپنے ماموں سے ولید کے متعلق بات کریں۔ حضرت عثمان نے انہیں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ ،، اس لئے فرمایا تھا کہ وہ ایسی بات نہ کریں جو وہ پوری نہ کر سکیں اور تنگ دلی ہو۔ عبید اللہ نے جن دو ہجرتوں کا ذکر کیا تھا وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی ہجرتیں ہیں۔ ابن ماکول نے کہا عبید اللہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت عثمان کے سوال کہ تو نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے کا جواب نفی سے اس لئے دیا کہ اُنھوں نے حضور کو دیکھا نہیں البتہ زمانہ پایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور علم شریف اس قدر شائع ذائع تھا کہ پردہ دار باکرہ عورتوں کو ان کے گھروں میں پہنچا ہے تو اُن سے کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ

۳۴۶۲ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ ثَنَا عُثْمَانُ هُوَابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمُ فَقَالُوْا هٰٓؤُلَآءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّىْ سَائِلُكَ

وہ اس کے حصول کے بہت حریص تھے۔ یعنی عبد اللہ نے کہا مجھے یقیناً یہ معلوم ہے۔ احادیث اُحْدُوثَہ کی جمع ہے اور وہ عام بات ہے جو لوگوں میں معروف ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۶۱ — **ترجمہ**: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں ہم ابوبکر صدیق کے برابر کسی کو نہیں جانتے تھے پھر عمر فاروق کو پھر عثمان غنی کو۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو چھوڑ دیتے تھے۔ ایک دوسرے سے کسی کو افضل نہیں جانتے تھے۔ عبد العزیز سے روایت کرنے میں عبد اللہ نے شاذان کی متابعت کی

۳۴۶۱ — **شرح**: یعنی شیخین ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دینے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو ترجیح دینے میں سکوت کرتے تھے۔ کیونکہ صحابہ کو ترجیح دینے میں وہ اجتہاد کرتے تو انہی تینوں حضرات کے فضائل واضح معلوم ہوتے تھے اس لئے ان کی فضیلت کا وہ یقین رکھتے تھے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان سے مراد وہ شیوخ ہیں جن سے جملہ مہماتِ امور میں آپ مشورہ فرماتے تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت علی کی عمر کم تھی اور حد و دِ شیخوخیت کو نہیں پہنچے تھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا کی مراد حضرت علی کی تحقیر اور عثمان کے بعد فضیلت میں تاخیر مراد نہیں کیونکہ حضرت علی کی فضیلت مشہور ہے۔ عبد اللہ بن عمر اس کے قطعاً منکر نہ تھے اور نہ ہی دوسرے صحابہ کرام آپ کی فضیلت کا انکار کرتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہلسنت وجماعت کے مسلک میں یہ مسلّم امر ہے کہ حضرت عثمان کے بعد علی سب صحابہ سے افضل ہیں اور عشرہ مبشرہ ان کے علاوہ دوسرے صحابہ سے افضل ہیں۔ اہلِ بدر اُن صحابہ سے افضل ہیں جو بدر میں حاضر نہیں تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مذکور تاویل نہایت ضروری ہے ورنہ عشرہ مبشرہ کی دوسروں پر ترجیح اور اہلِ بدر، بیعتِ رضوان اور اصحابِ ہجرتین کی ان کے غیر پر ترجیح میں نقص لازم آئے گا۔ حالانکہ ان حضرات کی دوسروں پر فضیلت

عن شيء فحدثني هل تعلم أن عثمان فر يوم أحد قال نعم
قال تعلم أنه تغيب عن بدر ولم يشهد قال نعم قال تعلم
أنه تغيب عن بيعة الرضوان فلم يشهدها قال نعم قال الله
أكبر قال ابن عمر تعال أبين لك أما فراره يوم أحد فأشهد
أن الله عفا عنه وغفر له وأما تغيبه عن بدر فإنه كانت
تحته بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت مريضة
فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لك أجر رجل
ممن شهد بدرا وسهمه وأما تغيبه عن بيعة الرضوان
فلو كان أحد أعز ببطن مكة من عثمان لبعثه مكانه فبعث
رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة الرضوان
بعد ما ذهب عثمان إلى مكة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
بيده اليمنى هذه يد عثمان فضرب بها على يده فقال هذه
لعثمان فقال له ابن عمر اذهب بها الآن معك

مُسلّم امر ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۳۴۶۲ — ترجمہ : عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ اہلِ مصر سے ایک شخص آیا اُس نے بیت اللہ کا حج کیا ۔ لوگوں کو ایک جگہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا یہ لوگ کون ہیں ؟ کہا یہ قریش ہیں ۔ اُس نے کہا ان میں یہ بُزرگ کون ہے ؟ لوگوں نے کہا یہ عبداللہ بن عمر ہیں ۔ مصری نے کہا یا عبداللہ بن عمر ! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتائیں کہ کیا عثمان اُحد کی جنگ میں بھاگ گئے تھے ؟ عبداللہ نے کہا جی ہاں ! مصری نے کہا کیا آپ

جانتے ہیں کہ وہ بیعتِ رضوان میں بھی موجود نہ تھے اور حاضر نہ ہوئے تھے۔ عبداللہ نے کہا: جی ہاں! مصری نے کہا: اللہ اکبر، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا ذرا آگے آؤ تجھے وضاحت کر دوں۔ اُحد کی لڑائی میں عثمان کا بھاگ جانا، میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اور بخش دیا اور بدر کی جنگ میں ان کا غائب ہونا اس لئے تھا کہ آپ کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بیمار تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے عثمان! تمہیں وہی ثواب ملے گا جو بدر میں حاضر ہونے والوں کو ثواب ملے گا اور بیعتِ رضوان سے اُن کے غائب ہونے کا سبب یہ تھا کہ مکہ مکرمہ میں اگر کوئی عثمان سے زیادہ حضور کو عزیز ہوتا تو ان کی جگہ اسے بھیجتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو مکہ بھیجا تھا ان کے مکہ جانے کے بعد بیعتِ رضوان ہوئی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے دستِ اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے بائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ پھر عبداللہ بن عمر نے کہا یہ جواب لے جاؤ جو تو نے سُنے ہیں

۳۴۶۲ **شرح** : اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اور بخش دیا جنگِ بدر میں حاضر نہ ہونے کے باوجود بھی انہیں حاضر ہونے والوں سا حصہ اور ثواب حاصل ہُوا جو اور کسی غائب ہونے والے کو نہ ملا۔ علاوہ ازیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ یہ وہ سعادت ہے جو اور کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ مصر سے آنے والا شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین سے تھا اور تعصّب کے باعث اُس نے حضرت عبداللہ بن عمر سے تین سوال کئے تھے جب اُنھوں نے اس کے سوالات کی تصدیق کی تو خوشی سے اُس نے اللہ اکبر کہا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے تینوں سوالوں کا تفصیل سے جواب دیا پہلے سوال کے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

یہ جنگِ اُحد کا واقعہ ہے اور دو جماعتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ابوسفیان مع دیگر کفارِ مکہ ہیں۔ یعنی جب مسلمانوں اور کافروں کی دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو بعض مسلمان بھاگ گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہاجرین میں سے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی المرتضیٰ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عُبَیداللہ، زُبیر بن عوام اور ابوعبیدہ بن جراح رہے رضی اللہ عنہم اور انصار میں سے حباب بن مُنذر، ابودجانہ، عاصم بن ثابت، حارث بن صمہ، اُسید بن حُضیر، سعد بن معاذ اور سہل بن حنیف رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کا فرار معاف کر دیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے معاف کرنے کے بعد اس کا مواخذہ کرنا مسلمان کی شان نہیں۔

۳۴۶۳ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ فَقَالَ اُسْكُنْ اُحُدُ اَظُنُّهٗ ضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَلَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رُقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان کے نکاح میں تھیں وہ بیمار تھیں آپ نے حضرت عثمان اور اُسامہ بن زید کو مدینہ منورہ میں رہنے دیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں اور خود بدر میں تشریف لے گئے۔ آپ بدر ہی میں تھے کہ صاحبزادی انتقال فرماگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!
اس وقت ان کی عمر شریف بیس برس تھی۔ لہذا عثمان کا جنگِ بدر میں حاضر نہ ہونا اس وجہ سے تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بدر میں جانے سے روک دیا تھا۔ اس میں حضرت عثمان کا کیا گناہ تھا؟
بیعتِ رضوان حضرت عثمان کے مکہ جانے کے بعد ہوئی تھی جبکہ یہ مشہور ہوگیا تھا کہ عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اِن مواقع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غائب ہونے کے یہ اسباب تھے لہٰذا وہ قابلِ مواخذہ نہیں۔ یہ جواب بیان کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا اب جاؤ اور اپنا عقیدہ صحیح کرو۔

۳۴۶۳ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحُد پہاڑ پر چڑھے اور ابوبکر و عمر اور عثمان آپ کے ساتھ تھے اُحُد کانپنے لگا تو حضور نے فرمایا اے اُحُد ٹھہر میرا خیال ہے کہ آپ نے اس پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا : تیرے اُوپر نبی، صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں!

۳۴۶۳ ـــ شرح : مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر فاروق، عثمان، علی، طلحہ، زبیر جبلِ حراء پر تھے تو وہ حرکت میں آگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو! تیرے اُوپر نبی، صدیق اور شہید ہیں (حدیث ۳۴۳۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالْاِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَفِيهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۳۴۶۴ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ اَنْ يُّصَابَ بِاَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَفَ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا اَتَخَافَانِ اَنْ تَكُوْنَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَا حَمَّلْنَاهَا اَمْرًا هِيَ لَهٗ مُطِيْقَةٌ مَا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ قَالَ انْظُرَا اَنْ تَكُوْنَا حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ لَئِنْ سَلَّمَنِيَ اللّٰهُ لَاَدَعَنَّ اَرَامِلَ اَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ اِلٰى رَجُلٍ بَعْدِيْ اَبَدًا قَالَ فَمَا اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا رَابِعَةٌ حَتّٰى اُصِيْبَ قَالَ اِنِّيْ لَقَائِمٌ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ اور ان کی بیعت پر اتفاق ،،

اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی ذکر ہے "

۳۴۶۴ ـــ ترجمہ : عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے فرما رہے تھے ۔ تم نے کیا کیا ہے کیا تم نے خوف محسوس کیا کہ تم نے زمین پر جو خراج

عَبَّاسٍ غَدَاةَ اُصِيْبَ وَكَانَ اِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ
اِسْتَوُوْا حَتّٰى اِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَأَ
بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ اَوِ النَّحْلِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى
حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَتَلَنِيْ
اَوْ اَكَلَنِيْ اَلْكَلْبُ حِيْنَ طَعَنَهٗ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّيْنٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ
لَا يَمُرُّ عَلٰى اَحَدٍ يَمِيْنًا وَّلَا شِمَالًا اِلَّا طَعَنَهٗ حَتّٰى طَعَنَ ثَلٰثَةَ
عَشَرَ رَجُلًا وَمَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ اَنَّهٗ مَاخُوْذٌ
نَحَرَ نَفْسَهٗ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهٗ
فَمَنْ يَلِيْ عُمَرَ فَقَدْ رَاَى الَّذِيْ اَرٰى وَاَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَاِنَّهُمْ
لَا يَدْرُوْنَ غَيْرَ اَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوْا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ

مقرر کیا ہے وہ اس کی طاقت سے زیادہ ہے؟ اُنھوں نے کہا ہم نے وہی خراج مقرر کیا ہے جس کی وہ طاقت رکھتی ہے۔ اس میں زیادتی کی کوئی بات نہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا اس بات کا خیال کرلو کہ شاید تم نے زمین پر خراج زیادہ مقرر کیا ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو۔ اُنھوں نے کہا جی نہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی بیواؤں کو اس حال میں چھوڑوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہ رہیں گی۔ عمرو بن میمون نے کہا ان پر صرف چوتھی رات آئی کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ عمرو بن میمون نے کہا جس روز وہ شہید ہوئے میں صف میں کھڑا تھا۔ میرے اور ان کے درمیان صرف عبداللہ بن عباس تھے۔ وہ جب دو صفوں کے بیچ سے گزرتے تو فرماتے صفیں سیدھی کرو۔ حتیٰ کہ جب ان میں کوئی خلل نہ دیکھتے تو آگے بڑھ کر تکبیر تحریمہ کہتے۔ اور اکثر سورۂ یوسف یا نحل یا ان جیسی سورت پہلی رکعت میں پڑھتے تاکہ سب لوگ جمع ہو جائیں۔ ابھی انھوں نے "اللہ اکبر" ہی کہا تھا کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے

سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَصَلّٰى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ صَلٰوةً خَفِيْفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اُنْظُرْ مَنْ قَتَلَنِيْ فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ غُلَامُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ الصَّنَعُ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَاتَلَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَمَرْتُ بِهٖ مَعْرُوْفًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَجْعَلْ مِيْتَتِيْ بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْكَ تُحِبَّانِ اَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوْجُ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ اَكْثَرَهُمْ رَقِيْقًا فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ اَيْ اِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا فَقَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوْا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوْا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ اِلٰى بَيْتِهٖ فَانْطَلَقْنَا مَعَهٗ وَكَاَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ اَخَافُ عَلَيْهِ فَاُتِيَ بِنَبِيْذٍ فَشَرِبَهٗ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ ثُمَّ اُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ فَخَرَجَ

سُنا مجھے کتے نے قتل کر ڈالا یا مجھے کتے نے کاٹ کھایا جب وہ غلام دودھاری چھری لے بھاگا تو دائیں بائیں جدھر سے گزرتا لوگوں کو زخمی کرتا جاتا تھا حتی کہ اُس نے تیرہ [13] آدمی زخمی کئے جن میں سے سات فوت ہو گئے۔ جب اسے ایک مسلمان نے دیکھا تو اس پر لمبی ٹوپی ڈال دی۔ جب غلام کو یقین ہو گیا کہ وہ گرفتار ہو چکا ہے تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا۔ ادھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کیا۔ جو کوئی حضرت عمر فاروق کے قریب ہوتا وہ وہی کچھ دیکھتا جو میں نے دیکھا۔ رہے وہ لوگ جو مسجد کے کونوں میں تھے انہیں کچھ معلوم نہ ہُوا سوا اس کے کہ انہوں نے عمر فاروق کی آواز گم پائی اور وہ "سبحان اللہ، سبحان اللہ" کہتے تھے۔ عبد الرحمٰن بن عوف نے لوگوں کو ہلکی سی نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو عمر فاروق نے کہا اے ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے وہ کچھ دیر گھومنے کے بعد آئے اور کہا مغیرہ کا غلام ہے (جس نے آپ کو زخمی کیا ہے) فرمایا اس کاریگر نے؟ ابن عباس نے

مِنْ جَوْفِهٖ فَعَرَفُوْا اَنَّهٗ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا
يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ اَبْشِرْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
بِبُشْرَى اللّٰهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَمٍ
فِي الْاِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وُلِّيْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ
وَدِدْتُّ اَنَّ ذٰلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ فَلَمَّا اَدْبَرَ اِذَا اِزَارُهٗ يَمَسُّ
الْاَرْضَ قَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ الْغُلَامَ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اِرْفَعْ ثَوْبَكَ
فَاِنَّهٗ اَنْقٰى لِثَوْبِكَ وَاَتْقٰى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ انْظُرْ مَا عَلَيَّ
مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَّثَمَانِيْنَ اَلْفًا اَوْ نَحْوَهٗ قَالَ
اِنْ وَّفٰى لَهٗ مَالُ اٰلِ عُمَرَ فَاَدِّهٖ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاِلَّا فَسَلْ فِيْ

کہا جی ہاں! حضرت عمر فاروق نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے میں نے اسے اچھی بات بتائی تھی۔ اللہ کا شکر ہے جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرنے والا ہو۔ اے ابن عباس تم اور تمہارے والد اسی چیز کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں کاریگر زیادہ ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بہت غلام تھے۔ انھوں نے کہا اگر پسند کرتے ہیں تو میں کرتا ہوں یعنی اگر آپ چاہتے ہیں تو میں سب کو قتل کر دیتا ہوں۔ عمر فاروق نے فرمایا: خلافِ واقع بات کرتے ہو۔ کیونکہ جب وہ تمہاری زبان میں کلام کرنے لگے تمہارے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے لگے اور تمہاری طرح حج کرنے لگے تو اس کے بعد ان کے قتل کرنے میں تم سچے نہیں ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اُٹھا کر اُن کے گھر لے جایا گیا اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلنے لگے اس واقعہ سے پہلے مسلمانوں کو کبھی ایسی مصیبت نہیں پہنچی تھی۔ بعض کہتے فکر کی کچھ بات نہیں اور بعض کہتے ہمیں ڈر ہے کہ آپ فوت ہو جائیں گے۔ پھر نبیذ لایا گیا جسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے نکل گیا پھر دودھ لایا گیا آپ نے وہ پیا تو وہ بھی آپ کے پیٹ سے نکل گیا۔ اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ ہم آپ کے پاس آئے اور لوگ بھی آ رہے تھے وہ سب آپ کی ثنا کرتے اس اثنا میں ایک نوجوان آیا اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ کی طرف سے خوشخبری ہو کہ آپ کو جناب

بَنِيْ عَدِيِّ ابْنِ كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِيْ قُرَيْشٍ وَلَا
تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّيْ هٰذَا الْمَالَ اِنْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ
أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
فَإِنِّيْ لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَمِيْرًا وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا
قَاعِدَةً تَبْكِيْ فَقَالَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ
أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ وَلَأُوْثِرَنَّ
بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِيْ فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيْلَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ
قَالَ ارْفَعُوْنِيْ فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا لَدَيْكَ قَالَ الَّذِيْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی اور آپ جانتے ہیں کہ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ پھر آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے عدل و انصاف کیا۔ پھر آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میری خواہش ہے کہ یہ سب امور میرے لئے برابر ہو جائیں نہ عذاب ہو اور نہ ہی ثواب ہو۔ جب وہ نوجوان واپس ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا تہبند زمین پر گھسیٹ رہا تھا۔ فرمایا اس نوجوان کو واپس بلاؤ اور فرمایا اے میرے بھتیجے تہبند اوپر اٹھاؤ اس سے کپڑا صاف رہے گا اور یہ اللہ کو بھی پسند ہے۔

اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر قرض کتنا ہے۔ انھوں نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار (۸۶۰۰۰) یا اس کے لگ بھگ قرض پایا۔ فرمایا: اگر عمر کی اولاد کے اموال اس کے لئے کافی ہوں تو ان کے اموال سے قرضہ ادا کر دو ورنہ بنی عدی بن کعب سے مانگو اگر ان کے اموال کافی نہ ہوں۔ تو قریش سے مانگو اور ان کے غیر سے مال لے کر قرضہ ادا نہ کرنا ہوگا۔ میرا قرض ادا کرو اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر سلام کہتا ہے اور یہ نہ کہنا کہ امیر المؤمنین سلام کہتے ہیں کیونکہ میں آج مومنوں کا امیر نہیں ہوں اور کہو عمر بن خطاب اس بات کی اجازت چاہتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کیا جائے عبداللہ ابن عمر نے سلام عرض کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی اجازت کے بعد ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر

تُحِبُّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ اَذِنَتْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ
اَهَمُّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ فَاِذَا اَنَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ
يَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاِنْ اَذِنَتْ لِيْ فَاَدْخِلُوْنِيْ وَاِنْ
رَدَّتْنِيْ فَرُدُّوْنِيْ اِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَآءَتْ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ
حَفْصَةُ وَالنِّسَآءُ تَسِيْرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَاَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ
فَبَكَتْ عِنْدَهٗ سَاعَةً وَاسْتَاْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَّهُمْ
فَسَمِعْنَا بُكَآءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوْا اَوْصِ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِسْتَخْلِفْ قَالَ مَا اَجِدُ اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ
اَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ
رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَّعَبْدَالرَّحْمٰنِ

تو انہیں روتی ہُوئے پایا۔ عرض کیا عمر بن خطاب آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس مدفون ہُوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے اپنے لئے اس کا ارادہ کیا ہُوا تھا آج میں انہیں اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ جب عبداللہ بن عمر واپس آئے تو کہا گیا یہ عبداللہ بن عمر آتے ہیں فرمایا مجھے اُٹھاؤ ایک شخص نے آپ کو اپنا سہارا دے کر بٹھایا فرمایا اے عبداللہ! کیا جواب لائے ہو۔ عرض کیا یا امیر المؤمنین وہی جو آپ پسند کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے دفن کی اجازت دے دی ہے۔ فرمایا اللہ کا شکر ہے۔ میرے لئے کوئی شئ اس سے اہم نہ تھی۔ جب میری وفات واقع ہوجائے تو مجھے اُٹھا کر لے جاؤ تو سلام عرض کرنے کے بعد کہو۔ عمر بن خطاب اجازت چاہتے ہیں اگر میرے لئے اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اُنھوں نے واپس کر دیا تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں لے جاؤ۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا اور دیگر خواتین ان کے ساتھ چلتی ہُوئی آئیں جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اُٹھ گئے وہ آپ کے پاس آکر کچھ دیر روتی رہیں۔ لوگوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو وہ اندر مکان میں چلی گئیں۔ ہم نے مکان کے اندر سے ان کے رونے کی آواز سُنی۔ لوگوں نے کہا یا امیر المؤمنین وصیت کیجئے اور کسی کو خلیفہ

اَبْنَ عَوْفٍ وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهٗ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهٗ فَاِنْ اَصَابَتِ الْاِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَاِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهٖ اَيُّكُمْ مَا اُمِّرَ فَاِنِّيْ لَمْ اَعْزِلْهُ مِنْ عَجْزٍ وَّلَا خِيَانَةٍ وَقَالَ اُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَاُوْصِيْهِ بِالْاَنْصَارِ خَيْرًا اَلَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَنْ يُّقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَاَنْ يُّعْفٰى عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاُوْصِيْهِ بِاَهْلِ الْاَمْصَارِ خَيْرًا فَاِنَّهُمْ رِدْءُ الْاِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَاَنْ لَّا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ اِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَاُوْصِيْهِ بِالْاَعْرَابِ خَيْرًا فَاِنَّهُمْ اَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْاِسْلَامِ اَنْ يُّؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِيْ اَمْوَالِهِمْ وَيُرَدَّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ

مقرر کریں فرمایا میں خلافت کے لائق ان لوگوں کے سوا کسی کو نہیں پاتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ اُن سے راضی تھے اور حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور فرمایا عبداللہ بن عمر تمہارے پاس حاضر ہُوا کریں گے لیکن خلافت میں ان کا کوئی حصہ نہیں (راوی نے کہا) آپ نے یہ جملہ عبداللہ کی تسلی کے لئے فرمایا۔ اگر خلافت سعد بن ابی وقاص کو ملے تو وہ اس کے مستحق ہیں۔ ورنہ جو بھی خلیفہ بنایا جائے وہ اُن سے استعانت کرتا رہے میں نے انہیں نا اہلیت اور خیانت کرنے کے باعث معزول نہیں کیا اور میں اپنے بعد والے خلیفہ کو مہاجرین اولین سے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ اُن کے حقوق پہچانے اور اُن کی آبرو کی حفاظت کرے اور میں اسے انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں جو مدینہ منورہ (دار الہجرت) میں مہاجرین سے پہلے مقیم ہُوئے اور اُنھوں نے ایمان کو کفر پر ترجیح دی۔ کہ ان میں سے مخلص لوگوں کے اخلاص کو اپنایا جائے اور ان کے خطا کار دل

وَاُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ
يُّوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَاَنْ يُّقَاتَلَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا اِلَّا
طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهٖ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِيْ فَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَتْ اَدْخِلُوْهُ فَاُدْخِلَ
فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهٖ اجْتَمَعَ هٰؤُلَآءِ
الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اجْعَلُوْا اَمْرَكُمْ اِلٰى ثَلَاثَةٍ مِّنْكُمْ
قَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِيْ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ
اَمْرِيْ اِلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِيْ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَيُّكُمَا تَبَرَّاَ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ

سے درگزر کر دیا جائے ۔ میں خلیفہ کو شہروں میں رہنے والوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ لوگ اسلام کے مددگار، مال جمع کرنے والے اور دشمنوں کو غیظ میں ڈالنے والے ہیں۔ اور اُن سے ان کی رضامندی سے ضرورت سے زائد مال لیا جائے۔ خلیفہ کو اعراب کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں ۔ کیونکہ وہ اصل عرب اور اسلام کا سرمایہ ہیں کہ ان کی ضرورت سے زائد مال لئے جائیں اور ان میں سے غریب لوگوں پر تقسیم کئے جائیں ۔ میں خلیفہ کو اللہ تعالیٰ کا ذمہ اور اس کے رسول کے ذمہ کی وصیت کرتا ہوں کہ اہلِ ذمہ کے ذمہ کو پورا کیا جائے اور ان کی حمایت میں جنگ کی جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دی جائے ۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ۔ ہم انہیں لے کر نکلے ہم چلتے جا رہے تھے کہ عبداللہ بن عمر نے ام المؤمنین کو سلام عرض کیا اور کہا عمر بن خطاب اجازت طلب کر رہے ہیں ۔ ام المؤمنین نے فرمایا انہیں داخل کر دو ۔ چنانچہ انہیں (حجرہ میں) داخل کر دیا گیا اور وہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دیئے گئے ۔ جب اُن کے دفن سے فارغ ہوئے تو یہ لوگ جمع ہو گئے ۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم اپنی رائے تین شخصوں کو سونپ دو ۔ حضرت زُبیر نے کہا میں اپنا حق علی کے سپرد کرتا ہوں ۔ طلحہ نے کہا میں نے اپنی رائے عثمان کے حوالہ کی اور سعد بن ابی وقاص نے کہا میں نے اپنا حق عبدالرحمٰن بن عوف کے

فنجعله اليه والله عليه والاسلام لينظرن افضلهم في
نفسه فأسكت الشيخان فقال عبد الرحمن افتجعلونه
الي والله علي ان لا آلو عن افضلكم قالا نعم فاخذ بيد
احدهما فقال لك قرابة من رسول الله صلى الله عليه وسلم
والقدم في الاسلام ما قد علمت فالله عليك لئن امرتك
لتعدلن ولئن امرت عثمان لتسمعن ولتطيعن ثم خلا
بالآخر فقال له مثل ذلك فلما اخذ الميثاق قال ارفع يدك
يا عثمان فبايعه فبايع له علي وولج اهل الدار فبايعوه

سپرد کردیا۔ عبد الرحمٰن نے (علی و عثمان) سے کہا تم دونوں میں سے خلافت سے کون دستبردار ہوتا ہے۔ ہم یہ اس کے سپرد کردیں گے اللہ اور اسلام اس کا نگہبان ہے۔ تم دونوں میں سے ہر ایک اپنے خیال میں افضل پر نظر کرے (اس وقت) حضرت عثمان اور حضرت علی دونوں خاموش رہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا کیا تم اپنا اپنا حق میرے سپرد کرتے ہو؟ بخدا مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں تم میں سے افضل کے ساتھ کمی نہیں کروں گا۔ دونوں نے کہا جی ہاں! (خلافت کا انتخاب آپ کریں) عبد الرحمٰن نے ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ کر کہا آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں قدامت کا وہ شرف حاصل ہے جو آپ جانتے ہیں۔ اللہ آپ کا نگہبان ہے۔ اگر میں آپ (علی) کو خلیفہ بنادوں تو آپ نے عدل و انصاف کرنا ہوگا اور اگر عثمان کو خلیفہ بنادوں تو ان کی بات سُننی ہوگی اور ان کی اطاعت کرنا ہوگی۔ پھر دوسرے (عثمان) کو علیحدہ لے گئے اور ان سے اسی طرح کہا (جو حضرت علی سے کہا تھا) جب دونوں سے عہد لے لیا تو کہا اے عثمان اپنا ہاتھ اُٹھاؤ اور ان سے بیعت کی پھر حضرت علی نے بیعت کی پھر شہر والے آئے اور سب نے حضرت عثمان سے بیعت کی۔

٣٤٦٤ —— **شرح** : امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حُذیفہ بن یمان عبسی اور عثمان بن حُنیف اوسی کو عراق کی زمین پر خراج اور لوگوں پر جزیہ مقرر کرنے کے لئے بھیجا۔ پھر اُن سے پوچھا کہ تم نے حکم کی تعمیل کی ہے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں ہم نے

زمین پر خراج اس قدر مقرر کیا ہے کہ وہ اس کی طاقت رکھتی ہے اس کی طاقت سے زیادہ مقرر نہیں کیا۔ اس کے بعد ابھی چار روز ہی گزرنے والے تھے کہ چوتھے روز کی صبح آپ کو زخمی کر دیا گیا جو بعد میں آپ کی وفات پر منتج ہُوا۔ جس شخص نے آپ کو شہید کیا وہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولؤلؤ فیروز تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر بالغ قیدی کا مدینہ منورہ میں داخلہ ممنوع قرار دیا تھا حتیٰ کہ کوفہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہ نے امیر المؤمنین کو خط لکھا کہ میرے غلام فیروز نامی کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے کیونکہ وہ بہترین کاریگر ہے۔ اور لوہار اور نقاش کے علاوہ ترکھانوں کا کام اچھا جانتا ہے۔ اس کی صنعت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ امیر المؤمنین نے مغیرہ بن شعبہ کی سفارش پر اُن کے غلام کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ جبکہ مغیرہ نے اس پر ایک سو درہم ماہوار خراج مقرر کیا تو ابولؤلؤ نے امیر المؤمنین سے شکائت عرض کی کہ اس پر خراج زیادہ مقرر کیا گیا ہے آپ نے فرمایا تیرے کسب کے مقابلہ میں یہ خراج زیادہ نہیں۔ ابولؤلؤ ناراض ہو کر چلا گیا۔ چند روز کے بعد وہ غلام آپ کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا کیا تو نے کہا نہیں تھا کہ اگر تو چاہے تو ایسی چکی بنائے جو ہوا کے ذریعے چل کر آٹا پیسے؟ وہ منہ چڑھا کر حضرت کی طرف متوجہ ہُوا اور کہا میں تمہارے لئے ایسی چکی بناؤں گا جسے لوگ یاد کریں گے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے پاس والے لوگوں کی طرف التفات کرتے ہُوئے فرمایا یہ غلام مجھے عتاب کرتا ہے۔ اس نے چند روز میں ایک خنجر تیار کیا جو دونوں طرف سے تیز کیا اور اس کی مٹھی درمیان میں رکھی اور رات کے اندھیرے میں مسجد کے ایک کونہ میں چھُپ گیا۔ امیر المؤمنین کی عادت تھی کہ جب گھر سے باہر نکلتے تو نماز کے لئے لوگوں کو بیدار کرتے جاتے تھے چنانچہ حسبِ عادت آپ مسجد میں آئے اور ابولؤلؤ کے قریب پہنچے تو اس نے اچانک آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کو تین سخت زخم کئے ان میں سے ایک ناف سے نیچے شدید زخم تھا جس سے آپ کی موت واقع ہُوئی۔ ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ اسے زُہری سے روائت کیا ہے ابو رافع کی روائت میں اس طرح ہے کہ ابولؤلؤ نے امیر المؤمنین سے شکائت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے اس پر چار درہم یومیہ خراج مقرر کیا ہے اور یہ زیادہ ہے اس میں تخفیف ہونی چاہیئے آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈر یہ زیادہ نہیں ہے لیکن آپ کی نیت یہ تھی کہ مغیرہ سے کہہ کر اس میں تخفیف کرا دیں گے۔ ابولؤلؤ نے کہا میرے سوا تمام لوگوں سے آپ انصاف کرتے ہیں اور آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا اور زہر آلود خنجر بنایا جو دونوں طرف سے تیز تھا۔ اور صبح کی نماز میں جب امیر المؤمنین نے تکبیر تحریمہ کہی تو اُس نے آپ کے کندھے اور پسلیوں میں زخم کئے جس کی وجہ سے آپ زمین پر گر پڑے۔ مسلم نے معدان بن ابوطلحہ کے طریق سے روائت کی کہ حضرت امیر المؤمنین نے ایک روز خطبہ میں فرمایا میں نے خواب میں ایک مرغ دیکھا ہے جس نے مجھے تین چونچیں ماری ہیں مجھے اس کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ میری موت قریب آ چکی ہے۔

۲۶۔ ذوالحجہ ۲۳ھ میں ابولؤلؤ نے آپ کو شہید کیا۔ اس حادثہ میں اس شقی نے تیرہ صحابہ کرام

کو بھی زخمی کیا جن میں سے سات شہید ہوگئے اور چھ بچ رہے ۔ اس واقعہ میں ایک مہاجر حطان تمیمی یربوعی نے ابولؤلؤ کے بھاگتے ہوئے اس پر لمبی ٹوپی یا کمبل ڈال دیا ایک اور اسناد سے ابن سعد نے واقدی سے روایت کی کہ عبداللہ بن عوف نے ابولؤلؤ کا سر قلم کر دیا ۔

جب امیرالمؤمنین زخمی ہوگئے تو عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے مصلّٰی پر کھڑا کر دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ۔ عبدالرحمٰن نے نماز میں بہت اختصار کیا اور قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں ،، اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ،، اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ ،، پڑھیں ۔ اس اثناء میں امیرالمؤمنین پر غشی طاری ہوگئی اور آپ کو گھر پہنچا دیا گیا ۔ آپ صبح تک بے ہوش رہے ۔ جب افاقہ ہُوا تو ہمیں دیکھ کر فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں عرض کیا جی ہاں ! لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ۔ آپ نے فرمایا جو نماز نہ پڑھے اس کا اسلام کامل نہیں پھر وضوء کرکے نماز پڑھی ۔ ابن سعد نے عبداللہ بن عمر کے طریق سے روایت کی کہ آپ نے وضوء کرکے صبح کی نماز پڑھی اور پہلی رکعت میں وَالْعَصْرِ ،، اور دوسری رکعت میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ،، دو سورتیں پڑھیں اور میرے ساتھ تکیہ لگایا جبکہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا ۔ میں نے درمیان والی انگلی زخم پر رکھی لیکن زخم بہت گہرا تھا میری انگلی سے اس کا مُنہ بند نہ ہُوا ۔

حضرت امیرالمؤمنین رضی اللہ عنہ کو ابن عباس سے بہت محبت تھی آپ انہیں ہمیشہ اپنے قریب جگہ دیا کرتے تھے ۔ ابن عباس نے کہا اس سانحہ میں لوگ ایسے روتے تھے جیسے اُنھوں نے اپنی اولاد کو گم پایا ہے لیکن آپ خندہ پیشانی تھے ۔ آپ نے فرمایا اے ابن عباس دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے ؟ ابن عباس نے اِدھر اُدھر گھوم کر عرض کیا ۔ کاریگر غلام نے جو مغیرہ بن شعبہ نے بھیجا تھا فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری موت کلمہ گو کے ہاتھ میں نہیں رکھی ۔ اللہ اسے ہلاک کرے میں نے اس کے ساتھ بے انصافی نہیں کی تھی بلکہ اچھی بات کہی تھی ۔ حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ امیرالمؤمنین نے فرمایا جس نے مجھے قتل کیا ہے اس پر جلدی نہ کرنا ۔ عرض کیا گیا کہ اس نے خودکشی کر لی ہے ۔ آپ نے ،، اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ،، کہا ۔ کسی نے کہا کہ قاتل ابولؤلؤ ہے آپ نے فرمایا : ،، اللہ اکبر ،،

امیرالمؤمنین نے ابن عباس سے فرمایا تم اور تمہارے والد چاہتے تھے کہ مدینہ منورہ میں کافر زیادہ ہونے چاہئیں ۔ یہ تمہارے ساتھیوں کی مہربانی ہے ۔ میں تو چاہتا تھا کہ مدینہ منورہ میں کوئی عجمی کافر داخل نہ ہونے پائے ۔ لیکن تم مجھ پر غالب آئے جس کا نتیجہ تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بہت غلام تھے اُنھوں نے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم سب کو قتل کر دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ان کو قتل کرنے کا حکم ہرگز نہ دیں گے ۔ امیرالمؤمنین نے فرمایا : كَذَبْتَ ،، آپ غلط کہتے ہیں جب وہ کلمہ گو ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں انہیں کیسے قتل کرو گے ؟ حالانکہ مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ۔ شاید ابن عباس کا یہ خیال ہوگا کہ جو ان میں سے مسلمان نہیں انہیں قتل کر دیا جائے ۔

ابو اسحاق کی روائت کے مطابق جب صبح ہوئی تو ایک طبیب آیا اور کہا آپ کو پینے کی کون سی شئ پسند ہے فرمایا نبیذ "یعنی کھجوروں کا شربت"، جب وہ آپ کو پلایا گیا تو وہ پیٹ سے باہر نکل گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ نبیذ تھا یا خون نکلا تھا کیونکہ خون نبیذ کے ساتھ مل گیا تھا۔ پھر دودھ پیش کیا گیا آپ نے وہ پیا تو وہ بھی پیٹ سے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد طبیب نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دو روز تک وفات فرما جائیں گے اس لئے کوئی وصیت کر جائیں۔ امیرالمؤمنین نے فرمایا آپ سچ کہتے ہیں۔ اگر اور کوئی یہ کہتا تو میں اسے تسلیم نہ کرتا۔ اس وقت آپ نے فرمایا اگر ساری دنیا میری ملک ہوتی تو میں آنے والے خطرات کے باعث اسے اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے بھلائی نظر آ رہی ہے۔ اس کے بعد لوگوں کو یقین ہوا کہ امیرالمؤمنین زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکیں گے تو جوق در جوق لوگ آنے اور آپ کی مدح اور ثنا کرتے۔ ایک نوجوان آیا اور کہا اے امیرالمؤمنین آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی اور قدیم الاسلام ہونے کا شرف آپ کو ملا پھر آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو عدل و انصاف کیا اور آخر میں شہادت نصیب ہوئی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ سب باتیں مجھ پر برابر ہو جائیں نہ عذاب ہو نہ ثواب۔

مبارک بن فضالہ کی روائت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے امیرالمؤمنین آپ نے فرمایا ہے کہ یہ سب باتیں مجھ پر برابر ہیں نہ عذاب نہ ثواب۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزاء دے۔ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء نہیں فرمائی تھی کہ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ دین اور مسلمانوں کو غلبہ دے جبکہ لوگ مکہ میں خائف تھے جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کا اسلام لانا مسلمانوں کے غلبہ کا سبب ہوا اور آپ کے ذریعے اسلام نے قوت پکڑی۔ آپ نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی آپ کی ہجرت یقیناً بہت بڑی فتح تھی۔ پھر آپ کسی جنگ میں پیچھے نہیں رہے۔ ہر غزوہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے وفات پائی تو آپ پر راضی تھے پھر آپ کے بعد ہونے والے خلیفہ کی وزارت آپ نے علی منہاج نبوت کی۔ خلیفہ اول کا انتقال ہوا تو وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ کو بھلائی سے خلیفہ مقرر کیا گیا۔ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے شہروں کو رونق بخشی اموال جمع کیے۔ دشمن کو مقہور کیا اور آپ کے ذریعے لوگوں کے دین اور رزق میں وسعت دی۔ پھر شہادت پر آپ کی زندگی کا اختتام ہوا۔ اے امیرالمؤمنین! آپ کو یہ سعادت مبارک ہو۔ حضرت ابن عباس کا کلام سن کر امیرالمؤمنین نے فرمایا۔ مغرور وہ شخص ہے جسے تم غرور میں ڈالو! پھر فرمایا: اے عبداللہ! کیا قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرے لئے ان باتوں کی گواہی دو گے؟ ابن عباس نے کہا جی ہاں! امیرالمؤمنین نے فرمایا اے اللہ تیرا شکر ہے۔ پھر اپنے بیٹے عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا دیکھو میرا کتنا قرضہ ہے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درہم قرضہ تھا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس طرح ہے کہ

امیر المؤمنین نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا اے عبداللہ! میں تمہیں اللہ کے حق اور عمر کے حق کے ساتھ قسم دیتا ہوں کہ جب میری وفات ہو جائے اور مجھے دفن کر دیا جائے تو تم نے اپنا سر ہرگز نہیں دھونا حتیٰ کہ آلِ عمر کا سامان اسی ہزار درہم سے فروخت کرو اور اسے بیت المال میں جمع کرا دو! عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ سے دریافت کیا تو فرمایا میں نے یہ مال حجوں میں خرچ کیا ہے اور ملکی حوادث میں صرف کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین کے مقروض ہونے کی کیا وجہ تھی۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ام المؤمنین کی خدمت میں بھیجا کہ آپ کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہونے کی درخواست کرے اگر وہ قبول کر لیں تو فبہا ورنہ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور درخواست گزارتے وقت مجھے امیر المؤمنین نہ کہا جائے کیونکہ میں آج امیر المؤمنین نہیں ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے وہ جگہ اپنے لئے مخصوص رکھی تھی لیکن آج میں اپنی ذات پر حضرت عمر فاروق کو ترجیح دیتی ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ شریفہ ام المؤمنین کی ملکیت تھی۔ لیکن یہ منافع کی ملکیت تھی کہ ام المؤمنین وہاں اقامت فرما سکتی ہیں۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کا حکم ان عورتوں کا حکم ہے جو عدت پوری کرتی ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں نکاح کرنے کا حق حاصل نہیں تھا وہ بدستور حضور کی بیویاں ہیں کیوں کہ نبیوں کی موت صرف آنی ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں۔

اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ ام المؤمنین نے فرمایا حجرہ شریفہ میں اپنے لئے مخصوص جگہ میں نے اپنے دفن کے لئے رکھی تھی لیکن آج میں عمر فاروق کو ترجیح دیتے ہوئے انہیں وہاں دفن ہونے کی اجازت دیتی ہوں۔ حالانکہ آپ نے عبداللہ بن زبیر سے فرمایا تھا کہ مجھے اُن کے پاس دفن نہ کرنا۔ حجرہ شریفہ میں صرف ایک شخص کے دفن کی جگہ تھی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دفن سے ختم ہو گئی تو ام المؤمنین نے عبداللہ بن زبیر سے کیوں فرمایا کہ مجھے ان کے پاس دفن نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق کے دفن کے بعد جگہ خالی رہ گئی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین نے یہ خیال کیا تھا کہ عمر فاروق کے دفن کے بعد حجرہ شریفہ میں جگہ باقی نہ رہے گی اس لئے فرمایا میں آج عمر فاروق کو ترجیح دیتی ہوں لیکن عمر فاروق کے مدفون ہونے کے بعد گنجائش نظر آئی تو عبداللہ سے فرمایا عمر فاروق کے دفن کے بعد اگرچہ جگہ باقی بچ رہی ہے لیکن مجھے ان کے پاس دفن نہ کرنا۔

اس اشکال کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ام المؤمنین کے ارشاد کے مطابق کہ میں عمر کو ترجیح دیتی ہوں سے مراد یہ ہو کہ اگر وہاں عمر فاروق کے دفن کی اجازت دی جائے تو وہاں ام المؤمنین کا دفن صحیح نہ ہو گا؛ کیونکہ پہلے وہاں صرف ام المؤمنین کے شوہر اور والد تھے اور عمر فاروق اجنبی ہیں اسی لئے عمر فاروق کے دفن کے بعد ام المؤمنین فرمایا کرتی تھیں۔ جب عمر فاروق میرے گھر میں مدفون ہوئے تو میں کپڑے نہیں اُتارتی

تھی۔ (ابن سعد) ایک حدیث کے مطابق ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پاس دفن ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا آپ وہاں کیسے مدفون ہو سکتی ہیں جبکہ وہاں صرف میری قبر شریف، ابوبکر، عمر اور عیسیٰ بن مریم کے قبور کی جگہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روضۂ اطہر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے جہاں حضرت علیہ السلام مدفون ہوں گے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب ایک بار دفن کی اجازت حاصل ہو گئی تو دوبارہ اجازت طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا اُن کی زندگی میں اُن سے حیا کرتے ہوئے اجازت تو دیدے گیں لیکن ممکن ہے کہ ان کی وفات کے بعد اجازت منسوخ کر دیں لہذا انہیں اس میں مجبور نہ کیا جائے۔

لوگ جب امیر المؤمنین کی زندگی سے ناامید ہو گئے تو انہوں نے آپ کو خلیفہ مقرر کرنے کی رغبت دلاتے ہوئے کہا کہ آپ خلیفہ کی وصیت فرمائیں آپ نے خلافت کا تقرر چھ صحابہ کرام کے سپرد کیا اور وہ علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف ہیں اور عبداللہ بن عمر کو بھی ان میں شامل کرنے کو کہا مگر ساتھ ہی یہ وضاحت کر دی کہ انہیں خلافت کے لئے منتخب نہ کیا جائے یہ شمولیت محض ان کی خاطر داری کے لئے ہے۔ مدائنی نے ذکر کیا کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان حضرات سے فرمایا جب تین افراد ایک رائے پر متفق ہو جائیں اور تین دوسری رائے پر اتفاق کریں تو عبداللہ بن عمر کو حاکم مقرر کر لیں اور اگر وہ عبداللہ کی تحکیم سے راضی نہ ہو تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوف ہوں ان کے انتخاب کو آخری شکل دی جائے۔

یہاں ایک اشکال ہے کہ امیر المؤمنین نے ان چھ صحابہ کرام میں سے ہر ایک کو خلافت کے اہل قرار دیتے ہوئے خلافت ان چھ میں منحصر کر دی۔ حالانکہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا تھا۔ اس کا حل یہ ہے کہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے وضاحت کر دی تھی کہ انھوں نے سعد بن ابی وقاص کو خیانت اور عجز کے باعث معزول نہیں کیا تھا بلکہ ایک خاص مصلحت کے پیش نظر انہیں کوفہ سے واپس بلا لیا تھا اسی لئے فرمایا اگر سعد کی خلافت پر اتفاق ہو جائے تو وہ یقیناً خلافت کے قابل ہیں۔

مدینی نے ذکر کیا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا گمان تو یہی ہے کہ خلافت کے لئے علی اور عثمان میں سے کوئی ایک مقرر ہو گا لیکن عثمان کی طبیعت نرم ہے اور علی کی خلافت میں کچھ لوگ اختلاف کریں گے اور اگر سعد منتخب ہو جائے تو فبہا ورنہ جو بھی خلیفہ منتخب ہو وہ سعد بن ابی وقاص سے ضرور استعانت کرے۔

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست

ابو اسحاق نے عمرو بن میمون سے روایت کی کہ امیر المؤمنین نے فرمایا علی، عثمان، عبدالرحمٰن، سعد اور زبیر کو بلاؤ جبکہ طلحہ غائب تھے تو آپ نے عثمان اور علی کے سوا کسی سے بات نہ کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا یہ لوگ آپ کے حق کو جانتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قرابت اور دامادی کو بھی جانتے ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فقاہت اور علم میں امتیازی شان عطا کی ہے۔ اگر خلافت کے لئے آپ کو منتخب کر لیا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ پھر حضرت عثمان کو بلایا اور انہیں بھی یہی فرمایا۔ اسرائیل نے ابو اسحاق کے ذریعے عثمان کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ اگر یہ لوگ تمہیں خلیفہ مقرر کریں تو اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور ابو معیط کی اولاد میں سے کسی کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کرنا۔ پھر فرمایا صہیب کو بلاؤ۔ اور ان سے فرمایا تین روز لوگوں کو نماز پڑھاؤ اور یہ چھ اشخاص ایک مکان میں علیحدہ بیٹھ جائیں جب یہ کسی ایک کی خلافت پر متفق ہو جائیں تو پھر اگر کوئی ان کی مخالفت کرے تو اس کی گردن اڑا دو!

جب وہ آپ سے روانہ ہوگئے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا آپ کے انتخاب کرنے میں کیا مانع ہے؟ فرمایا: میں حیات و ممات میں اس کا بوجھ اٹھانے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ جب یہ چھ حضرات امیر المؤمنین کے پاس گئے تو انہیں دیکھ کر فرمایا میں نے لوگوں کے معاملہ میں نظر کی ہے۔ میں نے لوگوں میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا۔ اگر کچھ ہے تو تم میں ہے یہ امر تمہارے سپرد ہے۔ اس روز حضرت طلحہ غائب تھے۔ وہ اپنے اموال کی دیکھ بھال کرنے گئے تھے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا اگر تمہاری قوم عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان و علی میں کسی ایک کو خلیفہ مقرر کریں تو تم میں سے جو بھی خلیفہ مقرر ہو وہ اپنی قرابت کو لوگوں پر مسلط نہ کرے اٹھو اور آپس میں مشورہ کر لو پھر فرمایا ذرا ٹھہرو! اگر میں فوت ہو جاؤں تو صہیب تین روز نمازیں پڑھائے اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر اگر تم میں سے کوئی خلیفہ بن بیٹھے تو اس کی گردن اڑا دو!

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت

آپ نے منتخب ہونے والے خلیفہ کو وصیت کی کہ وہ مہاجرین اولین کے حقوق کو پہچانے اور ان کی عزت کا احترام کرے "مہاجرین اولین" وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں بیت المقدس اور کعبہ کی

طرف نماز پڑھی ہے۔ کہا گیا ہے کہ جو بیعتِ رضوان میں حاضر ہوئے تھے اور انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیّت کی جو ہجرت سے پہلے مدینہ منوّرہ میں مقیم تھے اور اُنھوں نے صلابتِ ایمان کے باعث ایمان کی اہمیت کو جانا۔ کیونکہ وہ اسلام کے مددگار رہیں اور اپنی قوت اور کثرت کے باعث دشمن کے غیظ و غضب کا سبب ہیں اور ان کے اموال سے ان کی ضرورت سے زائد مال ان کی رضامندی کے بغیر نہ لے اور ان کے عمدہ مال لینے سے اجتناب کرے۔ اعراب سے بھلائی کی وصیّت کی کیونکہ وہ اصل عرب اور اسلام کا سرمایہ ہیں اور ان کے اموال انہی غربا لوگوں میں تقسیم کرے۔ اہلِ ذمہ کے متعلق وصیّت کی کہ اُن کے عہد کو پُورا کیا جائے جب ان پر دشمن حملہ آور ہو تو ان کی مدد کرے۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیّت میں تمام امُور کا لحاظ کیا کیونکہ لوگ مسلمان ہیں یا کافر ہیں۔ حربی کافروں کے متعلق تو کوئی وصیّت نہیں کی۔ ذمّی کافروں کے متعلق وصیّت کی پھر مسلمان مہاجر ہیں یا انصار اور ان کے علاوہ مسلمان بدوی ہیں یا شہری ہیں ہر ایک کے متعلّق مناسب وصیّت فرمائی۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا جب امیر المؤمنین فوت ہوگئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ریاض میں ذکر کیا کہ جب آپ شہید ہوئے تو مدینہ منورہ میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا تھا۔ بچے اپنی ماؤں سے کہتے تھے کیا قیامت آگئی؟ تو وہ کہتیں نہیں! لیکن امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں (قسطلانی)

حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی خلافت

جب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے سے فارغ ہوئے تو حسبِ ارشاد مذکور حضرات ایک مکان میں تنہا بیٹھے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اختلاف کم کرنے کے لئے اپنے آراء تین کے حوالہ کر دو! چنانچہ سعد بن ابی وقاص نے اپنا حق عبدالرحمٰن کے حوالہ کر دیا اور زبیر نے اپنا حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ جبکہ طلحہ بن عُبید اللہ نے اپنا حق عثمان کو دیا۔ امیر المؤمنین کی وصیّت کے وقت اگرچہ حضرت طلحہ غائب تھے لیکن آپ کی وفات کے بعد اور شوریٰ کے فیصلہ سے پہلے وہ حاضر ہوگئے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے علی و عثمان رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے جو شخص خلافت سے برأت ظاہر کرے گا ہم خلافت اسی کے سپرد کر دیں گے۔ اللہ اور اسلام اس کا محافظ ہے۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو غور و خوض کرنا چاہئیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے۔ حضرت عثمان نے کہا میں پہلے رضامندی ظاہر کرتا ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ حق کو ترجیح دو گے اور قریبی لوگوں کو مختص نہ کرو گے؟ حضرت عثمان نے کہا ہاں! ایسا ہی ہوگا تم میرے ساتھ وعدہ کرو کہ جو

مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَبِي الْحَسَنِ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

جو میری مخالفت کرے تم میرا ساتھ دو گے؟ ان ایام میں عبدالرحمٰن بن عوف مدینہ منورہ میں کبار صحابہ کرام سے مشورہ کرتے رہے ان میں سے ہر ایک عثمان کے حق میں رائے دیتا تھا حتی کہ سعد بن ابی وقاص نے بھی عثمان کے حق میں مشورہ دیا تو انھوں نے حضرت عثمان سے بیعت کر لی حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام نے بھی آپ سے بیعت کر لی اور آپ بالاتفاق خلیفۃ المسلمین مقرر ہوئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مفضول کی افضل پر ولائت جائز ہے۔ کیونکہ اگر یہ جائز نہ ہوتی تو عمر فاروق چھ اشخاص کے مشورہ پر خلافت کو نہ چھوڑتے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ان میں سے بعض دوسروں سے افضل ہیں۔ واللہ الموفق!

قولہ حَمَّلْنَاهَا اَمْرًا هِيَ لَهٗ "میں لفظ هِيَ مبتداء اور مُطِيْقَةٌ خبر ہے یعنی جو خراج ہم نے زمین پر مقرر کیا ہے وہ اس کی طاقت رکھتی ہے۔ ہم نے اس کی طاقت سے زیادہ خراج مقرر نہیں کیا۔

قولہ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ۔ یعنی صف میں میرے اور عبداللہ بن عمر کے درمیان ابن عباس کے سوا کوئی نہ تھا۔ فَطَارَ "بھاگ نکلا۔ العِلْجُ عجمی کافر۔ نَبِيْذ " پانی میٹھا کرنے کے لئے اس میں کھجوریں ڈالی جاتی ہیں جب تک وہ سخت اور نشہ دار نہ ہو نبیذ کہلاتا ہے۔ قَدَمٌ فِي الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں سبقت۔ لَاُوْثِرَنَّ "میں ضرور اپنی ذات پر انہیں ترجیح دوں گی۔ لَمْ اَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ "میں نے سعد کو اس لئے معزول نہیں کیا کہ انتظام کرنے سے عاجز ہیں۔

وَلَا عَنْ خِيَانَةٍ "اور نہ ہی اموال میں خیانت کے باعث معزول کیا ہے۔ یعنی وہ خلافت کے اہل ہیں۔ المہاجرین الاوّلین "جو بیعت رضوان میں موجود تھے یا جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ تَبَوَّؤُا الدَّارَ "جو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ والایمان" دراصل اٰثَرُوْا الْاِيْمَانَ تھا یعنی جنہوں نے ایمان کو ترجیح دی۔ جُبَاةُ الْاَمْوَالِ "جابی کی جمع ہے جو مال جمع کرتے ہیں۔ غَيْظُ الْعَدُوِّ دشمن کو غضبناک کرتے ہیں۔ یعنی ان کی کثرت اور قوت دیکھ کر کفار غیظ و غضب سے بھرتے ہیں۔ حَوَاشِيْ اَمْوَالِهِمْ "درمیانے مال۔ فَاُسْكِتَ الشَّيْخَانِ "حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں خاموش ہو گئے۔ لَاٰلُوْ "میں تمہاری فضیلت میں کمی نہیں کروں گا۔ فَاللّٰهُ عَلَيْكَ دراصل فاللّٰهُ رَقِيْبٌ عَلَيْكَ

ہے۔ اللہ تمہارا نگہبان ہے۔ اَمَّرْتُکَ " اگر تمہیں خلیفہ مقرر کردوں۔ وَلِجَ اَہلُ الدَّارِ " مدینہ منورہ والے داخل ہوئے۔

امیرالمؤمنین ابوالحسن علی بن ابی طالب قریشی ہاشمی رضی اللہ عنہ

وفات : رمضان مُبارک ۴۰ھ مطابق جنوری ۶۶۱ء

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ عمر فاروق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ حضرت علی سے راضی تھے "

شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ " اَنْتَ مبتداء اور مِنّی خبر ہے۔ منّی ، میں لفظ مِنْ اتصالیہ ہے۔ یعنی تم علم، قرب اور نسب میں میرے ساتھ متصل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور حضرت علی المرتضٰی کے والد حقیقی بھائی تھے۔ یہ مراد نہیں کہ تم نبوت کے اعتبار سے میرے ساتھ متصل ہو۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ اَنَا مِنْکَ " کا بھی یہی معنی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے ؛ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی " یعنی تم میرے ساتھ متصل ہو جیسے ہارون کی موسٰی علیہ السلام سے نسبت تھی وہی نسبت ہماری ہے۔ مگر میرے بعد نبی نہیں۔ یعنی ان کا اتصال نبوت کے اعتبار سے نہیں۔ خلافت کے اعتبار سے اتصال باقی ہے۔ اور یہ خلافت حیات کی حالت میں ہے کیونکہ ہارون علیہ السلام حضرت موسٰی علیہ السلام سے تیہہ کے میدان میں چالیس برس پہلے فوت ہوگئے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ آپ جنگِ تبوک کی تیاری کر رہے تھے اور گھر کی حفاظت کے لئے حضرت علی کو مدینہ منورہ میں رہنے دیا تھا۔ جب حضرت علی نے عرض کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔

ترمذی میں عمران بن حصین سے منقول اس طرح ہے : اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ

كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ"، ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔ اس جملہ سے اثنا عشریہ کا خلافت بلا فصل پر استدلال بلا وجہ ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں فرمایا "اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ"، حسین مجھ سے اور میں اس سے متصل ہوں۔ اسی طرح انصار کے متعلق فرمایا: "اَلْاَنْصَارُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ"، حالانکہ امام حسین یا انصار کو خلفاء بلا فصل وہ حضرات بھی نہیں مانتے ہیں۔ لہٰذا اس حدیث کا انطباق ایسی وجہ پہ ہونا ضروری ہے جو سب روایات پر منطبق ہو جائے۔

ابو الحسن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے ابو الحسن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی قرشی ہاشمی آپ کے والد ابو طالب کا نام عبد مناف ہے۔ عبد المطلب کو شیبۃ الحمد کہا جاتا ہے۔ ہاشم کا نام عمرو عبد مناف کا نام مغیرہ اور قصی کا نام زید ہے آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہے یہ پہلی ہاشمیہ خاتون ہیں جنہوں نے ہاشمی کو جنم دیا۔ وہ ہجرت سے قبل اسلام قبول کرکے فوت ہوئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوطالب کی اولادیں میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ چنانچہ آپ جعفر طیار سے دس برس چھوٹے تھے۔ جعفر طیار عقیل سے دس برس چھوٹے تھے۔ سلمان فارسی، ابوذر، مقداد، خباب، ابو سعید خدری اور زید بن ارقم نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا خدیجہ الکبریٰ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی مسلمان ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں گزرا ہے کہ ابوبکر صدیق سب سے پہلے مسلمان ہوئے

صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خدیجۃ الکبریٰ کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور اپنے والد ابوطالب کے ڈر سے ایمان مخفی رکھا تھا اس لئے لوگوں پر یہ مخفی رہا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت علی تیرہ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے اور تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ صحیح تر یہی قول ہے جبکہ دوسرے لوگ آٹھ، دس، تیرہ، پندرہ اور سولہ سال ذکر کرتے ہیں۔ مسلم ملائی نے انس بن مالک سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن نبوت کا اظہار کیا اور حضرت علی نے منگل کے روز نماز پڑھی۔ اسماعیل بن ایاس بن عفیف نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں تاجر تھا جب میں حج کرنے آیا تو عباس بن عبد المطلب سے کچھ مال خریدنے آیا کیونکہ وہ بہت بڑے تاجر تھے میں ان کے پاس منیٰ میں تھا۔ کہ ان کے قریب خیمہ سے ایک شخص نکلا اور سورج کی طرف دیکھنے لگا جب سورج ڈھل گیا تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پھر اسی خیمہ سے ایک عورت باہر آئی اس نے ان کی اقتدا میں نماز شروع کر دی پھر

ایک لڑکا اسی خیمہ سے باہر آیا جو بلوغ کے قریب تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباس سے کہا یہ کون ہیں؟ اُنھوں نے جواب دیا یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرے بھتیجے ہیں یہ عورت خدیجہ بنت خُویلد ہیں اور یہ لڑکا ابو طالب کا بیٹا علی ہے میں نے کہا یہ کیا کرتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا یہ نماز پڑھتے ہیں اور میرے بھتیجے کا فرمانا ہے کہ وہ نبی ہیں ان کے اس دعوٰی میں صرف ان کی بیوی اور چچازاد بھائی اس لڑکے نے اتباع کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عنقریب ان کے لئے قیصر و کسریٰ کے خزانے کھول دئیے جائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ کے ساتھ صرف خدیجۃ الکبریٰ ہی نماز پڑھتی تھیں۔ ساری امّت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہجرت کی، بدر، حدیبیہ اور دیگر مشاہد میں حاضر ہوتے رہے کئی جنگوں میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں رہا۔ بدر کی جنگ میں بھی جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن اس روایت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جب مصعب بن عُمیر جنگِ اُحد میں شہید ہوگئے، جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علی کے ہاتھ میں دے دیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا جب حضرت علی جنگ بدر میں حاضر ہُوئے تھے تو ان کی عمر پچیس برس تھی۔ جنگِ تبوک کے سوا آپ تمام جنگوں میں حاضر ہوتے رہے کیونکہ جنگِ تبوک میں آپ کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا اور اہل و عیال کی حفاظت آپ کے سپرد کی اور فرمایا: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ،، جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ بنایا تو حضرت علی سے فرمایا تم میرے بھائی اور ساتھی ہو۔ کئی طرق کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا ,, میں اللہ کا بندہ ہوں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں۔ یہ بات میرے سوا اور کوئی نہیں کہہ سکتا مگر وہ کذاب ہوگا۔ نیز آپ نے فرمایا ایک دفعہ آپ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبلِ حرا پر تشریف فرما تھے حراء حرکت میں آگیا تو آپ نے فرمایا اے حراء ٹھہر جا تیرے اُوپر ایک نبی، صدیق اور شہید ہے۔ اس روز حراء پر وہ دس صحابہ کرام بھی تھے جنہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہجری میں سیدہ فاطمہ زہرا سے آپ کا نکاح کیا اور فرمایا: اے فاطمہ! میں نے تیرا نکاح دنیا اور آخرت کے سردار سے کیا ہے اور وہ میرا پہلا صحابی ہے جو علم میں سب سے بڑھ کر اور حلم میں عظیم انسان ہے۔

اسماء بنت عمیس نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ علی و فاطمہ دونوں اکٹھے بیٹھے تھے کہ آپ ان کے لئے دُعا فرما رہے تھے اور ان کے سوا دعا میں کسی کو شریک نہیں کر رہے تھے بریدہ، ابو ہریرہ، جابر، براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم،، کے دن فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے۔ اے اللہ! جو علی سے محبت

کرے تو اس سے محبت کر جو علی سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر"

عمران بن حصین اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا "میں کل جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ میدانِ جنگ سے کبھی فرار نہیں کرے گا اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر میں فتح دے گا۔ پھر حضرت علی کو بلایا جبکہ ان کی آنکھوں میں درد تھا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالا اور انہیں جھنڈا دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر میں فتح دی۔ جب آپ نوجوان تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا حاکم اور قاضی مقرر کیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں فیصلہ کرنا نہیں جانتا تو آپ نے ان کے سینہ پر دستِ اقدس مار کر فرمایا "اے اللہ علی کے دل میں ہدایت پیدا کر دے اور اس کی زبان سے حق نکلے"، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فـرمایا بخدا! اس کے بعد کسی فیصلہ میں مجھے شک نہ رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی: اِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا "، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ، علی اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر بلایا اور فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں ان سے پلیدی دُور رکھ اور انہیں پاک وصاف رکھ! سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا: اے علی تیرے بارے میں دو شخص ملاک ہوں گے ایک محبت میں افراط کرنے والا دوسرا تیری طرف جھوٹ نسبت کرنے والا مفتری "، اور فرمایا جو علی سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جو علی سے بغض کرے گا وہ مجھ سے بغض کرے گا جس نے علی کو اذیت پہنچائی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اُس نے اللہ کو اذیت پہنچائی۔ ابو صالح حنفی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو بکر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بدر کی جنگ میں کہا گیا تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں اور اسرافیل جنگ میں حاضر صف میں کھڑے تھے۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا میں نے شعبی سے کہا مغیرہ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ حضرت علی نے کسی فیصلہ میں کبھی غلطی نہیں کی۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ علی بہت بڑے قاضی ہیں۔ سعید بن مسیب نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر اس مشکل مسئلہ سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ جسے حضرت علی حل نہ کریں۔ حضرت عمر فاروق نے ایک مجنونانہ عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ نیز ایک اور حاملہ عورت جس نے چھ ماہ بعد بچہ کو جنم دیا کہ دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا حمل اور فصال کی مدت تیس ماہ ہے۔ لہذا چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو سکتا ہے اور فرمایا تین شخصوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے (ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں) ان میں سے ایک مجنون ہے۔ لہذا انہیں رجم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگوں میں حضرت علی کے سوا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پوچھو میں بتاؤں گا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بخدا! حضرت علی کو علم کے نو حصے دیئے گئے ہیں اور دس میں سے دسویں حصہ میں وہ تمہارے ساتھ شریک ہیں یعنی علم کے نو حصے انہیں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عجیب و غریب فیصلہ

حضرت علی کو علم و حکمت میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ جیسا کہ اوپر روایات میں کچھ ذکر ہوا ہے۔ اکثر لوگ مسائل کی تحقیق کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: علی کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ زر بن حبیش نے کہا دو شخص ناشتہ کرنے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں جبکہ دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ جب ناشتہ ان کے سامنے رکھا گیا تو ان کے پاس سے ایک شخص گزرا اور انہیں السلام علیکم کہا۔ دونوں صاحبوں نے اسے کہا تم بھی ناشتہ کے لئے بیٹھ جاؤ چنانچہ وہ بیٹھا اور ان کے ساتھ کھانا شروع کیا۔ انھوں نے آٹھ روٹیاں کھالیں۔ وہ شخص اُٹھا اور ان کی طرف آٹھ درہم پھینک کر کہا میں نے جو تمہارا کھانا کھایا ہے یہ اس کا معاوضہ ہے۔ چنانچہ وہ آٹھ دراہم میں جھگڑنے لگے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا ان میں سے میرے پانچ دراہم ہیں اور دوسرے کو کہا تم تین دراہم کے مستحق ہو۔ تین روٹیوں والے نے کہا میں یہ فیصلہ پسند نہیں کرتا۔ ان دراہم میں میرا نصف حصہ ہے۔ چنانچہ وہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا۔ تیرے ساتھی کی روٹیاں زیادہ ہیں وہ جو کچھ تمہیں دیتا ہے لے لو۔ اُس نے کہا بخدا! میں اس طرح راضی نہیں ہوں مجھے پورا حق ملنا چاہئیے۔ آپ نے فرمایا تمہارا پورا حق صرف ایک درہم ہے اور تیسرے ساتھی کا حق سات دراہم ہیں۔ اُس نے کہا سبحان اللہ! یا امیر المؤمنین! وہ مجھے تین دراہم دیتا تھا پھر آپ نے بھی اس طرف اشارہ کیا لیکن میں ان سے راضی نہ ہوا اور آپ مجھے کہتے ہیں کہ میرا حق صرف ایک درہم ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں نہیں ہیں؟ تم تینوں نے چوبیس تہائیاں کھائیں اور یہ معلوم نہیں کہ زیادہ کس نے کھایا اور کم کس نے کھایا۔ لہٰذا تم تینوں نے برابر کھانا کھایا یعنی تم میں سے ہر ایک نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تو نے بھی آٹھ تہائیاں کھائیں۔ حالانکہ تیری ساری تہائیاں نو تھیں اور تیرے ساتھی نے آٹھ تہائیاں کھائیں حالانکہ اس کی ساری تہائیاں پندرہ تھیں۔ اس نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور باقی سات

بچ رہیں اور نو میں سے تیری صرف ایک تہائی کھائی۔ اس شخص نے آٹھ تہائیوں کے عوض جو اس نے کھائیں آٹھ دراہم دیئے جو ہر تہائی کے مقابلہ ایک دراہم ہے۔ جب میں نے تیرے ساتھی کی سات تہائیاں کھائیں تو وہ سات دراہم کا مستحق ہے اور تیری ایک تہائی کھائی تو ایک دراہم کا مستحق ہے۔ اس شخص نے کہا اب میں خوش ہوں۔ ابوطفیل نے کہا۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہُوا تو کیا سنتا ہوں کہ آپ فرما رہے ہیں۔ مجھ سے پوچھو کیا پوچھتے ہو۔ بخدا! تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا!

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بعض صفات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خداداد کمال حاصل تھا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف، سب سے پہلے ایمان لانا، علم دین میں فقاہت، لڑائی میں شجاعت، اموال کی بے تحاشا سخاوت اور دیگر صفات قدسیہ میں آپ کی امتیازی شان ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار صدائی سے کہا اے ضرار علی بن ابی طالب کی کوئی وصف بیان کرو! انہوں نے آپ کی وصف بیان کرنے میں معذرت چاہی تو امیر معاویہ کے اصرار پر اُنھوں نے کہا اگر آپ نے اُن کی وصف ضرور سُننی ہیں تو سُنئے وہ بہت طاقتور انسان ہیں دُنیا اور اس کی رونق سے بھاگتے ہیں۔ رات اور اس کے اندھیرے سے اُنس رکھتے ہیں۔ رات روتے بہت ہیں۔ سوچتے بہت ہیں۔ سادہ لباس اور سادی غذا پسند کرتے ہیں اور لوگوں میں اس طرح رہتے ہیں جیسے کوئی عام شخص ہوتا ہے۔ جب ان سے سوال کیا جائے تو جواب دیتے ہیں کوئی خبر پوچھیں تو ضرور بیان کرتے ہیں۔ ہم آپ کے قریب ہونے کے باوجود ان کی ہیبت کے باعث ان سے بات نہیں کر سکتے۔ وہ دیندار لوگوں کی تعظیم کرتے ہیں مسکینوں کو پاس بٹھاتے ہیں۔ قوی باطل شخص سے کسی شئی کی حرص نہیں کرتے اور کمزور انسان سے عدل و انصاف میں اسے نا امید نہیں کرتے۔ میں بعض مخصوص مواقع میں آپ کے پاس حاضر ہُوا جبکہ رات نے اپنی تاریکی سے ہر شئی کو آغوش میں لے رکھا تھا اور ستارے اپنی چمک دمک کے ترانے بجاتے ہُوئے کنج تنہائی اختیار کر چکے تھے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی پکڑے ہُوئے بیقرار ہو رہے تھے اور بہت غمناک شخص کی طرح رو رہے تھے اور فرماتے تھے اے دنیا! میرے سوا کسی اور کو دھوکہ دے اور غرور میں ڈال۔ کیا تو میرے سامنے آکر خوبصورتی ظاہر کرتی ہے۔ دُور ہو جا دُور ہو جا میں نے تجھے تین طلاقیں دے کر اپنے سے جُدا کر رکھا ہے جس میں رجوع نہیں ہو سکتا اے دُنیا تیری عمر تھوڑی ہے۔ تیری پونجی حقیر ہے۔ آہ۔ زادِ قلیل ہے سفر بعید ہے۔ راستہ پُر خطر ہے۔ یہ

سُن کر امیر معاویہ بہت روئے اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ ابوالحسن پر رحم کرے بخدا! وہ ایسے ہی ہیں۔ اے ضرار! ان پر تیرے حزن و ملال کی کیا کیفیت ہے۔ ضرار نے جواب دیا جیسے کوئی اپنی گود میں بیٹے کے ذبح ہوجانے سے محزون ہوتا ہے۔ جب امیر معاویہ کو حضرت امیر المؤمنین کے شہید ہوجانے کی خبر پہنچی تو فرمایا ابوطالب کے بیٹے کی موت سے فقہ اور علم جاتے رہے۔ امیر معاویہ کے بھائی عقبہ نے کہا کہیں اہلِ شام آپ سے ایسی باتیں نہ سُن لیں۔ امیر معاویہ نے کہا ایسی باتیں چھوڑو! پھر کیا ہوگا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بہت تیزی تھی۔ بایں ہمہ بخدا! وہ مجسم بھلائی ہی بھلائی تھے اور عمر فاروق بہت دانا اور اس پرندے کی طرح ہوشیار تھے جو جال کو سامنے دیکھ رہا ہو اور تیز رفتاری کے باعث اس میں وقوع کا خطرہ محسوس کر رہا ہو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نرم مزاج انسان تھے۔ دن کو روزے سے رہتے اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے۔ وہ صوّام وقیام تھے بخدا! حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام علم و حکمت سے معمور تھے۔

یحییٰ بن معین نے کہا اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر صدیق عمر فاروق، پھر عثمان، پھر حضرت علی ہیں رضی اللہ عنہم۔ حضرات ائمہ کرام کا یہی مسلک ہے اور یہی مذہب اہلسنت وجماعت کا ہے۔

ابوعمر نے کہا بعض اہلسنت کے آئمہ کرام نے حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما میں توقف کیا ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی۔ ان ائمہ کرام میں سے حضرت مالک بن انس، یحییٰ بن سعید قطان ہیں۔ البتہ علماءِ سلف میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ حضرت عثمان افضل ہیں یا حضرت علی افضل ہیں۔ لیکن اہلسنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر فاروق اور عمر فاروق کو عثمان غنی پر اور عثمانِ غنی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت

جس روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت علی سے بیعت کی گئی۔ اور آپ کی بیعت پر تمام مہاجرین وانصار کا اتفاق ہے۔ چند لوگوں نے بیعت نہ کی لیکن آپ نے ان کو بیعت کرنے پر مجبور نہ کیا۔ جب ان سے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا یہ لوگ حق سے پیچھے رہے اور باطل کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے۔

ایک روایت کے مطابق فرمایا کہ انہوں نے حق کو کمزور کیا اور باطل کی مدد نہ کی۔ حضرت امیر معاویہ

وسلہ

رضی اللہ عنہ اور ان کے شامی ساتھیوں نے آپ سے بیعت نہ کی۔ ان میں سے بعض لوگ جنگِ جمل کے بعد جنگ صفین میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور انہیں بُحبُوحۂ جنّت میں متمکن فرمائے آمین! اس کے بعد خوارج نے آپ کی طاعت سے انکار کر دیا اور اُنھوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کفر کی طرف منسوب کیا کیونکہ جب آپ کے اور اہلِ شام کے درمیان تحکیم کا فیصلہ ہُوا اور آپ اس فیصلہ سے راضی ہُوئے تو خوارج نے کہا اے علی! تم نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حاکم تسلیم کیا ہے حالانکہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور قرآن کریم میں ہے "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ"، اور آپ کے مقابلہ میں بہت بڑا محاذ قائم کر لیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے شیرازہ اور اجتماع کو پارہ پارہ کیا اور مخالفت کا بیج بویا اور عناد و دشمنی کی آگ کو بھڑکایا۔ اُنھوں نے سفکِ دماء اور خونریزی کی اور اُنھوں نے ہی قطعِ سبیل اور ڈاکہ زنی کی اور اسلام میں مخالفت کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے سربراہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تقسیم پر تنقید کرتے ہُوئے کہا یا رسُولَ اللہ! آپ عدل و انصاف کریں۔ اسی نے کہا تھا کہ کوئی بھی تنقید سے بالاتر نہیں ہے۔

جناب امیرالمؤمنین علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ کچھ ساتھیوں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور انہیں جماعت میں واپس آنے کی تلقین کی لیکن اُنھوں نے جنگ و جدال کے سوا کسی شیٔ پر رضامندی نہ ظاہر کی چنانچہ آپ نے نہروان" میں ان سے جنگ کی اور ان کی بنیاد کو ہلا دیا اور ان کی شوکت و سطوت اور دبدبہ کو کمزور تر کر دیا۔ ان میں سے چند لوگ باقی بچے ان کو عبدالرحمٰن بن ابی ملجم مرادی نے جمع کر کے ایک سازش تیار کی۔

امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی سازش"

خارجیوں نے حضرت علی المرتضیٰ، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کے قتل کی سازش تیار کی۔ چنانچہ اُنھوں نے اِن کے قتل کے لئے تین بدبخت شقی تیار کئے۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم کے ذمّہ حضرت امیرالمؤمنین کو قتل کرنا تھا۔ بنی عجل بن لجیم کی ایک عورت جسے قَطَام کہا جاتا تھا۔ وہ خارجیہ عورت تھی۔ نہروان میں اس کے والد اور بھائیوں کو حضرت علی نے قتل کیا تھا۔ اس عورت سے ابن ملجم نے نکاح کی درخواست کی تو اس نے یہ شرط عائد کی کہ وہ امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرے چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ابن ملجم کوفہ پہنچا اور ایک ہزار درہم سے تلوار خریدی اور اس سے زہر کی آمیزش کی۔ اس دوران وہ حضرت امیرالمؤمنین کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ آپ سے سوال کرتا اور دوسری اشیاء طلب کیا کرتا

تھا جو امیر المؤمنین اسے دیا کرتے تھے چنانچہ اس کی نظر ایک خوبصورت عورت پر پڑی جس کا نام قطام تھا۔ اسے دیکھتے ہی وہ اس پر فریفتہ ہوگیا اور اس سے نکاح کرنا چاہا مگر اُس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ایسے مہر پر نکاح کروں گی جس کے سوا کوئی مہر قبول نہیں کروں گی اُس نے کہا وہ کیا ہے؟ بولی تین ہزار درہم اور حضرت علی بن ابی طالب کو قتل کرنا۔ ابن ملجم نے کہا بخدا! میں اسی مقصد کے لئے گھر سے باہر نکلا ہوں اور اسی لئے اس شہر میں آیا ہوں لیکن جب میں نے تجھے دیکھا تو تیرے ساتھ نکاح کو ترجیح دوں گا۔ اُس نے کہا بس میرے ساتھ نکاح کی یہی شرط ہے۔

ابن ملجم نے کہا اس کا تجھے اور مجھے کیا فائدہ ہوگا؟ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے علی کو قتل کر دیا تو میں بچ نہ سکوں گا! اس نے کہا اگر علی کو قتل کرنے کے بعد تم بچ نکلو گے تو مقصد کو پالو گے اس سے میری جان کو شفاء ملے گی اور میں مطمئن ہو جاؤں گی اور تو میرے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرے گا اور اگر قتل ہو جائیگا تو جو انعامات اللہ کے پاس ہیں وہ دنیاوی زندگی سے بہتر ہیں۔ ساری دنیا اس کے آگے ہیچ ہے۔ ابن ملجم نے یہ شرط قبول کر لی۔ خارجیہ عورت نے کہا اس معاملہ میں تیری مدد بھی کروں گی چنانچہ اُس نے اپنے چچا زاد ”وردان بن مجالد“ کو اس کے ساتھ کیا۔ ابن ملجم شبیب بن بجرہ اشجعی سے ملا اور اسے کہا کیا تو دنیا اور آخرت میں فضیلت سے متمتع ہونا چاہتا ہے اُس نے کہا وہ کیا؟ ابن ملجم نے کہا علی بن ابی طالب کے قتل میں میری مدد کرو۔ اس نے جواب دیا تیرے لئے ہلاکت ہو بہت بُرا ارادہ لے کر آئے ہو تو ان کے قتل کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ ابن ملجم نے کہا علی ایسا شخص ہے کہ اس کا کوئی محافظ نہیں۔ وہ مسجد میں تنہا جاتے ہیں اس دوران ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ہم مسجد میں چھپ کر بیٹھ جائیں گے جب وہ نماز کے لئے باہر آئیں گے تو انہیں قتل کر دیں گے۔ اگر ہم بچ گئے تو فبہا ورنہ دُنیا میں ہماری بہت شہرت ہوگی اور آخرت میں جنت ملے گی۔ شبیب نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو! علی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ خدا کی قسم ان کے قتل سے میرا دل ہرگز ہرگز راضی نہ ہوگا! ابن ملجم نے کہا تیرے لئے خرابی ہو علی نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حاکم تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ حاکمیت صرف اللہ ہی کی ہے۔ انھوں نے ہمارے نیک بھائیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم ان کے قصاص میں علی کو ضرور قتل کریں گے۔ تم اپنے دین میں شک کو جگہ نہ دو۔ چنانچہ شبیب اشجعی خارجی بھی اس کے ساتھ تیار ہوگیا۔ پھر وہ دونوں قطام کے پاس گئے جبکہ وہ مسجد میں خیمہ لگا کر اس میں اعتکاف بیٹھی ہوئی تھی اس نے ان کی دعوت کی پھر اُنھوں نے اپنی تلواریں لیں اور جدھر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آیا کرتے تھے اس کے ایک گوشہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ جب امیر المؤمنین صبح کی نماز کے لئے نکلے تو شبیب نے جلدی سے آگے بڑھ کر آپ پر وار کیا جو خطا گیا پھر عبدالرحمٰن بن ملجم نے آپ کے سر مبارک پر تلوار ماری اور ساتھ ہی یہ کہا اے علی! حکم اللہ کا ہے نہ تیرا نہ تیرے ساتھیوں کا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ یہ کتا غائب ہونے

پائے لوگوں نے ہر طرف سے اس پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا اور شبیب باب کندہ سے نکل کر بھاگ گیا

عبدالرحمٰن ابن ملجم کی گرفتاری اور اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جب وہ پکڑا گیا تو امیرالمؤمنین نے فرمایا اسے قید خانہ میں بند کر دو! اگر میں فوت ہو گیا تو اسے قتل کر دو، لیکن اس کے ہاتھ، پاؤں اور ناک کان کاٹ کر اس کو مسخ نہیں کرنا ہو گا! اور اگر میں فوت نہ ہوا تو اسے معاف کرنا یا قصاص لینا میری رائے کے مطابق ہو گا۔ کیا ابن ملجم نے نماز میں تلوار سے وار کیا تھا یا نماز میں شروع ہونے سے پہلے ہی وار کر دیا تھا۔ اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ کیا نماز میں اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ جو نماز پوری کرے یا خود نماز پڑھائی تھی اس میں بھی اختلاف رائے ہے۔ اکثر کا کہنا ہے کہ جعدہ بن ہُبیرہ کو خلیفہ مقرر کیا تھا اُس نے صحابہ کو یہ نماز پڑھائی تھی۔ صُہیب کی روایت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! بتاؤ پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت کون ہے؟ حضرت علی نے کہا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں فرمایا ٹھیک ہے تم سچ کہتے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ پچھلے لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت کون ہے؟ عرض کیا مجھے معلوم نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخرین میں سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور تیری داڑھی کو خون آلود کرے گا۔ ثعلبہ حمانی نے روایت کی کہ انھوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ کو کھولا اور جان کو پیدا کیا۔ ان کی یہ داڑھی سر کے خون سے رنگی جائے گی۔ عمار بن یاسر کی روایت کے مطابق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ساری دُنیا میں دو شخص سب سے زیادہ بدبخت ہیں۔ ایک وہ جس نے صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کو ہلاک کیا تھا دوسرا وہ جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا اور اپنا دستِ اقدس سر مبارک پر رکھا حتیٰ کہ داڑھی کو سر کے خون سے رنگ دے گا (طبری)

قتادہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا جبکہ انھوں نے نہ تو مال جمع کیا اور نہ ہی دُنیا سے کچھ پایا۔ ابن سیرین نے عبیدہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ابن ملجم کو دیکھتے تو فرماتے میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ کرتا ہے اور بکثرت یہ فرمایا کرتے تھے بدبخت اس بات کا منتظر ہے کہ وہ داڑھی کو سر کے خون سے رنگے۔

۳۴۶۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوا أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأُتُونِي بِهِ فَلَمَّا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ابن ملجم اپنی تلوار کو زہر آلود کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ عنقریب اس تلوار سے قتل کرے گا جسے لوگ یاد کریں گے۔ حضرت علی نے اسے بلوایا اور فرمایا! تو نے اپنی تلوار کو زہر آلود کیوں کیا ہے۔ تو اس نے کہا اپنے اور تمہارے دشمن کے لئے حضرت امیر المومنین نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا ابھی تک اس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ ابو عبدالرحمن سلمی نے کہا میں حسن بن علی کے مکان میں گیا جبکہ حضرت علی قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ اسی روز آپ کو شہید کیا گیا تھا۔ امام حسن نے مجھے کہا کہ سحری کے وقت انہوں نے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا اے میرے بیٹے میں نے اس رات خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کی امت سے بہت زحمت اٹھائی ہے آپ نے فرمایا ان پر اللہ سے دعا کریں تو میں نے کہا اے اللہ مجھے اُن لوگوں کے عوض اچھے لوگ بدل دے اور اُن کے لئے میرے عوض وہ شخص بدل دے جو مجھ سے بدتر ہو۔ پھر بیدار ہوئے تو ان کے پاس مؤذن آیا اور نماز پڑھنے کو عرض کیا تو آپ باہر چلے اچانک انہیں دو مردوں نے مارنا شروع کیا ایک کی تلوار تو طاق پر لگی۔ اور دوسرے نے آپ کے سر پر تلوار ماری۔ یہ رمضان مبارک کی سترہ تاریخ کا واقعہ ہے جس تاریخ کو جنگ بدر ہوئی تھی!

شعبہ بن مالک نے کہا جب حضرت علی زخمی ہوئے تو متعدد اطباء جمع ہوئے۔ سب سے بڑا طبیب اثیر بن عمرو سکونی تھا۔ وہ کسریٰ کا علاج کیا کرتا تھا اسی کی طرف صحراء اثیر منسوب ہے۔ اس نے اپنے تجربہ کے مطابق غور کرنے کے بعد کہا اے امیر المومنین! مجھے یہی سمجھ آتی ہے کہ آپ اس زخم سے بچ نہیں سکیں گے اور آپ نے اسی روز داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اس واقعہ کی پوری تفصیل تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار میں دیکھیں۔

جَآءَ بَصَقَ فِیْ عَیْنَیْهِ فَدَعَالَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰی كَاَنْ لَّمْ یَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّایَةَ فَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰی یَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ اُنْفُذْ عَلٰی رِسْلِكَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِیْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ یَّهْدِیَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ یَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

۳۴۶۵ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایک شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت کرے گا۔ لوگ ساری رات اس میں باتیں کرتے رہے کہ جھنڈا کسے دیا جاتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انہیں آنکھوں میں شکایت ہے فرمایا انہیں پیغام بھیجو اور انہیں لاؤ جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالا۔ اور ان کے لئے دعاء فرمائی تو وہ تندرست ہو گئے گویا کہ انہیں قطعًا درد نہ تھا۔ آپ نے حضرت علی کو جھنڈا دیا۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کافروں سے جنگ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان سے نرمی اختیار کریں حتیٰ کہ جب ان کے علاقہ کے میدانِ جنگ میں پہنچو تو پہلے انہیں دعوتِ اسلام دو اور اسلام میں جو حقوق ان پر واجب ہیں ان سے انہیں خبردار کرو۔ بخدا! تمہاری کوشش سے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کر دے تو یہ تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

۳۴۶۵ — شرح : سُرخ اونٹ عربوں کے نزدیک بہترین سرمایہ ہیں۔ کسی شئ کی نفاست میں مثال ذکر کرتے وقت انہیں بیان کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان سے عظیم تر کوئی شئ نہیں۔ امورِ آخرت کو اَغراضِ دنیا سے تشبیہ صرف سمجھنے میں آسانی کے لئے ہے ورنہ آخرت کا چھوٹا سا ذرہ ساری دنیا اور اس کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ اگرچہ اس دنیا کو کتنا بڑھا دیا جائے اس حدیث میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قوی معجزہ ہے کہ آپ خیبر کے روز ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دیں گے جو خیبر فتح کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نیز اس میں فعلی معجزہ بھی ہے۔ اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعابِ دہن ڈالنا اور ان کا فوراً صحیح ہو جانا۔ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی

۳۴۶۶ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللّٰهُ فِي صَبَاحِهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

فضیلت اور شجاعت کا ذکر ہے۔ اور ان کی اللہ و رسول سے محبت اور اللہ و رسول کی ان سے محبت بہت بڑی فضیلت ہے (کرمانی)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلویح سے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خواص میں سے یہ ہے جیسا کہ ابو شاہ نے اس کی وضاحت کی ہے کہ علی المرتضیٰ تمام صحابہ کرام سے قضاء کے احکام زیادہ جانتے تھے۔ انہی کے باعث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے پیچھے رہے تھے۔ اور وہ مدینۃ العلم کا دروازہ ہیں۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ منورہ میں بتوں کو توڑنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دونوں قدم اپنے کندھوں پر رکھے۔ اور جنگ تبوک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حصہ انہیں عنایت کیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ علی کے چہرہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے اسے حدیثِ طائر میں ذکر کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دین کا یعسوب فرمایا تھا (حدیث ۲۷۴۴ کی شرح دیکھیں)

۳۴۶۶ —— ترجمہ: یزید بن ابی عُبید نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہیں آنکھوں میں درد تھا۔ جی میں آیا کیا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ جاؤں گا؟

۳۴۶۷ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هٰذَا فُلَانٌ لِأَمِيرِ الْمَدِينَةِ يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ يَقُولُ لَهُ أَبُو تُرَابٍ فَضَحِكَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ

چنانچہ وہ نکلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے جب وہ رات آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح عنایت فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایک شخص کو جھنڈا دوں گا یا کل ایک شخص جھنڈا پکڑے گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو محبت ہے یا فرمایا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ اچانک ہم نے حضرت کو دیکھا حالانکہ اُن کے آنے کی ہمیں اُمید نہ تھی۔ لوگوں نے کہا یہ علی ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا۔ اُن کے ہاتھوں پر اللہ نے فتح نصیب کی۔ (حدیث ۲۷۴۴ کی شرح دیکھیں)

۳۴۶۷ــ ترجمہ: عبدالعزیز بن حازم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص سہل بن سعد کے پاس آیا اور مدینہ منورہ کے حاکم کے متعلق کہا کہ فلاں شخص بر سر منبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بُرا کہہ رہا ہے۔ سہل نے کہا وہ کیا کہتا ہے اس نے کہا وہ انہیں ابوتراب کہتا ہے۔ سہل نے ہنس کر کہا بخدا! ان کا یہ نام صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ حضرت علی کو اس سے اچھا کوئی نام محبوب نہ تھا۔ میں نے سہل کی حدیث پوچھی اور میں نے

۳۴۶۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ

کہا یا اباعباس یہ لیسے اُنھوں نے کہا ایک دفعہ حضرت علی سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے پھر فوراً واپس آئے اور مسجد میں لیٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ اُنھوں نے عرض کیا مسجد میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے تو ان کی چادر کو ان کی پُشت سے گری ہُوئی پایا اور ان کی پشت کو مٹی لگی ہُوئی تھی۔ آپ مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اے ابوتراب اٹھو! دو مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔

۳۴۶۷ ـــ شرح : اس حدیث میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بلند مرتبہ پر دلالت ہے کیونکہ آپ اُن کے پاس چل کر تشریف لے گئے اُن کی پیٹھ سے غبار پونچھا اور ان پر مہربانی کرتے ہُوئے ان کو راضی کرنا چاہا کیونکہ اُن کے اور سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کے درمیان کچھ تلخ گفتگو ہوگئی تھی۔ اس لئے وہ مسجد میں جاکر لیٹ گئے تھے۔ چنانچہ امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے۔ اُنھوں نے عرض کیا میرے اور اُن کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی تھی وہ ناراض ہوکر باہر چلے گئے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں سونا جائز ہے۔ اور غضبناک سے نرم گفتگو کرنی چاہیئے تاکہ اس کا غصہ جاتا رہے۔ نیز حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع و انکساری اور حضرت علی کے بلند منزلت پر دلالت ہے۔ (حدیث ۴۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۴۶۸ ـــ ترجمہ : سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۳۴۶۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي لَيْلٰى ثَنَا عَلِيٌّ اَنَّ فَاطِمَةَ شَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنْ اَثَرِ الرَّحٰى فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَاَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ

کے پاس آیا اور اُن سے حضرت عثمان کے متعلق پوچھا۔ حضرت عبداللہ نے عثمان غنی کے اچھے عمل ذکر کئے پھر کہا شائد یہ باتیں تجھے بُری لگتی ہوں گی۔ اُس نے کہا! ہاں! فرمایا اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے پھر اُس نے حضرت علی کے متعلق پوچھا تو عبداللہ بن عمر نے ان کی خوبیاں بیان کیں اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے بیچ ان کا گھر ہے پھر کہا شائد یہ باتیں تجھے بُری لگتی ہوں گی۔ اُس نے کہا ہاں! عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے (تجھے ذلیل کرے) یہاں سے دفع ہو جا۔ میرا جو نقصان کرنا ہے زور لگالے۔

۳۴۶۸ ـــ شرح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اوصافِ حمیدہ سے حضرت علی کی تعریف کی معلوم ہُوا کہ حضرت کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ قولہٗ اَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ میں باء زائدہ ہے۔ تیری ناک کو رغام سے ملائے یعنی تجھے ذلیل و رُسوا کرے۔ دراصل "رغام" کا معنی مٹی ہے۔ گویا کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا: اَسْقَطَكَ اللّٰهُ عَلَى الْاَرْضِ فَيَلْصَقُ وَجْهُكَ بِالرَّغَامِ "۔ پھر اُس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حالات پوچھے تو عبداللہ بن عمر نے کہا حضرت علی میں بہت خوبیاں ہیں۔ اُنھوں نے بدر کے میدان میں جنگی جوہر دکھائے اور دوسرے مغازی میں بہت جوانمردی سے لڑے اور کسی جنگ میں پیچھے نہیں رہے۔ اُنھوں نے خیبر فتح کیا مُرحّب یہودی کو قتل کیا۔ یہ ان کا گھر ہے جو حضور کے گھروں کے بیچ ہے۔ پھر عبداللہ نے کہا ان باتوں سے تجھے تکلیف ہُوئی ہوگی میں نے حق بیان کر دیا ہے اور حق بیان کرنے والے کو کسی کی اذیت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتا۔ یہ شخص حضرت علی و عثمان سے بغض رکھتا تھا۔ عبداللہ بن عمر نے فرمایا اللہ تجھے بغض کی سزا دے گا قولہ اِجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ " يَعْنِي اَبْلِغْ غَايَتَكَ فِي هٰذَا الْاَمْرِ وَاعْمَلْ فِي حَقِّي مَا تَسْتَطِيعُ وَتَقْدِرُ عَلَيْهِ یعنی اس بات میں اپنی پوری کوشش کر اور میرے حق میں مجھے نقصان پہنچانے کی تمام مساعی بروئے کار لا جتنی تیری طاقت ہے۔

رِ قَوْمٍ فَقَالَ عَلٰی مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهِ
عَلٰی صَدْرِيْ وَقَالَ اَلَا اُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَاَلْتُمَانِيْ اِذَا اَخَذْتُمَا
مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتُسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتَحْمَدَا
ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ

۳۴۷۰ - ا — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَمَا تَرْضٰی اَنْ
تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی

۳۴۶۹ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے چکی پیسنے کی مشقت کی شکایت کی ۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو وہ آپ کی خدمت میں تشریف لے گئیں لیکن آپ کو نہ پایا اور ام المؤمنین عائشہ کو پایا اور اُن سے کہہ دیا (کہ وہ اس لئے آئی تھیں) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ کے تشریف لانے کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر لیٹ گئے تھے ۔ میں نے کھڑا ہونا چاہا تو فرمایا اپنی جگہ لیٹے رہو اور ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے ۔ حتی کہ میں نے آپ کے قدموں کی برودت (ٹھنڈک) اپنے سینہ میں پائی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے اچھی بات نہ بتاؤں جو تم نے مجھ سے طلب کیا ہے ۔ جب اپنے بستروں پر لیٹنے لگو تو ۳۴ بار اللہ اکبر کہو، ۳۳ بار تسبیح کہو (سبحان اللہ) اور ۳۳ بار الحمد للہ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے ۔
(حدیث ۲۹۰۴ کی شرح دیکھیں)

۳۴۷۰ — ترجمہ : سعد بن ابی وقاص نے کہا میں نے ابراہیم بن سعد کو اپنے والد سے بیان کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے مقام میں ہو جس مقام میں ہارون موسیٰ علیہ السلام تھے ۔

۳۴۷۰ ـ ب ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اقْضُوْا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُوْنَ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ الْاِخْتِلَافَ حَتّٰى يَكُوْنَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ اَوْ اَمُوْتَ كَمَا مَاتَ اَصْحَابِيْ وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَرٰى اَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوٰى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ

۳۴۷۰ ـ ب ـــ **ترجمہ**: عَبیدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جس طرح تم فیصلے کرتے تھے اسی طرح فیصلے کرتے رہو کیونکہ میں اختلاف کو اچھا نہیں جانتا ہوں حتی کہ سب لوگ ایک جماعت ہوجائیں یا میری وفات واقع ہوجائے جیسے میرے صحابی فوت ہوگئے۔ ابن سیرین خیال کرتے تھے کہ حضرت علی کی طرف عام روایات جھوٹی منسوب کی گئی ہیں۔

۳۴۷۰ ـــ **شرح**: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دونوں باتیں مطلوب ومقصود ہیں تو آپ نے کیونکر یہ فرمایا اَوْ اَمُوْتَ ،، کیونکہ اَوْ جمع کو نہیں چاہتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے۔ اور وہ دونوں کے جمع کے منافی نہیں۔ اکثر روافض حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف غلط روایات منسوب کرتے ہیں۔ اس حدیث سے روافض نے استدلال کیا۔ کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ خلیفہ بالوصل ہیں۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا روافض کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں جارہے تھے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا اور ان کو اپنے ساتھ تبوک میں نہیں لے گئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ مجھے چھوٹے چھوٹے بچوں میں چھوڑ رہے ہیں تب آپ نے فرمایا اے علی کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم میرے اتنے قریب ہو جتنے ہارون علیہ السلام موسٰی کے قریب تھے۔ جبکہ حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو یہودیوں پر اپنا خلیفہ مقرر کر گئے تھے۔

حدیث میں مذکور خلافت موت کے بعد خلافت مراد نہیں کیونکہ مشتبہ بہ ہارون علیہ السلام ہیں اور ان کی وفات حضرت موسٰی علیہ السلام کی وفات سے چالیس برس پہلے تھی۔ دراصل ہارون علیہ السلام موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ان کے خلیفہ تھے اور وہ تبوک کی طرف روانگی کا وقت تھا (کرمانی)

مَنَاقِبُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِی طَالِبِ الْهَاشِمِیّ

وَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ "

علامہ قسطلانی نے کہا۔ روافض کا قیاس درست نہیں کیونکہ مقیس علیہ ہارون علیہ السلام ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل ہارون علیہ السلام کی موت سے قیاس ختم ہوجاتا ہے۔ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ قولہ "منی" مابتداء کی خبر ہے اور مِنْ اتصالیہ ہے۔ خبر کا متعلق خاص ہے اور باء زائدہ ہے۔ جیسے قرآن کریم کی اس آیت میں اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ "، باء زائدہ ہے۔ یعنی اٰمَنُوْا اِیْمَانًا مِثْلَ اِیْمَانِکُمْ "، حدیث کا معنیٰ یہ ہے اے علی تم میرے ساتھ متصل ہو اور میری نسبت موسیٰ سے ہارون کی نسبت ہو۔

اس میں تشبیہ ہے اور اس کی وجہ مبہم ہے۔ جیسے در اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سے بیان کیا۔ معلوم ہوا کہ دونوں میں مذکور اتصال نبوت کے اعتبار سے نہیں بلکہ اور اعتبار سے ہے اور وہ خلافت ہے۔ جب ہارون علیہ السلام جو مشبہ بہ ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں خلیفہ تھے تو اس سے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کی تخصیص واضح ہوجاتی ہے کہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی حیات طیبہ میں خلیفہ تھے "۔ والحمد للہ رب العالمین "

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

وفات : جمادی الاولیٰ ۸ھ مطابق اگست ۶۲۹ء

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : اے جعفر تم صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہ ہو"

آپ کی نسب یہ ہے جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔ آپ صورت و سیرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور حضرت علی سے دس سال بڑے تھے

۔آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔جب خیبر فتح ہُوا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ آگئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا اور انہیں گلے لگایا اور یہ معلوم نہ ہُوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح ہونے سے زیادہ خوش ہُوئے تھے یا حضرت جعفر کے آنے سے زیادہ خوش ہُوئے تھے۔ جعفر اور اُن کے ساتھی سات ہجری میں حبشہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ اسی سال خیبر فتح ہُوا تھا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کے ایک طرف انہیں جگہ دی۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاوّل آٹھ ہجری میں انہیں موتہ بھیجا اور اس جنگ میں لڑتے لڑتے اُن کے دونوں بازو کٹ گئے پھر خود بھی شہید ہوگئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جعفر کے دونوں ہاتھوں کے عوض دو پَر دیئے ان کے ساتھ وہ جنت میں جہاں چاہیں اڑتے پھرتے ہیں اس لئے انہیں جعفر طیار اور جعفر ذو الجناحین کہا جاتا ہے۔

عدی بن ثابت بن سالم بن ابی الجعد نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مجھے جعفر بن ابی طالب دکھاتے گئے۔ اُن کے دو پَر تھے جبکہ وہ خون آلود تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے جعفر طیار کے سینہ اور دونوں کندھوں کے درمیان آگے کی جانب نوّے تلواروں اور تیروں کے زخم دیکھے تھے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچی تو آپ ان کی بیوی اسماء بنت عُمیس کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے شوہر کے فوت ہوجانے پر افسوس کا اظہار کیا۔ اسی اثناء میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی آئیں اور یہ کہہ رہی تھیں ہائے چچا جان! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں جنت میں داخل ہُوا تو اس میں جعفر کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا۔ اور امیر حمزہ بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں موجود تھے۔ سعید بن مسیّب نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے جعفر، زید بن حارثہ، اور عبداللہ بن رواحہ موتیوں کے خیمہ میں ظاہر ہوئے ان میں سے ہر ایک تخت پر بیٹھا ہُوا تھا۔ زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ دونوں کی گردنوں میں صدود تھے اور جعفر بالکل سیدھے تھے۔ ان میں صدود نہ تھے۔ مجھے کسی نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ان کو موت نے اپنی آغوش میں لیا تو اُن دونوں نے اس سے اعراض کیا اور اپنے چہرے پھیر لئے لیکن جعفر نے ایسا نہ کیا۔ عکرمہ نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی جوتی پہننے والا سواریوں پر سواری کرنے والا پاؤں سے زمین کو روندنے والا جعفر بن ابی طالب سے افضل نہیں۔ جعفر بن ابی طالب پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھوڑے کی ٹانگیں کاٹی ہوں۔ جب جنگ موتہ میں اُنھوں نے کفار کا غلبہ دیکھا تو اپنے گھوڑے کی پچھلی ٹانگیں ٹخنوں سے کاٹ ڈالیں۔ اور کفار سے جوش و خروش کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ زبیر بن بکار نے کہا جعفر بن ابی طالب جس روز شہید

۳۴۷۱ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ابْنِ دِیْنَارٍ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِیُّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اَکْثَرَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَاِنِّیْ کُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِیْ حِیْنَ لَا اٰکُلُ الْخَمِیْرَ وَلَا اَلْبَسُ الْحَبِیْرَ وَلَا یَخْدِمُنِیْ فُلَانٌ وَفُلَانَةٌ وَکُنْتُ اُلْصِقُ بَطْنِیْ بِالْحَصْبَآءِ مِنَ الْجُوْعِ وَاِنْ کُنْتُ لَاَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْاٰیَةَ وَهِیَ مَعِیَ کَیْ یَنْقَلِبَ بِیْ فَیُطْعِمَنِیْ وَکَانَ اَخْیَرَ النَّاسِ لِلْمِسْکِیْنِ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَکَانَ یَنْقَلِبُ بِنَا فَیُطْعِمُنَا مَا کَانَ فِیْ بَیْتِهٖ حَتّٰی اِنْ کَانَ لَیُخْرِجُ اِلَیْنَا الْعُکَّةَ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْهَا شَیْءٌ فَیَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِیْهَا

ہوئے ان کی عمر اکتالیس سال تھی (استیعاب)

۳۴۷۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں صرف شکم سیری پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتا نہ تو میں خمیری روٹی کھاتا نہ لکیر دار کپڑا پہنتا اور نہ ہی فلاں مرد اور فلاں عورت میری خدمت کرتے۔ میں اپنے پیٹ پر بھوک کے سبب پتھر باندھ لیتا تھا۔ میں کسی شخص سے آیت پوچھتا حالانکہ وہ آیت مجھے یاد ہوتی تھی (اسی لئے پوچھتا تھا) کہ وہ مجھے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے۔ جعفر بن ابی طالب مسکینوں کے حق میں تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ وہ ہمیں ساتھ لے جاتے اور جو بھی گھر میں میسر ہوتا ہمیں کھلاتے حتیٰ کہ وہ ہمارے لئے کپی لاتے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا ہم اس کو توڑ ڈالتے تھے اور اس میں جو کچھ ہوتا۔ چاٹ لیتے تھے۔

۳۴۷۲ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ أَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ كُنْ فِيْ جَنَاحِيْ كُنْ فِيْ نَاحِيَتِيْ كُلُّ جَانِبَيْنِ جَنَاحَانِ

۳۴۷۲ — ترجمہ: شعبی سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب عبداللہ بن جعفر کو سلام فرماتے تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ کہتے تھے۔ بخاری نے کہا: كُنْ فِيْ جَنَاحِيْ ،، میرے پہلو میں ہو جاؤ۔ دونوں پہلو دو پر ہیں۔

۳۴۷۱ — شرح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے اور کھانے کو جو بھی میسر ہوتا اسی پر اکتفا کرتے اور احادیث نبویہ کی سماعت اور حفاظت میں مصروف رہتے تھے اسی لئے انہیں زیادہ حدیثیں یاد تھیں۔ بھوک کے باعث معدہ میں گرمی سے بچنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھ رکھتے تھے اور جب بھوک کا غلبہ ہوتا تو زمین پر لیٹ جاتے جب کوئی صحابی پاس سے گزرتا تو ان سے یہ آیت کریمہ پوچھتے: إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ الخ اور مقصد یہ تھا کہ میں مسکین ہوں صدقہ کا مستحق ہوں۔ حالانکہ یہ آیت کریمہ انہیں یاد ہوتی تھی۔ چنانچہ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گزرنے والے شخص سے آیت پوچھتا تھا حالانکہ میں اس سے زیادہ جانتا تھا۔ اس سے آیت صرف اس لئے پوچھتا تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کی کنیت اَبُوْ الْمَسَاكِيْنِ رکھی تھی کیونکہ وہ مساکین کے ساتھ اکثر بیٹھا کرتے تھے اور ان کی خدمت کیا کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۷۲ — شرح: طبرانی نے اسنادِ حسن کے ساتھ عبداللہ بن جعفر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ تمہیں مبارک ہو تمہارا باپ آسمانوں میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتا پھرتا ہے۔ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر بن ابی طالب کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا۔ نیز ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس سے جعفر بن ابی طالب

ذِکرُ عَبّاسِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ

کو فرشتوں کے ساتھ اُڑتے دیکھا۔ نیز ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس سے جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی جماعت میں اُڑتے ہوئے گزرے ان کے دونوں پر خون آلود تھے۔ اس حدیث کو ابن عباس نے مرفوع ذکر کیا ہے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے حاصل ہوئی ہے الحمد للہ رب العالمین!۔ قال ابوعبداللہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جناحین کا اطلاق بر دو پہلوؤں پر ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ ”جَنَحَ الطَرِیْقُ جَانِبَہٗ“ وَجَنَحَ الْقَوْمُ نَاحِیَتَھُمْ“ جوہری نے کہا جناح الطیر اس کا ہاتھ ہے (عینی)

حضرت عباس بن عبدالمطلب کا ذکر

وفات: ۱۲۔ رجب ۳۲ھ مطابق ۱۷۔ فروری ۶۵۳ء

آپ کا نسب یہ ہے۔ عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف“ آپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور اپنے صاحبزادے فضل بن عباس کے نام پر آپ کی کنیت ابوالفضل ہے آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو یا تین سال بڑے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ونتلہ یا نُتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید بن طفیل ہیں۔ وہ پہلی عربی عورت ہیں جس نے کعبۃ اللہ پر ریشمی پردے لٹکائے اور مختلف اقسام کے قیمتی کپڑوں سے بیت اللہ کو مزین کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بچپن میں گم ہو گئے تو آپ کی والدہ نے نذر مانی کہ اگر انہیں عباس مل جائے تو وہ بیت اللہ شریف کو لباس پہنائے گی۔ جب آپ کو پایا تو نذر پوری کی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جاہلیت میں بہت بڑے رئیس تھے اور مسجدِ حرام کی تعمیر اور آبِ زمزم کا اہتمام انہی کے سپرد تھا۔ مسجد حرام کی تعمیر اس لئے اُن کے سپرد تھی کہ وہ کسی مسجد میں گالی گلوچ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی تعمیر کے وقت لوگوں میں اشتعال پیدا کرنے کے لئے فضول باتیں کرتے تھے۔ یہ چیز دوسرے قریش میں نہ پائی جاتی تھی اس لئے انھوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ یہ کام حضرت

عباس ہی سرانجام دیں گے اور قریش ان کے معاون اور مددگار رہیں گے۔ اس لئے مسجد کی تعمیر وغیرہ آپ کے سپرد کر دی۔ یزید بن اصم نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں مشرکوں کی طرف تھے اور قید ہو کر حضور کے سامنے آئے جبکہ انہیں رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔ ان کا یہ حال دیکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات بیدار رہے۔ آپ کے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نیند نہ کرنے کا کیا باعث ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے عباس کی غمزدہ آواز نے نہیں سونے دیا۔ صحابہ میں سے ایک شخص اُٹھا اور حضرت عباس کی رسیوں کو نرم کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ اب مجھے عباس کے کراہنے کی آواز نہیں آرہی ہے۔ اس شخص نے کہا حضور! میں نے ان کی سخت رسیوں کو نرم کر دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام قیدیوں کی رسیاں نرم کر دو!

ابوعمرو نے کہا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ خیبر فتح ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے اُنھوں نے ایمان مخفی رکھا تھا۔ چنانچہ حجاج بن عطاط کی حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت عباس نے ایمان مخفی رکھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عنایت فرمائیں۔ پھر اُنھوں نے فتح مکہ کے وقت اسلام کا اظہار فرمایا۔ آپ حنین، طائف اور تبوک کی جنگوں میں موجود رہے تھے۔ آپ مشرکوں کی خبر لکھا کرتے تھے جو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھتے تھے۔ مسلمان مکہ میں اُن سے قوت پاتے تھے۔ حضرت عباس کی خواہش تھی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آجائیں لیکن آپ نے فرمایا تمہارا مکہ میں رہنا ہی بہتر ہے۔ اسی لئے آپ نے بدر کی جنگ میں فرمایا تھا جو کوئی عباس کو دیکھے وہ انہیں قتل نہ کرے۔ کیونکہ وہ مشرکوں کے ساتھ مجبوراً آئے ہیں۔

ابوطالب کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر مامور تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے جبکہ وہ اپنی قوم کے دین پر تھے۔ وہ کافر دل تنگ بدر کے میدان میں مجبوراً آئے تھے۔ اور جب قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ ہوا تو اُنھوں نے اپنا اور اپنے دونوں بھائی ابوطالب اور حارث کے دونوں بیٹوں عقیل اور نوفل کا فدیہ اپنے مال سے ادا کیا اور ابوطالب کی وفات کے بعد آبِ زمزم کے متولی مقرر ہوئے۔ غزوۂ حنین میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے جبکہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا اکثر بھاگ گئے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مسلمان ہونے کے بعد ان کا بہت اکرام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ میرا چچا میرے والد کی مثل ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت سخی، صلہ رحمی کرنے والے اور خوبصورت تھے۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عباس بن عبدالمطلب تمام قریش سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جب حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی کے پاس سے گزرتے تو وہ دونوں ان کے اعزاز اور احترام

کے باعث اپنی سواریوں سے اُتر جاتے حتیٰ کہ حضرت عباس آگے گزر جاتے اور کہا کرتے تھے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ میں قحط سالی ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عباس کے وسیلہ سے بارش کے لئے دُعا کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے اللہ! ہم تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ کے والد کی مثل سے توسّل کرتے ہیں کہ ہم پہ بارش برسا اور ہمیں نا امید نہ کر! پھر حضرت عباس سے کہتے اے ابو الفضل اُٹھئے اور دُعا کریں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرماتے اے اللہ تیرے پاس بادل اور پانی ہے۔ بادل سے ہم پہ پانی برسا! کھیتیوں کی جڑیں مضبوط اور پھل زیادہ کر اور جانوروں کا دودھ زیادہ کر اے اللہ! تو گناہوں کے عوض مصیبت نازل کرتا ہے جو صرف توبہ سے ہی معاف ہوتے ہیں اور تیرے حضور لوگ جمع ہوئے ہیں ہم پہ بارش برسا۔ اے اللہ! ہماری جانوں اور اہل اولاد میں ہماری سفارش قبول فرما۔ ہم تجھ ہی سے اُمید کرتے ہیں اور تیرے غیر کی عبادت نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی طرف کوئی رغبت کرتے ہیں اور تیرے حضور ہر بھوکے کی بھوک ہر ننگے شخص کی برہنی ہر خائف اور ناتواں کے خوف وضعف کی شکایت کرتے ہیں۔ ہم پہ بارش برسا تو آسمانوں سے خوب بارش برسی جیسے پانی کے پہاڑ گر رہے ہیں اور گڑھے اور ٹیلے پانی کے باعث برابر ہوجاتے اور زمین تروتازہ ہوجاتی اور لوگ آرام سے زندگی بسر کرنے لگتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر باہر نکلے تاکہ وہ بارش کے لئے دُعاء کریں تو اُنھوں نے یہ دُعاء کی۔ اے اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ لائے ہیں اور حصول بارش کے لئے ان کو شفاعت کرنے لائے ہیں۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ان کی حفاظت فرما جیسے دو بچوں کے والد کی صلاحیت کے باعث ان کی حفاظت کی۔ ہم مغفرت طلب کرتے ہوئے شفاعت کے طالب ہیں پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اپنے رب سے گناہوں کی معافی چاہو وہ بخشنے والا ہے۔ تم پہ برسنے والا بادل بھیجے گا تمھارے اموال اور تمھارے بیٹوں کے ذریعے تمھاری مدد کریگا اور اُن کے لئے نہریں جاری کرے گا،، پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر کہا اے اللہ! تو ہی ہمارا نگہبان ہے۔ گمی ہوئی شئ کو مہمل نہ رکھ اور کمزور کو ضائع ہونے والی جگہ میں نہ چھوڑ۔ چھوٹے عاجزی کر رہے ہیں اور بوڑھے نرم دل ہوچکے ہیں۔ شکایات کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں تو ظاہر باطن کو جانتا ہے۔ اے اللہ! ان کی فریادرسی کر اس سے پہلے کہ یہ نا امید ہوکر ہلاک ہوجائیں۔ کیونکہ تیری رحمت سے کافر ہی نا امید ہوتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد تیز بادل ظاہر ہوا تو لوگوں نے کہا وہ دیکھو وہ دیکھو پھر وہ چمکا ایک دوسرے سے ملا اور اس میں ہوا چلنے لگی اور زور کی حرکت سے چلی اور بارش شروع ہوئی۔ بخدا اتنی بارش ہوئی کہ لوگ دیواریں تھام کر چلتے تھے اور لوگ خوشی سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کندھوں کو ہلاتے اور کہتے

۳۴۷۳ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ ثَنِیْ اَبِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰی عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ اِذَا قَحَطُوْا اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْنَ

اے حرمین طیبین کے ساقی تمہیں مبارک ہو۔

حسن بن عثمان نے کہا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سفید رنگ بہت خوبصورت تھے۔ ان کا جسم نرم جلد ملکی تھی۔ درمیانہ قد تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بدر کی جنگ میں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ قیدی آئے تو ہم نے انہیں قمیص پہنانا چاہی تو عبداللہ بن ابی کے سوا کسی کی قمیص انہیں پوری نہ اتری۔ وہ اس سے لے کر عباس کو دی۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی بھی حضرت عباس کی طرح طویل القامت تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں جمعہ کے روز بارہ رجب کو ۳۲۔ ہجری میں حضرت عثمان غنی کے شہید ہونے سے دو سال قبل وفات پائی۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ جب کہ ان کی عمر ۸۸ برس تھی۔ آپ نے بتیس برس اسلامی زندگی بسر کی اور چھپن برس کفر میں گزارے۔ ان کی قبر میں ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عباس اُترے تھے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ!

۳۴۷۳ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے اور فرماتے۔ اے اللہ! ہم تیرے حضور اور تیری بارگاہ میں تیرے رسول کو وسیلہ لایا کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا۔ اب ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے چچا کو وسیلہ لائے ہیں پس تو بارش برسا چنانچہ خوب بارش ہوتی تھی!

(حدیث ۹۶۰ کی شرح دیکھیں)

مَنَاقِبُ قَرَابَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٤٧٤ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ يَعْنِي مَالَ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی لوگوں کے محاسن

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں ،،

٣٤٧٤ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے حضرت ابوبکر صدیق خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا آپ اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی میراث کا مطالبہ

وَ لَاَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ وَتَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ

فرما رہی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فئے دی تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ (جو دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے اعتقاد میں ملک تھا) کا مطالبہ کرتی تھیں جو مدینہ منورہ، فدک اور خمس خیبر سے باقی بچ گیا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اس مال یعنی اللہ کے مال سے کھا سکتی ہے۔ انہیں کھانے پینے سے زائد میں کوئی حق نہیں۔ بخدا! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں کچھ تبدیلی نہیں کروں گا! جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھے اور میں ان میں وہی عمل کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور کہا اے ابا بکر! ہم آپ کی فضیلت جانتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی قرابت اور حق کو ذکر کیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا اور فرمایا مجھے اس ذاتِ کریم کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اپنی قرابت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس سے اچھا سلوک کروں۔

عبداللہ بن وہاب نے خالد، شعبہ کے ذرائع سے واقد سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے اپنے والد محمد بن زید کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہوئے سُنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہل بیت کی خدمت اور محبت میں سمجھو!

۳۴۷۴ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام نے صدقہ کا کیونکر مطالبہ کیا حالانکہ آپ کے صدقات تمام مسلمانوں کے لئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اعتقاد میں صدقات و اقعیہ

٣٤٧٥ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ملکیت ہیں اس لئے اُنھوں نے مدینہ منورہ میں جو کچھ تھا اور فدک و خیبر کے اموال کا مطالبہ بطورِ وراثت کیا تھا۔ یہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی املاک تھیں جو آپ کے بعد صدقہ ہوگئیں تھیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ تین حقوق تھے۔ ایک وہ جو آپ کو ہبہ کئے گئے تھے اور وہ جو مخیریق یہودی نے مسلمان ہونے کے بعد وصیّت کی تھی۔ وہ قبیلہ بنی نضیر میں نو باغات تھے اور جو انصار نے آپ کو زمینیں دی تھیں یہ سب آپ کی ملک تھیں۔ دوسرا وہ حق ہے جب آپ نے بنی نضیر کو جلا وطن کیا تو اُن کی زمینیں آپ کے لئے بطورِ فئ خاص تھیں۔ ان میں سے مسلمانوں کی ضروریات کے لئے خرچ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح فدک کی نصف زمین بھی آپ کی خاص مِلک تھی جو اہلِ خیبر نے خیبر فتح ہونے کے بعد نصف زمین پر صلح کی تھی۔ اسی طرح وادی القریٰ کی ایک تہائی زمین جو آپ نے مصالحت کے وقت حاصل کی۔ اسی طرح خیبر کے قلعوں میں سے دو قلعے ان میں سے ایک صلح سے لیا تھا۔ تیسرا حق آپ کا وہ حصّہ تھا جو غلبہ کے ساتھ خیبر فتح کرنے سے خیبر کا خمس تھا۔ یہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ملک تھے۔ ان میں سے کسی دوسرے کا کچھ حق نہ تھا۔ لیکن جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں اپنے لئے مخصوص نہیں کر رکھا تھا بلکہ اپنے اہل و اولاد، مسلمانوں اور دیگر عام مصالح میں ان کو خرچ کرتے تھے۔ یہ تمام صدقات ہیں جن پر آپ کی وفات کے بعد ملکیّت کا دعویٰ ممنوع اور حرام ہے۔

(حدیث ۲۸۸۴ اور ۲۸۸۵ کی شروح کا مطالعہ فرمائیں)

اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ زمینیں اپنے اہل و اولاد کے لئے باقی رکھی تھیں جو آپ کی حیاتِ طیبہ اور وفات کے بعد ان کے مصرف میں رہیں اور ان سے مسلمانوں کی حاجات بھی پُوری کی جاتی تھیں لیکن آپ کی وفات کے بعد وہ املاک وقف ہوگئیں اور آپ کے اہل و اولاد قیامت تک ان سے اپنی حاجات پُوری کرتے رہیں گے اور ان کو اپنی ملکیت تصوّر نہ کریں گے۔

قولہ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ،، یہ سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے۔ یہ حدیث کا حصّہ نہیں

قولہ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ آہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام ہے۔ اس کے ساتھ آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں وصیّت فرمائی کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اہلِ بیت اور آپ کی اولاد

۳۴۷۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِيدِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي

۳۴۷۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّتِي قُبِضَ فِيهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ

میں آپ کی حفاظت کرو اور انہیں اذیت نہ پہنچاؤ اور نہ ہی ان سے کسی طرح کی اساءت کرو! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سیدہ فاطمہ، علی المرتضیٰ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل میں لپیٹا تھا اور فرمایا یہ میرے اہلبیت ہیں یا یہ حضرات اور ازواج مطہرات ہیں کیونکہ اہل بیت سے مطلقاً ذہن اسی طرف جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۷۵۔ ا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہلِ بیت کی محبت میں دیکھو!

۳۴۷۵۔ ب — ترجمہ: مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔

۳۴۷۶ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں جس میں آپ نے وفات فرمائی اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے خفیۃً کوئی بات کی تو وہ رونے لگیں۔ پھر انہیں بلایا اور اُن سے آہستہ بات کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے فاطمہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے کہا

فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

مَنَاقِبُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّوْنَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آہستہ بات کی اور مجھے بتایا کہ آپ اس مرض سے جس میں آپ نے وفات فرمائی، ہیں وفات فرمائیں گے یہ سن کر میں رو پڑی پھر مجھ سے آہستہ بات کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے میں آپ سے ملوں گی تو میں ہنس پڑی۔

(حدیث ۳۲۹۲ کی شرح دیکھیں)

حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ

وفات : ۱۰۔ جمادی الاول ۳۶ھ مطابق ۲۵۔ نومبر ۶۵۶ء

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے حواریوں کو اس لئے حواری کہا جاتا ہے کہ ان کے کپڑے سفید تھے۔ آپ کا نسب یہ ہے زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ آپ قرشی اسدی ہیں اور کنیت ابوعبداللہ ہے! آپ کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ آپ پندرہ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ موسیٰ بن طلحہ نے کہا حضرت علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن ابی وقاص ایک ہی سال میں پیدا ہوئے۔ محمد بن عبدالرحمٰن کی

روایت کے مطابق حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام دونوں آٹھ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ ان کے اسلام لانے کی عمر میں کئی اقوال ہیں۔ چنانچہ پندرہ، بارہ، آٹھ اور سولہ سال بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔ کسی غزوہ میں آپ پیچھے نہیں رہے۔ ہر غزوہ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور عبداللہ بن مسعود کو بھائی بھائی بنایا جبکہ آپ نے مکہ میں مہاجرین میں بھائی چارہ بنایا تھا اور جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ بنایا تو زبیر اور سلمہ بن سلامہ بن وقش کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے دس لڑکے تھے اور وہ "عبداللہ، عروہ، مُنذر، مصعب، عمرو، عُبَید، جعفر، عامر، عُمَیر اور حمزہ ہیں۔ سب سے پہلے اللہ کی راہ میں زبیر نے تلوار اُٹھائی تھی کیونکہ شیطان نے پھونک ماری کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار ہو گئے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت زُبیر آئے اور لوگوں کو اپنی تلوار سے ہٹاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جبکہ آپ اعلیٰ مکہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے پوچھا اے زبیر کیسے آنا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ! خبر مشہور ہو گئی تھی کہ آپ کو مشرکوں نے پکڑ لیا ہے۔ یہ سُن کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دُعاء فرمائی اور ان کی تلوار کے لئے دُعاء فرمائی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا زبیر میری پھوپھی کا لڑکا اور میرا مددگار ہے اور فرمایا ہر نبی کے مددگار ہوتے ہیں میرا مددگار زُبیر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں ابن الحواری ہوں تو عبداللہ بن عمر نے کہا اگر تو زبیر کا بیٹا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ حواری کا معنی مُخلص ہے۔ معمر نے قتادہ سے بیان کیا حواری سب قریش میں سے ہیں۔ چنانچہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی، حمزہ، جعفر، ابوعبیدہ بن جراح، عثمان بن مظعون، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ اور زبیر تمام حواری ہیں۔ روح بن قاسم نے قتادہ سے روایت کی کہ ایک روز حواریوں کا ذکر ہونے لگا تو کہا گیا بھلا حواری کون لوگ ہیں؟ اُنھوں نے کہا حواری وہ ہیں جن میں خلافت کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ حضرت زبیر بن عوام جنگ بدر میں حاضر ہوئے جبکہ اس روز اُن پہ زرد عمامہ تھا۔ جس سے اُنھوں نے مُنہ اور سر لپیٹا ہُوا تھا۔ کہا جاتا ہے بدر کے دن فرشتے حضرت زبیر بن عوام کی ہیئت میں نازل ہُوئے اُنھوں نے زرد عمامے پہنے ہُوئے تھے اور سَر اور منہ ڈھانپ رکھے تھے۔ آپ تمام جنگوں میں حاضر ہوتے رہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص بھی جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہُوا ہو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چھ حضرات اہلِ شوریٰ کے متعلق فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی حالانکہ آپ ان حضرات سے راضی اور خوش تھے۔ جن صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی تھی اُن میں آپ بھی شامل ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اپنے والدین کو دوبار جمع فرماتے ہُوئے فرمایا: اِرْمِ سَعْدُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ" ایک بار اُحُد کی جنگ میں اور دوسری بار بنو قریظہ سے جنگ

میں یہ فرمایا۔ ابواسحاق سُبَیعی نے کہا ایک مجلس میں بیس سے زائد صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون زیادہ مکرم و معظم ہے اُنھوں نے کہا حضرت زبیر بن عوام اور علی بن ابی طالب۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ زبیر بہترین تاجر تھے۔ ایک روز ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو تجارت میں حذاقت اور منفعت بخش طریقہ کیسے میسّر ہُوا۔ اُنھوں نے کہا میں نے تجارت کا مال کبھی غبن سے نہیں خریدا اور نہ ہی میں نے نفع کی خواہش کی ہے اللہ جس کے لئے چاہے برکت دیتا ہے۔ حضرت کعب نے کہا حضرت زبیر کا ایک ہزار غلام تھا جو ہر روز انہیں ٹیکس ادا کیا کرتے تھے وہ ان میں سے ایک درہم بھی گھر نہیں لے جاتے اور تمام صدقہ کر دیتے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی وفات

آپ جنگِ جمل میں حاضر ہُوئے یہ جنگ ام المؤمنین عائشہ اور امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کے درمیان ہُوئی جبکہ حضرت زُبیر ام المؤمنین کے لشکر میں تھے۔ زبیر نے کچھ دیر جنگ کی تو حضرت علی المرتضیٰ نے انہیں آواز دی وہ تنہا حضرت علی کے پاس آ گئے۔ حضرت علی نے زبیر کی ایک واقعہ کی طرف توجہ دلائی کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو دیکھا کہ ہم ہنس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے زبیر! تم علی سے جنگ کرو گے اور تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیر کو وہ واقعہ اور ارشاد یاد آیا تو وہ میدانِ جنگ سے باہر آ گئے اور مدینہ منورہ کا رُخ کیا تو ان کے پیچھے عبداللہ بن جرموز لگ گیا۔ وادی السباع میں جب آپ نماز پڑھ رہے تھے تو ابن جرموز نے موقعہ پاکر انہیں قتل کر دیا اور تن سے سر جُدا کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ یہ دس جمادی الاولیٰ ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ جب حضرت علی کے حضور اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اسے اجازت نہ دی اور دربان سے فرمایا اسے دوزخ کی خوشخبری دو!

احنف بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جب سفوان پہنچے جو بصرہ سے اتنی دُور ہے جتنا قادسیہ کوفہ سے دُور ہے۔ تو انہیں بنی مجاشع کا ایک شخص نعر ملا اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری آپ کدھر جاتے ہیں آپ میری امان میں رہیں آپ تک کوئی نہیں آ سکتا۔ آپ بے خوف رہیں۔ زُبیر نے اس کی پیش کش قبول کر لی۔ جب عمیرہ بن جرموز، فضالہ بن حابس اور نفیع نے سُنا تو وہ زبیر کی تلاش میں نکلے اور نعر کے ساتھ پایا عمیرہ بن جرموز ان کے پیچھے سے آیا جبکہ وہ کمزور گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس نے آپ کو ہلکا سا زخم کیا تو زبیر نے اس پر حملہ کر دیا۔ جبکہ وہ اعلیٰ گھوڑے پر سوار تھے جسے ذوالخمار کہا جاتا تھا جب اسے یقین ہو گیا کہ زُبیر اُسے قتل کر دیں گے تو اُس نے اپنے دونوں ساتھیوں نفیع اور فضالہ کو پُکارا تو تینوں نے حملہ کر کے حضرت زُبیر کو شہید کر دیا۔ یہ روایت پہلی سے صحیح تر ہے۔ (استیعاب)

جس روز حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ان کی عمر ۷۷ برس تھی۔

۳۴۷۷ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَخْبَرَنِيْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ اَصَابَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰى حَبَسَهٗ عَنِ الْحَجِّ وَ اَوْصٰى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ وَقَالُوْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ اٰخَرُ اَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوْا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ قَالَ فَسَكَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَاِنْ كَانَ لَاَحَبَّهُمْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا حلیہ

آپ کا رنگ گندمی، قد درمیانہ، گوشت معتدل اور داڑھی ہلکی تھی،،

۳۴۷۷ — ترجمہ : مروان بن حکم نے کہا حضرت عثمان بن عفان کو نکسیر کی مرض کے سال سخت نکسیر پھوٹی حتی کہ انہیں حج سے روک دیا اور انھوں نے وصیت بھی کر دی۔ اُن کے پاس ایک قریشی مرد آ کر کہنے لگا کسی کو خلیفہ تجویز کر دیں عثمان نے کہا کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں! عثمان نے کہا کس نے کہا ہے؟ وہ شخص خاموش ہو گیا پھر ایک اور شخص آیا میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھا اُس نے کہا آپ خلیفہ تجویز کر دیں۔ حضرت عثمان نے کہا لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا کس نے کہا ہے۔ وہ بھی خاموش ہو گیا۔ حضرت عثمان نے کہا شائد لوگوں نے کہا ہوگا کہ زُبیر کو خلیفہ مقرر کر دوں؟ اُس نے کہا جی ہاں۔ عثمان نے کہا یہ بات سُن لو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جو کچھ میں جانتا ہوں وہ سب لوگوں سے بہتر ہیں اور جنابِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

۳۴۷۸ ـــ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ یَقُوْلُ کُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقِیْلَ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ الزُّبَیْرُ قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّکُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ خَیْرُکُمْ ثَلٰثًا

۳۴۷۸ ـــ ترجمہ : ہشام نے کہا میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے مروان سے سُنا جبکہ میں حضرت عثمان کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا خلیفہ مقرر کر دیں۔ عثمان نے کہا کیا ایسا کہا گیا ہے ؟ اُس نے کہا جی ہاں ! زُبیر کے متعلق کہا جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بخدا ! تم جانتے ہو کہ وہ تم سے بہتر ہے یہ تین بار فرمایا :

۳۴۷۷ - ۳۴۷۸ ـــ شرح : حَوَارِیٌّ " کی یاء مشدّد ہے اور یہ لفظ مفرد ہے۔ اس کا معنیٰ ناصر یا خالص دوست ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام صحابہ کرام جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار، مددگار اور تہ دل سے مُخلص تھے تو زُبیر رضی اللہ عنہ کی کیا تخصیص ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ غزوۂ احزاب میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ میرے پاس مشرکوں کی کون جاسُوسی کریگا اور ان کے حالات سے مجھے آگاہ کرے گا۔ حضرت زُبیر نے عرض کیا تھا یا رسُول اللہ ! میں حاضر ہوں، اس طرح بار بار آپ نے فرمایا اور تین ہی بار حضرت زبیر نے یہی جواب دیا کہ حضور میں حاضر ہوں اور مشرکوں کے ناپاک خیالات کو آپ تک پہنچاؤں گا۔ یہ حتمی اور یقینی بات ہے کہ ایسے وقت میں مدد ۔۔ دوسرے اوقات کی نسبت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اسی لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں۔ میرا حواری زبیر بن عوام ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تجویزِ خلافت پر اس لئے آمادہ کرنا چاہا تھا کہ مرض نکسیر کے باعث حالات اس قسم کے ہو گئے تھے کہ شائد حضرت عثمان اس شدید مرض سے بچ نہ سکیں گے۔ اس لئے ان کا خلیفہ مقرر کرنا ضروری ہے۔

۳۴۷۹ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ هُوَ ابْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ

۳۴۸۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ الْاَحْزَابِ جُعِلْتُ اَنَا وَعُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلٰى فَرَسِهٖ يَخْتَلِفُ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا اَبَتِ رَاَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ اَوَهَلْ رَاَيْتَنِيْ يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَّاْتِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ

۳۴۷۹ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں میرا حواری زبیر بن عوام ہے۔

۳۴۸۰ — ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احزاب کے روز میں اور ابوسلمہ عورتوں کے محافظ تھے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ زبیر اپنے گھوڑے پر بنی قریظہ کی طرف دو تین بار گئے اور آئے۔ جب میں واپس آیا تو اپنے والد سے کہا: اے ابا جان! میں نے آپ کو جاتے آتے دیکھا تھا۔ زبیر نے کہا اے میرے بیٹے! کیا تو نے مجھے دیکھا تھا میں نے کہا جی ہاں! انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ بنی قریظہ کون جائیگا؟ جو میرے پاس ان کی خبر لائے میں گیا جب واپس آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے

۳۴۸۱ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ

والدین جمع کرتے ہوئے فرمایا اے سعد! میرا باپ اور میری ماں تم پر فدا ہوں!

۳۴۷۹ - ۳۴۸۰ ـــــ شرح : حواری مفرد لفظ ہے اس کا معنی مددگار اور مخلص ہے۔ اس حدیث میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ جمع کرکے فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ یوم احزاب اور یوم خندق ایک ہی چیز ہے۔ اسلام کے خلاف کفار کے احزاب نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تھا اس لئے اسے یوم احزاب کہا جاتا ہے اور بعض صحابہ کرام کے مشورہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے چاروں طرف خندق کھدوائی تھی اس لئے اسے غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔

۳۴۸۱ ـــــ ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے یرموک کی جنگ میں زبیر سے کہا کیا تم حملہ نہیں کرتے ہم تمہارے ساتھ ان پر حملہ کریں۔ زبیر نے کفار پر حملہ کیا تو انھوں نے آپ کے کندھے پر دو تلوار کے زخم کئے ان دونوں کے درمیان ایک گہرا زخم تھا جو بدر کی جنگ میں آیا تھا عروہ نے کہا میں اپنی انگلیاں ان زخموں میں داخل کرکے کھیلا کرتا تھا جبکہ میں بہت چھوٹا تھا۔

۳۴۸۱ ـــــ شرح : یرموک، بروزن یفعول۔ شام میں ایک مقام ہے۔ ابن عساکر کی روایت کے مطابق یہ غزوہ پیر کے روز پانچ رجب کو پندرہ ہجری میں واقع ہوا۔ یہ مسلمانوں کی عظیم فتح تھی۔ جبکہ ہرقل کے افواج کا سپہ سالار ماہان ارمنی تھا اور عسکر اسلام کا سربراہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے رضی اللہ عنہ ان میں پانچ عظیم واقعات ہوئے آخر میں فتح مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔ ہرقل کی افواج میں سے ایک لاکھ پانچ ہزار افراد قتل ہوئے جبکہ ان کے

ذِكْرُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ
وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

چالیس ہزار افراد قید کر لئے گئے اور مسلمانوں کے صرف چار ہزار افراد شہید ہوئے۔ اور ماہان بھی لڑائی میں قتل ہو گیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حذیفہ بن یمان کو دس مہاجرین و انصار کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیجا کہ امیر المؤمنین عمر فاروق کو فتح کی خوشخبری سنائیں۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو بہت مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ حتیٰ کہ ہر سوار کو سونے کے چوبیس ہزار مثقال اور اسی قدر چاندی حصہ ملا۔ جبکہ مسلمانوں کی کل تعداد پینتالیس ہزار تھی۔ ایک روایت کے مطابق پینسٹھ ہزار بتائی جاتی ہے۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں رومی نو لاکھ تھے۔ کفار کے عساکرِ عظیمہ کو مسلمانوں نے منہ توڑ شکست دی۔ اس لڑائی میں حضرت زبیر بن عوام اور خالد بن ولید کے علاوہ دیگر مسلمانوں نے بھی اپنے اپنے جوہر دکھائے اور وہ عظیم فتح سے ہمکنار ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین!

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات: جمادی الاخری ۳۶ھ مطابق ۲۵۔ نومبر ۶۵۶ء

آپ کی نسب یہ ہے۔ طلحہ بن عُبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تیمی ،، اور آپ کی والدہ صعبہ بنت عبد اللہ بن عماد بن مالک بن ربیعہ بن اکبر بن مالک بن عویف بن مالک بن خزرج بن ایاد بن صدف بن حضرموت بن کندہ ،، آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور آپ کو طلحۃ الخیر، طلحۃ الفیاض بھی کہا جاتا ہے۔ انساب کے ماہرین نے ذکر کیا کہ حضرت طلحہ بن عُبید اللہ نے موضع بَیسان میں مالِ تجارت خریدا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو بہت بڑے فیاض ہو اس لئے انہیں طلحۃ الفیاض کہنے لگے۔ جب مدینہ منورہ آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور کعب بن مالک کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ محمد بن اسحاق نے کہا حضرت طلحہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی کے بعد طلحہ شام سے آئے تھے اور انھوں نے غنیمت سے اپنے حصہ کا سوال اٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے حصہ ہے۔ طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ثواب بھی ملے گا؟ فرمایا ہاں ضرور ملے گا۔ زبیر بن بکار نے کہا

حضرت طلحہ بن عُبیداللہ رضی اللہ عنہ شام میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے اور جنگِ بدر ان کی عدم موجودگی میں لڑی گئی تھی۔ وہ اوّلین مہاجرین میں سے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے غنائم بدر میں ان کا حصہ محفوظ رکھا۔ جب وہ شام سے واپس آئے تو عرض کیا یا رسُول اللہ! مجھے ثواب بھی ملے گا فرمایا ضرور ملے گا۔ ابو عمرو نے کہا آپ اُحُد اور اس کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں حاضر ہوتے رہے زبیر نے کہا حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے اُحُد کی جنگ میں بہت بڑی جوانمردی دکھائی وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ڈھال بنے رہے اور اپنے ہاتھ سے آپ کو مشرکوں کے تیروں کی بارش سے بچاتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کا ہاتھ شل ہوگیا۔ ایک چوٹ اُن کے سَر پر آئی۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر پتھر پر چڑھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے ابوبکر طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک روز جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں اور وہ بہت بھاری وزنی تھیں۔ آپ نے پتھر پر چڑھنا چاہا تو ان کا بوجھ مانع ہُوا۔ طلحہ بن عبیداللہ نے آپ کو اُٹھایا تو آپ پتھر پر چڑھ گئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا طلحہ نے جنت واجب کرلی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جنہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری سُنائی تھی۔ وُہ مجلسِ شوریٰ کے ممبر بھی تھے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تجویز کی تھی۔

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے طلحہ کو دیکھ کر فرمایا جو زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا چاہے۔ وہ اسے دیکھ لے۔ وہ جنگِ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو انہیں اپنے پاس بُلا کر اُن کے فضائل بیان کئے۔ اور گزرے وقت کے حالات یاد دلائے تو زبیر بن عوام کی طرح طلحہ بھی جنگ کرنے سے رُک گئے اور ایک صف میں علیحدہ کھڑے ہوگئے انہیں ایک تیر لگا تو ان کی ٹانگ سے خون جاری ہوگیا جس سے ان کی موت واقع ہُوئی۔ ایک روایت کے مطابق ان کے سینہ میں تیر لگا۔ کہا جاتا ہے کہ مروان بن حکم نے آپ کو تیر مارا اور شہید کردیا اور کہا آج کے بعد میں کسی سے انتقام کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ کیونکہ طلحہ کے بارے میں لوگوں کا یہ گمان تھا۔ کہ آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کیا تھا۔ اور آپ پر تشدّد کیا تھا۔ معتبر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگِ جمل میں مروان نے ہی حضرت طلحہ کو قتل کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا بخدا! میں اُمید کرتا ہوں کہ مَیں، عثمان، طلحہ اور زُبیر اُن لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے ان کے سینوں سے دشمنی نکال دی ہے اور ہم بھائی بھائی ہیں۔ جنت میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

معاذ بن ہشام نے روایت کی کہ جنگِ جمل میں مروان بن حکم نے حضرت طلحہ کو دیکھا۔ تو کہا میں آج کے بعد اپنے انتقام کا مطالبہ نہیں کروں گا پھر انہیں تیر مار کر ہلاک کر دیا۔ احنف نے کہا جب جنگِ جمل

میں آمنا سامنا ہوا۔ تو سب سے پہلے قتل ہونے والے حضرت طلحہ بن عبیداللہ تھے اور مروان نے ان کو قتل کرنے کا اقرار بھی کر لیا تھا۔ یحییٰ بن سعد نے اپنے چچا سے روایت کی انھوں نے کہا مروان نے طلحہ بن عبیداللہ کو تیر مار کر حضرت عثمان کے صاحبزادے ابان بن عثمان کی طرف متوجہ ہو کر کہا تیرے باپ کے قاتلوں میں سے ایک کو تو میں نے قتل کر دیا ہے۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا جنگ جمل میں مروان بن حکم نے طلحہ کو تیر مارا اسی سے ان کی وفات واقع ہوئی اور وہیں چراگاہ کے کنارے انہیں دفن کر دیا۔ حضرت طلحہ کے کسی قریبی نے خواب میں دیکھا تو اسے طلحہ نے کہا مجھے اس چراگاہ سے اُٹھا لے جاؤ۔ یہاں بہت پانی ہے میں تین بار اس میں ڈوبا ہوں اُنھوں نے قبر کھولی تو اس میں سبزہ تھا۔ لوگوں نے پانی کو دُور کر کے وہاں سے آپ کو نکالا تو زمین کی طرف آپ کی داڑھی شریف کچھ متاثر ہوئی اور اسی طرف چہرے پر مٹی اثر انداز ہوئی تھی۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکانات سے ایک مکان خرید کر وہاں آپ کو دفن کیا۔

قیس نے کہا جنگِ جمل میں مروان طلحہ کے قریب رہتا تھا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو مروان نے کہا آج کے بعد کسی سے انتقام کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ پھر آپ کو تیر مارا جو اُن کے گھٹنے میں لگا، چنانچہ اس کا خون بند نہ ہوا حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔ اس روز حضرت طلحہ نے کہا تھا اسے چھوڑ دو یہ تیر اللہ نے بھیجا ہے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنگِ جمل میں مروان کے تیر مارنے سے ۶۴ برس کی عمر میں شہید ہوئے آپ کو مروان نے تیر مارا تھا جبکہ دونوں ایک ہی لشکر میں تھے جنگِ جمل دس جمادی الاخریٰ کو ۳۶ ہجری میں لڑی گئی تھی۔ طلحہ بن عبیداللہ کی عمر میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء نے کہا ان کی عمر ۷۵ برس تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت اُن سے راضی اور خوش تھے۔

حضرت طلحہ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ کے سر پر بہت بال تھے۔ نہ تو وہ ایک دوسرے میں داخل تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔ وہ اپنے بال اِدھر اُدھر نہیں کیا کرتے تھے۔ زبیر نے ذکر کیا کہ اُنھوں نے سفیان بن عُیَیْنَہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ حضرت طلحہ بن عُبیداللہ کے گلّہ میں ایک ہزار دینار ہر روز موجود ہوتا ہے۔

حضرت طلحہ کی وفات کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ صعبہ بنت حضرمی جو علاء حضرمی کی ہمشیرہ تھیں چند روز زندہ رہیں وہ اپنے بیٹے کی وفات کے بعد ہر وقت غمزدہ رہتی تھیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

٣٤٨٢ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ لَمْ یَبْقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ تِلْكَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ قَاتَلَ فِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِیْثِهِمَا

٣٤٨٣ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا خَالِدٌ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ رَأَیْتُ یَدَ طَلْحَةَ الَّتِیْ وَقٰی بِهَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ

٣٤٨٢ــــ ترجمہ : ابوعثمان نے کہا ایک زمانہ جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں تھے حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے بغیر آپ کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا تھا۔

٣٤٨٢ــــ شرح : یہ جنگِ اُحد کا واقعہ ہے جبکہ لوگ بھاگ گئے تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے بعد میں معاف کر دیا۔ اس روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب صرف حضرت طلحہ اور سعد رہے تھے۔ اس جنگ میں حضور کو بچاتے ہوئے طلحہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ اس حدیث میں حضرت ابوطلحہ کی عظیم منقبت ہے۔ قولہ "غیرُ طلحة وسعد" غیر مرفوع ہے۔ کیونکہ یہ "لَمْ یَبْقَ" کا فاعل ہے۔ قولہ عَنْ حَدِیْثِہِمَا یعنی ابوعثمان یہ طلحہ اور سعد کی حدیث سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اس طرح روایت ذکر کی ہے۔

٣٤٨٣ــــ ترجمہ : قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے طلحہ کا ہاتھ دیکھا جس کے ساتھ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے تھے کہ وہ شل ہو چکا تھا

٣٤٨٣ــــ شرح : علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا جب اُحد کی لڑائی میں بعض مشرکوں نے آپ کو مارنا چاہا تو حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھ سے آپ کا بچاؤ کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کا ہاتھ شل ہو گیا۔ یعنی ہتھیلی چھلنی ہو گئی۔ یہ مراد نہیں کہ ہاتھ کٹ گیا تھا جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ الزُّہْرِیِّ
وَبَنُوْ زُہْرَةَ اَخْوَالُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو کوئی خوشی سے زمین پر شہید کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ طلحہ کو دیکھ لے۔ انہیں کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ "۔ ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سُنا کہ طلحہ اور زُبیر جنت میں میرے ہمسائے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات: محرم ۵۵ھ مطابق ٦۔ دسمبر ٦٧٤ء

آپ کا نسب یہ ہے سعد بن ابی وقاص مالک بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری آپ قدیم الاسلام ہیں چھ اشخاص کے بعد ساتویں مسلمان ہیں۔ آپ نماز فرض ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے اور غزوۂ بدر حُدیبیہ اور دیگر غزوات میں حاضر رہے۔ آپ مجلس شوریٰ کے ممبر بھی تھے جو حضرت عمر فاروق نے خلافت کے انتخاب کے لئے مقرر کی تھی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفات کے وقت آپ سے راضی اور خوش تھے۔ جن دس صحابہ کو ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری سُنائی گئی تھی آپ اُن میں سے ہیں اور وہ مستجاب الدعاء تھے۔ سب سے پہلے آپ نے ہی اللہ کی راہ میں جہاد کیا جبکہ آپ عُبیدہ بن حارث کے چھوٹے سے لشکر میں تھے۔ اس روز آپ کے ساتھ مقداد بن عمرو اور عتبہ بن عزوان تھے۔ آپ کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِرْمِ سَعْدُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ "، اور اپنے والدین کو زبیر کی طرح ان کے لئے بھی جمع کیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء فرمائی اے اللہ سعد کی دُعاء قبول کر اور اس کا نشانہ درست فرما۔ اُن سے آپ نے فرمایا اے سعد تو میرا ماموں ہے۔ آپ ان بہادر نوجوان قریش میں سے تھے جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگوں میں محافظ تھے۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور آپ نے اکثر فارس فتح کیا۔ اور قادسیہ اور دیگر علاقے فتح لئے۔ ...

حاکم ہونے کے زمانہ میں کوفہ والوں نے آپ پر ناجائز تہمت لگائی تو جس نے آپ پر تہمت لگائی تھی اس کے لئے بالمشافہ بددعاء کی کہ اس کی عمر لمبی ہو اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو چنانچہ اس شخص کی عمر اتنی لمبی ہوئی کہ اس کے ابرو لٹک گئے تھے اور ان کو اُٹھا کر چلا کرتا تھا اور گلی کوچوں میں نوجوان، نوخیز دوشیزہ لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا پھرتا تھا۔ اور ذلت و رسوائی اُٹھا کر فوت ہوگیا وہ کہا کرتا تھا مجھے سعد کی بددُعاء لگ گئی ہے۔

۲۱۔ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کر دیا تھا جبکہ کوفہ والوں نے آپ کی شکایت کی کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے اور نہ دعاوی میں انصاف کرتے ہیں اور نہ ہی مالِ غنیمت مساوی تقسیم کرتے ہیں۔ یہ تینوں باطل الزام تھے جن کی بعد میں تفتیش کی گئی اور وہ ناجائز ثابت ہوئے۔ اُن کے بعد عمار بن یاسر کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا، عبداللہ بن مسعود کو بیت المال سپرد کیا اور عثمان بن حنیف کو زمینوں کی ذمہ واری سونپی پھر عمار کو معزول کر کے سعد کو کوفہ کا دوبارہ حاکم مقرر کر دیا پھر انہیں معزول کر کے جُبیر بن مطعم کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا لیکن تقرری کے فوری بعد انہیں بھی معزول کر دیا اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور وہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے تک کوفہ کے حاکم رہے۔ پھر حضرت عثمان نے چند دنوں بعد انہیں معزول کر کے سعید کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا پھر انہیں معزول کر دیا گیا اور ولید بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا

کہا گیا ہے کہ جب عمر فاروق نے حضرت سعد کو دوبارہ کوفہ کا حاکم مقرر کرنا چاہا تو آپ نے وہاں حاکم مقرر ہونے سے انکار کرتے ہوئے کہا آپ مجھے وہاں حاکم مقرر کر رہے جن کے خیال میں میں نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھا سکتا ہوں۔ جب حضرت عمر فاروق زخمی ہوگئے تو انہیں شوریٰ کا ممبر بنا کر فرمایا اگر خلافت سعد کے حصہ آئے تو وہ اس کے لائق ہیں میں نے اس لئے کوفہ کی حاکمیت سے معزول نہیں کیا تھا کہ وہ انتظامی امور میں عاجز ہیں اور ان میں صلاحیت کمزور ہے بلکہ کسی اور مصلحت کے باعث انہیں معزول کیا تھا۔ اور اگر کوئی اور صاحب خلافت کے لئے منتخب ہو جائے تو وہ سعد سے ضرور استعانت کرتا رہے۔

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ کے بیٹے عمر بن سعد نے مشورہ دیا کہ آپ خلافت کا اعلان کر دیں لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ پھر آپ کے بھتیجے ہاشم بن عُتبہ نے یہی مشورہ دیا لیکن آپ نے اس بار بھی انکار ہی کیا تو آپ کے انکار کے باعث ہاشم حضرت علی المرتضیٰ کی طرف مائل ہو گیا اور سعد فتنہ کے ڈر سے گھر میں بیٹھ گئے اور اپنے اہلِ خانہ سے کہا کہ انہیں کوئی خبر نہ پہنچائی جائے۔ حتیٰ کہ اُمت کا ایک امام پر اتفاق ہو جائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو خط لکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کی طلب میں میری مدد کریں لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا۔

۳۴۸۴ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیٰی قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا یَقُوْلُ جَمَعَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اَبَوَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ

۳۴۸۵ـــ حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ ابْنُ اِبْرَاھِیْمَ ثَنَا ھَاشِمُ بْنُ ھَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَاَنَا ثُلُثُ الْاِسْلَامِ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے دس میل دُور مقامِ عقیق میں اپنے گھر فوت ہُوئے۔ اور لوگ آپ کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور بقیع میں مدفون ہُوئے۔ مروان ابن حکم نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ کا وہی حاکم تھا۔ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

واقدی نے کہا آپ پچپن ہجری میں ۷۵ سال کی عمر میں فوت ہُوئے۔ ابونعیم نے کہا کہ آپ اٹھاون ہجری میں فوت ہُوئے۔ زبیر، حسن بن عثمان اور عمرو بن علی فلاس نے کہا ۵۴ ہجری میں ۸۳ برس کی عمر میں امیر معاویہ کی حکومت کے زمانہ میں دو سراج کرنے کے بعد فوت ہُوئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے اپنا پُرانا جُبہ طلب کیا جو صوف سے بنایا گیا تھا اور کہا اس جُبہ میں انہیں کفن دیا جائے کیونکہ جب میں نے بدر کی جنگ میں مشرکوں کا مقابلہ کیا تھا تو یہ جُبہ پہنے ہُوئے تھا۔ میں نے یہ صرف کفن کے لئے چُھپا رکھا تھا۔ (استیعاب)

"بنو زہرہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں اور آپ سعد بن مالک ہیں۔

۳۴۸۴ـــ ترجمہ: سعید بن مسیّب نے کہا میں نے سعد کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحُد کی لڑائی میں میرے لئے اپنے والدین کو جمع کیا (میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں خوب تیر چلاؤ)

۳۴۸۵ـــ ترجمہ: عامر بن سعد نے اپنے والد سعد سے روایت کی کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا جبکہ میں اسلام کی تہائی تھا۔

٣٤٨٦ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى ثَنَا ابْنُ اَبِي زَائِدَةَ
ثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ
سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ
مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي اَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ
سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَاِنِّي لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ تَابَعَهُ اَبُو اُسَامَةَ قَالَ ثَنَا هَاشِمٌ ٣٧٢٨
ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ
قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ اِنِّي لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ وَكُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ
اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى اِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيرُ اَوِ الشَّاةُ
مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُو اَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ
خِبْتُ اِذَنْ وَضَلَّ عَمَلِي وَكَانُوا وَشَوْا بِهِ اِلٰى عُمَرَ قَالُوا لَا يُحْسِنُ
يُصَلِّي قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ثُلُثُ الْاِسْلَامِ يَقُولُ وَاَنَا ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٤٨٦ ـــ ترجمہ ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص
نے کہا میں نے سعید بن مسیّب کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص
سے سُنا کوئی بھی مُسلمان نہ ہُوا مگر اُس روز جس میں مَیں نے اسلام قبول کیا۔
میں سات روز اسی حال میں رہا؛ حالانکہ میں اسلام میں تیسرا شخص تھا اس
کی ابو اُسامہ نے متابعت کی کہا ہم سے ہاشم نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہمیں

عمرو بن عون نے خبر دی اُنھوں نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں عربوں میں پہلا شخص ہُوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ جنگ میں جاتے حالانکہ درختوں کے پتوں کے سوا ہمارے پاس کھانے کی کوئی شئی نہ ہوتی تھی اور ہم لوگ پاخانہ کرتے جیسے اونٹ یا بکری کرتی ہے کہ اس کی لید میں کچھ خلط نہیں ہوتا۔ پھر بنو اسد مجھے اسلام پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں۔ میں خسارے میں پڑ جاؤں اور میرے عمل ضائع ہو جائیں اگر میں ان کی تعلیم کا محتاج ہوں۔ بنو اسد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت سعد کے متعلق باتیں کی تھیں کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے ہیں۔ امام بخاری نے کہا "ثلاث الاسلام" سعد کہتے تھے میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تین میں سے تیسرا تھا

۳۴۸۶ — شرح : ان احادیث میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے۔ جبکہ آپ اسلام میں تیسرے مسلمان ہیں۔ یعنی آپ سے پہلے صرف دو مسلمان تھے ایک ابوبکر صدیق اور دُوسرے خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا۔ یا ایک سردرِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم اور دُوسرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ بظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آزاد تھے غلام نہیں تھے۔ ان میں سے سعد بن ابی وقاص تیسرے مسلمان ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اگر کوئی سوال پوچھے کہ استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اسلام میں

ساتویں مسلمان ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مردوں میں آپ تیسرے مسلمان ہیں۔ یا عام مسلمان مراد ہیں آزاد ہوں یا غلام ہوں۔ اس طرح آپ تیسرے مسلمان ہیں، کیونکہ حضرت عمار کی حدیث میں ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام اور اور ابوبکر صدیق تھے۔

لہٰذا یہ چھ حضرات مسلمان ہیں اور ساتویں سعد بن ابی وقاص مسلمان ہیں یا حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنی اطلاع کے اعتبار سے یہ ذکر کیا ہے، کیونکہ ابتداءِ اسلام میں جو کوئی اسلام قبول کرتا وہ لوگوں سے اسے ظاہر نہیں کرتا تھا۔ اس اعتبار سے اُنھوں نے کہا میں تیسرا مسلمان ہوں۔

۳۴۸۷ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عُبَیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کو ساٹھ مہاجرین کا لشکر دے کر مشرکوں کے مقابلہ میں بھیجا جبکہ ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص بھی تھے اور مشرکوں کا سپہ سالار ابوسفیان بن حرب تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو جھنڈا دیا۔ یہ پہلا جھنڈا تھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا۔ عبیدہ اور ابوسفیان کے لشکروں کی باہم لڑائی ہوئی۔ یہ اسلام میں سب سے پہلی جنگ تھی۔ اس میں سعد بن ابی وقاص نے مشرکوں کو تیر مارے تھے اس لئے فرمایا میں پہلا عربی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر پھینکا۔ قولہ **کَمَا یَضَعُ**۔ یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قضاءِ حاجت کے وقت خشک پاخانہ نکلتا تھا کیونکہ درختوں کے پتے کھانے سے خشک پاخانہ نکلا کرتا ہے جیسے اونٹ اور بکریوں کا خشک ہوتا ہے۔ حدیث ۲۴۷ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے۔

باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی قرابت داری کا ذکر

۳۴۸۸ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ الْمِسْوَرَبْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ اَبِيْ جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ اَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ اَبِيْ جَهْلٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِيْ وَصَدَقَنِيْ وَاَنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ وَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَسُوْءَ هَا وَاللّٰهِ لَا يَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مِسْوَرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهٖ اِيَّاهُ فَاَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ

۳۴۸۸ ـــــ ترجمہ: علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی سے منگنی کی اور سیدۃ فاطمہ علیہا السلام نے یہ سُنا تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی آپ کی قوم یہ سمجھتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے متعلق غصّے نہیں ہوتے یہ علی ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کر رہے ہیں۔ یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جب آپ نے تشہد پڑھا تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ اَمَّا بَعْدُ! میں نے ابوالعاص بن ربیع کو (اپنی بیٹی) نکاح کر دی۔ اُس نے میرے ساتھ بات کی تو سچی کہی۔ اور فاطمہ میرا گوشت کا ٹکڑا ہے میں اس بات کو بُرا سمجھتا ہوں کہ اسے اذیت پہنچے۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے پاس جمع

نہیں ہوسکتیں ۔ یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگنی ترک کر دی ۔ محمد بن عمرو بن حلحلہ نے ابن شہاب سے
اُنھوں نے علی سے اُنھوں نے مسور سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور قبیلہ بنی
عبد شمس سے اپنے داماد کا ذکر کیا ۔ آپ نے اس کی دامادی کی تعریف کی اور خوب تعریف کی چنانچہ آپ نے
فرمایا ابوالعاص نے میرے ساتھ بات کہی اور سچی بات کہی ۔ اُس نے میرے ساتھ وعدہ کیا اور اسے پورا کیا ۔

۳۴۸۸ —— **شرح** : عورت کے ماں، باپ اور بہن بھائی اصہار کہلاتے ہیں ۔ ابوالعاص
کا نام مِقْسَم بن ربیع ہے اُن کا نسب یہ ہے مِقْسَم بن ربیع بن عبدالعزیٰ
بن عبدالشمس ،، ان کا نام ہشیم بھی ہے اور لقب جِرْوُ البطحاء ذکر کیا جاتا ہے ۔ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد ہے
جو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن ہیں لہٰذا ابوالعاص زینب رضی اللہ عنہا کی خالہ کا بیٹا ہے ۔ ابوالعاص
نے سیّدہ زینب بنت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بعثت سے پہلے نکاح کیا جبکہ زینب سیّد عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں ۔ ابوالعاص جنگِ بدر میں کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے
انہیں عبداللہ بن جبیر بن نعمان انصاری نے قید کیا تھا ۔ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیے
بھیجے تو ان کا بھائی عمرو بن ربیع مال لے کر آیا جو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اسے دیا تھا ۔ اس مال میں وہ
ہار بھی تھا جو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سیّدہ زینب کو رخصتی پر دیا تھا ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحابہ کرام سے فرمایا اگر تم چاہو تو زینب کا شوہر چھوڑ دو اور ان کا ہار واپس کر دو تو بہتر ہوگا ۔ صحابہ نے
اسے منظور کر لیا ۔ ابوالعاص جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت کی مخلص تھے ۔ مکہ کے مشرکوں نے
اُن سے کہا تھا کہ وہ زینب بنت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دے دیں لیکن اُنھوں نے ان کی
بات کو مسترد کر دیا ۔ اس لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت صفت و ثنا کی سیّدہ زینب
رضی اللہ عنہا جنگِ بدر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئیں جبکہ ابوالعاص شرک پر قائم رہے ۔
حتیٰ کہ فتح مکہ سے قبل وہ تجارت کے لئے شام گئے جبکہ اُن کے پاس قریش کا بھاری مقدار میں مال و متاع
تھا ۔ جب شام سے واپس آئے تو انہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا سا لشکر ملا ۔ جن کا
سپہ سالار زید بن حارثہ تھے ۔ رضی اللہ عنہ ،، ابوالعاص تجارتی قافلہ میں تھے جبکہ حضرت زید بن حارثہ ایک سو
ستر افراد پر مشتمل چھوٹے سے لشکر کے امیر تھے ۔ اُنھوں نے قافلہ والوں کے ہاتھ سے تمام سامان لے لیا اور
ان میں سے بعض لوگوں کو قید بھی کر لیا اور ابوالعاص بھاگنے میں کامیاب ہوگئے ۔ ایک روایت کے مطابق
جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قافلہ کے تعاقب میں چھوٹا سا لشکر بھیجا جس کا امیر زید بن
حارثہ تھے ۔ جب قافلہ والوں کا سامان لے کر آئے تو ابوالعاص بھاگ نکلا اور رات کو سیّدہ زینب
رضی اللہ عنہا کے پاس پناہ لینے میں کامیاب ہوگیا ۔ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف
لائے اور آپ نے تکبیر فرمائی اور لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا تو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بلند آواز

سے فرمایا میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دے دی ہے۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جو کچھ زینب نے کہا تم نے سُن لیا ہے ؟

انھوں نے کہا جی ہاں ! آپ نے فرمایا : اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے وہی کچھ سُنا ہے جو تم نے سُنا ہے اس سے زیادہ کی مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے۔ پھر آپ اپنی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا : اے زینب ! یہ درست ہے کہ تم نے ابوالعاص کو پناہ دے دی ہے اپنی عزت و آبرو کا احترام کرنا ابوالعاص آپ کے پاس کسی صورت نہ آئے کیونکہ تم اس کے لیئے حلال نہیں ہو۔ صاحبزادی نے عرض کیا یارسُول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ اپنے مال کی طلب میں آیا ہے۔ یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور اس لشکر کو بُلایا چنانچہ وہ سب جمع ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا یہ شخص جس حال میں یہاں ہے تم جانتے ہو اور تم نے اس کا مال قبضہ میں کر رکھا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فئی کے طور پر دیا ہے میری یہ خواہش ہے کہ تم احسان کرو اور جو اس کا مال ہے وہ انہیں واپس کر دو۔ اگر تم واپس نہ کرو تو تمہاری مرضی تم اس کے مالک ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یارسُول اللہ ! بلکہ ہم مال واپس کرتے ہیں تو انھوں نے اس کا مال واپس کر دیا۔ جس میں سے کچھ بھی اِدھر اُدھر نہ ہوا تھا۔ چنانچہ ابوالعاص مال لے کر مکہ روانہ ہو گئے اور جس قدر لوگوں کا مال تھا ، انہیں واپس کر دیا۔ پھر ابوالعاص نے کہا اے قریش کیا کسی کا مال رہ تو نہیں گیا جو اسے نہ ملا۔

سب نے کہا : جَزَاکَ اللہُ خَیْرًا ، ہم نے تجھے وفادار کریم پایا ہے۔

ابوالعاص نے کہا : اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، بخدا ! مجھے اسلام قبول کرنے سے صرف اس بات نے روکے رکھا تھا کہ تم یہ سمجھو گے کہ میں تمہارا مال لے کھاتا ہوں۔ جب اللہ نے تمہارے مال تمہیں واپس کر دیئے تو میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام میں مخلص رہے۔ اس کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ابوالعاص کے پاس بھیج دی۔ محمد بن اسحاق نے کہا چھ سال بعد بدون تجدید نکاح زینب کو ابوالعاص کے پاس بھیج دیا۔ (استیعاب)

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی وفات

ابراہیم بن منذر نے کہا ابوالعاص بن ربیع جنہیں جرد البطحاء کہا جاتا ہے۔ ذوالحجہ ۱۲ھ میں فوت ہوئے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص سے اُمامہ کو جنم دیا۔ جنہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کندھے پر اٹھایا کرتے تھے اور ایک لڑکے کو جنم دیا جس کا نام علی تھا وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف

بَابُ
مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ
مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا

میں قریب البلوغ تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے فوت ہو گئے تھے جبکہ ابوالعاص یمامہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔
ابوجہل کی بیٹی کا نام جویریہ یا جمیلہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام عوراء تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا تھا کہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن یہاں عموم جواز پر عمل صحیح تھا اس لئے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگنی کو مسترد کر دیا اور اس سے عتاب بن اُسید نے نکاح کر لیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کو اسی لئے خطاب کیا کہ یہ حکم لوگوں میں مشہور ہو جائے اور وہ اس پر وجوباً یا استحباباً عمل کریں۔
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اُس نے میرے ساتھ بات کی اور سچی کہی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ زینب ان کے نکاح میں دی تھی تو یہ شرط لگائی تھی کہ ان کی موجودگی میں کسی اور عورت سے وہ نکاح نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ اس شرط پر قائم رہے اس لئے وفاداری اور سچائی پر آپ نے ان کی تعریف کی (حدیث ۲۹۰۱ کی شرح دیکھیں)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

زید بن حارثہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور متبنّٰی ہیں براء بن عازب نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہمارا بھائی اور مولیٰ ہے!

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نسب یہ ہے زید بن حارثہ بن شراحیل کعبی، آپ کی والدہ سُعدیٰ بنت

ثعلبہ بن عبد عامرؓ

ہشام بن محمد نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ حضرت زید بن حارثہ کی والدہ سُعدیٰ اپنی قوم کی ملاقات کے لئے جا رہی تھیں جبکہ زید ان کے ساتھ تھے۔ تو راستہ میں بنی قین بن جسر کے لوگ زید کو اُٹھا لے گئے اور عکاظ منڈی میں حکیم بن حزام کے پاس چار سو درہم کے عوض انہیں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لئے انہیں خرید کر لیا۔ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ سے شادی کی تو انھوں نے یہ غلام آپ کو ہبہ کر دیا۔ پھر یہ خبر زید کے والد حارثہ کو پہنچی تو وہ اور ان کا بھائی کعب فدیہ لے کر مکہ مکرمہ پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے اور اپنی قوم کے سردار آپ اللہ کے حرم میں رہتے ہیں۔ قیدیوں کو آزاد کرتے ہیں۔ اور انہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم آپکی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمارا بچہ جو آپ کا غلام ہے۔ ہمیں واپس کر دیں ہم مناسب فدیہ دینے کو تیار ہیں۔ آپ ہم پر احسان فرمائیں اور جو حکم فرمائیں ہم فدیہ ادا کر دیتے ہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات کیا ہے؟ انھوں نے کہا: زید بن حارثہ ہمارا بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا اور تو کچھ نہیں زید کو بلاؤ اگر تمہارے ساتھ جانا چاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور فدیہ لئے بغیر ہم تمہارے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر وہ ہمارے پاس رہنا پسند کرے تو جو ہمیں پسند کرے ہم اسے دُور نہیں کر سکتے۔ چنانچہ زید کو بُلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید! ان لوگوں کو پہچانتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں! یہ میرا والد اور وہ میرا چچا ہے۔

فرمایا: میں وہ ہوں جو تم جانتے ہو اور تم نے ہمارا سلوک دیکھ لیا ہے۔ تم انھیں پسند کرتے ہو یا مجھے پسند کرتے ہو؟

زید نے عرض کیا میں آپ پر اور کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا ہوں۔ آپ ہی میرے باپ اور چچا ہیں!

انھوں نے کہا: اے زید! کیا تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور اپنے والد، چچا اور اہلِ خانہ پر یہاں رہنے کو ترجیح دیتے ہو؟

زید نے کہا: جی ہاں! میں نے ان سے کچھ دیکھا ہے اس لئے میں ان پر کسی کو کسی صورت ترجیح نہیں دے سکتا ہوں!

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ معاملہ دیکھا تو زید کو حجر حطیم کعبہ میں لے گئے اور فرمایا تم اس بات کے گواہ ہو جاؤ کہ زید میرا بیٹا ہے یہ میرا وارث ہوگا میں اس کا وارث ہوں۔ جب زید کے باپ اور چچا نے دیکھا تو وہ خوش ہو گئے اور واپس چلے گئے۔ اس کے بعد لوگ زید کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا پکارنے لگے۔ حتیٰ کہ اسلام آیا تو اس سے منع کر دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو

متبنّیٰ بنا لیا تو اپنی پھوپھی اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی لڑکی زینب بنت جحش سے ان کا نکاح کر دیا جب کہ اس سے پہلے آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کیا تھا اور اُن کے بطن سے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ جب زید نے زینب رضی اللہ عنہ کو طلاق دی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِ کلثوم بنت عقبہ سے ان کا نکاح کر دیا اور اس سے زید بن زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ پھر ام کلثوم کو طلاق دے کر درہ بنت الواہب سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے کر ہند بنت عوام سے نکاح کیا جو حضرت زبیر بن عوام کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیتِ کریمہ: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ،، نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام زید اس لئے رکھا کہ قریش اس نام سے بہت محبّت کرتے تھے؛ چنانچہ قصّی کا نام بھی زید تھا۔ غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ نے اسلام قبول کیا۔ جنگِ بدر اور اس کے بعد والی جنگوں میں شریک رہے اور غزوۂ موتہ میں شہید ہوگئے۔ موتہ شام میں ایک موضع ہے۔ آپ نے زید بن حارثہ کو امیر لشکر بنا کر وہاں بھیجا تھا۔ مدینہ منورہ کے بعض سفروں میں آپ نے زید کو امیر مقرر کیا۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! آپ نے مجھے اور حمزہ کو بھائی بھائی بنایا ہے۔ امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بھی چھوٹے لشکر میں زید کو بھیجا انھیں اس لشکر کا امیر بنایا۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں اور زید بن حارثہ کی معیّت میں سات سات غزوے لڑے۔ آپ زید کو ہی ہمارا امیر مقرر کیا کرتے تھے۔

واقدی نے ذکر کیا: جس چھوٹے لشکر کا زید کو امیر مقرر کیا ان میں سے پہلا لشکر قردہ کی طرف، دُوسرا حموم کی طرف، تیسرا عیص کی طرف، چوتھا مطرّف کی طرف، پانچواں حِسمٰی کی طرف، چھٹا ام قرفہ کی طرف اور ساتویں بار موتہ کی جنگ میں آپ کو امیر مقرر کیا جس میں وہ شہید ہوگئے۔ جبکہ ان کی عمر پچپن برس تھی۔

قرآن کریم میں صرف آپ کا نام مذکور ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا! زید بن حارثہ امارت کے لائق ہیں اور وہ سب لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہیں (بخاری)

امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ زید بن حارثہ مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اُنھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ جلدی سے باہر تشریف لائے اور اُن سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا۔ صحیح البخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت زید بن حارثہ کو مجھ سے زیادہ مال دیا۔ میرے استفسار کرنے پر عمر فارُوق نے فرمایا وہ تم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے اور اس کا باپ آپ کو تیرے باپ

۳۴۸۹ـــ حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمٰنُ ثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ

۳۴۹۰ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ ابْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْجَبَهٗ وَاَخْبَرَ بِهٖ عَائِشَةَ

سے زیادہ محبوب تھا۔ واللہ سبحانہٗ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۴۸۹ــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا اور اُن پر اُسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت میں کچھ طعن کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسامہ کی امارت میں طعن کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اُن کے والد کی امارت میں بھی طعن کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ امارت کے لائق تھے اور وہ لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب تھے اور اُن کے بعد یہ مجھے لوگوں میں سے زیادہ محبوب ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۳۴۹۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک قیافہ دان میرے پاس آیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرت اُسامہ بن زید اور زید بن حارثہ دونوں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پیر ایک دوسرے میں سے ہیں۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ کو یہ بات اچھی معلوم ہوئی تو ام المؤمنین کو اس کی خبر دی۔

۳۴۸۹ - ۳۴۹۰ — شرح : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ موتہ میں امیر مقرر کیا تھا اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا دیا تھا تو بعض لوگوں نے خیال کیا کہ غلام کو ہمارا امیر مقرر کیا گیا ہے اور اسے مناسب خیال نہ کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے زید کی امارت میں طعن کیا تھا اور آخر میں انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ وہ یقیناً امارت کے لائق تھے۔ اسی طرح ان کے بیٹے اُسامہ بھی امارت کے لائق ہیں ان کی امارت میں طعن نامناسب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کردہ غلام امیر بن سکتا ہے اور چھوٹا بڑوں پر حاکم مقرر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مصلحت کی وجہ سے مفضول فاضل پر حاکم مقرر ہو سکتا ہے۔ البتہ مولیٰ خلیفۃ المؤمنین نہیں ہو سکتا ہے۔ حدیث ۳۴۹۰ء میں قیافہ دان کا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ ام المؤمنین پردہ میں تھیں اور وہ مسائل پوچھنے والوں کی جگہ بیٹھے تھے یا یہ نزولِ حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو تاکیداً خبر دی جبکہ ام المؤمنین پہلے ہی جانتی تھیں کہ قائف نے یہ کہا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۵۴ھ رجب مطابق جون ۶۷۴ء

آپ کا نسب اُسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزیٰ کلبی۔ آپ کی کنیت ابوزید یا ابو محمد ہے۔ انہیں حب بن حب بھی کہا جاتا ہے یعنی محبوب بن محبوب۔ کیونکہ یہ دونوں

۳۴۹۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ فَقَالُوا مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اُمِّ اَیْمَنْ برکت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی ہیں۔ ام ایمن حضور کی حاضنہ بھی ہے۔ جس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس روز اسامہ کی عمر بیس برس تھی، بعض ۱۸ اور بعض ۱۹ برس ذکر کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اُنھوں نے وادالقرق میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ پھر مدینہ منورہ واپس آگئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مقام جرف میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ابن سعد نے اپنے اسناد کے ساتھ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کے انتظار میں وقوفِ عرفہ میں تاخیر کی تو ایک چھوٹی ناک والا کالا غلام آکر کہنے لگا یمن کے لوگ کہتے ہیں اُسامہ کے سبب ہمیں یہاں روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ کافر ہوگئے۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مرتد ہوگئے۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اُسامہ کو پانچ ہزار درہم دیئے جبکہ اپنے بیٹے عبداللہ کو صرف دو ہزار درہم دیئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اُسامہ کو مجھ پر فضیلت دی گئی ہے۔ حالانکہ میں اُن مقامات میں حاضر ہوا ہوں جہاں وہ حاضر نہیں ہوئے۔ فرمایا اُسامہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے زیادہ محبوب تھے اور اُن کا والد زید بن حارثہ تیرے باپ سے آپ کو زیادہ محبوب تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اُسامہ آپ کو بہت محبوب ہیں اور وہ تم میں اچھے لوگوں میں سے ہیں ان کے ساتھ بھلائی کرو! عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا میں نے اُسامہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس نماز پڑھتے دیکھا۔ جبکہ مروان کو ایک جنازہ پڑھنے کو کہا گیا تو وہ جنازہ پڑھا کر چلا گیا اور حضرت اُسامہ بن زید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے دروازہ کے پاس نماز پڑھتے رہے۔ مروان نے انہیں کہا میں تمہارا مرتبہ دیکھنا چاہتا تھا سو اب دیکھ لیا ہے اور انہیں سخت کلام کہا اور چلا گیا۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے اور کہا اے مروان تو بدگو سخت قلب ہے تو نے مجھے اذیت پہنچائی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بدگو سخت قلب کو سزا دے گا۔ علی بن حشرم نے کہا میں نے وکیع سے کہا کتنے لوگ فتنے سے محفوظ رہے اُنھوں نے کہا مشہور صحابہ کرام میں سے سعد بن مالک، عبداللہ بن عمر، محمد بن مسلمہ اور اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہم۔

۳۴۹۱ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَهَبْتُ اَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيْثِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَصَاحَ بِيْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ اَحَدٍ قَالَ وَجَدْتُهُ فِيْ كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَأَةً مِّنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَلَمْ يَجْتَرِئْ اَحَدٌ اَنْ يُّكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ قَطَعُوْهُ وَلَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

۳۴۹۱ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ عورت نے قریش کو فکر میں ڈال دیا تو انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اسامہ بن زید کے سوا کوئی شخص آپ کے پاس سفارش کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔

۳۴۹۱ـ ا ـــ ترجمہ: علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا۔ میں نے مخزومیہ عورت کی حدیث کے بارے میں زہری سے سوال کرنا چاہا تو وہ ناراض ہوئے۔ میں نے سفیان سے کہا کیا آپ نے یہ حدیث کسی سے روایت نہیں کی؟ انھوں نے کہا میں نے یہ ایک کتاب میں دیکھی ہے جس کو ایوب بن موسیٰ نے زہری اور عروہ کے ذریعے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو لوگوں نے کہا اس عورت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کون سفارش کرے گا کوئی آپ سے بات کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اور حضرت اسامہ بن زید نے آپ سے سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں اگر کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے۔ اگر فاطمہ ....

۳۴۹۱ ـ شرح: چوری کرنے والی اس عورت کا نام فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ اس حدیث میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی عظیم منقبت ہے۔ (حدیث ۳۴۵۱ کی شرح دیکھیں)

٣٤٩٢ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا أَبُو عَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ ثَنَا الْمَاجِشُونُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ انْظُرْ مَنْ هٰذَا لَيْتَ هٰذَا عِنْدِي فَقَالَ لَهُ إِنْسَانٌ أَمَا تَعْرِفُ هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ قَالَ فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ

٣٤٩٢ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ایک دن ابن عمر نے ایک شخص کو دیکھا جبکہ وہ مسجد میں تھے کہ وہ مسجد کے کونہ میں اپنے کپڑے پھیلا رہا ہے۔ ابن عمر نے کہا دیکھو یہ کون ہے؟ کاش کہ یہ شخص میرے پاس ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے ایک انسان نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن! کیا تم اسے پہچانتے نہیں ہو۔ یہ محمد بن اُسامہ ہے۔ تو عبداللہ بن عمر نے سر جھکا لیا اور دونوں ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے پھر کہا اگر اسے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو اس سے ضرور محبت کرتے۔

٣٤٩٢ — شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کاش وہ آدمی میرے پاس ہوتا تو میں اسے وعظ کرتا اور سمجھاتا۔ جب انھیں یہ معلوم ہُوا کہ وہ حضرت اسامہ بن زید کا صاحبزادہ ہے تو کوئی خیال ظاہر کرنے سے خاموش رہے اور کہا کہ اس کا باپ اور دادا دونوں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ اگر آپ اسے دیکھتے تو اس سے بھی محبت فرماتے۔

٣٤٩٣ — ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ اُسامہ اور امام حسن کو پکڑ کر فرماتے اے اللہ! تُو ان سے محبت کر کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں نُعَیم نے ابن مُبارک کے ذریعے روائت کی کہ اُسامہ بن زید کے مولیٰ (حَرْمَلَہْ) نے بیان کیا کہ حجاج بن اَیْمَنْ بن ام ایمن جو اُسامہ کے اخیافی بھائی اور انصاری تھے۔ انہیں ابن عمر نے دیکھا کہ وہ رکوع وسجود پُورا نہیں کرتے تو کہا نماز لوٹاؤ! امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے سلیمان

٣٤٩٣ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي ثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُولُ اللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَوْلًى لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ وَكَانَ أَيْمَنُ أَخَا أُسَامَةَ لِأُمِّهِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدَّثَنِي سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ رَأَى هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بن عبدالرحمٰن نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ اُسامہ بن زید کے مَولیٰ حرملہ نے بیان کیا کہ ایک وقت وہ عبداللہ بن عمر کے ساتھ بیٹھے تھے کہ حجاج بن ایمن نے آکر نماز پڑھی اور رکوع وسجود پوری طرح ادا نہ کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نماز لوٹاؤ! جب وہ پھرا تو مجھے عبداللہ بن عمر نے کہا یہ کون ہے؟ میں نے کہا یہ حجاج بن ایمن بن ام ایمن ہے۔ ابن عمر نے کہا اگر انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو ان سے محبت کرتے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے واقعات ام ایمن کی اولاد سے بیان

کئے۔ اور کہا میرے بعض ساتھیوں نے سلیمان سے بیان کیا کہ ام ایمن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود کھلائی دعاء مختیں

۳۴۹۳

شرح : یعنی حجاج بن ایمن کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ نماز میں تقصیر کر رہے ہیں تو ان سے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے تمہارا یہ خیال ہوگا کہ تم نماز پڑھ چکے ہو۔ بے شک تم نے نماز نہیں پڑھی۔ لہٰذا اس کا اعادہ کرو کیونکہ تم نے نماز میں رکوع وسجود پوری طرح ادا نہیں کیا۔

اُمِّ اَیمَنْ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہَا

آپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گود کھلائی اور آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے برکت بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان،، انہیں اُمُّ الظباء بھی کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام ایمن میری ماں کے بعد ماں ہے۔ ابونعیم نے کہا ام ایمن خدیجہ کی ہمشیرہ کی لونڈی تھیں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کردی تھی۔ جب آپ نے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو انہیں آزاد کر دیا۔ ام ایمن سے عبید بن زید نے نکاح کیا جو حارث بن خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ تو اُن سے اَیمَن پیدا ہوئے۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور خیبر کی جنگ میں شہید ہوگئے۔ زید بن حارثہ خدیجۃ الکبریٰ کے غلام تھے۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تو آپ نے اُنہیں آزاد کر دیا اور اعلانِ نبوت کے بعد ام ایمن سے اس کا نکاح کر دیا۔ تو ان سے اُسامہ پیدا ہوئے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کو ماں کے لفظ سے پکارا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ میرے اہلِ بیت سے ہے۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ ام اَیمَن نے جب ہجرت کی اور شام کو روحاء کے قریب پہنچیں تو انہیں پیاس لگی جبکہ وہ روزہ سے تھیں اور پانی بھی ساتھ نہ تھا۔ پیاس نے بہت تنگ کیا تو آسمان سے پانی کا ڈول رسّی سمیت لٹکا تو اُنھوں نے ڈول پکڑ کر پانی پیا، حتیٰ کہ سیراب ہوگئیں۔ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ جب وہ روزہ سے ہوتیں تو سخت گرمی کی دوپہر میں کبھی پیاس محسوس نہ کرتی تھیں۔ ابن سکن کی روایت میں ہے کہ آپ نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف پیدل ہجرت کی اور رختِ سفر بھی ساتھ نہ تھا اور نہ ہی کھانے پینے کی کوئی چیز تھی۔ ام ایمن نے کہا جب سورج غروب ہوا تو آسمان سے پانی کا برتن میرے سر کے پاس لٹکا ہوا تھا۔ ام ایمن نے کہا اس کے بعد میں سخت گرمی میں روزہ سے ہوتی اور سخت دھوپ میں چلتی پھرتی تاکہ مجھے پیاس لگے لیکن وہ پانی پینے کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ سفیان بن عُیَینہ نے کہا ام ایمن نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پیار کیا کرتی تھیں۔ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنت کی عورت سے نکاح کرنا چاہے وہ ام ایمن سے نکاح کرلے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے نکاح کر لیا۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور مسلم و ابن سکن نے زہری کے طریق سے ام ایمن کی شان میں بیان کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں اور حبشہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب آمنہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا جبکہ آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ انتقال فرما چکے تھے تو ام ایمن آپ کی پرورش کیا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ آپ بڑے ہوگئے پھر آپ نے زید بن حارث سے ان کا نکاح کر دیا۔

امام بخاری نے صحیح میں اور ابن سعد نے سلیمان تیمی کے طریق سے حضرت انس سے بیان کیا کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے درخت دیا کرتے تھے حتیٰ کہ یہودیوں کے قبیلے قریظہ اور نضیر فتح ہوئے تو آپ نے لوگوں کے کھجور واپس کر دیئے۔ میرے گھر والوں نے مجھے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کھجور مانگوں جو اُنھوں نے آپ کو دی تھیں حالانکہ وہ کھجور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کو دے رکھی تھیں۔ ام ایمن کو خبر ملی تو وہ آئیں اور میرے گلے میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں بخدا! تمہیں کھجور ہرگز نہیں دیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں چھوڑ دیں تمہیں اتنے کھجور کے درخت دیں گے لیکن وہ بدستور اس پر مصر تھیں کہ وہ ہرگز کھجور نہ دیں گی جو ان کے قبضہ میں ہیں حتیٰ کہ آپ نے انہیں اس قدر کھجور دیئے جس سے وہ خوش ہوئیں۔ اور فرمایا اس سے دس گنا زیادہ دیتے ہیں۔

اُمّ ایمن رضی اللہ عنہ کا،
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پینا

ابن سکن نے عبدالملک بن حسین کے طریق سے نافع بن عطاء کے ذریعے ولید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک برتن تھا۔ جس میں رات کو پیشاب کیا کرتے تھے جب صبح ہوتی تو میں باہر گرا دیتی تھی۔ ایک رات میں پیاسی سوگئی تو میں نے غلطی سے آپ کا پیشاب ہی پی لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا آج کے بعد تیرے پیٹ میں درد نہ ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کے پاس جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ام ایمن نے دودھ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ روزہ سے ہیں یا فرمایا طبیعت نہیں چاہتی تو وہ آپ کے پاس آکر آپ کو ہنساتی تھی۔ جب آپ انتقال فرما گئے تو ابوبکر صدیق نے عمر فاروق سے کہا چلو آج ام ایمن کی زیارت

بَابٌ مَنَاقِبُ عَبْدِاللّٰہِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

کریں جیسے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ جب وہاں پہنچے تو اُم ایمن رو پڑی۔ اُنھوں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہترین سے بہترین نعمتیں ہیں۔ اُم ایمن نے کہا میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنا بند ہو گیا ہے۔ یہ سُن کر شیخین بھی رو پڑے۔

واقدی نے کہا ام ایمن جنگِ اُحد میں پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ وہ خیبر کی جنگ میں بھی گئی تھیں۔ ابن سعد نے صحیح سند سے ذکر کیا کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ام ایمن بہت روئیں لوگوں نے کہا تم اس قدر کیوں روتی ہو۔ جواب دیا کہ میں آسمانوں کی خبروں کے منقطع ہو جانے کے باعث روتی ہوں اور جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو بہت روئیں لوگوں کے استفسار پر جواب دیا کہ آج اسلام کمزور پڑ گیا ہے۔ واقدی نے ام ایمن رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا،،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

وفات : محرم الحرام ۷۳ھ مطابق ۱۳۔ مئی ۶۹۲ء

آپ کا نسب یہ ہے عبداللہ بن عمر بن خطاب بن نفیل قرشی عدوی۔ آپ کی والدہ زینب بنت مظعون جمحیہ ہے۔ آپ اپنے والد کے ساتھ مسلمان ہوئے جبکہ آپ نابالغ تھے۔ اسی لئے آپ کو جنگِ بدر میں شریک نہ کیا گیا۔ صحیح یہ ہے کہ غزوۂ خندق آپ کا پہلا غزوہ تھا۔ لیکن واقدی نے ذکر کیا کہ آپ کا پہلا غزوہ اُحد تھا۔

مجاہد نے کہا آپ بیس برس کی عمر میں فتح مکہ میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ بہت بڑے عالم اور پرہیزگار تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی سختی سے پابندی کیا کرتے تھے۔ آپکے آثار کی تلاش میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اور فتویٰ صادر کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں کسی جنگ میں پیچھے نہ رہتے تھے۔ پھر آپ کی وفات کے بعد آخر عمر تک حج کرتے رہے اس۔ لوگ کہتے تھے کہ عبداللہ بن عمر حج کے احکام سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنی بیوی حفصہ سے فرمایا تمہارا بھائی عبداللہ نیک آدمی ہے۔ کاش کہ وہ رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتے۔ اس کے بعد اُنھوں نے قیامِ لیل کبھی ترک نہ کیا تھا۔ اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے باعث حضرت علی علیہ السلام کی جنگوں میں بوجہ اشکال شریک نہ ہوئے لیکن آخر میں نادم ہوئے۔

ابوالملیح رقی نے میمون بن مہران کے ذریعہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور صفین وجمل کی لڑائیوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا میں نے ان لڑائیوں میں اپنے ہاتھ روک رکھے ہیں۔ لہذا اس کا اقدام نہیں کرتا ہوں۔ اور حق پر لڑنے والا شخص افضل ہے۔

جابر بن عبداللہ نے کہا حضرت عمر فاروق اور ان کے بیٹے عبداللہ کو دُنیا اپنی طرف مائل نہ کرسکی میمون بن مہران نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس سے بڑا عالم اور عبداللہ بن عمر سے زیادہ پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مروان حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس چند لوگوں کی معیت میں آیا اور کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں آپ نے کہا دوسرے لوگوں کا کیا ہوگا۔ مروان نے کہا ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔

عبداللہ بن عمر نے کہا خدا کی قسم! اہلِ فدک کے سوا اگر زمین پر رہنے والے سارے لوگ مجھ پر اتفاق کرلیں تو میں ان سے ہرگز جنگ نہیں کروں گا۔ یہ سُن کر وہ باہر چلے گئے اور مروان نے کہا: وَالْمُلْكُ بَعْدَ اَبِیْ لَیْلٰی لِمَنْ غَلَبَ،، ابوعمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عبداللہ بن زُبیر کے تقریباً تین ماہ یا چھ ماہ بعد مکہ مکرمہ میں آپ نے وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ نے وصیت کی تھی کہ انہیں حرم سے باہر دفن کیا جائے۔ لیکن حجاج کے فتنہ کے باعث ایسا نہ ہُوا۔ اور مہاجرین کے قبرستان ذی طوی میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات

عبدالملک کی طرف سے حجاج بن یوسف عبداللہ بن عمر کی اطاعت کا پابند تھا جو اسے ناگوار تھا۔ اس لئے اُس نے آپ کو ٹھکانے لگانے کی تجویز کی اور ایک شخص سے کہا کہ وہ اپنے نیزے کی نوک زہر آلود کرے اور عرفات کے دن عام ہجوم میں عبداللہ بن عمر کے پاؤں کو چبھو دے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ ایک روز حجاج نے خطبہ دیا اور نماز میں تاخیر کردی تو عبداللہ بن عمر نے کہا سورج تمہارا انتظار نہیں کرے گا۔ نماز پڑھاؤ! حجاج نے کہا دل چاہتا ہے کہ یہ گردن اُڑا دوں جس میں تیری آنکھیں ہیں عبداللہ نے کہا تو ایسا ہرگز نہیں کرسکتا ہے۔ کیونکہ تو بیوقوف حاکم ہے۔ لیکن اُنھوں نے یہ بات آہستہ کہی جسے حجاج نے نہیں سُنا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عرفہ اور دیگر مواقف میں ان مواضع کو تلاش کرتے تھے۔ جہاں سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وقوف فرماتے تھے اور یہ حجاج کو ناگوار گزرتا

۳۴۹۴ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا اَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا اَعْزَبَ وَكُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِيْ فَذَهَبَا بِيْ اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَاِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَاِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِيْ لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا

تھا۔ لیکن عبدالملک کی طرف سے پابند ہونے کے باعث نہ تو احکام حج میں آپ کی مخالفت کر سکتا تھا اور نہ ہی علانیہ انہیں قتل کر سکتا تھا۔ اس لئے جب لوگ عرفات سے مزدلفہ کو جا رہے تھے تو راستہ میں مسموم نیزے سے آپ کا پاؤں زخمی کروا دیا جس سے آپ کی موت واقع ہوئی۔ اس دوران حجاج آپ کی بیمار پرسی کرنے گیا اور کہا آپ کو کس نے نیزہ مارا ہے۔ ہم اسے قتل کریں گے۔ عبداللہ نے کہا تو ایسا ہرگز نہیں کرے گا حجاج نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کرے۔ عبداللہ نے کہا اے حجاج تو نے حرم میں ہتھیار داخل کرنے کا حکم دیا ہے تو نے مجھے مارا ہے۔ حجاج نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن ایسا نہ کہیں اور باہر نکل گیا

۳۴۹۵ حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ

مسموم نیزہ لگنے کے چند روز بعد آپ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ! اور حجاج نے آپ کی نمازہ جنازہ پڑھائی!

حبیب بن ابی ثابت نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے افسوس ہے کہ میں نے حضرت علی کے ساتھ مل کر باغیوں کا مقابلہ نہیں کیا۔ نیز انھوں نے وفات کے وقت کہا دنیا کی ایک شئی مجھ سے رہ گئی وہ یہ کہ میں نے علی بن ابی طالب کے ساتھ مل کر باغی جماعت کا مقابلہ نہیں کیا۔ اس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

۳۴۹۴ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیان کرتا۔ میری بھی خواہش تھی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کروں۔ حالانکہ میں کنوارہ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مسجد میں رہتا تھا۔ میں نے خواب میں دو فرشتے دیکھے جو مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بل والے کنوئیں کی طرح پیچ در پیچ تھی۔ اور کنوئیں کی طرح اس کے دو کنارے تھے۔ میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ کہنا شروع کیا۔ تو انہیں ایک اور فرشتہ ملا۔ اُس نے مجھے کہا مت گھبراؤ، میں نے یہ واقعہ حفصہ سے ذکر کیا اور حفصہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا عبداللہ اچھا آدمی ہے کاش کہ وہ رات کی نماز پڑھا کرتے۔ سالم نے کہا۔ اس کے بعد عبداللہ رات کو بہت تھوڑا سوتے تھے

۳۴۹۴ شرح: اَعْزَبْ " جس کی بیوی نہ ہو (کنوارہ) رؤیا " جو خواب میں دیکھے اور جو بیداری میں دیکھے اسے "رُؤْیَۃ" کہا جاتا ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ خواب میں رویا کی تانیث بالالف ہے اور بیداری میں اس کی تانیث بالتا ہے۔ لَنْ تُرَعْ " مجزوم ہے لفظ لن سے جزم شاذ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے مت گھبراؤ "۔ (عینی)

۳۴۹۵ ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے اپنی ہمشیرہ حفصہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: عبداللہ نیک مرد ہے "

(اس حدیث میں حضرت عبداللہ کی بہت بڑی منقبت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ عبداللہ نیک مرد ہے)

بَابُ مَنَاقِبُ عَمَّارٍ وَحُذَیْفَۃَ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات: ۳۷ھ مطابق فروری ۶۵۷ء

حضرت عمار بن یاسر کا نسب یہ ہے۔ عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن حصین بن ودیم، ان کی والدہ سُمَیّہ ہیں۔ آپ اور آپ کا والد سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ انہیں اسلام کے باعث بہت عذاب دیا جاتا تھا۔ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے آلِ یاسر صبر کرو تمہاری جزاء صرف جنّت ہے۔ عمار کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ انھوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور تمام غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ کا یمامہ کی لڑائی میں کان کٹ گیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور کوفہ والوں کو خط لکھا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ نجباء سے بھی ہیں۔ عاصم نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ سب سے پہلے سات آدمیوں نے اسلام ظاہر کیا ان میں سے عمار بن یاسر ہیں۔ ہمام نے عمار سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکر صدیق تھے (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا پاک صاف خوشبودار شخص کو اجازت دے دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ عمار پوروں تک ایمان سے معمور ہے (ترمذی، ابن ماجہ)

خالد بن ولید نے کہا میرے اور عمار کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ میں نے انہیں سخت باتیں کہیں۔ انھوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت عرض کی اتنے میں خالد بھی وہاں پہنچ گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ مبارک اٹھا کر فرمایا جو کوئی عمار کا دشمن ہے اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے اور جو عمار سے بغض کرے اللہ تعالیٰ اس سے بغض کرتا ہے۔ ترمذی میں ام المؤمنین عائشہ سے مرفوع روایت ہے کہ جب بھی عمار کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو انھوں نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا۔ حذیفہ سے مرفوع روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا میرے بعد دو شخصوں کی اقتداء کرو اور وہ ابوبکر اور عمر فاروق ہیں۔ اور عمار بن یاسر کی ہدایت پر چلو (ترمذی) متواتر روایات میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی اور اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگِ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اور ۸۷ ہجری میں صفین کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ جبکہ آپ کی عمر ۹۳ برس تھی اور یہ آیت کریمہ: اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ "، آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔

حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

وفات: شوال ۳۶ھ مطابق مارچ ۶۵۷ء

آپ کا نسب یہ ہے۔ حذیفہ بن یمان بن جابر عبسی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابۂ کبار میں سے ہیں۔ ان کے والد نے کسی کو قتل کیا تھا۔ تو قصاص کے خوف سے بھاگ کر مدینہ منورہ چلے گئے اور قبیلہ بنی عبدالاشہل کی مخالفت کی تو ان کی اپنی قوم نے ان کو یمان کہنا شروع کر دیا کیونکہ وہ یمانیہ کے حلیف تھے حضرت حذیفہ کی والدہ سے نکاح کیا تو وہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حُذیفہ اور ان کے والد دونوں مسلمان ہو گئے۔ مشرکوں نے انہیں جنگِ بدر میں شرکت کرنے سے روک دیا تھا۔ لیکن جنگِ اُحد میں حاضر ہو گئے تھے اس جنگ میں ان کے والد یمان شہید ہوئے تھے۔ بخاری میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ حذیفہ نے غزوۂ خندق میں بہت کارنامے دکھائے جو لوگوں میں مشہور ہیں

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن پر حاکم مقرر کیا تھا آپ وہیں رہے حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد اور حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت کیے چالیس روزہ بعد وفات پا گئے یہ ۳۶ ہجری کا واقعہ ہے۔ علی بن یزید نے سعید بن مسیب کے ذریعہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ اختیار دیا کہ میں مکہ سے ہجرت کروں یا وہیں رہتے ہوئے آپ کی مدد کروں تو میں نے نصرت و امداد کو اختیار کیا۔ مسلم نے عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت کی کہ حضرت حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ماضی اور مستقبل میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا بتا دیا۔ صحیحین میں ہے کہ ابو درداء نے کہا کیا تم میں راز دان نہیں جس کے سوا کوئی دوسرا راز نہیں جانتا ہے۔ ان کی مراد حضرت حُذیفہ تھے رضی اللہ عنہ۔ نیز صحیحین میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حُذیفہ سے فتنہ کے متعلق دریافت کیا جو انھوں نے تفصیلاً بیان کیا۔

۳۴۹۶ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُوْ الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ قَالَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَلَيْسَ فِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ اَحَدٌ غَيْرُهٗ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَاُ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق اور فتوح عراق میں حاضر ہوئے ان میں ان کے کارنامے مشہور ہیں ۔

۳۴۹۶ — ترجمہ : ابراہیم نخعی نے علقمہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں شام میں آیا اور دو رکعت نماز پڑھی ۔ پھر میں نے دل میں کہا اے اللہ مجھے نیک ساتھی عنایت فرما ۔ پھر میں کچھ لوگوں کے پاس گیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ آیا اور میرے پاس بیٹھ گیا ۔ میں نے کہا یہ شخص کون ہے ؟ لوگوں نے کہا یہ ابو درداء ہیں رضی اللہ عنہ ، میں نے کہا آج میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک ساتھی عنایت کرے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے لئے عنایت کیا ۔ ابو درداء نے کہا تم کون ہو ؟ میں نے کہا میں کوفہ کا رہنے والا

ہوں۔ اُنھوں نے کہا کیا تم میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا تکیہ بردار ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) نہیں ہے؟ کیا تم میں وہ شخص نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر شیطان سے پناہ دی ہے یعنی عمار بن یاسر، میں نے کہا کیوں نہیں۔

ابو درداء نے کہا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جو آپ کی مسواک اُٹھاتا ہو یا آپ کا رازدان ہو جو اس کے سوا اور کوئی نہ جانتا ہو۔ پھر کہا عبداللہ بن مسعود یہ آیت کیسے پڑھتے ہیں: وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ تو میں نے پڑھا: وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ وَالذَّكَرِ وَالْأُنثَىٰ، ابو درداء نے کہا بخدا! مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا ہے اور اپنے منہ سے میرے منہ میں ڈالا۔

۳۴۹۶ — شرح: ام عبد سے مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ ان کی والدہ ام عبد ہے۔ آپ ۳۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس لئے مذکور سوال پوچھا کہ اُنھوں نے یہ سمجھا کہ علقمہ حصولِ علم کے لئے دمشق آئے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ تمہارے پاس وہ علماء موجود نہیں جن کی موجودگی میں کسی اور سے علم سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم کو دوسرے علاقہ میں طلبِ علم کے لئے اس وقت جانا چاہیئے جبکہ اس کے اپنے وطن میں عالم نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا پاک، چھاگل اور تکیہ اُٹھا کر آپ کے ساتھ چلا کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی مسواک بھی اُٹھاتے تھے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کرایا کرتے تھے۔ غسل کے وقت پردہ کیا کرتے تھے۔ اور آپ کو جوڑا پاک پہنایا کرتے۔ جب آپ سوئے ہوتے تو آپ کو بیدار کیا کرتے تھے۔ حضراتِ صحابہ کرام انہیں صاحبِ سواد کہا کرتے تھے۔ آپ اُن سے بات پوشیدہ نہیں رکھا کرتے تھے۔ آپ نے اُن سے فرمایا تھا کہ جب تم گھر آؤ تو پردہ اُٹھا کر اندر آجاؤ جب تک میں تمہیں منع نہ کروں تمہیں اجازت ہے۔

صاحبِ سِر حضرت حذیفہ بن یمان ہیں کیونکہ انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسرار پر مطلع فرمایا تھا۔ اور وہ منافقوں کے حالات جانتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں جو امور ظہور پذیر ہونے والے تھے آپ نے وہ سب حضرت حذیفہ کو بتا دیئے تھے۔ اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا تو حضرت عمر فاروق حذیفہ کی پیروی کرتے تھے۔ اگر وہ اس کا جنازہ پڑھتے تو عمر فاروق بھی اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ ورنہ انکار کر دیتے تھے۔ کیونکہ حذیفہ کو معلوم تھا کہ مرنے والا مومن ہے یا منافق ہے (عینی)

۳۴۹۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَجَلَسَ اِلٰى اَبِي الدَّرْدَآءِ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْ مِنْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَمَّارًا قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ اَوِ السِّوَادِ قَالَ بَلٰى قَالَ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَءُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى قُلْتُ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى قَالَ مَا زَالَ بِيْ هٰؤُلَآءِ حَتّٰى كَادُوْا يَسْتَنْزِلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۴۹۷ — ترجمہ : ابراہیم نخعی نے کہا جب علقمہ ملک شام گئے اور مسجد میں داخل ہوئے تو کہا اے اللہ! مجھے اچھا جلیس عنایت فرما اور حضرت ابودرداء کے پاس بیٹھے تو ابودرداء نے کہا تم کون ہو؟ علقمہ نے کہا میں کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ ابودرداء نے کہا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا رازدان ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا کیوں نہیں ابودرداء نے کہا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف کے ذریعے شیطان سے پناہ دے رکھی ہے۔ یعنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ ابودرداء نے کہا عبداللہ بن مسعود یہ آیت کیسے پڑھتے ہیں؟ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِی عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ

میں نے کہا : وَاللّٰہِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی ، ابودرداء نے کہا یہ لوگ میرے ساتھ ہمیشہ مزاحمت کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ مجھے اس شئے سے ہٹانا چاہتے ہیں جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔

۳۴۹۷ — شرح : صاحبِ سواد حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں کیونکہ سواد کا معنی شخص ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے : اُدْنُ سَوَادَكَ مِنْ سَوَادِهٖ ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرمایا تھا۔ جب پردہ اُٹھا دیا جائے اور مجھے دیکھ لو تو یہی تمہارے لئے اجازت ہے ۔ یہ خصوصیت صرف حضرت عبداللہ بن مسعود کی تھی کہ جب وہ آتے تھے تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے حجاب نہ کرتے تھے ۔ اس لئے وہ صاحبِ سواد مشہور تھے ۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۱۸ ؁ھ محرم مطابق جنوری ۶۳۹ ؁ء

آپ کا نسب یہ ہے ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضَبَّہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ قرشی فہری ۔ آپ جنگِ بدر اور اس کے بعد دیگر غزوات میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے زرہ کے حلقے کھینچے جس سے اُن کے سامنے والے دو دانت گر گئے تھے۔ اسی لئے وہ اَثرم تھے ۔ آپ نحیف البدن تھے اور ان دس صحابہ میں سے ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔ اس لئے آپ افاضل صحابہ میں سے ہیں ۔ ان کی مدح میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ہر امت کا کوئی امین ہوتا تھا ۔ میری امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ثقیفہ بنی ساعدہ میں ۔ خلیفہ کے انتخاب کے وقت فرمایا تھا کہ تم عمر بن خطاب یا ابوعبیدہ بن جراح میں سے کسی ایک سے بیعت کر لو ۔ میں اس سے راضی ہوں ۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام گئے اور ابوعبیدہ وہاں کے حاکم تھے ۔ تو آپ نے فرمایا اے ابوعبیدہ تمہارے سوا ہم سب کو دُنیا نے بدلہ دیا ہے ۔ آپ ۵۸ برس کی عمر میں طاعون عمواس میں اٹھارہ ہجری کو اردن شام میں فوت ہوئے وہیں آپ کا مزار شریف ہے ۔ حضرت معاذ بن جبل نے آپ کی نمازِ جنازہ

٣٤٩٨ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ ثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَاِنَّ اَمِيْنَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

٣٤٩٩ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ نَجْرَانَ لَاَبْعَثَنَّ حَقَّ اَمِيْنٍ فَاَشْرَفَ اَصْحَابُهُ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ

پڑھائی اور ان کی قبر میں معاذ، عمرو بن عاص اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہم اُترے۔ مدائنی نے عجلانی کے ذریعہ سعید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی طاعونِ عمواس میں چھبیس ہزار انسان فوت ہوئے تھے۔[٢٦] اور آلِ صخر سے بیس نوجوان آل ولید بن مغیرہ سے بیس نوجوان لقمۂ اجل بنے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ سے فرمایا میں تمہارے پاس بہترین امین کو بھیجوں گا لوگوں نے نظریں اُٹھائیں کہ کسے بھیجا جاتا ہے تو آپ نے ابوعُبیدہ بن جراح کو بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یمن کے لوگوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ وہ شخص بھیجیں جو ہمیں تعلیم دے تو آپ نے ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ شخص اس امت کا امین ہے۔

٣٤٩٨ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کا امین رہا ہے۔ اے امت مرحومہ ہمارا امین ابوعُبیدہ بن جراح ہے۔

٣٤٩٩ — ترجمہ : حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے یہودیوں سے فرمایا میں تم پہ ایسا حاکم بھیجوں گا جو کامل امین ہوگا۔ یہ سُن کر لوگوں نے نگاہیں اُٹھائیں تو آپ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

٣٤٩٩ — شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات ہیں چنانچہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سے سب سے بڑا رحم کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے اجراء میں سب سے زیادہ سخت عمر فاروق ہیں۔ سب سے زیادہ حیادار عثمان بن عفان ہیں۔ حلال و حرام کے زیادہ عالم معاذ بن جبل ہیں وراثت زیادہ جاننے والے ابی بن کعب ہیں۔ ہر اُمت کا امین ہوتا ہے اس اُمت کا امین ابو عُبیدہ بن جراح ہیں۔ (ابن حبان)

نو ہجری میں نجران کا ایک وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جو نصاریٰ کے چودہ سرداروں پر مشتمل تھا۔ اس وقت وہ مسلمان نہ تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد سید اور عاقب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ نجران کے نصاریٰ کا وفد ساٹھ اشخاص پر مشتمل تھا جن میں سے چوبیس سردار تھے اور تین وہ سردار تھے جو نصاریٰ کے حل و عقد کے مالک تھے اور وہ عاقب، سید اور ابو حارثہ تھے۔ ابو حارثہ نصاریٰ کے بہت بڑے عالم تھے۔ جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے حالانکہ وہ بہترین لباس پہنے ہوئے تھے۔ عصر کی نماز کا وقت قریب تھا وہ اُٹھ کر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اپنے حال پر رہنے دو اور ابو حارثہ، سید اور عاقب نے کلام شروع کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ان کے ہمراہ کسی امین کو بھیجیں تو آپ نے ابو عبیدہ بن جراح کو بھیجا۔ ابو حارثہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت سے خوب واقف تھا لیکن نصاریٰ کی سرداری اتباعِ حق سے مانع واقع ہوئی اور سید اور عاقب سعادتِ اسلام سے مُتوشّح ہوئے۔

حضرت مُصعَب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات: ۳ھ مطابق ۶۲۴ء

آپ کا نسب مُصعَب بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الرحمٰن بن قُصَی بن کلاب عبدری، یہ اُن حضرات میں سے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ ابو عمر نے کہا آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جبکہ کفر کی گھٹائیں پورے عروج پر تھیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں تشریف فرما تھے۔ لیکن اپنی والدہ اور قوم کے ڈر سے اسلام کو مخفی رکھا۔ جب عثمان بن طلحہ کو آپ کے اسلام کا علم ہوا تو اُس نے آپ کے اہلِ خانہ کو مطلع کر دیا۔ اُنھوں نے آپ کو رسیوں میں جکڑ دیا۔ کچھ عرصہ تو ان کی قید و بند میں رہے۔ پھر دوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ پھر مکہ میں واپس آ کر مدینہ منورہ

مَنَاقِبُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

وَقَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَانَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ

چلے گئے۔ آپ بدر کی جنگ میں حاضر تھے اور اُحُد کی لڑائی میں جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا اور اسی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ محمد بن اسحاق نے کہا مصعب مکہ میں بہت مال دار تھے اور بہترین لباس پہنا کرتے تھے۔ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ کو آنسو آ گئے کیونکہ یہی مصعب ہیں جن کا لباس کبھی میلا نہیں ہوا تھا اور اب ان کے جسم پر کپڑا نہیں۔ جب وہ شہید ہوئے تو جب سر پر کپڑا دیتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں کو ڈھانپتے تو سر برہنہ ہو جاتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے قدموں پر گھاس رکھ دو۔ محمد بن اسحاق نے مغازی میں یزید بن ابی جبیب سے روایت کی جب لوگ عقبہ سے فارغ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو تعلیم دیں۔ انہیں قاری مُقری کہا جاتا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

شہزادۂ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

امام حسن رضی اللہ عنہ

وفات: ۴۹ھ مطابق اپریل ۶۶۹ء

نسب شریف: حسن و حسین ابنین علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے۔ تین ہجری کے نصف رمضان میں آپ کو سیدہ طاہرہ شاہزادی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنم شریف دیا۔ اور ساتویں روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقیقہ کیا اور ایک مینڈھا ذبح فرمایا جبکہ اسی روز آپ کے سر کے بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔ خلف بن قاسم نے اپنے اسناد کے ساتھ ہانی بن ہانی سے روایت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہ سے حضور نے فرمایا میرا بیٹا مجھے دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے ؟ آپ نے جواب دیا میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نام حسن ہے اور جب امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے۔ حضرت علی نے کہا اس کا نام حرب ہے۔ آپ نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے ان کا نام ہارون علیہ السلام کی اولاد کے اسماء شبّر، شبیر اور مُشبّر رکھے ہیں۔ اسی اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن سینہ سے سر تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے جبکہ حسین علیہ السلام نچلے قدمیں حضور کے مشابہ تھے متواتر آثار سے منقول ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن میرا بیٹا سید ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ باقی رکھے گا حتیٰ کہ یہ مسلمانوں کے دو بڑے لشکروں میں صلح کا باعث ہوں گے اور فرمایا حسن میری دُنیا کی خوشبو ہے جسے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیّد فرمائیں اس سے بڑا سیّد کوئی نہیں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ بردبار، پرہیزگار اور بہت بڑے فاضل تھے۔ ان کے تقویٰ نے انہیں ترکِ دُنیا پر آمادہ کیا اور انعاماتِ اُخرویہ پر اکتفاء کیا اور اُنھوں نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں خونریزی ہو۔ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے محافظ اور مددگار تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو چالیس ہزار اشخاص نے آپ سے بیعت کرلی۔ یہ سب وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت سے موت پر بیعت کی تھی کہ آپ کی بیعت سے مرنے تک پیچھے نہ ہوں گے اور وہ امام حسن کے بہت فرمانبردار تھے تقریباً سات ماہ تک آپ عراق اور خراسان میں خلیفہ رہے۔ پھر امیر معاویہ سے مقابلہ کے لئے بڑھے جبکہ وہ بھی لشکر جرار لے کر سامنے آگئے۔ جب آمنا سامنا ہُوا تو آپ نے خیال فرمایا دونوں لشکروں میں سے ایک لشکر کو غلبہ اس وقت ہوگا جب دوسرا لشکر اکثر قتل ہوجائے گا۔ یہ خونریزی آپ کو پسند نہ تھی اس لئے امیر معاویہ کو ایک خط لکھ کر واضح کیا کہ میں تمہارے حق میں خلافت سے دستبردار ہوتا ہوں بشرطیکہ میرے والد کے زمانہ میں مدینہ منورہ، حجاز اور عراق والوں سے کسی شئ کا مطالبہ نہ کیا جائے اس شرط کو امیر معاویہ نے بخوشی منظور کر لیا مگر اُنھوں نے کہا کہ دس اشخاص کو میں امن نہیں دوں گا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے دوبارہ لکھا تو امیر معاویہ نے جواب دیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں قیس بن سعد پر کامیاب ہوگیا تو اس کی زبان اور ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ امام حسن نے جواب دیا اگر تم قیس سے کوئی مطالبہ کروگے تو میں تمہاری ہرگز بیعت نہیں کروں گا۔ تب امیر معاویہ نے سفید کاغذ آپ کی طرف بھیجا اور کہا کہ آپ جو چاہتے ہیں اس پہ لکھ دیں۔ میں لکھے ہُوئے پر پابند رہوں گا۔ اس پہ دونوں فریق صلح پر آمادہ ہوگئے۔ امام حسن علیہ السلام نے لکھا کہ شرط یہ ہے کہ تمہارے بعد خلافت میرے لئے ہوگی اور بھی شرائط لکھے جن کو امیر معاویہ نے تسلیم کرلیا۔ یہ دیکھ کر عمرو بن عاص نے کہا کہ ان کی طاقت کمزور اور ان کا دبدبہ ختم ہوچکا ہے۔ اس لئے وہ صلح کر رہے ہیں۔ امیر معاویہ نے جواب دیا کہ چالیس ہزار اشخاص نے ان سے موت پر بیعت کی ہے۔ بخدا! وہ ہرگز قتل

نہ ہوں گے حتیٰ کہ ان کے برابر اتنے ہی شامی قتل ہو جائیں گے۔ بخدا! ان حالات کے ہوتے ہوئے زندہ رہنے میں کوئی بھلائی نہیں۔ اور امام حسن علیہ السلام کے شرائط کو تسلیم کر لیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان میں صلح ہو گئی۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھی کہنے لگے اے حسن آپ مومنوں کی عار (شرمندگی) بن گئے ہو آپ نے فرمایا یہ عار نار (آگ) سے بہتر ہے۔ عبداللہ بن عمر بن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ ابوالعریف نے ان سے بیان کیا کہ ہم بارہ ہزار حسن بن علی کے لشکر کے مقدمہ میں تھے اور اہلِ شام سے جنگ کرنے کے لئے ہماری تلواروں سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب ہمیں صلحنامہ کی خبر ملی تو ہماری کمریں ٹوٹ گئیں۔ جب امام حسن کوفہ میں واپس آئے تو ہم سے ایک شخص ابوعامر سفیان بن ابی لیلی ان کے پاس آئے اور کہا اے مومنوں کو رسوا کرنے والے السلام علیکم! امام حسن نے جواب دیا: اے ابوعامر ایسا نہ کہو۔ میں نے مومنوں کو رسوا نہیں کیا لیکن طلبِ ملک میں انہیں خونریزی سے بچا لیا ہے۔ شرجیل بن سعد نے کہا اس کے بعد امام حسن علیہ السلام نے تقریباً آٹھ ماہ تک خلافت امیر معاویہ کے حوالہ نہ کی۔ اسی سال چالیس ہجری میں مغیرہ بن شعبہ نے لوگوں کو حج کرایا۔ حالانکہ انہیں کسی نے امیر حج نہیں مقرر کیا تھا جبکہ وہ طائف میں تھے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے اکتالیس ہجری کے جمادی الاوّل کے نصف میں خلافت امیر معاویہ کے حوالہ کر دی تو لوگوں نے امیر معاویہ سے بیعت کر لی۔ اس وقت امیر معاویہ کی عمر ۶۶ برس سے دو ماہ کم تھی امام حسن رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جنگ وجدال اور خونریزی سے بچانے کے لئے صلح کی تھی حالانکہ آپ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔ ابن شہاب نے ذکر کیا کہ جب امیر معاویہ کوفہ میں آئے تو عمرو بن عاص نے انہیں مشورہ دیا کہ امام حسن علیہ السلام سے کہیں کہ وہ کوفہ والوں کو حالات سے آگاہ کرنے کے لئے ایک تقریر کریں لیکن امیر معاویہ نے اسے مسترد کرتے ہوئے کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن عمرو بن عاص کے مجبور کرنے پر امیر معاویہ نے امام حسن علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ حالات کی روشناسی کے لئے ایک جامع بیان دیں اور تقریر میں حالات سے آگاہ فرمادیں۔ چنانچہ امام حسن علیہ السلام اُٹھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر بداہتہً خطاب فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے کے ذریعہ تمہیں ہدایت دی اور ہمارے آخر کے ذریعہ خون محفوظ کئے۔ خلافت ایک مدت کے لئے ہے اور دُنیا اِدھر اُدھر پھرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی فرما دو! میں نہیں جانتا تمہارا وعدہ قریب ہے یا دُور ہے وہ تمہاری ظاہری باتیں جانتا ہے اور تمہاری خفیہ گفتگو بھی جانتا ہے۔ میں نہیں جانتا شائد اس میں تمہارا امتحان ہے۔ اور مقررہ وقت تک تم نے نفع حاصل کرنا ہے۔ جب آپ نے یہ کلام کیا تو امیر معاویہ نے کہا آپ بیٹھ جائیں تو آپ بیٹھ گئے پھر امیر معاویہ نے لوگوں سے خطاب کیا پھر عمرو بن عاص سے کہا تمہاری یہی رائے تھی؟

امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات

امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی، لیکن اس کے وقت میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ انچاس ۴۹ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض علماء نے کہا امیر معاویہ کی خلافت دس سال گزر جانے کے بعد پچاس ہجری کے ربیع الاول میں فوت ہوئے۔ بعض اکاون ہجری بیان کرتے ہیں۔ جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا اور سعید بن عاص نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ کیونکہ اس وقت وہ مدینہ منورہ کا حاکم تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ کے لئے آگے کیا اور فرمایا اگر سنت یہ نہ ہوتی تو میں تجھے مصلیٰ پر کھڑا نہ کرتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت فرما دی تھی کہ شہزادۂ سیدالکونین کو آپ کے ساتھ روضۂ اطہر میں دفن کیا جائے۔ جبکہ امام حسن علیہ السلام نے بحالتِ مرض ام المؤمنین سے یہ ذکر کیا تھا۔ لیکن جب آپ کا انتقال ہُوا تو مروان نے روک دیا۔ جبکہ اس میں بنو امیہ بھی مروان کے ساتھ شریک تھے قتادہ اور ابوبکر بن حفص نے ذکر کیا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ان کی بیوی[۵] اشعث بن قیس کی لڑکی نے زہر دیا تھا۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ قتادہ نے کہا امام حسین علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لے گئے تو امام نے فرمایا اے میرے بھائی حسین! میں نے تین بار زہر پیا ہے۔ لیکن اس بار جو مجھے زہر پلایا گیا ہے بہت سخت ہے۔ میرا جگر پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ امام حسین نے کہا اے میرے بھائی آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ فرمایا یہ پوچھنے کا کیا مقصد ہے؟ کیا تم اُن سے جنگ کرو گے؟ میں اُنہیں اللہ کے حوالہ کرتا ہوں۔ جب آپ کا انتقال ہوگیا تو قاصد امیر معاویہ کے پاس گیا اور انہیں آپ کی موت کی خبر دی تو اُنھوں نے کہا۔ حسن پر تعجب ہے کہ اُنہوں نے رُومہ کے پانی کے ساتھ شہد پیا اور وفات پا گئے۔ ابن عباس امیر معاویہ کے پاس آئے تو ان سے کہا اے ابن عباس حسن کی موت پر تمہیں غم نہیں کرنا چاہیئے اور صبر و استقلال کرنا چاہیئے۔ ابن عباس نے کہا اے امیرالمؤمنین جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے گا ہمیں کوئی غم نہیں تو اس بات پہ انہیں امیر معاویہ نے ایک لاکھ درہم اور سامان وغیرہ بہت دیا۔ اور کہا یہ لے لیجئے اور اپنے خاندان میں تقسیم کر دیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہُوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔ جس روز امام حسن شہید ہُوئے ان کی عمر شریف چھیالیس برس تھی۔ امام حسن کی زندگی میں امیر معاویہ یزید کی بیعت کرانے کے لئے اشارات اور تعریضات کرتے تھے لیکن امام ہمام کی وفات کے بعد کھل کر کہنا شروع کر دیا تھا واللہ اعلم! جب امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بھائی امام حسین سے فرمایا: اے میرے بھائی جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہُوا تو تمہارے والد کی خواہش تھی کہ وہ خلیفہ مقرر ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کو خلافت عطاء کر دی۔ پھر ان کے انتقال کے وقت بھی ہمارے

[۵] اہل تحقیق علماء اس کے خلاف ہیں۔

والد خلافت کے اُمیدوار تھے لیکن عمر فاروق منتخب ہوگئے۔ جب عمر فاروق کی وفات قریب ہوئی تو اُنھوں نے خلافت کا تقرر شوریٰ کے حوالہ کر دیا جن میں سے چھٹے ہمارے والد ماجد تھے۔ لیکن شوریٰ نے حضرت عثمان کو خلافت کے لئے منتخب کر لیا۔ جب عثمان فوت ہوگئے تو ہمارے والد کی بیعت کی گئی۔ پھر اس میں جھگڑا ہُوا اور بہت دُور تک معاملہ پہنچا۔ بخدا! میں نہیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہلِ بیت میں نبوّت اور خلافت کو اکٹھا کرے اور مجھے معلوم ہے کہ کوفہ کے بیوقوف تمہیں ذلیل کریں گے اور باہر نکال دیں گے۔ میں نے ام المؤمنین عائشہ سے حجرۂ شریفہ میں دفن کے متعلق پوچھا تھا تو اُنھوں نے اجازت دے دی تھی۔ معلوم نہیں کہ شائد شرم و حیاء کے طور پر اُنھوں نے اجازت دی ہو لہٰذا میرے فوت ہو جانے کے بعد دوبارہ ان سے دریافت کر لینا اگر وہ خوشی سے اجازت دیں تو مجھے روضۂ اطہر میں دفن کر دینا۔ میرا خیال ہے کہ دُوسرے لوگ یہاں دفن ہونے میں مانع واقع ہوں گے، لیکن تم ان سے مزاحمت نہ کرو اور مجھے بقیع میں دفن کر دینا۔ جب امام حسن علیہ السلام فوت ہوگئے تو امام حسین رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ کے پاس گئے تو ام المؤمنین نے بخوشی اکرام و اعزاز کے ساتھ دفن کی اجازت دے دی لیکن جب مروان کو خبر ملی تو وہ لڑائی پر اُتر آیا۔ قریب تھا کہ جھگڑا طول پکڑ جائے جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو فوراً آئے اور کہنے لگے بخدا! یہ صریح ظلم ہے کہ بیٹے کو باپ کے پاس دفن کرنے سے روکا جائے خدا کی قسم حسن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔

اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ امام حسین علیہ السلام کے پاس گئے اور اُن سے دورانِ گفتگو عرض کیا اور کہا کیا آپ کے بھائی نے کہا نہیں تھا کہ اگر روضۂ اطہر میں میرے دفن ہونے میں مزاحمت ہو اور لڑائی کا خطرہ ہو تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

بہر حال حضرت امام حسن علیہ السلام کے فرمودات کے مطابق وہی کچھ ہُوا جن کی اُنھوں نے نشاندہی کی تھی آخر آپ کو بقیع دفن کر دیا گیا۔

اس روز سعید بن عاص کے سوا بنو اُمیہ میں سے کوئی شخص وہاں موجود نہ تھا اور سعید مدینہ منورہ کا حاکم تھا اس لئے اسے نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے کیا گیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

شہزادۂ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

امام حسین رضی اللہ عنہ

وفات : ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء

امام حسین رضی اللہ عنہ کے والد حضرت علی بن ابی طالب ہیں اور والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ چار شعبان کو چار ہجری میں پیدا ہوئے۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقیقہ کیا جیسے آپ کے بھائی امام حسن کا عقیقہ کیا تھا۔ آپ بہت بڑے فاضل نماز و روزہ اور حج بکثرت کرتے۔ دس محرم ۶۱ھ ہجری کو عاشوراء کے روز کربلا کے میدان میں شہید ہوئے۔ کربلا کوفہ کے قریب عراق میں ایک مقام ہے۔ اسے طف بھی کہا جاتا ہے۔ سنان بن انس نخعی نے آپ کو قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کا قاتل مذحج قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ شمر ذی جوشن نے آپ کو شہید کیا تھا۔ جبکہ وہ کوہڑ (کوڑھ) کے مرض میں مبتلا تھا اور خولی بن یزید اصبحی نے آپ کا سر مبارک بدن شریف سے جدا کر کے عُبید اللہ بن زیاد کو پیش کیا یحییٰ بن معین نے کہا کوفہ کے لوگ کہتے ہیں کہ جس نے امام عالی مقام علیہ السلام کو شہید کیا تھا وہ عُمر بن سعد بن ابی وقاص تھا۔ لیکن یحییٰ بن معین نے کہا کہ ابراہیم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ عمر بن سعد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ البتہ وہ اس لشکر میں تھے۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا شمر بن ذی جوشن نے آپ کو قتل کیا تھا اور عمر بن سعد اس لشکر کا امیر تھا۔ مصعب نے کہا سنان بن ابی سنان نے آپ کو شہید کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہاتھ میں خون کی بوتل لئے متحیر کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ اور ماں قربان ہوں یہ کیسا حال ہے؟ اور یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ حسین کا خون ہے جو میں نے جمع کیا ہے۔ چنانچہ اسی روز امام حسین کے قتل کی خبر آئی۔ کسی نامعلوم قائل نے کہا:

اَتَرْجُوْا اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا ⁂ شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

کیا جس امت نے حسین کو قتل کیا وہ قیامت میں ان کے جدِ امجد کی شفاعت کی اُمید کرے گی؟

۳۵۰۰ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ اِلٰى جَنْبِهِ يَنْظُرُ اِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّ اِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُوْلُ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

لوگ حسین پر بہت روئے ۔ منذر ثوری نے ابن حنفیہ سے بیان کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ سترہ مرد شہید ہوئے وہ تمام کے تمام سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے تھے ۔ حسن بصری نے کہا حسین بن علی کے ساتھ ان کے خاندان سے سترہ مرد شہید ہوئے وہ تمام کے تمام سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے تھے ۔ حسن بصری نے کہا حسین بن علی کے ساتھ ان کے خاندان سے سترہ مرد شہید ہوئے ۔ اس روز ساری زمین پر ان کے مشابہ کوئی نہ تھا ۔ بعض علماء نے ۲۳ مرد ذکر کئے ہیں ۔ ابوعمر رضی اللہ عنہ نے کہا ساٹھ ہجری میں جب امیر معاویہ فوت ہوئے اور خلافت یزید کو پہنچی اور ولید بن عقبہ کو اس بات پر مامور کیا گیا ۔ کہ وہ یزید کے لئے مدینہ منورہ والوں سے بیعت لے تو اُس نے امام حسین اور عبداللہ بن زُبیر کو رات پیغام بھیجا وہ دونوں تشریف لائے تو ان سے کہا یزید کی بیعت کر لو ۔ دونوں نے بیک زبان کہا ہم جیسے لوگ خفیہ بیعت نہیں کرتے لیکن علانیۃً سب کے سامنے بیعت کیا کرتے ہیں ۔ ہم صبح بیعت کریں گے یہ کہہ کر وہ اپنے گھروں کو چلے گئے اور رات رات مکہ مکرمہ کی طرف نکل گئے ۔ جبکہ ماہ رجب کا تقریبًا ایک دن باقی رہ گیا تھا ۔ اور وہ اتوار کی رات کو مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے ۔ امام حسین نے مکہ مکرمہ میں شعبان ، رمضان ، شوال اور ذوالقعدہ اقامت کی اور آٹھ ذوالحجہ کو کوفہ کے سفر کا ارادہ کیا جو آپ کی زندگی کا آخری سفر تھا اور اکسٹھ ہجری میں دس محرم الحرام کو کوفہ کی سرزمین کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے جو طف کے قریب ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا عجیب فیصلہ ہے کہ ۶۷ ہجری میں عاشوراء کے روز عبیداللہ بن زیاد قتل کیا گیا اسے ابراہیم بن اُشتر نے لڑائی میں قتل کیا اور اس کا سر مختار ثقفی کے پاس بھیج دیا ۔ مختار نے عبداللہ بن زبیر کے پاس بھیجا ۔ اور عبداللہ بن زُبیر نے علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۵۷ برس کی عمر میں شہید کئے گئے بعض ۵۸ سال اور بعض چون سال چھ ماہ ذکر کرتے ہیں ۔

مزنی نے شافعی کے ذریعہ سفیان بن عُیینہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا مجھے جعفر بن محمد نے

٢٥٠١ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي ثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا أَوْ كَمَا قَالَ

٢٥٠٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُتِيَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ

نے کہا حضرت علی بن ابی طالب اٹھاون سال کی عمر میں فوت ہوئے اسی طرح امام حسن وحسین بھی اٹھاون اٹھاون
سال کی عمروں میں شہید ہوئے اور محمد بن علی بن حسین نے بھی اٹھاون سال کی عمر میں وفات پائی ۔ سفیان نے کہا مجھے
جعفر بن محمد نے کہا میں بھی اس سال اٹھاون برس کو پہنچ چکا ہوں ۔ چنانچہ وہ اسی عمر میں فوت ہوئے مصعب
زبیری نے کہا امام حسین علیہ السلام نے پچیس حج پیدل چل کر کئے ۔ حضرات امامان کریمان رضی اللہ عنہما کے
مناقب بے شمار ہیں صرف اتنی قدر پر اکتفاء کرتے ہیں ۔

نافع بن جبیر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن سے معانقہ کیا۔

٢٥٠١ — ترجمہ : ابوبکرہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر شریف پر سنا حالانکہ امام حسن آپ کے پہلو میں تھے ۔ ایک بار آپ لوگوں کو دیکھتے اور ایک بار امام حسن کی طرف دیکھ کر فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کے باعث مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا (حدیث ٢٥٢٣ کی شرح دیکھیں)

٢٥٠٢ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس امام حسین علیہ السلام کا سر لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا تو

ابن زیاد آپ کے منہ پر مارنے لگا اور آپ کے حسن و جمال میں کچھ بک بک کی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا امام حسین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور سر مبارک وسمہ سے رنگا ہوا تھا۔

۳۵۰۱ — ۳۵۰۲ — شرح : زیاد بن ابی سفیان کو معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے باپ کی طرف منسوب کر کے اپنا بھائی قرار دیا تھا تو ابوسفیان نے اسے اپنے ساتھ لاحق کر لیا تھا اسی کو "زیاد بن ابیہ" کہا جاتا ہے اسے زیاد بن سمیّہ بھی کہا جاتا ہے۔ سمیّہ اس کی ماں ہے۔

ابن معین نے کہا عُبَیدُ اللہ کو ابن مرجانہ بھی کہا جاتا ہے۔ مرجانہ اس کی ماں ہے۔ یہ مجوسی عورت تھی۔ امام بخاری نے کہا مرجانہ اصفہان سے قید کی گئی تھی۔ زیاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ جب امیر معاویہ نے اسے اپنا بھائی بنا لیا اور ابوسفیان نے اسے اپنے ساتھ لاحق کر لیا تو یہ جناب علی المرتضیٰ اور ان کی اولاد رضی اللہ عنہم کا سب سے بڑا دشمن بن گیا۔ عبید اللہ اس کا بیٹا ہے۔ جس نے امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ میں لشکر بھیجے تھے۔ جبکہ وہ یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا۔ اس کا لشکر ایک ہزار گھوڑ سوار تھا جن کا سپہ سالار حُر بن یزید تمیمی تھا۔ اس لشکر کے مقدمہ پر حصین بن نُمیر کوفی تھا۔ پھر ہُوا جو کچھ ہُوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لختِ جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کربلا کے گرم میدان کی گرم ریت میں بے سروسامانی کی حالت میں بے رحمی سے شہید کر دیا گیا۔ اس کی تفصیل "تنویر الازہار ترجمہ نُور الابصار" میں دیکھیں اور آپ کو شہید کرنے والوں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

مشہور یہ ہے کہ شمر بن ذی جوشن یا سنان بن ابی اوس نخعی نے شہید کیا اور آپ کا سر مبارک اُتار کر خولی بن یزید کو پیش کیا۔ سنان نے آپ کو نیزہ مارا تھا جس سے آپ گھوڑے سے گر گئے تھے۔ پھر اُس نے خولی سے کہا کہ آپ کا سر کاٹو جب اُس نے سر مبارک کاٹنے کا ارادہ کیا تو لرزہ براندام ہُوا اور عاجز ہو گیا۔ سنان نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تیرا بازو توڑے اور تیرے ہاتھ جسم سے علیحدہ کرے پھر وہ خود گھوڑے سے اُترا اور آپ کو ذبح کر دیا۔ یہ اکسٹھ ہجری میں دس محرم کا واقعہ ہے اور جمعہ کا دن تھا۔ پھر وہ آپ کا اور آپ کے ساتھی شہداء کے سر اُٹھا کر کوفہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس لائے جبکہ تمام بہتر سر تھے خولی بن یزید نے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک اُٹھایا ہُوا تھا۔ کندہ نے تیرہ سر اُٹھائے تھے۔ ہوازن نے بیس سر، بنو تمیم نے بیس، بنو اسد نے بیس اور مدحج نے گیارہ سر اُٹھائے ہُوئے تھے۔ ان سروں اور قیدیوں کے ساتھ شمر بن ذی جوشن، قیس بن اشعث، عمرو بن حجاج اور عروہ بن قیس تھا۔ وہ تمام سر عبید اللہ بن زیاد لعین کے پاس لائے۔ تو اس لعین نے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک طشت میں رکھ کر اسے چھڑی سے مارنا شروع کیا۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ آپ کی ناک پر چھڑی مارنے لگا۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ دونوں آنکھوں

اور ناک پر مارتا تھا۔ اس حدیث کے راوی زید بن ارقم نے کہا میں نے کہا اپنی چھڑی سرِ مبارک سے اُٹھا لو میں نے اس جگہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا منہ دیکھا تھا۔ ابن زیاد لعین نے آپ کے حسن و جمال میں طعن کیا۔ ترمذی کی روائت میں ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے ایسا خوبصورت کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت انس نے کہا کہ تمام اہلِ بیت کرام میں سے آپ حضور کے بہت مُشابہ تھے۔ بزار نے انس سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابن زیاد لعین سے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس جگہ بوسہ دیتے دیکھا ہے جہاں تو چھڑی سے مار رہا ہے۔ تو وہ رُک گیا۔ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ حمید بن مسلم سے روائت کی کہ ابن زیاد جب اپنی چھڑی امام حُسین رضی اللہ عنہ کے سامنے والے دانتوں پہ مار رہا تھا تو اسے زید بن ارقم نے دیکھ کر کہا۔ ان دونوں پیارے ہونٹوں سے اپنی چھڑی اُٹھا لے۔ اللہ کی قسم میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو انہیں بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ پھر رونا شروع کر دیا۔ ابن زیاد نے زید بن ارقم سے کہا اللہ تجھے رولائے بخدا! اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تیری گردن اُڑا دیتا۔ اور اُٹھ کر دفع ہو گیا۔ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ زید بن ارقم نے ابن زیاد کو ایک بات کہی اگر وہ سُن لیتا تو انہیں قتل کر دیتا۔ میں نے کہا اُنھوں نے کیا کہا تھا جواب دیا کہ اُنھوں نے یہ کہا تھا تمام عرب آج کے بعد غلام ہو گئے، تم نے فاطمہ کے بیٹے کو قتل کیا تم نے ابن مرجانہ کو حکم دیا وہ نیک لوگوں کو قتل کرتا ہے اور اشرار کو غلام بناتا ہے۔ بہت بُرا ہے وہ جو ذلت و رسوائی سے راضی ہو!

میں نے کہا زید بن ارقم انصاری کا بھلا ہو۔ زید بن ارقم خزرجی ہیں اور افاضل صحابہ میں سے ہیں اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی معیت میں سترہ جنگیں لڑیں وہ جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور آپ کے مخلصین میں سے تھے۔ ۶۶ ہجری میں کوفہ میں فوت ہُوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس فاسق ظالم عُبید اللہ ابن زیاد کو سزا دی اور ابراہیم بن اشتر نے بائیس ذوالحجہ کو ۶۷ ہجری میں ہفتہ کے روز جاذر میں اسے قتل کیا جو موصل سے پانچ فرسخ دُور ہے۔ اسے مختار بن ابی عُبیدہ ثقفی نے ابن زیاد سے جنگ کرنے بھیجا تھا۔ جب لعین قتل ہو گیا تو اس کے ساتھیوں کے سروں کے ساتھ اس کا سر کوفہ لایا گیا اور ان کو مختار کے آگے پھینک دیا گیا۔ ایک باریک سانپ آیا وہ تمام سروں میں سے پھرتا ہُوا ابن زیاد کے مُنہ میں داخل ہو گیا اور ناک کے راستہ نکل گیا اور ناک میں داخل ہو کر منہ سے نکل گیا اسی طرح وہ داخل اور خارج ہوتا رہا۔ پھر مختار نے ابن زیاد کا سر اور دوسرے لوگوں کے سر جو اس کے ساتھ قتل ہُوئے تھے۔ مکہ میں محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجے اور ابن اشتر نے ابن زیاد کا جسم اور اس کے دُوسرے ساتھیوں کے جسم آگ میں جلا دیئے۔ واللہ علیٰ مایشاء قدیر

۳۵۰۳ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ عَدِیٌّ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِهٖ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ

۳۵۰۴ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِیْدِ ابْنِ اَبِیْ حُسَیْنٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ یَقُوْلُ بِاَبِیْ شَبِیْهٌ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَبِیْهٌ بِعَلِیٍّ وَّعَلِیٌّ یَضْحَكُ

۳۵۰۳ــــ ترجمہ : عدی نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

۳۵۰۴ــــ ترجمہ : عقبہ بن حارث نے کہا میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ آپ نے امام حسن کو اُٹھایا ہوا تھا آپ یہ فرما رہے تھے میرا باپ قربان ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو علی کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے

۳۵۰۴ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سیرین کی روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام حسن کے سوا امام حسین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ دونوں حضرات بعض اعضاء میں آپ کے بہت مشابہ تھے چنانچہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے سینہ مبارک تک آپ کے بہت مشابہ تھے اور امام حسین رضی اللہ عنہ اس نچلے حصہ میں آپ کے بہت مشابہ تھے۔ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے علاوہ اور حضرات بھی آپ سے مشابہت رکھتے تھے۔ چنانچہ جعفر بن ابی طالب عبداللہ بن جعفر، قثم بن عباس بن عبدالمطلب، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، مسلم بن عقیل بن ابی طالب آپ کے مشابہ تھے اور بنی ہاشم کے علاوہ سائب بن یزید مطلبی جو امام شافعی رحمہ اللہ کے جدِّ اعلیٰ ہیں۔ عبداللہ بن عامر

۳۵۰۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَصَدَقَةُ قَالَا أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

۳۵۰۶ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ

بن کریز عبشمی، کابس بن ربیعہ بن عدی - یہ دس حضرات آپ کے مشابہ تھے اور امام مہدی جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے وہ آپ کے مشابہ ہوں گے اور ان کا نام آپ کے نام سا ہوگا اور ان کے والد کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام سا ہوگا !

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں طویل تقریر کے بعد ذکر کیا کہ ابن یونس نے تاریخ مصر میں عبداللہ بن ابی طلحہ خولانی کو ذکر کیا کہ وہ فتح مصر میں موجود تھے انہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا تھا کہ وہ منہ ڈھانپ کر چلا کریں کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے وہ بہت بڑے عابد اور فاضل تھے۔

(حدیث ۳۳۱۴ کی شرح دیکھیں)

۳۵۰۵ — ترجمہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہل بیت میں پوشیدہ جانو !

۳۵۰۵ — شرح : اہل بیت کے متعلق علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ابن عباس، عکرمہ اور مقاتل نے کہا کہ ازواج مطہرات اہل بیت ہیں کیونکہ وہ آپ کے بیت میں ہیں۔ ابوسعید خدری مجاہد اور قتادہ نے کہا کہ آپ کے اہل بیت علی، فاطمہ، حسن و حسین اور علی المرتضیٰ ہیں " رضی اللہ عنہم " قسطلانی۔ واللہ و رسولہ اعلم !

۳۵۰۶ — ترجمہ : حضرت انس نے کہا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ مشابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی شخص نہ تھا۔

۳۵۰۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنْ قَتْلِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا

۳۵۰۷ — ترجمہ : محمد بن ابی یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی نُعم سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر سے سُنا کہ کسی نے اُن سے مُحرِم کے متعلق پوچھا شعبہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اس نے پُوچھا کہ احرام باندھنے والا مکھی مار دے (تو کیا جُرم ہے) عبد اللہ بن عمر نے کہا عراق والے مکھی مارنے کے متعلق پوچھتے ہیں اور اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا ہے حالانکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ دونوں دُنیا میں میرے پھُول ہیں۔

۳۵۰۷ — شرح : یعنی ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا حالتِ احرام میں مکھی مار دے تو اس کی کیا جزاء ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس سوال سے تعجّب کیا کہ یہ سائل عراقی ہے اور یہ لوگ مکھی مارنے میں تأمّل کرتے ہیں اور غور وخوض کرتے ہیں کہ اس کو مارنا جُرم ہے۔ اس کی پاداش میں کچھ ادا کرنا پڑے گا حالانکہ اُنھوں نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی جنت کی عورتوں کی سردار کے لختِ جگر جنت کے نوجوانوں کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں بہت دلیری کی اور ذرہ بھر تأمّل نہ کیا کہ ان کے قتل کرنے میں کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا اور ذرہ شرم نہ کی کہ قیامت میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت کے کیونکر امیدوار ہوں گے! اناللہ وانا الیہ راجعون،،

ان لوگوں کی عقل پر تعجب ہے اور ان کے فہم وفراست پر رونا آتا ہے کہ حقیر سی شئ کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ مکھی مارنے سے محرم پر کیا جزاء عائد ہوتی ہے اور عظیم تر شخصیت کے قتل کرنے میں ہمہ تن دلیر ہوکر بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حالانکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: حسن وحسین جنت کے

مَنَاقِبُ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ

مَوْلَى اَبِیْ بَکْرٍ وَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّۃِ

خوشبودار پھول ہیں۔ یہ میرے بیٹے ہیں۔ لعنت ہے۔ قاتلانِ حسین پر جنہوں نے دُنیاوی اغراض کی تکمیل اور نفسانی ہوس پر رسُول کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون "

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات: ۱۸ھ مطابق جنوری ۶۳۹ء

آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تیرے پاؤں کے جوڑے کی آواز سنی۔

حضرت بلال بن رباح حبشی النسل ہیں۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو کفار نے انہیں سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کیا لیکن ان کے پائے ثبات میں ذرہ بھر تزلزل نہ آیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تو آپ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کیا اور آپ کا مؤذن بن گیا۔ ساری جنگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ نے ان کے اور ابوعبیدہ بن جراح کے درمیان بھائی چارہ کیا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے تو آپ شام میں چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ ابونعیم نے کہا آپ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خازن تھے۔ اُمیہ بن خلف مکہ مکرمہ کے پتھریلے میدان میں آپ کو دوپہر کی گرمی میں پشت کے بل لٹا کر آپ کے سینے پر بھاری پتھر رکھ کر عذاب دیتا تھا اور کہتا کہ اسلام سے منحرف ہو جاؤ اور آپ اس حالت میں اَحد اَحد پکارا کرتے تھے۔ ابن بکیر نے کہا کہ آپ طاعون عمواس میں فوت ہوئے اس کے

۳۵۰۸ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِىْ بِلَالًا

۳۵۰۹ــ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِیْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِیْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِیْ لِلّٰہِ فَدَعْنِیْ وَعَمَلَ اللّٰہِ

مطابق آپ کی وفات اٹھارہ ہجری میں ہوئی ہے۔ ابن مندہ نے معرفت میں ذکر کیا کہ حلب میں آپ کو دفن کیا گیا (اصابہ)

۳۵۰۸ ــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اُنھوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا۔

۳۵۰۹ ــ ترجمہ: قیس سے روایت ہے کہ بلال نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے خریدا ہے تو مجھے اپنی غلامی میں روک رکھیں اور اگر مجھے اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے چھوڑ دیجئے میں اللہ کے لئے عمل کروں۔

۳۵۰۸-۳۵۰۹ ــ شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بلال پر سیادت کا اطلاق کیا۔ یہ آپ کی بہت بڑی منقبت ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سیادت کا اطلاق حقیقی ہے۔ اور بلال پر اطلاق مجازی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو سید بطور تواضع اور انکساری فرمایا۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے۔ حضرت بلال نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ کہا تھا۔ چنانچہ امام احمد کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو بلال نے ابوبکر صدیق سے یہ کہا۔ اور وَعَمَلَ اللّٰہِ "میں واؤ مع کے معنی میں ہے یعنی دَعْنِیْ مَعَ عَمَلِ اللّٰہِ" ایک

بَابُ مَنَاقِبُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

روایت میں ہے "دَعْنِیْ اَعْمَلُ لِلّٰہِ" مجھے چھوڑیئے میں اللہ کے لئے عمل کروں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کرتے ہوئے انہیں روک لیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں اذان دیں۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہ تو مدینہ منورہ میں رہ سکتا ہوں اور نہ ہی مقامِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے خالی دیکھنا برداشت کر سکتا ہوں۔ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دیکھا کہ جہاد مومن کا افضل عمل ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے حق کا واسطہ دے کر تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ یہاں رہو تو آپ کی وفات تک بلال رُک گئے جب ابو بکر صدیق انتقال کر گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ شام چلے گئے اور اٹھارہ ہجری میں طاعون عمواس میں انتقال کر گئے۔ ایک روایت کے مطابق بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

وفات: ۶۸ھ مطابق اکتوبر ۶۸۷ء

آپ کا نسب شریف یہ ہے۔ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کی والدہ اُمّ فضل بنت حارث ہلالیہ ہیں۔ آپ ہجرت سے تین برس قبل شعب میں پیدا ہوئے۔ امام ترمذی نے لیث کے طریق سے ابن عباس سے روایت کی کہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دو بار دیکھا۔ صحیح میں ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سینہ سے ملا کر دعا کی کہ اے اللہ! اسے قرآن کا علم عطا فرما۔ اسی لئے آپ کو حبرِ عرب کہا جاتا ہے۔ عرب کے بادشاہ جرجیر نے آپ کو یہ لقب دیا تھا۔ جبکہ آپ عبداللہ بن اُبی سرح کے ساتھ افریقہ کے غزوہ میں تھے۔ تو آپ نے جرجیر سے کلام کیا تو اُس نے کہا کہ آپ حبرِ عرب ہیں۔ واقدی نے ذکر کیا کہ جب قریش نے بنو ہاشم کا شعب مکہ میں محاصرہ کیا تھا۔ اس وقت شعب میں آپ پیدا ہوئے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ ابوالحسن مدائنی نے

نے ابوبکرہ سے روایت کی کہ ابن عباس ہمارے پاس بصرہ میں تشریف لائے۔ عرب میں ان سا باوقار، عالم، بہترین لباس پہننے والا خوبصورت باکمال نہیں۔ ابن یونس نے کہا ابن عباس نے غزوہ افریقیہ عبداللہ بن سعد کے ہمراہ ۲۷ ہجری میں لڑا۔ ابن مندہ نے کہا آپ کا رنگ سفید اور سُرخی مائل تھا۔ قد لمبا، جسیم اور خوبصورت تھے۔ سَر کے بال کانوں تک مہندی سے مخضوب تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عباس کے قریب ہو کر کہتے میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے لئے دُعاء کرتے دیکھا اور تمہارے سَر کو مسح کر کے منہ میں لعاب شریف ڈالا۔ اور فرمایا اے اللہ! اسے دین میں سمجھ عطاء کر اور قرآن کی تاویل کا علم عنایت کر۔

ابن مبارک کے طریق سے داؤد بن ابی ہند کے ذریعے شعبی سے روایت ہے کہ زید بن ثابت سوار ہوئے تو ابن عباس نے ان کے گھوڑے کی رکاب پکڑ لی۔ زید بن ثابت نے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ایسا مت کرو۔ ابن عباس نے کہا ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم علماء کا اسی طرح احترام کریں۔ یہ سُن کر زید بن ثابت نے ابن عباس کا ہاتھ چوم کر کہا ہمیں بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اہل بیت کرام کا اس طرح ادب کریں۔ عکرمہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جلا دیا اور ابن عباس کو یہ خبر پہنچی تو کہا میں ایسا ہرگز نہ کرتا آگ سے عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ جب حضرت علی کو یہ معلوم ہوا تو کہا ام فضل کا بیٹا علم کے بحور میں غواص ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر عبداللہ بن عباس ہماری عمریں پاتے تو ہم سے کوئی اس کے برابر نہ ہوتا۔ اعمش نے کہا ابن عباس قرآن مجید کے بہترین ترجمان ہیں۔ ابونعیم نے حمزہ بن ابی محمد کے طریق سے عبداللہ بن دینار سے روایت کی کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے اس آیت کریمہ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا، کی تفسیر پوچھی تو اُنھوں نے کہا ابن عباس کے پاس جاؤ ان سے دریافت کر کے مجھے بتانا۔ حضرت ابن عباس سے استفسار کیا تو اُنھوں نے کہا آسمان ملے ہوئے تھے بارش نہیں برساتے تھے۔ زمین بھی سخت تھی سبزی نہیں اُگاتی تھی تو آسمانوں کو بارش کے ساتھ اور زمین کو سبزہ اُگانے کے ساتھ علیحدہ علیحدہ کیا وہ شخص ابن عمر کے پاس گیا اور یہ تفسیر بیان کی تو اُنھوں نے کہا ابن عباس کو حقیقی واقعی علم عطاء کیا گیا ہے میں ابن عباس کا قرآن کی تفسیر کرنے پر تعجب کیا کرتا تھا۔ اب معلوم ہُوا کہ انہیں قرآن کا علم دیا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا جب زید بن ثابت فوت ہوئے تو ابوہریرہ نے کہا اس امت کا عالم فوت ہو گیا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ ابن عباس کو ان کا خلیفہ بنا دے۔

مُعجَم بَغوِی میں عبدالجبار بن ورد کے طریق سے عطاء سے روایت ہے کہ میں نے کوئی مجلس ابن عباس کی مجلس سے باوقار نہیں دیکھی۔ وہ مسائل فقیہہ اور رُمُوزِ تَصَوُّف پر مشتمل ہُوتی تھی۔ اس مجلس میں صرف علم و معرفت کی گفتگو ہوتی تھی۔ فقہاء وہاں ہوتے اصحاب قرآن وہاں ہوتے اور شعراء وہاں ہوتے تھے اور وہ دور دراز کا سفر کر کے آپ کی مجلس میں بیٹھنے کا شرف حاصل کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی یزید نے کہا اگر ابن عباس

۳۵۱۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى صَدْرِهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ

۳۵۱۱ - ۳۵۱۲ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ ثَنَا مُوسٰى ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ مِثْلَهٗ قَالَ الْبُخَارِيُّ وَالْحِكْمَةُ الْإِصَابَةُ فِي غَيْرِ النُّبُوَّةِ

سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اگر قرآن میں اس کا جواب ہوتا تو بیان فرماتے ورنہ حدیث سے اگر حدیث میں نہ ہوتا تو ابوبکر اور عمر فاروق کے اقوال پر جواب دیتے ورنہ خود اجتہاد کرتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا جس سال حضرت عثمان شہید ہوئے اُنھوں نے ابن عباس کو حج کا امیر بنایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور آپ صفین کی جنگ میں لشکر کے مَیسرہ پر مامور تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے تک بصرہ کے حاکم رہے۔ پھر بصرہ پر عبد اللہ بن حارث کو خلیفہ مقرر کرکے خود حجاز چلے گئے۔ جب آپ بصرہ کے حاکم تھے تو رمضان مبارک کی راتوں میں لوگوں کو فقہی مسائل بیان کرکے ان کو فقیہہ بنا دیتے تھے۔ زُبیر بن بکار نے کہا کہ عمر بن دینار نے کہا جب ابن عباس طائف میں فوت ہوئے اور ابن حنفیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی تو ایک سفید پرندہ آیا اور آپ کے کفن میں داخل ہوگیا اور پھر باہر نہ آیا جب قبر میں مٹی اُتاری گئی تو ابن حنفیہ نے کہا خُدا کی قسم آج اس امت کا عالم فوت ہوگیا ہے (اصابہ)

اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مناقب ابن عباس" کیوں نہیں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب العلم میں ان کے متعلق مستقل باب ذکر کیا ہے۔ اس میں بیان کیا کہ ابن عباس نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک سے لگا کر فرمایا اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کا علم عطا کر یہ ابن عباس کی عظیم منقبت ہے۔ اسی پر اکتفا کرتے ہوئے لفظ مناقب ذکر نہیں کیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے قرآن کے علم کی دُعا فرمائی تھی۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "اگر میرے اُونٹ کی رسّی جس سے میں اس کا گھٹنا باندھتا ہوں گم ہوجائے تو میں قرآن سے معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ کہاں پڑی ہے (اتقان ص۱۲۶)

بَابُ مَنَاقِبُ خَالِدِبْنِ الْوَلِيْدِ

۳۵۱۰ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک سے ملا کر فرمایا اے اللہ! اسے قرآن کا علم عطا فرما۔

۳۵۱۱ ترجمہ : عبدالوارث سے روایت ہے۔ اور فرمایا اسے قرآن کا علم عطا فرما۔

۳۵۱۲ ترجمہ : وُہیب نے خالد سے اس طرح روایت کی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : جمادی الاخری سنہ ۲۱ھ مطابق مئی ۶۴۲ء

آپ کا نسب : خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی سَیْفُ اللہِ۔ آپ کی والدہ کا نام لبابہ صغریٰ بنت حارث بن ہمام ہلالیہ ہے۔ وہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی لبابہ کبریٰ کی بہن ہیں۔ جبکہ وہ دونوں میمونہ بنت حارث ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی ہمشیرگان ہیں خالد بن ولید کی کنیت ابوسُلیمان ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے سرداروں میں سے تھے اور گھوڑوں کی باگ ڈور انہی کے ہاتھوں میں تھی۔ وہ کفارِ قریش کے ساتھ عمرہ حدیبیہ تک جنگوں میں شریک ہوتے رہے پھر جنگِ خیبر کے بعد سات ہجری میں مسلمان ہو گئے۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ عمرو بن عاص نے کہا میں فتح مکہ سے قبل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مکہ سے باہر نکلا تو خالد بن ولید سے ملاقات ہوگئی جبکہ وہ بھی مکہ سے آرہے تھے۔ میں نے اُن سے کہا اے اباسُلیمان کدھر جارہے ہو۔ اُنھوں نے کہا بخدا! میں مسلمان ہونے جارہا ہوں کب تک کفر کی تاریکیوں میں گزارہ ہوگا۔ میں نے کہا میں بھی مسلمان ہونے جارہا ہوں۔ ہم دونوں مدینہ منورہ آئے تو مجھ سے پہلے خالد مشرف باسلام ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں آپ کے قریب ہُوا اور آپ سے بیعت کی پھر میں واپس آگیا۔ اس کے بعد خالد بن ولید زید بن حارثہ کے ساتھ مل کر غزوہ موتہ میں کفار سے جنگ کی جبکہ جھنڈا زید بن حارثہ کے ہاتھ میں تھا جب زید بن حارثہ

عبداللہ بن رواحہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تینوں امراء یکے بعد دیگرے شہید ہوتے گئے تو خالد نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر مُوتہ میں فتح دی۔ اس لڑائی کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے تو اثناءِ خطبہ میں آپ نے لوگوں سے فرمایا اب زید شہید ہو گئے اب جعفر شہید ہو گئے۔ اب عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گئے۔ اب خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑ لیا ہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں فتح مکہ میں موجود تھے۔ پھر حنین اور طائف کے معرکوں میں حاضر ہوتے رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں اور "سَیْفُ اللہ" کے لقب سے آپ کو یاد فرمایا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اکیدر دومہ کی طرف بھیجا تو آپ اسے گرفتار کر کے لے آئے آپ نے اس کا خون معاف کر دیا اور اُس نے جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتدین سے جنگ کرنے بھیجا تو آپ نے اُن سے جنگ میں جوانمردی کے جوہر دکھائے۔ پھر آپ کو فارس اور روم کی جنگوں میں سپہ سالار بنایا۔ آپ نے خوب جنگیں لڑیں اور دمشق اور شام کو فتح کیا۔ جب خالد بن ولید یمامہ کی لڑائی سے فارغ ہوئے تو ابوبکر صدیق نے آپ کو شام کی طرف لشکر دے کر بھیجا تو آپ کے لشکر سے خائف ہو کر اللہ کا دشمن شکست خوردہ بھاگ گیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو شام کا حاکم مقرر کیا۔ پھر عمر فاروق نے اپنے عہدِ خلافت میں انہیں معزول کر دیا۔ بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور خالد بن ولید کی معزولیّت کی معذرت بیان فرمائی تو ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے ایسے حاکم کو معزول کیا ہے جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم مقرر کیا تھا۔ اور آپ نے اس آدمی کو کمزور کیا جسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرفرازی عنایت کی تھی۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا کہ تمہاری اس سے قرابت ہے اور نوجوان ہو اپنے چچا کے بیٹے کے باعث ناراضگی کر رہے ہو۔ قتادہ نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو عزیٰ کی طرف بھیجا تو آپ نے اسے گرا دیا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید اللہ کا نیک بندہ اور اللہ کی تلوار ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار پر مسلط فرمایا ہے۔

ابویعلی نے شعبی کے طریق سے ابن ابی اوفی سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید کو اذیت نہ پہنچاؤ وہ اللہ کی تلواروں میں سے تلوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار پر غضب و قہر بنا کر بھیجا ہے۔ عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن ولید نے یرموک کی جنگ میں اپنی ٹوپی گم پائی تو فرمایا میری ٹوپی تلاش کرو وہ نہ ملی پھر ٹوپی تلاش کرنے پر زور دیا تو وہ آپ کے پیچھے پڑی ہوئی مل گئی جب لوگوں نے پوچھا۔ آپ نے ٹوپی کی تلاش پر اس قدر اصرار کیوں کیا ہے تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کیا تو اپنے سر مبارک کے بال منڈوائے لوگوں نے آپ کے بال شریف تقسیم کر لئے تو میں نے جلدی کی اور آپ کی پیشانی طیبہ کا بال حاصل کر لیا اور اسے اس ٹوپی میں محفوظ رکھ دیا۔ ہر جنگ میں یہ ٹوپی میرے

ساتھ ہوتی ہے اور میرے لئے فتح و نصرت کا سبب بنتی ہے۔ ابو یعلی نے بھی اس روایت کو مختصر بیان کیا ہے اور آخر میں کہا ہیں جس جنگ میں جاتا ہوں۔ اس بال شریف کی برکت سے فتح میرے قدم چومتی ہے۔ بخاری میں قیس بن ابی حازم نے خالد بن ولید سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جنگ موتہ میں میرے ہاتھوں میں نو تلواریں ٹوٹیں پھر آخر میں میرے ہاتھ میں تلوار کا چھوٹا سا حصہ رہ گیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بعض کرامات

حیرہ کا نصاریٰ نے عبد المسیح نصرانی کو خالد بن ولید کے پاس بھیجا جبکہ عبد المسیح کی عمر تین سو پچاس برس سے زائد تھی۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی بوتل تھی۔ خالد بن ولید نے اسے کہا تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ نصرانی نے کہا زہر ہے جس کے پینے سے انسان فوراً ہلاک ہو جاتا ہے اور میں اس کو اس لئے ساتھ لایا ہوں کہ اگر تم میرے ساتھ سختی کرنے لگو تو یہ پی کر فوراً ہلاک ہو جاؤں گا۔ خالد بن ولید نے زہر والی بوتل پکڑ لی اور اللہ کا نام لے کے پی کر بوتل نصرانی کے پاؤں میں پھینک دی۔ یہ حال دیکھ کر نصرانی واپس چلا گیا اور انہیں واقعہ بیان کیا کہ ان لوگوں کو زہر بھی اثر نہیں کرتا تلوار کیا اثر کرے گی۔ اس کے بعد نصاریٰ نے صلح کر لی اور مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کرنے سے رک گئے۔ قاری ہروی نے تخریج الکتاب میں ذکر کیا کہ اسے ابو یعلی، بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل میں روایت کیا ہے (نبراس) ابن ابی دنیا نے صحیح اسناد کے ساتھ خیثمہ سے روایت کی کہ خالد بن ولید کے پاس ایک شخص آیا اس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اس نے کہا سرکہ ہے۔ خالد نے کہا اللہ اسے سرکہ کر دے تو وہ سرکہ ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق نے خالد بن ولید کو کیوں معزول کیا؟

زبیر بن بکار نے ذکر کیا کہ خالد کے پاس جب مال آتا تو وہ اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیتے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کا حساب نہ دیتے تھے۔ اس طرح اور بھی کئی امور تھے جو حضرت خالد بن ولید ابو بکر صدیق کی مرضی کے خلاف کرتے تھے اور وہ ان کو پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کے قتل ہو جانے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا جو ابو بکر صدیق کو

پسند نہ تھا۔ آپ نے نویرہ کے بیٹے متمم کو اس کی دیت ادا کر دی اور خالد کو حکم دیا کہ وہ مالک کی بیوی کو طلاق دیدیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس بات سے ناخوش تھے۔ لیکن بایں ہمہ حضرت ابوبکر صدیق نے خالد کو معزول نہ کیا اور ان کے عہدِ خلافت میں وہ بدستور حاکم رہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں طلیحہ کا مقابلہ کرنے بھیجا تو طلیحہ اور اس کا لشکر شکست خوردہ بھاگ گیا۔ پھر خالد مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کرنے گئے اور اللہ تعالیٰ نے مسیلمہ کو قتل کیا۔

زبیر بن بکار نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا کہ آپ خالد کو خط لکھیں کہ مال کی تقسیم امیر المؤمنین کی اجازت کے بغیر نہ کریں۔ خالد نے جواب تحریر کیا کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیں میں جیسے چاہوں کروں، ورنہ آپ مختار ہیں جو چاہیں کریں۔ یہ جواب آنے پر عمر فاروق نے ان کی معزولی کا ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا۔ لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کام خالد کرتے ہیں وہ کون کرے گا؟ حضرت عمر فاروق نے کہا اس کی مکافات میں کروں گا۔ ابوبکر نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیاری شروع کی اور سواری تیار کی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابوبکر صدیق کے پاس جا کر کہنے لگے۔ عمر فاروق آپ کو تنہا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ حالانکہ آپ کو ان کے مشوروں کی ضرورت ہے آپ نے خالد کو کیوں معزول کیا ہے؟ ابوبکر صدیق نے کہا پھر میں کیا کروں؟ انھوں نے کہا عمر فاروق کو روک لیں اور خالد بن ولید کو خط لکھیں کہ وہ بدستور حاکم رہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے صحابہ کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے عمر فاروق کو روک دیا۔ جب عمر فاروق امیر المؤمنین مقرر ہوئے تو خالد کو لکھا کہ کوئی اونٹ اور کوئی بکری میری اجازت کے بغیر تقسیم نہ کریں تو حضرت خالد بن ولید نے وہی جواب تحریر کیا جو ابوبکر صدیق کو تحریر کیا تھا۔ یہ جواب آنے پر عمر فاروق نے خالد کو معزول کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق خالد بن ولید کو حاکم بننے کی پیش کش کرتے مگر وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے کہ میں وہی کروں گا جو چاہوں گا تو عمر فاروق اس کا انکار کر دیتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خالد کو اسی لئے عتاب کیا تھا کہ وہ تقسیم مال اپنی مرضی سے کرتے تھے۔ آپ اکیس ہجری کو حمص شہر میں فوت ہوئے۔ بعض مورخین نے کہا کہ آپ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ جو اُن کا مال ہتھیار یا گھوڑا ہو وہ اللہ کی راہ میں دے دیا جائے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو عمر فاروق ان کی نمازِ جنازہ پڑھانے باہر آئے تو کہا خالد کے خاندان کی عورتیں جب تک واویلا اور بین وغیرہ نہ کریں انہیں رونے دو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی تھی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۵۱۳ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِیْ حُذَيْفَةَ

۳۵۱۳ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ کے شہید ہو جانے کی خبر آنے سے پہلے صحابہ کرام کو خبردار کر دیا کہ یہ حضرات شہید ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے لشکر کا جھنڈا زید بن حارثہ نے پکڑا اور وہ شہید ہو گئے پھر جعفر طیار نے پکڑا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے اور آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ حتیٰ کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی۔ (حدیث ۱۱۷۶ ، ۱۱۷۷ کی شرح دیکھیں)

حضرت سالم مولی ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۱۲ھ مطابق ۶۳۳ء

سالم مولی ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ آپ قدیم مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ابو حذیفہ کی بیوی ثبیتہ آپ کی مولاۃ ہے۔ سالم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو روایتیں کی ہیں۔ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سالم کو متبنیٰ بنایا تھا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت زید بن حارثہ کو متبنّٰی بنایا تھا۔ ابوحذیفہ انہیں اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔ اسی لئے اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ" تو تمام متبنّوں کو ان کے آباء کے نام سے پکارنے لگے اور جس کے باپ کا نام یاد نہ تھا اسے اس کے مولیٰ کے نام سے بلانا شروع کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے سالم مسجد قبا میں مہاجرین اوّلین کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مسجد میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کی صفت و ثنا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔

آپ خوش الحان تھے اور قرآن کریم تحسینِ صوت سے پڑھا کرتے تھے۔

ابن مبارک نے بیان کیا کہ مہاجرین کا جھنڈا سالم کے پاس تھا جب اس میں کچھ نکتہ چینی کی گئی تو کہا میں اگر لڑائی سے بھاگ جاؤں تو بہت برا شخص ہوں گا۔ اس لڑائی میں ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ سے جھنڈا پکڑ لیا جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو گردن اور کندھے میں جھنڈا تھام لیا اور اسی حالت میں شہید ہو گئے۔ جب وہ آخری لمحاتِ زندگی میں تھے تو پوچھا ان کے مولیٰ ابوحذیفہ کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا وہ شہید ہو گئے ہیں۔ سالم نے کہا مجھے ان کے پہلو میں لٹا دو! امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کا مالِ وراثت ان کو آزاد کرنے والی ابوحذیفہ کی بیوی ثُبَیْتَہ کو دیا تو اس نے کہا میں نے اسے مفت آزاد کیا تھا اور مال لینے سے انکار کر دیا تو امیر المؤمنین نے اس کا مال بیت المال میں جمع کر دیا۔ لیکن ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ عمر فاروق نے سالم کا مال ان کی والدہ کو دے دیا تھا۔

ابوعمرو نے کہا سالم کے والد ابوعبداللہ معقل فارسی نژاد تھے اور قبیلہ اصطخر سے تعلق رکھتے تھے صحابہ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کو مہاجر اور انصاری کہا جاتا ہے کیونکہ ابوحذیفہ نے انہیں متبنّٰی بنا لیا تھا جبکہ ان کی بیوی نے سالم کو آزاد کر کے ابوحذیفہ کی تحویل میں کر دیا تھا۔ اسی لئے آپ مہاجرین سے شمار ہوتے ہیں چونکہ ابوحذیفہ کی بیوی شبینہ انصاریہ نے آزاد کیا تھا۔ اس اعتبار سے آپ انصار سے شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو معاذ بن ماعص کا بھائی بنایا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سالم زندہ ہوتے تو میں انہیں مجلس شوریٰ میں شامل کر لیتا۔ آپ یمامہ کی جنگ میں بارہ ہجری میں شہید ہوئے جبکہ ان کے مولیٰ ابوحذیفہ بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے تھے۔

۳۵۱۴ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا اَزَالُ اُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِسْتَقْرِؤُا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَأَ بِهٖ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ وَلَا اَدْرِيْ بَدَأَ بِاُبَيٍّ اَوْ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

حضرت ابو حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو حُذیفہ کا نام ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی عبشمی ہے۔ آپ افاضل اور اکابر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ شرف بخشا کہ آپ نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو ہجرتیں کیں۔ ایک حبشہ کو دُوسری مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے دارِ ارقم میں داخل ہوئے لیکن ابو حُذیفہ نے وہاں جانے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ غزوۂ بدر، خندق، حدیبیہ اور دیگر غزوات میں موجود رہے اور جنگِ یمامہ میں شہید ہو گئے جبکہ آپ کی عمر ۵۳ برس تھی۔

۳۵۱۴ــ ترجمہ: مسروق نے کہا عبد اللہ بن عمرو کے پاس عبد اللہ بن مسعود کا ذکر ہُوا۔ تو انھوں نے کہا جب سے میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ چار شخصوں سے قرآن پڑھو۔ پہلے عبد اللہ بن مسعود کو ذکر کیا اور ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم بن معقل، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل تو میں سالم سے بہت محبت کرتا تھا۔ راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ پہلے اُبی بن کعب کو ذکر کیا یا معاذ بن جبل کو۔

۳۵۱۴ــ شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اِن چار صحابہ کرام کی تخصیص کا

فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَرَاَيْتُ شَيْخًا مُقْبِلًا فَلَمَّا
دَنَا قُلْتُ اَرْجُو اَنْ يَكُونَ اِسْتَجَابَ قَالَ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ
اَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ اَفَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ
وَالْمِطْهَرَةِ اَوَلَمْ يَكُنْ فِيكُمُ الَّذِي اُجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ اَوَلَمْ
يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ كَيْفَ قَرَاَ
ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى فَقَرَاْتُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى
وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى فَقَالَ اَقْرَاَنِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهُ اِلٰى فِيَّ فَمَا زَالَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى كَادُوا يَرُدُّونِي

٣٥١٧ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَاَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبِ
السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَاْخُذَ
عَنْهُ قَالَ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ

نے میری دُعا قبول فرمالی ہے۔ اس بزرگ نے کہا تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا میں کوفہ سے آیا ہوں۔ اُس نے کہا کیا تم میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا مبارک، تکیہ اور چھاگل اُٹھانے والا نہیں؟ کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جسے شیطان سے پناہ دی گئی ہے کیا تم میں وہ شخص نہیں جو سیّد کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان ہیں جو اور کوئی نہیں جانتا ہے؟ ابن ام عبد یہ آیت کیسے پڑھتے ہیں؟ واللیل آہ تو میں نے "وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى" پڑھا تو اُس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح پڑھایا ہے حالانکہ آپ کا منہ مبارک میرے منہ کی طرف تھا۔ یہ لوگ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ مجھے اس سے ہٹائیں۔ (حدیث ۳۴۹۶ کی شرح دیکھیں)

۳۵۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ اَبِیْ اِسْحٰقَ ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ ثَنِی الْاَسْوَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِیَّ يَقُوْلُ قَدِمْتُ اَنَا وَ اَخِیْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نَرٰى اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَ دُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۱۷ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا ہم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسنِ ہیئت اور طریقہ کے بہت قریب ہو تاکہ ہم اس سے کچھ حاصل کریں۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت اور عادات میں عبداللہ بن مسعود سے زیادہ قریب کسی کو نہیں دیکھا۔

۳۵۱۸ — ترجمہ: اسود بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے ہم کچھ مُدت مدینہ منورہ میں ٹھہرے تو ہم یہی خیال کرتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں۔ کیونکہ ہم اُن کا اور ان کی والدہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنا جانا دیکھتے تھے۔

۳۵۱۷ — ۳۵۱۸ شرح: سمت ،، اچھی ہیئت اور "ھدی" طریقہ، مذہب۔ اور شکل وصورت اور عادات ،، ابن ام عبد حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں رضی اللہ عنہ۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکثرت آیا جایا کرتے تھے اس لئے حضرت ابو موسیٰ نے یہ خیال کیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے لوگوں میں سے ہیں اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی بہت فضیلت ہے۔

ذِکرُ مُعَاوِیَۃ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حضرت امیر مُعَاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۱۵۔ رجب ۶۰ھ مطابق ۷۔ اپریل ۶۷۹ء

آپ کا نسب یہ ہے۔ ابو عبد الرحمٰن معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی،، آپ اعلانِ نبوت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے اور صلح حُدیبیہ کے بعد مُسلمان ہوئے لیکن اسلام چھپاتے رہے حتیٰ کہ فتح مکہ کے سال اسلام ظاہر کیا۔ وہ عمرۂ قضاء میں مسلمان تھے۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ بخاری میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے عُمرۂ قضاء میں کہا کہ ہم نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور معاویہ اس وقت کافر تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر پہلی حدیث ثابت ہو کہ وہ عمرۂ قضاء میں مسلمان تھے تو سعد بن ابی وقاص نے ان کا ظاہر حال دیکھ کر یہ کہا ہوگا کیونکہ اس وقت امیر معاویہ اسلام کو مخفی رکھتے تھے اور سعد بن ابی وقاص ان کے اسلام پر مطلع نہیں تھے۔ چنانچہ امام احمد نے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ امیر معاویہ نے کہا میں نے مروہ کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مُبارک کے بال کچھ چھوٹے کئے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ قینچی سے چھوٹے کئے لیکن اس میں مروہ کا ذکر نہیں اور مروہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمرہ کر رہے تھے۔ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں منیٰ میں سرِ مبارک کے بال منڈوائے تھے چھوٹے نہیں کرائے تھے اور بغوی نے محمد بن سلام جمحی کے طریق سے ابان بن عثمان سے ذکر کیا کہ امیر معاویہ منیٰ میں کمسن تھے اور اپنی ماں کے ساتھ تھے اچانک وہ پھسل کر گر گئے تو ان کی والدہ نے کہا اٹھو اللہ تجھے نہ اُٹھائے تو ایک اعرابی نے اُسے کہا ایسا مت کہو بخدا! میں اسے دیکھتا ہوں کہ یہ عنقریب اپنی قوم کا سردار ہوگا! ابو نعیم نے ذکر کیا کہ امیر معاویہ کاتب اور فصیح ہونے کے علاوہ بُردبار اور باوقار تھے۔ خالد بن معدان نے کہا ان کا قد لمبا اور رنگ سفید تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبِ وحی تھے۔ عمر فاروق نے اُن کے بھائی یزید بن ابی سفیان کے بعد انہیں شام کا حاکم مقرر کیا تھا۔ پھر حضرت عثمان نے بدستور انہیں بحال رکھا۔ پھر وہ ہمیشہ شام میں حاکم رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کی پھر ان سے جنگ کی اور شام میں مستقل حاکم رہے اور اس کے ساتھ مصر بھی ملا لیا۔ حضرت علی اور آپ کے مابین حَکَمین کے فیصلہ کے بعد بدستور شام میں جمے رہے۔ پھر جب امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوئی تو

مستقل خلیفۃ المسلمین کہلوائے اور آپ کی بیعت پر سب لوگوں نے اتفاق کیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ سے بیعت کر لی کیونکہ ان کا اصول تھا کہ وہ اس کی بیعت کرتے تھے جس پر سب کا اتفاق ہو چنانچہ امام حسن کی صلح سے پہلے آپ نے معاویہ کی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہی حضرت علی اور امیر معاویہ کے اختلاف کے وقت کسی سے بیعت کی تھی۔

بغوی نے مبارک بن فضالہ کے طریق سے ذکر کیا کہ عبدالملک بن مروان نے کہا معاویہ بن ابوسفیان بیس سال امیر المومنین اور بیس برس خلیفۃ المسلمین رہے۔ صحیح بخاری میں عکرمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا کہ معاویہ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ ابن عباس نے کہا چھوڑو وہ فقیہہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس نے کہا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔

(اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وتر معروف نہ تھا۔ صحابہ تین وتر پڑھتے تھے اسی لئے عکرمہ نے معاویہ پر تعجب کیا تھا)

ابن سعد نے ذکر کیا کہ امیر معاویہ نے کہا میں نے عمرہ قضاء سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے ڈرتا تھا کیونکہ میری ماں کہتی تھی کہ اگر تو مدینہ منورہ چلا گیا تو ہم تجھ سے قطع تعلقی کر لیں گے۔

مسند ابی یعلی میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی لے کر ساتھ چلا۔ جب آپ نے وضو کیا تو میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے معاویہ اگر تو حاکم مقرر ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل و انصاف کرنا۔ اسی لئے میں یہ خیال کرتا رہا کہ میں حاکم بنوں گا اور اس سرداری میں کچھ قیل قال ہوگی۔

بغوی نے محمد بن علی سے بیان کیا کہ عمر فاروق جب معاویہ کو دیکھتے تو فرماتے یہ عرب کا کسریٰ ہے ابن سعد نے مدائنی سے ذکر کیا کہ ابوسفیان نے معاویہ کو دیکھ کر کہا جبکہ وہ کمسن تھے کہ یہ میرا بیٹا بڑے سر والا ہے یہ اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار ہو تو ابوسفیان کی بیوی ہند نے کہا صرف اپنی قوم کا سردار؟ اگر یہ سارے عرب کا سردار نہ ہو تو یہ مر جائے۔ مدائنی نے کہا زید بن ثابت وحی لکھا کرتے تھے اور معاویہ دیگر خطوط لکھا کرتے تھے (اصابہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کی طرف دیکھ کر تعجب کرتے پھر ان کی پیشانی پر اپنی انگلی رکھتے پھر اٹھا کر خوشی سے فرماتے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا اور آخرت جمع کر دی تو ہم سب لوگوں سے بہتر ہوں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خبردار! میرے بعد اختلاف سے بچو! ورنہ یقین کر لو کہ معاویہ شام کا حاکم ہو جائے گا۔ صحیح روایت کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پندرہ رجب کو ساٹھ ہجری میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ،،

۳۵۱۹ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ اَوْتَرَ مُعَاوِیَۃُ بَعْدَ الْعِشَآءِ بِرَکْعَۃٍ وَعِنْدَہٗ مَوْلًی لِابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتَی ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعْہُ فَاِنَّہٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۳۵۲۰ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ ثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ ھَلْ لَکَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعَاوِیَۃَ فَاِنَّہٗ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَۃٍ قَالَ اَصَابَ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ

۳۵۲۱ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوۃً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْنَاہُ یُصَلِّیْھِمَا وَلَقَدْ نَھٰی عَنْھُمَا یَعْنِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

۳۵۱۹ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا امیر معاویہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک وتر پڑھا جبکہ ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آزاد کردہ غلام عکرمہ موجود تھا۔ وہ ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ معاویہ نے ایک وتر پڑھا ہے) تو انھوں نے کہا انہیں چھوڑ دو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔

۳۵۲۰ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن عباس سے کہا گیا کہ آپ کا امیر المؤمنین معاویہ کے متعلق کیا خیال ہے وہ ایک وتر کی نماز ایک رکعت پڑھتے ہیں انھوں نے کہا کہ وہ فقیہہ ہیں۔

۳۵۲۱ ترجمہ : عمران بن ابان نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا تم ایک نماز پڑھتے ہو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ میں نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور آپنے اس سے منع فرمایا ہے یعنی عصر کے بعد دو نفلوں سے

مَنَاقِبُ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

۳۵۱۹ تا ۳۵۲۱ — شرح : ان احادیث میں امیرالمؤمنین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے اور حدیث ع۳۵۲۱ اُن کی فضیلت پر دلالت نہیں کرتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ امیر معاویہ کی فضیلت میں بہت حدیثیں ہیں۔ انہیں کیوں نہیں ذکر کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسحاق بن راہویہ اور امام نسائی وغیرہ نے بیان کیا کہ ان میں کوئی حدیث اسناد کے اعتبار سے صحیح نہیں۔ اسی لئے امام بخاری نے کہا در باب ذکر معاویہ" اور منقبت یا فضیلت نہ کہا (عینی) (حدیث ع۵۶۵ ، ع۵۶۶ کی شرح دیکھیں)

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے"

وفات : ۳۔ رمضان المبارک سنہ ۱۱ھ مطابق نومبر ۶۳۲ء

سیدہ فاطمہ علیہا السلام سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شہزادی ہیں جبکہ خدیجہ بنت خُویلد آپ کی والدہ ہیں رضی اللہ عنہا۔ آپ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیوں میں سے سب سے کمسن ہیں اور آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں جبکہ سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینب ہیں اُن سے چھوٹی رقیہ اور ان سے چھوٹی ام کلثوم اور ان سے چھوٹی فاطمۃُ الزہراء ہیں سلام اللہ علیہن آپ کی ولادت اس سال ہوئی جب قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور سیدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عمر شریف پینتیس برس تھی آپ کی اولاد میں سے صرف سیدہ فاطمہ کی اولاد ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر بن علی کے طریق سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ آنے کے بعد سیدہ سے شادی کی اور جنگِ بدر سے واپسی کے بعد آپ کی رُخصتی ہوئی جبکہ سیدہ کی عمر شریف اٹھارہ برس تھی اور بخاری، مسلم

میں اونٹنیوں کا واقعہ اس کی تائید کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ کی رخصتی کے وقت اونٹنیوں کو اِذخر لانے کے لئے تیار کیا اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ذبح کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک اونٹنی حضرت علی کو بدر کی غنیمت میں سے ملی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس روایت میں ہے کہ جنگِ اُحد کے بعد سیدہ کی شادی ہوئی تھی صحیح نہیں کیونکہ جنگ اُحد میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے تو اس کے بعد اونٹنیوں کو ذبح کرنے کا کچھ مفہوم نہیں۔ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے والد کے سوا کسی کو افضل نہیں دیکھا (طبرانی)

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خط کھینچے اور فرمایا جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ، فاطمہ، مریم اور آسیہ ہیں۔ بخاری، مسلم میں مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو انہیں اذیت پہنچائے گا وہ مجھے اذیت پہنچائے گا اور جو انہیں دکھ دے گا وہ مجھے دکھ دے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا: اے فاطمہ اللہ تعالیٰ تمہاری رضا سے راضی اور تمہارے غضب سے غضبناک ہے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آیت کریمہ "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ" الآیۃ میرے گھر میں نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ، علی اور حسن و حسین کو بلا کر فرمایا یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ ابو عمرو نے سیدہ کی وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ سیدہ نے حضرت علی کو وصیت فرمائی کہ انہیں وہ خود اور اسماء بنت عمیس غسل دیں۔ لیکن ابن فتحون نے اس روایت کو بعید سمجھا ہے۔ کیونکہ اس وقت اسماء بنت عمیس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں تو سیدہ فاطمہ کو غسل دیتے وقت وہ حضرت علی کے سامنے کیسے بے پردہ ہو سکتی تھیں۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے خود غسل فرمایا اور وصیت فرمائی کہ ان کے کپڑے نہ اُتاریں اسی غسل پر اکتفاء کی جائے ابن فتحون نے اس کو بھی بعید سمجھا ہے۔

صحیح بخاری میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سیدہ فاطمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ ماہ بقید حیات رہیں۔ واقدی نے اسے ثابت کہا ہے۔ حمیدی نے سفیان کے طریق سے عمرو بن دینار سے روایت کی کہ سیدہ آپ کے بعد صرف تین ماہ زندہ رہیں بعض نے چار ماہ ذکر کئے ہیں۔ ابن سعد اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام رافع کی حدیث ذکر کی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں جس روز آپ نے وفات پائی تھی مجھے فرمایا اے ام رافع میرے لئے پانی برتن میں ڈالو پھر آپ نے نہائت ہی اچھا غسل فرمایا پھر نئے کپڑے پہنے پھر فرمایا میرا بستر گھر کے درمیان کر دو اور اس پر لیٹ گئیں اور قبلہ رُو چہرہ پھیر لیا اور فرمایا اے ام رافع میں اس وقت فوت ہو رہی ہوں۔ اور میں نے غسل کر لیا ہے

مجھ سے کوئی شخص کپڑا نہ اُتارے پھر انتقال فرما گئیں اس کے بعد حضرت علی گھر تشریف لائے۔ ام رافع نے انہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا تو آپ نے انہیں اُٹھایا اور اسی غسل میں دفن کر دیا۔ اصابہ۔عینی

سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ

عُبَیدُاللہ بن ابی بکر نے عُمیرہ سے روایت کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیّدہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ نے اور علی اور فضل بن عباس نے آپ کو قبر میں رکھا۔

واقدی نے شَعْبِی کے طریق سے ذکر کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھی لیکن یہ روایت ضعیف اور منقطع ہے۔

عطاء بن سائب نے اپنے والد کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو ایک کمبل، چمڑے کا سرہانہ جس میں کھجور کا بورہ بھرا ہُوا تھا، دو چکیاں اور دو مشکیزے جہیز دیا تھا۔ ایک دن حضرت علی نے سیّدہ سے کہا آپ کو بہت مشقت کرنی پڑتی ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے ہیں وہاں جاکر ایک خادمہ لے آئیں۔ سیّدہ نے بھی فرمایا کہ گھر کا کاروبار کرتے کرتے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ آپ دربار رسالت میں تشریف لائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیاری بیٹی کیسے آنا ہُوا؟ عرض کیا میں سلام عرض کرنے آئی ہوں اور سوال عرض کرنے سے شرم محسوس کی اور واپس آ گئیں۔ پھر دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے اپنا حال عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کچھ نہ دوں گا۔ اہلِ صُفّہ کو بلاؤ وہ بھُوکے اور خالی پیٹ ہیں۔ ان پر خرچ کرنے کی کوئی شئی نہیں میں کچھ بیچ کر اس کی قیمت اُن پر خرچ کرتا ہوں یہ سُن کر دونوں واپس چلے گئے۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر تشریف لے گئے جبکہ وہ اپنے بستروں میں آرام کر رہے تھے اور اُنھوں نے اپنے منہ ڈھانپ رکھے تھے جبکہ ان کے پاؤں ظاہر تھے۔ جب وہ پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کے سَر ننگے ہو جاتے تھے جب سَر ڈھانپتے تھے تو پاؤں ننگے ہوجاتے تھے وہ جلدی سے اُٹھے تو آپ نے فرمایا اپنے حال پہ رہو میں تمہیں خوشخبری دینے آیا ہوں وہ اُس چیز سے بہتر ہے جو تم نے مجھ سے طلب کیا تھا۔ دونوں نے کہا حضور فرمائیے! آپ نے فرمایا چند کلمات ہیں جو مجھے جبرائیل نے بتائے ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر کہو اور جب سونے لگو تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! جب سے میں نے وہ کلمات سُنے انہیں کبھی نہیں ترک کیا۔

ابن بکواد نے امیر المؤمنین سے عرض کیا گیا صفین کی جنگ میں بھی آپ پڑھتے تھے؟ فرمایا: اے اہلِ طروق اللہ تمہیں ہلاک کرے۔ میں نے صفین کی جنگ میں بھی یہ کلمات ترک نہیں کئے تھے۔

حبیب بن ابی ثابت نے کہا حضرت علی اور سیّدۃ النساء رضی اللہ عنہا میں کچھ تلخ کلامی ہو گئی تو جناب

۳۵۲۲ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِيْ

۳۵۲۳ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ اَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّتِيْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دونوں میں صلح کرادی پھر آپ باہر تشریف لے گئے تو آپ سے عرض کیا گیا جب آپ گھر تشریف لے گئے تو کچھ اور کیفیت تھی اور جب باہر تشریف فرما ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور پر رونق تھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا خوشی کے آثار اس لئے ہیں کہ میں نے ان دو شخصوں میں صلح کرائی ہے جو مجھے بہت محبوب ہیں۔

ابو جعفر نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ علی المرتضیٰ اور سیدۃ النساء کے پاس گئے جبکہ علی سے سیدہ یہ فرما رہی تھیں کہ میں تجھ سے بڑی ہوں۔ حضرت عباس نے فرمایا فاطمہ اس وقت پیدا ہوئی جبکہ قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور علی اس سے کئی سال پہلے پیدا ہوئے۔

واقدی نے کہا سیدہ فاطمہ علیہا السلام گیارہ ہجری میں تین رمضان المبارک کو منگل کے روز فوت ہوئیں۔ واقدی نے کہا میں نے عبد الرحمٰن بن ابی الموالی سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ کی

فضلُ عائشۃ رضی اللہ عنہا

قبر شریف بقیع میں ہے اُنھوں نے کہا ہم نے سیدہ کو دارِ عقیل کے گھر کے کونہ میں دفن کیا ہے۔ ان کی قبر شریف اور راستہ کے درمیان صرف سات گز فاصلہ ہے (اصابہ)

۳۵۲۲ — ترجمہ : مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضبناک کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا۔

۳۵۲۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ علیہا السلام کو اُس مرض میں بلایا جس میں آپ نے انتقال فرمایا اور اُن سے خفیہ کوئی بات کی تو وہ رو پڑیں پھر انہیں بلاکر اُن سے آہستہ کلام فرمایا تو ہنسنے لگیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے سیدہ سے اس کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خفیہ بات کی اور فرمایا تھا کہ آپ اس مرض میں جس میں آپ نے انتقال فرمایا وفات پاجائیں گے تو میں رو پڑی پھر آپ نے آہستہ کلام فرمایا اور مجھے خبر دی کہ میں آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ کا پیچھا کروں گی تو میں ہنسنے لگی (حدیث ۳۲۹۱ / ۴۴۹۲ کے

(حاشیہ: [illegible])

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت" وفات : ۱۷۔ رمضان ۵۸ ھ مطابق ۶۷۷ء

آپ کا نسب ام عبداللہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر کنانیہ ہے۔ آپ اظہارِ نبوت کے چار سال بعد پیدا ہوئیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا جبکہ آپ کی عمر چھ برس تھی۔ ایک روایت میں سات برس مذکور ہیں۔ لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ چھ برس پورے ہونے کے بعد ساتویں برس نکاح کیا تھا۔ اور نو برس کی عمر میں آپ کی رخصتی ہوئی تھی زبیر بن بکار نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کی وفات کے بعد عائشہ سے نکاح کیا تھا۔ صحیح میں ابو معاویہ کی حدیث میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۵۲۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَبُو سَلَمَةَ اِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تَرٰى مَا لَا اَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے مجھ سے نکاح کیا جبکہ میں چھ برس کی تھی اور میری رخصتی ہوئی جبکہ میں نو برس کی تھی اور آپ کے انتقال کے وقت میں اٹھارہ برس کی تھی۔ اور ام المؤمنین عائشہ کے سوا کسی باکرہ (کنواری) عورت سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ مسروق جب ام المؤمنین عائشہ سے روایت کرتے تو کہتے مجھے صادقہ بنت صدیق جناب رسول اللہ کی محبوبہ نے خبر دی۔ مسروق نے کہا میں نے اکابر صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ ام المؤمنین سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا ام المؤمنین سب لوگوں سے زیادہ فقیہہ سب سے بڑی عالمہ اور سب سے زیادہ عقلمند تھیں۔ اس کے علاوہ آپ کامل طبیبہ اور شاعرہ تھیں۔ ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری نے کہا جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو ہم ام المؤمنین کی طرف رجوع کرتے تھے زہری نے کہا اگر تمام امہات المؤمنین کا علم اور دنیا کی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو ام المؤمنین عائشہ کے علم سے کم ہوگا۔ ابوموسیٰ اشعری سے مرفوع روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔ عمرو بن غالب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عمار بن یاسر کے پاس مائی صاحبہ کو برا بھلا کہا تو انھوں نے کہا بکنے والے برے شخص یہاں سے دور ہو جا۔ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ کو گالی دیتا ہے۔ جبکہ وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے دس امور میں سب پر فضیلت حاصل ہے۔ جبرائیل علیہ السلام میری تصویر لے کر حضور کے پاس آئے تاکہ آپ دیکھ لیں۔ میرے بغیر کسی کنواری عورت سے آپ نے شادی نہیں کی اور نہ ہی میرے سوا کسی عورت کے ماں باپ دونوں مہاجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میری برأت نازل فرمائی۔ میرے بستر میں آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے آپ نماز پڑھتے حالانکہ میں آپ کے قبلہ میں سو رہی ہوتی تھی۔ میرے گھر میں اور میرے سینہ اور ٹھوڑی کے درمیان آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ نے اٹھاون ہجری میں سترہ رمضان کو منگل کی رات وفات پائی۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

۳۵۲۳ — ترجمہ: ابوسلمہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب

۳۵۲۴ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَثَنَا عَمْرٌو اَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا: اے عائشہ یہ جبرائیل ہیں آپ کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو وہ دکھایا جاتا ہے جو میں نہیں دیکھتی ہوں۔

۳۵۲۳ — شرح: اس حدیث میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے ام المؤمنین خدیجہ کی ام المؤمنین عائشہ کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ ام المؤمنین خدیجہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرائیل ہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں سلام کہتے ہیں اور اس حدیث میں صرف جبرائیل کی طرف سے سلام مذکور ہے۔

۳۵۲۴ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے مرد کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ باکمال ہوئیں اور عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔

۳۵۲۴ شرح: ثرید،، روٹی کے ٹکڑے ہیں جو گوشت کے شوربہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ روٹی کے بغیر صرف گوشت کو ثرید نہیں کہا جاتا اور نہ ہی گوشت کے بغیر روٹی کے ٹکڑوں کو ثرید کہا جاتا ہے۔ یہ تصویر اس زمانہ کی ہے جبکہ اسے اعلیٰ طعام شمار کیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں گوشت کے ساتھ پکی ہوئی چیز کم ملتی تھی لیکن اس زمانہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے مختلف اشیاء سے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان میں مختلف اقسام کے گوشت اور عمدہ کھانے جو مختلف انواع پر مشتمل ہوتی ہیں پائی جاتی ہے۔ اس لئے صرف روٹی کے ٹکڑوں کے ساتھ گوشت کی ملاوٹ کو ان لذیذ کھانوں سے افضل نہیں کہا جائے گا۔

۳۵۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

۳۵۲۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ اشْتَكَتْ فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقْدَمِيْنَ عَلٰى فَرَطِ صِدْقٍ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اَبِي بَكْرٍ

۳۵۲۵ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ عائشہ کو دُوسری عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔

(اور حدیث ۳۵۲۵ کی شرح دیکھیں)

۳۵۲۶ — ترجمہ : قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کی عیادت کو تشریف لائے اور کہا اے ام المؤمنین! تم سچے میراول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جارہی ہو!

۳۵۲۶ — شرح : اس حدیث میں ام المؤمنین کی فضیلت عظیمہ ہے کیونکہ ابن عباس کا یہ ارشاد محض عقل سے نہ تھا بلکہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہوگا۔ ہر شئ سے مقدم شئ کو فرط کہا جاتا ہے اور جو کوئی پہلے پانی یا مقام پر پہنچے اسے فرط کہتے ہیں اور صدق فرط کی وصف ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے پہلے تشریف لے گئے ہیں اور آپ ان کو جا ملیں گی۔ انھوں نے آپکے لئے جنت میں بہترین مکان تیار کر رکھا ہے آپ کو اس میں کوئی غم لاحق نہ ہوگا اور اس سے خوش ہوں گی!

٣٥٢٧ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ اِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوْهُ اَوْ اِيَّاهَا

٣٥٢٨ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ قَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً

٣٥٢٧ — ترجمہ: حکم نے کہا میں نے ابو وائل کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جب حضرت علی نے عمار اور حسن کو کوفہ بھیجا تاکہ لوگوں کو ان کی مدد کے لئے باہر نکالیں تو عمار نے خطبہ دیا کہ میں جانتا ہوں کہ ام المؤمنین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا اور آخرت میں بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لینا ہے کہ تم علی کی تابعداری کرتے ہو یا ام المؤمنین کی پیروی کرتے ہو۔

٣٥٢٧ — شرح: اس حدیث میں ام المؤمنین کی فضیلت عظیمہ کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخرت میں بیوی ہیں۔ جنگ جمل میں جو ام المؤمنین اور حضرت علی کے درمیان ہُوئی تھی۔ حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت عمار بن یاسر اور امام حسن بن علی کو کوفہ میں بھیجا کہ لوگوں کو ان کی امداد کی اہمیت دلا کر انہیں مدد کی ترغیب دلائیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عورتوں سے خطاب فرمایا کہ تم اپنے گھروں کی چار دیواری میں رہو۔ اسی لئے ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں موت تک اُونٹ کی پشت پر سوار نہ ہوں گی اس کا

۳۵۲۹ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِي مَرَضِهِ جَعَلَ يَدُورُ فِي نِسَائِهِ وَيَقُولُ أَيْنَ أَنَا غَدًا حِرْصًا عَلَى بَيْتِ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي سَكَنَ

جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ اور زبیر نے اس کی تاویل کی تھی کہ ان کا باہر جانا اور علی سے جنگ کرنا صرف لوگوں میں اچھی صلاحیت پیدا کرنے اور حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لینا مقصود تھا۔

۳۵۲۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اسماء سے عاریۃً ہار لیا اور وہ گم ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں چند صحابہ کرام کو بھیجا تو (ہار کی تلاش میں) نماز کا وقت آگیا تو انہوں نے وضوء کے بغیر نماز پڑھ لی۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو یہ شکایت کی۔ اس وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اُسید بن حُضیر نے کہا اے عائشہ اللہ تمہیں اچھی جزاء دے بخدا! جو بھی کوئی امر تمہیں پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کو بری کر دیا اور اس میں مسلمانوں کے لئے برکت کر دی۔

۳۵۲۸ — شرح: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو وہ اسی حال میں نماز پڑھ لے۔ اس میں امام شافعی کے چار قول ہیں صحیح تر قول یہ ہے کہ اس پر نماز پڑھنی واجب ہے پھر اعادہ ضروری ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھنا حرام اور اعادہ واجب ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب نہیں مستحب ہے اور قضاء واجب ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ نماز واجب ہے اور اعادہ واجب نہیں یہ مزنی کا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اس پر نماز کی مشابہت کرنا واجب نہیں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا تشبّہ واجب ہے اور قضاء میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(حدیث ع ۳۲۹ اور ع ۳۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۵۲۹ — ترجمہ: ہشام نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مرضِ وفات میں تھے تو ہر روز اپنی بیویوں کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور فرماتے کل کو میں کہاں ہوں گا؟ آپ کو میرے گھر آنے کی خواہش تھی۔ ام المؤمنین نے کہا فرمایا جب میری باری آئی تو آپ کو سکون ہوا

۳۵۳۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا حَمَّادٌ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ وَاللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَاِنَّا نُرِيْدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيْدُهُ عَائِشَةُ فَمُرِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْمُرَ النَّاسَ اَنْ يُّهْدُوْا اِلَيْهِ حَيْثُمَا كَانَ اَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ اُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا عَادَ اِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهٗ ذَاكَ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَاَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَاَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرِهَا

۳۵۲۹ — شرح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عروہ تابعی ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ سَکَنَ کا معنی مَاتَ ہے یا سَکَتَ ہے۔ یعنی جب میری باری آئی تو آپ فوت ہوگئے یا یہ بات کہ کل کو میں کہاں ہوں گا کہنے سے رُک گئے۔ بعض علماء نے کہا دوسرا قول صحیح ہے یعنی ام المؤمنین کی باری میں یہ قول کہنے سے رُک گئے اور پہلا قول صریح خطا ہے۔ علامہ عینی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ صریح خطا کہنا خطا ہے کیونکہ مُسلم کی روایت میں ہے۔ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ "۔ یعنی جب میری باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبض کر لیا۔

۳۵۳۰ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ لوگ ام المؤمنین کی باری اپنے ہدایا اور نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میری ساتھ والی بیویاں ام سلمہ کے گھر جمع ہوئیں اور کہنے لگیں اے ام سلمہ بخدا! لوگ اپنے نذرانے عائشہ کی باری میں پیش کرتے ہیں۔ ہم بھی تو مال کی خواہش کرتی ہیں جیسے عائشہ خواہش کرتی ہے۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ لوگوں کو فرمادیں کہ وہ اپنے نذرانے نے آپ کو جہاں بھی ہوں پیش کر دیا کریں۔ ام سلمہ نے کہا میں نے یہ آپ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الْخَامِسُ عَشَرَ (۱۵)

بَابُ مَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا

صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے مجھ سے اعراض کیا۔ جب پھر میری باری میں تشریف لائے تو میں نے یہ آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے پھر اعراض کیا جب تیسری باری آئی تو میں نے آپ سے ذکر کیا تو فرمایا اے ام سلمہ مجھے عائشہ کے بارے میں کوئی تکلیف نہ دو۔ بخدا! عائشہ کے سوا تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں وحی نازل نہیں ہوتا۔ حدیث ع۲۴۱۱ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پندرھواں پارہ

بَابُ مَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ

۳۵۳۱ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ أَمْ سَمَّاكُمُ اللَّهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللَّهُ كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى أَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ فَيَقُولُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا أَوْ كَذَا كَذَا وَكَذَا ـــ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا۔ دوست رکھتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے۔ اس چیز کی جو دیئے گئے۔

تشریح الباب : اَنْصَار نَصِیْر کی جمع ہے جیسے اَشْرَاف شَرِیْف کی جمع ہے۔ نصیر اور ناصر ہم معنی ہیں۔ نَاصِر کی جمع نَصْرٌ ہے جیسے صَاحِب کی جمع صَحْبٌ ہے۔ انصار اسلامی نام ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس وخزرج اور ان کے حلیفوں کا نام انصار رکھا۔ قبیلہ اَوس اوس بن حارثہ کی طرف منسوب ہیں جبکہ قبیلہ خزرج، خزرج بن حارثہ کی طرف منسوب ہیں۔ اور یہ دونوں (اوس و خزرج) قَیْلہ بنت ارقم بن عمرو بن جَفْنہ کے بیٹے ہیں کہا گیا ہے۔ قَیْلہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن قضاعہ اور ان کا والد حارثہ بن ثعلبہ یمنی ہیں (عینی) انصار اس لئے کہا گیا ہے کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی مدد کی اور آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رہنے کی جگہ دی اور مال و جان سے ان کی موافقت کی اور اپنی ذات پر انہیں ترجیح دی اگر یہ کہا جائے کہ انصار جمع قلت ہے اس کا اطلاق دس افراد سے زیادہ پر نہیں ہوتا حالانکہ انصار ہزارہا کی تعداد میں تھے ان پر انصار کا اطلاق کیسے ہُوا؟ اس کا جواب یہ ہے جمع قلت اور جمع کثرت میں یہ فرق اس وقت ہے جبکہ یہ نکرہ ہیں اگر یہ معرفہ ہوں تو ان میں فرق اُٹھ جاتا ہے (قسطلانی)

دار سے مراد دارِ ہجرت مدینہ منورہ ہے۔ مہاجرین کے آنے سے پہلے انصار وہاں رہائش پذیر تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے دو سال پہلے انھوں نے مساجد بنائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح وثناء فرمائی کہ وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ جس کی دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک کو طلاق دیکر مہاجر بھائی سے اس کا نکاح کر دیا اور انہیں اپنے مال ومکانات تقسیم کر دیئے اور وہ مہاجرین پر حسد نہیں کرتے تھے

۳۵۳۱ ـــ ترجمہ : غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے کہا مجھے

۳۵۳۲ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوا فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُولِهِ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ

انصار کے نام کے متعلق خبر دیں کہ یہ نام تم نے خود رکھا ہے یا اللہ تعالیٰ نے تمہارا یہ نام رکھا ہے۔ حضرت انس نے کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے۔ غیلان نے کہا ہم انس کے پاس جاتے۔ وہ ہم سے انصار کے مناقب اور ان کے کارنامے بیان کرتے وہ میری طرف یا قبیلہ ازد سے کسی شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہتے فلاں دن تمہاری قوم نے ایسا ایسا کیا۔

۳۵۳۱ — شرح : حدیث میں مذکور شک راوی کا ہے اور ظاہر ہے کہ اس خطاب سے مراد مذکور غیلان ہے کیونکہ وہ ازدی ہیں یا کوئی اور ازدی مراد ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر تقدیر پر انس کا خطاب کیونکر درست ہوگا حالانکہ غیلان یا ازدی کی قوم انصار نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے ازد کی طرف نسبت اعمیت کے اعتبار سے خطاب کیا ہے کیونکہ قبیلہ ازد سب کو شامل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان سے انصار کے کارنامے ذکر کرتے تھے۔

۳۵۳۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بُعاث کی جنگ کا دن اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلے سے مقرر کر رکھا تھا جبکہ ان کی جماعتیں انتشار کا شکار ہو چکی تھیں اور ان کے بڑے بڑے سردار کچھ قتل ہو چکے تھے اور کچھ زخمی ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ دن پہلے سے ان جماعتوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔

۳۵۳۲ — شرح : بُعاث ،، مدینہ منورہ کے قریب ایک مقام ہے۔ جہاں اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی تھی اور بے شمار لوگ قتل ہوئے تھے اس میں اوس کا سردار حضرت اُسید بن حُضیر کا والد حُضیر تھا وہ بہت بہادر تھا۔ اُس نے بعاث کی لڑائی میں اپنے قدم میں نیزہ گاڑا اور کہا کیا تمہارا گمان ہے کہ میں جنگ سے بھاگ جاؤں گا اور اسی لڑائی

۳۵۲۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَاَعْطَى قُرَيْشًا وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ اِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْاَنْصَارَ فَقَالَ مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ فَقَالُوْا هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ قَالَ اَوَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ اِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَهُمْ

قتل ہوگیا۔ اس کا ایک مضبوط قلعہ تھا جسے واقم کہا جاتا تھا اور خزرج کا سردار عمرو بن نعمان بیاضی تھا وہ بھی اس میں قتل ہوگیا تھا۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ ان کا اصول تھا کہ اصیل کو حلیف کے عوض قتل نہیں کیا جاتا تھا ایک دفعہ ایک اوسی نے خزرج کے حلیف کو قتل کر دیا اُنھوں نے اس کا قصاص لینا چاہا تو اوسیوں نے انکار کر دیا اس کے باعث اُن میں لڑائی شروع ہوگئی اور ایک سو بیس برس لڑائی جاری رہی حتی کہ اسلام کا ظہور ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ان میں لڑائی ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔ اس لڑائی میں دونوں قبیلوں کے رؤسا اور سردار قتل ہوگئے جبکہ وہ اسلام کو اچھا نہ سمجھتے تھے اُن میں سے عبداللہ بن اُبَی بن سلول تھا۔ جو بعد میں منافق ہوگیا تھا اسے رئیس المنافقین کہا جاتا ہے۔ ان سرداروں کا قتل ہوجانا اسلام کی اشاعت کا مقدمہ تھا۔ اگر وہ زندہ رہتے تو ان کا اقدام اسلام کے سخت خلاف ہوتا۔ اس لئے اس حدیث میں فرمایا کہ بعاث کی جنگ اسلام کی قبولیت کا پیش خیمہ تھی۔

۳۵۲۲ — ترجمہ: اَبُو التَّیَّاح نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ فتح مکہ میں انصار نے کہا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بہت مال دیا تھا۔ بخدا! یہ عجیب بات ہے کہ ہماری تلواروں سے قریش کے خون کے قطرات ٹپک رہے ہیں اور ہماری غنیمتیں اُنہی کو دی جارہی ہیں یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے انصار کو بلایا اور فرمایا جو خبر تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے کیسی خبر ہے؟ اور انصار جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا جو

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۳۴ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ الْاَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا اَوْشِعْبًا لَسَلَكْتُ فِيْ وَادِي الْاَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ اٰوَوْهُ وَنَصَرُوْهُ اَوْ كَلِمَةً اُخْرٰى

خبر آپ کو پہنچی ہے صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں مال غنیمت لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر جاؤ۔ اگر انصار کسی میدان یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انصار کے ساتھ میدان یا گھاٹی میں چلوں گا!

۳۵۳۳ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقریر میں انصار کی اچھی موافقت بیان فرمائی اور دوسروں پر انہیں ترجیح دی۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اچھا سلوک اور ایفاءِ عہد پایا تھا۔ آپ نے اُن کی متابعت نہیں کی تھی کیونکہ آپ ہی متبوع واجب المتابعت ہیں۔ ہر مومن مرد ہو یا عورت پر آپ کی متابعت و مطاوعت فرض ہے۔

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا " یہ عبداللہ بن زید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے

۳۵۳۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ اِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

۳۵۳۵ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ اٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعْدِ ابْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّيْ اَكْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَلِيْ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ

یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر انصار کسی میدان یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انصار کے میدان اور گھاٹی میں چلوں گا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے یہ بات خلافِ واقع نہیں فرمائی۔ انصار نے آپ کو رہنے کی جگہ دی اور آپ کی مدد کی یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔

۳۵۳۴ــ شرح: محی السنۃ نے کہا اس سے نسب خاندانی سے انتقال مراد نہیں۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر ہجرت دینی امر اور عبادت نہ ہوتی جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے تو میں تمہارے مکان کی طرف منسوب ہوتا۔ اس تقریر کا مقصد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ دیا کہ ہجرت کے بعد نصرت سے اعلیٰ کوئی فضیلت نہیں اور انصار ایسے عظیم مقام کو پہنچے ہیں کہ اگر آپ مہاجرین میں سے نہ ہوتے تو اپنے آپ کو انصار میں سے شمار فرماتے۔ الحاصل اگر مجھے ہجرت کے باعث انصار پر فضیلت حاصل نہ ہوتی تو میں ان میں سے ہوتا (عینی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا یہ بھی احتمال ہے کہ انصار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے کیونکہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ انصاریہ ہیں۔ اس ولادت کے باعث آپ لے فرمایا کہ آپ ان کی طرف منسوب ہوتے لیکن ہجرت اس سے مانع ہے۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع و انکساری ہے۔ اور لوگوں کو انصار کے اکرام اور اعظام کی رغبت دلانا ہے تاکہ وہ ان کا اعزاز و احترام کریں۔

باب ــ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا

۳۵۳۵ــ ترجمہ: ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد سے انھوں نے ان کے دادے

أَعْجَبُهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِي أُطَلِّقْهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ أَيْنَ سُوقُكُمْ فَدَلُّوهُ عَلَى سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعٍ فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ شَكَّ إِبْرَاهِيمُ

۳۵۳۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا تو سعد نے عبدالرحمٰن سے کہا میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ میں اپنا مال دو حصے کرتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے جو تمہیں پسند ہے دیکھ کر مجھے اس کا نام بتا دو۔ میں اسے طلاق دے دیتا ہوں۔ جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس سے نکاح کر لو۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور مال میں برکت دے۔ مجھے بتائیں کہ تمہاری منڈی کہاں ہے۔ انھوں نے منڈی بنی قینقاع بتادی جب وہ منڈی سے واپس آئے تو ان کے پاس پنیر اور گھی تھا۔ پھر متواتر ہر روز صبح کو جاتے رہے۔ پھر وہ ایک دن آئے تو ان کے اوپر زردی کا کچھ اثر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہا میں نے انصاریہ عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کتنا مہر دیا ہے؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا یا کہا گٹھلی کے وزن کے برابر ؛

۳۵۳۵ — شرح : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر انصاری خزرجی نقیب ہیں "مَهْيَمْ" اصل میں "مَا هٰذَا الْأَمْرُ" تھا۔ ان میں سے ہر ایک کلمہ سے ایک حرف پر اقتصار کیا ہے۔ وزن نواۃ، پانچ درہم ہیں۔ قینقاع یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے جس کی طرف منڈی کی نسبت ہے۔ حدیث نمبر ۱۹۲۲ کی شرح دیکھیں "

۳۵۳۶ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہمارے پاس حضرت

وَاٰخَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمَتِ الْاَنْصَارُ اَنِّيْ مِنْ اَكْثَرِهَا مَالًا سَاَقْسِمُ مَالِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ وَلِيْ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَهُمَا اِلَيْكَ فَاُطَلِّقُهَا حَتّٰى اِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى اَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ وَاَقِطٍ فَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ مَا سُقْتَ فِيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

عبدالرحمٰن بن عوف آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا اور سعد بہت مالدار تھے۔ انھوں نے کہا انصار کو علم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ مالدار ہوں میں اپنا مال اپنے اور تمہارے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے جو تمہیں پسند آئے اسے دیکھو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لو۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہاری بیویوں میں برکت کرے اور وہ اس دن واپس نہ آئے حتیٰ کہ گھی اور پنیر سے کچھ نفع حاصل کیا پھر وہ تھوڑا ہی ٹھہرے ہوں گے کہ ان کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ عبدالرحمٰن پر زردی کا اثر تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا یہ کیا بات ہے عرض کیا میں نے انصاریہ عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے مہر کتنا دیا ہے؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو اور بکری ذبح کرو! (حدیث ۱۹۲۲ کی شرح دیکھیں)

اسماء الرجال ،، اسماعیل بن جعفر انصاری مدنی ہیں۔ ان کی کنیت ابو ابراہیم ہے۔ بغداد میں رہائش پذیر تھے۔ ایک سو اسی ہجری میں فوت ہوئے۔

حمید طویل نے ثابت کے طریق سے حضرت انس سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

۳۵۳۷ــــ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ ابْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ قَالَ لَا قَالَ تَكْفُوْنَا الْمُؤْنَةَ وَيُشْرِكُوْنَا فِی الْاَمْرِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

بَابُ حُبِّ الْاَنْصَارِ

۳۵۳۸ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ

عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا لیکن فتح الباری میں ابن حجر نے اسے وہم قرار دیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ مستحب ہے اور حدیث میں اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ میں کلمہ لَوْ کثرت کے لئے ہے۔ جیسے «اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ» میں کلمہ لَوْ کثرت کے لئے ہے۔ یعنی بکری کے گوشت سے خوب ولیمہ کرو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت گوشت کے بغیر ولیمہ کیا تھا۔ (حدیث ع۱۹۲۲ کی شرح دیکھیں)

۳۵۳۷ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے اور اُن کے درمیان کھجوروں کے درخت تقسیم فرما دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ انصار نے کہا تم محنت کیا کرو اور ہمیں کھجوروں میں شریک کر لو۔ مہاجرین نے کہا یہ ہمیں تسلیم ہے۔
(حدیث ع۲۱۷۵ کی شرح دیکھیں)

۳۵۲۹ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَۃُ الْاِیْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰیَۃُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ

باب ـ انصار کی محبت

۳۵۲۸ ــ ترجمہ : عدی بن ثابت نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا یا کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور ان سے بغض صرف منافق ہی رکھے گا پس جو انصار سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔

۳۵۲۹ ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت کرنا ہے اور منافقت کی علامت ان سے بغض رکھنا ہے۔

۳۵۲۸ ــ شرح : انصار کو یہ عظیم سعادت اس لئے حاصل ہے کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کو رہنے کی جگہ دی اور جان و مال سے ان کی موافقت و نصرت کی۔ اسی وجہ سے عرب کے دوسرے قبائل ان کے دشمن ہوگئے اور دشمنی بغض و عناد پیدا کرتی ہے۔ نیز انصار کو جو خصوصیت اور عظمت حاصل ہوئی اس سے دوسروں کے دلوں میں حسد پیدا ہونا لازمی امر تھا اور حسد بھی بغض و عناد پیدا کرتا ہے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بغض کرنے سے ڈرایا اور ان سے محبت کرنے کی ترغیب دلائی۔ حتیٰ کہ ان سے محبت کو ایمان کا حصہ اور ان کے ساتھ بغض کو نفاق کی علامت قرار دیا۔ یہ تمام افاضل صحابہ کرام میں جاری ہے کیونکہ اکرام و اعزاز میں سب صحابہ کرام شریک ہیں۔ کیونکہ انہیں دین میں حسن غنا حاصل ہے اور وہ ہدایت کے ستارے ہیں۔ اگرچہ بعض صحابہ کرام میں جنگ و جدال واقع ہونے کے باعث ایک دوسرے کے متعلق بغض پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن یہ بغض محض مخالفت کے باعث تھا نفاق کے سبب نہ تھا۔ اس لئے کسی صحابی نے دوسرے پر نفاق کا حکم عائد نہیں کیا۔ اس معاملہ میں ان کا حال مجتہدین سا تھا۔ جو احکام میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں اور

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اَنْتُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ

۳۵۴۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَآءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ قَالَ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ قَالَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ

۳۵۴۱ــــ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَكَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان میں سے مصیب کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ مخطی بھی ثواب سے محروم نہیں رہتا ہے اور اسے نصف ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ابن تین نے کہا حدیث کا مقصد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام سے محبت اور بغض کرنا ایمان و نفاق کی علامت اس لئے ہے کہ یہ دین سے محبت یا بغض کا سبب ہے اور اگر بعض صحابہ کسی اور وجہ سے کسی سے بغض کریں تو یہ اس تحذیر میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ محض مخالفت کے سبب ہے۔ دین سے اس بغض کا کوئی تعلق نہیں۔ (قسطلانی۔ عینی۔ فتح) [حدیث ۱۶ کی شرح دیکھیں]

باب ـــ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انصار سے فرمانا تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔

فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّکُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ مَرَّتَیْنِ

بَابُ اَتْبَاعِ الْاَنْصَارِ

۳۵۴۲ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ اَبَا حَمْزَۃَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ

۳۵۴۰ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ راوی نے کہا میرا گمان ہے کہ انھوں نے کہا وہ کسی شادی سے آئے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قدموں پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا خدا گواہ ہے کہ تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ تین بار فرمایا

۳۵۴۱ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا انصار میں سے ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا اور دو بار فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ تم سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

۳۵۴۰ - ۳۵۴۱ــــ شرح : تمام لوگوں میں سے انصار سے زیادہ محبت کرنا غیر انصار سے محبت کرنے کے منافی نہیں

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار تم سب مجھے تمہارے سوا سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ لہٰذا یہ حدیث سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے معارض نہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جبکہ کسی نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب کون ہے؟ قولہ "فَکَلَّمَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"، یعنی اس عورت نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ نے اسے جواب دیا یا اس کی تانیس کے لئے ابتداءً کلام فرمایا۔

باب انصار کے تابعدار

۳۵۴۲ ترجمہ : عمرو سے روایت ہے کہ میں نے ابوحمزہ کو زید بن ارقم سے روایت

۳۵۴۵ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ الْأَنْصَارِ أَوْ قَالَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ وَبَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُو سَاعِدَةَ

۳۵۴۶ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ

نجاری ہیں۔ وہ زمانۂ جاہلیت میں راہب بن گئے تھے اور صوف کے کپڑے پہن لئے اور بتوں سے علیحدگی اختیار کرلی۔ جب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اسلام قبول کرلیا اور دل وجان سے اسلام پر پابند رہے۔ "بنو عبد الاشہل"، قبیلہ اوس سے ہیں۔ ابن درید نے کہا اشہل بت کا نام ہے۔ اس کی طرف جو منسوب ہوا اسے اشہلی کہتے ہیں۔ انہیں سے اُسید بن حُضیر ہیں۔ بنو حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہیں۔ ان میں سے رافع بن خدیج ہیں۔ بنو ساعدہ قبیلہ خزرج سے ہیں۔ اِنہیں سے سعد بن عبادہ ہیں۔ اُنھوں نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بعض قبائل کو بعض پر ترجیح دی ہے۔ یہ اس لئے کہا کہ وہ بنی ساعدہ میں سے ہیں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنی ساعدہ کو ایک ہی کلمہ سے ذکر کیا پھر اس کے بعد تین قبائل ذکر کیے تو انھیں جواب دیا گیا کہ انہیں انصار کے بہت قبائل پہ ترجیح دی ہے جنہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ قولہ "قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ"، یہ تصریح اس لئے کی ہے کہ حدیث میں قَالَ مَا أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں مذکور سعد بن عبادہ ہیں رضی اللہ عنہ۔ حدیث ۳۵۶۲ کی شرح دیکھیں (مناقب سعد بن عبادہ)

۳۵۴۵ ـ ترجمہ: ابو اُسَید نے بیان کیا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بہتر انصار یا فرمایا انصار کے گھرانوں میں سے بہتر گھرانہ بنو نجار، بنو عبد الاشہل اور بنو ساعدہ ہیں۔

۳۵۴۶ ـ ترجمہ: ابو حُمَید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انصار کے

دُوْرُ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقْنَا سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ اَلَمْ تَرَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ خَيَّرَ الْاَنْصَارَ فَجَعَلَنَا اٰخِيْرًا فَاَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ فَجُعِلْنَا اٰخِرًا فَقَالَ اَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۴۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

گھرانوں میں سے بہتر گھرانہ بنو نجار پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ کے گھرانے ہیں اور انصار کے تمام گھرانوں میں بہتری ہے۔ ہم سعد بن عبادہ سے ملے تو ابو اُسید نے کہا (اے سعد) کیا تم نے دیکھا نہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بہتری بیان فرمائی اور ہمیں آخر میں رکھا ہے (یہ سُن کر) سعد بن عبادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! انصار کے گھرانوں کی بہتری بیان فرمائی گئی اور ہمیں آخر میں رکھا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تم بہتر گھرانوں میں سے ہو۔

(حدیث ۳۵۴۳ کی شرح دیکھیں)

۳۵۴۸ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي اُثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ

۳۵۴۹ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انصار سے ارشاد

"صبر کرو حتّٰی کہ مجھ سے حوض پر ملاقات ہو"

یہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا

۳۵۴۷ ـــ ترجمہ : اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے عرض کیا : یا رسُول اللہ ! کیا آپ مجھے حاکم نہیں بنائیں گے جیسے فلاں شخص کو حاکم بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا تم میرے بعد ترجیح دیتے ہوئے پاؤ گے صبر کرو حتیٰ کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرو ۔

۳۵۴۷ ـــ شرح : یعنی انصاری نے عرض کیا یا رسُول اللہ ! صلّی اللہ علیہ وسلّم" کیا آپ مجھے صدقات کی فراہمی کے لئے مقرر نہیں فرمائیں گے یا کسی شہر پر مجھے حاکم نہیں بنائیں گے جیسے فلاں شخص یعنی عمرو بن عاص کو حاکم بنایا ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے بعد زمانہ آئے گا جس میں امراء اموال وغیرہ میں اپنے آپ کو ترجیح دیں گے اور تمہیں نظر انداز کر دیں گے اور ان میں شریک نہیں کریں گے۔ چنانچہ جیسے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہی ہُوا اور یہ غیب کے اخبار میں سے ایک خبر ہے۔ یَسْتَاثِرُ، اِسْتِئْثَار سے ہے۔ یعنی کسی شئ کو اپنے لئے خاص کر لینا ۔

۳۵۴۸ ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انصار سے فرمایا تم میرے بعد دوسروں کو تم پر ترجیح پاؤ گے صبر کرنا حتیٰ کہ مجھ سے ملاقات کرو اور ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے ۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ خَرَجَ مَعَهُ اِلَى الْوَلِيْدِ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ اِلٰى اَنْ يُقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا اِلَّا اَنْ تُقْطِعَ لِاِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَهَا قَالَ اِمَّا لَا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ فَاِنَّهُ سَتُصِيْبُكُمْ اَثَرَةٌ بَعْدِيْ

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

۳۵۵۰ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِيَاسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَقَالَ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ

۳۵۴۹ — ترجمہ: یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ اُنھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا جبکہ وہ ان کے ساتھ ولید بن عبدالملک بن مروان کے پاس جارہے تھے۔ اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بحرین کی جاگیریں دینے کے لئے بُلایا تو اُنھوں نے عرض کیا یہ نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ آپ ہمارے بھائیوں مہاجرین کو بھی اس قدر جاگیریں عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم یہ نہیں چاہتے ہو تو صبر کرتے رہنا حتیٰ کہ مجھ سے ملو کیونکہ عنقریب میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح ہوگی۔
(حدیث ۲۹۵۲ کی شرح دیکھیں) اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تمہیں مال دیا جائے گا لیکن دوسروں کو تم پر ترجیح ہوگی!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار اور مہاجرین کے لئے دُعاء فرمانا "اے اللہ انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما"

۳۵۵۱ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا فَاَجَابَهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

۳۵۵۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ جَآءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى اَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَا[ر]

۳۵۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عیش صرف آخرت کا عیش ہے۔ انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔

(اس حدیث میں ابوایاس" معاویہ بن قرۃ" کی کنیت ہے۔ وہ مزنی بصری ہیں ۱۱۳ ہجری میں فوت ہوئے)

۳۵۵۱ — ترجمہ : حمید طویل نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ انصار خندق کھودتے وقت یہ کہہ رہے تھے۔

"ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر تاحیات بیعت کی"، آپ نے ان کے جواب میں فرمایا: "اے اللہ عیش صرف آخرت کا عیش ہے۔ انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

۳۵۵۲ — ترجمہ : سہل بن سعد بن مالک انصاری نے کہا ہمارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی ڈھو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عیش صرف آخرت کا عیش ہے انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

(اس حدیث میں ابی حازم کا نام عبد العزیز ہے۔ ابوحازم کا نام سلمہ بن دینار ہے)

بَابُ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

٣٥٥٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِي فَقَالَ هَيِّئِي طَعَامَكِ وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود حاجتمند ہوں ‘‘

۳۵۵۳ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو (کھانے کا) پیغام بھیجا۔ تو انھوں نے کہا ہمارے ہاں پانی کے سوا کچھ نہیں (یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مہمان کو کون شخص اپنے پاس لے جائے گا یا فرمایا کون اس کی مہمانی کرے گا۔ ایک انصاری مرد نے عرض کیا میں اسے لے جاتا ہوں وہ اسے اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور اسے کہا جناب رسول اللہ

وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَيُؤْثِرُونَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مہمان کا احترام کرنا ہوگا۔ اُس نے کہا ہمارے ہاں صرف بچوں کا کھانا ہے۔ انصاری نے کہا کھانا تیار کرو ۔ چراغ روشن کرو اور جب بچے کھانے کا ارادہ کرنے لگیں تو انھیں سلا دو۔ چنانچہ انصاریہ خاتون نے کھانا تیار کیا اور چراغ روشن کیا اور بچوں کو سُلا دیا۔ پھر وہ اُٹھیں کہ چراغ کو درست کرے تو اسے بجھا دیا۔ پھر وہ دونوں (بیوی و شوہر) مہمان سے یہ ظاہر کرتے رہے کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں اور وہ ساری رات بھُوکے رہے جب صبح ہُوئی تو انصاری مرد جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو (اسے دیکھتے ہی) جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا آج رات اللہ بہت خوش ہُوا ہے یا فرمایا تمہارے فعل سے بہت خوش ہُوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود حاجتمند ہوں۔ اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہ ہی لوگ کامیاب ہُوئے۔

شرح : یہ آئت کریمہ انصار یا انصاری مرد کے بارے میں نازل ہُوئی۔

۳۵۵۳ —

قاضی اسماعیل نے احکام قرآن میں ذکر کیا حدیث میں مذکور شخص ثابت بن قیس بن شماس ہے جو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطیب تھے اور بہت فصیح و بلیغ تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک مسلمان شخص روزے سے تھا اور اسے افطار کے لئے کچھ میسّر نہ ہُوا حتی کہ اس پر تین دن گزر گئے۔ اس کے حال پر ایک انصاری مطلع ہُوا جس کا نام ثابت بن قیس تھا۔ ابن بشکوال نے کہا وہ عبداللہ بن رواحہ ہیں یہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شاعر اور مدّاح تھے۔ نحّاس نے اس آئت کی تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ ابوالمتوکل ناجی تھا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ابوالمتوکل تابعی ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی الحدیث ہیں۔ اسے بحتری نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ راضی ہُوا کیونکہ خوشی کو رضاء لازم ہے۔ اس آئت کے نزول کا صحیح تر واقعہ یہی ہے جو بخاری نے ذکر کیا ہے۔ واحدی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آئت کریمہ کا شان نزول یہ ذکر کیا ہے کہ ایک

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

۳۵۵۴ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى اَبُوْعَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ اَخُوْعَبْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَّبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ

صحابی کو بکری کا سر نذرانہ پیش کیا گیا تو اُنھوں نے کہا میرا فلاں بھائی اور اس کے بچے ہم سے زیادہ محتاج ہیں، انہیں دیں جب انہیں بکری کا سر بھیجا گیا تو اُنھوں نے کہا فلاں شخص اور اس کے بچے ہم سے زیادہ محتاج ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اُوپر اپنے سے زیادہ محتاج کو ترجیح دیتے رہے اور سات اشخاص تک معاملہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ شُح کا معنی ملامت اور نفس کا حرص کرنا ہے۔ اس کا معنی بخل بھی یہ کہا گیا ہے۔ بغیرِ حق مال لینا۔ بخل کا معنی مستحق مال سے منع کرنا ہے۔ کہا گیا بخیل وہ ہے کہ جب وہ کوئی شئی پالے تو سیر ہو جاتے اور شحیح کبھی سیر نہیں ہوتا لہٰذا شحیح بخیل سے عام ہے (عینی)

باب — نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد : نیک انصار کی نیکیاں قبول کرو اور ان کے خطاکاروں سے درگزر کرو!

۳۵۵۴ — ترجمہ : ہشام بن زید نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ

بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

ابوبکر صدیق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے جبکہ وہ رو رہے تھے فرمایا تمہیں کون سی شئی رُلا رہی ہے۔ انھوں نے کہا ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پاس بیٹھنا یاد آ رہا ہے .... وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ چادر کے کنارے سے اپنا سر مبارک باندھا ہوا تھا۔ راوی نے کہا آپ منبر شریف پر تشریف لائے اس دن کے بعد آپ منبر شریف پر نہ بیٹھے تھے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا میں تمہیں انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے معدہ اور زنبیل کے درجہ میں ہیں۔ جو اُن پر حق تھا وہ اُنھوں نے پورا کر دیا اب ان کا حق باقی رہ گیا ہے پس تم ان میں سے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرو اور خطاء کرنے والوں سے درگزر کرو۔

۳۵۵۴ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کرش اور عَیبَہ فرمایا کیونکہ کرش حیوان کی غذا کے استقرار کی جگہ ہے جس کے باعث حیوان کا نشو و نما ہوتا ہے۔ اور عَیبَہ وہ صندوقچی ہے جس میں انسان نفیس اور عمدہ شئی رکھتا ہے۔ یعنی انصار میرے رازدان اور صاحبِ امانت ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے کی جگہ دینا اور آپ کی مدد کرنا ان پر حق اور ان کی ذمہ داری تھی جیسے اُنھوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ کی بیعت کی اسے اُنھوں نے پورا کر دیا اور ان کا جنت میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ آپ کو رہنے کی جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اب تمہاری باری یہ ہے کہ ان کے ساتھ احسان کرو انہیں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے ان میں سے نیک کاروں کی نیکیاں قبول کرو اور خطا کاروں سے درگزر کرتے رہو۔

اسماءِ رجال۔ محمد بن یحیی،، ان کی کنیت ابو علی ہے وہ مروزی ہیں۔ ۲۵۲ ہجری میں فوت ہوئے

(۲) شاذان مروزی ان کا نام عبدالعزیز بن عثمان بن جبلہ ہے یہ عبدان کے بھائی ہیں۔ ۲۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

(۳) شعبہ بن حجاج، ہشام بن زید اور انس بن مالک پہلے حصہ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۵۵۵ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَتَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ اَمْرًا يَضُرُّ فِيهِ اَحَدًا اَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ

۳۵۵۶ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

۳۵۵۵ — ترجمہ : عکرمہ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ آپ کے پاس چادر شریف تھی جو آپ نے کندھوں پر اوڑھ رکھی تھی اور کالی پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ منبر شریف پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اللہ کی حمد و ثنا کے بعد اے لوگو! لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ کھانے میں نمک کی مانند رہ جائیں گے تم میں سے جو کوئی حکومت کا وارث ہو جس میں وہ کسی کو ضرر یا نفع پہنچا سکے تو وہ ان کے نیک کاروں سے اچھا سلوک کرے اور خطا کاروں سے درگزر کرے۔

۳۵۵۶ — ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار میرے معدہ اور زنبیل کے درجہ میں ہیں۔ عنقریب لوگ زیادہ ہوں گے اور یہ کم ہوتے جائیں گے ان میں سے نیکو کاروں سے احسان کرو اور خطا کاروں سے درگزر کرتے رہو

بَابُ مَنَاقِبُ سَعدِبنِ مُعَاذٍ

۳۵۵۵ - ۳۵۵۶

شرح : یعنی مسلمان زیادہ ہوتے رہیں گے لیکن ان میں سے انصار کم ہوتے جائیں گے۔ ان لوگوں نے اسلام کی بہت مدد کی ہے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے کی جگہ دی اور مدد کی ان کا یہ وقت گزر چکا ہے۔ اس سعادت میں ان سے کوئی نہیں مل سکتا اور اس میدان میں کوئی ان سے سبقت نہیں کر سکتا ان میں سے جو بھی فوت ہوگا اس کی جگہ کبھی پُر نہ ہوگی لہٰذا وہ کم ہوتے رہیں گے اور دوسرے لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ انصار طعام میں نمک کی طرح رہ جائیں گے اور مہاجرین اقالیم کے حاکم ہوں گے اس لئے انہیں فرمایا ان سے احسان کرتے رہو اور انہیں اذیت نہ پہنچے (حدیث ۸۸۶ کی شرح دیکھیں)

اسماء رجال : ابن غسیل وہ عبدالرحمٰن بن سلیمان بن عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ ہیں۔ حدیث ۳۳۹۴ کی شرح میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

وفات : ذوالحجہ ۵ھ مطابق اپریل ۶۲۷ء

آپ کا نسب یہ ہے : سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن نبیت بن مالک بن اوس انصاری اشہلی قبیلہ اوس کے سردار ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعمرو ہے اور والدہ کبشہ بنت رافع صحابیہ ہیں۔ بالاتفاق آپ جنگِ بدر میں حاضر تھے۔ خندق کے غزوہ میں آپ کو تیر مارا گیا اس کے بعد صرف ایک مہینہ بقید حیات رہے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ جب حضرت سعد بن معاذ خندق کے روز حبان بن عرقہ کے تیر مارنے سے زخمی ہو گئے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ان کا خیمہ نصب کرایا اور ہر روز آپ کی بیمارپرسی کیا کرتے تھے حتیٰ کہ پانچ ہجری میں وفات پا گئے۔ آپ کی وفات غزوۂ خندق کے ایک ماہ بعد اور بنو قریظہ کے فیصلہ کے چند روز بعد واقع ہوئی۔ زخمی ہو جانے کے بعد آپ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! جب تک بنو قریظہ کے بارے میں میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو میری موت واقع نہ ہو کیونکہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے

عہد کا نقض کیا اور ان سے محاربت کی ہے۔ اس کے بعد ان کا زخم اچھا ہوگیا۔ حتیٰ کہ بنو قریظہ کی قسمت کا فیصلہ آپ کو مفوض ہُوا آپ نے ان کے بارے میں فیصلہ دیا کہ بنو قُریظہ کے فوجیوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد اور عورتوں کو قید کر لیا جائے ان سے مسلمان استعانت کریں یہ فیصلہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے سعد تمہارا یہ فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے۔ چنانچہ چار سو قُرظیوں کو قتل کیا گیا جب ان کے قتل سے فارغ ہُوئے تو زخمی رگ سے خون جاری ہوگیا اور اسی سے آپ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سعد کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔ کثرتِ ہجوم کے باعث فرشتے اپنے پُورے قدم زمین پر نہیں جما سکتے تھے۔ حضرت انس بن مالک نے کہا جب ہم نے سعد بن معاذ کا جنازہ اُٹھایا تو منافقوں نے کہا اتنا ہلکا جنازہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا حالانکہ آپ بہت لمبے اور موٹے تھے۔ یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان کے جنازہ کو فرشتوں نے اُٹھا رکھا ہے۔ اس لئے جنازہ ہلکا ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بنی عبد الاشہل میں تین شخص ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے کوئی افضل نہیں وہ سعد بن معاذ، اُسَید بن حُضیر اور عباد بن بشر ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سعد کی موت سے اللہ کا عرش کانپ گیا۔ یہ حدیث متواتر المعنیٰ ہے صحابہ کی بہت بڑی جماعت نے اسے روایت کیا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خوبصورت بڑی چادر دیکھ کر فرمایا جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں اور ارشاد فرمایا اگر کوئی قبر کی تنگی سے نجات پانے والا ہے تو وہ سعد بن معاذ ہے "رضی اللہ عنہ" عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق میں سعد بن معاذ تیر لگنے سے زخمی ہُوئے اور شہید فوت ہُوئے۔ اُنھوں نے کہا ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کے جنازہ میں جبرائیل علیہ السلام ریشمی عمامہ پہن کر شریک ہُوئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! یہ کون ہے جس کے لئے آسمانوں کے دروازے کُھل گئے ہیں اور رحمٰن کا عرش کانپ گیا ہے؟ یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جلدی سے چادر گھسیٹتے ہُوئے باہر تشریف لے گئے اور حضرت سعد کو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ایک انصاری نے کہا۔

وَمَا اهْتَزَّ عَرْشُ اللّٰهِ مِنْ مَّوْتِ هَالِكٍ　　عَلِمْنَا بِهٖ اِلَّا لِسَعْدٍ اَبِیْ عَمْرٍو

ہم جانتے ہیں کہ سعد ابی عمرو کے سوا کسی فوت ہونے والے شخص کے لئے اللہ کا عرش لرزہ باندام نہیں ہُوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ نے کہا تین خصلتیں ہیں جن میں میں ویسا ہوں جیسا کہ ہونا چاہیئے۔ ان کے سوا وہ ایک انسان ہیں۔

(۱) میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جو بھی حدیث سُنی تو میں نے کہا یہ اللہ کی طرف سے حق بات ہے (۲) میں نے نماز پڑھتے وقت کبھی کسی طرف توجہ نہیں کی (۳) میں نے کسی جنازہ کی نماز میں

٣٥٥٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا قَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هٰذِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا أَوْ أَلْيَنُ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٥٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ الْفَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ أَبِي عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَعَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ فَإِنَّ الْبَرَاءَ يَقُولُ اهْتَزَّ السَّرِيرُ فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَائِنُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

اپنے نفس سے بات نہیں کی۔ سعید بن مسیب نے کہا میرا گمان ہے کہ یہ تین خصلتیں نبی میں پائی جاتی ہیں (استیعاب)

٣٥٥٧ — ترجمہ: ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی بڑی چادر نذرانہ پیش کی گئی تو آپ کے صحابہ کرام اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔ اسے قتادہ اور زہری نے روایت کیا انھوں نے بواسطہ انس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سماعت کی۔ (حدیث ع۲۴۴۰ کی شرح دیکھیں)

٣٥٥٨ — ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد کی موت سے عرش

۳۵۵۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اُنَاسًا نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيْبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ اَوْ سَيِّدُكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَاِنِّىْ اَحْكُمُ فِيْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ اَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ

کانپ گیا۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم سے ابوصالح نے جابر کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کیا ایک شخص نے حضرت جابر سے کہا کہ براء بن عازب کہتے ہیں کہ جنازہ کی چارپائی ہل گئی تھی۔ حضرت جابر نے کہا ان دونوں قبیلوں کے درمیان دشمنی تھی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ سعد بن معاذ کی موت سے رحمٰن کا عرش ہل گیا تھا۔

۳۵۵۸ ـــ شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے درمیان کچھ عداوت تھی۔ حضرت سعد بن معاذ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ خزرجی ان کی فضیلت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ جبکہ حضرت براء بن عازب خزرجی تھے۔ انھوں نے کہا اگر "سریر"، سے مراد جنازہ کی چارپائی ہے جس پر سعد کو اُٹھایا گیا تھا۔ تو "اہتزاز"، کا معنی حرکت و اضطراب ہے۔ یہ حضرت سعد کی فضیلت ہے جیسے جبل اُحُد کا حرکت میں آنا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پر موجود حضرات صحابہ کرام کی فضیلت ہے۔ اور اگر سریر اللہ کا عرش ہے تو اس سے مراد اس کے اُٹھانے والے ہیں اور اہتزاز کا معنی سرور اور ان کی آمد کی خوشی ہے۔ چنانچہ جب نباتات سرسبز اور خوبصورت ہوں تو کہا جاتا ہے "اہتز النبات"، اور یہ بھی احتمال ہے کہ حقیقۃً عرش حرکت میں آیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شیئ پر قادر ہے اور یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی رُوح کی آمد کی خوشی میں عرش کا حرکت میں آنا ہے۔ کیونکہ جب مومن کی رُوح آسمانوں میں جاتی ہے تو فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے براء بن عازب کی نفسانی غرض اور عداوت کی طرف نسبت کیسے جائز سمجھی حالانکہ حضرت براء صحابی ہیں اور

جابر بھی صحابی ہیں۔ کیا ایسی باتوں سے ان کی عدالت تو داغدار نہیں ہوتی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے لفظِ عرش کو اُس معنیٰ پر محمول کیا جس کا وہ احتمال رکھتا ہے کیونکہ اکثر عرش سے سریر مراد لیا جاتا ہے۔ اس سے حضرت براء کی عدالت میں قدح لازم نہیں آتی۔ جیسے ایسا کلام کرنے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں قدح لازم نہیں آتی۔ لہٰذا ایسے کلام سے دونوں صحابیوں کی عدالت متاثر نہیں ہوتی۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کی ایک جماعت نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آمد کی خوشی میں عرش کا حرکت میں آنا ممکن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عرش میں یہ احساس پیدا کر دیا تھا جیسے فرمایا: بعض پتھر اللہ کے خوف کے باعث پہاڑ سے گر پڑتے ہیں

علامہ مازری نے کہا اگر اسے حقیقت پر محمول کیا جائے تو یہ عقلاً بعید نہیں کیونکہ عرش دوسرے اجسام کی طرح جسم ہے حرکت و سکون کا قابل ہے۔

حربی نے کہا یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کی شان کی عظمت سے کنایہ ہے۔ عربوں کی عادت ہے کہ کسی معظّم شئ کو اعظم شئ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں فلاں شخص کی موت سے زمین پر اندھیرا چھا گیا اور قیامت قائم ہوگئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ چنانچہ ایک شخص ان کی قبر سے مٹی لے کر چلا گیا پھر اسے دیکھا تو وہ کستوری تھی "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (عینی، کرمانی)

۳۵۵۹ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی لوگوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ منظور کیا تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں پیغام بھیجا وہ گدھے پر سوار آئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنے میں سے بہترین یا فرمایا اپنے سے افضل کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور فرمایا اے سعد! ان لوگوں نے تمہارا حکم منظور کیا ہے۔ سعد نے کہا میں ان کے متعلق یہ حکم دیتا ہوں کہ ان میں سے جنگ کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور اولاد کو قید کر لیا جائے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے سعد! تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔

۳۵۵۹ — شرح: حدیث میں مذکور مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو یہودیوں کے محاصرہ کے ایام میں وہاں مسجد تیار کی تھی۔ مسجد نبوی مراد نہیں اس لئے فرمایا جب سعد مسجد کے قریب آئے اور یہ نہ فرمایا جب وہ مسجد نبوی کے قریب آئے۔ حدیث میں مذکور خطاب انصار سے ہے۔ کیونکہ وہ ان کے سردار تھے۔ اور اگر عام لوگوں سے خطاب ہے تو اس مجلس میں سعد سے بہتر اور کوئی نہ تھا یا اس فیصلہ کے اعتبار سے انہیں سید فرمایا ہے۔

(حدیث ۲۸۳۶ کی شرح دیکھیں)۔

بَابُ مَنْقَبَةِ اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ وَّعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ

باب مناقب اُسَیدبن حُضَیر اور عَبّاد بن بِشر رضی اللہ عنہما

اُسَیدبن حُضَیر کی وفات رجب سنہ ۲۰ھ جون سنہ ۶۴۱ء میں ہُوئی ،،

اُن کا نَسَب اُسَیدبن حُضَیربن سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زیدبن عبدالاشہل انصاری اشہلی ہے۔ کنیت ابویحییٰ یا ابوعتیک ہے۔ ان کا والد حُضیر بُعاث کی جنگ میں قبیلہ اوس کا سردار تھا۔ اُسَیدان صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے پہلے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ لیلۃ العقبہ میں ان کو نقیب مقرر کیا گیا تھا۔ وہ حضرت سعدبن معاذ سے پہلے مُصعَب بن عُمیر کے ہاتھ پر مسلمان ہُوئے تھے۔ جنگِ بدر میں ان کے حاضر ہونے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ ابنِ سعد نے کہا وہ قوم کے سردار تھے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے اور زیدبن حارثہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا تھا۔ اُحُد کی جنگ میں ثابت قدم رہے جبکہ دوسرے لوگ بھاگ نکلے تھے۔ اس جنگ میں انہیں سات سخت زخم آئے۔ انہیں اہلِ بدر میں شمار کیا جاتا ہے۔ ابوہریرہ نے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُسَیدبن حُضَیر اچھا آدمی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا انصار میں تین شخص ہیں ان کی فضیلت کو کوئی نہیں پہنچتا وہ سعدبن معاذ، اُسَیدبن حُضَیر اور عبّاد بن بشر ہیں۔ واقدی نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کو اُسَیدبن حُضَیر سے زیادہ فضیلت نہیں دیتے تھے۔ ابن سکن نے کہا جب اُسَیدبن حُضَیر فوت ہُوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا مال تین سال فروخت کرتے رہے۔ اور ان کا قرض ادا کیا اور فرمایا میں اپنے بھائی کے بیٹوں کو بھوکا نہیں رہنے دوں گا تو ان کی زمین واپس کردی اور اس کا پھل فروخت کیا۔ وہ بیس ہجری کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہُوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں خود اُٹھا کر قبر میں رکھا۔ اور وہ جنت البقیع میں مدفون ہیں ،، (اصابہ)

عَبّاد بن بِشر رضی اللہ عنہ

ان کا نسب عبّاد بن بشربن وقش بن زعبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل ہے وہ اکثر غزوات میں حاضر ہوئے

۳۵۶۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أُسَيْدٌ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ جبکہ ان کی عمر صرف پینتالیس ۴۵ برس تھی۔ انہوں نے کعب بن اشرف طاغوت یہود کو قتل کیا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا انصار میں سے تین شخص ہیں ان سے بڑھ کر کوئی افضل نہیں وہ سب بنی عبدالاشہل سے ہیں وہ اُسید بن حُضیر، سعد بن معاذ اور عباد بن بشر ہیں۔ صحیح حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بشر کی آواز سنی تو فرمایا اے اللہ! عباد پہ رحم فرما۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباد بن بشر اور اُسید بن حُضیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف سے فارغ ہوکر اپنے گھروں کو نکلے جبکہ رات اندھیری ہوچکی تھی تو اُن میں سے ایک کی چھڑی روشن ہوگئی اور وہ اس کی روشنی میں چلتے رہے پھر جب وہ اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لئے جُدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کی چھڑی روشن ہوگئی (اصابہ)

۳۵۶۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اندھیری رات میں نکلے وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے آگے نُور ظاہر ہُوا ہے۔ حتیٰ کہ وہ جُدا ہوگئے تو نُور بھی ان کے ساتھ تقسیم ہوگیا۔ معمر نے ثابت سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ دونوں اُسید بن حُضیر اور ایک انصاری آدمی تھے حماد نے کہا ہم سے ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ اُسید بن حُضیر اور عباد بن بشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔

۳۵۶۰ — شرح : اُوپر بیان ہوچکا ہے کہ یہ دونوں شخص جن کی چھڑیاں روشن ہوگئی

بَابُ مَنَاقِبُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

تھیں اُسَید بن حُضیر اور عَبّاد میں بشر تھے۔ حاکم نے بھی مستدرک میں انہیں کو ذکر کیا ہے۔ لیکن باب کی حدیث میں ان کی تعیین میں سکوت ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

وفات : ربیع الاوّل ۱۸ھ مطابق مارچ ۶۳۹ء

آپ کا نسب : معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عابد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن علی بن اسد بن سارده بن یزید بن جشم بن بابی بن تمیم بن کعب بن سلمہ ہے کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے آپ انصاری خزرجی ہیں آپ حلال وحرام کے علم میں امام ہیں۔ ابوادریس خولانی نے کہا آپ کا رنگ سفید چہرہ روشن تھا سامنے والے دانت چمکتے تھے آنکھیں سرمگین تھیں۔ کعب بن مالک نے کہا آپ خوبصورت نوجوان خوش طبع تھے۔ تمام جنگوں میں حاضر رہے۔ اکیس برس کی عمر میں جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں حاکم مقرر کیا تھا۔ جب انہیں یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا میں نے دین میں تمہاری مضبوطی دیکھی ہے۔ تمہارے لئے میں ہدیہ قبول کرنا اچھا سمجھتا ہوں اگر کوئی تمہیں ہدیہ کے طور پر کوئی شئی دی جائے تو اسے قبول کر لو اور انہیں رخصت کرتے وقت فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری ہر طرف سے حفاظت کرے اور انسان وجن کی شرارتیں تم سے دور کرے۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن جمع کیا تھا۔

شعبی نے مسروق سے روایت کی کہ ہم ابن مسعود کے پاس تھے تو اُنھوں نے پڑھا "اِنَّ مَعَاذًا كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ" فروہ بن نوفل نے کہا میں یہ بھول گیا ہوں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں بھولا ہوں۔ ہم انہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ جانتے تھے۔ ابونعیم نے حلیہ میں انہیں امام الفقہاء اور کنز العلماء کہا ہے۔ وہ عقبہ، بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوتے رہے ہیں۔ انصار نوجوانوں میں بُردبار حیادار اور سخی نوجوان تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال عرض کرتے اللہ انہیں عطاء کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا عورتیں معاذ جیسے شخص کو جنم دینے میں عاجز رہ گئی ہیں۔ اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا مرفوع حدیث میں ہے معاذ حلال وحرام کے علم میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۳۵۶۱ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ وَاُبَیٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

بَابُ مَنْقَبَۃُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ

وَقَالَتْ عَائِشَۃُ وَکَانَ قَبْلَ ذٰلِکَ رَجُلًا صَالِحًا

کے عہدِ خلافت میں یمن سے واپس آئے اٹھارہ ہجری کو شام میں طاعون کے مرض سے فوت ہوئے۔ اور چونتیس[۳۴] برس بقیدِ حیات رہے۔

۳۵۶۱ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ چار آدمیوں سے قرآن کریم پڑھو عبداللہ بن مسعود، سالم مولی ابوحذیفہ، اُبی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم"

باب — مناقب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

وفات : رجب ۱۵ھ مطابق اگست ۶۳۶ء

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا

آپ کا نسب یہ ہے۔ سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن حرام بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج

۳۵۶۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَبُوْ اُسَیْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْہَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَۃَ وَ

بن ساعدہ بن کعب بن خزرج انصاری ہیں کنیت ابو ثابت اور ابو قیس ہے۔ ان کی والدہ عُمرہ بنت مسعود صحابیہ ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں پانچ ہجری کو فوت ہوگئی تھیں۔ حضرت سعد بن عبادہ عقبہ میں حاضر تھے اور بارہ نقباء میں سے ایک نقیب تھے۔ امام بخاری نے ثابت کیا ہے کہ وہ بدر میں حاضر تھے لیکن ابن سعد نے کہا اُنھوں نے بدر کی تیاری کی تھی پھر سُست پڑ گئے اور بدر میں نہ گئے۔ وہ بہت تیرانداز تھے۔ انہیں کامل کہا جاتا تھا وہ سخاوت میں بہت مشہور تھے۔ اسی طرح ان کا والد، دادا اور لڑکے بہت سخی تھے۔ اُنھوں نے ایک منارہ بنا رکھا تھا۔ ہر روز اس پہ نداء کی جاتی تھی کہ جو کوئی چربی اور گوشت کھانا چاہتا ہے وہ اطم دلیم بن حارثہ میں آجائے۔ حضرت سعد کا پیالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بیویوں کے گھروں میں پھرتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمام جنگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جھنڈے ہوتے تھے۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی کے ہاتھ میں اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کے پاس ہوتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھا کر دُعاء فرمائی: اے اللہ! سعد بن عبادہ کی آل پہ اپنی رحمتیں کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انصار کو اچھی جزاء دے خصوصاً عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو رضی اللہ عنہما۔ ابن ابی دُنیا نے ابن سیرین کے طریق سے بیان کیا کہ جب شام ہوتی تو لوگ اہل صفہ کو کھانا کھلانے اپنے گھر لے جاتے کوئی شخص ایک کو کوئی دو کو کوئی تین کو ہمراہ لے جاتے اور سعد بن عبادہ آٹھ مساکین کو کھانا کھلانے ساتھ لے جاتے تھے۔

ایک روایت کے مطابق سعد بن عبادہ اسّی اصحاب کو ہر روز کھانا کھلاتے تھے۔ اُنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی اور شام چلے گئے اور پندرہ ہجری کو حوران میں فوت ہوگئے۔ کہا گیا ہے سعد بن عبادہ کی قبر منیحہ میں ہے۔ منیحہ دمشق کے قریب ایک گاؤں ہے۔ سعید بن عبدالعزیز نے کہا وہ بُصریٰ میں فوت ہوئے اور وہ پہلا شہر ہے جو شام میں فتح کیا گیا تھا۔

۳۵۶۲ — ترجمہ: ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے گھرانوں میں سے بہتر گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے

فِي كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَكَانَ ذَا قِدَمٍ فِي الْاِسْلَامِ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ لَهٗ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى نَاسٍ كَثِيْرٍ

بَابُ مَنَاقِبِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو حارث بن خزرج پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں بہتری ہے سعد بن عبادہ نے کہا جبکہ وہ قدیم الاسلام ہیں۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ نے لوگوں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ ان سے کہا گیا تمہیں بہت لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

۳۵۶۲ — **شرح** : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن عبادہ کے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث افک سے پہلے سعد بن عبادہ اچھا شخص تھا۔ لیکن حدیث افک میں اُنھوں نے اچھا کردار ادا نہیں کیا اس کی تفصیل حدیث الافک میں گزری ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ مقصد نہیں کہ سعد میں پہلی صلاحیت نہیں رہی۔ کیونکہ اس گفتگو میں جو کچھ سعد نے کہا تھا وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رد میں کہا تھا اس کو یہ لازم نہیں کہ افک کے واقعہ میں اُن کی وہ صفت زائل ہو چکی ہے۔ بلکہ ان کی یہ صفت مستمرہ ہے (عینی)

(انصار کے گھرانوں کی فضیلت کے باب میں حدیث ۳۵۴۴ کی شرح دیکھیں)

باب حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : رمضان المبارک ۲۰ھ مطابق اگست ۶۴۱ء

آپ کا نسب یہ ہے : اُبَیّ بن کعب بن قیس بن عُبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری نجّاری ہیں۔ کُنیت ابو المُنذر اور ابو الطفیل ہے۔ آپ سیّد القرّاء ہیں۔ عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۵۶۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

اُن سے فرمایا اے ابا المنذر تمہیں علم مبارک ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں سید المسلمین کہا کرتے تھے اور فرماتے : اے اُبی پڑھیے اس طرح کی روایت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے۔

واقدی نے کہا سب سے پہلے انہی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لکھا اور وہ پہلے شخص ہیں جس نے خط کے آخر میں لکھا اسے فلاں بن فلاں نے لکھا ہے۔ ان کا قد و قامت درمیانہ داڑھی سفید تھی اس پر خضاب نہیں لگاتے تھے۔ ابن ابی خیثمہ نے کہا میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن ابی کعب بیس[۲۰] یا انیس[۱۹] ہجری میں فوت ہوئے۔ جس روز وہ فوت ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آج مسلمانوں کا سردار فوت ہو گیا ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ تیس[۳۰] ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے۔ ابن عبد البر نے کہا اکثر لوگ کہتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ تیس ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے بعض علماء نے کہا اس سے پہلے فوت ہوئے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۵۶۳ — ترجمہ : مسروق سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو کے پاس حضرت عبد اللہ بن مسعود کا تذکرہ ہوا تو اُنھوں نے کہا اس شخص سے میں ہمیشہ محبت کرتا رہوں گا۔ کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چار آدمیوں سے قرآن پڑھو اور عبد اللہ بن مسعود کو پہلے ذکر کیا۔ ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام سالم، معاذ بن جبل اور

۳۵۶۴ــــــ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَیٍّ اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْكَ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِیْ قَالَ نَعَمْ فَبَکٰی

اُبَیّ بن کعب ۔
(سالم مولی ابوحذیفہ کے مناقب میں حدیث ۳۵۱۴ کی شرح دیکھیں)

۳۵۶۴ــــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا " سُناؤں ۔ اُبی نے کہا یارسُول اللہ! اللہ تعالیٰ نے میرا نام ذکر کیا ہے فرمایا ہاں (یہ سُن کر) وہ رو پڑے ۔

۳۵۶۴ــــــ شرح : سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُبی کو قرآن پاک سُنایا یہ اُبی کی عظیم منقبت ہے جس میں کوئی اس سے شریک نہیں ۔

حضرت ابی کا رونا خوشی اور کسرِ نفسی کے طور پر تھا ۔ یا وہ اس لئے روئے تھے کہ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس نعمت کے شکر میں تقصیر کر دیں ۔ حدیث میں مذکور سُورت کی تخصیص یہ ہے کہ یہ سُورت مختصر ہونے کے علاوہ اصول، قواعد اور اہم امور کی جامع ہے اور حال کا مقتضیٰ بھی اختصار تھا ۔ اور حضرت اُبی کو سُنانے میں حکمت یہ تھی کہ اُبی کو اس کے الفاظ اداء کرنے کی کیفیت اور وقوف کے مواضع کا علم آجائے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُبی کو قرآن سنانا اسی لئے تھا اُن سے سیکھنے کے لئے نہیں تھا یا اس لئے تھا کہ قرآن کے حافظوں کو قرآن سُنانا مسنون ہو جائے ۔ اگرچہ وہ سُنانے والوں سے نسب ، دین ، اور فضیلت میں کم ہوں یا حضرت اُبی کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے پڑھا تاکہ لوگوں کو ان سے قرآن پڑھنے میں رغبت ہو ۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قراءتِ قرآن میں مشہور امام ہُوئے ۔

مَناقِبُ زَیدِ بنِ ثابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

باب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

وفات : رجب سنہ ۴۵ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۶۶۵ء

آپ کا نسب یہ ہے : زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار انصاری خزرجی ، کنیت ابوسعید ہے ۔ ابو ثابت بھی ذکر کی جاتی ہے وہ بدر کی لڑائی میں کمسن تھے اور اُحُد کی جنگ میں حاضر ہوئے ۔ کہا گیا ہے کہ اُنھوں نے سب سے پہلے غزوۂ خندق لڑا اور تبوک کی لڑائی میں بنو نجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا ۔ ان سے پہلے عمارہ بن حزم کے پاس تھا ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لے کر انہیں دے دیا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کیا میری کوئی شکایت آپ کو پہنچی ہے ۔ فرمایا نہیں لیکن قرآن کا فیصلہ مُقدّم ہے وہ کاتب وحی بھی تھے ۔ ان کی والدہ نوار بنتِ مالک بن معاویہ بن عدی ہے ۔ حضرت زید کا والد بُعاث کی جنگ میں قتل ہو گیا تھا ۔ یہ ہجرت سے پانچ سال قبل کا واقعہ ہے ۔ حضرت زید عالم صحابی تھے یرموک کا مالِ غنیمت اُنھوں نے تقسیم کیا تھا اور اُنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قرآن جمع کیا ۔ زید نے کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور کہا گیا یہ قبیلہ بنی نجار سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں سترہ سورتیں یاد ہیں ۔ چنانچہ میں نے آپ کے حضور وہ پڑھیں تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کیا تم لکھنا جانتے ہو ؟ مجھے یہودیوں کی کتابت پر اعتماد نہیں ۔ چنانچہ میں نے لکھنا شروع کیا اور پندرہ روز نہ گزرے ہوں گے کہ میں لکھنے میں ماہر ہو گیا ۔ پھر آپ کے خطوط میں لکھا کرتا تھا ۔ جب وہ آپ کو خط لکھتے تو میں پڑھا کرتا تھا ۔ زید بن ثابت نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں کو خط لکھتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ وہ اس میں کمی بیشی کر دیں تم سریانی زبان سیکھو تو میں نے سترہ روز میں زبان سیکھ لی ۔

واقدی نے زید بن ثابت کے طرق سے ذکر کیا کہ زید نے کہا مجھے غزوۂ بدر اور اُحُد میں اجازت نہ دی گئی اور غزوۂ خندق میں مجھے اجازت حاصل ہو گئی ۔ زید نے کہا وہ لوگوں کے ساتھ مٹی اُٹھا کر باہر لاتے تھے ۔ اچانک زید کو اونگھ آ گئی ۔ عمارہ بن حزم نے آکر زید کے ہتھیار پکڑ لئے اور زید کو معلوم تک نہ ہُوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ” یا ابا رقاد “ اس روز سے آپ نے مومن کو گھبراہٹ میں ڈالنے سے منع

۳۵۶۵ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ کُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ اُبَیٌّ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّاَبُوْزَیْدٍ وَّزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْزَیْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِیْ —

کر دیا کہ مومن کا سامان خوش طبعی وغیرہ میں نہ لیا جائے۔

شعبی سے روایت ہے کہ زید بن ثابت سواری پر سوار ہونے لگے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی رکاب پکڑ لی۔ زید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ایسا نہ کرو۔ انھوں نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہم علماء اور بزرگوں کے حضور اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ ثابت بن عُبید نے کہا ہم نے زید بن ثابت کو دیکھا کہ اپنے گھر میں بہت خوش طبع اور مجلس میں بہت باوقار ہوتے تھے۔

بُغوی نے صحیح اسناد سے خارجہ بن زید سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب سفر کو جاتے تو انہیں اپنا قائم مقام کرتے تھے اور جب واپس آتے تو انہیں کھجوروں کا باغ عطا کرتے تھے۔

۴۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں آپ نے وفات پائی۔ جس روز ان کا انتقال ہوا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آج اِس اُمت کا عالم فوت ہوگیا ہے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کا خلیفہ مقرر کرے گا۔ جب وہ فوت ہوگئے تو حسان بن ثابت نے یہ مرثیہ کہا ؎

فَمَنْ لِلْقَوَافِیْ بَعْدَ حَسَّانٍ وَّابْنِهٖ　　وَمَنْ لِلْمَعَانِیْ بَعْدَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حسان اور ان کے بیٹے کے بعد کون اشعار پڑھے گا اور زید بن ثابت کے بعد کون معانی بیان کریگا (اصابہ)

۳۵۶۵ — **ترجمہ**: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں قرآن کو چار آدمیوں نے جمع کیا اور وہ سب انصاری تھے۔ اُبی بن کعب معاذ بن جبل، ابوزید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم، "قتادہ نے کہا میں نے حضرت انس سے کہا ابوزید کون ہے؟ اُنھوں نے کہا میرا ایک چچا ہے۔

۳۵۶۵ — **شرح**: ابوزید سعد بن عُبَید اوسی بدری ہیں وہ سعد قاری مشہور ہیں۔ پندرہ ہجری کو قادسیہ کی لڑائی میں شہید ہوگئے تھے حضرت انس نے کہا ابوزید میرا چچا ہے۔ کیونکہ حضرت انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام ہیں۔ اور ابوزید بھی

بَابُ مَنَاقِبُ اَبِی طَلْحَۃَ رضی اللہ عنہ

قبیلہ بنی حرام میں سے ہیں۔ استیعاب میں ذکر کیا کہ اوس اور خزرج دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے پر فخر کی باتیں کیں۔ اوس نے کہا ہم میں حنظلہ ہیں جنہیں فرشتوں نے غسل دیا اور ہم میں عاصم ہے جن کی شہد کی مکھیوں نے مشرکوں سے حفاظت کی اور وہ ان کی لاش پر کامیاب نہ ہوئے اور ہم میں سعد بن معاذ ہیں جن کی موت پر اللہ کا عرش حرکت میں آگیا تھا۔ اور ہم میں حضرت خذیمہ ہے جن کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔ خزرج نے کہا ہم میں چار آدمی ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں قرآن جمع کیا وہ معاذ، اُبی، زید بن ثابت اور ابو زید ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان چار انصاریوں کے علاوہ خلفاء اربعہ نے بھی قرآن کریم کو جمع کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کا مفہوم دوسرے زائد عدد کی نفی نہیں کرتا یا اُنھوں نے زبانی یاد قرآن جمع کیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض قرآن آپ کی وفات کے قریب نازل ہوا تھا۔ تو اُنھوں نے سارا قرآن کیسے جمع کر لیا اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے وفات سے پہلے وہ بعض بھی جمع کر لیا تھا۔ مازری نے کہا اس سے بعض ملاحدہ نے استدلال کیا کہ قرآن پاک متواتر نہیں کیونکہ اسے چار آدمیوں نے جمع کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے اس میں ہرگز اس بات کی تصریح نہیں کہ ان چاروں کے سوا اور کسی نے جمع نہیں کیا۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیں کہ صرف چار آدمیوں نے جمع کیا ہے تو اس سے قرآن کے تواتر میں ہرگز قدح نہیں کیونکہ اس کے ہر جزء کو بے شمار لوگوں نے حفظ کیا جن سے تواتر حاصل ہوتا ہے اور تواتر کی یہ شرط نہیں کہ سارا قرآن سب لوگ نقل کریں بلکہ جب ہر جزء کو تواتر کے عدد نے جمع کیا تو سارا قرآن متواتر ہوا۔ واللہ ورسولہ اعلم ازکرمانی

بَابُ مَنَاقِبُ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات: صفر ۳۵ھ مطابق اگست ۶۵۵ء

ابوطلحہ زید بن سہل بن اسود بن حرام انصاری خزرجی نجاری ہیں۔ حضرت انس بن مالک کی والدہ اُم سلیم کے شوہر ہیں تمام جنگوں میں حاضر رہے اور بارہ نقباء میں سے ہیں۔ ۳۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ ۳۲ یا ۳۴ ہجری کو فوت ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی وہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چالیس برس بقیدِ حیات رہے۔ وہ ہمیشہ روزہ سے ہوتے تھے۔ ابوزرعہ دمشقی نے کہا وہ شام میں فوت ہوئے جبکہ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک غزوہ کے وقت سمندر میں

۳۵۶۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ اُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَبُوْطَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ بِهٖ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَّهٗ وَكَانَ
اَبُوْطَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ
ثَلٰثَةً وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ اُنْشُرْهَا
لِاَبِيْ طَلْحَةَ فَاَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ
اَبُوْطَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ
مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ
بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَاُمَّ سُلَيْمٍ وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا
تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ
ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاٰنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ
وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدِ اَبِيْ طَلْحَةَ اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلٰثًا

فوت ہوئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۵۶۶ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اُحد کی جنگ میں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو ابوطلحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈھال بنے ہوئے تھے۔ ابوطلحہ سخت تیر انداز تھے اور ان کی کمان کی رسی سخت تھی۔ اس روز اُنھوں نے دو یا تین کمانیں توڑی تھیں۔ جب کوئی شخص ان کے پاس سے تیروں کا ترکش لے کر گزرتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ان تیروں کو ابوطلحہ کے سامنے ڈال دو۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اُٹھا کر کافروں کو دیکھتے تو ابوطلحہ کہتے یا نبی اللہ! میرا باپ اور میری ماں قربان ہوں۔ آپ سر مبارک اوپر نہ اُٹھائیں ایسا نہ ہو کہ کسی کافر کا تیر آپ کو لگ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ مبارک کے سامنے ہے۔ میں ام المومنین

بَابُ مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ

عائشہ بنت ابی بکر اور اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ دونوں اپنے دامن اُٹھائے ہُوئے تھیں میں ان کی پنڈلیوں کا زیور دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی پیٹھ پر مشکیزے اُٹھا کر لاتیں اور زخمیوں کے موہنوں میں پانی ڈالتی تھیں پھر واپس جا کر مشکیزے بھر کر لاتیں اور زخمیوں کے موہنوں میں ڈالتی تھیں۔ ابوطلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار گری تھی۔

۳۵۶۶ — شرح : مُجَوَّبٌ ڈھال بنا ہُوا ، بِحَجَفَۃٍ ، چمڑے کی ڈھال جس میں لکڑی نہ ہو ، شَدِیْدَ الْقِدِّ ، کمان کی رسّی کو سخت کھینچنے والے۔ اِشْرَافٌ ، اوپر کو جھانکنا۔ نحر ، سینہ یعنی میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے ہے۔ اور میں اس حال میں ہوں کہ میرا سینہ آپ کے سینہ کے لئے ڈھال کی مانند ہے۔ اُمِّ سُلَیْم ، کا نام سہلہ ہے وہ حضرت انس کی والدہ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں۔ انس کے والد مالک کے فوت ہو جانے کے بعد ان سے ابوطلحہ نے نکاح کر لیا تھا۔ مُشَمِّرَتَانِ ، دامن اٹھا کر پانی پلانے میں کوشش کر رہی تھیں۔ خَدَمٌ ، خدمہ کی جمع ہے اس کا معنی زیور ہے۔ سُوْق ، ساق کی جمع ہے اس کا معنیٰ پنڈلی ہے۔ یعنی وہ دامن اُٹھا کر زخمیوں کو پانی پلا رہی تھی اور میں ان کی پنڈلیوں کا زیور دیکھ رہا تھا۔ اس وقت پردہ کی آیت نازل نہیں ہُوئی تھی۔ یَنْقِزَانِ ، اُٹھا رہی تھیں۔ قِرَب مشکیزے۔ مُتُوْنِھِمَا ، اپنی پیٹھ پر۔ حدیث ۲۶۸۳ع کا باب غزو النساء میں مطالعہ کریں۔

باب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

وفات : رجب سنہ ۴۳ھ مطابق اکتوبر سنہ ۶۶۳ء

آپ عبداللہ بن سلام بن حرث اسرائیلی اور قبیلہ بَنِیْ قَیْنُقَاع سے انصاری ہیں کنیت ابو یوسف ہے۔ اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں۔ ابو عمر و نے کہا وہ انصار کے حلیف تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی عوف بن خزرج کے قافلوں کے حلیف تھے۔ جاہلیت میں اُن کا نام حصین تھا جب اسلام قبول کیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ۴۳ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہُوئے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں

۳۵۶۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِکًا یُحَدِّثُ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَّمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِیْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْاٰیَةَ قَالَ لَا اَدْرِیْ قَالَ مَالِکٌ الْاٰیَةَ اَوْ فِی الْحَدِیْثِ

تشریف لائے تو آپ کو دیکھتے ہی مسلمان ہوگئے۔ ابوادریس خولانی نے یزید بن عمیرہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ عبداللہ بن سلام دس جنتیوں میں دسویں ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح الاسناد ہے (عینی)

۳۵۶۷ — ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زمین پر چلنے والوں میں سے عبداللہ بن سلام کے سوا کسی کے متعلق یہ فرماتے ہوئے نہیں سُنا کہ وہ جنتی ہے۔ فرمایا: اُن کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے گواہی دی"، عبداللہ بن یوسف نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ لفظ آیت مالک کا قول ہے یا حدیث میں ہے۔

۳۵۶۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے وہ دس صحابہ ہیں۔ جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اس حدیث کا کیا مقصد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ راوی اپنی سماعت کی نفی کر رہا ہے کہ اُس نے عبداللہ بن سلام کے سوا اور کسی کے متعلق جنتی فرماتے ہوئے نہیں سُنا اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کے سوا کسی اور کے جنتی ہونے کی خبر نہیں دی۔ علاوہ ازیں ایک عدد کی تخصیص زائد عدد کی نفی نہیں کرتی۔ یا عشرہ سے وہ صحابہ مراد ہیں جن کے بارے میں لفظ بشارت فرمایا یا وہ صحابہ مراد ہیں جنہیں ایک مجلس میں خوشخبری دی گئی اور عبداللہ کے زمین پر چلنے کی حالت میں ان کے سوا کسی کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ وہ جنتی ہے۔ مذکور تاویل نہایت ضروری ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: وہ جنت کے نوجوانوں

۳۵۶۸ـــ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَاَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطَهَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِيْدٍ اَسْفَلُهٗ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِي السَّمَآءِ فِيْ اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيْ اِرْقَهْ قُلْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ فَاَتَانِيْ مُنْصِفٌ

کے سردار ہیں،، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں بلکہ اہلِ بدر کے متعلق فرمایا ،، جو چاہو کرو اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں حضرات کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ جنتی ہیں۔

۳۵۶۸ـــ ترجمہ : قیس بن عُبّاد نے کہا میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہُوا تھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہُوا جس کے چہرے پر خشوع کا اثر تھا۔ لوگوں نے کہا یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے دو رکعتیں نماز پڑھی اور اس میں اختصار کیا پھر باہر چلا گیا اور میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ پھر میں نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہُوئے تھے۔ لوگوں نے کہا تھا یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے کہا بخدا! کسی کو یہ لائق نہیں کہ وہ ایسی بات کہے جو نہ جانتا ہو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کیوں کہتے ہیں ؟ دراصل" میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک خواب دیکھا تھا۔ پھر میں نے وہ آپ کے حضور بیان کیا میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ میں ایک باغ میں ہوں۔ اور اس کی وسعت اور تر و تازگی ذکر کی۔ اس کے درمیان لوہے کا ایک ستون تھا جس کا نچلا حصّہ زمین میں اور اُوپر والا آسمان میں ہے۔ اس کے اوپر ایک کُنڈا ہے۔ پھر اسے کہا گیا کہ اس ستون پر چڑھو میں نے کہا مجھ میں یہ طاقت نہیں تو میرے پاس ایک خادم آیا اس نے

فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ لِي اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ وَقَالَ وَصِيفٌ مَكَانَ مِنْصَفٌ

پیچھے سے میرے کپڑے اُٹھائے تو میں اُوپر چڑھ گیا حتی کہ ستون کے اُوپر تک پہنچ گیا اور کُنڈے کو مضبوط پکڑ لیا پھر اس سے کہا گیا اسے پکڑے رکھو۔ پھر اچانک میں بیدار ہوگیا اور وہ کنڈا میرے ہاتھ میں تھا میں نے یہ واقعہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے۔ اور وہ کنڈا مضبوط قُبضہ ہے۔ پس تو اسلام پر فوت ہوگا اور وہ مرد عبداللہ بن سلام ہے۔ مجھے خلیفہ نے کہا کہ مجھ سے معاذ نے ابن عون، محمد، قیس بن عُباد کے ذریعے عبداللہ بن سلام سے یہ خبر دی اُنھوں نے مِنصَف کی جگہ وَصِیف کہا ہے۔

۳۵۶۸ — **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کیا عبداللہ بن سلام کے بیدار ہونے کے بعد کنڈا اُن کے ہاتھ میں تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کنڈا پکڑنے کے بعد اور اسے چھوڑنے سے پہلے فورًا بیدار ہوگئے تھے۔ یعنی میں کنڈا پکڑنے کے وقت بیدار ہوگیا اور کنڈا پکڑنے اور بیدار ہونے میں فاصلہ واقع نہیں ہُوا تھا۔ یا اس کا اثر میرے ہاتھ میں تھا گویا کہ عبداللہ کا ہاتھ بیدار ہونے کے بعد مٹھی بھرے ہُوئے تھا جیسے کوئی شئ پکڑی ہُوئی ہے اگر یہ التزام کرلیں کہ بیدار ہونے کے وقت کنڈا ان کے ہاتھ میں تھا تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں۔ اسلام سے مراد وہ امور ہیں جن کا دین سے تعلق ہے اور عمود سے مراد ارکان خمسہ ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے یا صرف کلمۂ شہادت مراد ہے۔ اور عُروہ وُثقیٰ، سے مراد ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى "۔ (کرمانی)

۳۵۶۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ سَلَامٍ فَقَالَ اَلَا تَجِيْءُ فَاُطْعِمَكَ سَوِيْقًا وَّتَمْرًا وَّتَدْخُلَ فِيْ بَيْتٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّكَ بِاَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ اِذَا كَانَ لَكَ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَاَهْدٰى اِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِيْرٍ اَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَاْخُذْهُ فَاِنَّهٗ رِبًا وَّلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ

قولہ فَاَنْتَ عَلَى الْاِسْلَامِ الخ ممکن ہے کہ یہ عبداللہ بن سلام کا قول ہو اور اُنھوں نے اپنی ذات سے یہ خبر دی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ راوی کا کلام ہو۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے یہ تصریح نہیں کہ عبداللہ بن سلام اہلِ جنّت سے ہے جیسے اَوروں کے لئے نص فرمائی ہے۔ اسی لئے عبداللہ نے لوگوں کی بات کا انکار کر دیا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ " مَا يَنْبَغِيْ " سے ان کے مذکور سوال کا انکار ہو۔ کیونکہ عبداللہ نے ان کی خبر سے تعجب سمجھا تھا یعنی اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ میں نے خواب میں یہ واقعہ دیکھا تھا اور اس کلام سے اس طرف اشارہ کیا کہ جس بات کا کسی کو علم نہ ہو اس کا انکار نہیں کرنا چاہیئے جبکہ عادل اور صادق شخص خبر دے اور عبداللہ کا یہ قول کہ میں بیدار ہُوا تو کنڈا میرے ہاتھ میں تھا اس مفہوم کی تاکید کرتا ہے اور یہ خواب اللہ کی طرف سے کشف تھا۔ اس میں عبداللہ بن سلام کی کرامت ہے (قسطلانی)

قولہ قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ الخ خلیفہ بن خیاط بخاری کا شیخ ہے۔ اور معاذ بن نصر عنبری کوفہ کے قاضی تھے۔ مُنْصِف اور " وَصِيْف "، کا معنیٰ خادم ہے غلام ہو یا لونڈی "۔ (عینی)

۳۵۶۹ — ترجمہ : سعید بن ابی بُردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں مدینہ منورہ میں آیا تو عبداللہ بن سلام سے میری ملاقات ہُوئی انہوں نے کہا کیا میرے گھر نہیں آتے ہو۔ میں تمہیں ستّو اور کھجور کھلاؤں گا اور تم گھر میں داخل ہو۔ پھر کہا تم ایسی زمین میں رہتے ہو جہاں سود کا بہت رواج ہے۔ اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق (قرض وغیرہ) ہو اور وہ تمہیں تورمی یا جَو یا چارہ وغیرہ ہدیہ بھیجے تو وہ مت پکڑو کیونکہ وہ سود ہے۔ نضر، ابوداؤد اور وھب نے شعبہ سے بَیْت کو ذکر نہیں کیا۔

۳۵۶۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب قرض لینے والا شرط کے بغیر کوئی شئ

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا

قرض خواہ کو ہدیہ بھیجے تو اس کا اسے لے لینا جائز ہے۔ اس کے باوجود عبداللہ نے کیوں منع کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ کے مذہب میں ہر علاقہ کا عرف شرط کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس لئے اُنھوں نے ہدیہ لینا منع کیا تھا۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ اس حدیث کو عبداللہ کے مناقب سے کیا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مناسبت اس طرح ہے کہ اُس نے یہ سمجھا تھا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے گھر میں داخل ہُوئے تھے اس لئے اسے کہا میرے گھر میں داخل ہوئیے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خدیجہ سے نکاح کرنا اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

آپ کا نسب یہ ہے ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزّیٰ بن قصی آپ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قُصّی میں ملتی ہیں اور نسب میں دوسری بیویوں کی نسبت آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بہت قریب ہیں اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام حبیبہ کے سوا قصی کی اولاد میں سے ان کے سوا کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین خدیجہ کو جاہلیت میں طاہرہ کہا جاتا تھا۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ بن ہم ہے اور اصم کا نام جُندب بن ھرم بن رواحہ بن حجر بن عبد معیص بن عامر بن لؤی ہے۔ جمہور کی رائے کے مطابق جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام المؤمنین خدیجہ سے پچیسؔ برس کی عمر شریف میں نکاح فرمایا جبکہ ان کی عمر چالیس برس تھی۔ چوبیس برس آپ کے ساتھ رہیں پھر ۶۴ برس چھ ماہ کی عمر میں ہجرت سے تین برس قبل انتقال فرمائیں کہا جاتا ہے کہ ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد رمضان مبارک میں فوت ہُوئیں اور مقام حجون میں مدفون ہوئیں بیہقی نے ذکر کیا کہ ان کے والد خویلد نے آپ کا نکاح جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا تھا۔ ابن کلبی نے ان کے چچا عمرو بن اسد نے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے ان کا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نکاح کیا تھا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نکاح سے قبل آپ بنی عبدالدار کے حلیف ابوہالہ بن نباش بن زرارہ تمیمی کے پاس تھیں۔ ابوہالہ جاہلیت میں فوت ہوگیا تھا۔ اس سے پہلے خدیجہ عتیق بن عائذ مخزومی کے پاس تھی۔ پھر اُن سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح فرمایا۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ ابراہیم کے سوا جناب رسول اللہ

۳۵۷۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۷۱ — حَدَّثَنِي صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد انہی سے ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ام المومنین کے بطن شریف سے زینب رقیہ ام کلثوم، فاطمہ، قاسم، طاہر اور طیب پیدا ہوئے۔ یہ تینوں شہزادے اظہارِ نبوت سے پہلے فوت ہوگئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام شہزادیاں اظہارِ اسلام کے بعد فوت ہوئیں۔ انھوں نے اسلام قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ باب کا عنوان اگرچہ تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن تزویج تزوّج کے معنیٰ میں ہے۔ اسی لئے مقدّمہ کو متقدّمہ کے معنیٰ میں کہا جاتا ہے معنیٰ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کا نکاح اپنی ذاتِ کریمہ سے کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (عینی)

۳۵۷۰ / ۳۵۷۱ **ترجمہ**: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ اور حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُنیا کی عورتوں میں سے بہتر مریم علیہا السلام ہیں اور دُنیا کی بہتر عورتوں میں سے خدیجہ ہیں رضی اللہ عنہا۔

۳۵۷۰ / ۳۵۷۱ **شرح**: طیبی نے کہا پہلی ’’ھا‘‘ ضمیر کا مرجع وہ امت ہے جس میں مریم علیہا السلام تھیں اور دوسری ضمیر کا مرجع یہ امت شریفہ ہے۔ اسی لئے ضمیر میں تکرار ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہر ایک کا حکم علیحدہ ہے۔ یعنی مریم علیہا السلام اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر تھیں اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امت کی خواتین سے افضل ہیں۔

۳۵۷۲ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ كَتَبَ إِلَىَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِيْ فِيْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ

۳۵۷۲ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر غیرت نہیں کی جو میں نے خدیجہ پر غیرت کی مجھ سے نکاح کرنے سے پہلے وہ انتقال کر گئی تھیں۔ (غیرت کا سبب یہ تھا) کہ میں آپ کو اس کا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا تھا کہ انہیں موتی کے محل کی خوشخبری دیں۔ آپ بکری ذبح فرماتے تو خدیجہ کی سہیلیوں کو ان کی گنجائش کے مطابق اس میں سے ہدیہ بھیجتے تھے۔

۳۵۷۲ ــــ شرح : یعنی اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ خدیجہ کو جنت میں ایسے مکان کی خوشخبری دیں جو سونے کے موتیوں سے بنا ہوا ہے۔ "قَصَب" اندر سے خالی موتی ہیں۔ ابو القاسم بن مَطیر نے اپنے اسناد سے سیدہ فاطمہ زہرآء، سیّدۃُ لِنِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہَا سے روایت کی کہ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ خدیجہ کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا سونے کے موتیوں سے بنے ہوئے مکان میں ہیں جہاں کوئی لغو بات نہیں ہوتی اور نہ ہی وہاں شور و غوغا ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ ان موتیوں سے بنا ہوا ہے۔ فرمایا نہیں وہ سونے کے موتیوں اور یاقوت و جواہر سے بنایا گیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو مکان کی کس لئے خوشخبری دی حالانکہ چھوٹے سے چھوٹے جنتی کو وہ مکان دیا جائے گا جو ایک ہزار سال کی مسافت پر مشتمل ہوگا۔ چنانچہ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سُہیلی نے کہا یہ باب مُشاکلت سے ہے کیونکہ وہ اسلام میں واحد عورت ہے جب وہ ایمان لائیں اس وقت ساری زمین میں ان کے مکان کے سوا کوئی بیت اسلام نہ تھا۔ فعل کی جزا اس قسم کے فعل سے

۳۵۷۳ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا قَالَتْ وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِينَ وَأَمَرَهُ رَبُّهُ أَوْ جِبْرِيلُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

لئے ذکر کی جاتی ہے۔ اگرچہ جزا کتنی ہی اشرف و افضل ہو۔ جیسے حدیث میں ہے۔ " مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ " مثل سے یہ مراد نہیں کہ وہ مسجد ہوگی یا اس جیسی وصف والا ہوگا! لیکن یہ مکان کا مقابلہ مکان سے ہے۔ یعنی جیسے اس نے بنایا اللہ اس کے لئے بنائے گا۔

۳۵۷۳ــ **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدیجہ کا بکثرت ذکر کرنے کے سبب کسی عورت پر اتنی غیرت نہیں کی جتنی خدیجہ پر غیرت کی۔ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد مجھ سے آپ نے نکاح کیا آپ کے رب عزّوجلّ نے یا جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے مکان کی خوشخبری دیں۔

۳۵۷۳ــ **شرح** : کسی کو بکثرت ذکر کرنا اس سے محبّت کی دلیل ہے۔ غیرت کا معنیٰ یہ ہے کہ عورت یہ خیال کرتی ہے کہ اس کا شوہر اس کے غیر سے زیادہ محبت کرتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بکثرت مدح و ثنا فرمایا کرتے تھے کثرتِ ذکر سے یہی مراد ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد مجھ سے نکاح کیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس سے مراد رخصتی کا زمانہ ہے۔ عقدِ نکاح اس سے ڈیڑھ برس پہلے ہو چکا تھا۔ چنانچہ اسماعیلی نے عبد اللہ بن محمد بن یحیی کے طریق سے ہشام کے ذریعہ ان کے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے ولید کو خط لکھا کہ تم نے مجھ سے پوچھا ہے کہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کب ہوئی۔ آپ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت سے تین سال قبل انتقال ہوا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح خدیجہ کی وفات کے بعد کیا۔ جبکہ ان کی عمر صرف چھ برس تھی۔ پھر مدینہ منورہ تشریف

٣٥٧٤ — حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَرَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ

لائے تو ام المؤمنین کی رخصتی ہوئی جبکہ ان کی عمر نو برس تھی اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پہلے نبوت کے دسویں سال رمضان مبارک میں فوت ہوئیں، اس میں قطعًا اختلاف نہیں ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنگِ بدر کے بعد ہجرت کے دوسرے سال اپنے گھر لائے تھے (قسطلانی)

٣٥٧٤ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی بیوی پہ غیرت نہیں کی جو خدیجہ پر غیرت کی حالانکہ میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بکثرت ذکر فرماتے تھے اور اکثر بکری ذبح فرماتے پھر اس کے اعضاء کے ٹکڑے کرتے اور خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے۔ کبھی میں آپ سے کہہ دیتی تھی کہ خدیجہ کے سوا دُنیا میں کوئی عورت ہی نہیں تو آپ فرماتے ہاں وہ فاضلہ عاقلہ تھیں ان ہی سے میری اولاد ہے

٣٥٧٤ — شرح : کانت وکانت کے تکرار سے حقیقت تثنیہ مراد نہیں بلکہ اس کے ہر تکرار سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خصائل مراد ہیں جو ان کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں یعنی وہ فاضلہ تھی وہ عاقلہ تھی،، ایک روایت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا خدیجہ مجھ پر ایمان لائیں جبکہ لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا۔ اُنھوں نے میری تصدیق کی جبکہ لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ اُنھوں نے مجھے مال دے کر میری مدد کی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اولاد عطاء کی جبکہ دُوسری بیویوں سے مجھے اولاد سے محروم کیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے پیدا

۳۵۷۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ

۳۵۷۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ اَوْ شَرَابٌ فَاِذَا هِىَ اَتَتْكَ فَاقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّىْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِى الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَتْ

ہوئے تھے (قسطلانی) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خدیجہ کو نہیں دیکھا۔ یعنی میں نے انہیں آپ کے پاس نہ دیکھا اور نہ پایا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا ممکن تھا کیونکہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ برس تھی لیکن عائشہ کا دیکھنے کی نفی کرنا دونوں کے مجموعہ کے اعتبار سے ہے۔ یعنی میں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ دیکھا اور نہ پایا (عینی)

۳۵۷۵۔ ترجمہ: اسماعیل نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی تھی؟ انھوں نے کہا جی ہاں! جنت میں ایسے موتی کے محل کی خوشخبری دی تھی جس میں شور و غوغا نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی مشقت ہوگی (صخب، شور و غوغا، نصب، مشقت و تعب)

۳۵۷۶۔ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ خدیجہ تشریف لا رہی ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن کھانا

هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اِسْتِيذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةُ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ خَيْرًا مِنْهَا

یا بیٹے کی کوئی چیز ہے۔ جب آپ کی خدمت میں پہنچ جائیں تو اُن کے پروردگار کی طرف سے سلام فرمائیں اور انہیں جنت میں موتی کے محل کی خوشخبری دیں۔ جس میں کوئی شور وغوغا اور مشقت وتعب نہ ہوگی۔ اسماعیل بن خلیل نے کہا ہمیں علی بن مُسہر نے ہشام کے ذریعہ ان کے والد عروہ سے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدیجہ کی ہمشیرہ ہالہ بنت خُویلد نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی (کہ اندر آجائیں) تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کا اجازت طلب کرنا سمجھا تو آپ گھبرائے پھر فرمایا یا اللہ یہ تو ہالہ ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں نے غیرت کی اور عرض کیا آپ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک سُرخ رخساروں والی بوڑھی عورت کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُن سے بہتر بدل عطا فرمایا ہے

۳۵۷۶ — **شرح:** ہالہ رضی اللہ عنہا کی آواز ان کی ہمشیرہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز کے مشابہ تھی اس لیے ان کی آواز سُن کر آپ نے پہچانا کہ خدیجہ ہے تو آپ کو تعجب لاحق ہُوا اور آپ گھبرائے۔ بعض روایات میں لفظ "اِرْتَاحَ" ہے یعنی آپ آواز سُن کر خوش ہُوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی اور گذشتہ عہد ومحبت کو یاد کرکے ان کی حیات وممات میں مصاحبت کی حرمت کی رعائت فرماتے تھے۔ وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "عورتوں کا ایک دُوسری پر غیرت کرنے میں ان پر کوئی گرفت نہیں کیونکہ یہ ان کی جبلت میں ہے۔ اسی لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ کو زجر وتوبیخ نہیں فرمائی تھی۔ "شِدْق" کا معنی منہ کا کنارہ ہے یعنی ام المؤمنین نے کہا خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت بوڑھی خاتون تھیں جن کے دانت بڑھاپے کے سبب گر چکے تھے اور ان کے منہ کے کناروں میں دانتوں کی سفیدی نہیں رہی تھی۔ صرف اس میں لثات کی سرخی باقی رہ گئی تھی۔ علامہ قرطبی نے کہا "حَمْرَاءُ الشِّدْقَيْنِ" کا معنی بیضاء الشدقین ہے یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے منہ کے دونوں کنارے سفید تھے۔ عرب میں بیاض پر احمر کا اطلاق کرتے ہیں کیونکہ وہ بیاض کو مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ برص کا رنگ ہے لیکن اس معنی میں نظر وفکر ہے (عینی)

بَابُ ذِكْرِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ

۳۵۷۷ــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ إِلَّا ضَحِكَ وَعَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَةُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتَ مُرِيْحِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ قَالَ فَكَسَرْنَا وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ

باب ــ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات ذوالحجہ ۵۱ھ مطابق دسمبر ۶۷۱ء

آپ کا نسب یہ ہے - جریر بن عبداللہ بن جابر بن مالک بن نصر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بجلی، بجیلہ کی طرف منسوب ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمرو تھی کوفہ میں سکونت پذیر تھے - پھر قرقیسیہ میں چلے گئے اور ۵۱ ہجری میں وہیں فوت ہوئے۔ وہ اپنی قوم کے سردار، نہایت ہی خوش طبع، دراز قد، خوبصورت نوجوان اور مخلص مسلمان تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے چہرہ پر فرشتے نے مس کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جریر اس اُمت کے یوسف ہیں۔ جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے اُن کا بہت اکرام کیا اور اُن کے لئے چادر بچھادی۔ اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار آئے تو اس کا اکرام کیا کرو (طبرانی) ابوعمرو نے کہا جریر اس سال مسلمان ہوئے جس سال سرورِ کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس روز قبل مسلمان ہوا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ صحیح میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جریر بن عبداللہ سے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کرو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اسی سے زائد ایام کا واقعہ ہے۔ کہا گیا ہے جریر نو یا دس ہجری میں مسلمان ہوئے (عینی)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ جب سے میں مشرف باسلام ہوا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھا تو ہنس دیئے "

قیس نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک مکان تھا جسے ذوالخلصہ کہا جاتا تھا۔ اور اسے کعبہ یمانیہ یا کعبہ شامیہ بھی کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا (اے جریر) کیا تم ذوالخلصہ کی طرف سے مجھے آرام پہنچا سکتے ہو؟ جریر نے کہا میں قبیلہ احمس سے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر وہاں گیا اور ہم نے اسے ڈھا دیا اور جسے وہاں پایا اسے قتل کر دیا۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حالات بیان کئے تو آپ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احمس کے لئے دعا فرمائی۔

شرح

۳۵۷۷

: اور وہ احمس بن غوث ہے اور یہ غوث، بجیلہ بنت صعب کا بیٹا ہے اور بجلی بجیلہ کی طرف منسوب ہے اور بجیلہ بنت صعب بن سعد العشیرہ ہے جو انمار بن اراش کی ام ولدہ ہے اور انمار بن اراش کا جریر کے اجداد میں سے ہے۔

: احمس قبیلہ کا نام ہے۔ اور وہ احمس بن غوث بن بجیلہ بنت صعب بن سعد العشیرہ جریر کے ایک دادا انمار بن اراش کی ام ولدہ ہیں۔

یمن میں خثعم قبیلہ کا ایک مکان تھا جس میں ایک بت رکھا ہوا تھا اسے خلصہ کہا جاتا تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ بھی کہا جاتا تھا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اسے صرف کعبہ یمانیہ نہیں کہا جاتا تھا۔ کیونکہ کعبہ شامیہ وہی کعبہ مکرمہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ دونوں میں امتیاز کے لئے وصف کرتے ہیں۔ لہذا حدیث میں لفظ کی تاویل ضروری ہے۔ وہ یہ کہ اسے کعبہ یمانیہ کہا جاتا ہے۔ اور جو مکہ میں ہے وہ کعبہ شامیہ ہے۔ قاضی نے کہا شامیہ غلطی سے ذکر کر دیا ہے۔ درست یہی ہے کہ اسے حذف کر دیا جائے۔

امام کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "لَہٗ" میں ضمیر غائب کا مرجع بیت ہے اس سے بُتکدہ کا بیت مراد ہے اور بُت کے بیت کو کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کہا جاتا تھا۔ لہذا راوی کی کچھ غلطی نہیں اور نہ ہی تاویل کی ضرورت ہے۔ (حدیث ع۲۸۲۹ و حدیث ع۲۹۶۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ

۳۵۷۸ ـ حَدَّثَنِيْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمَ اُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ هَزِيْمَةً بَيِّنَةً فَصَاحَ اِبْلِيْسُ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرٰيكُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاهُمْ عَلٰى اُخْرَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ اُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْهِ فَنَادٰى اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اَبِيْ اَبِيْ فَقَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ اَبِيْ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ

باب ـ حضرت حُذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ

وفات : ۳۵ھ مطابق ۶۵۶ء

آپ کا نسب یہ ہے : حذیفہ بن یمان حسل بن جابر بن اسد بن عمرو بن مالک عبسی بنو اشہل کے حلیف اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رازدان تھے۔ یمان حذیفہ کے والد کا لقب اور نام حسل ہے۔ وہ بھی صحابی ہیں اور اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ اس وقت سے حذافہ ہر وقت غمناک رہتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حذافہ کو مدائن میں حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے چالیس روز بعد فوت ہوئے۔ مدائن میں سکونت پذیر تھے۔ ذہبی نے کہا وہ دمشق میں فوت ہوئے تھے۔ ان کی نسبت عبس ابن بغیض بن ریث بن غطفان کی طرف ہے (حدیث ۳۴۹۶ کی شرح دیکھیں)

۳۵۷۸ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اُحد کی لڑائی میں مشرک شکست خوردہ ہو کر بھاگنے لگے تو ابلیس نے پکارا کہا اے اللہ کے

بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

٣٥٧٩ — وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ

بندو! اپنے پیچھے والوں کو قتل کرو تو آگے والے مسلمان پیچھے والے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ اچانک حذیفہ نے اپنے والد کو دیکھا (کہ مسلمان انہیں قتل کر رہے ہیں) تو پکار کر کہنے لگے اللہ کے بندو! یہ میرا باپ ہے۔ یہ میرا باپ ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بخدا! لوگ نہ رُکے حتی کہ اسے قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے ہشام کے والد نے کہا بخدا! حذیفہ اس کے باعث ہمیشہ غمزدہ رہتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

— (حدیث ۳۰۷۵ کی شرح دیکھیں) —

باب — ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا نسب یہ ہے: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس،، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ابوسفیان کی بیوی ہیں۔ اُن کا والد جنگِ بدر میں قتل ہو گیا تھا وہ اپنے شوہر ابوسفیان کے ہمراہ جنگِ اُحُد میں موجود تھیں اور سردارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی رغبت دلاتی تھیں۔ کیونکہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن ہند کے چچا شیبہ کو قتل کیا تھا۔ حبشی بن حرب نے امیر حمزہ کو قتل کیا پھر وہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گیا۔ ہند بہت عقلمند عورت تھیں۔ ابوسفیان کے نکاح میں آنے سے پہلے فاکہ بن مغیرہ مخزومی کی بیوی تھیں۔ فاکہ نے انہیں طلاق دے دی تو ابوسفیان نے ان سے نکاح کر لیا اور حضرتِ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئیں۔

۳۵۷۹ — ترجمہ: عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہند بنت عتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ خِبَاءٍ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ قَالَ وَاَیْضًا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْیٰنَ رَجُلٌ مِسِّیْكٌ فَهَلْ عَلَیَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِیْ لَهٗ عِیَالَنَا قَالَ لَا اُرَاهُ اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ

بَابُ حَدِیْثُ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ

میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! روئے زمین پر کسی خاندان کی ذلت مجھے آپ کے گھرانہ کی ذلت سے زیادہ محبوب نہ تھی۔ اب روئے زمین پر کوئی گھرانہ نہیں جو مجھے آپ کے گھرانہ سے زیادہ محبوب ہو۔ ہند نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وایضًا" (تیری محبت اور زیادہ ہوگی) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میری جان ہے۔ ہند نے کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان بخیل مرد ہے۔ کیا مجھ پر گناہ تو نہیں کہ میں اس کے مال سے اپنے بچوں کو کچھ کھلاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عام رواج کے مطابق کھلانے میں کچھ حرج نہیں۔

۳۵۷۹ — شرح: خباء۔ صوف کا خیمہ ہے جو دو یا تین عمودوں پر ہوتا ہے۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ مراد ہے۔ اس سے ہند نے آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی بزرگی اور خاندانی وجاہت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خباء سے گھرانہ بھی لیا جاتا ہے۔ قولہ قالت وایضًا، یعنی تو اس محبت میں اور زیادہ ہو جائے گی اور تیرے دل میں پختہ ہو جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تیرے دل میں زیادہ ہوگی۔ اور آپ کے ساتھ غیظ وغضب سے تیرا رجوع اور قوی ہوگا۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ بعض مشرک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد اور دشمنی ہند سے بھی زیادہ کرتے تھے اور اس کے مسلمان ہو جانے کے بعد مسلمانوں میں بھی ایسے کئی لوگ تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہند اور اس کے گھرانہ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ اس لئے حدیث کی یہ تفسیر اچھی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ بعض نے اس کا معنیٰ کچھ اور بیان کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب۔ زید بن عمرو بن نفیل کا واقعہ

اُن کا نسب یہ ہے۔ زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزّٰی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی

بن کعب بن لوئی بن غالب بن فرعدی ،، وہ سعید بن زید کے والد ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ بغوی اور ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ وہ اعلان نبوت سے پانچ برس پہلے فوت ہوگئے تھے۔ لیکن اگر صحابی کی تعریف یہ ہو کہ جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے کہ آپ عنقریب مبعوث ہوں گے اور بعثت سے پہلے ہی فوت ہو جائے جیسے زید بن نفیل کا واقعہ ہے تو زید کا صحابہ میں شمار ہوگا ! اور اگر صحابی کی تعریف یہ ہو کہ آپ کی بعثت کے بعد ایمان لاکر آپ کو دیکھے تو ان کا صحابہ میں شمار نہ ہوگا۔

زید توحید کے طالب تھے۔ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے اور شرک سے الگ تھلگ رہتے تھے لیکن بعثت سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پانچ برس پہلے فوت ہوئے جبکہ قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ زکریا سعدی نے کہا جب وہ فوت ہوئے تو جبل حرا کے پاس دفن کئے گئے۔ ابن اسحاق نے کہا جب وہ بلاد لخم کے درمیان گئے تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ زبیر نے کہا ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ زید شام میں تھے جب انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو آپ سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا تو شام کے ایک گاؤں میفعہ والوں نے آپ کو قتل کر دیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زید کی سکونت جبل حرا کے پاس تھی وہ خفیہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تھے۔ پھر وہ دین حق کی تلاش میں شام چلے گئے تو نصاریٰ نے انہیں زہر دے کر قتل کر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو بن نفیل کے متعلق سوال عرض کیا گیا کہ وہ جاہلیت میں قبلہ کی طرف منہ کر کے کہتے تھے کہ میرا خدا وہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کا خدا ہے اور میرا دین ابراہیمی دین ہے۔ پھر سجدہ میں چلے جاتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قیامت میں میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تنہا امت اٹھائے جائیں گے۔ محمد بن سعد نے بنی عدی بن کعب کے حلیف عامر بن ربیعہ سے روایت کی کہ مجھے زید بن عمرو نے کہا میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے۔ اور ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے دین کی پیروی کی ہے۔ وہ اس قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے تھے اور میں اسماعیل کی اولاد سے نبی آخر الزمان کا انتظار کر رہا ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ میں آپ کو نہیں پا سکوں گا اور میں آپ پر ایمان لاتا ہوں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں۔ اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو آپ کو میری طرف سے سلام کہو۔ عامر نے کہا جب میں نے اسلام قبول کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس کے لئے رحم کی دعاء کی اور فرمایا میں نے انہیں جنت میں اپنا دامن گھسیٹتا دیکھا ہے۔ بزار اور طبرانی نے سعید بن زید کی حدیث ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کہا میں اور عمر فاروق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ہے کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر فوت ہوئے ہیں۔ باغندی نے ابو سعید اشج کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

۳۵۸۰ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُولُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللَّهُ وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ إِنْكَارًا لِذَلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ قَالَ مُوسَى حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يُحَدِّثُ بِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّينِ وَيَتْبَعُهُ

سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں گیا تو زید بن نُفیل کے دو باغ دیکھے ابن کثیر نے اس حدیث کے اسناد کو جید کہا ہے۔ لیکن یہ حدیث کی کُتب میں نہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے انہیں بخاری میں ذکر کیا ہے کہ یہ وضاحت کریں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے اُن سے ملاقات کی ہے اور امام بخاری کا میلان بھی اس طرف ہے کہ وہ صحابی ہیں (عینی واصابہ)

۳۵۸۰ـ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عمرو بن نُفیل سے اُسفَل بلدح میں آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے ملاقات کی۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دسترخوان بچھا دیا لیکن آپ نے اس میں سے کچھ کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید نے کہا جو تم بتوں کے نام پہ ذبح کرتے ہو وہ میں نہیں کھاتا ہوں میں تو وہی کھاتا ہوں جس پہ اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ زید بن عمرو قریش کے ذبیحہ کو بُرا سمجھتے تھے اور اسے معیوب جانتے تھے اور

فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ الْيَهُودِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِينِهِمْ فَقَالَ إِنِّي لَعَلِّي أَنْ أَدِينَ
دِينَكُمْ فَأَخْبِرْنِي فَقَالَ لَا تَكُونُ عَلَى دِينِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيبِكَ
مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ
مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيعُهُ فَهَلْ تَدُلُّنِي عَلَى غَيْرِهِ
قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَنِيفًا قَالَ زَيْدٌ وَمَا الْحَنِيفُ
قَالَ دِينُ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ
فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ النَّصَارَى فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ لَنْ تَكُونَ
عَلَى دِينِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ قَالَ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ
لَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيعُ فَهَلْ تَدُلُّنِي عَلَى
غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَنِيفًا قَالَ وَمَا الْحَنِيفُ قَالَ دِينُ
إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَلَمَّا رَأَى زَيْدٌ

کہتے تھے کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور آسمان سے اس کے لئے رزق نازل کیا اور زمین سے اس کے لئے گھاس اگایا پھر تم اسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتے ہو۔ اس کو وہ بہت بُرا سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرتے تھے۔ موسیٰ نے کہا ہم سے سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ مجھے یہی معلوم ہے کہ سالم یہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کرتے تھے کہ زید بن عمرو بن نُفیل شام کی طرف گئے اور وہ دینِ حق کی تلاش میں تھے کہ اس کی پیروی کریں۔ وہ ایک یہودی عالم کو ملے اور اس سے یہودیوں کے دین کے متعلق پوچھا اور کہا شاید میں تمہارا دین اختیار کر لوں۔ لہٰذا مجھے اپنا دین بتاؤ۔ یہودی عالم نے کہا تم ہمارے دین پر نہیں رہ سکتے ہو حتیٰ کہ اللہ کے غضب سے کچھ حصّہ لو۔ زید نے کہا۔ میں اللہ کے غضب ہی سے بھاگا ہوں اور میں کبھی بھی اللہ کے غضب سے کچھ برداشت نہیں کر سکتا ہوں اور نہ اس کی طاقت رکھتا ہوں کیا مجھے کوئی دوسرا بتا سکتے ہو؟ اس نے کہا میں حنیف کے سوا اور کوئی مذہب نہیں جانتا ہُوں۔ زید نے کہا مذہب حنیف کیا ہے؟

قَوْلِهِمْ فِي إِبْرَاهِيمَ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُ أَنِّي عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُولُ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْكُمْ عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ غَيْرِي وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْءُودَةَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ لَا تَقْتُلْهَا أَنَا أَكْفِيكَهَا مَؤُنَتَهَا فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيهَا إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَؤُنَتَهَا

یہودی عالم نے کہا دینِ ابراہیم حنیف ہے۔ وہ یہودی نہیں تھے اور نہ ہی نصرانی تھے۔ وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر زید وہاں سے باہر چلے گئے اور ایک نصرانی عالم سے ملاقات کی اور اس سے بھی اسی طرح ذکر کیا۔ نصرانی نے کہا تم ہمارے دین پر نہیں رہ سکتے ہو حتی کہ اللہ کی لعنت سے کچھ حصہ لو۔

زید نے کہا میں اللہ کی لعنت سے دُور بھاگتا ہوں میں اللہ کی لعنت نہیں برداشت کر سکتا اور نہ ہی اس کے غضب سے کچھ لے سکتا ہوں اور نہ ہی مجھ میں یہ طاقت ہے۔ کیا مجھے کوئی دوسرا مذہب بتا سکتے ہو۔ نصرانی نے کہا میں حنیف کے سوا کوئی مذہب نہیں جانتا ہوں (جو تمہارے مناسب ہو) زید نے کہا حنیف کیا ہے نصرانی نے کہا وہ دینِ ابراہیم ہے وہ یہودی نہ تھے اور نہ ہی نصرانی تھے۔ وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے جب زید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ان کی گفتگو سنی تو وہاں سے نکلے اور جنگل میں پہنچے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوں۔

لیث نے کہا ہشام نے اپنے والد اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم کے ذریعے مجھے لکھا کہ اسماء نے کہا میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پشت لگائے کھڑے دیکھا۔ وہ کہتے تھے اے قریش کے لوگو! خدا تم میں سے میرے سوا کوئی بھی دینِ ابراہیم پر نہیں ہے۔ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے بچاتے تھے اور جب کوئی شخص اپنی لڑکی کو قتل کرنا چاہتا تو اسے کہتے اسے قتل نہ کرو میں اس کا کفیل ہوں اور اس کا تمام خرچہ میں برداشت کرتا ہوں اور اسے لے لیتے تھے۔ جب وہ جوان ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اگر چاہتے ہو تو اسے تمہارے حوالے کر دیتا ہوں اور اگر چاہتے ہو تو اس کا سارا خرچہ برداشت کرتا ہوں۔

۳۵۸۰ شرح : بَلۡدَحۡ : مکہ مکرمہ کے مغرب کی جانب وادی ہے۔ اس کے نشیبی زمین میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو بن نفیل کی ملاقات ہوئی اور لوگوں نے آپ کے سامنے دسترخوان بچھا کر کھانا لگایا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید نے کہا میں بھی اس میں سے نہیں کھاؤں گا جو تم بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہوئیں تو وہی کھاؤں گا جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ زید کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کلام کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔ آپ نے یہ کلام کیوں نہ فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طعام سے کچھ کھایا تھا۔ اگر فرض کر لیں کہ آپ نے اس میں سے کھایا تھا تو زید نے یہ اپنی رائے سے یہ کلام کیا تھا انہیں شریعت کا حکم نہیں پہنچا تھا اور دین ابراہیم سے کچھ بچے ہوئے احکام پر جاہلیت کے زمانہ میں لوگ عمل کرتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں مُردار حرام تھا جیسے اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے وہ حرام نہ تھا۔ یہ تحریم صرف اسلام میں نازل ہوئی تھی اور صحیح تر بات یہ ہے کہ شریعت سے پہلے کوئی شئ حلال و حرام سے موصوف نہیں تھی (سہیلی)

علامہ خطابی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا نہ کھاتے تھے اس کے علاوہ کھا لیتے تھے۔ اگرچہ وہ اللہ کے نام سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔ اور زید نے یہ اپنی رائے سے کہا تھا انہیں کوئی شرعی حکم نہیں پہنچا تھا۔ یہ سہیلی نے کہا ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں غیر اللہ کے نام سے جو ذبح کیا جائے وہ حرام تھا۔ کیونکہ وہ بتوں کے دشمن تھے (قسطلانی)

طبرانی نے سعید بن زید سے روایت کی کہ زید بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دینِ حق کی تلاش میں نکلے تھے حتیٰ کہ وہ ملک شام میں پہنچے ورقہ تو نصرانی ہو گیا لیکن زید بن عمرو بن نفیل اس سے رُک گیا اور موصل میں آکر ایک راہب سے ملاقات کی تو اس نے زید پر نصرانیت پیش کی جس کا زید نے انکار کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ عبد اللہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور اسے بخش دیا ہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر فوت ہوئے تھے۔

عرب میں لوگ اسلام سے پہلے زندہ لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ اس کا اصل سبب یہ تھا کہ ایک عربی نے کسی دوسرے عربی کی لڑکی اغوا کر لی اور اسے بیوی بنا لیا اس کے والد نے فدیہ دے کر لڑکی کو واپس لینا چاہا اور اسے اختیار دیا کہ وہ کیا پسند کرتی ہے۔ لڑکی نے اسی شخص کو پسند کیا جس نے اسے قید کیا تھا اور اپنی بیوی بنا لیا تھا اس پر اس کے والد کو غیرت آئی اور اس نے قسم کھائی کہ اس کی جو لڑکی پیدا ہوگی وہ اسے قتل کر دے گا۔ اس پر اور لوگوں نے بھی اس کی متابعت میں لڑکیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ان میں سے اکثر لوگ بھوک کے باعث انہیں قتل کرتے تھے۔ زید بن عمرو نے ایک تحریک چلائی جس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ایسا ظلم نہ کریں اور وہ لڑکیوں کی کفالت کیا کرتے تھے۔ جب وہ جوان ہو جاتیں تو ان کے والدین کے حوالے کر دیتے تھے۔

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

باب کعبہ کی تعمیر

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قریش نے کعبہ کی تعمیر کی۔ ابن اسحاق نے کہا اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس برس تھی۔ اسحاق بن راہویہ نے خالد بن عرعرہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیت اللہ کی تعمیر کے قصہ میں روایت کی کہ بیت اللہ پر کچھ وقت گزرا اور وہ خود بخود گر گیا تو قوم عمالقہ نے اس کی تعمیر کی پھر کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ گر گیا تو قبیلہ جرہم نے اس کی تعمیر کی پھر کچھ زمانہ گزرنے کے بعد گر گیا تو قریش نے اس کی تعمیر کی اور اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان تھے۔ جب انھوں نے حجرِ اسود کو رکھنا چاہا تو ان میں جھگڑا پڑ گیا اور فیصلہ یہ ہوا کہ اس گلی سے جو شخص سب سے پہلے نکلے اس کا فیصلہ قابلِ قبول ہوگا۔ چنانچہ اس گلی سے سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ ایک چادر بچھا دیں اور اس میں حجرِ اسود رکھ دیں پھر اسے ہر قبیلہ میں سے ایک ایک شخص اٹھائے چنانچہ اسے اٹھایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر اپنے دستِ اقدس سے حجرِ اسود کو نصب کر دیا۔

سب سے پہلے کعبہ کی تعمیر کرنے والے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کی تاکہ اس کا طواف کریں۔ محمد بن اسحاق نے کہا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی۔ کہا گیا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے پہلے تعمیر کی تاکہ اس کا طواف کریں۔

محمد بن اسحاق نے کہا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی۔ کہا گیا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے پہلے تعمیر کی اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بیت المعمور تھا پھر اسے اٹھا لیا گیا۔ کہا گیا ہے کہ طوفان کے وقت اٹھایا گیا۔ بعض نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کعبہ نو گز تھا اور اس کی چھت نہ تھی جب اسلام سے پہلے قریش نے تعمیر کی تو اس میں نو گز کا اضافہ کر دیا تو کل اٹھارہ گز کعبہ تھا۔ اس کا دروازہ زمین سے اونچا رکھا سیڑھی کے بغیر وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر نے تعمیر کی تو اس میں نو گز اور اضافہ کر دیا تو کعبہ ستائیس گز ہو گیا۔ اب تک انہی بنیادوں پر ہے۔ (عینی)

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۵۸۱ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا بُنِیَتِ الْکَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ یَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلْ اِزَارَكَ عَلٰی رَقَبَتِكَ یَقِیْكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَخَرَّ اِلَی الْاَرْضِ وَطَمَحَتْ عَیْنَاهُ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اِزَارِیْ اِزَارِیْ فَشُدَّ عَلَیْهِ اِزَارُهٗ

۳۵۸۲ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ یَزِیْدَ قَالَ لَمْ یَکُنْ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْبَیْتِ حَائِطٌ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَیْتِ حَتّٰی کَانَ عُمَرُ فَبَنٰی حَوْلَهٗ حَائِطًا قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ جَدْرُهٗ قَصِیْرٌ فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَیْرِ

۳۵۸۱ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جب کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے تو حضرت عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنا تہبند اتار کر کندھے پہ رکھ لیں جو آپ کو پتھروں کی رگڑ سے محفوظ رکھے (آپ نے تہبند کندھے پر کر لیا اور کشفِ عورت ہوا) تو آپ زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان کو لگ گئیں۔ پھر آفاقہ ہوا تو فرمایا میرا تہبند، میرا تہبند تو وہ تہبند آپ کے باندھ دیا گیا۔

۳۵۸۱ — شرح: یہ اظہارِ نبوت سے پانچ سال قبل کا واقعہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق پندرہ سال قبل کا ہے۔ علماء نے کہا بیت اللہ پانچ بار تعمیر ہوا۔ ایک بار فرشتوں نے تعمیر کیا۔ پھر آدم علیہ السلام نے پھر ابراہیم علیہ السلام نے پھر جاہلیت کے زمانہ میں قریش

بَابُ اَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

٣٥٨٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَاشُوْرَاءُ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَا يَصُوْمُهُ ـ

تعمیر کیا۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر کعبہ میں شریک تھے۔ اسی وقت آپ کا تہ بند گرا تھا۔ پھر عبد اللہ بن زبیر نے پھر حجاج بن یوسف نے تعمیر کیا اب تک انہی بنیادوں پر ہے۔

(حدیث ع ــــــ (اول کتاب الصلوٰۃ) کی شرح دیکھیں)

٣٥٨٢ ــ ترجمہ: عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن ابی یزید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں بیت اللہ کے ارد گرد دیوار نہ تھی۔ لوگ بیت اللہ کے ارد گرد نماز پڑھتے تھے۔ حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو اُنھوں نے اس کے ارد گرد دیوار تعمیر کردی۔ عبید اللہ نے کہا اس کی دیواریں چھوٹی تھیں تو عبد اللہ بن زبیر نے اس کی تعمیر کرائی۔

٣٥٨٢ ــ شرح: یعنی عبد اللہ بن زُبیر نے بیت اللہ کی دیواریں اُونچی کرادیں۔ ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی ہیں۔ عبید اللہ بن ابی یزید مکی ہیں اور اہلِ کوفہ کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ اور عمرو بن دینار دونوں تابعی ہیں۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے۔ کہا گیا ہے کہ منقطع ہے (عینی)۔

باب ــــ جاہلیّت کا زمانہ

اسلام سے پہلا زمانہ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سرورِ کون ومکان کے درمیان فترت کا زمانہ جاہلیّت کا زمانہ ہے۔ کیونکہ اس دَور میں جاہلیت بکثرت تھی۔

۳۵۸۴ _ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوا يُرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَكَانُوا يُسَمُّونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ قَالَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ

۳۵۸۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عاشوراء کے روز جاہلیت کے زمانہ میں قریش روزہ رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو عاشورہ کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان مبارک نازل ہوا تو جو چاہتا عاشورہ کا روزہ رکھتا جو چاہتا نہ رکھتا۔

(حدیث ۱۸۷۶ تا ۱۸۷۷ کی شرح دیکھیں)

۳۵۸۴ — ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین میں بہت بڑا گناہ ہے اور محرم کو صفر کہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب اونٹ کی پشت کا زخم اچھا ہو جائے اور اس کا نشان جاتا رہے تو عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ کرنا حلال ہو جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چوتھی ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے عمرہ بنالیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا ہر شئی حلال ہے۔

۳۵۸۴ — شرح: جاہلیت میں لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ ذوالحجہ کو محرم تک اور محرم کو صفر تک الخ مؤخر کیا کرتے تھے اس طرح کے اور بھی تصرفات کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم نے اسے فرمایا کہ یہ کفر میں زیادتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ،، اور وہ کہا کرتے تھے جب اونٹ کی پشت کا زخم اچھا ہو جائے اور اس کا نشان جاتا رہے اور غالباً زخم کا اچھا ہونا اور اس کے نشان کا مٹ جانا ماہ صفر گزر جانے کے بعد ہی ہوتا تھا۔ اس طرح وہ مہینوں میں تقدیم و تاخیر

۳۵۸۵ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ نُشَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَآءَ سَيْلٌ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سُفْيٰنُ وَيَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ لَهٗ شَاْنٌ

کر لیا کرتے تھے۔ اس ناروا زیادتی کو ختم کرنے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جبکہ انھوں نے چار ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ رکھا تھا کہ یہ احرام کھول دیں اور اس کے باعث جو شئی تمہارے لئے حرام ہوئی تھی وہ سب حلال ہیں۔ اور حج کا احرام کھولنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھنے کا حکم دیا تاکہ مشرکوں کا رد ہو۔ (حدیث ع ۱۴۷۰ کی شرح دیکھیں)

۳۵۸۵ــــ **ترجمہ** : سعید بن مسیّب نے اپنے والد سے انھوں نے سعید کے دادے سے روایت کی کہ جاہلیت کے زمانہ میں سیلاب آیا تو دونوں پہاڑوں میں پھیل گیا سفیان نے کہا عمرو کہتے ہیں۔ اس کی داستان طویل ہے۔

۳۵۸۵ــــ **شرح** : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طوفان میں بیت اللہ کے محفوظ رہنے اور آسمان پر اُٹھ جانے اور اس سیلاب میں غرق ہو جانے کی حکمت اللہ ہی جانتا ہے۔ شاید یہ اس لئے ہو گا کہ طوفانِ نوح عذاب تھا اور یہ سیلاب عذاب نہیں تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ عجیب تصرّف ہے۔ کیونکہ طوفان آیا تھا۔ بیت المعمور بیت اللہ کی جگہ تھا اور جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا گیا تھا۔ تو وہ ہندوستان سے یہاں آئے تھے۔ کہا گیا ہے کہ جب حضرت شیث علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انھوں نے کعبہ کی تعمیر کی۔ ابن ہشام نے کہا طوفان کے وقت پانی کعبہ تک نہیں پہنچا تھا۔ لیکن اس کے ارد گرد کھڑا رہا تھا اور بیت اللہ آسمان تک ہوا میں رہا تھا اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کشتی میں بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔ پھر اسے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کیا۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہما

سعید بن مسیّب بن حزن بن عمرو مخزومی قرشی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے دادا سے فرمایا جبکہ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوا تمہارا نام کیا ہے؟ انھوں نے حزن نام بتایا آپ نے فرمایا بلکہ تو سہل ہے۔ اس نے

٣٥٨٦ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ أَبِي بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَآهَا لَا تَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَكَلَّمُ قَالُوا حَجَّتْ مُصْمِتَةً فَقَالَ لَهَا تَكَلَّمِي فَإِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ مَنْ أَنْتَ قَالَ امْرُؤٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أَيُّ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنْ أَيِّ قُرَيْشٍ أَنْتَ قَالَ إِنَّكِ لَسَؤُولٌ أَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَاؤُنَا عَلَى هٰذَا الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِي جَاءَ اللّٰهُ بِهِ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْأَئِمَّةُ قَالَ أَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُءُوسٌ وَأَشْرَافٌ يَأْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ قَالَتْ بَلَى فَهُمْ أُولٰئِكَ عَلَى النَّاسِ —

کہا میں اپنے باپ کا رکھا ہوا نام تبدیل نہیں کروں گا۔ سعید کہا کرتے تھے کہ اس کے بعد حزونۃ یعنی غم واندوہ ہمیشہ ہم میں رہا۔ امام نووی نے کہا حفاظِ حدیث نے کہا مسیّب سے صرف ان کے بیٹے سعید ہی روایت کرتے ہیں اور اس میں ابوعبداللہ حاکم کا رد ہے کیونکہ انھوں نے بخاری پر اعتراض کیا تھا کہ بخاری نے کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں کی جس میں مروی عنہ سے روایت کرنے والا صرف ایک راوی ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٥٨٦ — ترجمہ: قیس بن ابی حازم نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت کے پاس گئے جسے زینب کہا جاتا تھا اسے دیکھا کہ وہ بات نہیں کرتی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا کیا حال ہے کہ وہ بات کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے کہا کہ وہ خاموشی سے حج کرتی ہے۔ ابوبکر صدیق نے اسے کہا بات کرو چپ رہنا جائز نہیں یہ جاہلیت کا طریقہ ہے (یہ سن کر) اس نے کلام کرنا شروع کیا اور کہا تم کون ہو؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ مہاجر ہیں اس نے کہا کونسے مہاجر ہو فرمایا قریشی۔ اس نے کہا قریش کے کس قبیلہ سے ہو؟ فرمایا تو بہت سوال کرتی ہے میں ابوبکر ہوں۔ اس نے کہا اس نیک امر پہ جو اللہ تعالیٰ نے

۳۵۸۷ — حَدَّثَنِیْ فَرْوَۃُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَسْلَمَتْ امْرَاَۃٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِی الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَكَانَتْ تَاْتِیْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَاِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِیْثِهَا قَالَتْ وَیَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیْبِ رَبِّنَا اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَۃِ الْكُفْرِ اَنْجَانِیْ فَلَمَّا اَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَا یَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ خَرَجَتْ جُوَیْرِیَۃٌ لِبَعْضِ اَهْلِیْ وَعَلَیْهَا وِشَاحٌ مِنْ اَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْهَا فَانْحَطَّتْ عَلَیْهِ الْحُدَیَّا وَهِیَ تَحْسَبُهٗ لَحْمًا فَاَخَذَتْ فَاتَّهَمُوْنِیْ بِهٖ فَعَذَّبُوْنِیْ بِهٖ حَتّٰی بَلَغَ مِنْ اَمْرِیْ

ہمیں جاہلیت کے بعد عطا کیا ہے۔ ہم کتنا عرصہ باقی رہیں گے۔ فرمایا اس پر تمہاری بقاء رہے گی جب تک تمہارے امام درست ہوں گے۔ اُس نے کہا امام کون ہیں؟ فرمایا کیا تیری قوم میں شریف، سردار نہیں ہیں جو لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور وہ ان کی اطاعت کرتے ہیں اُس نے کہا کیوں نہیں! فرمایا بس یہی لوگوں کے امام ہیں۔

۳۵۸۶ — شرح: اُس عورت نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اور اس میں خاموش رہے گی لیکن یہ شریعت میں جائز نہیں اور اس میں جاہلیت کے لوگوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے بکثرت سوال دیکھ کر فرمایا توسئول، ہے یعنی بہت سوال پوچھنے والی حالانکہ چاہیئے یوں تھا کہ آپ صیغہ مؤنث "سئولہ" فرماتے لیکن فعول میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت عقلمند تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسے کثرتِ کلام کی عادت ہے اور سکوت و خاموشی کا التزام کرنا اس کے لئے بہتر ہے اور امر صالح سے مراد اسلام ہے اور ائمۃ کی بقاؤ ان کی استقامت سے مراد یہ ہے کہ ان کی استقامت سے حدود قائم ہوں لوگوں کے حقوق محفوظ ہوں اور ہر شئے مناسب مقام میں ہو۔

۳۵۸۷ — ترجمہ: عروہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک حبشی عورت جو ایک عربی کی لونڈی تھی مسلمان ہو گئی۔ مسجد کے پاس اس کا چھوٹا سا مکان تھا۔ ام المؤمنین نے کہا وہ ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور باتیں کیا کرتی تھی۔ جب وہ اپنی باتوں سے فارغ

اَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِي وَاَنَا فِي كَرْبِي اِذْ اَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتّٰى وَازَتْ بِرُءُوْسِنَا ثُمَّ اَلْقَتْهُ فَاَخَذُوْهُ فَقُلْتُ لَهُمْ هٰذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُوْنِي بِهٖ وَاَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ

۳۵۸۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِاٰبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ

ہوتی تو کہتی: اور ہار والا دن ہمارے رب کی قدرت کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ سُن لیں کہ اُس نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی،، جب وہ یہ بکثرت کہنے لگی تو ام المؤمنین نے اسے فرمایا۔ ہار کا دن کیسا ہے۔ اُس نے کہا میرے ایک مالک کی بچی باہر نکلی جبکہ اس پر چمڑے کا ہار تھا۔ وہ اس سے گر گیا تو ایک چیل اس پر جھپٹی اور وہ اسے گوشت گمان کرتی تھی وہ اسے لے گئی۔ لوگوں نے مجھے متہم کیا اور مجھے سخت عذاب دینے لگے حتیٰ کہ میرا حال یہاں تک پہنچ گیا کہ انھوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی۔ ایک وقت وہ میرے اردگرد تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی۔ اچانک وہی چیل آئی حتیٰ کہ ہمارے سروں کے موازی ہوکر وہ ہار زمین پر پھینک دیا۔ لوگوں نے وہ پکڑ لیا تو میں نے اُن سے کہا یہ وہ ہار ہے تم نے جس کی تہمت مجھ پر لگائی تھی۔ حالانکہ میں اس سے بری تھی،،

(حدیث ۴۲۹ کی شرح دیکھیں)

۳۵۸۸ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! جو قسم کھانا چاہے۔ وہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے قریش اپنے باپ دادوں کی قسم کھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ۔

۳۵۸۸ — شرح: یعنی جو کوئی قسم سے قول یا فعل کی تاکید کرنا چاہے۔ تو اللہ کی قسم کھائے کیونکہ جس کی قسم کھائی جائے قسم میں اس کی تعظیم مطلوب ہوتی ہے اور حقیقی عظمت صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ لہٰذا اللہ کے غیر کو اس کے مشابہ نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرا ایک سو بار اللہ کی قسم کھاکر گنہگار ہونا اس سے بہتر ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھاکر بری ہو جاؤں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے بغیر قسم کھانا مکروہ ہے۔ لہٰذا نبی، کعبہ، ملائکہ، امانت، روح وغیرہ کی قسم کھانا

۳۵۸۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُومُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُومُونَ لَهَا إِذَا رَأَوْهَا كُنْتِ فِي أَهْلِكِ مَا أَنْتِ مَرَّتَيْنِ

مکروہ ہے۔ امانت کی قسم کھانا بہت سخت مکروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مخلوق کی قسمیں کھائی ہیں۔ وہ مخلوق کو شرافت و بزرگی دینے کے لئے قسمیں اٹھا سکتا ہے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ، غیر اللہ کی قسمیں کھانا جاہلیت میں عام رواج تھا۔ اسلام نے اس سے منع کر دیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَفْلَحَ وَ اَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کی قسم کھائی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلمہ سے قسم مقصود نہ تھی بلکہ یہ ویسے زبان شریف پر جاری ہو گیا تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ ان جملوں میں سے جو تاکید اور تقریر کے لئے کلام میں زائد ذکر کئے جاتے ہیں۔ ان سے قسم مراد نہیں ہوتی جیسے محض اختصاص کے لئے نداء کا صیغہ زائد ذکر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ نداء مقصود نہیں ہوتی (عینی)

۳۵۸۹ — ترجمہ: ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو نے خبر دی کہ عبد الرحمن بن قاسم نے ان سے بیان کیا کہ قاسم جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے اور اسے دیکھ کر کھڑے ہوتے تھے۔ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتے تھے کہ اہل جاہلیت جنازہ کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے جبکہ اسے دیکھتے تھے اور دو مرتبہ کہا کرتے تھے کہ تو وہی ہے جو اپنے اہل کے پاس تھا۔

۳۵۸۹ — شرح: قولہ كُنْتِ فِيْ اَهْلِكِ مَا اَنْتِ، کی ترکیب کچھ اس طرح ہے کہ لفظ "ما" موصولہ ہے۔ اور بعض صلہ محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اَلَّذِیْ اَنْتِ فِيْهِ كُنْتِ فِي الْحَيَاةِ مِثْلَهٗ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ، یعنی تیرا وہی حال ہے جو حیات کا حال تھا اگر وہ اچھا تھا تو اب بھی اچھا ہوگا اگر وہ برا تھا تو اب بھی برا ہوگا۔ کیونکہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ تھا کہ مرنے کے بعد انسان کی روح اس طرح کا پرندہ ہو جاتی ہے۔ اسے وہ صدی اور ہام کہتے تھے۔ یا لفظ "ما" استفہامیہ ہے یعنی تو اپنے گھر میں شریف تھا اب کس حال میں ہے؟ یا لفظ "ما" نافیہ ہے۔ اور لفظ "مرتین" مقول کا تتمہ ہے یعنی کبھی تو اپنی قوم میں تھا۔ کبھی ان میں نہ ہوگا۔ چنانچہ کافروں کا یہی عقیدہ تھا وہ کہتے تھے۔ ہماری زندگی صرف دنیاوی زندگی ہے۔ مر گئے اور جئیں گے ہم کو صرف زمانہ ہلاک کرتا ہے۔ (کرمانی)

۳۵۹۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلٰى ثَبِيْرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ

۳۵۹۱ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ وَكَاْسًا دِهَاقًا قَالَ مَلْاٰى مُتَتَابِعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ اِسْقِنَا كَاْسًا دِهَاقًا

۳۵۹۰ — ترجمہ: عمرو بن میمون نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مشرک لوگ مزدلفہ سے نہیں نکلتے تھے۔ حتیٰ کہ سورج کی دھوپ ثبیر پہاڑ پر آجاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور طلوع شمس سے پہلے مزدلفہ سے نکل گئے

(حدیث ۱۵۷۹ کی شرح دیکھیں)

۳۵۹۱ — ترجمہ: حُصین نے عکرمہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا، دکاسًا دہاقًا کے معنی ہیں بھرا ہُوا پیالہ۔ اُنھوں نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سُنا کہ وہ جاہلیت میں کہتے تھے۔ ہمیں بھرا ہُوا پیالہ پلاؤ۔

۳۵۹۱ — شرح: یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں یہ کہا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اظہارِ نبوت کے دس سال بعد پیدا ہُوئے تھے اُنھوں نے جاہلیت کا زمانہ نہیں پایا اس لئے اُنھوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سُنا الخ

حُصین بن عبد الرحمٰن سلمی کوفی ہیں۔ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۳۵۹۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِیْدٍ اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ اُمَیَّةُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ

۳۵۹۲ — **ترجمہ:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھی بات جو شاعر نے کہی۔ لَبِید کی بات ہے کہ اللہ کے سوا ہر شئ فانی ہے اور قریب تھا کہ اُمیہ بن صلت مسلمان ہوجاتا۔

۳۵۹۲ — **شرح:** لَبِید بن ربیعہ عامری صحابی شاعر تھے۔ وہ جاہلیت میں نامور شعراء میں سے تھے ان کی کنیت ابوعُقیل ہے۔ اُنھوں نے اسلام لانے کے بعد کوئی شعر نہیں کہا تھا اور یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شعر کا بدل قرآن دیا ہے۔ ان کی عمر ایک سَو چون سال تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں کوفہ میں فوت ہُوئے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لَبِید نے کہا کہ اللہ کے سوا ہر شئ باطل ہے۔ حالانکہ دُنیا میں طاعات، عبادات تو یقیناً ہیں۔ اور وہ باطل نہیں ہیں اور آخرت میں ثواب و عقاب بھی باطل نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باطل کا معنی فانی ہے جو باقی نہ رہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کی ذات کے سوا ہر شئ فنا ہونے والی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ "مَا خَلَا اللّٰهَ" سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کی صفاتِ ذاتیہ اور فعلیہ رحمت عذاب وغیرہ ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ جنت اور دوزخ اللہ کے باقی رکھنے سے باقی رہیں گی۔ اور ان میں رہنے والوں کو ہمیشہ باقی رکھے گا۔ اور اللہ کے سوا ہر شئ کا لذاتہ زائل ہونا جائز ہے۔ اور ہر شئ اللہ کے باقی رکھنے سے باقی ہے۔ شاعر کے شعر کا دوسرا حصہ یہ ہے ؎ كُلُّ نَعِیْمٍ لَا مُحَالَةَ زَائِلٌ، یعنی ہر نعمت یقیناً زائل ہونے والی ہے۔ اُمیہ بن ابی صلت عبداللہ ثقفی ہے۔ وہ جاہلیت کے زمانہ میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اور بعثت پر ایمان رکھتا تھا۔ لیکن جب اسلام کا ظہور ہُوا تو مسلمان نہ ہُوا۔ صحیح مسلم میں شَرِید بن سُوَید سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہُوا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا تجھے اُمیہ بن ابی صلت کا کوئی شعر یاد ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کہو میں نے اس کے اشعار سے ایک بیت پڑھا فرمایا اور پڑھو میں نے اس کے تقریباً ایک سو اشعار پڑھے تو آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے شعر میں مسلمان ہونے کے قریب تھا (عینی، کرمانی، علامہ قسطلانی نے کہا۔ کہا گیا ہے کہ وہ نصرانی ہوگیا تھا اس کے اشعار میں اکثر توحید کا ذکر ہوتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لَبِید سے فرمایا کوئی شعر

۳۵۹۳۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ لِاَبِیْ بَکْرٍ غُلَامٌ یُخْرِجُ لَہُ الْخَرَاجَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یَاْکُلُ مِنْ خَرَاجِہٖ فَجَآءَ یَوْمًا بِشَیْءٍ فَاَکَلَ مِنْہُ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ لَہُ الْغُلَامُ تَدْرِیْ مَا ھٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَمَا ھُوَ قَالَ کُنْتُ تَکَھَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَمَا اُحْسِنُ الْکِھَانَۃَ اِلَّا اَنِّیْ خَدَعْتُہٗ فَلَقِیَنِیْ فَاَعْطَانِیْ بِذٰلِکَ فَھٰذَا الَّذِیْ اَکَلْتَ مِنْہُ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَہٗ فَقَآءَ کُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِہٖ

سناؤ تو اس نے کہا جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۂ بقرہ کا علم دیا ہے اس کے بعد مجھے شعر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۵۹۳۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں خراج (محصول) لاکر دیا کرتا تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق وہ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ کوئی شئ لایا تو انھوں نے اس سے کچھ کھایا تو غلام نے اُن سے کہا آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ ابوبکر صدیق نے فرمایا یہ کیا ہے؟ غلام نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں کہانت کی تھی۔ حالانکہ میں کہانت نہ جانتا تھا میں نے صرف اس شخص کو دھوکا دیا تھا۔ وہ مجھے ملا ہے۔ اس نے اس کہانت کا بدل مجھے دیا ہے یہ وہی ہے جو آپ نے اس سے کھایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ گلے میں ڈال کر پیٹ میں ہر شئ کو قے کرکے باہر نکال دیا۔

۳۵۹۳۔ شرح: خراج وہ ہے جو غلام کسب کرکے اپنے آقا کو یومیہ ادا کرتا ہے جو اس پر مقرر کیا ہوتا ہے۔ کہانت وہ ہے جو حساب وغیرہ کے ذریعے آنے والے حالات بتاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیٹ کی ہر شئ اس لئے قے کرکے باہر نکال دی کہ کاہن کی اُجرت حرام ہے اور دھوکہ کے ذریعے حاصل کردہ شئ حرام ہے۔ ابن تین نے کہا اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی ہر شئ ختم کر دی ہے۔ اگر اسلام میں کہانت ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جتنا کھایا تھا اس کی مثل دیتے ورنہ اس کی قیمت ادا کر دیتے (کرمانی، عینی)

۳۵۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُونَ لُحُومَ الْجَزُورِ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ قَالَ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلُ الَّذِي نُتِجَتْ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ

۳۵۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْأَنْصَارِ وَكَانَ يَقُولُ لِي فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا

اَلْقَسَامَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

۳۵۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِينَا

۳۵۹۴۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت آپس میں اونٹوں کی خرید و فروخت حبل حبلہ کی مدت تک کیا کرتے تھے اور حبل حبلہ یہ ہے کہ اونٹنی کے بچہ پیدا ہو پھر وہ بچہ حاملہ ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے (حدیث ۲۰۱۲ کی شرح دیکھیں)

۳۵۹۵۔ ترجمہ: غیلان بن جریر نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتے تھے۔ وہ ہمیں انصار کی باتیں بیان کیا کرتے تھے۔ اور مجھے کہا کرتے تھے تمہاری قوم نے فلاں فلاں روز ایسا ایسا کیا تمہاری قوم نے فلاں فلاں روز ایسا ایسا کیا (حضرت انس

بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اسْتَاجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذٍ أُخْرٰى فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِيْ إِبِلِهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهٖ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهٖ فَقَالَ أَغِثْنِيْ بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِيْ لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِهٖ فَلَمَّا نَزَلُوْا عُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيْرًا وَّاحِدًا فَقَالَ الَّذِي اسْتَاجَرَهُ مَا شَأْنُ هٰذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهٗ عِقَالٌ قَالَ فَأَيْنَ عِقَالُهٗ قَالَ فَحَذَفَهٗ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا أَجَلُهٗ فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهٗ قَالَ هَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّيْ رِسَالَةً مَّرَّةً مِّنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكُنْتَ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا اٰلَ قُرَيْشٍ فَإِذَا أَجَابُوْكَ فَنَادِ يَا اٰلَ بَنِيْ هَاشِمٍ فَإِنْ أَجَابُوْكَ فَسَلْ عَنْ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ فِيْ عِقَالٍ وَمَاتَ الْمُسْتَاجِرُ فَلَمَّا

رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانہ میں انصار کے وقائع ذکر کرتے تھے۔

جاہلیّت کے زمانہ میں قسامت

۳۵۹۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں سب سے پہلی قسامت ہم میں یعنی بنی ہاشم میں ہوئی۔ بنی ہاشم کے ایک شخص کو قریش قبیلہ کی دوسری شاخ کے ایک شخص نے اُجرت پر رکھا تھا۔ وہ اس کے ساتھ اونٹوں میں چلا۔ تو اس کے پاس سے بنی ہاشم کا ایک شخص گزرا جبکہ اس کے غلہ کی بوری کا بندھن ٹوٹ چکا تھا۔ اُس نے کہا مجھے رسی دو جس کے ساتھ میں بوری کا منہ باندھ لوں تاکہ اونٹ بھاگ نہ جائیں۔ اس نے اسے رسی دے دی جس کے ساتھ اس شخص نے اپنی بوری کا منہ باندھ لیا۔ جب وہ ایک جگہ ٹھہرے تو ایک اونٹ کے سوا تمام اونٹ باندھے گئے جس

قَدِمَ الَّذِیْ اسْتَاجَرَہٗ اَتَاہُ اَبُوْطَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ
مَرِضَ فَاَحْسَنْتُ الْقِیَامَ عَلَیْهِ فَوَلِیْتُ دَفْنَہٗ قَالَ قَدْ کَانَ اَهْلَ ذَاکَ
مِنْکَ فَمَکُثَ حِیْنًا ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِیْ اَوْصٰی اِلَیْهِ اَنْ یُّبْلِغَ عَنْهُ
وَافَی الْمَوْسِمَ فَقَالَ یَا اٰلَ قُرَیْشٍ قَالُوْا هٰذِهٖ قُرَیْشٌ قَالَ یَا اٰلَ بَنِیْ هَاشِمٍ قَالُوْا
هٰذِهٖ بَنُوْ هَاشِمٍ قَالَ اَیْنَ اَبُوْطَالِبٍ قَالُوْا هٰذَا اَبُوْطَالِبٍ قَالَ اَمَرَنِیْ فُلَانٌ
اَنْ اُبْلِغَکَ رِسَالَةً اَنَّ فُلَانًا قَتَلَهٗ فِیْ عِقَالٍ فَاَتَاہُ اَبُوْطَالِبٍ فَقَالَ
اخْتَرْ مِنَّا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤَدِّیَ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ
فَاِنَّکَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَاِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُوْنَ مِنْ قَوْمِکَ اَنَّکَ
لَمْ تَقْتُلْهُ فَاِنْ اَبَیْتَ قَتَلْنَاکَ بِهٖ فَاَتٰی قَوْمَهٗ فَقَالُوْا نَحْلِفُ فَاَتَتْهُ
امْرَاَةٌ مِّنْ بَنِیْ هَاشِمٍ کَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهٗ

شخص نے ہاشمی کو اجرت پر لیا تھا اس نے کہا اس اونٹ کا کیا حال ہے کہ اسے دُوسرے اُونٹوں کی طرح باندھا نہیں گیا۔ ہاشمی نے کہا اس کی رسّی نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا اس کی اپنی رسّی کہاں ہے۔ پھر اسے لاٹھی سے مارا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ پھر اس کے پاس سے ایک یمنی گزرا تو زخمی ہاشمی نے کہا کیا تم حج کو جارہے ہو۔ اُس نے کہا میں حج کو نہیں جارہا کبھی چلا بھی جاتا ہوں۔ ہاشمی نے کہا جس سال تم حج کے موسم میں جاؤ کیا وہاں میرا پیغام پہنچادو گے۔ یمنی نے کہا جی ہاں ہاشمی (جبکہ اس کے آخری سانس تھے) نے کہا جب تم حج کے موسم میں جاؤ تو آواز دو اور کہو یا آلِ قریش جب وہ تمہیں جواب دیں تو کہو یا آل بنی ہاشم اگر وہ تمہیں جواب دیں تو ابوطالب کا پوچھو اور انہیں میرا واقعہ بیان کرو۔ کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رسّی کے عوض قتل کردیا ہے (یہ کہہ کر ہاشمی فوت ہوگیا) جس شخص نے اسے اُجرت پر لیا تھا اس کے پاس ابوطالب آئے اور کہا ہمارے ساتھی کا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا وہ بیمار ہوگیا تھا۔ میں نے اس کی اچھی طرح عیادت کی تھی اور اس کے دفن کا انتظام کیا۔ ابوطالب نے کہا تم سے یہی توقع تھی۔ تھوڑا وقت ہی گزرا ہوگا کہ وہ مرد آگیا جسے اُس نے وصیت کی تھی کہ اس کا پیغام پہنچائے جبکہ وہ موسمِ حج میں آئے۔ اُس نے آتے ہی کہا اے آلِ قریش! لوگوں نے کہا قریش یہ ہیں۔ پھر اس نے کہا اے آلِ بنی ہاشم

فَقَالَتْ يَا أَبَا طَالِبٍ أُحِبُّ أَنْ تُجِيزَ ابْنِي هٰذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِينَ
وَلَا تُصْبِرْ يَمِينَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَفَعَلَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ
فَقَالَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَرَدْتَ خَمْسِينَ رَجُلًا أَنْ يَحْلِفُوا مَكَانَ مِائَةٍ
مِنَ الْإِبِلِ يُصِيبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيرَانِ هٰذَانِ بَعِيرَانِ فَاقْبَلْهُمَا
عَنِّي وَلَا تُصْبِرْ يَمِينِي حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ
وَّأَرْبَعُونَ فَحَلَفُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا حَالَ
الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَأَرْبَعِينَ عَيْنٌ تَطْرِفُ

لوگوں نے کہا یہ بنو ہاشم ہیں۔ اس نے کہا ابو طالب کہاں ہے لوگوں نے کہا یہ ابو طالب ہے۔ اس نے کہا مجھے فلاں
شخص نے کہا تھا کہ میں تمہیں یہ پیغام دوں کہ فلاں شخص نے اسے ایک رسّی کے بدلہ قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے پاس
ابوطالب گئے اور اسے کہا ہماری طرف سے تین میں سے کوئی ایک اختیار کر لے اگر چاہتا ہے تو سو اونٹ دِیت ادا
کر کیونکہ تو نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ اگر چاہے تو تیری قوم سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں کہ تو نے اس کو
قتل نہیں کیا ہے۔ اگر تو اس کا بھی انکار کرے گا تو ہم اس کے بدلے تجھے قتل کریں گے۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس
آیا تو انھوں نے کہا ہم قسمیں کھاتے ہیں۔ بنی ہاشم سے ایک عورت ابوطالب کے پاس آئی جبکہ وہ ان لوگوں میں سے ایک
شخص کی بیوی تھی۔ اور اس کا اس شخص سے ایک بچہ تھا۔ اس نے ابوطالب سے کہا میں یہ چاہتی ہوں کہ پچاس
آدمیوں میں سے ایک آدمی کے عوض میرے اس بچہ کو معاف کر دو اور جب قسمیں لو تو اس سے قسم نہ لو۔ ابوطالب
نے اسے معاف کر دیا۔ پھر ان میں سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے ابوطالب آپ نے پچاس آدمیوں سے قسم لینے
کا ارادہ کیا ہے جو سو اونٹوں کے عوض قسمیں کھائیں گے جبکہ ہر آدمی کے حصہ دو اونٹ آتے ہیں۔ یہ دو اونٹ میری
طرف سے قبول کیجئے اور جب قسمیں لی جائیں تو مجھ سے قسم نہ لو۔ ابوطالب نے ان کو منظور کر لیا۔ پھر اڑتالیس آئے
اور انھوں نے قسمیں کھائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری
جان ہے۔ ایک سال گزرنے نہ پایا اور ان اڑتالیس میں سے ایک بھی زندہ نہ رہا۔

شرح : قولہ تُجیزُ ،، اگر یہ راء سے ہو تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کو امن دے اور اگر زاء سے ہو تو معنیٰ یہ ہے کہ اس کو امن دے اور

—— ٣٥٩٦

۳۵۹۷ — حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمٌ قَدَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُولِهِ فَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِحُوا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُولِهِ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ

اگر زاء سے ہو تو معنی یہ ہے کہ اس کو قسم ترک کرنے کی اجازت دے۔ یمین صبر" وہ ہے جو مامور بہ پر لازم ہوجاتی ہے۔ اور اس کو قسم دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور اس پر قسم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جوہری نے کہا کہا جاتا ہے صَبَرْتُ الرَّجُلَ إِذَا حَلَفْتَ صَبْرًا" یعنی قسم کھانے میں محبوس کیا جائے حتی کہ وہ قسم کھائے۔ مَصْبُوْرَہ قسم کو کہتے ہیں۔ علامہ خطابی نے کہا قسموں میں صبر کا معنی الزام ہے یعنی کسی پر قسم لازم کر دینا حتی کہ اسے قسم کھانے کی گنجائش نہ رہے۔ حدیث شریف میں ہے قدیم سے یہ طریقہ آرہا ہے کہ آدمی کی دیت سَو اونٹ ہیں اس میں ظالموں کو زجر اور مظلوموں کو تسلی ہے اور ان سب کے ہلاک ہونے میں حکمت یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو ظلم کرنے سے روکیں جبکہ ان میں اس وقت نہ تو کوئی نبی تھا نہ ہی کتاب تھی اور نہ ہی وہ بعثت پر یقین رکھتے تھے۔ اس کے باوجود اگر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو اُن میں سے طاقتور کمزور کو کھا جاتا اور ظالم مظلوم کو ہضم کر جاتا۔ چونکہ قسامت اسلام سے پہلے جاری تھی اور اسلام نے بھی اسی طریقہ پہ جاری رکھا جو جاہلیت میں تھا اور اس میں کچھ رد و بدل نہیں کیا۔ اس طرح کے افعال کو افعالِ حسیہ کہا جاتا ہے۔ اس لئے قسامت افعالِ شرعیہ سے نہیں کیونکہ افعال شرعیہ میں اسلام سے پہلی صورت تبدیل ہوجاتی ہے مُجوالِقٌ"، بضمِ الجیم ہے جیم پر کسرہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں بوری اس کی جمع جَوَالِق جیم پر فتحہ ہے۔ جوالیق بھی اس کی جمع ہے۔ مَوسِمْ"، حج کا زمانہ۔ آل قریش میں لام استغاثہ کے لئے ہے۔ وَافیٰ"، آیا (کرمانی وعینی)

۳۵۹۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یومِ بُعاث کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کے فائدے کے لئے پہلے سے مقرر کر دیا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "مدینہ منورہ" تشریف لائے حالانکہ ان کی جماعتوں میں پھوٹ پڑ چکی ہے اور ان کے سردار قتل اور زخمی ہوچکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہ دن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فائدہ کے لئے متعین کر رکھا تھا۔ ابن وہب نے کہا ہم سے عمرو نے بُکیر بن اشج سے بیان کیا کہ ابن عباس

كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُولُونَ لَا نُجِيزُ الْبَطْحَاءَ إِلَّا شَدًّا

۳۵۹۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ أَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا مِنِّي مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَسْمِعُونِي مَا تَقُولُونَ وَلَا تَذْهَبُوا فَتَقُولُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُولُوا الْحَطِيمُ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِي سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ

کے آزاد کردہ غلام کُریب نے اُن سے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صفا و مروہ کے درمیان بطن وادی میں سعی سنّت نہیں جاہلیّت کے زمانہ کے لوگ یہ سعی کرتے تھے اور کہتے تھے ہم بطحاء سے دوڑ کر ہی گزریں گے۔

۳۵۹۷ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی حج کے ارکان میں سے رکن ہے اور یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت ہے۔ اس کو سنّت نہ کہنا کیسا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سعی سے لغوی معنیٰ مراد ہے۔ اور وہ دوڑنا ہے یعنی مسعیٰ میں دوڑنا سنّت نہیں۔ عام فقہاء بطنِ مسیل میں اس کو مستحب کہتے ہیں اور وہ معروف قدر ہے۔ ابن عباس نے جمہور فقہاء کی مخالفت کی ہے۔ جیسے طواف کی پہلی تین شوطوں میں رمل کرنے میں جمہور کی مخالفت کی ہے (کرمانی)،
علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مسئلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ دوڑنا سنّت نہیں ہے وہ محض سعی کی سُنیّت کی نفی نہیں کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق فقہاء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا صفا اور مروہ میں سعی حج کا رکن ہے۔ احناف کے نزدیک یہ رکن نہیں بلکہ واجب ہے۔

۳۵۹۸ ترجمہ: مُطرف نے بیان کیا کہ میں نے ابوالسفر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جو میں تمہیں کہتا ہوں وہ مجھ سے سنو اور

۳۵۹۹ — حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ نَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اِجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوْهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ

جو تم کہتے ہو وہ مجھے سناؤ (میری بات سنو اور اپنی بات سناؤ) اور بھٹکتے نہ پھرو پھر تم کہو گے ابن عباس نے کہا، ابن عباس نے کہا جو کوئی بیت اللہ کا طواف کرے وہ حطیم کے پیچھے سے کرے اور حطیم نہ کہو کیونکہ جاہلیت میں کوئی آدمی قسم کھاتا تو اپنا کوڑا یا جوتا یا قوس پھینکتا تھا۔

۳۵۹۸ — شرح : حِجر بکسر الحاء میزاب کے نیچے احاطہ شدہ جگہ ہے۔ اس کو حطیم نہیں کہتے کیونکہ یہ لفظ جاہلیت کا وضع کیا ہوا ہے۔ کیونکہ جب وہ آپس میں قسم کھاتے تھے۔ تو جوتا یا کوڑا یا کمان حِجر کی طرف پھینکتے تھے۔ یہ ان کے عقدِ قسم کی علامت تھی۔ اس لئے وہ اس جگہ کو حطیم کہتے تھے۔

بعض علماء نے کہا کہ اسے حطیم اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کعبہ کی دیوار سے علیحدہ کیا گیا ہے اور کعبہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس سے خارج کیا گیا ہے۔ ازرقی نے کہا حطیم رکن اسود، مقام ابراہیم، زمزم اور حجر کے درمیان کی جگہ ہے۔ اس کو حطیم اس لئے کہتے ہیں کہ اس مقام میں لوگ دعاء پر جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو توڑتے ہیں۔ کہا گیا ہے۔ جو کوئی وہاں کھڑے ہو کر قسم کھائے وہ بہت جلد عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۵۹۹ — ترجمہ : عمرو بن میمون نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک بندر کو دیکھا جس پر بہت بندر جمع تھے اس بندر نے زنا کیا تھا۔ انہوں نے اسے سنگسار کیا تو میں نے بھی ان کے ساتھ اسے پتھر مارے۔

۳۵۹۹ — شرح : ابن عبدالبر نے کہا زنا کی غیر مکلف کی طرف نسبت کرنے اور بہائم پر حدود قائم کرنے کا علماء کی ایک جماعت نے انکار کیا ہے اور اگر یہ بات صحیح ہو تو وہ بندر جن تھے کیونکہ جن اور انسان مکلف ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ممکن ہے کہ وہ انسان ہوں گے جو بندر مسخ ہو گئے تھے اور ان کی صرف انسانی صورت تبدیل ہوئی ہوگی یا یہ صرف زنا اور رجم کی صورت تھی۔ درحقیقت تکلیف و رجم وغیرہ نہ تھا بلکہ یہ جاہلیت کے لوگوں کا گمان تھا۔ بایں ہمہ بخاری کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے۔

۳۶۰۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا سُفْيٰنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ خِلَالٌ مِّنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُولُونَ إِنَّهَا الْاِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ

بندر کے زناء کا واقعہ

مدینہ طیبہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی صاحبہا کے بعض شیوخ نے عمرو کی طرف اسناد کرتے ہوئے بیان کیا کہ میں یمن میں ایک پہاڑ کے قریب تھا کیا دیکھتا ہوں کہ دو بندروں نے جماع کیا اور فارغ ہونے کے بعد سو گئے اور مؤنث بندر کا ہاتھ مذکر بندر کے سر کے نیچے تھا۔ اچانک ایک اور بندر آہستہ آہستہ چلتا ہوا آیا اور مؤنث بندر کو ملایا تو اُس نے نر بندر کے سر کے نیچے سے اپنا ہاتھ چپکے سے نکالا اور اس بندر کے ساتھ چل دی پھر اُنھوں نے جماع کیا۔ جب مادہ بندر واپس آئی تو نر بندر بیدار ہو گیا اور اس کی بُو سونگھی پھر زور سے چلایا تو بہت بندر جمع ہو گئے۔ اُنھوں نے بھی اس کی بُو سونگھی اور اُنھوں نے معلوم کر لیا کہ اُس نے زنا کیا ہے پھر اُنھوں نے زانی بندر کو بُلایا اور نر و مادہ دونوں کو رجم کر دیا۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اودی کوفی ہیں اُنھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں مشرف باسلام ہوئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں۔ اُنھوں نے ساٹھ حج کئے اور ۷۵ ہجری میں فوت ہو گئے (کرمانی)

۳۶۰۰ — ترجمہ : سُفیان نے عُبید سے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جاہلیت کے عادات سے انساب میں طعن کرنا اور نوحہ کرنا ہے۔ وہ تیسری خصلت بھول گئے۔ سفیان نے کہا وہ کہا کرتے تھے کہ ستاروں کے ذریعے بارش ہوتی ہے۔

۳۶۰۰ — شرح : حضرات اسامہ رضی اللہ عنہ کی نسب میں طعن کرنا۔ ان کے عادات کی ایک کڑی تھی۔ انواء نوء کی جمع ہے۔ یہ چاند کی منزل ہے جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے۔ فلاں نوء کے سبب بارش ہوئی۔ فلاں نوء کے باعث ہم پر بارش ہوئی ہے۔ (حدیث ۹۸۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُوَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ الْيَاسِ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ

باب
سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری
(میلاد شریف)

آپ کا نسب شریف یہ ہے۔ سیّدنا و مولانا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوّی بن غالب بن فہر ابن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان "

شرح : اس باب میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مَبعث کا بیان ہے۔ مَبعث بمعنی ارسال بعث کا مصدر میمی ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے ولادت کا واقعہ بیان فرمایا جس کا کچھ حصہ یہ ہے کہ اُن سے کہا گیا جب آپ مقدس شکم سے زمین پر قدم میمنت رکھ کر اسے منوّر فرمائیں تو آپ کا نام محمد رکھیں کیونکہ آپ کا اسم مبارک تورات میں احمد ہے۔

بیہقی نے دلائل نبوت میں مرسل اسناد سے ذکر کیا کہ جب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تولّد فرمایا تو حضرت عبدالمطلب نے دسترخوان بچھا دیا جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو اُنھوں نے کہا آپ نے کیا نام

رکھا ہے؟ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا میں نے آپ کا نام محمد رکھا ہے اُنھوں نے کہا آپ کے گھرانہ میں ایسا نام آج تک نہیں سُنا گیا آپ نے اپنے گھرانے کے ناموں سے کیوں انحراف کیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اس لئے کہ آسمانوں میں اللہ اور زمین پر اللہ کی مخلوق میرے بیٹے کی حمد کرے" صلی اللہ علیہ وسلم!

سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

واقدی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کسریٰ نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہُوئے جبکہ اس کی حکومت کے چوبیس برس پورے ہو چکے تھے۔ آپ کی کنیت ابو احمد ہے۔ کہا گیا ہے کہ جب آپ کا انتقال ہُوا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی والدہ ماجد اُمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ عام مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت سیّد عبداللہ الخ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت سے ایک یا دو ماہ قبل اپنے ماموں بنو نجار کے پاس مدینہ منورہ کے دارِ نابغہ میں وفات پائی اور حارث بن ابراہیم بن سراقہ عدوی کے مکان میں مدفون ہُوئے جو عبدالمطلب کے ماموؤں میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ سلام اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت عبدالمطلب نے انہیں مدینہ منورہ کھجوریں لانے بھیجا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ قریش کے قافلہ میں شام کی طرف تجارت کیلئے تشریف لے گئے تھے اور مدینہ منورہ میں ایک مہینہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ جبکہ آپ کی عمر صرف پچیس برس تھی بعض مؤرخین تیس برس ذکر کرتے ہیں۔ اور ترکہ میں ام ایمن چھوڑیں جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حفاظت کیا کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ ابوطالب کے حقیقی بھائی تھے۔

سیّد کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جدّ امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی شیبۃ الحمد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام عامر اور کنیت ابوالحارث تھی۔ حارث اُن کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ابوالبطحاء بھی کنیت ذکر کی جاتی ہے۔ آپ کی والدہ سلمٰی بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں۔ آپ کو عبدالمطلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے والد ماجد ہاشم شام کی طرف تجارت کے لئے نکلے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو عمرو بن زید بن لبید کے پاس ٹھہرے

تو اس کی بیٹی سلمیٰ بنت عمرو آپ کو اچھی لگی۔ تو اس کے والد کو منگنی کا پیغام دیا جسے اس نے منظور کر کے اُن سے نکاح کر دیا اور جب شام سے واپس آئے تو ان کی رخصتی کر دی۔ وہ انہیں مکہ مکرمہ لے آئے پھر جب تجارت کے لئے شام کی طرف گئے تو انہیں ہمراہ لے گئے جبکہ وہ حاملہ تھیں اور وہ انہیں مدینہ منورہ ہی میں چھوڑ کر شام چلے گئے اور شام میں مقام غزہ میں وفات پا گئے اور سلمیٰ نے بچہ کو جنم دیا جس کا نام شیبہ رکھا وہ اپنے ماموؤں بنی نجار کے پاس سات برس رہے۔ پھر آپ کا چچا مطلب بن عبد مناف آیا اور ان کی والدہ سلمیٰ سے خفیۃً لے کر مکہ مکرمہ چلا آیا۔ جب لوگوں نے ان سے پوچھا کہ سواری پر تمہارے پیچھے کون ہے تو کہا یہ میرا غلام ہے انھوں نے اس کے پاس آکر مبارک دی۔ اور اسے عبدالمطلب کہنے لگے۔ اس لئے یہ نام مشہور ہو گیا۔ واقدی نے ذکر کیا کہ عبدالمطلب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے آٹھ سال بعد فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر اسی برس تھی کہا گیا ہے کہ عبدالمطلب کی عمر ایک سو دس سال دس ماہ تھی ہشام نے ایک سو بیس سال کہے ہیں اور حجون میں آپ کو دفن کیا گیا۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے دُوسرے جدّ امجد ہاشم ہیں

آپ کا نام عمرو ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ قحط سالی میں ثرید کو گوشت سے ملا کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے۔ آپ عبدالمناف کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ابن جریر نے ذکر کیا کہ ہاشم اور عبد شمس جڑواں بھائی تھے۔ جب ہاشم شکم مادر سے باہر آئے تو اُن کا پاؤں عبدِ شمس کے سر کے ساتھ ملا ہوا تھا اور خون بہنے کے ساتھ ان کا پاؤں بھائی کے سر سے جُدا ہوا لوگوں نے اس سے یہ سمجھا کہ ان کی اولاد میں خونریزی ہو گی۔ چنانچہ بنو عباس اور بنو امیہ بن عبد شمس کے درمیان ۱۳۳ ہجری میں سخت لڑائی ہوئی۔ ان کا تیسرا حقیقی بھائی مطلب تھا وہ سب سے چھوٹا تھا۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت مُرّہ بن ہلال ہے ان کا چوتھا بھائی نوفل ہے جو ان کی دُوسری ماں واقدہ بنت عمرو مازنیہ سے ہیں ہاشم غزہ میں فوت ہوئے تھے

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے تیسرے جدّ امجد عبد مناف ہیں

آپ کا نام مُغیرہ اور کنیت ابو عبد شمس ہے وہ بہت خوبصورت تھے ...

سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے چوتھے جدّامجد قصیّ ہیں

ان کا نام زید ہے قصیّ قاص کی تصغیر ہے۔ ان کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ اپنی قوم سے دُور چلے گئے تھے اور اپنے مادرزاد بھائی کے ساتھ بنی عذرہ میں رہنے لگے تھے۔ کیونکہ ان کی والدہ نے ان کے والد کی وفات کے بعد ربیعہ بن حزام بن عذرہ سے شادی کرلی تھی۔ وہ انہیں اپنے علاقہ میں لے گئے تھے جبکہ ان کا بیٹا چھوٹا تھا اس لئے ان کا نام قُصَیّ رکھا گیا ہے۔ پھر وہ مکہ مکرمہ میں واپس آگئے۔ جبکہ وہ بڑے ہوگئے تھے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت سعد بن سیل بن حمالہ ہیں۔ قُصی مکہ کے بزرگ تھے اور مکہ مکرمہ کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں تھی جبکہ وہ قوم کے سردار تھے سب لوگ اُن کے تابعدار تھے وہ رئیس تھے سب لوگ ان کی اطاعت کرتے تھے۔ اُنھوں نے جھگڑے نمٹنے اور لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کرنے کے لئے ایک محل تیار کیا تھا۔ اس کا نام دارالندوہ تھا جب وہ فوت ہوئے تو حجون میں انہیں دفن کیا گیا۔

سرورِ کون ومکان صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے پانچویں جدّ امجد کِلاَب ہیں

ان کا نام حکیم ہے انہیں شکار کرنے کا بہت شوق تھا۔ اکثر وہ کتوں سے شکار کیا کرتے تھے۔ اسی لئے ان کا لقب کلاب ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام عروہ تھا۔ ان کی والدہ ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن حارث بن فہر ہے۔

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے چھیویں جدّ مُرّہ ہیں

مرّہ کا معنی کڑوا پن ہے۔ یہ تمہ کی وصف ہے۔ اس سے آپ کا نام منقول ہے کہا گیا ہے کہ یہ

نام قوت و شدت سے منقول ہے۔ آپ کی والدہ مخشیہ بنت سفیان بن محارب بن فہر ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتویں جدّ امجد کعبؓ ہیں

یہ نام اس لیئے ہے کہ وہ اپنی قوم پہ بہت رحم دل تھے یہ قدم کے کعب سے منقول ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ اپنی قوم میں بلند مقام رکھتے تھے۔ اور ان میں صاحبِ شرافت تھے جیسے کعب کا مقام دوسرے قدم سے بلند ہے۔ وہ بہت بڑے خطیب اور فصیح تھے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

کے آٹھویں جدّ امجد لُوئیؓ ہیں

لُوئیّ لائی کی تصغیر ہے۔ جنگلی بیل کو لائی کہتے ہیں۔ ابن درید نے کہا یہ لواءِ جیش سے ماخوذ ہے۔ آپ کی والدہ عاتکہ بنت مخلد بن نضر بن کنانہ ہے۔ وہ عواتک میں سے ایک ہیں۔ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا۔ کہا گیا ہے کہ آپ کی والدہ کا نام "سلمیٰ" بنت عمرو بن ربیعہ خزاعیہ ہے۔

سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم

کے نانویں جدّ امجد غالب ہیں

ان کی کنیت ابو تمیم ہے۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ ہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے دسویں جدّ امجد فہر ہیں

ابن درید نے کہا "فہر" صاف پتھر ہے جو کفِ دست کو بھر دیتا ہے۔ سہیلی نے کہا "فہر" لمبا پتھر ہے

آپ کی کنیت ابوغالب ہے۔ آپ قریش کے سردار تھے۔ علی بن کیسان نے کہا "فہر" ابو قریش ہیں۔ جو کوئی فہر کی اولاد سے نہیں وہ قریش نہیں۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے گیارھویں جدّ امجد مالِک ہیں

ان کی کنیت ابوالحارث ہے اور والدہ عاتکہ بنت عزوان ہے "

سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے بارھویں جدّ امجد نَضُر ہیں

اُن کا نام قیس ہے۔ وہ بہت خوبصورت تھے اس لئے انہیں نضر کہتے ہیں۔ نَضُر کا معنی سُرخ سونا ہے۔ ان کی والدہ برہ بنت مرین ادبن طالخہ بن یاس بن مضر ہے۔ نضر کی کنیت ابو یَخلد ہے۔ یَخلُد ان کے بیٹے ہیں۔ ان کے نام پر یہ کنیت ہے۔

سرورِ کون ومکان صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے تیرھویں جدّ امجد کنانہ ہیں

کنانہ تیروں کے ترکش کو کہتے ہیں جو چمڑے سے بنایا جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوالنضر ہے۔

اور والدہ عوانہ بنت سعد بن قیس ہے۔

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چودھویں جدّ امجد خزیمہ ہیں

٭ خزمۂ کی تصغیر ہے۔ اس کا واحد خزم ہے۔ خزم وہ درخت ہے جس کی کھال سے رسیاں بنائی جاتی ہیں۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے پندرھویں جدّ امجد مُدرِکہ ہیں

ان کا نام عمرو ہے ابن اسحاق نے عامر ذکر کیا ہے ان کے بھائی کا نام طابخہ ہے۔ اُنھوں نے شکار کیا وہ اس کا گوشت پکا رہے تھے کہ ان کے اونٹ بھاگ گئے۔ عامر ان کی تلاش میں نکلے تو انہیں پا لیا اور دوسرا بھائی گوشت پکاتا رہا۔ جب گھر گئے تو اپنے والد سے واقعہ ذکر کیا تو والد نے عامر سے کہا تم مُدرِکہ ہو اور ان کے بھائی سے کہا تم طابخہ ہو۔

سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے سولھویں جدّ امجد الیاس ہیں

یہ نام "انیاس" نبی کے موافق ہے۔ کیونکہ الیاس صلّی اللہ علیہ وسلّم نبی ہی تھے۔ یہ ابن انباری نے کہا ہے۔ بعض نے کہا "یاس" رجاء کی ضد ہے۔ وہ پہلے شخص ہیں جس نے بیت اللہ کی طرف بُدنے ہدی بھیجے تھے سہیلی نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ الیاس کو گالی مت دو وہ مومن تھے۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی پشت میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تلبیہ کہنے کی آواز سُنا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ الیاس ان کا لقب اور نام الیاسین ہے۔ ان کی والدہ رباب بنت حیدہ بن مَعَدّ بن عدنان ہے۔ طوفانِ نوح کے بعد سب سے پہلے انہوں نے رکن کو بیت اللہ میں رکھا تھا جبکہ طویل زمانہ گزرنے کے باعث اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد نے ابراہیم علیہ السلام کی نشانیاں تبدیل کر دی تھیں۔ اور انھوں نے بیت اللہ سے رکن کو اُٹھا کر ابی قبیس میں چھوڑ دیا تو الیاس نے اُٹھا کر اس کی جگہ پہ اسے رکھ دیا۔

سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے سترھویں جدّ امجد مُضَر ہیں

یہ نام مُضیرہ سے ماخوذ ہے یہ دُودھ سے بنائی ہوئی شئ ہے۔ ان کا یہ نام اس لئے ہے کہ ان کا رنگ سفید تھا اور عرب ابیض "سفید" کو احمر کہتے ہیں۔ اسی لئے مضر حمراء کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ حامض دودھ کا پینا پسند کرتے تھے۔ ماضر کا معنی حامض ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے شعر کہنے شروع کئے کیونکہ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ آپ کی والدہ سودہ بنت عک ہے کہا گیا ہے کہ خبیبہ بنت عک ہے۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے اٹھارھویں جدّ امجد نزار ہیں

نزار کا معنی قلیل شئ ہے آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کے والد نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور دیکھا اور وہ نورِ نبوت تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے اور اُونٹ نحر کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا اور فرمایا یہ تمام اس نومولود بچے کے حق میں قلیل ہے۔ اس لئے آپ کا نام نِزار رکھا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ معانہ بنت جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن ہلینبہ بن ددہ بن جرہم ہیں۔ سہیلی نے ان کا ناعمہ ذکر کیا ہے۔ آپ کی کنیت ابوایاد ہے۔ کہا گیا ہے کہ ابوربیعہ ہے۔ آپ اپنی قوم میں فرید العصر تھے۔

سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے انیسویں جدّ امجد مَعَدّ ہیں

ابن انباری نے کہا اس کا وزن مفعل ہے عدّ سے ماخوذ ہے "یا مَعَدَ فِی الْاَرْضِ اِذَا فَسَدَ" سے ماخوذ ہے۔ ابوذر ہروی نے کہا: مَعَدَ اِذَا اشْتَدَّ "سے ماخوذ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "تَمَعْدَدَ اِذَا اَبْعَدَ فِی الذَّھَابِ" سے ماخوذ ہے "جب دُور چلا گیا۔

٣٦٠١ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ نَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ ثُمَّ تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم

کے بیسویں جدّ امجد عدنان ہیں

اس کا وزن فعلان ہے۔ عدن کا معنی اقام ہے۔ [illegible] کرنے کے لئے اقامت کی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سید [illegible] تک ذکر کیا ہے۔ آدم علیہ السلام تک ذکر نہیں کی کیونکہ انساب کے [illegible] اس کے بعد بہت اختلاف ہے۔ بعض نے کہا عدنان اور اسماعیل [illegible] بعض نو اور بعض پندرہ پشت ذکر کرتے ہیں۔ انساب کے ماہرین نے عدنان کا سب [illegible] عدنان بن ادد بن مقوم بن ناحور بن [illegible]

بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل الرحمن بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن [illegible] بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ [illegible] مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عدنان معد [illegible]

حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible]

[illegible]

بَابُ ذِكْرِ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ

۳۶۰۲ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ ثَنَا بَيَانٌ وَّاِسْمٰعِيْلُ قَالَ سَمِعْنَا قَيْسًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُوْلُ اَتَيْتُ

مسلمان ہوا ان میں رسُول بھیج جو اُن میں سے ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد آدم علیہ السلام تک ساجد مُوَحِّد تھے اُن میں سے کسی نے بُت کو سجدہ نہیں کیا۔ اسی طرح امام رازی نے تفسیر کبیر میں ذکر کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۶۰۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہونا شروع ہُوا جبکہ آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی پھر تیرہ سال مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کے بعد آپ کو (مدینہ منورہ کی طرف) ہجرت کا حکم دیا گیا۔ آپ نے مدینہ طیبہ میں دس برس اقامت کی پھر وصال فرما گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

۳۶۰۱ — شرح : اس حدیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۶۳ برس ہوتی ہے۔ عمار بن ابی عمار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں نزول وحی کے بعد پندرہ برس اقامت فرمائی ان میں سے سات برس آپ روشنی اور نُور دیکھتے رہے اور غائبانہ آواز سُنتے رہے۔ آٹھ برس آپ پر وحی نازل ہوتا رہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے نزول کی ابتداء ۱۷ رمضان المبارک کو پیر کے دن ہُوئی تھی۔ اس میں اور بھی اقوال ہیں۔

باب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو مکہ مکرمہ میں جو مشرکوں کے ہاتھوں تکالیف پہنچیں

۳۶۰۲ ترجمہ : بیان اور اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم نے قیس کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے جناب سے سُنا وہ کہتے تھے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

صلی اللہ علیہ وسلم
النَّبِيَّ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ
شِدَّةً فَقُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ لَقَدْ
كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عِظَامِهِ مِنْ
لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى
مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَلَيُتِمَّنَّ
اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ
إِلَّا اللّٰهَ زَادَ بَيَانٌ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ

آیا جبکہ آپ ظلِ کعبہ میں چادر اوڑھے ہوئے تکیہ لگائے ہوئے تھے اور ہمیں مشرکوں کے ہاتھوں سخت تکالیف پہنچ رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ تعالیٰ سے دُعاء نہیں فرماتے؟ یہ سُن کر آپ بیٹھ گئے جبکہ آپ کا چہرۂ انور سُرخ تھا۔ اور فرمایا تم سے پہلے بعض ایسے لوگ تھے کہ ان کی ہڈیوں پر گوشت یا پٹھوں کے نیچے لوہے کی کنگھیاں کی جاتی تھیں۔ یہ ان کو اپنے دین سے نہ ہٹاتی تھیں (اور ان میں بعض ایسے لوگ تھے) کہ ان سَر کے درمیان آراء رکھا جاتا تھا اور اس کے دو ٹکڑے کئے جاتے تھے وہ اس کو اپنے دین سے نہ ہٹاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو مکمل کرے گا حتیٰ کہ سوار صَنْعَآءَ سے حَضْرَمَوْت تک اکیلا سفر کرے گا اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا۔ بیان نے یہ اضافہ کیا اور اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا خوف ہوگا۔

۳۶۰۲ — **شرح**: حُمَیدی امام بخاری کے استاذ ہیں۔ ان کی نسبت ایک دادے کی طرف ہے۔ ان کا نام عبد اللہ بن زبیر بن عیسیٰ ہے "ہذا الامر" سے مراد اسلام ہے۔ صنعاء سے مراد صنعاء یمن ہے۔ یہ یمن کا بہت بڑا شہر ہے۔ اس میں باغات بکثرت ہیں اور کثرتِ باغات کے باعث اسے دمشق سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ حضر موت یمن میں آباد شہر ہے۔ وہاں کھجور بہت ہیں۔ قولہ: وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِہٖ، منصوب مستثنیٰ منہ پر عطف ہے مستثنیٰ پر عطف نہیں (کرمانی) امام ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا مستثنیٰ پر عطف بھی جائز ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے لَا یَخَافُ عَلٰی غَنَمِہٖ اِلَّا الذِّئْبَ، کیونکہ حدیث کا سیاق بعض کی بعض سے دشمنی سے امن کے لئے ہے جیسے وہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ بھیڑیے کی دشمنی سے امن کے لئے نہیں ہے کیونکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۳۶۰۲ــــ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَرَأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِیَ اَحَدٌ اِلَّا سَجَدَ اِلَّا رَجُلٌ رَاَیْتُہٗ اَخَذَ کَفًّا مِنْ حَصًا فَرَفَعَہٗ فَسَجَدَ عَلَیْہِ وَقَالَ ھٰذَا یَکْفِیْنِیْ فَلَقَدْ رَاَیْتُہٗ بَعْدُ قُتِلَ کَافِرًا بِاللّٰہِ ـــــ

کے نزول کے وقت آخر زمانہ میں ہوگا۔ علامہ عینی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ عجیب تصرّف ہے۔ کیونکہ حدیث کا سیاق عام لوگوں کی آپس میں دشمنی اور بھیڑیے کی دشمنی وغیرہ کو شامل ہے۔ کیونکہ راکب عام ہے۔ اس کے پاس غنم ہوں یا کچھ اور ہو۔ اور عدمِ خوف لوگوں اور حیوانوں سے ہوتا ہے۔ پھر یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے ہی خاص نہیں کیونکہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں چرواہے بھیڑیوں سے بے خوف تھے۔ حتیٰ کہ انہیں آپ کی موت کا علم بھیڑیوں کی بکریوں سے دشمنی کے وقت ہُوا۔ اگر یہ تسلیم کرلیں کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا تو ان کا زمانہ اُن کے نزول کے بعد ہے اور وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی زمانہ ہے۔ کیونکہ وہ آسمان سے نزول کے بعد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے۔

۳۶۰۲ــــ **ترجمہ** : حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی تو آپ نے سجدہ کیا اور کوئی شخص بھی باقی نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا ہو صرف ایک شخص کہ میں نے دیکھا جس نے کنکریاں مٹھی میں لیں اور ان کو اُوپر اُٹھا کر اُن پر سجدہ کیا اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔ میں نے اس کے بعد اسے کفر کی حالت میں قتل ہوتے دیکھا۔

۳۶۰۲ــــ **شرح** : واقدی نے کہا یہ پانچ ہجری کا واقعہ ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سورۂ نجم کی تلاوت کی تو سب مسلمانوں اور مشرکوں نے سجدہ کیا کیونکہ یہ سجدہ کی پہلی آیت نازل ہوئی تھی تو مشرکوں نے مسلمانوں کا معارضہ کرتے ہوئے اپنے بتوں کو سجدہ کیا۔ صرف ایک شخص امیہ بن خلف نے سجدہ نہ کیا جو بعد میں بدر کی جنگ میں کافر قتل ہُوا۔

(حدیث ۱۰۱۳ کی شرح دیکھیں)

۳۶۰۴ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عُقْبَةُ ابْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ

۳۶۰۵ — حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَوْ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ

۳۶۰۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سربسجود تھے۔ اور آپ کے ارد گرد قریش تھے۔ تو عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھ (جیر) لے کر آیا اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پہ ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک نہ اٹھایا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو انھوں نے اسے آپ کی پیٹھ سے اٹھایا اور جس نے یہ فعل کیا تھا اسے بد دعا دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ قریش کی جماعت ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف شعبہ نے شک سے بیان کیا ہے کو ہلاک کر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ بدر کی جنگ میں سب مارے گئے تھے۔ اور امیہ یا ابی امیہ کے سوا سب کو کنوئیں میں پھینکا گیا۔ امیہ یا ابی امیہ کے جوڑ جدا جدا ہو گئے تھے۔ اسے کنوئیں میں نہیں ڈالا گیا تھا۔

(حدیث ۲۲۹ کی شرح دیکھیں)

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزٰى قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ مَا أَمْرُهُمَا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمَّا أُنْزِلَتِ الَّتِيْ فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوْا أَهْلِ مَكَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ الْاٰيَةَ فَهٰذِهِ لِأُولٰٓئِكَ وَأَمَّا الَّتِيْ فِي النِّسَآءِ الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الْإِسْلَامَ وَشَرَائِعَهُ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ فَذَكَرْتُهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ إِلَّا مَنْ نَدِمَ

۳۶۰۵ — ترجمہ : منصور نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہا مجھے حکم نے سعید بن جُبیر سے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے حکم دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے متعلق پوچھو کہ ان کا کیا حکم ہے۔ "جس جان کو اللہ نے تم پر حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرو۔ اور جو کوئی قصداً مومن کو قتل کرے"، تو میں نے ابن عباس سے پوچھا اُنھوں نے کہا جب سورۂ فرقان کی آیت نازل ہوئی تو مکہ کے مشرکوں نے کہا ہم نے وہ جانیں قتل کی ہیں جنھیں اللہ نے حرام کیا ہے اور ہم نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے اور بُرے بُرے کام کئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی : اِلَّا مَنْ تَابَ الخ یعنی جو کوئی توبہ کرلے اور ایمان لے آئے پس یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی اور وہ آیت جو سورۂ نساء میں ہے (اس کا محمل) وہ مرد ہے جو مسلمان ہوجائے اور اسلام کے احکام پہنچانے پھر وہ کسی کو قتل کردے تو اس کی سزا دوزخ ہے میں نے یہ مجاہد سے ذکر کیا تو اس نے کہا لیکن جو نادم ہوجائے۔

۳۶۰۵ — شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس قول میں ہے کہ مکہ کے مشرکوں نے کہا تھا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ کیونکہ کافروں کا مسلمانوں کو اذیت پہنچانا ان کو قتل کرنے اور ان کو عذاب دینے سے زیادہ سخت نہیں۔ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ کافروں کا مسلمانوں کو عذاب

۳۶۰۶ — حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ

دینے اور انہیں قتل وغیرہ کرنے کا گناہ اُن کے مسلمان ہوجانے سے ساقط ہوجاتا ہے۔ الحاصل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کسی بے گناہ کو قصداً قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں اُنھوں نے اس آیت سے استدلال کیا " مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ " کہ جو کوئی مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے۔ ابن عباس کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ آیت مدنیہ ہے۔ اُس نے آیت مکیہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ الخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مشہور ہے لیکن اُن سے یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ مومن کے عمداً قاتل کی توبہ قبول ہے اور اس کی مغفرت ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا "، یعنی جو کوئی بُرے عمل کرے یا اپنی جان پہ ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے وہ اللہ کو بخشنے والا رحیم پائے گا۔ تمام اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے اور حضرات صحابہ کرام اور تابعین اسی پر اعتماد کرتے تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علمائے سلف سے جو اس کے خلاف مذکور ہے وہ تغلیظ اور تحذیر پہ محمول ہے کہ لوگ قتل کرنے سے باز رہیں اور جس آیت کریمہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمداً قاتل کی عدم توبہ پر استدلال کیا ہے اس میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اس آیت کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ یہ اس کی سزا ہے۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کو ضرور یہ سزا دی جائے گی۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ "، کہ اللہ تعالیٰ کافر کو نہیں بخشے گا اس کے سوا جسے چاہے بخشے اور یہ آیت کریمہ کہ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ "، میں مومن کو عمداً قتل کرنے کی یہ سزا ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ مشتق پر حکم کیا جائے تو اس کا مبداء حکم کی علت ہوا کرتا ہے۔ اس قاعدہ کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جو شخص کسی مومن کو صرف اس لئے قتل کرے کہ وہ ایماندار ہے تو اس کی سزا دوزخ ہے اور ظاہر ہے کہ مومن کو مومن سمجھ کر قتل کرنا کفر ہے۔ لہذا اس کی سزا یقیناً دوزخ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ فذکرتہ لمجاھد الخ یعنی عبدالرحمٰن بن ابزی نے کہا میں نے یہ حدیث مجاہد سے ذکر کی تو انہوں نے کہا " اِلَّا مَنْ نَدِمَ "، یعنی دوسری آیت کریمہ مطلقہ ہے۔ اور اِلَّا مَنْ نَدِمَ اور اِلَّا مَنْ تَابَ سے مقید ہے اور مطلق مقید پہ محمول ہے۔

۳۶۰۶ — ترجمہ: محمد بن ابراہیم تیمی نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ مجھے شدید تر

مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبِرْنِي بِاَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِي مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى اَخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ تَابَعَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قِيْلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

معاملہ سے خبردار کرو جو مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ انہوں نے کہا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک عقبہ بن ابی مُعیط آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شریف میں کپڑا ڈال کر زور سے گلا گھونٹ لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور اس کو کندھے سے پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دیا اور فرمایا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ اس کی ابن اسحاق نے متابعت کی ہے۔

۳۶۰۶ — **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ میں نے تیری قوم سے سخت ترین یہ پایا اور طائف کا سارا واقعہ ذکر کیا۔ اس حدیث کے معارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے وہ خبر دی ہے جو انھوں نے دیکھا ہے اور طائف کے واقعہ کے وقت وہ حاضر نہیں تھے اور جو کسی صحابی سے باب کی حدیث کے خلاف مذکور ہے وہ واقعہ کے متعدد ہونے پر محمول ہے۔

(حدیث ۳۴۴۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ إِسْلَامِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

۳۶۰۸ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَمَّادٍ الْآمُلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَّامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ

۳۶۰۷ — ترجمہ: یحییٰ بن عروہ نے عروہ سے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو سے کہا اور عبدہ نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اور محمد بن عمرو نے ابو سلمہ سے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن عاص نے خبر دی۔

شرح: یعنی عیاش بن ولید نے محمد بن اسحاق کی متابعت کی اور کہا مجھے یحییٰ بن عروہ نے اپنے والد عروہ بن زُبیر سے بیان کیا کہ اُس نے عبد اللہ

۳۶۰۷ — ابن عمرو سے کہا۔ یعنی ہشام نے اپنے بھائی یحییٰ بن عروہ کی صحابی کے نام میں مخالفت کی۔ چنانچہ یحییٰ نے عبد اللہ بن عمرو سے کہا اور ہشام نے عمرو بن عاص سے کہا اور محمد بن عمرو بن علقمہ لیثی مدنی نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے عمرو بن عاص نے خبر دی۔ یہ تمام اور حوام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گزرا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ سے فرمایا کہ تیری قوم سے سخت ترین یہ پایا اور طائف کا واقعہ ذکر کیا۔ واقعہ کے تعدد پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا تعارض نہ ہُوا یہ حدیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر ہو چکی ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ عیاش اور ابن اسحاق نے عبد اللہ بن عمرو کہا اور عبدہ اور محمد بن عمرو نے عمرو بن عاص کہا ہے۔ عبد اللہ نہیں کہا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مُسلمان ہونا

۳۶۰۸ — ترجمہ: وبرہ نے ہمام بن حارث سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ عمار بن یاسر نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم تھے۔

۳۶۰۸ — شرح : علامہ قسطلانی نے کہا صِدِّیق کا وزن فِعِّیل ہے اس کا معنٰی بہت سچا، جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ "در عَین رضا" میں رہے۔ اس کلام میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا آپ بعثت سے پہلے اور اس کے بعد مومن رہے یہی صحیح ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ایسی حالت میں رہے کہ اس میں ان پر قہر و غضب نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ وہ مستقبل قریب میں ایمان قبول کریں گے اور خالص اَبرار میں ان کا شمار ہونے لگے گا۔ شیخ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے کہا اگر شیخ کی یہ مراد ہو تو اس میں اور صحابہ کرام بھی شریک ہیں کیونکہ وہ بھی مستقبل قریب میں مسلمان ہو گئے تھے۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے یہ عبارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ذکر کی ہے۔ ان کے سوا کسی کے حق میں یہ محفوظ نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی حالت میں کفر ثابت نہیں لیکن ان کے علاوہ دوسرے حضرات جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا ان کا یہ حال نہ تھا۔ ہم نے اپنے مشائخ اور دیگر پیشواؤں سے یہی سنا ہے اور ان شاء اللہ یہی معنیٰ درست ہے۔

قاضی ابوالحسین احمد بن محمد زبیدی نے اپنی کتاب "معالی الفرش الی عوالی العرش" میں ذکر کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مہاجرین اور انصار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بخدا! میں نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غصہ سے بھر گئے۔ اور کہا آپ یہ کہتے ہیں میں تو جاہلیت کے زمانہ میں کئی برس ایسا رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرا والد ابو قحافہ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ایک مخصوص کمرہ میں لے گئے جہاں بت تھے (بت خانہ) اور کہا یہ تیرے خدا ہیں انہیں سجدہ کرو اور مجھے وہاں چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نے ایک بت کے قریب آکر کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا اس نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا میں ننگا ہوں مجھے کپڑے پہنا۔ اس نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے ایک سخت پتھر پکڑ کر کہا میں تجھے یہ مارنے والا ہوں اگر تو خدا ہے تو اس سے اپنے آپ کو بچا اس نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے اس کو پتھر مارا وہ منہ کے بل گر گیا اسی حال میں میرا والد بھی آ گیا۔ انہوں نے آتے ہی کہا اے بیٹا یہ کیا بات ہے میں نے کہا دیکھ لیں جو کچھ ہوا ہے۔ وہ مجھے پکڑ کر میری والدہ کے پاس لے گئے اور ان سے قصہ بیان کیا۔ میری والدہ نے کہا اسے چھوڑ دیجئے اسی کے باعث اللہ نے مجھے نجات دی ہے۔ میں نے کہا امی جان! وہ کون ہے جس کے باعث اللہ نے آپ کو نجات دی ہے۔ انہوں نے کہا ایک روز مجھے درد زہ ہوئی جبکہ میرے پاس کوئی شخص نہ تھا۔ میں نے غائبانہ آواز سنی کہ اے اللہ کی بندی یقیناً تجھے عتیق بچے کی خوشخبری ہو جس کا نام آسمانوں میں صدیق و رفیق ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور آپ کی تصدیق کرنے والا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کلام اختتام پذیر ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام

بَابُ اِسْلَامُ سَعْدٍ

۳۶۰۹ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ ابْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِیْهِ وَلَقَدْ مَکَثْتُ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَّاِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ

وحی لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا ابوبکر نے سچ کہا ہے تین بار اس کی تصدیق کی۔
(حدیث ۳۴۲۹ کی شرح دیکھیں)

باب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا

۳۶۰۹ — ترجمہ: ہاشم نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے سنا انھوں نے کہا میں نے ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی مسلمان نہ ہوا مگر اس دن جس دن میں نے اسلام قبول کیا۔ میں سات دن تک اسلام میں تیسرا شخص رہا۔

۳۶۰۹ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق، علی المرتضیٰ، اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ، زید اور کئی لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرات شروع دن میں مسلمان ہوئے تھے اور سعد بن ابی وقاص نے آخر دن میں اسلام قبول کیا تھا اگر کہا جائے کہ اس جواب کے مطابق وہ تیسرے مسلمان کیسے ہوئے؟ حالانکہ اُن سے قبل دو سے زیادہ مسلمان ہو چکے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مذکور کلام بالغ مردوں کے اعتبار سے ہے۔ اور وہ صرف ابوبکر صدیق اور حضرت زید ہیں رضی اللہ عنہما حضرت علی نابالغ تھے جبکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا خاتون ہیں۔ (حدیث ۳۴۸۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

۳۶۱۰ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْكَ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ اَنَّهُ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ

باب جنّوں کا ذکر

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فرما دیجئے کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنّوں کی ایک جماعت نے قرآن سُنا

۳۶۱۰ — ترجمہ : مَعْن بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے مسروق سے پُوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنّوں کی اطلاع کس نے دی تھی جنہوں نے قرآن سُنا تھا۔ اُنھوں نے کہا مجھے تیرے والد عبداللہ بن مسعود نے خبر دی ہے کہ ایک درخت نے ان کو اطلاع دی تھی۔

۳۶۱۰ — شرح : بیہقی نے دلائلِ نبوت میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ذکر کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے جنّوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرتے ہُوئے سُنا کہ آپ کی رسالت کی گواہی دینے والا کون ہے۔ وہاں قریب ہی ایک درخت تھا۔ آپ نے اس طرف اشارہ کرتے ہُوئے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر یہ درخت میری رسالت کی گواہی دے تو ایمان لے آؤ گے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو بُلایا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ابن مسعود نے کہا میں نے اس درخت کو دیکھا کہ وہ اپنی شاخیں گھسیٹتا ہُوا آیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو میری رسالت

٣٦١١ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً لِوَضُوْءِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِي طَرَفِ ثَوْبِي حَتّٰى وَضَعْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ قَالَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِيْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَأَلُونِي الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ أَنْ لَّا يَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوْا عَلَيْهَا طَعَامًا

کی گواہی دیتا ہے۔ درخت نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (عینی) چونکہ لیلۃ الجن کا واقعہ کئی بار ہُوا ہے۔ ان میں سے بعض میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نہ تھے اور بعض میں حاضر تھے اور اس حدیث کے مضمون کے مطابق وہ اس لیلۃ الجن میں حاضر تھے جبکہ کسی اور روز حاضر نہ تھے۔ اس لئے اس رات وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے رہے۔ اس بات میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ قرآن سُننے والے جنّات کون تھے ابن خطیب نے کہا کہ عاصم نے نذر سے روایت کی کہ زولعہ اور اس کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ وہ شیصبان تھے ان جنوں کی تعداد بہت ہے۔ ابلیس کا عام لشکر یہی جن ہیں۔ کہا گیا ہے کہ وہ سات جن تھے۔ تین حران کی زمین سے اور چار یمن کے گاؤں نصیبین کے تھے اور مدینہ منورہ میں آنے والے نینویٰ کے جنّات تھے۔ عکرمہ نے کہا جزیرہ موصل سے بارہ ہزار جن آئے تھے (قسطلانی)

٣٦١١ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے وضوء اور قضاء حاجت کے لئے مشکیزہ اٹھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ مشکیزہ اُٹھائے ہوئے آپ کے پیچھے جارہے تھے۔ تو فرمایا کون ہو؟ عرض کیا میں ابوہریرہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ڈھیلے تلاش کر کے مجھے دو میں ان کے ساتھ استنجاء کروں گا اور ہڈی اور لید میرے پاس

بَابُ اِسْلَامِ اَبِیْ ذَرٍّ

۳۶۱۲ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ اَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَخِيْهِ ارْكَبْ اِلٰى هٰذَا الْوَادِیْ فَاعْلَمْ لِیْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ يَاْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ ائْتِنِیْ فَانْطَلَقَ الْاَخُ حَتّٰى قَدِمَهٗ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَبِیْ ذَرٍّ فَقَالَ لَهٗ رَاَيْتُهٗ يَاْمُرُ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا

نہ لانا۔ میں آپ کے لئے ڈھیلے لایا جنہیں میں اپنے کپڑے کے ایک کونہ میں اٹھائے ہوئے تھا۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کے پہلو میں رکھ دیئے۔ پھر میں وہاں سے ہٹ گیا۔ حتیٰ کہ جب آپ فارغ ہوئے تو میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہڈی اور لید کا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جنات کی خوراک ہیں میرے پاس نصیبین کے جنات کا وفد آیا وہ بہت اچھے جن تھے۔ انھوں نے مجھ سے طعام کے متعلق سوال کیا تو میں نے اُن کے لئے اللہ سے دُعاء کی کہ وہ جس ہڈی اور لید پہ سے گزریں تو ان پہ کھانا پائیں،،

۳۶۱۱ — شرح : نَصِيْبِيْن،، شام اور عراق کے درمیان شہر ہے۔ یہ واحد اسم غیر منصرف ہے۔ بعض اسے جمع کے قائم مقام کرتے ہیں۔ ہڈی جنوں کی خوراک اور لید اور گوبر ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔ جنات کے کھانے پینے میں تین اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جن کھاتے پیتے نہیں ہیں یہ قول کمزور و غیر ملتفت الیہ ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اُن میں سے ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے ہیں اور دوسری قسم وہ ہے جو کھاتے ہیں اور پیتے نہیں ہیں۔ وہب نے کہا خالص جنات ہوا ہیں وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی اولاد ہوتی ہے۔ بعض جن کھاتے پیتے ہیں اور ان کی اولاد ہوتی ہے اور وہ نکاح وغیرہ کرتے ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ تمام جن کھاتے پیتے ہیں جیسا کہ صحیح احادیث سے واضح ہے۔ اس قول کے مطابق ان کے کھانے اور پینے کی کیفیت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا ان کا کھانا

شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ اضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى

پینا صرف بو سونگھنا ہے۔ کھانا چبانا اور نگلنا نہیں ہے یہ قول بلا دلیل ہے۔ بعض نے کہا وہ کھانا چباتے اور نگلتے ہیں۔ یہ قول صحیح احادیث کے مطابق ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم (عینی)

باب — حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا —..

۳۶۱۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب ابوذر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو انھوں نے اپنے بھائی سے کہا اس وادی میں جاؤ۔ اور اس آدمی کی خبر معلوم کرو جو کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور ان کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ ان کا کلام سنو پھر میرے پاس آؤ! چنانچہ ان کا بھائی گیا حتی کہ آپ کے پاس آیا اور آپ کا کچھ کلام سنا پھر ابوذر کی طرف لوٹ گیا اور ان سے کہا میں نے انہیں دیکھا ہے وہ اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور میں نے ان سے کلام سنا ہے وہ شعر نہیں ہے۔ ابوذر نے کہا جو میرا ارادہ تھا تو نے مجھے اس میں مطمئن نہیں کیا پس ابوذر نے زاد راہ لیا اور ایک مشکیزہ جس میں پانی تھا، ساتھ لے کر چل پڑے حتی کہ مکہ مکرمہ آ گئے۔ پھر مسجد میں آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا جبکہ وہ آپ کو پہچانتے نہیں تھے۔ اور آپ کے متعلق کسی سے دریافت کرنا بھی نہ چاہتے تھے حتی کہ انہیں رات کے کچھ حصہ نے پا لیا رات ہو گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوذر کو دیکھا اور یہ سمجھا کہ وہ مسافر ہیں۔ جب ابوذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے پیچھے پیچھے چل دیئے اور ان دونوں

فَعَادَ اِلٰى مَضْجَعِهٖ فَمَرَّ بِهٖ عَلِيٌّ فَقَالَ اَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ اَنْ يَعْلَمَ
مَنْزِلَهٗ فَاَقَامَهٗ فَذَهَبَ بِهٖ مَعَهٗ لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ
عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاَقَامَ
مَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ اَقْدَمَكَ قَالَ اِنْ اَعْطَيْتَنِيْ
عَهْدًا وَّ مِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّيْ فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَاَخْبَرَهٗ قَالَ فَاِنَّهٗ حَقٌّ
وَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا اَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِيْ فَاِنِّيْ اِنْ رَاَيْتُ شَيْئًا
اَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَاَنِّيْ اُرِيْقُ الْمَآءَ فَاِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِيْ حَتّٰى
تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهٗ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ وَاَسْلَمَ مَكَانَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ اِلٰى قَوْمِكَ فَاَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَكَ اَمْرِيْ قَالَ

ابنا مشکیزہ اور زاد راہ لے کر مسجد میں آ گئے اور سارا دن مسجد میں رہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا حتی کہ شام ہو گئی۔ اور اپنی خوابگاہ کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اُن کے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور فرمایا کیا اس آدمی کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنا گھر معلوم کرے پھر انہیں اُٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے ان میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہیں پوچھتا تھا حتی کہ جب تیسرا روز ہوا تو حضرت علی اسی طرح لوٹے اور انہیں اپنے پاس ٹھہرایا۔ پھر کہا کیا آپ مجھے بتاتے نہیں ہو کہ تمہیں کونسا مقصد یہاں لایا ہے؟ ابوذر نے کہا اگر میرے ساتھ وعدہ کرتے ہو کہ میری راہنمائی کرو گے تو میں بیان کروں۔ حضرت علی نے ان سے وعدہ کر لیا تو ابوذر نے انہیں سارا واقعہ بیان کیا حضرت علی نے کہا یقیناً یہ حق ہے۔ اور وہ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح ہو تو میرے پیچھے پیچھے چلو اگر میں کوئی شئ دیکھوں جو تیرے لئے خوفناک ہو تو میں ٹھہر جاؤں گا گویا کہ میں پیشاب کر رہا ہوں اگر میں چلتا جاؤں تو میرے پیچھے چلتے رہو حتی کہ میرے داخل ہونے کی جگہ داخل ہو جاؤ۔ ابوذر نے ایسا ہی کیا اور وہ چل پڑے حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئے تو ابوذر بھی ساتھ ہی داخل

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَصْرُخَنَّ بِھَا بَیْنَ ظَھْرَانَیْھِمْ فَخَرَجَ حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَ فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْہُ حَتّٰی اَضْجَعُوْہُ وَاَتَی الْعَبَّاسُ فَاَکَبَّ عَلَیْہِ قَالَ وَیْلَکُمْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ مِنْ غِفَارٍ وَاَنَّ طَرِیْقَ تِجَارِکُمْ اِلَی الشَّامِ فَاَنْقَذَہٗ مِنْھُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِھَا فَضَرَبُوْہُ وَثَارُوْا اِلَیْہِ فَاَکَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَیْہِ

ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف سُنا اور اسی مقام پر اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اور انہیں خبردار کرو حتیٰ کہ تمہارے پاس میرا حکم آ جائے۔ ابوذر نے کہا اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں تو مشرکوں کے درمیان چلاؤں گا (کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے) پھر وہ مسجد میں آئے اور بلند آواز سے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، (یہ سن کر) لوگ اُٹھے اور انہیں بہت مارا حتیٰ کہ انہیں زمین پر لٹا دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ابوذر پر جھک پڑے پھر کہنے لگے تمہاری ہلاکت ہو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ یہ آدمی قبیلہ غفار سے ہے اور تمہارے تاجروں کے شام جانے کا راستہ اسی طرف ہے۔ حضرت عباس نے ابوذر کو مشرکوں سے بچایا پھر دوسرے روز ابوذر نے اُسی طرح کیا تو لوگوں نے انہیں مارا اور سارے کا فر اُن پر اُمنڈ آئے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس پر جھک پڑے۔

۳۶۱۲ — شرح: ابوذر کا نام جُندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار ہے۔ بعض نے ان کا نام بریر بن جندب کہا ہے۔ بعض نے بریر بن عشرفہ اور بعض نے جندب بن سکنہ کہا ہے لیکن مشہور نام جندب بن جنادہ ہے۔ ان کی والدہ کا نام رملہ بنت وقیعہ بن غفار ہے۔ وہ عمرو بن عنبسہ کے مادر زاد بھائی ہیں۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا ابوذر ۳۲ ہجری کو حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں ربذہ میں فوت ہوئے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کرنا اچھا نہ سمجھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جو کوئی آپ کے متعلق کچھ دریافت کرتا ہے۔ تو آپ کی قوم اسے اذیت پہنچاتی ہے۔ کیونکہ مشرک نہیں چاہتے تھے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ظاہر ہو، اس لئے

اِسْلَامُ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ

۳۶۱۳ــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ فِیْ مَسْجِدِ الْکُوْفَۃِ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَاِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِیْ عَلَی الْاِسْلَامِ قَبْلَ اَنْ یُّسْلِمَ عُمَرُ وَلَوْ اَنَّ اَحَدًا ارْفَضَّ لِلَّذِیْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَکَانَ

جو کوئی آپ کے متعلق پوچھتا تو اس کو بتاتے نہیں تھے۔ اور آپ کے پاس جانے سے لوگوں کو منع کرتے تھے یا اس سے دھوکا کرتے تھے تاکہ وہ واپس چلا جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ابوذر کو دیکھ کر اس سے احتیاط کے ساتھ دریافت کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بعثت سے دو سال سے زیادہ عرصہ بعد ہوا تھا۔ کیونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مسافر کی جان پہچان کر کے اس کی خدمت کر سکتے تھے۔ اور صحیح تر روایت یہ ہے کہ بعثت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر دس برس تھی۔ بعض لوگ اس سے کم بیان کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ابوذر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت طواف میں ملے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ پھر رات کے وقت طواف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملے یا بالعکس ہوا ہے لہٰذا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں ہے۔ (حدیث ۳۲۹۲ کی شرح دیکھیں)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا ــــــ"

۳۶۱۳ ــــ ترجمہ: قیس نے کہا میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل کو کوفہ کی مسجد میں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بخدا! میں نے عمر فاروق کے اسلام قبول

بَابُ اِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۳۶۱۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَازِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ

کرنے سے پہلے اپنے آپ کو دیکھا کہ وہ مجھے اسلام کی وجہ سے رسیوں سے باندھنے والے تھے۔ اور جو کچھ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا ہے۔ اس کے سبب اگر احد پہاڑ حرکت میں آجائے اور اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو ممکن ہے۔

۳۶۱۴ ـــ شرح: صاحب توضیح نے ذکر کیا کہ "اِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ" کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے مسلمان ہونے کے باعث بہت تنگ کرتے اور میری توہین کیا کرتے تھے۔ اس معنی کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے کتاب الاکراہ میں "باب مَنْ اِخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ" میں اس حدیث کا اعادہ کیا ہے۔ نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کفر کی حالت میں اسلام کے شدید ترین دشمن تھے۔ وہ اسلام کو ختم کرنے میں شب و روز مساعی بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے۔ لہذا اس حدیث کا معنی وہی ہے جو صاحب توضیح نے بیان کیا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے اسلام پر قائم رہنے پر مجبور کیا کرتے تھے۔ اور اس پر مجھے ثابت رکھنے کے لئے سختی کیا کرتے تھے۔ حدیث کی غرض یہ ہے کہ پہلے لوگ اسلام کے مخالف ہونے کے باوجود مسلمانوں کو اسلام پر رہنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور اس زمانہ میں اسلام کے موافق لوگ مسلمانوں کو شرارت کی رغبت دلاتے ہیں اور حضرت عثمان کا قتل اس کی کڑی ہے۔ لیکن یہ معنی قابل تامل ہے جو اسلام سے قبل مسلمانوں کا دشمن ہو وہ مسلمانوں کو اسلام پر ثابت رہنے کی کیسے تلقین کر سکتا ہے۔ اگر حدیث کا یہی مفہوم ہوتا جو علامہ کرمانی نے ذکر کیا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب الاکراہ میں ذکر نہ کرتے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب خبر پہنچی کہ ان کی ہمشیرہ اور بہنوئی سعید بن زید مسلمان ہو گئے ہیں تو وہ غضبناک ہوئے اور سعید کو سخت اذیت پہنچائی اور مارنا پیٹنا شروع کیا حتیٰ کہ ان کی ہمشیرہ نے آکر انہیں اپنے شوہر سے ہٹانا

۳۶۱۵ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي جَدِّي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُ ابْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهُ مَا بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونِي أَنْ أَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِي فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُونَ فَقَالُوا نُرِيدُ هَذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَا قَالَ لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ

چاہا تو عمر فاروق نے زور سے اس کے منہ پر مارا جس سے اس کا چہرہ خون آلود ہو گیا۔ ان حالات میں وہ کیسے کسی کو اسلام پر مضبوط دیکھ سکتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا ـــــ ''

۳۶۱۵ ـــ ترجمہ : عمر بن محمد نے کہا مجھے میرے دادے زید بن عبداللہ بن عمر نے اپنے والد سے خبر دی کہ ایک وقت وہ اپنے گھر میں خوفزدہ بیٹھے کہ اچانک ان کے پاس ابو عمرو عاص بن وائل سہمی آیا جبکہ وہ لکیر دار خوبصورت چادر اور ریشمی قمیص پہنے ہوئے تھا اور بنی سہم سے تھا۔ جبکہ بنو سہم جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔ اُس نے کہا

۳۶۱۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهٖ وَقَالُوْا صَبَا عُمَرُ وَاَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِيْ فَجَآءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَآءٌ مِّنْ دِيْبَاجٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَاَنَا لَهٗ جَارٌ قَالَ فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوْا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ

تمہارا کیا حال ہے میرے دادے عمر فاروق نے کہا تمہاری قوم کہتی ہے کہ اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ عاص نے کہا وہ تم پر غلبہ نہیں کر سکتے عاص کی اس بات کے بعد حضرت عمر فاروق نے کہا کہ میں امن میں آگیا ہوں (اور میرا خوف جاتا رہا) عاص باہر نکلے اور لوگوں سے ملے حالانکہ مکہ کی وادی لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ عاص نے انہیں کہا تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو اُنھوں نے کہا ہم عمر بن خطاب کا ارادہ کرتے ہیں جو اپنے باپ دادے کا دین چھوڑ چکا ہے۔ عاص نے کہا ان پر تمہارا بس نہیں چلے گا۔ یہ سن کر لوگ واپس ہو گئے۔

۳۶۱۵ — شرح : عاص سہمی حضرت عمرو بن عاص کا والد ہے۔ اس نے اسلام کا زمانہ پا یا لیکن اسلام قبول نہ کیا۔ اس کی کنیت ابو عمرو ہے۔ اور عمرو بن عاص صحابی اور زبردست ہوشیار جرنیل تھے۔ عاص کے یہ کہنے سے کہ ان لوگوں کا تم پر بس نہیں چلے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے خوف ہو گئے۔ کیونکہ عاص اپنی قوم میں سردار تھا اور اس کی پیروی کی جاتی تھی "صبا" کا معنی ہے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل ہو جائے۔

۳۶۱۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے تو لوگ اُن کے گھر کے پاس جمع ہو گئے اور کہہ رہے تھے عمر دین سے پھر گیا ہے۔ میں اس وقت بچہ تھا اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ ایک آدمی آیا جس پر ریشمی کوٹ تھا اُس نے کہا عمر اپنے دین سے پھر گیا ہے تو کیا ہوا۔ میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا یہ سن کر لوگ اِدھر اُدھر چلے گئے۔ میں نے کہا یہ آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عاص بن وائل ہے۔

۳۶۱۶ — شرح : علی بن عبداللہ ابن مدینی مشہور ہیں۔ یعنی سفیان بن عیینہ نے کہا

۳۶۱۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ اَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَظُنُّهُ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ اِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيْلٌ فَقَالَ لَقَدْ اَخْطَاَ ظَنِّيْ اَوْ اِنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَاِنِّيْ اَعْزِمُ عَلَيْكَ اِلَّا مَا اَخْبَرْتَنِيْ قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا اَعْجَبُ مَا جَاءَتْكَ بِهِ جِنِّيَّتُكَ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا يَوْمًا فِي السُّوْقِ اِذْ جَاءَتْنِيْ اَعْرِفُ فِيْهَا الْفَزَعَ فَقَالَتْ اَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَاِبْلَاسَهَا وَيَاْسَهَا مِنْ بَعْدِ اِنْكَاسِهَا وَلُحُوْقَهَا بِالْقِلَاصِ وَاَحْلَاسِهَا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ

کہ میں نے عمرو بن دینار کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ عبد اللہ نے کہا جب عمر فاروق مسلمان ہوئے تو لوگوں نے کہا عمر دین سے پھر گئے ہیں۔ اس وقت عبد اللہ بن عمر کی عمر پانچ برس بھی معلوم ہوا کہ بعثت کے چھ یا سات سال بعد حضرت عمر فاروق نے اسلام قبول کیا تھا۔ کیونکہ اُحد کی جنگ میں ابن عمر کی عمر چودہ برس تھی اور غزوۂ اُحد بعثت کے سولہ برس بعد ہوا ہے۔ لہٰذا عبد اللہ بن عمر کی پیدائش بعثت کے دو سال بعد ہوتی ہے۔

۳۶۱۷ — ترجمہ: ابن وہب نے کہا مجھے عمر بن محمد رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ان سے سالم نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کسی شَیٔ کے متعلق یہ کہتے نہیں سُنا کہ میرا خیال ایسا ہے مگر جیسے وہ خیال کرتے تھے ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک خوبصورت

عِنْدَ اٰلِهَتِهِمْ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهٗ فَصَرَخَ بِهٖ صَارِخٌ لَمْ اَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ اَشَدَّ صَوْتًا مِّنْهُ يَقُوْلُ يَا جَلِيْحُ اَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَعْلَمَ مَا وَرَآءَ هٰذَا ثُمَّ نَادٰى يَا جَلِيْحُ اَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا اَنْ قِيْلَ هٰذَا نَبِيٌّ

آدمی گزرا۔ عمر فاروق نے کہا یا تو میرا خیال غلط ہے یا یہ آدمی اپنے جاہلیت کے دین پر ہے یا یہ ان کا کاہن تھا اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اسے بلا یا گیا تو اس سے آپ نے یہی کہا اس آدمی نے کہا میں نے آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا کہ مسلمان آدمی سے ایسی باتیں کی گئی ہوں۔ عمر فاروق نے کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں مجھے ضرور خبر دو۔ اُس نے کہا میں جاہلیت میں کاہن تھا۔ عمر فاروق نے کہا تیرے جن نے جو باتیں تجھے بتائی ہیں ان میں عجیب تر بات کیا ہے۔ اُس نے کہا ایک دن میں بازار میں تھا کہ وہ میرے پاس آیا میں نے اس میں گھبراہٹ دیکھی اُس نے کہا کیا تو نے جنوں اور ان کی انکساری اور سرنگوں ہونے کے بعد ان کی مایوسی کو نہیں دیکھا ہے؟ اور وہ اونٹوں والوں اور چادریں اوڑھنے والوں کے تابع ہو گئے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ ایک دفعہ میں مشرکوں کے بتوں کے پاس سورہا تھا کہ ایک آدمی بچھڑا لے کر آیا اور اسے ذبح کیا پھر ایک چیخنے والا سخت چیخا میں نے کسی چیخنے والے کی آواز اُس سے سخت نہیں سُنی وہ کہہ رہا تھا۔ اے دشمن! امر واضح ہے ایک فصیح آدمی کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ تو لوگ اچھل کر دوڑے میں نے کہا میں تو یہیں رہوں گا حتیٰ کہ اس کے پس پردہ کچھ معلوم کروں گا پھر اس نے آواز دی اے دشمن! معاملہ واضح ہے۔ آدمی فصیح ہے۔ وہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ "میں اٹھ کھڑا ہوا ہم زیادہ عرصہ نہ ٹھہرے کہ کہا گیا یہ نبی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

۳۶۱۷ — شرح: یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ محدثین سے تھے وہ جو بات کرتے تھے وہی ہو جاتی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہر اُمت میں کوئی محدّث ہوتا ہے۔ میری اُمت میں اگر کوئی محدّث ہے تو وہ عمر فاروق ہے۔ علاوہ ازیں ذکی کی شان ہی یہ ہے کہ اس کا گمان دیکھا سُنا ہوتا ہے۔ آپ نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ شخص جاہلیت میں کاہن تھا اب مسلمان ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی تھا اس شخص کا نام سواد بن قارب دَوسی تھا ابو حاتم نے کہا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا وہ جاہلیت میں کاہن اور شاعر تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن سے خوش طبعی کی اور فرمایا اے سواد

۳۶۱۸ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِلْقَوْمِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُوثِقِي عُمَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتَهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ

تیرے جن کا کیا حال ہے وہ غصہ سے بھر گیا اور کہا اے عمر ہم اور تم جاہلیت میں جو کرتے تھے وہ کہانت سے زیادہ بُرا تھا۔ آپ مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ جس سے میں تائب ہو چکا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا اُمیدوار ہوں۔

بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ براء بن عازب نے کہا سواد بن قارب کے پاس جن تھا اس نے کہا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور کہا اٹھو اور سوچو سمجھو اگر سوچ سکتے ہو۔ لوئی بن غالب کے خاندان سے اللہ تعالیٰ نے رسُول بھیجا ہے (عینی)

قولہ اِبْلَاسِهَا ،، جنوں کی حیرت یا ان کی انکساری یا ان کا ابلیس کی طرح حیران ہو جانا۔ یاس ،، نا امیدی۔ قلاص ،، نوجوان اونٹنیاں اس سے مراد اونٹنیوں والے۔ اَحلاس ،، حلس کی جمع ہے پتلی چادریں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کیا جنوں کے قلوص اور احلاس ہیں؟ اس عبارت کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہونے والا ہے اور تمام جن عربوں کے تابعدار ہو جائیں گے اور ان کے دین کی پیروی کریں گے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کے رسُول ہیں۔

۳۶۱۸ــــ ترجمہ: قیس نے کہا میں نے سعید بن زید سے سُنا وہ اپنی قوم سے کہتے تھے۔ کہ عمر فاروق کے اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے اپنے آپ کو اور ان کی ہمشیرہ کو دیکھا کہ عمر فاروق ہمیں اسلام پر باندھے ہوئے تھے اور جو کچھ تم نے حضرت عثمان کے ساتھ کیا ہے۔ اگر اُحد پہاڑ اس کے باعث ٹوٹ جائے تو وہ اس کے لائق ہے۔

۳۶۱۸ــــ شرح: یعنی ہم دونوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس لئے عمر فاروق مسلمان ہونے سے پہلے ہمیں رسیوں سے باندھ کر ہماری تذلیل کرتے تھے۔ وہ تو کفر کی حالت میں ایسا کرتے تھے اور تم نے مسلمان ہوتے ہوئے حضرت عثمان سے بہت بُرا سلوک کیا ہے اس وجہ سے اگر اُحد پہاڑ گر پڑے تو اس کے لائق ہے کہ وہ گر

پڑے۔ معنی یہ ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے قبائل حرکت میں آئیں تو واجب امر ادا کریں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ

ابو نُعیمؒ نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ ابو جہل نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر ایک سو اونٹنی انعام مقرر کیا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اسے کہا اے اباالحکم یہ انعام صحیح ہے؟ ابو جہل بولا ہاں! انعام ضرور دیا جائے گا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے تلوار لی اور حضورؐ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اتفاقاً میں ایک بچھڑے کے پاس سے گزرا جسے وہ لوگ ذبح کرنا چاہتے تھے۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا کہ انہیں دیکھوں، اچانک بچھڑے کے پیٹ سے کسی نے چلا کر آواز دی۔ اے دشمن! امر ظاہر ہے۔ آدمی فصیح زبان سے زور کی آواز دے رہا ہے۔" عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دل میں کہا اس امر سے میں ہی مراد ہوں۔ اُنھوں نے کہا میں اپنی بہن کے پاس گیا وہاں سعید بن زید تھے پھر پورا واقعہ ذکر کیا۔ چنانچہ اسامہ بن زید نے اپنے دادا سے روایت کی ہمیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم خواہش کرتے ہو کہ میں تمہیں اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بتاؤں؟ ہم نے کہا جی ہاں! اُنھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام لوگوں سے زیادہ سخت دشمن تھا۔ ایک دن دوپہر کے وقت سخت گرمی میں مجھے ایک قریشی مرد نعیم بن عبداللہ نحام ملا۔ اُس نے اپنا اسلام چھپایا ہوا تھا۔ اُس نے مجھے کہا اے ابن خطاب کہاں جا رہے ہو۔ تمہارا گمان ہے کہ تم ایسے ایسے ہو حالانکہ تمہارے گھر میں اسلام داخل ہو چکا ہے۔ تمہاری بہن اپنے دادے کے دین سے پھر گئی ہے۔ اور وہ مسلمان ہو چکی ہے۔ میں غصہ سے بھر گیا اور وہیں سے لوٹ آیا۔ اور بہن کے گھر جاتے ہی میں نے کہا اے جان کی دشمن مجھے خبر ملی ہے کہ تو اپنے دین سے پھر گئی ہو میں اسے مارنے کے لئے ہاتھ میں کوئی شئی لی۔ اور اسے مارا اس کا خون جاری ہو گیا اور وہ روتے ہوئے کہنے لگی اے ابن خطاب! جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اچانک میری نگاہ گھر کے کونے میں رکھی ہوئی کتاب پر پڑی تو میں نے اسے کہا وہ کتاب مجھے دو۔ اُس نے کہا میں تجھے نہیں دوں گی اور نہ ہی تو اسے پکڑنے کے لائق ہے تو جنابت سے غسل نہیں کرتا اور نہ پاک ہوتا ہے۔ اور اس کتاب کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ میں نے اسے مجبور کیا تو اس نے مجھے وہ کتاب دے دی۔ اچانک میری نگاہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پر پڑی جب رحمٰن و رحیم سے آگے نگاہ کی تو میں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور اپنے ہاتھ سے کتاب پھینک دی پھر میں نے دل میں کچھ

خیال کیا اور کتاب کو پکڑ لیا اچانک میری نگاہ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ
پر پڑی جب بھی اللہ کے اسماء سے کسی نام کو دیکھتا تو اس سے نفرت کرتا پھر دل میں خیال کرتا حتیٰ کہ اس آیت
تک پہنچا "اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ .... اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ" تک پڑھا تو میں نے کہا میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں"، یہ سُن
کر لوگوں نے خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے لگانے شروع کئے جب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب
گیا تو آپ نے میری قمیص گلے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور فرمایا اے ابن خطاب! مسلمان ہو جاؤ اے اللہ
اسے ہدایت دے تو میں نے فوراً کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں
یہ سُن کر مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کئے جو مکہ مکرمہ کے دونوں کناروں تک سُنے گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے اسلام کا اعلان کرنا"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں باہر نکلا اور اپنے ماموں کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا
اور میں نے اسے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں جاہلیت کے دین سے پھر گیا ہوں۔ اُس نے میرے سامنے
دروازہ بند کر لیا اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔ جب لوگ اکٹھے ہوئے تو میں ایک شخص کے گھر گیا جو اپنا اسلام چھپائے
ہوئے تھا۔ میں نے آہستہ آواز میں اسے کہا کہ میں نے جاہلیت کا دین ترک کر دیا ہے۔ میرا اپنا اسلام
مشہور کرنا تھا تاکہ مجھے بھی وہی اذیت پہنچے جو دوسرے مسلمانوں کو پہنچائی گئی ہے۔ چنانچہ ایک آدمی نے
بلند آواز سے کہا خبردار! میری بات سنو! عمر اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ یہ سُن کر لوگوں نے مجھے مارنا شروع
کیا اور میں انہیں مارتا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے ماموں نے کہا یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ ابن خطاب ہے
اُس نے حطیم کعبہ میں کھڑے اپنی آستین سے اشارہ کیا اور کہا میں نے اپنے بھانجے کو امن دے دیا ہے
تو وہ مجھ سے ہٹ گئے۔ میں جس مسلمان کو بھی دیکھتا تھا اسے اذیت پہنچائی جاتی تھی۔ لیکن مجھے کوئی اذیت
نہیں دیتا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب تک مسلمانوں کی طرح مجھے بھی اذیت نہ پہنچائی جائے معاملہ درست
نہیں ہوتا اس لئے میں کچھ دیر ٹھہرا حتیٰ کہ جب لوگ حطیم میں جمع ہوئے تو میں نے اپنے ماموں کے پاس
جاکر اسے کہا میں تمہارا عہدِ امن واپس کرتا ہوں۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا لوگ میری پٹائی کرتے تھے میں انہیں مارتا
تھا اسی طرح کچھ عرصہ مار دھاڑ جاری رہی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا (قسطلانی)
بعض محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ میں سورۂ طٰہٰ کا بھی ذکر کیا ہے کہ

بَابُ اِنْشِقَاقِ الْقَمَرِ

۳۶۱۹ ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرِیَهُمْ اٰیَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَاءً بَیْنَهُمَا

اس کے بعد عمر فاروق نے کہا مجھے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ ساتھ ہی حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ چارپائی کے نیچے چھپے ہوئے تھے وہ باہر نکلے اور کہنے لگے اے عمر تمہیں خوشخبری ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کو دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ اسلام کو غالب کر مجھے یقین ہوگیا ہے کہ حضرت کی دعاء تمہارے حق میں قبول ہوئی ہے اور ابوجہل اس سعادت سے محروم رہا ہے۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا کے پاس اپنے مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ عمر فاروق اس طرف چل دیئے جبکہ امیر حمزہ، طلحہ اور چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم دروازہ پر کھڑے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آتا دیکھ کر صحابہ کرام خوف زدہ ہوئے ان کی یہ حالت دیکھ کر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اچھا ارادہ کیا ہے تو اسلام قبول کرے گا ورنہ اس کو قتل کرنا ہمارے لئے مشکل نہیں اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی آپ باہر تشریف لائے اور حضرت عمر کی تلوار اور گریبان پکڑ کر فرمایا اے عمر تو کفر سے باز نہیں آتا کیا اس وقت رکے گا جب تجھ پر ذلت و رسوائی اور اللہ کا عذاب نازل ہوگا جیسے ولید بن مغیرہ پر نازل ہوا تھا۔ اے اللہ یہ عمر ہے اس کے سبب اسلام کو غلبہ دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" پھر عرض کیا یا رسول اللہ! اب میں باہر نکلتا ہوں۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ سارے عرب سے دشمنی لے کر انہوں نے اسلام قبول کیا تھا تاریخ شاہد ہے کہ عمر فاروق کا اسلام قبول کرنا مکہ میں تھا۔ جبکہ چند گنتی کے لوگ مسلمان تھے۔ ان حالات میں منافقت کے مفہوم کا تصور بھی ناممکن ہے تو جو لوگ ان کے خلاف زبانِ طعن دراز کر کے انہیں نفاق کے بدنما دھبہ سے داغدار کرنے میں مصروف ہیں۔ ان کے

خیال فاسد کا تجزیہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی راہ نمایاں کر کے قلوب فاسیہ کے زنگار کا ازالہ کرے۔ ھُوَالْمُسْتَعَانُ۔

باب چاند کا شق ہو جانا

۳۶۱۹ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ تو آپ نے انہیں چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا حتیٰ کہ انھوں نے حراء پہاڑ کو دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

۳۶۱۹ — شرح: انشقاق قمر اسلام میں عظیم معجزہ ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم ترین معجزات اور روشن نشانیوں سے ہے جو صرف آپ کے ساتھ مختص ہیں کیونکہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے معجزات صرف حدود ارض میں محدود تھے اور آسمان کی طرف متجاوز نہ تھے۔ اسے قرآن کریم نے بھی ذکر کیا ہے۔ بعض فلاسفہ کا زعم فاسد یہ ہے کہ فلکیات خرق والتیام کو قبول نہیں کرتے اور وہ انشقاق قمر کا انکار کرتے ہیں ہم کہتے ہیں ہر محال عقلی ضروری نہیں کہ شرعاً بھی محال ہو۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اپنی مخلوق میں جو چاہے کرے۔ جن لوگوں نے انشقاق قمر کا مطالبہ کیا تھا وہ ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، عاص بن ہشام، اسود بن عبدیغوث، اسود بن مطلب، اس کا بیٹا زمعہ اور نضر بن حارث تھے۔ یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے کیونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا مشاہدہ نہیں کیا۔ مسلم کی حدیث میں مرتین کا لفظ ہے اس کا معنی فرقتین ہے۔ لہٰذا دوسری حدیثوں میں مخالفت نہیں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر شق قمر ہوتا تو ساری دنیا کے لوگ دیکھتے۔ صرف مکہ والوں تک محدود نہ رہتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شق قمر رات میں ہوا تھا جبکہ عموماً لوگ غافل اور سو رہے تھے ان کے دروازے بند تھے اور پردے لٹکے ہوئے تھے۔ لہٰذا ان کا انکار بے معنیٰ ہے۔ چاند کو گرہن لگتا ہے۔ شہاب عظام وغیرہ رات میں ظاہر ہوتے ہیں مگر انہیں دیکھنے والے لوگ قلیل ہیں۔ نیز چاند کبھی بعض منازل میں ہوتا ہے اور بعض آفاق والے لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتا۔ چنانچہ بعض لوگوں پر چاند ظاہر ہوتا ہے۔ بعض پر ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسے چاند گرہن بعض ممالک میں دیکھا جاتا ہے بعض میں نظر نہیں آتا۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ شق قمر کو ساری دنیا کے لوگ دیکھتے (فتح، عینی، کرمانی، قسطلانی) حدیث ۳۴۰۲ تا ۳۴۰۷ کی شرح دیکھیں۔

۳۶۲۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًی فَقَالَ اشْهَدُوْا وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ اَبُو الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِنْشَقَّ بِمَکَّۃَ وَتَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

۳۶۲۱ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَکْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْقَمَرَ اِنْشَقَّ عَلٰی زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۳۶۲۰ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ آپ نے فرمایا تم گواہ بن جاؤ۔ اور ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ ابوالضحیٰ نے مسروق کے واسطہ سے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ شقِ قمر مکہ میں ہوا۔ محمد بن مسلم نے ابن ابی نجیح سے مجاہد، ابی معمر اور عبداللہ سے روایت کرنے میں ابراہیم کی متابعت کی۔

۳۶۲۱ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شقِ قمر ہوا۔

۳۶۲۲ ـــ ترجمہ : ابومعمر نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ چاند دو ٹکڑے ہوا۔

۳۶۲۲ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ

بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۶۲۰ تا ۳۶۲۲

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں شق قمر منیٰ میں ہُوا حالانکہ حضرت انس بن مالک کی حدیث میں ہے کہ انشقاق قمر مکہ میں ہُوا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ معارضہ نہیں کیونکہ اس بات کی حدیث میں تصریح نہیں کہ اس رات جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے ۔ اگر یہ تصریح تسلیم کریں تو منیٰ بھی مکہ میں داخل ہے ۔ چاند کے دو ٹکڑے ہُوئے ان میں ایک ٹکڑا جبل حراء کی طرف چلا گیا اور ایک اسی جگہ باقی رہا ۔ علامہ کرمانی نے کہا مشہور یہی ہے کہ دونوں ٹکڑے اسی وقت مل گئے تھے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے حراء کو دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ ایک ٹکڑا حراء کی طرف چلا گیا تھا ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ٹکڑا آسمان) سے حراء کے نیچے اُترا اور ایک ٹکڑا باقی رہا تو یقیناً حراء درمیان میں ہوگا ۔ واللہ اعلم ! (حدیث ۳۴۰۲ تا ۳۴۰۴ کی شرح دیکھیں)

باب حبشہ کی طرف ہجرت

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

۳۶۲۳ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَا لَهُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِي أَخِيهِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيمَا فَعَلَ بِهِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ فَقَالَ أَيُّهَا الْمَرْءُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلٰوةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوثَ فَحَدَّثْتُهُمَا

مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ خواب میں دکھائی گئی ہے۔ وہاں کھجوریں بکثرت ہیں اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ بعض وہ تھے جنہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور جنہوں نے حبشہ کی زمین کی طرف ہجرت کی تھی اُن میں عام لوگ مدینہ منورہ کی طرف لوٹ گئے اس میں ابوموسیٰ اور اسماء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۳۶۲۳ـــ ترجمہ: عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عُبَیداللہ بن عدی بن خیار نے انہیں خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث نے اسے کہا تمہیں اپنے ماموں عثمان رضی اللہ عنہ سے اُن کے بھائی ولید بن عقبہ کے متعلق کلام کرنے سے کون منع کرتا ہے۔ جو کچھ عثمان نے ولید کے متعلق کیا ہے (اس نے شراب پیا اور عثمان نے

بِالَّذِیْ قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِیْ فَقَالَا قَدْ قَضَیْتَ الَّذِیْ کَانَ
عَلَیْکَ فَبَیْنَمَا اَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا اِذْ جَآءَنِیْ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَقَالَا لِیْ
قَدِ ابْتَلَاكَ اللّٰهُ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ مَا نَصِیْحَتُكَ
الَّتِیْ ذَکَرْتَ اٰنِفًا قَالَ فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قُلْتُ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ
مُحَمَّدًا وَّاَنْزَلَ عَلَیْهِ الْکِتَابَ وَکُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَاٰمَنْتَ بِهٖ وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ وَصَحِبْتَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَیْتَ هَدْیَهٗ وَقَدْ اَکْثَرَ النَّاسُ فِیْ
شَانِ الْوَلِیْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَحَقٌّ عَلَیْكَ اَنْ تُقِیْمَ عَلَیْهِ الْحَدَّ فَقَالَ
لِیْ یَا ابْنَ اَخِیْ اَدْرَکْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰکِنْ قَدْ خَلَصَ
اِلَیَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا خَلَصَ اِلَی الْعَذْرَاءِ فِیْ سِتْرِهَا فَقَالَ فَتَشَهَّدَ

حد نہیں لگائی) لوگ اس میں بہت باتیں کرتے ہیں۔ عُبید اللہ نے کہا جب عثمان نماز کے لئے باہر نکلے تو میں ان کے سامنے کھڑا ہوگیا اور اُن سے کہا مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ یہ آپ کی بھلائی کی بات ہے۔ حضرت عثمان نے کہا اے انسان! میں اللہ کے ذریعے تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں اُن سے ایک طرف ہوگیا جب میں نماز پڑھ چکا تو مِسوَر اور عبد یغوث کے پاس بیٹھ گیا اور ان سے وہ گفتگو کی جو عثمان سے میں نے کہا اور جو عثمان نے مجھ سے کہا تھا۔ اُن دونوں نے کہا جو تجھ پر حق تھا وہ تو نے ادا کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں ان دونوں کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ میرے پاس حضرت عثمان کا قاصد آگیا۔ مجھے ان دونوں نے کہا اللہ نے تجھے امتحان میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت عثمان کے پاس چلا گیا۔ اُنھوں نے کہا وہ کونسی بھلائی تھی جو تم نے ذکر کی تھی۔ عبید اللہ نے کہا میں نے تشہّد پڑھا پھر ان سے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسُول بھیجا اور آپ پر کتاب نازل کی آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور آپ پر ایمان لائے اور پہلی دونوں ہجرتیں (حبشہ اور مدینہ منورہ) کیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر آپ کی سیرت اور طریقہ دیکھا۔ ولید بن عقبہ

عُثْمَانُ فَقَالَ اِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ
الْكِتٰبَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ
بِهٖ مُحَمَّدٌ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ وَاللهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى
تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللهُ اَبَا بَكْرٍ فَوَاللهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ
ثم استخلف عمر فوالله ما عصيته ولا غششته
حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ
الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ قَالَ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ
تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَاْ
خُذُ فِيْهِ اِنْ شَآءَ اللهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيْدَ اَرْبَعِيْنَ جَلْدَةً
وَاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ يَّجْلِدَهٗ وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهٗ وَقَالَ يُوْنُسُ وَابْنُ اَخِيْ
الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ
كَانَ لَهُمْ

کے متعلق لوگ بہت باتیں کرتے ہیں۔ آپ پر واجب ہے کہ اس پر حد قائم کریں۔ حضرت عثمان نے مجھے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے؟ میں نے کہا جی نہیں! لیکن مجھے آپ کے حالات ایسے معلوم ہیں جیسے کنواری باپردہ لڑکی کو معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل کی۔ اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے آپ کی دعوت قبول کی اور جس کے ساتھ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا میں اس پر ایمان لایا اور پہلی دونوں ہجرتیں کیں جیسے تم نے کہا ہے۔ اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور آپ سے بیعت کی بخدا! میں نے نہ تو آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی آپ سے دھوکہ فریب کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی پھر اللہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا بخدا میں نے ان کی نہ تو نافرمانی کی اور نہ ہی ان سے دھوکہ اور فریب کیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ

منتخب کیا گیا۔ بخدا! میں نے ان کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی ان سے دھوکہ فریب کیا پھر مجھے خلیفہ مقرر کیا گیا کیا میرا کچھ تم پر حق نہیں جیسے ان کا مجھ پر حق ہے؟ عبید اللہ نے کہا کیوں نہیں (ضرور حق ہے) عثمان نے کہا یہ باتیں کیسی ہیں جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچ رہی ہیں۔ اور جو تم نے ولید بن عقبہ کے متعلق ذکر کیا ہے۔ ہم ان شاء اللہ اسے حق کے ساتھ ضرور گرفتار کریں گے۔ عبید اللہ نے کہا آپ نے ولید کو چالیس کوڑے مارنے کا حکم دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس پر حد قائم کریں اور حضرت علی ہی کوڑے مارا کرتے تھے۔ یونس اور زہری کے بھتیجے نے زہری سے بیان کیا (عثمان نے کہا) کیا میرا تم پر حق نہیں جو ان کا حق ہے؟

۳۶۲۳ — **شرح** : جب مکہ کے مشرکوں نے مسلمانوں کو اذیت پہنچانی شروع کی اور انہیں عذاب دینا شروع کیا تاکہ دینِ اسلام ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ ہجرت دو بار منظر عام میں آئی پہلی ہجرت رجب کے مہینہ میں وقوع پذیر ہوئی جبکہ ہجرت کرنے والے بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں وہ پیدل سمندر کی طرف نکلے اور نصف دینار کے عوض کشتی کرایہ پر لی۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ اس ہجرت کا سبب یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسلمانوں پر مظالم ہوتے دیکھے اور ان کا مقابلہ کرنا بظاہر دشوار نظر آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ حبشہ کے بادشاہ کے پاس کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اگر تم اس کے پاس چلے جاؤ تو بہت مناسب ہوگا حتی کہ اللہ تعالیٰ کوئی اچھی راہ نکال دے۔ سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرتے ہوئے مکہ مکرمہ سے نکلے یعقوب بن سفیان نے انس بن مالک کی طرف اسناد ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان اور سیدہ رقیہ کی خبر پہنچنے میں تاخیر ہوئی پھر ایک عورت آئی اس نے کہا میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کیا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کا ساتھی ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ہجرت کی ہے۔ امام بخاری کے اس باب میں حضرت عثمان کا واقعہ ذکر کرنے میں یہی نکتہ ہے محمد بن اسحاق نے ان مہاجرین کے اسماء بھی ذکر کئے ہیں اور وہ حضرات عثمان بن عفان، عبد الرحمٰن بن عوف، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ، سہیل بن بیضاء، ابوسیرہ، ابو رُہم عامری۔ بعض نے ابو رہم کا بدل حاطب بن عمرو عامری ذکر کیا ہے اور جن عورتوں نے ہجرت کی وہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو حذیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل، ابو سلمہ کی بیوی سلمہ بنت ابی اُمیّہ اور عامر بن ربیعہ کی بیوی لیلیٰ بنت ابو حثمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ واقدی نے ان پر اور دو صحابہ کا اضافہ ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود اور حاطب بن عمرو بھی اس ہجرت میں شریک تھے۔ لیکن صحیح وہ ہے جو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ وہ دوسری ہجرت میں تھے چنانچہ احمد نے حسن اسناد کیساتھ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نجاشی

کے پاس بھیجا جبکہ ہم اسّی افراد کے لگ بھگ مرد تھے ۔ ان میں عبداللہ بن مسعود، جعفر بن ابی طالب، عبداللہ بن عرفطہ، عثمان بن مظعون اور ابوموسیٰ اشعری تھے رضی اللہ عنہم پھر جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ سورۂ نجم کی تلاوت کے وقت مشرکوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا ہے تو وہ واپس لوٹ آئے اور مشرکوں کے سخت مظالم کا نشانہ بنے تو انھوں نے دوبارہ ہجرت کی اس وقت ان کی تعداد ۸۳ مرد تھے ان میں حضرت عمار بن یاسر بھی شامل ہیں اور اٹھارہ ۱۸ مستورات تھیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم (قسطلانی)

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ولید بن عقبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مادر زاد بھائی تھا (اخیافی) وہ بھی دونوں ہجرتوں میں شریک تھا ۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اُس نے اہل کوفہ کو صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائیں پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اور پڑھاؤں؟ کیونکہ وہ نشہ سے دھت تھے دو شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس کے شراب پینے کی گواہی دی اور کہا کہ اُس نے صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائی ہیں پھر کہا اور پڑھاؤں؟ اُن میں سے ایک نے کہا میں نے اسے شراب پیتے دیکھا ہے ۔ دوسرے نے کہا میں نے اسے شراب کی قے کرتے دیکھا ہے ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا شراب کی قے شراب پینے کے سبب آئی ہے اور ان سے کہا میں اس پر حدِ شرب قائم کروں گا ۔ اقامتِ حد میں کچھ دیر ہو گئی کیونکہ وہ گواہوں کی تحقیق کر رہے تھے اس جستجو میں کچھ وقت گزر گیا تو لوگوں نے باتیں کرنا شروع کیں جو بدستور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچتی رہیں ۔ اس لئے اُنھوں نے عبیداللہ سے کہا تھا تمہاری طرف سے مجھے کیسی باتیں پہنچ رہی ہیں میرا بھی تو لوگوں پر حق ہے جس طرح ان کا مجھ پر حق ہے ۔ جب تفتیش مکمل ہو گئی تو ولید پر حد قائم کی اور حضرت علی سے فرمایا اسے کوڑے مارو اُنھوں نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے کوڑے مارنے کو کہا تو اُنھوں نے کوڑا ہاتھ میں لے کر مارنا شروع کیا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شمار کر رہے تھے ۔ جب چالیس کوڑے پورے ہو گئے تو کہا اب رُک جاؤ ۔ مشہور روایت یہی ہے مناقب عثمان میں گزرا ہے کہ حضرت علی نے اسے اسّی (۸۰) کوڑے مارے ۔ اگرچہ کوڑے مارنے والے حضرت عبداللہ بن جعفر تھے لیکن وہ حضرت علی کے حکم سے مارتے تھے اس لئے ان کی نسبت حضرت علی کی طرف کی ہے ۔ لیکن اسّی کوڑوں کی روایت چالیس والی روایت کے متضاد نہیں کیونکہ عدد کی تخصیص زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی ۔

بعض علماء نے کہا جس کوڑے سے مارا جاتا تھا اس کی دو شاخیں تھیں جس نے دونوں شاخوں کا لحاظ کیا اُس نے اسّی (۸۰) کوڑے ذکر کئے ہیں اور جس نے صرف کوڑے کا اعتبار کیا اُس نے چالیس بیان کئے ہیں لہٰذا یہ تضاد نہیں ہے ۔

(حدیث ۳۴۹۰ کی شرح دیکھیں)

٣٦٢٤ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ ھِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ ذَکَرَتَا کَنِیْسَةً رَاَیْنَھَا بِالْحَبَشَةِ فِیْھَا تَصَاوِیْرُ فَذَکَرَتَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُولٰٓئِکَ اِذَا کَانَ فِیْھِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِہٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِیْہِ تِیْکَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِکَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

٣٦٢٥ — حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِیْدٍ السَّعِیْدِیُّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ وَاَنَا جُوَیْرِیَةٌ فَکَسَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمِیْصَةً لَھَا اَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ الْاَعْلَامَ بِیَدِہٖ وَیَقُوْلُ سَنَاہْ سَنَاہْ قَالَ الْحُمَیْدِیُّ یَعْنِیْ حَسَنٌ حَسَنٌ

٣٦٢٤ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین ام حبیبہ اور ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا ذکر کیا جو اُنھوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ اس میں تصاویر تھیں۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تھا تو وہ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر دیتے اور اس میں صورتیں رکھ دیتے تھے یہ لوگ قیامت میں اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہے۔

٣٦٢٤ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ دونوں امہات المؤمنین نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی ام حبیبہ نے اپنے شوہر عبداللہ بن جحش کے ساتھ دوسری ہجرت میں شرکت کی تھی۔ ان کا شوہر حبشہ میں ہی فوت ہوگیا تھا۔ اس طرح بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نصرانی ہوگیا تھا۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ سے نکاح

۳۶۲۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ كَيْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ قَالَ أَرُدُّ فِي نَفْسِي

کر لیا تھا۔ اور ام سلمہ بنت ابی اُمیہ اپنے شوہر ابوسلمہ بن عبدالاسد کے ساتھ پہلی ہجرت میں شریک تھیں۔ ان کا نام ہند بنت ابی اُمیہ ہے جبکہ ام حبیبہ کا نام رملہ بنت ابوسفیان ہے۔
(حدیث ۴۱۹ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۵ — ترجمہ: ام خالد بنت خالد نے کہا کہ میں حبشہ سے آئی حالانکہ میں چھوٹی بچی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اوڑھنے کے لئے چادر دی۔ جس میں نقوش تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس پر پھیر کر فرمایا یہ چادر اچھی ہے اچھی ہے۔ حُمیدی نے کہا سناہ کا معنیٰ حسن ہے۔

۳۶۲۵ — شرح: ام خالد کا نام اَمَہ ہے۔ وہ خالد بن زبیر بن عوام کی والدہ اور خالد بن سعید بن عاص کی بیٹی ہے۔ لہذا وہ ام خالد بھی ہے اور بنتِ خالد بھی ہے۔ سناہ، حبشی کلمہ ہے۔ اس کا معنیٰ "حسن" ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الجہاد کی حدیث ۸۶۴ کے یہ الفاظ ہیں۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ آئی جبکہ میری زرد قمیص تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہت اچھی ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں منافات ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا جمع ہونا جائز یا واقعہ متعدد ہے (حدیث ۸۶۴ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۶ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا کرتے تھے حالانکہ آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے پاس سے آئے تو آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے ہمارے

۳۶۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ

سلام کا جواب نہ دیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کو سلام عرض کرتے تھے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔ میں نے ابراہیم نخعی سے کہا آپ کیسے کرتے ہیں انھوں نے کہا میں اپنے دل میں جواب دے لیتا ہوں۔ (حدیث ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۷ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم یمن میں تھے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر پہنچی تو ہم کشتی پر سوار ہوئے ہماری کشتی ہمیں حبشہ میں لے گئی۔ وہاں ہم نے جعفر بن ابی طالب کو پایا ہم نے اُن کے ساتھ اقامت کی حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملے جبکہ آپ نے خیبر فتح کیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کشتی والو! تمہارے لئے دو ہجرتیں ہیں۔

۳۶۲۷ — شرح : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پہلے مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کی اور اسلام قبول کیا پھر انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ حبشہ کی طرف بھیج دیا اور وہ اپنی قوم کے علاقہ کی طرف متوجہ ہوئے جو مشرقی جانب حبشہ کے مقابل ہے جب انہیں خبر ملی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہو گئے ہیں تو وہ اور جو لوگ ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے کشتی میں سوار ہو کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے اور سمندری طوفان کے باعث کشتی نے انہیں حبشہ پہنچا دیا اور اس حدیث میں جو بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے آپ کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا ثابت ہے۔ اتفاق سے وہ اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جبکہ آپ نے خیبر فتح کیا تھا۔ یہ سات ہجری کا واقعہ ہے۔
مسلم کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خیبر کی غنیمت سے حصہ دیا حالانکہ جو

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

۳۶۲۸ — حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيعِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلٰى اَخِيْكُمْ اَصْحَمَةَ

۳۶۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ عَطَاءً حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَصَفَفْنَا وَرَاءَهٗ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ اَوِ الثَّالِثِ

کوئی فتح خیبر سے غائب تھا اسے خیبر کی غنیمت سے کچھ نہیں دیا گیا تھا البتہ کشتی والوں کو خیبر کا حصہ دیا گیا تھا۔ دو ہجرتیں یہ ہیں ایک مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہے اور جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی ان کی صرف ایک ہجرت ہے اور وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہے۔

نجاشی کی موت

۳۶۲۸ — ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز نجاشی فوت ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج ایک نیک آدمی فوت ہوگیا ہے۔ اٹھو اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھو!

۳۶۲۹ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہم نے آپ کے

٣٦٣٠ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى اَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا تَابَعَهٗ عَبْدُ الصَّمَدِ

٣٦٣١ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَعَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلّٰى فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا

پیچھے صف بندی کی اور میں دوسری یا تیسری صف میں تھا ۔

٣٦٣٠ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔ عبدالصمد نے یزید کی متابعت کی ہے ۔

٣٦٣١ — ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابن مسیّب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر اس روز دی جس دن وہ فوت ہوا اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو ۔ صالح نے ابن شہاب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا مجھ سے سعید بن مسیّب نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۶۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ

نے صحابہ کرام کی جنازگاہ میں صف بندی کی اور نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

۳۶۲۸ تا ۳۶۳۱ — شرح : حبشہ کے بادشاہ کا نام اصحمہ اور لقب نجاشی ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غائبانہ ایمان لائے تھے وہ ہجرت کے ساتویں سال ایک روایت کے مطابق آٹھویں سال فوت ہوئے انہیں یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں نے اُس کی طرف ہجرت کی تھی۔

" نماز پر چار تکبیریں کہنے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا تفصیلی بیان "

(حدیث : ۱۲۴۲ع ، ۱۲۵۰ ، ۱۲۵۱ع ، ۱۲۵۵ ، ۱۲۵۶ع کی شروح میں دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر مشرکوں کا آپس میں قسمیں کھانا "

۳۶۳۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین کی جنگ کا ارادہ کیا تو فرمایا کل انشاء اللہ ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہوگا جہاں مشرکوں نے کفر پر جمے رہنے کی قسمیں کھائی تھیں۔

(اس حدیث کی مفصل تقریر حدیث ۱۴۹۴ع، ۱۴۹۵ع کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ قِصَّةِ اَبِیْ طَالِبٍ

۳۶۳۳ ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَغْنَیْتَ عَنْ عَمِّكَ فَاِنَّهٗ كَانَ یَحُوْطُكَ وَیَغْضَبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

۳۶۳۴ ــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ اَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ اَیْ عَمِّ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ یَا اَبَا طَالِبٍ تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ

باب ابوطالب کا واقعہ

۳۶۳۳ ــ ترجمہ : عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا؟ وہ آپ کی حفاظت کیا کرتا تھا اور آپ کے لئے غصہ میں آتا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ ہلکی سی آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

۳۶۳۴ ــ ترجمہ : ابن مسیّب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ اس کے پاس ابوجہل بھی تھا۔ آپ نے فرمایا : اے چچا! ایک بار کلمہ لا الٰہ الا اللہ" کہہ دیں میں اس کے سبب اللہ کے پاس تمہارے لئے حجت قائم کرسکوں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتّٰى قَالَ اٰخِرُ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهٖ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ وَنَزَلَتْ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ

٣٦٢٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ فَقَالَ لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهٗ

٣٦٢٦ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بِهٰذَا وَقَالَ يَغْلِيْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهٖ

اے ابوطالب کیا عبدالمطلب کی ملت سے اعراض کروگے؟ وہ انہیں یہ کہتے رہے حتیٰ کہ ابوطالب نے آخری کلام جو اُن سے کہا وہ یہ تھا کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آپ کے لئے استغفار کروں گا جب تک مجھے روکا نہ جائے گا۔ اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ نبی اور ایمانداروں کو لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دُعاء کریں اگرچہ وہ بہت قریبی ہوں جبکہ ان کے لئے یہ ظاہر ہوچکا ہو کہ وہ دوزخی ہیں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی "بے شک آپ جسے پسند کریں ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے ہیں۔

٣٦٢٥ — **ترجمہ** : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپ کے پاس آپ کے چچا کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یقیناً انہیں میری شفاعت قیامت میں نفع دے گی۔ اور نہیں ہلکی سی آگ میں رکھا جائیگا

بَابُ حَدِيثِ الْاِسْرَآءِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى سُبْحَانَ الَّذِىٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

۳۶۳۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِىْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِىْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِى الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِىْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ

جو ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا۔

۳۶۳۶ — ترجمہ: ابن ابی حازم اور دراوردی نے یزید سے یہ روایت کی انھوں نے کہا: تَغْلِىْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهٖ یعنی اصل دماغ کھولنے لگے گا"

۳۶۳۲ تا ۳۶۳۶ — شرح: ابو طالب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں ان کا نام عبد مناف بن عبدالمطلب ہے ہجرت سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچاس برس سے تین ماہ اور کچھ دن کم تھی۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے مددگار اور محافظ تھے اور آپ کی جانب سے مشرکوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس لئے صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے چچا کو آپ سے نفع پہنچے گا تو آپ نے فرمایا میری وجہ سے انہیں ساری مخلوق سے ہلکا عذاب ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کافروں کے عمل بے کار اور بے فائدہ ہوتے ہیں تو ابو طالب کے اس اچھے عمل سے انہیں کیسے فائدہ ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوگا اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے عذاب کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ مسلمانوں کا سخت دشمن تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھا کرتا

تھا، لیکن فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا اور طائف میں شہید ہو گیا۔
(اس حدیث کا مفصل بیان حدیث ۱۲۹۰ کی شرح میں دیکھیں)

باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی سیر کی حدیث

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی

۳۶۳۷ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلا دیا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا تو میں انہیں اس کی نشانیاں بتا رہا تھا اور سے دیکھ رہا تھا۔

۳۶۳۷ — شرح: سُبحان "علم مصدر تسبیح کا علم ہے اور تسبیح مصدر ہے۔ جیسے عثمان رجل کا علم ہے اس کا معنی تنزیہہ ہے اور معنیٰ یہ ہے "میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس نے اپنے عبد کو سیر کرائی یعنی اسے تمام نقائص اور عیوب سے پاک جانتا ہوں اور عبد سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور برسُولِہٖ یا بِنَبِیّہٖ نہ کہنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اکرام وعظمت کے باوجود اللہ کے عبد ہیں تاکہ آپ کے حق میں مخلوق غلو نہ کرے جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا اور آپ کو اللہ کا بیٹا کہنے لگے اور یہودیوں نے کہا عُزیرؑ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا بیٹا یا بیوی ہو اور وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔

اَسْرٰی "سَرٰی سے ماخوذ ہے اور وہ رات کی سیر ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک "اسریٰ اور سریٰ" واحد ہیں۔ حوفی نے کہا اسریٰ رات کی سیر اور "سریٰ" دن کی سیر ہے۔ کہا گیا ہے کہ اسریٰ" اول رات کی سیر ہے اور سَریٰ" آخر رات کی سیر ہے۔ اور اَسْریٰ بہٖ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے براق بھیجا جو آپ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ اور "لَیْلًا" کو اس لئے ذکر کیا کہ اسراء کا اطلاق کبھی دن کی سیر پر بھی کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ ساری رات میں نہیں ہوا بلکہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں ہوا ہے۔ چنانچہ عربوں کا محاورہ ہے "اَسْرٰی فُلَانٌ لَیْلًا" جب رات کے کچھ میں سیر کرے اور "سَرٰی لَیْلَہٗ"

جب ساری رات چلتا رہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جانے میں حکمت یہ ہے کہ آپ دونوں قبلوں کو دیکھ لیں یا اس لئے کہ بیت المقدس اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت کا مقام ہے۔ اس لئے آپ وہاں تشریف لے گئے تاکہ مختلف فضائل سے مشرف ہوں یا اس لئے کہ بیت المقدس مقامِ محشر ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کریں اور انہیں آپ کے اُمتی ہونے کا شرف بخشیں۔"

اِسراء اور شبِ معراج

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابن دحیہ نے کہا بظاہر بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ اسریٰ اور معراج متغائر ہیں۔ کیونکہ بخاری نے ہر ایک کا عنوان علیحدہ ذکر کیا ہے لیکن بخاری کے نزدیک ان میں تغایر نہیں ہے اور کتاب الصلوٰۃ میں ان کے کلام سے ظاہر ہے کہ دونوں متحد ہیں چنانچہ بخاری نے باب کا عنوان یہ ذکر کیا "باب کیف فُرِضَتِ الصَّلوٰۃ"، حالانکہ نماز معراج میں فرض ہوئی تھی۔ معلوم ہوا کہ اسراء اور معراج شئی واحد ہے اور یہاں ہر ایک کا عنوان علیحدہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مستقل واقعہ پر مشتمل ہے۔ اگرچہ دونوں ایک ہی وقت وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ علماء سلف میں اس بارے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء اسراء اور معراج کو متحد کہتے ہیں۔ جمہور محدثین فقہاء اور متکلمین کہتے ہیں کہ دونوں واقعات ایک ہی رات میں جسم مع روح بیداری کی حالت میں بعثت کے بعد ہوئے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اِسراء ایک رات میں اور معراج کسی اور رات میں ہوا ہے۔ بعض نے کہا یہ واقعہ دو دفعہ ہوا ہے۔ ایک بار تمہید کے طور پر خواب میں اور دوسری بار بیداری میں ہوا ہے۔ اور رات کی سیر معراج ہے اور دن کی سیر اسراء ہے۔ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اسراء ایک رات میں اور معراج کسی رات میں ہوا ہے اور دونوں بیداری میں ہوئے ہیں اُنھوں نے تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ اسراء میں آپ بیت المقدس سے واپس تشریف لے آئے تھے۔ اور اُس صبح کو قریش سے واقعہ ذکر کیا اور معراج میں بیت المقدس سے آسمانوں کو تشریف لے گئے۔ بعض نے کہا کہ معراج کئی بار واقع ہوا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قریش کا معراج کے واقعہ کو جھٹلانا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کی صبح کو قریش سے رات کی سیر کا ذکر کیا تو اُنھوں نے آپ کی تکذیب کرتے ہوئے کہا کہ مسجد اقصیٰ کے دروازے کتنے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دروازوں کو

شمار نہیں کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا میں نے قریش کے ہر سوال کا جواب دیا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد اقصیٰ لائی گئی اور میں اسے دیکھ رہا تھا حتیٰ کہ عقیل کے مکانات کے پاس رکھی گئی اور میں اسے دیکھ کر قریش کے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا۔ یہ عظیم معجزہ ہے اور عقلاً محال بھی نہیں کیونکہ چشم زدن میں بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کیا گیا تھا۔ ابو یعلیٰ نے کہا جبیر بن مطعم کے والد مطعم بن عدی نے آپ سے پوچھا تھا کہ مسجد کے دروازے کتنے ہیں (عینی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ معراج کے واقعہ کے بعد بعض لوگ مذبذب سے ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے حضور کا فرمان ذکر کیا تو انھوں نے کہا میں اس بات کا گواہ ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں انھوں نے کہا آپ ان کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ رات کے تھوڑے سے حصہ میں شام گئے پھر واپس مکہ مکرمہ آگئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس سے دُور جانے اور آنے کی خبر دیتے تو میں وہ بھی تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ آپ ہمیں آسمانوں کی خبریں دیتے ہیں اور ہم ان میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں تو زمین کی خبر کیسے جھٹلا سکتے ہیں۔ اسی لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہا گیا۔ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم واپسی میں قریش کے قافلہ کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کہا تو ان میں سے بعض نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بتایا کہ وہ قافلہ فلاں دن آرہا ہے۔ اور سب کے آگے اس طرح کا اونٹ ہے۔ چنانچہ قافلہ ظاہر کو آیا جبکہ اس کے آگے وہی اونٹ تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تھا۔ یزید بن ابی مالک کی روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بیت المقدس میں داخل ہوا اور تمام انبیاء کرام وہاں موجود تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ان کی امامت کرنے کے لئے آگے بڑھایا چنانچہ میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو راستہ سے ایک طرف ہو کر آپ کو آواز دے رہا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسے چھوڑیں اور آگے تشریف لے چلیں پھر آپ ایک بوڑھی عورت کے پاس سے گزرے تو فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا جس نے آپ کو بلایا تھا وہ ابلیس تھا اور یہ عورت دُنیا ہے۔ اور جنہوں نے آپ کو سلام عرض کیا ہے وہ حضرات انبیاء کرام ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ طبرانی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ چند لوگوں کے پاس سے گزرے جو کھیتی باڑی کرتے ہیں جب اسے کاٹتے ہیں تو وہ پھر اسی طرح ہو جاتی ہے جیسے کاٹنے سے پہلے تھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ مجاہد ہیں آپ ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کی شرمگاہیں کپڑوں سے ڈھانپی گئی ہیں اور وہ جانوروں کی طرح چلتے ہیں جبرائیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو کچا بدبودار گوشت کھاتے ہیں اور پاکیزہ پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے ہیں جبرائیل نے کہا یہ زانی مرد ہیں۔ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے لکڑیاں

جمع کی ہوئی ہیں اور ان کو اٹھا نہیں سکتا ہے اس کے باوجود اور لکڑیاں ان میں شامل کر لیتا ہے۔
جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس شخص کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں وہ انہیں ادا نہیں کرتا تھا اور اور خواہش یہ رکھتا ہے کہ مزید اور امانتیں آجائیں۔

ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹی جاتی ہیں۔ اور کاٹنے کے فوراً بعد وہ اچھی ہو جاتی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فتنہ انگیز خطیب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم بیل کے پاس سے گزرے جو باریک سوراخ سے گزر کر پھر واپس جانا چاہتا ہے لیکن اس پر قادر نہیں ہوتا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ شخص بات کرکے نادم ہوتا تھا۔ لیکن پھر وہ اسے واپس نہیں کر سکتا تھا۔

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے میں حکمت

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے میں حکمت مخالفین کے لئے اظہار حق تھا کیونکہ اگر مکہ مکرمہ سے ہی آسمانوں کی طرف عروج فرماتے تو مخالفین کے لئے بیان و ایضاح کی کوئی صورت نہ پائی جاتی۔ جب آپ نے فرمایا کہ آپ نے بیت المقدس رات کے تھوڑے سے حصہ میں تشریف لے گئے ہیں تو انھوں نے آپ سے بیت المقدس کے جزئیات پوچھے جو انھوں نے دیکھے ہوئے تھے اور وہ جانتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے بیت المقدس نہیں دیکھا ہے جب آپ نے انہیں بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے جملہ جزئیات بیان فرمائے جو انھوں نے پوچھے تھے۔ تو آپ کی سچائی واضح ہوگئی اور مشرکین مکہ کو یہ تحقیق حاصل ہوگئی کہ آپ یقیناً وہاں تک رات کے تھوڑے سے حصہ میں پہنچے ہیں۔

جب یہاں تک انہیں تصدیق ہوگئی تو اس کے بعد باقی سیر کی تصدیق بھی کی راہ واضح ہوگئی۔ اس سے مومنوں کے ایمان میں استحکام ہوا اور معاندین و منکرین کی شقاوت و بدبختی میں اور اضافہ ہوا۔

وَاللّٰہُ الْھَادِیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْم

بَابُ الْمِعْرَاجِ

۳۶۳۸ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ ابْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِيْ اٰتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ إِلٰى جَنْبِيْ مَا يَعْنِيْ بِهٖ قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ إِلٰى شِعْرَتِهٖ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مِنْ قَصِّهٖ إِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ أُتِيْتُ بِطَسْتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب معراج کا واقعہ

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جمہور علماء محدثین، متکلمین اور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ اسراء اور معراج کا واقعہ روح و جسم سمیت ایک رات میں ہُوا اور اسراء مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور معراج بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف ایک رات میں وقوع پذیر ہُوئے۔ معراج بروزن مِفْعَال عروج سے ماخوذ سیڑھی کے مشابہ ہے گویا یہ صعود کا آلہ ہے (ابن اثیر)

علامہ عینی نے کہا معراج کے وقت میں مختلف آراء ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے لیکن اسے خواب کے واقعہ پر محمول کیا جاتا ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل کا واقعہ ہے ابن حزم نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ معراج رجب کے مہینہ میں ہُوئی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی پہ یقین کیا ہے۔ نیز عبدالبر نے کہا کہ معراج ہجرت سے آٹھ ماہ قبل کا واقعہ ہے۔ ابن اثیر

مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِىْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَآبَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ هُوَ الْبُرَاقُ يَا اَبَا حَمْزَةَ قَالَ اَنَسٌ نَعَمْ يَضَعُ خَطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِىْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِىْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ

نے ہجرت سے تین سال قبل کا واقعہ بیان کیا ہے۔ قاضی عیاض نے زہری سے روایت کی کہ بعثت سے پانچ برس بعد معراج ہوئی۔ ابن ابی شیبہ نے جابر اور ابن عباس سے روایت کی کہ دونوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز تولد فرمایا اسی دن بعثت ہوئی اسی روز آسمانوں کی طرف عروج فرمایا اور اسی دن وفات فرمائی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۶۳۸ — ترجمہ: قتادہ نے انس بن مالک سے انہوں نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کا واقعہ بیان کیا جس میں آپ کو سیر کرائی گئی تھی کہ ایک دفعہ میں حطیم کعبہ میں تھا اور کبھی یوں فرمایا کہ میں حجر (حطیم) میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص میرے پاس آیا اس نے یہاں سے یہاں تک چاک کر دیا۔ (قتادہ نے کہا) میں نے جارود سے کہا جبکہ وہ میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس (یہاں سے یہاں تک) سے کیا مراد ہے انھوں نے کہا حلقوم سے ناف تک میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ سینہ سے ناف تک اور میرا دل نکالا پھر ایمان سے لبریز سونے کا طشت لایا گیا اور میرا دل دھویا گیا اور ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا پھر اسی جگہ رکھ دیا گیا پھر میرے پاس ایک خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑھا ایک سفید جانور لایا گیا جارود نے کہا اے ابا حمزہ وہ براق تھا؟ حضرت ابوحمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں وہ براق تھا جو اپنا قدم منتہائے نظر پہ رکھتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا اور میرے ہمراہ جبرائیل علیہ السلام روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ دنیا کے

وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ
مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ
اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا
يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا
فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ
صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ
قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ بِهٖ
فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا

آسمان پر آیا اور اس کا دروازہ کھلوانا چاہا ا سے کہا گیا یہ کون ہے ؟ اُس نے کہا جبرائیل ہوں ۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے ؟ کہا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" ہیں ۔ کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں ! کہا گیا آپ کا آنا مبارک ہو ۔ تشریف لانے والا بہت اچھا ہے ۔ اُس نے دروازہ کھولا جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آدم علیہ السلام ہیں جبرائیل نے کہا یہ آپ کے جدّ امجد آدم ہیں آپ نے انہیں سلام کہیں تو میں نے انہیں سلام کیا ۔ اُنھوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا نیک بیٹے اور نیک نبی کا آنا مبارک ہو ۔ پھر جبرائیل اُوپر کو چلے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوانا چاہا ۔ تو کہا گیا یہ کون ہے ؟ کہا جبرائیل ہوں کہا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے ؟ قال محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے کہا جی ہاں ! کہا گیا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو ۔ اور دروازہ کھول دیا ۔ جب اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں ۔ علیہما السلام ،، اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں ۔ جبرائیل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں علیہما السلام انہیں سلام کریں میں نے سلام کیا ۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر اُنھوں نے کہا نیک بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو ۔ پھر میرے ساتھ تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا گیا یہ کون ہے ؟

قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ اَوَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ
قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِلٰى
اِدْرِيْسَ قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ
مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ
الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ
جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ
حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ
قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا
بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ

کہا جبرائیل ہوں۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم"۔ کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا گیا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ تشریف لانے والا بہت اچھا ہے اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یوسف ہیں علیہ السلام"، جبرائیل نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا گیا کون ہے کہا جبرائیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں کہا گیا تشریف لانے والا بہت اچھا ہے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں ادریس کے پاس پہنچا تو کہا یہ ادریس "علیہ السلام"، ہیں انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا۔ انھوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو پھر مجھے اوپر لے چڑھے حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر تشریف لائے اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا یہ

عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِيْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مَنْ يَدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ

کون ہے ؟ کہا جبرائیل ہوں۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے ؟ کہا محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم"، کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں! کہا گیا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو تشریف لانے والا بہت اچھا ہے جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہارون ہیں "علیہ السلام"، جبرائیل نے کہا یہ ہارون ہیں۔ علیہ السلام"، انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا اُنھوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر مجھے اُوپر لے گئے حتیٰ کہ چھیویں آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا یہ کون ہے ؟ کہا جبرائیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے ؟ کہا محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں! کہا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو تشریف لانے والا بہت اچھا ہے۔ جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ موسیٰ ہیں "علیہ السلام"، جبرائیل نے کہا یہ موسیٰ ہے۔ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا اُنھوں نے جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ جب میں اُن سے آگے نکلا تو وہ رو پڑے اُن سے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رولایا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے بعد لڑکے کو نبی بھیجا گیا ہے۔ اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے میری اُمت میں سے جنت میں داخل ہونے والوں سے زیادہ ہوں گے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف لے گئے اور جبرائیل نے دروازہ کھلوانا

قَالَ هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى وَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ
وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ
فَنَهْرَانِ فِى الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِىَ
الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَاِنَاءٍ مِنْ
عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِىَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ
ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَىَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ
فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قَالَ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً
كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّىْ
وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ
الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ

جاہا تو کہا گیا یہ کون ہے اُس نے کہا جبرائیل ہوں۔ کہا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد ہیں" صلی اللہ علیہ وسلم" کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو تشریف لانے والا بہت اچھا ہے۔ جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابراہیم ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام، جبرائیل نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں انہیں سلام کریں فرمایا میں نے انہیں سلام کیا۔ اُنھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بیٹے اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ ظاہر کیا گیا تو اس کا پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح مجھے جبرائیل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں دو باطنی اور دو ظاہری نہریں تھیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہیں؟ کہا باطنی نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور میرے سامنے کیا گیا پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ لیا جبرائیل نے کہا یہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمت ہے۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں ہر دن رات پر فرض کی گئیں میں واپس ہُوا تو موسیٰ کے پاس سے گزرا۔ اُنھوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا مجھے ایک دن رات میں پچاس نمازوں کا حکم ملا ہے

فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّیْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّیْ اَرْضٰی وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ

موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی اُمت ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے پر قادر نہ ہوگی۔ بخدا! میں نے آپ سے قبل لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے میں نے سخت برتاؤ کیا ہے۔ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اُمت کے لئے تخفیف کا سوال کریں میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دس نمازیں وضع کر دیں میں واپس موسیٰ کے پاس آیا تو اُنھوں نے اسی طرح کہا میں واپس گیا تو مجھ سے اور دس نمازیں معاف کر دیں میں واپس موسیٰ کے پاس آیا تو اُنھوں نے اسی طرح کہا میں واپس گیا تو ہر روز دس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ میں واپس آیا تو موسیٰ نے اسی طرح کہا۔ میں واپس گیا تو مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں واپس موسیٰ کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا کیا حکم ملا ہے؟ میں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں

کا حکم ملا ہے۔ اُنھوں نے کہا آپ کی اُمّت پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے میں نے سخت برتاؤ کیا ہے۔ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور اپنی اُمّت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے ربّ سے سوال کئے حتیٰ کہ مجھے اب شرم آتی ہے۔ میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ فرمایا جب میں آگے بڑھا تو منادی نے نداء کی میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔

۳۶۳۸ — شرح: حِجر، بکسرالدال میزابِ کعبہ کے نیچے شام کی جانب مقام ہے۔ اسے حطیم بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اسے کعبہ کی دیوار سے علیحدہ کیا گیا ہے اور کعبہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس پر کعبہ کا اطلاق خبرِ واحد سے ہے۔ اس لیے صرف اس کی جانب نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اور طواف احتیاطاً اس کے اُوپر سے کیا جائے گا۔ ثُغرہ، دونوں ترقوت کے درمیان سینہ سے اُوپر نیچی جگہ ہے اور شعرہ سے مراد زیرِ ناف بال ہیں۔ مسلم شریف میں اس طرح ہے کہ آبِ زمزم سے قلب شریف دھویا کیونکہ یہ افضل پانی ہے۔ سونے کے طشت میں آبِ زمزم سے قلب شریف کو دھویا۔ طشت مشہور برتن ہے اور سونا اعلیٰ اور صاف دھات ہے اور آبِ زمزم سے دھونے میں حکمت یہ تھی کہ آپ کا قلب شریف اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حُسنیٰ کی جلاء حاصل کرنے اور اعلیٰ مقام میں متمکن ہونے پر قادر ہو۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شقِ صدر دو بار ہُوا ایک بار حلیمہ سعدیہ کے پاس ہُوا اور طبع بشری کے باعث گوشت کا ٹکڑا نکال دیا گیا جہاں شیطان وسوسہ دیتا ہے۔ اسی لئے آپ عصمت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ دوسری بار شبِ اسریٰ میں شقِ صدر ہُوا۔

علامہ عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طیالسی اور حرث نے اپنے مسندوں میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک بار شقِ صدر غارِ حراء میں کیا گیا جبکہ جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے تھے۔ تاکہ آپ کی عظمت میں اضافہ ہو اور پاکیزگی کے اعلیٰ حال میں قوتِ قلب سے وحی کی تلقی کریں یہ عادت کے خلاف امر ہے جس سے سامع مدہوش ہو جاتا ہے۔ ہمیں اس پر ایمان رکھنا چاہیئے اور کسی تکلف کے بغیر اسے تسلیم کر لینا چاہیئے اور اس وہم کو خاطر میں جگہ نہیں دینی چاہیئے کہ پیٹ کو شق کر کے اس سے دل نکال لینے سے موت واقع ہو جاتی ہے

خصوصاً اس دور میں جبکہ دل کے آپریشن کامیاب ہو رہے ہیں ایسے توہمات کا ازالہ اظہر من الشمس ہے۔ اللہ تعالیٰ جو دل کو پیدا کرنے والا ہے اس کا آپریشن کرنا اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ موجودہ دورِ آپریشن کا مستخرج یہی حدیث ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہونے والا براق زمین پر چلتا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ منتہائے نظر پر اپنا قدم رکھتا تھا۔ ابن سعد نے واقدی سے روایت کی کہ اس کے دو پر تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان اڑتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک ضعیف روایت ہے کہ اس کے رخسارے انسان کے رخساروں جیسے اور دُم گھوڑے کی دم کی طرح ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں اور پاؤں گائے کے پاؤں کی طرح تھے۔ اس کا سینہ سُرخ یاقوت تھا۔ بیہقی نے دلائل نبوت میں اس حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے انھوں نے کہا میرے پاس خچر جیسا جانور لایا گیا جسے براق کہا جاتا ہے۔ مجھ سے پہلے انبیاء کرام اس پر سوار ہوا کرتے تھے میں اس پر سوار ہو گیا اور حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا پھر میں اور جبرائیل بیت المقدس میں داخل ہوئے میں نے نماز پڑھی پھر میرے پاس سیڑھی لائی گئی میں نے اس سے خوبصورت کوئی شئی نہیں دیکھی۔ یہ سیڑھی وہی ہے جس کی طرف میت موت کے وقت ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی ہے۔ کعب کی روایت میں ہے کہ آپ کے لئے دو سیڑھیاں رکھی گئیں ان میں سے ایک چاندی اور دوسری سونے کی تھی حتی کہ آپ اور جبرائیل اس کے ذریعہ اُوپر چلے گئے۔ ابن سعد کے شرفِ مصطفیٰ میں ہے کہ وہ سیڑھی موتیوں سے مرصع تھی اس پر دائیں اور بائیں فرشتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے بروایت یزید بن ابی مالک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تھوڑا وقت ہی ٹھہرا تھا کہ بہت لوگ جمع ہو گئے۔ پھر مؤذن نے اذان کہی اور اقامت کہی گئی جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مصلّٰی پر کھڑا کر دیا میں نے انہیں نماز پڑھائی۔

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھی اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ظاہر یہی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں کی طرف عروج سے قبل نبیوں کو نماز پڑھائی تھی۔ پھر آسمانوں کی طرف عروج کیا آسمان کے پہلے دروازے کا نام باب الحفظہ ہے وہاں ایک فرشتہ کی ڈیوٹی ہے جس کا نام اسماعیل ہے اس کے تحت بارہ ہزار فرشتے ہیں۔

جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کی معیّت میں پہلے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو فرشتوں کے لئے مزید انوار ظاہر ہوئے جس سے انھوں نے محسوس کر لیا کہ اس بار تنہا آنے والا جبرائیل علیہ السلام نہیں اُن کے ساتھ کوئی اور بھی ہے اس لئے اُنھوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ " وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ الخ فرشتوں کے اس کلام میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اس بات پر مطلع کیا کہ آپ کی ذات ستودہ صفات

ملاءِ اعلیٰ میں مشہور و معروف ہے۔ کیونکہ فرشتوں کا یہ کہنا کہ آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے۔ اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کو جانتے تھے۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ان کی قبور میں مستقر ہیں۔ انہیں آسمانوں میں دیکھنے کا کیا معنی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی روحیں جسموں کی صورتوں میں متشکل ہو کر ظاہر ہوئی تھیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے لئے انبیاء علیہم السلام کے اجسام آپ سے ملاقات کے لئے حاضر کئے گئے تھے۔ دوسرے آسمان پہ حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تشریف فرما تھے جو خالہ زاد بھائی ہیں۔ کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ الیشاع بنت فاقوذا ہیں جو ام مریم حنہ کی بہن ہیں۔ اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ زکریا علیہ السلام اور عمران بن ماثان دونوں ہم زلف تھے زکریا علیہ السلام کی بیوی الیشاع بنت فاقوذا تھی جبکہ عمران کی بیوی حنہ بنت فاقوذا تھیں جو مریم علیہا السلام کی والدہ ہیں۔ الیشاع نے حضرت یحییٰ کو جنم دیا اور حنہ کے پیٹ سے مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں اس طرح الیشاع مریم کی خالہ ہوئیں اور حنہ یحییٰ کی خالہ ہوئیں۔ اس اعتبار سے یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پہ خالہ زاد بھائی کا اطلاق ہوا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ کو صالح بھائی ادب و احترام کے طور پر کہا تھا اگرچہ وہ باپ تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام پاس سے گزرے تو وہ رونے لگے۔ ان کا یہ رونا حسد اور بغض کے طور پر نہ تھا۔ کیونکہ ایسے مقامات میں حسد و بغض کا تصور بھی ناممکن ہے تو موسیٰ علیہ السلام ایسے جلیل القدر نبی و رسول سے کیسے ممکن تھا اُن کا رونا صرف اس لئے تھا کہ ان کی امت نے آپ کی بکثرت مخالفت کی تھی جو ان کے درجات اور ثواب کی تنقیص کا سبب تھی اور ہر نبی کو اس کے امت کے تابعدار افراد کے ثواب کے برابر ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان کی مخالفت کے باعث ان کا یہ ثواب فوت ہو چکا تھا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے ثواب جو رفعت درجات کا سبب ہے کے فوت ہو جانے پر تاسف کا اظہار کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثیب احمر کے پاس قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ پھر مسجد اقصیٰ میں انہوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر چوتھے اور چھیویں آسمانوں پر بھی آپ سے ملاقات کی۔ حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے براق کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ عقول حیران رہ جاتی ہیں۔ لیکن ایک جسم کا کئی جگہ موجود ہونا محال نہیں اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو یہ طاقت عطا کی ہو اور ایک جسم کا کئی جگہ موجود ہونا اہل عقل و میزان کے نزدیک اگرچہ محال ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو عقلاً محال ہو وہ شرعاً بھی محال ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آسمانوں میں انہیں چند نبیوں کے ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حالات کا سامنا کرنا ہوگا جو آسمانوں میں مذکور نبیوں کو ان کے زمانہ میں سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پہ آنا پڑا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مکہ سے نکلنا پڑے گا اور حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے یہودیوں نے

عداوت کی اسی طرح سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے فوراً بعد یہودیوں نے آپ کی شدید مخالفت کی
یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ سے بہت زیادتیاں کیں۔
ایسے ہی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش نے سخت محاربت کی۔ حضرت
ادریس علیہ السلام کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہُوا ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کے حضور بہت عظمت اور شرافت ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی قوم نے انہیں بہت اذیت پہنچائی پھر اس سے تائب ہوئے اور آپ سے محبت کرنے لگے ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش نے سخت عداوت کی پھر آپ کے جانثار بن گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قوم نے سخت برتاؤ کیا ایسے ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش وغیرہ نے سخت برتاؤ کیا اور حضرت ابراہیم نے آخر عمر شریف میں حج کے مناسک ادا کئے اور بیت اللہ کی تعظیم کی ایسے ہی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسکِ حج ادا کئے بیت اللہ کی تعظیم کی اور اس کی تعظیم کا حکم دیا۔ کہا گیا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السّلام کو معراج کی رات میں حکم دیا گیا تھا کہ وہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کریں تو ان میں سے بعض نے پہلی فرصت میں ملاقات کر لی بعض اس سے پیچھے رہ گئے اور دیر بعد ملاقات کی اور بعض ملاقات نہ کر سکے۔

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المعمور کے پاس تین برتن پیش کئے گئے ایک میں شراب تھا دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔ آپ نے دودھ کا برتن لیا کتاب الاشربہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اگر آپ پانی پیتے تو آپ اور آپ کی امت پانی میں غرق ہو جاتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو پانی کا برتن بھی وہاں پیش کیا گیا تھا چنانچہ ابن اسحاق نے ابوسعید سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کو نماز پڑھائی پھر آپ کو تین برتن پیش کئے گئے ان میں سے ایک میں دودھ دوسرے میں شراب اور تیسرے میں پانی تھا تو حضور نے دودھ کو پسند کیا۔ امام مسلم نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کو جانے سے قبل بیت المقدس میں برتن پیش کئے گئے تھے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ آپ پہ برتن دو بار پیش کئے گئے ہوں۔ ایک بار بیت المقدس میں اور دوسری بار سدرۃ المنتہی پر پیش کئے گئے ہوں۔

شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ ہر دو مقام میں برتن پیش کئے گئے بیت المقدس میں شراب اور دودھ کا برتن اور آسمانوں پر شراب، دودھ اور شہد کا برتن پیش کیا گیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شراب، حرام اور نجس ہے اسے کیوں پیش کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت شراب حرام نہ تھا بلکہ مباح تھا۔ خصوصاً جنت کا شراب تو مباح اور پاک تھا۔ قرآنِ کریم میں اسے شراب طہور کہا گیا ہے۔ وہی شراب حضور کو پیش کیا گیا تھا لیکن اس جہان میں اس کی تعبیر وہی تھی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی تھی۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۶۲۹ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ

۳۶۲۹ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھایا وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لئے تھا،، کی تفسیر میں بیان کیا کہ یہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا جس میں آپ کو بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ انھوں نے کہا قرآن کریم میں "شجرۃ ملعونۃ،، تھوہر کا درخت ہے۔

۳۶۲۹ــ شرح : اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں معراج ہوئی ہے جو بیداری میں معراج کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں۔ حدیث میں رؤیا کو عین سے مقید کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ رؤیا بمعنی رؤیت فی الیقظہ ہے۔ یعنی بیداری میں دیکھنا علامہ زمخشری نے کہا اس آئت سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو یہ کہتے ہیں کہ معراج خواب میں ہوئی اور جو کہتے ہیں اسراء بیداری میں ہوئی ہے۔ وہ رویا کی رؤیۃ سے تفسیر کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رؤیا القلب ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى،، اور رؤیا العین بھی ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى،، طبرانی نے اوسط میں قوی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک اور اسناد سے بیان کیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک اور اسناد سے بیان کیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا کلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے خُلت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور نظر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کی گئی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد آنکھ کی رؤیت ہے اس میں ان لوگوں کے کلام کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ اس آئت میں رویاء سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب ہے (عینی)

بَابُ وُفُودُ الْاَنْصَارِ

اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةُ الْعَقَبَةِ

۳۶۴۰ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَكَانَ

سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ اور ضحاک نے قرآن کریم میں "شجر ملعونہ" کی تعبیر تھوہر کے درخت سے کی ہے۔ نیز اُنھوں نے کہا کہ جو خواب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دکھایا گیا اس میں صرف لوگوں کا امتحان مقصود تھا۔ چنانچہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہوئے مرتد ہوگئے کہ ایک رات میں بیت المقدس تک کیسے سیر ممکن ہے۔ نیز اُنھوں نے کہا قرآن میں شجرہ ملعونہ دوزخ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ درخت آگ میں ہو اور وہ اسے نہ جلائے۔ یہ لوگوں کا امتحان تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

(حدیث ۳۴۴ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ انصار کے وفود کا مکہ مکرمہ میں

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جانا اور بیعتِ العقبہ کا بیان

۳۶۴۰
۳۶۴۱ ـــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا، عبداللہ بن کعب جو کعب بن مالک کے نابینا ہو جانے کے بعد انہیں پکڑا کرتے تھے نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک کو طویل بیان کرتے ہوئے سنا جبکہ وہ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ ابن بکیر نے اپنی حدیث میں کہا

قَائِدَ كَعْبٍ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِطُوْلِهِ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِي حَدِيْثِهِ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا

(کہ کعب نے کہا) میں لیلۃ العقبہ میں جبکہ ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا۔ لیلۃ العقبہ کا بدل مجھے بدر میں حاضر ہونا پسند نہ تھا۔ اگرچہ بدر لوگوں میں لیلۃ العقبہ سے زیادہ شہرت رکھتا ہے۔

۳۶۴۰ ۳۶۴۱ — شرح : اس حدیث کے دو اسناد ہیں اس لئے دونوں اسنادوں کے بعد اسے ذکر کیا ہے۔ عقبہ کی طرف جمرہ عقبہ کی نسبت کی جاتی ہے اور وہ منیٰ میں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ایام میں منی میں مختلف قبائل کو خطابات مقدسہ سے نوازا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عقبہ کے پاس قبیلہ خزرج سے ملاقات کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی جسے اُنھوں نے قبول کر لیا پھر دوسرے سال انصار کے بارہ آدمی آئے اُن میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عقبہ کے مقام پر حاضر ہوئے اور آپ کی بیعت کی اسے بیعت عقبہ اُولیٰ کہتے ہیں۔ پھر دوسرے سال ستر آدمی حج کے لئے آئے ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ میں پہنچنے کا وعدہ فرمایا جب وہ سب جمع ہو گئے تو اُنھوں نے ہر چھوٹے قبیلہ سے ایک ایک نقیب نکالا اُنھوں نے وہاں رات کے وقت آپ کی بیعت کی یہ بیعت عقبہ ثانیہ ہے (کرمانی)

کعب بن مالک نے کہا بیعت عقبہ کے مقابلہ میں مجھے بدر میں حاضر ہونا پسند نہیں اگرچہ بدر کی بہت شہرت ہے۔ کیونکہ بیعت عقبہ شروع اسلام میں تھی اس کے باعث اسلام پھیلا اور اس کی اساس مضبوط و مستحکم ہوئی۔

۳۶۴۲ ــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو یَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ شَهِدَ بِیْ خَالَایَ الْعَقَبَةَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ اَحَدُهُمَا الْبَرَاءُ ابْنُ مَعْرُوْرٍ

۳۶۴۳ ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ اَنَا وَاَبِیْ وَخَالِیْ مِنْ اَصْحَابِ الْعَقَبَةِ

۳۶۴۴ ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِی ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِیْ

۳۶۴۲ ــــ ترجمہ : عمرو کہتے ہیں میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں اپنے ماموؤں کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہُوا۔ بخاری نے کہا سُفیان بن عُیَینہ نے کہا ان میں سے ایک براء بن معرور تھا۔

۳۶۴۳ ــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں، میرا والد اور میرا ماموں اصحاب عقبہ میں سے تھے

۳۶۴۲ ــــ ۳۶۴۳ ــــ شرح : براء بن معرور غنمی کعبی سلمی خزرجی ہیں عقبہ ثانیہ کی شب میں سب سے پہلے اُنھوں نے بیعت کی تھی وہ اس وقت انصار کے سردار تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے ایک ماہ قبل فوت ہو گئے۔ علامہ کرمانی نے کہا براء بن معرور حضرت جابر کے رضاعی ماموں ہیں یا صرف والدہ کی طرف سے ماموں ہیں وہ جابر کے حقیقی ماموں نہیں سُفیان بن عُیَینہ سے وہم ہُوا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۶۴۴ ــــ ترجمہ : ابو ادریس عائذ اللہ نے بیان کیا کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ أَنَّ عُبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ أَصْحَابِهِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ تَعَالَوْا بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ فَبَايَعْتُهُ عَلَى ذٰلِكَ

بدر میں شریک تھے۔ اور آپ کے اصحاب لیلۃ العقبہ میں سے بھی تھے۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب آپ کے پاس صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی۔ آؤ میری بیعت اس شرط پر کرو کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ کرو گے نہ چوری کرو گے نہ زنا کرو گے نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے نہ کوئی ایسا بہتان باندھو گے جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑا ہو اور نہ اچھی بات میں میری نافرمانی کرو گے تم میں سے جس نے پُورا کیا اس کا ثواب اللہ کے ذمّہ ہے۔ اور جو کوئی اس میں سے کسی چیز کا مرتکب ہُوا اور اسے دُنیا میں عذاب دیا گیا تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا۔ اور جو کوئی ان میں سے کسی شئی کا مرتکب ہُوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے معاف کردے میں نے اس پر آپ سے بیعت کی۔

۳۶۴۴

شرح : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ سے بیعت کی اور انصار کے نقباء میں سے ہیں۔

(حدیث ۱۷ کی شرح دیکھیں)

۳۶۴۵ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهُ قَالَ اِنِّىْ مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَزْنِىْ وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِىْ بِالْجَنَّةِ اِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَاِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ

۳۶۴۵ــــ ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں اُن نُقَباء میں سے ہوں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اُنھوں نے کہا ہم نے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ اللہ کا کسی کو شریک نہیں کریں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے نہ ایسی جان کو قتل کریں گے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ نہ لوٹ گھسوٹ کریں گے اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گے اگر ہم نے یہ کیا تو جنّت ملے گی اور اگر ان میں سے کوئی شئی نہ کی تو اس کا فیصلہ اللہ کے حوالے ہوگا۔

۳۶۴۵ــــ شرح: قولہٗ بِالْجَنَّۃِ ،، بَایَعْنَاہُ کے متعلق ہے۔ معنیٰ یہ ہے کہ ہم نے آپ سے اس شرط پر بیعت کی مذکورہ امور میں سے کوئی بھی جنّت کے مقابلہ میں نہیں کریں گے۔ یعنی اس وقت ہمارے لئے جنّت ہوگی! ایک روایت میں ہے ،، لَا نَقْضِیْ ،، ہے۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا ہم کسی کے لئے جنت کا فیصلہ نہیں کریں گے بلکہ اس بارے میں معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اس کا قطعی فیصلہ ہم نہیں کرسکتے ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک روایت میں ،، فَالْجَنَّۃُ ،، ہے تو معنی یہ ہوگا اگر ہم نے یہ کیا تو ہماری جزاء جنّت ہے۔

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَقُدُومِهِ الْمَدِينَةَ وَبِنَائِهِ بِهَا

۳۶۴۶ــــ حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا مَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا اور ام المومنین کی رخصتی

۳۶۴۶ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے نکاح کیا جبکہ میں چھ برس کی تھی ہم مدینہ منورہ میں آئے اور بنی حارث بن خزرج کے مکان میں اُترے پھر مجھے بخار آیا اور میرے بال گر گئے اور کانوں تک رہ گئے۔ میری والدہ اُمّ رُومان میرے پاس آئیں جبکہ میں جھولے میں تھی اور میری سہیلیاں میرے ساتھ تھیں۔ اُنھوں نے مجھے زور کی آواز دی تو میں اُن کے پاس چلی گئی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ میرے ساتھ کیا ارادہ رکھتی ہیں۔ انہوں نے

فَاِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فِی الْبَیْتِ فَقُلْنَ عَلَی الْخَیْرِ وَالْبَرَکَۃِ وَعَلٰی خَیْرِ طَآئِرٍ فَاَسْلَمَتْنِیْ اِلَیْهِنَّ فَاَصْلَحْنَ مِنْ شَاْنِیْ فَلَمْ یَرُعْنِیْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضُحًی فَاَسْلَمْنَنِیْ اِلَیْهِ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِیْنَ

۳۶۴۷ ـــ حَدَّثَنَا مُعَلّٰی قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اُرِیْتُكِ فِی الْمَنَامِ مَرَّتَیْنِ اَرٰی اَنَّكِ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِیْرٍ وَیَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَاَتُكَ فَاَکْشِفُ عَنْهَا وَاِذَا هِیَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ یَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یُمْضِهٖ

میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان کے دروازہ پر کھڑا کر دیا۔ میرا سانس پھول رہا تھا حتیٰ کہ جب کچھ سکون ہُوا تو اُنھوں نے تھوڑا سا پانی لیا اور اس سے میرا چہرہ اور سر دھویا پھر مجھے مکان میں داخل کر دیا۔ اس مکان میں انصار کی عورتیں تھیں۔ انہوں نے کہا خیرو برکت اور نیک فال کے ساتھ آئی ہو۔ میری ماں نے مجھے اُن کے حوالے کر دیا تو انہوں نے میرا حال درست کیا پھر دوپہر کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اچانک تشریف لائے تو اُنھوں نے مجھے آپ کے حوالے کر دیا حالانکہ اس روز میں نو برس کی تھی۔

۳۶۴۶ ــــ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے پہلے یا دوسرے سال کے شوال میں ہُوئی تھی۔ جبکہ اسی مہینہ میں ہی مکہ مکرمہ میں نکاح ہُوا تھا جبکہ ان کی عمر چھ برس تھی۔ جُمّہ وہ بال ہیں جو کندھوں تک پہنچے ہوں اور جب کانوں کی لو تک پہنچیں تو انہیں وفرہ کہتے ہیں۔ اُرجُوحہ، بچوں کا کھیل ہے جسے جھولا کہتے ہیں۔

۳۶۴۷ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں فرمایا تم مجھے خواب میں دو بار دکھائی گئی ہو میں نے تمہیں ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہُوئی دیکھا ہے اور جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی بیوی ہے جب میں نے اس سے کپڑا ہٹایا تو تمہیں دیکھا۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے پورا کرے گا۔

۳۶۴۸ — حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلٰثِ سِنِيْنَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ ثُمَّ بَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

۳۶۴۷ — شرح : ایک روایت کے مطابق تین بار کا ذکر ہے۔ قولہ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ "، یعنی تم اس صورت کی طرح ہو جو میں نے خواب میں ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی دیکھی تھی۔ یہ تشبیہ بلیغ ہے کیونکہ مضاف کو حذف کر کے اس کی جگہ مضاف الیہ کو ذکر کیا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ الْعَقْرَبَ اَشَدُّ لَسْعَةً مِّنَ الزُّنْبُوْرِ فَاِذَا هُوَ هِيَ " یعنی فَاِذَا الزُّنْبُوْرُ مِثْلُ الْعَقْرَبِ "، یعنی میں یہ گمان کرتا تھا کہ بچھوا، زنبور سے سخت ڈستا ہے اچانک دیکھا تو وہ بچھوے کی شکل ہے۔ مبالغہ کے لئے حرفِ تشبیہہ حذف کر دیا گیا۔ اس طرح دونوں میں تشابہ ہو گیا۔

قولہ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ "

علامہ قسطلانی نے کہا شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا ہے کہ اس طرح کی شرط وہ شخص ذکر کرتا ہے جسے کسی شئے کے ثبوت کا یقین ہوتا ہے وہ اس پر جزا ثابت کرنا چاہتا ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے ماتحت سے کہے اگر میں بادشاہ ہوتا تو تجھ سے انتقام لیتا "، یعنی ایسی سلطنت ہوتی جو انتقام کی مقتضی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ بعثت سے قبل کا واقعہ ہو۔ لہذا اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر بعثت سے بعد کا واقعہ ہو تو لفظ اِن اگرچہ شک کے لئے ہے لیکن یہاں شک مراد نہیں یہ بلغاء کے نزدیک بدیع کلام ہے۔ اسے وہ تجاہلِ عارفانہ کہتے ہیں۔ یعنی کسی شئ کا علم ہوتے ہوئے اسے شک کی صورت میں ظاہر کرنا۔

۳۶۴۸ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے جانے سے تین برس قبل وفات پائی۔ آپ دو سال یا اس کے لگ بھگ ٹھہرے اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جب ان کی عمر چھ برس تھی پھر ان کی رخصتی کی گئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔

۳۶۴۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ کلام کیسے درست ہوگا کیونکہ خدیجہ ہجرت سے تین برس پہلے وفات پا گئی تھیں۔ اگر اس کے تین سال بعد نکاح کیا ہو تو وہ ہجرت کے وقت یا اس کے بعد ہوگا حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی منقول ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پانچ سال پہلے فوت ہوئی تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَّاَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِيْ اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا

عبداللہ بن زید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اگر ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصاری آدمی ہوتا۔ ابوموسیٰ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں مکہ مکرمہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ ہے یا ہَجَر ہے۔ پھر کیا دیکھا کہ وہ مدینہ یثرب ہے۔

شرح : اس باب میں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیعتِ عقبہ کے دو ماہ تیرہ دن بعد یکم ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ کو خیرباد کہہ کر مدینہ منورہ کا قصد کیا اور اپنے وطن کو چھوڑ کر بارہ ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ کو نورانی شعاعوں سے منوّر کیا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فُہَیرہ آپ کی معیّت میں تھے۔ اس سے قبل دونوں بیعتوں کے درمیان صحابہ کی جماعت نے ہجرت کی

۳۶۴۹ — حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ یَقُوْلُ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُرِیْدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَی اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰی لَمْ یَاْخُذْ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَیْرٍ قُتِلَ یَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا اِذَا غَطَّیْنَا بِهَا رَاْسَهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّیْنَا رِجْلَیْهِ بَدَا رَاْسُهٗ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُغَطِّیَ رَاْسَهٗ وَنَجْعَلَ عَلٰی رِجْلَیْهِ شَیْئًا مِنْ اِذْخِرٍ وَمِنَّا مَنْ اَیْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ یَهْدِبُهَا

ان میں سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم بھی تھے۔ کہا جاتا ہے سب سے پہلے ابوسلمہ بن الاسد مخزومی ام سلمہ کے شوہر نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے بعد عامر بن ربیعہ پھر مصعب بن عمیر آئے اور بیعت عقبہ کے بعد پہلے مہاجر عامر بن ربیعہ ہیں۔ پھر باقی صحابہ کرام یکے بعد دیگرے ہجرت کرتے رہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا سب سے پہلے مدینہ منورہ میں مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کے بعد بلال، سعد اور عمار بن یاسر آئے پھر بیس صحابہ کرام کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جبکہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ سے پہلے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے (عینی)

(حدیث ۲۵۳۴، ۳۲۹۰ کی شرح دیکھیں)

۳۶۴۹ — ترجمہ: سلیمان اعمش نے کہا میں نے ابووائل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہم نے حضرت خباب کی عیادت کی تو انہوں نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہمارا ارادہ صرف اللہ کی رضا تھی۔ ہمارا ثواب اللہ کے ذمہ ہوگیا۔ ہم میں سے بعض گزر گئے ہیں۔ انہوں نے دنیا میں کچھ اجر نہ لیا۔ ان میں سے مصعب بن عمیر ہیں وہ احد کی جنگ میں شہید ہوئے اور صرف ایک کمبل چھوڑا جب ہم اس کے ساتھ ان کا سر ڈھانپتے تھے۔ تو ان کے پاؤں ننگے ہوجاتے تھے اور جب پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر ڈھانپ

٣٦٥٠ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ

٣٦٥١—٣٦٥٢ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ

دیں اور ان کے پاؤں پر کچھ اذخر گھاس رکھ دیں اور بعض ہم میں سے وہ ہیں جن کا پھل پک چکا ہے اور وہ اسے چن چن کر کھا رہا ہے (حدیث ع ۱۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

٣٦٥٠ ترجمہ: علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا میرا خیال ہے کہ آپ فرماتے تھے اعمال نیات کے ساتھ ہیں جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا عورت کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کرے گا تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس طرف اس نے ہجرت کی اور جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف مقبول ہے۔ (حدیث ع ۱ کی شرح دیکھیں)

٣٦٥١—٣٦٥٢ ترجمہ: مجاہد بن جبر مکی نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہے۔

عطاء بن ابی رباح نے کہا میں عبید بن عمیر لیثی کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے ان سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو فرمایا اب ہجرت نہیں رہی مومن اپنے دین کی حفاظت کے

بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَۃَ مَعَ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرِ اللَّیْثِیِّ فَسَأَلْنَاھَا عَنِ الْھِجْرَۃِ فَقَالَتْ لَا ھِجْرَۃَ الْیَوْمَ کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ یَفِرُّ اَحَدُھُمْ بِدِیْنِہٖ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ مَخَافَۃَ اَنْ یُّفْتَنَ عَلَیْہِ فَاَمَّا الْیَوْمَ فَقَدْ اَظْھَرَ اللّٰہُ الْاِسْلَامَ وَالْیَوْمَ یَعْبُدُ رَبَّہٗ حَیْثُ شَآءَ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ

۳۶۵۳ — حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ ھِشَامٌ فَاَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ سَعْدًا قَالَ اللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اُجَاھِدَھُمْ فِیْکَ مِنْ قَوْمٍ

کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتے تھے۔ انھیں یہ خوف تھا کہ وہ دین کے بارے میں فتنہ میں پڑ جائیں گے۔ آج کے دن اللہ نے اسلام کو غالب کیا ہے۔ آج اپنے رب کی جہاں چاہے عبادت کر سکتے ہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

۳۶۵۲ — شرح : اُس زمانہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا جبل ثبیر کے پاس تھیں۔ اُنھوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کے متعلق پوچھا تھا کہ اب فتح مکہ کے بعد ہجرت منسوخ ہوگئی ہے یا نہیں تو اُنھوں نے فرمایا اب ہجرت ختم ہوگئی ہے۔ کیونکہ فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ دار امان بن چکا ہے اور لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور جو فتح مکہ سے قبل ہجرت کا حکم تھا وہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اب ہجرت مستحب ہے فرض نہیں۔ لیکن جہاد بھی ہجرت ہے اور جب تک دُنیا میں کافر ہیں جہاں ان کا غلبہ ہے اور مسلمانوں کا دین و ایمان خطرہ میں ہے۔ ان پہ ہجرت واجب ہے اور ہجرت یا جہاد میں نیت پر ثواب ہے
(حدیث ع ۲۵۹۲ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے تیری راہ میں جہاد کرنا کسی سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس قوم سے ہے جنہوں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

كَذَّبُوا رَسُولَكَ وَاَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّيْ اَظُنُّ اَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَقَالَ اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا نَبِيَّكَ وَاَخْرَجُوْهُ مِنْ قُرَيْشٍ

۳۶۵۴ — حَدَّثَنِيْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ

کی تکذیب کی اور آپ کو وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا گمان ہے کہ تو نے ہمارے اور اُن کے درمیان لڑائی ختم کردی ہے۔ ابان بن یزید نے کہا ہمیں ہشام نے اپنے والد سے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ الفاظ بیان کئے۔ مِنْ قَوْمٍ اَخْرَجُوْا مِنْ قُرَیْشٍ ،، یعنی اس قوم سے جنہوں نے تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور انہیں قریش سے باہر نکال دیا۔

۳۶۵۳ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وطنِ مالوف مکہ مکرمہ سے باہر نکالنا ہجرت ہے۔ بنو قریظہ کے یہود مسلمانوں کے شدید ترین دشمن تھے وہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جانے کے سبب تھے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دُعاء کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں فوت نہ کرے حتیٰ کہ بنو قریظہ کی ہلاکت سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعاء قبول کی ان کے بازو میں سخت زخم تھے جب یہودیوں کی قسمت کا فیصلہ حضرت سعد کے ہاتھ میں آیا تو اُنھوں نے حکم دیا کہ بنو قریظہ کے نوجوانوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جائے اس فیصلہ کے بعد ان کا زخم تازہ ہوگیا اور اس سے خون بہنا شروع ہوا حتیٰ کہ ان کی وفات واقع ہوگئی۔ ابان کی روایت میں ہے کہ اُنھوں نے قریش سے نکالا اس کی دلیل مغازی کی حدیث ہے کہ حضرت سعد نے کہا اے اللہ! اگر قریش کی لڑائیوں میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے تو

۳۶۵۵ — حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّينَ

۳۶۵۶ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكٰى أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ فَدَيْنَاكَ

مجھے زندہ رہنے دے"

۳۶۵۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور مکہ مکرمہ میں تیرہ برس اس حال میں ٹھہرے رہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا تو آپ نے دس سال ہجرت کی حالت میں گزارے اور آپ نے وفات پائی جبکہ آپ کی عمر ترسیٹھ برس تھی۔

(حدیث ۳۶۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تیرہ برس ٹھہرے اور ترسیٹھ برس کی عمر میں وفات پائی (حدیث ۳۶۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۶ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کی تر و تازگی سے جو چاہیں عطاء

بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ أُنْظُرُوا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ

کرے یا جو نعمتیں اللہ کے پاس ہیں وہ پسند کرے تو اُس نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہنے لگے ہمارے باپ اور ہماری مائیں آپ پر قربان ہوں۔ ہم نے اُن پر تعجب کیا اور لوگوں نے کہا اس بوڑھے کو دیکھو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ دُنیا کی تروتازگی اور اپنی نعمتیں دینے میں اختیار دیا ہے اور یہ شیخ کہتا ہے کہ ہمارے باپ اور مائیں آپ پر قربان ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اختیار دیا گیا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ جاننے والے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفاقت اور مال کے اعتبار سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے اسلامی اخوت ہے۔ مسجد میں ابوبکر کے دریچہ کے سوا کوئی دریچہ باقی نہ رہنے دیا جائے

۳۶۵۶ — شرح : قولہ اِلَّا خُلَّةَ الْاِسْلَامِ، یہ استثناء منقطع ہے یعنی اسلامی اخوت افضل ہے۔ بعض صحابہ کرام نے اپنے گھروں کے دروازے مسجد نبوی کی طرف کھولے ہوئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بند کرنے کا حکم فرمایا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازہ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا۔ تاکہ دوسرے صحابہ سے آپ کی فضیلت ممتاز ہو اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے (حدیث ۴۵۶، ۲۴۲۱ کی شرح دیکھیں،

۳۶۵۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُوبَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ

۳۶۵۷ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عُروہ بن زُبیر نے خبر دی کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے والدین کو نہ پایا مگر وہ دینِ اسلام کے تابع تھے۔ کوئی دن نہ گزرتا تھا مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں صبح و شام ہمارے پاس تشریف لاتے تھے۔ جب مسلمانوں کو اذیتیں دی جانے لگیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے جب برکِ غماد میں پہنچے تو ابن دغنہ انہیں ملے وہ قبیلہ قارہ کے سردار تھے۔ اُس نے کہا اے ابابکر کہاں کا ارادہ ہے۔ ابوبکر صدیق نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ زمین کے کسی خطہ میں چلا جاؤں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابن دغنہ نے کہا اے ابابکر تمہارے جیسے انسان نکلا نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں نکالا جاتا ہے۔ آپ لوگوں کو وہ عطا کرتے ہیں جو وہ تمہارے علاوہ اور کسی سے نہیں پاتے اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ بوجھل شخص کی کفالت کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مہمات اور حوادث پہ مدد کرتے ہیں میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ آپ واپس تشریف لے جائیں اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَاَنَا لَكَ جَارٌ اِرْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ
فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِيْ
اَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ
اَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ
وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ
بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ
رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَاْ مَا شَآءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ
وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَاِنَّا نَخْشٰى اَنْ يَفْتِنَ نِسَآءَنَا فَقَالَ ذٰلِكَ
اِبْنُ الدَّغِنَةِ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَلَبِثَ اَبُوْ بَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ فِيْ دَارِهٖ
وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهٖ وَلَا يَقْرَاُ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِاَبِيْ

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس آگئے اور ان کے ساتھ ابنِ دغنہ بھی واپس آئے پھر شام کے وقت ابنِ دغنہ قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور ان سے کہا ابوبکر جیسے شخص کو نکلنا نہیں چاہیئے اور نہ اسے نکالا جائے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو فقیروں کو مال دیتا ہے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ بوجھل شخص کی کفالت کرتا ہے مہمان نوازی کرتا ہے۔ مہمات و حوادث پر مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنہ کی امان کی تکذیب نہ کی۔ اُنھوں نے ابن دغنہ سے کہا ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اسی میں نماز پڑھے اور جو کچھ وہ چاہے پڑھے۔ اور اس کے باعث ہمیں اذیت نہ پہنچائے اور نہ ہی اس کا اعلان کرے کیونکہ ہمیں خطرہ ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں ڈال دیں گے ابن دغنہ نے یہ ابوبکر صدیق سے ذکر کیا تو ابوبکر کچھ عرصہ اس طرح اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہے۔ اور نماز کا اعلان نہ کرتے تھے اور نہ ہی اپنے گھر کے سوا کہیں پڑھتے۔ پھر ان کا خیال پیدا ہوا اور اُنھوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی۔ اور اس میں نماز ادا کرتے اور قرآن پڑھتے تھے۔ تو مشرکوں کی عورتیں اور لڑکے

بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ
فَيَنْقَذِّفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَآؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ
مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا بَكَّآءً لَا يَمْلِكُ
عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
فَاَرْسَلُوْا اِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا اِنَّا كُنَّا اَجَرْنَا
اَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ
فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَاَعْلَنَ بِالصَّلٰوةِ وَالْقِرَآءَةِ فِيْهِ
وَاِنَّا قَدْ خَشِيْنَا اَنْ يَفْتِنَ نِسَآءَنَا وَاَبْنَآءَنَا فَانْهَهُ فَاِنْ اَحَبَّ
اَنْ يَقْتَصِرَ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَعَلَ وَاِنْ اَبٰى اِلَّا اَنْ
يُعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَاِنَّا قَدْ كَرِهْنَا اَنْ
نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِاَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَتٰى

اور لڑکے ان کے پاس اکٹھے ہو جاتے اور ان سے تعجب کرتے اور انہیں دیکھتے تھے۔ ابوبکر صدیق بہت رونے والے تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنکھوں کے مالک نہ رہتے تھے۔ اس عمل نے مشرکوں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا تو اُنھوں نے ابن دغنہ کو پیغام بھیجا وہ اُن کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا ہم نے آپ کے امان کے باعث ابوبکر کو امان اس شرط پر دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اُس نے تجاوز کیا ہے اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا لی ہے اور اس میں علانیہ نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں۔ ہمیں خوف ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور اولاد کو فتنہ میں ڈال دیں گے۔ انہیں منع کرو اگر وہ اسی پر اقتصار کرتے ہیں کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو بے شک کریں اور اگر وہ ضرور علانیہ یہ کرنا چاہتے ہیں تو اُن سے کہو کہ تمہارا ذمہ تمہارے حوالہ کر دیں کیونکہ ہم اچھا نہیں سمجھتے ہیں کہ تمہارے ذمہ کو توڑیں اور نہ ہی ہم ابوبکر کو اس اعلان پر چھوڑ سکتے ہیں

ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَىٰ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَاقَدْتُ
لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَىٰ ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي
فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ
لَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَىٰ بِجِوَارِ اللّٰهِ
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِينَ
إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ
فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ
بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ
لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ
لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهَلْ تَرْجُو ذٰلِكَ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ
أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَىٰ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن دغنہ ابوبکر کے پاس آیا اور کہا آپ جانتے ہیں جس شرط پر میں نے آپ سے عہد کیا ہے۔ یا تو اس شرط پر اقتصار کرو یا میرا ذمہ اور عہد مجھے واپس کردو کیونکہ میں یہ اچھا نہیں سمجھتا ہوں کہ عرب یہ سنیں کہ میں نے ایک آدمی کا عہد توڑ دیا ہے جو اس سے عقد کیا تھا۔ ابوبکر نے کہا میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی امان پر راضی ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے۔ وہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کھجوروں والی زمین ہے۔ جو حرتین کے درمیان ہے۔ پھر جس نے بھی ہجرت کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ حبشہ کے ملک میں ہجرت کر کے چلے گئے تھے ان میں سے عام لوگ مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ جانے تیار ہوئے تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ آرام کریں جلدی نہ کریں

رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ اَرْبَعَةَ
اَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ
يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ
لِاَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ
يَكُنْ يَاْتِيْنَا فِيْهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِدَاءٌ لَّهٗ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ مَا
جَآءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا اَمْرٌ قَالَتْ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَ فَاُذِنَ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِاَبِيْ بَكْرٍ اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا هُمْ اَهْلُكَ بِاَبِيْ
اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ قَدْ اُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ
اَبُوْ بَكْرٍ الصَّحَابَةَ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَخُذْ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

مجھے اُمید ہے کہ مجھے اجازت دی جائے گی ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا باپ قربان ہو
کیا آپ بھی ہجرت کی اُمید رکھتے ہیں. فرمایا ہاں! ابوبکر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
رُک گئے تاکہ آپ کے ساتھ ہجرت کریں اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں چار ماہ تک انہیں کیکر
کے پتے کھلاتے رہے ۔ ابن شہاب نے بذریعہ عروہ کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا
ایک دفعہ ہم دوپہر کو ابوبکر کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو کسی کہنے والے نے ابوبکر سے کہا جناب
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک کو ڈھانپے ہوئے ہیں ۔ آپ ایسے وقت ہمارے پاس تشریف لائے
کہ اس وقت کبھی نہیں آئے تھے ۔ ابوبکر صدیق نے کہا میرا باپ اور ماں قربان ہو اس وقت آپ کا
تشریف لانا کسی ضروری کام کے لیئے ہے ۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ کو اجازت دی گئی آپ اندر تشریف لے آئے اور ابوبکر صدیق

إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ
عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي
جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا
فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقِ
قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ
ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ
وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ
فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ
بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ
فَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا
عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ

ے فرمایا جو کوئی تمہارے پاس ہے اسے نکال دو، ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو گیہ
یہ بوصف آپ کی بیوی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ہجرت کرنے کی اجازت مل
گئی ہے۔ ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میں آپ کی مصاحبت چاہتا ہوں۔ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میری دو اونٹنیوں میں سے
ایک لے لیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیمت سے لیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا
ہم نے انہیں جلدی سے تیار کیا اور ان کے لئے چمڑے کی تھیلی میں کچھ کھانا رکھ دیا اور اسماء بنت ابی بکر نے اپنے
ازار سے کچھ کاٹ کر اس سے توشہ دان کا منہ باندھ دیا اسی وجہ سے انہیں ازار والی کہا جاتا ہے۔ ام المؤمنین
نے فرمایا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق جبل ثور کی غار میں چلے گئے اور تین دن اس
میں چھپے رہے عبداللہ بن ابی بکر جو نوجوان ذکی اور سمجھ دار تھے۔ رات ان کے پاس رہتے تھے اور اندھیرے

لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ
ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ بْنِ
عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا
فِيْ اٰلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَاَمِنَاهُ
فَدَفَعَا اِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ
بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ
فَاَخَذَ بِهِمْ عَلٰى طَرِيْقِ السَّوَاحِلِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ اَخِيْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ

میں ان کے پاس سے آجاتے اور مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس صبح کرتے جیسے رات مکہ میں رہے ہیں اور وہ جو بھی تدبیر اُن کے بارے میں کی جاتی اسے سُن کر یاد کر لیتے اور جب اندھیرا ہو جاتا تو اس کی خبر انہیں بتا دیتے اور ابوبکر صدیق کا آزاد کردہ غلام عامر بن فُہیرہ ان کے پاس بکریاں چراتے رہتے جب رات کا اندھیرا ہوتا تو دودھ والی بکریاں ان کے پاس لے جاتے اور وہ دُودھ پی کر رات گزارتے حتی کہ صبح کے اندھیرے میں عامر بن فہیرہ بکریاں ہانک کر لے جاتے۔ تین راتیں ہر رات اسی طرح کرتے رہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق نے بنی دِیل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی میں سے تھا، ملازم رکھا ہُوا تھا وہ واقف رہبر تھا۔ خریت ،، واقف رہبر ہے اُس نے آل عاص بن وائل سہمی سے عقدِ حلف کر رکھا تھا۔ جبکہ وہ کفارِ قریش کے دین پر تھا۔ اسے امین بنایا اور دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور اس سے تین راتوں کے بعد تیسری رات کی صبح کو دونوں اونٹنیاں غارِ ثور میں پہنچانے کا وعدہ لیا اور عامر بن فہیرہ اور رہبر ان کے ساتھ چلے اور رہبر انہیں ساحل کے راستہ لے گیا۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن مالک مُدلجی سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے نے بیان کیا کہ اس کے والد نے انہیں بتایا کہ اس نے سراقہ بن مالک کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ہمارے پاس قریش کے قاصد آئے جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق میں سے ہر ایک کو قتل کرنے یا پکڑ کر

ابْنُ جُعْشُمٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ ابْنَ جُعْشُمٍ يَقُوْلُ
جَآءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ
بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا لِمَنْ قَتَلَهُ اَوْ اَسَرَهُ فَبَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ
فِيْ مَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ قَوْمِيْ بَنِيْ مُدْلِجٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى
قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اٰنِفًا
اَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ اُرَاهَا مُحَمَّدًا وَّاَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ
اَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَاَيْتَ فُلَانًا وَ
فُلَانًا انْطَلَقُوْا بِاَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ
فَدَخَلْتُ فَاَمَرْتُ جَارِيَتِيْ اَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِيْ وَهِيَ مِنْ وَّرَآءِ
اَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَاَخَذْتُ رُمْحِيْ فَخَرَجْتُ بِهٖ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ
فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْاَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتّٰى اَتَيْتُ فَرَسِيْ

لانے والے کو سو اونٹ دینے کا اعلان کر رہے تھے۔ ایک وقت میں اپنی قوم بنی مُدلج کی مجلس میں بیٹھا ہُوا تھا کہ اُن میں سے ایک آدمی آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا جبکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے کہا اے سُراقہ! میں نے ابھی ابھی ساحل پہ چند لوگ دیکھے ہیں میں انہیں محمد اور ان کے ساتھی خیال کرتا ہوں سراقہ نے کہا میں نے پہچان تو لیا کہ وہ وہی ہیں لیکن اسے میں نے یہ کہا کہ وہ وہ نہیں ہیں تُو نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہو گا وہ ہمارے سامنے گئے ہیں۔ پھر میں مجلس میں تھوڑا سا ٹھہرنے کے بعد گھر چلا گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا باہر نکالے اور وہ ٹیلے کے پیچھے اس کو میرے لئے روک رکھے اور میں اپنا نیزہ لے کر گھر کی پچھلی طرف سے نکلا اور اس کی شام سے زمین پہ خط لگا رہا تھا اور اس کا اوپر والا حصہ نیچے کئے ہُوئے میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پہ سوار ہو گیا میں نے اسے تیز دوڑایا حتیٰ کہ ان کے قریب ہو گیا پھر میرا گھوڑا پھسلا اور

فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي
فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ
مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِي
أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا
سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُو بَكْرٍ
يُكْثِرُ الْاِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ
فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا
اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ
الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ
بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ

میں اس سے گر پڑا اور اُٹھ کر اپنا ہاتھ ترکش میں لے گیا اور اس سے تیر نکالے اور اُن سے فال معلوم کرنا چاہی کہ میں انہیں ضرر پہنچا سکتا ہوں یا نہیں تو وہ تیر نکلا جسے میں مکروہ جانتا تھا۔ پھر میں گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کی فال کو تسلیم نہ کیا گھوڑا مجھے ان کے اتنا قریب لے گیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی قرآءت سُنی جبکہ آپ کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور ابوبکر ادھر اُدھر زیادہ دیکھتے تھے۔ اچانک میرا اور میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں گھٹنوں تک دھنس گئے اور میں گھوڑے سے گر پڑا پھر میں نے اسے ڈانٹا وہ زور سے کھڑا ہُوا اور اپنے پاؤں زمین سے نکالنا اس کے لئے مشکل ہو گیا۔ جب وہ بمشکل سیدھا کھڑا ہُوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے اگلے پاؤں کی وجہ سے غبار دھوئیں کی طرح آسمان میں بلند ہونے لگا۔ پھر میں نے تیروں سے فال نکالی تو وہی نکلی جسے میں پسند نہ کرتا تھا۔ میں نے انہیں امان کی آواز دی تو وہ ٹھہر گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا اور اُن سے رُک جانے کے باعث میرے دل میں بہت بڑی تمنّا

لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ اَنْ سَيَظْهَرُ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَاَخْبَرْتُهُمْ
اَخْبَارَ مَا يُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ
فَلَمْ يَرْزَآنِيْ وَلَمْ يَسْاَلَانِيْ اِلَّا اَنْ قَالَ اَخْفِ عَنَّا فَسَاَلْتُهٗ اَنْ
يَكْتُبَ لِيْ كِتَابَ اَمْنٍ فَاَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ لِيْ فِيْ رُقْعَةٍ
مِنْ اَدَمٍ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِيْ رَكْبٍ
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تُجَّارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ
بِمَخْرَجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ
اِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهٗ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا

واقع ہوئی کہ عنقریب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غالب ہوگا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی قوم نے آپ کے بارے میں سو اونٹ مقرر کئے ہیں اور میں نے انہیں وہ تمام خبریں بتا دیں جو لوگوں کا ان کے متعلق ارادہ تھا۔ اور میں نے انہیں زادِ راہ اور سامان کی پیشکش کی لیکن انھوں نے مجھ سے کچھ نہ لیا اور سوائے اس کے مجھ سے کچھ طلب نہ کیا کہ فرمایا کہ ہمارا حال لوگوں سے چھپائیں میں نے آپ سے سوال عرض کیا کہ یہ امن نامہ تحریر کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو اس نے چمڑے کے ٹکڑے پر لکھ دیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان تاجروں کے قافلے میں زبیر بن عوام سے ملے جو شام سے واپس آ رہے تھے۔ زبیر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کو سفید کپڑے پیش کئے۔ ادھر مسلمانوں نے مدینہ منورہ میں جناب

بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ
مِنْ يَهُودَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ
أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هَذَا جَدُّكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ
فَثَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ
فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذَلِكَ
يَوْمَ الْاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ
لَمْ يَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّي أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ فَعَرَفَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کی خبر سنی تو وہ ہر روز صبح حرہ جاتے اور آپ کا انتظار کرتے حتی کہ دوپہر کی گرمی انہیں واپس کرتی۔ ایک دن مزید انتظار کے بعد وہ واپس ہوئے اور جب اپنے گھروں میں پہنچے تو ایک یہودی کچھ دیکھنے کے لئے مدینہ منورہ کے ایک بلند ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سفید کپڑے پہنے ہوئے۔ اس حال میں دیکھا کہ ان سے سراب زائل ہوتا ہے تو اس نے بے اختیار ہو کر بلند آواز سے کہا اے عربو! یہ تمہارا نصیبہ ہے جس کا ہر روز انتظار کرتے ہو مسلمان فورًا اپنے اپنے ہتھیار لے کر امنڈ آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرہ مقام کے پیچھے ملے آپ ان کے ساتھ دائیں جانب مائل ہوئے اور ان سب کے ساتھ بنی عمرو بن عوف میں قیام فرمایا یہ ماہ ربیع الاول کے پیر کے دن کا واقعہ ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے رہے۔ اور قبیلہ انصار میں سے جو کوئی آتا جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہ تھا وہ ابوبکر صدیق کو سلام کرتا حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آ گئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آ کر اپنی چادر سے آپ پر سایہ کیا تو اس وقت لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا

النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَاَسَّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِىْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ يَمْشِىْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّىْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِّلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِىْ حَجْرِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا فَقَالَا بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهٗ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں دس روز سے زیادہ ٹھہرے اور یہیں اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی جو تقویٰ پہ مبنی ہے۔ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر اونٹنی پر سوار ہو کر چلے جبکہ لوگ بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے حتیٰ کہ اونٹنی مدینہ منورہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کے پاس بیٹھ گئی۔ اس میں اس وقت کچھ مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ اور وہ سہل اور سہیل دو یتیم بچوں، جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے کی کھجوروں کا کھلیان تھا جب آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان شاء اللہ یہی ہمارے ٹھہرنے کی جگہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بچوں کو بلایا اور ان سے کھلیان کی قیمت معلوم کی تاکہ وہاں مسجد بنائیں۔ انھوں نے کہا ہم فروخت نہیں کرتے بلکہ یا رسول اللہ آپ کو ہبہ کرتے ہیں۔ پھر آپ نے اس جگہ مسجد کی بنیاد رکھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد کی تعمیر کے وقت اینٹیں اٹھا کر لاتے

٣٦٥٨ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ وَفَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ صَنَعْتُ سُفْرَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ حِيْنَ اَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ لِاَبِي مَا اَجِدُ شَيْئًا اَرْبِطُهُ اِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشُقِّيْهِ فَفَعَلْتُ فَسُمِّيْتُ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ

٣٦٥٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا اَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِهٖ فَرَسُهُ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِي وَلَا اَضُرُّكَ فَدَعَا لَهُ قَالَ فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ فَاَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيْهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَاَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ

٣٦٥٨ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد اور زوجہ فاطمہ سے اُنھوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کیا جبکہ اُنھوں نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کیا میں نے اپنے والد سے کہا میں اپنے ازاربند کے سوا توشہ دان باندھنے کے لئے کچھ نہیں پاتی ہوں۔ ابوبکر صدیق نے کہا اسے پھاڑ دو چنانچہ میں نے وہی کیا اس لئے مجھے ذات نطاقین کہا جاتا ہے۔

(اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جس نے نطاق پھاڑ کر توشہ دان باندھنے کے لئے کہا تھا وہ ان کے والد حضرت ابوبکر صدیق تھے رضی اللہ عنہ)

٣٦٥٩ — ترجمہ : ابو اسحاق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے براء کو یہ کہتے

۳۶۶۰ — حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى

ہوئے سُنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو سراقہ بن مالک بن جعشم آپ کے پیچھے لگ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بد دعا کی تو اُس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا میرے لئے دُعاء فرمائیں میں آپ کو کچھ ضرر نہ دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دُعاء کی۔ راوی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی اور ایک چرواہے کے پاس سے گزرے تو ابوبکر صدیق نے کہا میں نے پیالہ لیا اور اس میں دودھ دوہا اور آپ کے پاس لایا آپ نے پیا حتیٰ کہ میں خوش ہو گیا۔

(حدیث ۲۲۷۶ کی شرح دیکھیں)

۳۶۶۰ — ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر ان کے بطن میں تھے۔ اُنھوں نے کہا میں ہجرت کرنے نکلی جبکہ میں پورے دن کر چکی تھی۔ میں مدینہ منورہ میں آئی اور قباء میں اقامت کی اور قباء میں ہی عبداللہ کو جنم دیا پھر میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور اسے آپ کی آغوش میں رکھ دیا۔ آپ نے کھجور منگوائی اور اسے چبا کر عبداللہ کے منہ میں تھوک ڈالا پس پہلی شئی جو عبداللہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک تھا۔ پھر اسے کھجور کی گھٹی دی اور اس کے لئے برکت کی دُعاء کی۔ عبداللہ پہلا بچہ تھا جو اسلام

۳۶۶۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں پیدا ہُوا۔ زکریا بن یحییٰ کی خالد بن مخلد نے علی بن مسہر ہشام اور اسماء رضی اللہ عنہم کے ذریعہ متابعت کی کہ اسماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی جبکہ وہ حاملہ تھیں۔

۳۶۶۰ — شرح : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں حاملہ ہُوئیں۔ وہ مدینہ منورہ کی طرف نکلیں اور حمل کی مدت پُوری ہونے والی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قباء سے تشریف لے گئے تو آپ کے بعد عبد اللہ پیدا ہوئے۔ جب اسماء انہیں آپ کے پاس لائیں تو آپ نے کھجور چبا کر اسے گھٹی دی اور برکت کی دُعاء فرمائی۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے یہ پیدا ہوئے تھے اور مدینہ منورہ کے علاوہ مہاجرین میں سے عبد اللہ بن جعفر حبشہ میں پیدا ہوئے اور انصار میں سے مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مسلمہ بن مخلد پیدا ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ نعمان بن بشیر پیدا ہوئے۔ خالد بن مخلد شیعہ ہے۔ ۲۱۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ علی بن مسہر ابوالحسن موصل کے قاضی تھے وہ کوفی، حافظ محدث اور فقیہہ ہیں۔ ۱۸۷ ہجری میں فوت ہوئے۔

۳۶۶۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسلام میں پہلا بچہ جنم لینے والا حضرت عبد اللہ بن زُبیر تھے رضی اللہ عنہ۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور لی اور اسے چبایا پھر اسے عبد اللہ کے منہ میں ڈالا تو اُن کے پیٹ میں پہلی شئ داخل ہونے والی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب شریف تھا۔

۳۶۶۱ — شرح : یعنی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اس سے پہلی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عبد اللہ کی والدہ انہیں حضور کی خدمت میں لائی تھی۔ لیکن ممکن ہے کہ اُن کے ساتھ ان کا شوہر زُبیر یا ہمشیرہ ام المؤمنین ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ رکھا پھر

۳۶۶۲ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُولُ يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِينِي الطَّرِيقَ قَالَ فَيَحْسَبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي بِالطَّرِيقِ وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا فَارِسٌ

جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے بیعت کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسّم فرماتے ہوئے انہیں بیعت کر لیا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو زید بن حارثہ کو بھیجا وہ آپ کی رفیقۂ حیات سودہ بنت زمعہ دونوں صاحبزادیوں فاطمہ، ام کلثوم، زید بن حارثہ کی بیوی ام ایمن ان کے بیٹے اُسامہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر، ان کی والدہ ام رومان اور دونوں ہمشیرگان عائشہ اور اسماء بھی تشریف لائیں جبکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تعمیر فرما رہے تھے۔ بایں ہمہ اسماء کا کہنا ہے کہ میں نے عبداللہ کو قباء میں جنم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے تھے (فتح)

۳۶۶۲ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لاتے اور آپ کے پیچھے اپنی سواری پر ابو بکر صدیق تھے۔ ابو بکر صورت میں بوڑھے تھے انہیں ہر ایک پہچانتا تھا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان غیر معروف تھے۔ حضرت انس نے کہا کوئی آدمی ابو بکر سے ملاقات کرتا اور کہتا اے ابا بکر یہ آدمی کون ہے جو تمہارے آگے ہے؟ وہ جواب دیتے یہ شخص مجھے راستہ بتانے والا ہے۔ گمان کرنے والا یہ گمان کرتا کہ وہ عام راہ بتانے والا ہے۔ حالانکہ ابو بکر کی مُراد نیکی کا راستہ تھا۔ اچانک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک طرف دیکھا

قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ
فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِمَ
شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ اَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ
اَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اٰخِرَ النَّهَارِ
مَسْلَحَةً لَهُ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ
اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَآءُوْا اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوْا
اِرْكَبَا اٰمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَحَفُّوْا
دُوْنَهُمَا بِالسِّلَاحِ فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ اَشْرَفُوْا يَنْظُرُوْنَ
وَيَقُوْلُوْنَ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰى نَزَلَ جَانِبَ
دَارِ اَبِيْ اَيُّوْبَ فَاِنَّهُ لَيُحَدِّثُ اَهْلَهُ اِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
سَلَامٍ وَهُوَ فِيْ نَخْلٍ لِاَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجِلَ اَنْ يَضَعَ الَّذِيْ

تو ایک شخص گھوڑے پر سوار ان کے پاس پہنچنا چاہتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سوار ہم تک پہنچ رہا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مڑ کر دیکھا تو فرمایا اے اللہ! اسے گرا دے تو اسے گھوڑے نے گرا دیا۔ پھر کھڑے ہو کر ہنہنانے لگا۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! آپ جو چاہتے ہیں مجھے حکم دیں تعمیل ہوگی،، آپنے فرمایا اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور کسی کو ہمارے پاس نہ پہنچنے دو۔ حضرت انس نے کہا وہ شخص شروع دن میں آپ کو پکڑنے کی کوشش میں تھا اور آخر دن میں آپ کا محافظ بن گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرہ کے ایک طرف اقامت پذیر ہوئے۔ پھر انصار کو پیغام بھیجا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کو سلام کہا اور عرض کیا آپ امن و امان سے سوار ہوں۔ ہم سب آپ کے مطیع ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے اور انصار نے انھیں ہتھیاروں سے گھیر لیا اور مدینہ منورہ میں یہ آوازیں بلند ہونے لگیں۔ نبی اللہ تشریف لے آئے نبی اللہ تشریف لے آئے۔ لوگ اونچی جگہوں پہ چڑھ کر آپ کو

يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ أَنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا دَارِي وَهٰذَا بَابِي قَالَ فَانْطَلِقْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيلًا قَالَ قُومَا عَلَى بَرَكَةِ اللّٰهِ فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُودُ أَنِّي سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَسَلْهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ قَالُوا فِيَّ مَا لَيْسَ فِيَّ فَأَرْسَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَيْلَكُمْ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ حَقًّا وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوا قَالُوا مَا نَعْلَمُهُ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ فَأَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ

دیکھ رہے تھے۔ اور کہتے تھے نبی اللہ تشریف لے آئے نبی اللہ تشریف لے آئے۔ آپ چلتے ہوئے تشریف لائے اور ابو ایوب کے مکان کے پاس اُتر پڑے آپ گھر والوں سے باتیں کر رہے تھے اچانک عبداللہ بن سلام نے سُنا جبکہ وہ اپنے گھر والوں کے باغ میں کھجوریں چن رہے تھے وہ جلدی سے جمع کی ہوئی کھجوریں اپنے ساتھ لے کر آ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سُنا پھر اپنے گھر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اقرباء میں سے کس کا گھر قریب ہے۔ ابو ایوب نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔ فرمایا چلو اور قیلولہ کے لئے جگہ تیار کرو۔ ابو ایوب نے کہا اللہ کی برکت ہے۔ دونوں تشریف لے چلیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ یہودی جانتے ہیں کہ میں اُن کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور

ابْنُ سَلَامٍ قَالُوا ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوا حَاشَى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ يَا ابْنَ سَلَامٍ اُخْرُجْ عَلَيْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّهٗ جَآءَ بِحَقٍّ فَقَالُوْا كَذَبْتَ فَاَخْرَجَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان کا بڑا عالم ہوں اور بڑے عالم کا بیٹا ہوں۔ آپ انہیں بلائیں اور انہیں میرے اسلام کا علم ہونے سے پہلے پوچھیں کیونکہ اگر انہیں معلوم ہوگیا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے تو میرے متعلق وہ باتیں کریں گے جو مجھ میں نہیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغام بھیجا وہ آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے یہودیوں کی جماعت! تمہاری خرابی ہو۔ اللہ سے ڈرو! اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور تمہارے پاس سچ لے کر آیا ہوں۔ تم اسلام قبول کرو انھوں نے کہا ہم اسے نہیں جانتے ہیں۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تین بار کہا۔ آپ نے فرمایا تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے؟ اُنھوں نے کہا وہ ہمارا سید ہے اور ہمارے سید کا بیٹا ہے اور ہمارا بڑا عالم ہے اور بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ فرمایا: مجھے بتاؤ اگر وہ اسلام قبول کرے اُنھوں نے کہا اللہ نہ کرے وہ اسلام قبول نہیں کرسکتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن سلام باہر آؤ وہ باہر آئے اور ان سے کہا اے یہودیوں کی جماعت اللہ سے ڈرو! اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ تم جانتے ہو یہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور سچا مذہب لے کر آئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں باہر نکلوا دیا۔

۳۶۶۲ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ یہی آپ کی ہجرت تھی۔ **قولہ وھو مردف** "یہ جملہ حالیہ ہے اس کے معنی میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق سواری پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے تھے۔ دوسرا یہ کہ وہ دوسری سواری پر سوار تھے جو آپ کے پیچھے تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بال سفید تھے۔ اس لئے حدیث میں انہیں شیخ ذکر کیا حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے زیادہ عمر کے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کے سفر تجارت میں مدینہ منورہ سے گزرا کرتے تھے اور وہاں کے لوگ

انہیں پہچانتے تھے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال نہ تھا اس لئے کہا ابو بکر شیخ یُعرف، یعنی ابو بکر بوڑھے معروف تھے۔ اس سفر میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق سے فرمایا تھا کہ لوگوں کو مجھ سے بے خبر رکھنا اس لئے جب کوئی اُن سے پوچھتا کہ تم کون ہو تو وہ کہتے "بَاغِیْ حَاجَۃٍ"، حاجت کا متلاشی ہوں اور جب یہ کہا جاتا کہ یہ کون ہے؟ تو وہ کہتے رَجُلٌ یَهْدِیْنِی السَّبِیْلَ، وہ آدمی مجھے راہ بتاتے ہیں۔ یعنی دین کی ہدایت کرتے ہیں اور پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ وہ راستہ کی صورت بتاتے ہیں۔ اُن کا تعاقب کرنے والا فارس سراقہ بن مالک جب قریب ہُوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور سراقہ گر پڑا اور بار بار ایسا ہونے سے وہ مغلوب ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم سے کچھ نہیں چاہتے صرف یہ کرو کہ کوئی ہمارا تعاقب نہ کرے چنانچہ سراقہ وہاں ٹھہر گیا اور لوگوں کو واپس کرتا رہا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مسلح، محافظ بن گیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی سلمیٰ بنت عمرو جو حضرت عبدالمطلب کی والدہ ہیں وہ بنی مالک بن نجار قبیلہ سے ہیں اس لئے عورتوں کے اعتبار سے آپ کی اُن سے قرابت ہے۔ اس لئے براء کی حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماموؤں بنی نجار کے پاس ٹھہرے۔ اسی لئے اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اَیُّ بُیُوْتِ اَهْلِنَا اَقْرَبُ، ہمارے اقربا میں سے کس کا گھر زیادہ قریب ہے۔ عبداللہ بن سلام آپ کی آمد سُن کر حاضر خدمت ہوئے اور تین سوالات عرض کئے اور کہا انہیں صرف نبی جانتے ہیں۔ اوّل یہ کہ قیامت کی پہلی شرط کیا ہے دوسرا یہ کہ جنتی لوگوں کو سب سے پہلے کیا کھلایا جائے گا۔ تیسرا یہ کہ بچہ کبھی ماں کے مشابہ ہوتا ہے کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے اس کا سبب کیا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں سوالوں کا جواب دیا تو اُنھوں نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور آپ سچا مذہب لے کر آئے ہیں پھر یہودیوں کی عادت ذکر کی جو حدیث میں مفصل مذکور ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کسی بزرگ شخصیت کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا، نعرے بلند کرنا جلوس نکالنا، فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا، صدقات وخیرات کرنا مستحسن ہے۔ چنانچہ مسلم شریف ص۴١٩ حَدِیْثُ الْهِجْرَۃِ کے باب میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ والوں میں بحث و تمحیص ہونے لگی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں اقامت فرمائیں؟ تو آپ نے فرمایا میں عبدالمطلب کے ماموؤں بنی نجار کے قبیلہ میں اُترُوں گا۔ اس طرح انہیں اعزاز و اکرام سے نوازوں گا۔ تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ بچے اِدھر اُدھر خوشی منانے لگے اور خدام نے راستوں میں نعرے لگانے شروع کئے وہ کہتے تھے یا محمّدُ یا رَسُوْلَ اللّٰهِ یا محمّدُ یا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر کرتے ہیں۔ اس حدیث سے انصار کے فضائل ملتے ہیں۔ کیونکہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بہت خوشی کی تھی اور سرور کا اظہار کیا تھا اور اس میں صلہ رحمی کی فضیلت ہے اگرچہ وہ بعید ہی کیوں نہ ہوں اور جب کوئی مرد کامل اور بزرگ کسی شہر میں آئے جس میں اس کے اقارب رشتہ دار ہوں تو وہ ان کے پاس اقامت کرے تاکہ ان کا اعزاز و تکریم ہو۔

علامہ شیخ محمد تھانوی نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیٰ صاحبہٖ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَهٗ

اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اسے اس کا ثواب ہوگا اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب ملے گا اور اللہ ان کے ثواب سے کچھ کم نہ کرے گا (نسائی باب التحریض علی الصدقۃ) کے حاشیہ میں ذکر کرتے ہیں میں کہتا ہوں۔ مستحب بدعت یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے محافل منعقد کئے جائیں جیسا کہ امام حافظ ابو محمد المعروف ابو شامہ اپنی کتاب "الباعث علی انکار البدع والحوادث" میں بدعت کی تقسیم اور اس کی دونوں قسمیں حسنہ اور سیئہ کی تعریف نقل کرنے کے بعد کہا جو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیں۔

ہمارے اس زمانہ میں جو اچھی بدعت ہے وہ یہ ہے جو اربل شہر میں ہر سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے دن کے موافق کیا جاتا ہے۔ صدقات و خیرات کیئے جاتے ہیں۔ فرحت و سرور کا اظہار کیا جاتا ہے۔ فقراء و مساکین میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم اور جلالت خوشی کرنے والوں کے قلوب میں ظاہر ہوتی ہے۔ جس نے اس مستحسن امر کی ایجاد کی اللہ تعالیٰ اس کی سعی کو قبول فرمائے"، انتھیٰ۔

مذکورہ تقریر سے واضح ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں آمد کی خوشی میں محافل میلاد برپا کرنا جلوس نکالنا اور اس میں نعرہ ہائے یا رسول اللہ بلند کرنا مستحسن ہے۔ کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری بہت بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا اس نعمت عظیمہ کے نزول کے روز عید منانا مستحب ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک یہودی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے اگر وہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے اور وہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ الآیۃ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں یہ آیت کہاں اور کب نازل ہوئی۔ اسلام میں وہ عید کا دن ہے۔

الحاصل عمر فاروق نے یہودی کے کلام کی تصدیق کی کہ نعمت کے نزول کے دن عید منانا جائز ہے۔ بخاری میں قرآن کریم کی اس آیت "اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَۃَ اللہِ" کی تفسیر میں نقل کیا کہ اللہ کی نعمت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(اس کی مفصل تقریر حدیث ۴۳ کی شرح میں دیکھیں)

۳۶۶۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ فِىْ اَرْبَعَةٍ وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلٰثَةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيْلَ لَهٗ هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهٗ مِنْ اَرْبَعَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ اِنَّمَا هَاجَرَ بِهٖ اَبَوَاهُ يَقُوْلُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ

۳۶۶۳ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے روائت ہے کہ امیرالمؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اوّلین میں ہر ایک کے لئے چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا اور ابن عمر کیلئے تین ہزار پانچ سو وظیفہ مقرر کیا اُن سے کہا گیا عبداللہ بھی تو مہاجرین میں سے ہیں آپ نے ان کا وظیفہ چار ہزار سے کم کیوں مقرر کیا ہے ؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ کے ساتھ اس کے والدین نے ہجرت کی تھی ۔ وہ ان لوگوں جیسے نہیں جنہوں نے تنہا ہجرت کی ہے ۔

۳۶۶۳ — شرح : یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے مہاجرین اوّلین کے وظائف مقرر کئے ۔ مہاجرین اولین وہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں بیت المقدس اور کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھی ہے ۔ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو جنگِ بدر میں حاضر تھے ۔

قولہ فِیْ اَرْبَعَۃٍ " یہ تقسیم کے لئے ذکر کیا ہے یعنی ہر مہاجر کے لئے چار ہزار وظیفہ مقرر کیا یا مراد چار فصول ہیں ۔ جب حضرت امیرالمؤمنین سے کہا گیا کہ اپنے بیٹے کا وظیفہ کیوں کم کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ عبداللہ نے تنہا ہجرت نہیں کی تھی وہ ان کے عیال میں داخل تھے اور اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کی تھی ۔ اس وقت عبداللہ کی عمر صرف بارہ سال کچھ ماہ تھی ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امامان کریمان حسن وحسین علیہما السلام کے لئے وہی وظیفہ مقرر کیا جو مہاجرین کے لئے مقرر کیا تھا ۔

۳۶۶۴ — ۳۶۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ وَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ بِهَا وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ إِذْخِرًا وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

۳۶۶۴ — ۳۶۶۵ — ترجمہ: اعمش نے کہا میں نے شقیق بن سلمہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھ سے خباب نے بیان کیا کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں ہجرت کی کہ ہم اللہ کی رضا کے طالب تھے ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگیا ہم میں سے بعض تو فوت ہوگئے اور اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا اور ان میں سے مُصعب ابن عُمیر ہیں۔ جو اُحد کی جنگ میں شہید ہوگئے۔ ہم نے ان کے لئے کوئی شئے نہ پائی جس میں انہیں کفن دیں صرف ایک کمبل تھا۔ جب ہم اس کے ساتھ ان کا سَر ڈھانپتے تھے تو اُن کے پاؤں باہر نکل جاتے تھے جب پاؤں ڈھانپتے تھے تو اُن کا سَر کھل جاتا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس سے ان کا سَر ڈھانپیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ ہم میں سے بعض کا پھل پکا اور وہ اسے کھا رہا ہے۔ بخاری نے کہا۔ یَنَعَ کا معنیٰ ہے پک گیا۔

۳۶۶۴ — ۳۶۶۵ — شرح: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کی اجازت سے

۳۶۶۶ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ
حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ
أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي
مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى
هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ
وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَإِنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ
نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبِي لَا وَاللهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ
عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ فَقَالَ أَبِي لَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي
نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَا
بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي

ہجرت کی کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ابوبکر صدیق اور عامر بن فہیرہ نے ہجرت کی تھی۔
(حدیث ۱۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

۳۶۶۶ ـــ ترجمہ : ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے عبداللہ بن عمر نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میرے والد نے آپ کے والد سے کیا کہا تھا۔ ابوبردہ نے کہا میں نے کہا میں نہیں جانتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میرے والد نے آپ کے والد سے کہا تھا اے ابا موسیٰ! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا اسلام، ہماری ہجرت، ہمارا جہاد اور ہر وہ کام جو ہم نے آپ کے ساتھ کیا قائم رہے۔ اس کا ثواب ہمارے لئے ثابت ہو چکا ہے اور ہم نے آپ کے بعد جو کام کیا ہے وہ پورا پورا رہے (نہ ثواب ہو نہ عقاب ہو) تو میرے والد نے کہا بخدا ایسا نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

٣٦٦٧ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ اَوْ بَلَغَنِیْ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ اِذَا قِیْلَ لَهٗ هَاجَرَ قَبْلَ اَبِیْهِ یَغْضَبُ قَالَ فَقَدِمْتُ اَنَا وَعُمَرُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا اِلَی الْمَنْزِلِ فَاَرْسَلَنِیْ عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَیْقَظَ فَاَتَیْتُهٗ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ فَبَایَعْتُهٗ ثُمَّ انْطَلَقْتُ اِلٰی عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّهٗ قَدِ اسْتَیْقَظَ فَانْطَلَقْنَا اِلَیْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْهِ فَبَایَعَهٗ ثُمَّ بَایَعْتُهٗ

جہاد کیا، نماز پڑھیں، روزے رکھے اور بہت نیک کام کئے۔ ہمارے ہاتھوں بہت لوگ مسلمان ہوئے ہم اس کے امیدوار ہیں۔ عبداللہ نے کہا میرے والد نے کہا لیکن اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میری خواہش یہ ہے کہ یہ ثواب ہمارے لئے ثابت ہوچکا ہے اور جو عمل ہم نے آپ کے بعد کیا ہے وہ پورا پورا ہے ہم اس سے نجات پاگئے۔ تو میں نے کہا یقیناً آپ کا والد بخدا میرے والد سے بہتر ہے۔

٣٦٦٦ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا وہ صرف تواضع اور انکساری کے طور پہ کہا تھا یا اس لئے کہ انسان کے عمل میں کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کی مکافات ہو جائے اور وہ خود دین میں سالم رہے آخر میں ابوبردہ نے عبداللہ بن عمر سے کہا بخدا تمہارا والد میرے والد سے بہتر اور زیادہ فقیہہ ہے۔

٣٦٦٧ — ترجمہ : ابوعثمان نھدی نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب انہیں کہا جاتا کہ انھوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تو وہ غصّہ سے بھر جاتے اور فرماتے میں اور عمر فاروق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور ہم نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ قیلولہ فرمارہے ہیں ہم گھر واپس چلے گئے۔ پھر مجھے "میرے والد عمر فاروق نے بھیجا اور فرمایا جاؤ اور دیکھو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم جاگے ہیں؟ میں آپ کے پاس آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی بیعت کی پھر میں عمر فاروق کے پاس گیا اور انہیں خبر دی کہ آپ نیند سے بیدار ہو چکے ہیں تو ہم تیز چلتے ہوئے آئے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عمر فاروق نے آپ کی بیعت کی پھر میں نے بیعت کی۔

۳۶۶۸ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ
ابْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ ابْتَاعَ أَبُوبَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ
رَحْلًا فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَأَحْيَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى قَامَ
قَائِمُ الظَّهِيرَةِ ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَأَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍّ قَالَ
فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةً مَعِي ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي
غُنَيْمَةٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ لِمَنْ أَنْتَ

۳۶۶۷ شرح : یعنی جب عبداللہ بن عمر سے کہتا کہ اُنھوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی ہے تو ایسے کلام کرتے جیسے کوئی غصہ سے بات کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں ان کے والد پر فوقیت نہ دی جائے۔ حضرت عبداللہ نے بیعت کا واقعہ بیان کیا یہ بیعت رضوان ہے۔ مدینہ منورہ میں آنے کے وقت کی بیعت نہیں کیونکہ اس وقت وہ کمسن تھے اور بیعت کرنے کی حالت میں نہ تھے۔ کیونکہ جنگ اُحد میں انہیں جنگ میں شمولیت کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ اس لئے یہ بیعت جنگ کی بیعت نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۶۶۸ ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء ابن عازب کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے کجاوہ خریدا میں اسے اُٹھا کر اُن کے ساتھ گیا۔ براء نے کہا عازب نے ابوبکر صدیق سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرِ ہجرت کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم پر جاسوس مقرر کئے گئے تو ہم رات کو (غارِ ثور) سے نکلے اور رات دن تیز چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر ہوگئی۔ پھر ہمارے سامنے ایک اونچا پتھر ظاہر ہوا ہم وہاں آئے اس کا تھوڑا سا سایہ تھا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی پوستین

يَا غُلَامُ فَقَالَ اَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي اِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهُ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِي اِثْرِنَا قَالَ الْبَرَاءُ فَدَخَلْتُ مَعَ اَبِي بَكْرٍ عَلٰى اَهْلِهِ فَاِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ اَصَابَتْهَا حُمّٰى فَرَاَيْتُ اَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ كَيْفَ اَنْتِ يَا بُنَيَّةُ

بچھا دی آپ اس پر لیٹ گئے اور میں نے آپ کا اردگرد صاف کرنا شروع کیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چرواہا بکریاں لا رہا ہے اور وہ پتھر کی چٹان سے سایہ حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے جو ہم نے ارادہ کیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا اے بچے تو کس کا غلام ہے اس نے کہا میں فلاں شخص کا غلام ہوں میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے ؟ اس نے کہا جی ہاں ! میں نے کہا کیا تو دودھ دوہے گا ؟ اس نے کہا جی ہاں ! پھر ان بکریوں میں سے ایک بکری پکڑی تو میں نے اسے کہا اس کا پستان صاف کر لو ! اس نے تھوڑا سا دودھ دوہا (پیالہ کی مقدار) میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا اس پر کپڑا باندھا ہوا تھا میں اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی لایا تھا۔ میں نے دودھ پر پانی ڈالا وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا پھر میں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ پیجئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا حتیٰ کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر ہم نے کوچ کیا جبکہ ہمارے متلاشی ہمارے پیچھے آ رہے تھے۔ براء نے کہا میں ابوبکر صدیق کے ساتھ ان کے گھر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی صاحبزادی عائشہ لیٹی ہوئی ہیں انہیں بخار تھا۔ میں نے عائشہ کے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ان کے رخسار پر بوسہ دیا اور فرمایا : اے میری بیٹی کیسے حال ہے ؟

۳۶۶۸ — شرح : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا ابوبکر صدیق کے گھر میں داخل ہونا یقیناً نزولِ حجاب سے پہلے تھا۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت نابالغہ تھیں۔ حدیث ۳۳۸۴ کی شرح دیکھیں۔

۳۶۶۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِيْ عَبْلَةَ اَنَّ عُقْبَةَ ابْنَ وَسَّاجٍ حَدَّثَهُ عَنْ اَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ اَصْحَابِهِ اَشْمَطُ غَيْرَ اَبِيْ بَكْرٍ فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَقَالَ دُحَيْمٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عُبَيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ وَسَّاجٍ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ اَسَنَّ اَصْحَابِهِ اَبُوْ بَكْرٍ فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ حَتّٰى قَنَا لَوْنُهَا

۳۶۶۹ — ترجمہ : جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادم انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے جبکہ ابوبکر صدیق کے سوا آپ کے صحابہ کرام میں سفید سیاہ ملے جلے بالوں والا کوئی صحابی نہ تھا۔ اُنھوں نے بالوں پر مہندی اور وسمہ لگایا۔ عقبہ بن وساج نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ میں

۳۶۶۹ — شرح : یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اور مدینہ منورہ میں آکر ابوبکر صدیق نے بالوں پر مہندی کے ساتھ وسمہ لگایا۔

طبرانی میں ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: مہندی خوشبو ہے۔

امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اسی لئے وہ مُحرِم کے لئے مہندی لگانا جائز نہیں کہتے ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کتم وسمہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٦٧٠ ـــ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ اَبُوْبَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا الشَّاعِرُ الَّذِيْ قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةَ رَثٰى كُفَّارَ قُرَيْشٍ ؎ مَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ؞ مِنَ الشِّيْزٰى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ
وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ؞ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ ؎ تُحَيِّيْ بِالسَّلَامَةِ اُمُّ بَكْرٍ ؞ وَهَلْ لِيْ بَعْدَ قَوْمِيْ مِنْ سَلَامٍ ؎ يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِاَنْ سَنَحْيٰى ؞ وَكَيْفَ حَيَاةُ اَصْدَاءٍ وَّهَامٍ

٣٦٧٠ ـــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبیلہ کلب کی ایک عورت سے نکاح کیا جسے ام بکر کہا جاتا تھا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے دی تو ان کے چچا کے بیٹے نے اس سے نکاح کر لیا۔ یہ وہی شاعر ہے جس نے یہ قصیدہ کہا اس نے کفار قریش کی مرثیہ خوانی کی ہے۔
کہاں ہیں قلیب بدر والے جو شیزی لکڑی سے بنے ہوئے پیالوں کے مالک تھے جو اونٹ کے کوہان کے گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ کہاں ہیں قلیب بدر والے جو گانے والی لونڈیوں کے مالک تھے اور شراب پینے میں شریک ہونے والے تھے۔ ام بکر میری سلامتی کی دعائیں کرتی ہے۔ کیا میری قوم کی ہلاکت کے بعد میری سلامتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم عنقریب زندہ ہوں گے۔ ہڈیاں اور کھوپڑیاں کیسے زندہ ہوں گی؟

٣٦٧٠ ـــ شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت اپنی بیوی ام بکر کو طلاق دی تو اس کے چچا کے بیٹے نے اس سے نکاح کر لیا۔ اس نے یہ اشعار کفر کی حالت میں کہے تھے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ابن حجر عسقلانی نے فتح میں ذکر کیا کہ فاکہی نے اس حدیث میں اضافہ ذکر کیا ہے جس کے باعث امام بخاری نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بخدا! ابوبکر صدیق نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی شعر نہیں کہا ہے اور انھوں نے اور عثمان نے جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پیا ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ ابوبکر صدیق نے تحریم خمر سے قبل شراب پی تھی کیونکہ

۳۶۷۱ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَاسِىْ فَاِذَا اَنَا بِاَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ لَوْاَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهٗ رَاٰنَا قَالَ اسْكُتْ يَا اَبَا بَكْرٍ اِثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا

۳۶۷۲ــــ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ قَالَ حَدَّثَنِى الزُّهْرِىُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِىُّ قَالَ

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اپنے والد کا حال زیادہ جانتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شراب پینے کی روایت ابوالقموص نے کی ہے اس کی ابوبکر صدیق سے ملاقات نہیں ہوئی شائد وہ رافضی ہے۔ قلیب بدر،، پرانا کنواں ہے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ہلاک شدہ سرداروں کی لاشیں پھینکی تھیں۔ مذکور شاعر نے ان مذکورہ ابیات میں اُن کی مرثیہ خوانی کی ہے۔

شِیْزٰی،، درخت ہے جس سے پیالے بنائے جاتے تھے۔ ان میں لوگ ثرید بناتے تھے اور پیالوں سے مُراد پیالوں والے ہیں۔ قَیْنَات ،، قینہ کی جمع ہے وہ گانے والی عورت ہے۔ شُرُبْ" شارب کی جمع ہے۔ اس سے مراد شرکاء ہیں جو شراب پینے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اَصْدَاء ،، صَدٰی کی جمع ہے اس کا معنیٰ اُلّو ہے۔ ھام ،، ھامہ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ سر کی کھوپڑی ہے۔

۳۶۷۱ ترجمہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں غار ثور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے سر اُٹھایا تو لوگوں کے قدم دیکھے پھر میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنی نظر نیچی کرلے تو ہمیں دیکھ لے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر چپ رہو ہم دو ہیں۔ تیسرا اللہ ہے۔ (حدیث ۳۴۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۶۷۲ ترجمہ : عطاء بن یزید لیثی نے بیان کیا کہ مجھے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو۔ ہجرت کا معاملہ بہت سخت ہے کیا تیرے

حَدَّثَنِی اَبُوسَعِیدٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَہٗ عَنِ الْہِجْرَۃِ فَقَالَ وَیْحَکَ اِنَّ الْہِجْرَۃَ شَاْنُہَا شَدِیْدٌ فَہَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِیْ صَدَقَتَہَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَہَلْ تَمْنَحُ مِنْہَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُہَا یَوْمَ وُرُوْدِہَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَنْ یَّتِرَکَ مِنْ عَمَلِکَ شَیْئًا

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ

۳۶۷۳ — حَدَّثَنَا ابوالولید قَالَ حدثنا شعبۃ قَالَ

پاس اونٹ ہیں اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیا تو اُن میں کوئی اونٹنی کسی کو دیتا ہے کہ وہ فائدہ حاصل کرے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیا انہیں پانی پلانے کے روز دودھتے ہو اور خیرات کرتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں! فرمایا سمندر کے پار عمل کرو۔ اللہ تیرے عمل سے کچھ نقصان نہ کرے گا۔

۳۶۷۲ — شرح: یعنی جب تو حقوق پُورے ادا کرتا ہے۔ تو تم پر اپنے وطن میں اقامت کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (حدیث ۱۳۷۰، ۲۴۵۷ کی شرح دیکھیں۔

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا

۳۶۷۳ — ترجمہ: شعبہ نے کہا ہمیں ابو اسحاق نے خبر دی کہ اُنھوں نے براء کو یہ

أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَبِلَالٌ

۳۶۷۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانُوا يُقْرِءُوْنَ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقُوْلُوْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰى قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ

کہتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم آئے پھر عمار بن یاسر اور بلال آئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۳۴۷۳ — شرح: اس باب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی مدینہ منورہ میں آمد کا ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول کے ابتدائی ایام میں پیر کے روز قباء تشریف لائے جبکہ بیشتر صحابہ کرام آپ سے پہلے آچکے تھے۔ ابن شہاب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلثوم بن ہدم کے پاس اقامت کی کہا گیا ہے کہ سعد بن خیثمہ کے پاس ٹھہرے ان دونوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ سعد کنوارے تھے۔ ان کے گھر کو "بیت العزاب" کنواروں کا گھر کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلثوم کے پاس اقامت فرمائی تھی اور اپنے صحابہ کے ساتھ سعد کے پاس بھی بیٹھا کرتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم امن و امان سے قباء میں تشریف لے آئے ہیں تو وہ بھی قباء میں پہنچ گئے (عینی) ابن ام مکتوم۔

ابن ام مکتوم عمرو بن قیس بن زائدہ ہیں۔ یہی صحیح تر ہے وہ عامری قرشی نابینا تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔ ان کی والدہ عاتکہ مخزومیہ ہیں وہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ بعض نے کہا وہ قادسیہ سے مدینہ منورہ واپس آگئے تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تھے (کرمانی)

۳۶۷۴ — **ترجمہ** : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب بن عمیر، ابن ام مکتوم آئے وہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ پھر بلال، سعد بن ابی وقاص اور عمار بن یاسر آئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس صحابہ کرام کی معیت میں عمر فاروق آئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے مدینہ منورہ کے لوگوں کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خوش ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ لونڈیاں یہ کہتی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جب آپ تشریف لائے تو میں مفصل سورتوں میں سے "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" پڑھ چکا تھا۔

۳۶۷۴ — **شرح** : علامہ عینی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موسیٰ بن عقبہ نے حتماً کہا ہے کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سے سب سے پہلے ابو سلمہ ابن عبد الاسد آئے اور اس حدیث میں مصعب بن عمیر کو ذکر کیا ہے کہ وہ پہلے آئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابو سلمہ مدینہ منورہ میں اقامت کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے نہیں نکلے تھے بلکہ مشرکوں کے خوف سے بھاگ کر آئے تھے اور مصعب بن عمیر مدینہ منورہ میں اقامت کرنے اور وہاں کے مسلمانوں کو تعلیم دینے آئے تھے۔ ہر ایک کی اولیت کی جہت مختلف ہے۔ حاکم نے بروایت اسحاق بن ابی طلحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قبیلہ بنی نجار کی لڑکیاں دف بجاتی ہوئی باہر نکل آئیں جبکہ یہ کہہ رہی تھیں :

"ہم قبیلہ بنی نجار کی لڑکیاں ہیں وہ کس قدر خوش قسمت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ ہے اور شرفِ مصطفیٰ میں ہے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو لڑکیوں نے کہا :

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا	؛	وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ	؛	چودھویں رات کا چاند طلوع ہو
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا	؛	ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ	؛	جب تک کہ داعی اللہ کی طرف بلاتا ہے

٣٦٧٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَهْ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُولُ ؎ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ؛ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ ؎ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ وَيَقُولُ شِعْرٌ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي أَبِيتَنَّ لَيْلَةً ؛ بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ ؎ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ؛ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ ؎ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ حُبًّا وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

٣٦٧٥ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوبکر صدیق اور بلال بیمار ہو گئے ۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں دونوں بیماروں کے پاس گئی اور کہا ابا جان کیسے حال ہے اے بلال تم کیسے ہو ۔ ام المؤمنین نے فرمایا ابوبکر صدیق کو جب بخار آتا تو وہ کہتے ؎ ہر کوئی اپنے اہل خانہ میں صبح کرتا ہے ۔ اور موت اس کے جوتے کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے ۔

اور جب بلال کا بخار اُتر جاتا تو وہ بلند آواز سے کہتے : ؎

کاش میں معلوم کر لیتا کہ کیا میں کوئی رات وادی میں گزاروں گا ؟ جبکہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہو ۔ کیا میں کسی روز مجنہ کے پانیوں تک پہنچوں گا ؟ کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل کی پہاڑیاں ظاہر

٣٦٧٦ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ أَخْبَرَهُ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهُ

ہوں گی؟ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ خبر پہنچائی تو آپ نے فرمایا اے اللہ! ہمیں مدینہ منورہ محبوب کر دے جیسے ہمیں مکہ مکرمہ محبوب تھا بلکہ اس سے زیادہ محبت پیدا کر دے۔ اس کی آب و ہوا اچھی کر دے اور ہمارے لئے اس کے صاع میں اور مد میں برکت کر دے اور اس کا بخار نقل کر کے جحفہ میں کر دے۔

٣٦٧٥ — شرح: جحفہ اب مصر والوں کا میقات ہے پہلے وہاں یہودی رہا کرتے تھے۔ وہ مدینہ منورہ سے سات مراحل پر واقع ہے۔ اس کے اور سمندر کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ (حدیث ۱۷۷۰ کی شرح دیکھیں)

٣٦٧٦ — ترجمہ: زہری نے بیان کیا کہ مجھے عروہ نے خبر دی کہ عبیداللہ بن عدی ابن خیار نے ان سے بیان کیا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے تشہد پڑھا پھر کہا اما بعد! اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ کے ساتھ بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت قبول کی اور جس کے ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس پر ایمان لایا اور میں نے دو ہجرتیں کیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی:

٣٦٧٧ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ
وَهْبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ
ابْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَوَجَدَنِي
فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ
النَّاسِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تُمْهِلَ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ
وَالسُّنَّةِ وَتَخْلُصَ لِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَأْيِهِمْ
وَقَالَ عُمَرُ لَأَقُومَنَّ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ

اللہ کی قسم! میں نے نہ آپ کی نافرمانی کی اور نہ آپ سے دھوکہ کیا حتی کہ آپ وفات پا گئے۔ اس کی اسحاق کلبی نے شعیب کی متابعت کی اور کہا مجھ سے زہری نے یہ بیان کیا ہے۔

٣٦٧٦ — شرح : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے واپس تشریف لے آئے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی جبکہ ان کے ساتھ ان کی رفیقۂ حیات سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ اس لئے اُن سے کہا گیا کہ آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ (حدیث ٣٦٦٠ کی شرح دیکھیں)

٣٦٧٧ — ترجمہ : عُبَیدُ اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر واپس ہو رہے تھے جبکہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخری حج میں منیٰ میں اُن کے ساتھ رہے تھے تو اُنھوں نے مجھے (راستہ میں) پالیا عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا میں نے کہا یا امیر المؤمنین! حج کے موسم میں عام لوگ جمع ہوتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ مہلت دیں حتی کہ مدینہ منورہ تشریف لے چلیں۔ وہ دارِ ہجرت اور دارِ سنت ہے۔ وہاں آپ فقیہہ، مفکر اور عقلمند لوگوں کو پائیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے لوگوں سے یہ خطاب کروں گا۔

٣٦٧٧ — شرح : یہ حدیث مختصر ہے۔ کتاب المحاربین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما

٣٦٧٨ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ
ابْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنَى
حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكَى
عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ
عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِي
عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ

ان میں سے عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ ایک دفعہ میں منیٰ میں ان
سے روایت ہے کہ میں لوگوں کو پڑھایا کرتا تھا۔
کی اقامت گاہ میں تھا اور حضرت عمر فاروق کے آخری حج میں اُن کے پاس تھا وہ اچانک میرے پاس آکر کہنے
لگے۔ عجیب بات ہے کہ آج ایک آدمی امیرالمؤمنین عمر فاروق کے پاس آیا اور کہا اے امیرالمؤمنین فلاں شخص
کہتا ہے اگر عمر فاروق فوت ہوگئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ بخدا ابوبکر صدیق کی بیعت اچانک
ہوئی تھی جو پوری ہوگئی یہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ غصّہ سے بھر گئے اور کہنے لگے میں آج شام لوگوں سے خطاب
کرتا ہوں اور انہیں ایسے لوگوں سے باز رکھنے کی کوشش کروں گا جو ان کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں۔ تو عبدالرحمٰن
نے کہا میں نے کہا یا امیرالمؤمنین الخ کتاب المحاربین میں مفصّل بیان کریں گے۔ انشاء اللہ!

ترجمہ : خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ انصار کی خواتین سے
٣٦٧٨ ایک خاتون ام العلاء نے جس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیعت
کی تھی بیان کیا کہ عثمان بن مظعون اُن کے حصہ میں آئے جبکہ مہاجرین کو ٹھہرانے کے لئے انصار نے قرعہ اندازی
کی تھی۔ ام علاء نے کہا ہمارے پاس عثمان بیمار ہوگئے ہم نے بیماری میں ان کی خوب دیکھ بھال کی حتیٰ کہ وہ
فوت ہوگئے۔ ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں رہنے دیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے
تو میں نے کہا۔ اے ابا سائب تم پر اللہ کی رحمت ہو میری تمہارے لئے گواہی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے
اکرام دیا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے اسے نوازا ہے۔ ام اعلاء نے کہا میرا

اللهُ أَكْرَمَهُ قَالَتْ قُلْتُ لَا أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ فَمَنْ
قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللهِ الْيَقِينُ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَمَا
أَدْرِي وَاللهِ وَأَنَا رَسُولُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِهِ قَالَتْ فَوَاللهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا
بَعْدَهُ قَالَتْ فَأَحْزَنَنِي ذٰلِكَ فَنِمْتُ فَأُرِيتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ عَيْنًا
تَجْرِي فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهُ

۳۶۷۹ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ
يَوْمًا قَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ
سَرَاتُهُمْ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ

باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں میں نہیں جانتی ہوں (لیکن وہ ایسے نہیں تو) اور کون ہوگا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان تو انتقال کر چکے ہیں۔ بخدا میں اُن کے لئے اچھی اُمید رکھتا ہوں۔ بخدا میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ ام علاء نے کہا بخدا ! اس کے بعد میں کسی کا تزکیہ نہیں کروں گی۔ ام علاء نے کہا مجھے اس کلام سے کافی رنج ہوا۔ میں رات کو سوئی تو خواب میں عثمان بن مظعون کا جاری چشمہ دیکھا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا (اس کی تعبیر) عثمان کا عمل ہے۔ (اس کی مکمل تشریح حدیث ع ۱۱۶۳ کی شرح میں دیکھیں)

۳۶۷۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یوم بُعاث وہ دن تھا جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلے سے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ان کی جماعتیں انتشار کا شکار ہو چکی تھیں اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔

۳۶۷۹ — شرح : اگر ان کی جماعتوں میں انتشار نہ ہوتا اور ان کے سردار قتل نہ ہوتے تو وہ اپنی ریاست کو باقی رکھنے کے لئے کبھی جناب

۳۶۸۰ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَیْهَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا یَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰی وَعِنْدَهَا قَیْنَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِمَا تَعَازَفَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّیْطَانِ مَرَّتَیْنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمَا یَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَاِنَّ عِیْدَنَا هٰذَا الْیَوْمُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نہ ہوتے (حدیث ۳۵۲۲ کی شرح دیکھیں)

۳۶۸۰ — ترجمہ: ہشام نے اپنے والد سے انھوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ عید الفطر یا عید الضحیٰ کے دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے۔ ام المومنین کے پاس دو لڑکیاں تھیں جو بعاث کی جنگ میں انصار کی بہادری کے اشعار کہہ رہی تھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو بار کہا شیطان کی مزمار (شیطانی گانا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج کا دن ہماری عید ہے۔

۳۶۸۰ — شرح: اصل میں قینۃ مُغنّیہ ہے۔ لیکن قینہ کے ساتھ اس کے غنا کا ذکر نہیں اسی لئے علامہ خطابی نے کہا قینتین سے مراد دو لڑکیاں ہیں جو گانے والی عورتیں نہیں تھیں۔ علامہ کا مقصد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر گانے والی عورتوں سے پاک و صاف تھا۔

اس تفسیر کے مطابق "بما تناذفت الانصار" کا متعلق مفہوم کے مطابق ہوگا وہ یہ ہے "قینتان تنشدان بما تقاذفت الانصار"

بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے۔ قینتان تغنیان بما تقاذفت الانصار۔ یعنی دو لڑکیاں گا رہی تھیں۔ جو انصار نے بعاث کی جنگ میں شعر کہے تھے۔

(حدیث ۹۱۰ میں پوری تقریر کا مطالعہ کریں)

٣٦٨١ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
ح وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ
سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ
الضُّبَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ
بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ
إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ قَالَ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِينَ سُيُوفَهُمْ قَالَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ
إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ
حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ
الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ
فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي

٣٦٨١ ترجمہ : ابوالتیاح یزید بن حُمید ضُبَعی نے کہا مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو عوالی مدینہ میں ایک قبیلہ کے پاس اقامت فرمائی جنہیں بنو عمرو بن عوف کہا جاتا ہے۔ آپ ان میں چودہ روز ٹھہرے پھر بنی نجار کے سرداروں کو پیغام بھیجا وہ مسلح ہوکر آئے گویا کہ میں اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری پر دیکھ رہا ہوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بنو نجار کے سردار آپ کے اردگرد ہیں۔ حتی کہ آپ نے ابوایوب کے گھر کے صحن میں سامان رکھ دیا جہاں بھی نماز کا وقت ہوجاتا آپ نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ پھر آپ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور بنو نجار کے سرداروں کو بلایا وہ حاضرِ خدمت ہوئے تو فرمایا اے بنی نجار تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو! انھوں نے کہا بخدا ایسا نہ ہوگا ہم اس کی قیمت اللہ سے لیں گے۔ انس نے

حَائِطَكُمْ هٰذَا فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ قَالَ فَكَانَ فِيْهِ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ كَانَتْ فِيْهِ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَتْ فِيْهِ خَرِبٌ وَ كَانَ فِيْهِ نَخْلٌ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ جَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

کہا وہاں یہ چیزیں تھیں جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ اس جگہ مشرکوں کی قبریں تھیں وہاں گڑھے تھے۔ اور اس میں کھجور کے درخت تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی قبروں کے متعلق حکم دیا تو وہ کھدوا ڈالیں۔ گڑھوں کو ہموار کیا گیا اور کھجور کے درخت کٹوا دیئے۔ انس نے کہا صحابہ کرام نے کھجور کے درخت مسجد کے قبلہ میں سیدھے کر کے رکھ دیئے اور اس کی دونوں طرف پتھر بچھا دیئے۔ انس نے کہا وہ ان پتھروں کو اٹھا کر لاتے جبکہ وہ یہ رجز پڑھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ فرماتے تھے اے اللہ! بھلائی صرف آخرت کی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی امداد فرما!

۳۶۸۱ — **شرح** : مدینہ منورہ سے نجد کی جہت کو عالیہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ تہامہ کی جہت کو سافلہ کہا جاتا ہے۔ قباء عوالی مدینہ میں ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا علو مدینہ میں نزول فرمانا سرفرازی اور بلندی کی نیک فال ہے۔

(حدیث ۴۲۰ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهٖ

۳۶۸۲ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَیْدِ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ یَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ اُخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِیْ سُکْنٰی مَکَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لِلْمُهَاجِرِیْنَ بَعْدَ الصَّدَرِ

باب — حج ادا کرنے کے بعد مہاجر کا مکہ مکرمہ میں اقامت کرنا

۳۶۸۲ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن حُمید زُہری نے کہا میں نے عمر بن عبدالعزیز سے سُنا کہ وہ سائب بن اُخت نمر سے پوچھتے تھے کہ تم نے مکہ مکرمہ میں اقامت کرنے کے متعلق کیا سُنا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے علاء بن حضرمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر کو طواف صدر کے بعد تین دن اقامت کی اجازت ہے۔

۳۶۸۲ — شرح : یعنی فتح مکہ سے پہلے ان لوگوں کے لئے منیٰ سے واپسی کے بعد مکہ میں اقامت حرام تھی جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر جب وہ حج و عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ گئے تو انہیں حج ادا کرنے کے بعد صرف تین دن اقامت کی اجازت تھی اس سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن کی اقامت کو سفر ہی کہا جائے گا اور تین دن اقامت کرنے والا مسافر کے حکم میں ہے اور جو لوگ مہاجرین مکہ نہیں تھے ان کے لئے مکہ مکرمہ میں اقامت جائز تھی اس میں کسی کا خلاف نہیں (عینی، کرمانی)

بَابُ التَّارِيخِ وَمِنْ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيخَ

٣٦٨٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ

باب تاریخ کی ابتداء

٣٦٨٣ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا لوگوں کی تاریخ کا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے نہ کیا اور نہ ہی آپ کی وفات سے شمار کیا۔ صرف آپ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے تاریخ کا شمار کیا۔

٣٦٨٣ — شرح : عمدۃ القاری میں تاریخ کی تفصیل کچھ اس طرح ذکر ہے کہ تاریخ کی ابتداء میں اختلاف رائے بکثرت پایا جاتا ہے۔ ابن جوزی نے شعبی کی طرف اسناد کرتے ہوئے کہا جب زمین میں لوگ زیادہ ہوگئے اور اطراف و اکناف میں پھیل گئے تو انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے زمین پر تشریف لانے سے تاریخ کی ابتداء کی۔ یہ طوفانِ نوح تک رہی۔ پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانہ تک رہی پھر یوسف علیہ السلام کے زمانہ تک پھر موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لینے تک پھر داود علیہ السلام کے زمانہ تک پھر سلیمان علیہ السلام کے زمانہ تک پھر عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک رہی۔ عربوں نے مشہور زمانہ سے تاریخ کی ابتداء کی جیسے لسبوس و داحس کی جنگ۔ لسبوس کی جنگ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ساٹھ سال کا وقفہ ہے۔ رومیوں نے دارا کے قتل سے تاریخ شروع کی۔ یہ ان پر فارسیوں کے غلبہ تک رہی۔ یہودیوں نے بیت المقدس کی تباہی و بربادی سے تاریخ شروع کی اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے سے تاریخ کی ابتداء کی۔ اسلامی تاریخ میں بھی اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں انس

۳۶۸۴ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُولٰى تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ

بن مالک سے روایت کی کہ تاریخ کی ابتداء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیع الاوّل میں مدینہ منورہ تشریف لانے سے ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے۔ تاریخ کا قطعًا تعین نہ تھا وہ صرف سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے ایک مہینہ دو مہینے ہوئے کہا کرتے تھے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے اور تاریخ ختم ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور چار سال عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کے اسی طرح گزر گئے۔ پھر عمر فاروق نے تاریخ وضع کی۔ کیونکہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق کو خط لکھا تھا کہ آپ کے خطوط ہمارے پاس آتے ہیں اُن پر تاریخ نہیں ہوتی۔ آپ تاریخ لکھا کریں تاکہ احوال کی استقامت باقی رہے۔ اس لئے عمر فاروق نے تاریخ شروع کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب عمر فاروق نے تاریخ شروع کرنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام کو جمع کرکے اُن سے مشورہ لیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تاریخ شروع کریں۔ حضرت طلحہ نے کہا آپ کی بعثت سے شروع کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہجرت سے تاریخ کی ابتداء کریں۔ کیونکہ ہجرت حق و باطل کے درمیان فارق ہے۔ بعض نے آپکے میلاد شریف سے تاریخ چلانے کا مشورہ دیا۔ یہ فیصلہ ہجرت کے سولہویں یا سترھویں سال طے پایا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول پر اتفاق کیا گیا اور انہی کے قول پر سال کا پہلا مہینہ محرم سے شروع ہوا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاوّل میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ محرم سے ابتداء کیوں ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مکہ سے ہجرت کی ابتداء محرم میں ہوئی تھی

۳۶۸۴ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو چار چار رکعتیں فرض کی گئی اور سفر کی نماز پہلی حالت پر باقی رہی۔ عبدالرزاق نے معمر سے روایت کرنے میں یزید بن زُریع کی مطابعت کی۔ ‹‹ (حدیث ۳۴۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَمَرْثِيَتَهُ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

۳۶۸۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ لِيْ وَاحِدَةٌ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قَالَ فَاَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ الثُّلُثُ يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت قبول کر" اور جو لوگ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے ان کے لئے افسوس کرنا۔

۳۶۸۵ — شرح: عامر بن سعد بن مالک نے اپنے والد سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اس بیماری میں میری عیادت کی جس سے میں موت کے قریب ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ دیکھتے ہیں جہاں تک میری

يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا آجَرَكَ اللهُ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي اِمْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَوَفَّى بِمَكَّةَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَمُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ

بیماری پہنچی ہے۔ میں مال دار ہوں۔ میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔ کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا نصف مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ فرمایا ایک تہائی صدقہ کرو۔ اے سعد ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ تمہارا اپنی اولاد کو مال دار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ انہیں بھوکے چھوڑو وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔

احمد بن یونس اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی اُنھوں نے کہا: تمہارا اپنے وارثوں کو چھوڑنا

تم جو بھی خرچ کرو جس میں اللہ کی رضا مطلوب ہو اس کا بدل اللہ تمہیں اجر دیگا حتیٰ کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ کرو "اس پر بھی ثواب ملے گا" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد زندہ مکہ میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا تم ہرگز پیچھے نہیں رہو گے۔ اور جو کوئی کام کرو گے جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہو مگر اس کی وجہ سے تمہارا درجہ اور مرتبہ اور زیادہ ہوگا۔ شاید تم مکہ میں زندہ رہو گے حتیٰ کہ تمہارے سبب ایک قوم نفع اٹھائے گی اور دوسرے لوگ ضرر پائیں گے۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت قبول کر اور انہیں ایڑیوں کے بل نہ لوٹا مگر شدید محتاج تنگ حال سعد بن خولہ پر افسوس کرتے تھے کہ وہ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے۔

(حدیث ۱۲۲۱ کی شرح دیکھیں)

عَنْ اَشْيَآءَ فَقَالَ اِنِّىْ سَآئِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ مَا
اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا
بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ اِلٰى اَبِيْهِ وَاِلٰى اُمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِىْ بِهٖ جِبْرِيْلُ
اٰنِفًا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَالَ اَمَّا
اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ
وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ وَ
اَمَّا الْوَلَدُ فَاِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا
سَبَقَ مَآءُ الْمَرْاَةِ مَآءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ
قَوْمٌ بُهْتٌ فَسَلْهُمْ عَنِّىْ قَبْلَ اَنْ يَّعْلَمُوْا اِسْلَامِىْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ
فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ فِيْكُمْ

کئے اور کہا میں آپ سے تین چیزوں سے متعلق دریافت کرتا ہوں جنہیں صرف نبی ہی جانتے ہیں۔ قیامت کی پہلی شرط کیا ہے؟ پہلا کھانا جو جنتی کھائیں گے وہ کیا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے کبھی ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے ابھی ابھی جبرائیل نے خبر دی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا فرشتوں میں وہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ فرمایا قیامت کی پہلی شرط آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب میں لے جائے گی۔ پہلا طعام جو جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا۔ جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوگا اور جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ ماموں کے مشابہ ہوگا۔ عبداللہ بن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ! یہودی بہتان باز قوم ہے انہیں میرے اسلام کا علم ہونے سے پہلے میرے متعلق پوچھیں چنانچہ یہودی آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ یہودیوں نے کہا وہ ہم سے

قَالُوا أَخْيَرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا أَعَاذَهُ اللهُ
مِنْ ذَالِكَ فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللهِ
فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ قَالُوا شَرُّنَا
وَابْنُ شَرِّنَا وَتَنَقَّصُوهُ قَالَ هٰذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللهِ

٣٦٨٨ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ
عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مُطْعِمٍ قَالَ بَاعَ شَرِيكٌ
لِي دَرَاهِمَ فِي السُّوقِ نَسِيئَةً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ أَيَصْلُحُ هٰذَا
فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوقِ فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ
فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

بہتر ہے اور بہتر کا بیٹا ہے اور ہم سے افضل ہے اور افضل کا بیٹا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے؟ اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے اسلام سے بچائے۔ آپ نے ان پر پھر اعادہ کیا تو اُنھوں نے اُسی طرح کہا۔ پھر عبداللہ بن سلام باہر نکل آئے اور کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ! (یہ سُن کر) یہودیوں نے کہا یہ ہم میں سے شریر ہے اور شریر کا بیٹا ہے اور اس کی تنقیص کرنے لگے۔ عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ! میں ان سے اسی بات کا خوف کرتا تھا

٣٦٨٧ — شرح: علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہا جاتا ہے کہ مچھلی کا جگر نہائت ہی لذیذ ہوتا ہے اور یہ بہترین طعام ہے۔ ثوبان کی حدیث میں ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کا ناشتہ مچھلی کے جگر سے ہوگا۔ یہ وہی مچھلی ہے جس پر زمین قائم ہے۔ اس میں دُنیا کے ختم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ نیز ثوبان کی حدیث میں ہے کہ مچھلی کا جگر کھلانے کے بعد بیل ذبح کیا جائے گا جواب جنت میں کھاتا پیتا ہے۔ (حدیث ع ٣١١٤ کی شرح دیکھیں)

٣٦٨٨ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن مطعم نے کہا میرے ایک ساتھی نے بازار میں چند

نَتَبَايَعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَلَا يَصْلُحُ وَالْقَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلَهُ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ وَقَالَ نَسِيْئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجِّ

بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُوْدِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ هَادُوْا صَارُوْا يَهُوْدًا وَأَمَّا قَوْلُهُ هُدْنَا تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ

٣٦٨٩ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ آمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لَآمَنَ بِيَ الْيَهُوْدُ

اشرفیاں اُدھار فروخت کیں تو میں نے کہا سبحان اللہ! کیا یہ جائز ہے؟ اُس نے کہا سبحان اللہ! بخدا میں نے انہیں بازار میں فروخت کیا کسی نے انہیں معیوب نہیں سمجھا پھر میں نے براء بن عازب سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے جبکہ ہم اس طرح خرید و فروخت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا جو نقد ہو اس میں حرج نہیں اور جو ادھار ہو وہ جائز نہیں زید بن ارقم کے پاس جاؤ ان سے پوچھو وہ ہم میں بہت بڑے تاجر ہیں۔ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تو اُنھوں نے بھی اسی طرح کہا۔ کبھی سفیان نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ ہم خرید و فروخت کرتے تھے اور ہم موسم یا حج تک ادھار خرید و فروخت کرتے تھے۔

٣٦٨٨ — شرح: قال سفیان" سے مراد یہ ہے کہ سفیان نے کبھی تو یہ روایت کی ہے اور اس میں ادھار کی مدت کی تعیین نہیں تھی اور کبھی ادھار کی مدّت کی تعیین بیان کی ہے کہ وہ موسم یا حج تک مدت ادھار کرتے تھے۔ (حدیث ٢٠٦٠ اور حدیث ٢٢٣٢ کی شرح دیکھیں)۔

باب — جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کا آپ کے پاس آنا

ہادوا ، کے معنی ہیں وہ یہودی ہوگئے اور اللہ کا قول ہدنا ، کے معنی ہیں ہم نے توبہ کی۔ ہائد کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

۳۶۸۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دس یہودی مجھ پر ایمان لے آتے تو سارے یہودی مجھ پر ایمان لے آتے۔

۳۶۸۹ — شرح : یعنی اگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے یا اس کے بعد متصل دس یہودی مسلمان ہوجاتے تو سب یہودی ان کی متابعت میں مسلمان ہوجاتے لیکن وہ ایمان نہ لائے اس لئے تمام یہودی مسلمان نہیں ہوئے اور حدیث میں دس یہودیوں سے مراد متعین یہودی ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۂ مائدہ میں ذکر کیا ہے ان میں صرف عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن صُوریا ایمان لائے۔ دس سے عام یہودی مراد نہیں کیونکہ عام تو بیسیوں یہودی مسلمان ہوئے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ علامہ بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ ایک یہودی عالم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ یوسف کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا تو وہ یہودیوں کی ایک جماعت ہمراہ لایا اور سب مسلمان ہوگئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ساتھ آنے والے عام یہودی تھے۔ معین یہودی نہیں تھے۔ اور دس سے عام یہودی مراد نہیں بلکہ علماء مراد ہیں اور وہ ابو یاسر بن اخطب حُیَیّ بن اخطب، کعب بن اشرف، رافع بن ابی حقیق۔ یہ بنی نضیر کے یہودی علماء تھے اور بنی قینقاع سے عبداللہ بن حنیف، فنحاص، رفاعہ بن زید اور بنی قریظہ سے زبیر بن باطیا، کعب بن اسد اور شمویل بن زید ہیں ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ہُوا۔ جبکہ ان میں سے ہر ایک یہودیوں کا رئیس تھا۔ اگر وہ اسلام قبول کرتے تو عام یہودی ان کی پیروی کرتے۔

٣٦٩٠ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْغُدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ اُسَامَةَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وَاِذَا اُنَاسٌ مِنَ الْیَهُوْدِ یُعَظِّمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ وَیَصُوْمُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِصَوْمِهٖ فَاَمَرَ بِصَوْمِهٖ

٣٦٩١ — حَدَّثَنِیْ زِیَادُ بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وَجَدَ الْیَهُوْدَ یَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا هٰذَا هُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ اَظْهَرَ اللّٰهُ فِیْهِ مُوْسٰی وَبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ تَعْظِیْمًا لَّهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْكُمْ ثُمَّ اَمَرَ بِصَوْمِهٖ

٣٦٩٠ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ آپ کیا دیکھتے ہیں کہ یہودی عاشوراء کے دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس دن روزہ رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (حدیث ١٨٨٠ کی شرح دیکھیں)

٣٦٩١ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ اُن کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غالب کیا تھا۔ ہم اس دن کی تعظیم کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں اور اس دن روزہ رکھنے

٣٦٩٢ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ

٣٦٩٣ـــ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّءُوهُ أَجْزَاءً فَآمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ

کا حکم فرمایا (حدیث ع ۱۸۸۱ کی شرح دیکھیں)

٣٦٩٢ـــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر کے بالوں کو لٹکاتے تھے اور مانگ نہیں نکالتے تھے اور مشرک مانگ نکالا کرتے تھے۔ اور اہل کتاب مانگ نہیں نکالتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس شئی میں اللہ کا حکم نہ ہوتا تھا اس میں اہل کتاب کی موافقت کیا کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مانگ نکالنے لگے۔ (حدیث ع ۳۲۳۰ کی شرح دیکھیں)

٣٦٩٣ـــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ اہل کتاب ہی ہیں جنہوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ اس کے بعض پہ ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا (یعنی وہ بعض قرآن پہ ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا)

بَابُ اِسْلَامُ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ

٣٦٩٤ــــ حَدَّثَنِیْ الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ اَنَّہٗ تَدَاوَلَہٗ بِضْعَۃَ عَشَرَ مِنْ رَبٍّ اِلٰی رَبٍّ

باب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا "

٣٦٩٤ــــ ترجمہ: ابو عثمان نے سلمان فارسی سے بیان کیا کہ انہیں چند اور دس مالک یکے بعد دیگرے قبضہ میں لیتے رہے

٣٦٩٤ــــ شرح: سلمان فارسی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ جب اُن سے ان کے نسب کے متعلق پوچھا گیا تو جواب دیا میں سلمان بن اسلام ہوں۔ دراصل وہ مجوسی تھے اور حق مذہب کی تلاش میں گھر سے بھاگ نکلے اور ایک راہب کے پاس چلے گئے پھر اس کی وفات کے بعد دوسرے راہب کے پاس چلے گئے پھر اس کی وفات کے بعد تیسرے راہب کے پاس چلے گئے اس طرح یکے بعد دیگرے ان کے مرنے کے بعد مختلف راہبوں کے پاس جاتے رہے۔ ان میں سے آخری راہب نے انہیں حجاز مقدس جانے کا مشورہ دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی انہیں خبر دی۔ اُنھوں نے عربوں کے قافلہ میں آپ کے حضور جانے کا ارادہ کیا تو اُنھوں نے دھوکہ سے انہیں وادی القریٰ میں فروخت کر دیا۔ پھر انہیں بنی قریظہ کے ایک یہودی نے خرید لیا وہ انہیں مدینہ منورہ لے آیا۔ وہاں کچھ مدت رہے جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ آپ کے پاس صدقہ لے کر آئے جسے حضور نے نہ کھایا۔ پھر ہدیہ پیش کیا تو آپ نے قبول کر لیا۔ پھر اُنہوں نے ختم نبوت دیکھی۔ جب کہ راہب نے انہیں ان علامتوں سے آگاہ کیا ہوا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا اور سارا حال ان سے بیان کیا تو وہ مسلمان ہو گئے اور اکابر صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب

۳۶۹۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْبِيكَنْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ يَقُوْلُ اَنَا مِنْ رَامَهُرْمُزَ

۳۶۹۶ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيْسٰى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتُّمِائَةِ سَنَةٍ

ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر خریدا کہ انہیں آزاد کردیں لیکن مشہور یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ اپنے مالک سے عقد کتابت کرلو تو انھوں نے اس شرط پر مکاتبت کی کہ اس کے لئے تین سو کھجور کے درخت لگائیں گے اور چالیس اوقیہ سونا ادا کریں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سارے درخت لگائے اور صحابہ سے فرمایا اپنے بھائی سلمان کی مدد کرو انھوں نے اعانت کی اور سارا مال ادا کردیا۔

جب خندق کھودتے وقت انصار ومہاجرین نے باہم جھگڑا کیا انصار نے کہا سلمان ہم سے ہے مہاجرین نے کہا سلمان ہم سے ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق کا حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا پیا کرتے تھے۔ دو سو پچاس برس بقید حیات رہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ کہا گیا ہے کہ ساڑھے تین سو سال زندہ رہے۔ کہا گیا ہے انھوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وحی پائی ہے۔ ۳۶ ہجری کو مدائن میں فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون "

(حدیث ۲۰۷۸ سے قبل باب حربی کافر سے غلام خریدنا اور اس کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنے کی شرح دیکھیں)

۳۶۹۵ — ترجمہ: ابو عثمان نے کہا کہ میں نے سلمان فارسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رامہرمز کا رہنے والا ہوں۔

۳۶۹۶ — ترجمہ: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عیسیٰ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہما السلام کے درمیان چھ سو سال کا زمانہ فترت کا زمانہ ہے۔

شرح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلمان فارسی نے کہا میں اصبہان کے ایک گاؤں جیّ کا رہنے والا ہوں میرا والد جاٹ تھا۔ ان احادیث کا باب کے عنوان سے تعلق اس طرح ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مختلف آقاؤں کے غلام رہنے اور اپنے وطن سے ہجرت کرنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے (کرمانی)

فترت کے معنیٰ ہیں انقطاع یعنی وہ مدت جس میں اللہ کی طرف سے کوئی رسول مبعوث نہ ہو۔ لیکن اس زمانہ میں نبی ہو سکتا ہے۔ جو آخری رسول کی شریعت کی تبلیغ کرے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فترت کے زمانہ میں کئی انبیاء علیہما السلام تشریف لائے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک حنظلہ بن صفوان ہیں جو اصحاب رسّ کے نبی تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں فترت کے زمانہ میں تھے۔ دوسرے خالد بن سنان عبسی ہیں۔ طبرانی نے اپنے اسناد سے ابن عباس سے روایت کی کہ خالد بن سنان کی لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس کے لئے چادر بچھا دی اور فرمایا یہ اس نبی کی بیٹی ہے جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا تھا۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ظہور فرمایا تو خالد بن سنان کی بیٹی آپ کے پاس آئی جبکہ وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ آپ نے اسے مرحبا کہا اور فرمایا میرے بھائی کی بیٹی کا آنا مبارک ہو۔ اس کا والد نبی تھا لیکن اس کی قوم نے اسے ضائع کر دیا۔ تیسرے شعیب بن ذی مھزم ہیں وہ شعیب بن صیفون کے سوا ہیں۔ سہیلی نے ذکر کیا وہ معد بن عدنان کے زمانہ میں عربی نبی تھے۔ ابن کثیر نے کہا یہ نیک لوگ تھے نبی نہ تھے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عیسیٰ بن مریم کے بہت قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ بعض علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نبی مرسل ہو اور جائز ہے کہ نبی ہو رسول نہ ہو جو آخری رسول کی شریعت کی تبلیغ کرتا ہو۔

اَلْحَمْدُ عَلَى التَّمَامِ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

علامہ غلام رسول رضوی غفرلہ ۴، ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرس

تفہیم البخاری

حصہ پنجم = پارہ : ١٣ تا ١۵

تفہیم البخاری

حصہ ششم (۶)

تالیف : شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

صحیح بخاری کی اُردو شرح اپنی مثال خود ہے اس کے پہلے پانچ حصے منصہ شہود ہیں آچکے ہیں حصہ ششم زیر طباعت ہے ۔ عنقریب انشاء العزیز بخاری شریف کی مکمل اُردو شرح تدریجاً قارئین کرام کی زینت مطالعہ ہوگی ! آپ کی دعاؤں سے یہ دینی فریضہ پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے

دکان سعدیہ کو مشکور دا